ضمیمہ الفضل قادیان ۱۹۲۲ء

THE ALFAZL QADIAN

فہرست مضامین

اخبار الفضل

دار الامان قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۱ تا ۱۰۲ | از ۴ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء تا ۳۰ جون سنہ ۱۹۲۲ء | جلد ۹

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مضامین۔ خطبات۔ تقریریں۔ مکتوبات۔ ڈائری

(ب ۔ پ)

(ت)

(ٹ)

(ج)

چ

(ح)

(خ)

(د)

(ر)

غیر مبائعین کے متعلق مضامین

ایک غیر مبائع کی خوش فہمی .. .. .. نمبر ۹۸ صہ ۵
اتمام حجت نمبر ۳ پر نظر .. .. .. نمبر ۹۸ صہ ۷
ایک پر حکمت حکم پر پیغام کی بیہودہ سرائی .. نمبر ۹۹ صہ ۷

(پ)

پیغام کے سولہ اعلان .. .. .. نمبر ۱۲ صہ ۵
پیغامی مبلغ کی ایمانداری .. .. .. نمبر ۲۵ صہ ۴
پیغام اور مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانیوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش .. نمبر ۱۰ صہ ۵
پیغام نافرجام کا حملہ ناکام .. .. .. نمبر ۹۴ صہ ۸
پیغام نے الفضل کا مطالبہ پورا نہیں کیا .. نمبر ۹۶ صہ ۹
پیغام کو کھلا چیلنج منظور .. .. .. نمبر ۷۱ صہ ۶
پیغام کی غلط بیانی .. .. .. نمبر ۹۳ صہ ۹

(ت ۔ ٹ)

تحریر امام اور پیغام نافرجام .. .. .. نمبر ۵ صہ ۹
ٹریکٹ اتمام الحجۃ نمبر ۲ کا جواب .. .. .. نمبر ۱۰ صہ ۴
" " " " نمبر ۸۵ صہ ۳ نمبر ۹۵ صہ ۴
" " " نمبر ۳ کا جواب .. .. نمبر ۹۶ صہ ۳

(ح)

حجت ملزمہ (بجواب اتمام الحجۃ) .. .. نمبر ۳۵ صہ ۳
حلف اٹھا سکیں گے .. .. نمبر ۹۶ صہ ۳
حجۃ اللہ بجواب اتمام الحجۃ نمبر ۳ .. .. نمبر ۸۶ صہ ۳

(خ)

خواجہ پیغام کا حملہ ناکام .. .. .. نمبر ۳ صہ ۷
(حضرت) خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ پر مولوی محمد علی صاحب کا افترا نمبر ۱۹ صہ ۸
" " " " " نمبر ۵۵ صہ ۶

خلیفہ برحق پر پیغام کا افترا .. .. .. نمبر ۷ صہ ۹
ختم نبوت اور عسل مصفےٰ .. .. .. نمبر ۷۴ صہ ۹
خاتم النبیین کے بعد نبی حضرت خلیفہ اول کا عقیدہ نمبر ۹۰ صہ ۹

(ز)

زندہ بادرم بچیلے .. .. .. نمبر ۳۸/۳۹ صہ ۱۲

(س ۔ ص)

سنہ ۱۹۳۲ء کی سب سے پہلی پیغامی حماقت ۔ نمبر ۵ صہ ۹
صادق پیغاموی سے ایک حوالہ کا مطالبہ ۔ نمبر ۵۴ صہ ۷
" " " " " نمبر ۵۵ صہ ۷

(غ)

غیر مبائعین [illegible] گاندھی کے پیچھے .. .. نمبر ۱۶ صہ ۳
" " " " " نمبر ۲۶ صہ ۳
غیر مبائعین سے صلح .. .. .. نمبر ۴۱ صہ ۳
غیر مبائعین کا رویہ حضرت مسیح موعود کے متعلق ۔ نمبر ۴ صہ ۳
غیر مبائعین کے سابقہ عقاید .. .. .. نمبر ۴۸ صہ ۳
غیر احمدی کیوں پیش امام نہیں ہو سکتا .. .. نمبر ۹۸ صہ ۷

(ک)

کشمیر میں نئے احمدی .. .. .. نمبر ۱۸ صہ ۴
کیا مولوی محمد علی صاحب گورنمنٹ کے خلاف تلوار اٹھانے والے ہیں ۔ نمبر ۳۹ صہ ۴
کیا پیغام نے مطالبہ پورا کر دیا .. .. نمبر ۹۹ صہ ۷
(خواجہ) کمال الدین اور اسلامی فقر .. .. نمبر ۱۰۰ صہ ۸

(ل)

لنڈن میں احمدیوں کی عید اضحیٰ .. .. نمبر ۲۴ صہ ۵

(م)

(مولوی) محمد علی صاحب کی النبوۃ فی الاسلام .. نمبر ۱۰ صہ ۸
(مفتی) محمد صادق اور ایڈیٹر پیغام کا ذنب .. نمبر ۱۰ صہ ۹
(مولوی) محمد علی صاحب کا بیت العنکبوت .. نمبر ۱۰ صہ ۹
(مولوی) محمد علی صاحب لاہوری سے خطاب .. نمبر ۲۴ صہ ۹
(مولوی) محمد علی صاحب کے متعلق نوٹ کی تصحیح .. نمبر ۳۴ صہ ۷
(حضرت) مسیح موعود کے قدیمی صحابہ کرام کا مذہب نمبر ۳۴ صہ ۹
(مولوی) محمد علی صاحب کی قادیان میں آمد و روانگی ۔ نمبر ۳۴ صہ ۱
(حضرت) مسیح موعود اور کفر کا سوال .. .. نمبر ۴۲ صہ ۴
(حضرت مفتی) محمد صادق صاحب کا مذہب دربارہ نبوت مسیح موعود ۔ نمبر ۴۲ صہ ۸
" " " " " " نمبر ۴۵ صہ ۸
(مولوی) محمد علی صاحب کا ایک ضروری اعلان .. نمبر ۴۴ صہ ۳
(مولوی) محمد علی صاحب نے اپنے ضروری اعلان کو کہاں تک پاس کیا .. نمبر ۴۴ صہ ۳
(مولوی) محمد علی صاحب کی عہد شکنی .. .. نمبر ۵۸ صہ ۱
" " " " " نمبر ۴۷ صہ ۵
(مولوی) محمد علی صاحب کا چیلنج منظور .. .. نمبر ۶۵ صہ ۲
(مولوی) محمد علی صاحب کا نکتہ لطیفہ .. .. نمبر ۶۷ صہ ۴
(حضرت) مسیح موعود کی نبوت پر حضرت خلیفہ اول کی شہادت نمبر ۷۵ صہ ۹
(مولوی) محمد علی صاحب سے گفتگو .. .. نمبر ۸۱/۸۲ صہ ۶
(حضرت) مسیح موعود کے ایک الہام کی تصحیح .. نمبر ۹۶ صہ ۲
(مولوی) محمد علی صاحب کا پرانا خط نبوت کے متعلق .. نمبر ۱۰۱/۱۰۲ صہ ۹

(و)

واقعہ ڈیرہ نانک کے متعلق نامہ نگار پیغام کی غلط بیانی .. .. نمبر ۳۶ صہ ۸
" " " " .. نمبر ۳ صہ ۶

غیر احمدیوں کے متعلق مضامین

(ث)

ابو ثناء [illegible] سرکار سے معافی .. .. نمبر ۱ صہ ۹
امام بیہقی کی کتاب الاسماء و الصفات کے حوالہ کی حقیقت نمبر ۹ صہ ۷
(حضرت) امام مہدی علیہ السلام کا انتظار .. نمبر ۸ صہ ۹

عیسائیوں کے متعلق مضامین

آریوں اور سناتنیوں کے متعلق مضامین

مختلف مذاہب کے متعلق مضامین

متفرق مضامین

(ا)

(ب - پ)

(ت - ٹ)

(ح - خ)

(د)

(ر)

(س - ش)

(ع)

(ک)

(گ)

(ل)

(م)

(و)

(ھ)

منظومات

تمام تجربوں کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچ چکی تھی کہ جب کوئی مہدی نمودار ہوا اسی وقت ملک کا امن برباد ہو جائیگا اور بے گناہ لوگوں کی جانیں مذہب کے نام پر ظلم کے دیوتا کی بھینٹ چڑھائی جائینگی ۔

مشکلات کے باوجود ترقی

مگر باوجود ان تمام روکوں کے بانی سلسلہ علی رؤس الاشہاد اس بات کا اعلان کرتے رہے کہ وہ ان سب مشکلات پر غالب آجائینگے ۔ اور ان کا سلسلہ دنیا کے کناروں تک پھیل جائیگا ۔ کیونکہ ان کو خدا نے بتایا ہے کہ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔ اور دنیا کی بعید ترین مسافتوں سے لوگوں کو تیرے پاس کھینچ کر لاؤں گا ۔ مہینے کے بعد مہینہ اور سال کے بعد سال اس دعویٰ کے بعد گذرتا گیا ۔ اور مخالفت مسلسل بواعث سے بار بار زیادہ سے زیادہ شدید صورتوں میں ظاہر ہوتی چلی گئی ۔ لیکن باوجود اس کے ایک ایک کر کے اس سلسلہ میں لوگ داخل ہوتے چلے گئے ۔ اور آج سے تیرہ سال پہلے جب بانی سلسلہ علیہ السلام فوت ہوئے ۔ تو ان کی جماعت کی تعداد ہزاروں سے گذر کر لاکھوں تک پہنچ چکی تھی ۔

دنیا میں قیام امن کے لئے بانی احمدیت کی خدمت

جناب عالی ! دنیا کی اس مذہبی خدمت کے ذکر کرنے کا یہ موقعہ نہیں ۔ جو بانئ سلسلہ نے کی ہے ۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ جناب اس خدمت کو معلوم کر کے خوش ہونگے ۔ جو انہوں نے دنیا کے امن کے قیام کے لئے کی ہے ۔ جس وقت آپ نے دعویٰ کیا ہے ۔ اسوقت تمام عالم اسلامی جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا ۔ اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے پیپے کی طرح بھڑکنے کے لئے صرف ایک دیاسلائی کا محتاج تھا ۔ مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اسقدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گذرے تھے ۔ کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لئے خطرہ کا موجب خیال کرتی تھی ۔ اس کے لئے ایک غیر معمولی اعانت کا موجب تھا ۔ جو لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے تھے وہ تو اس امر کی سچائی کے قائل ہوتے ہی تھے ۔ جو سخت سے سخت مخالف تھے ۔ اور جنہوں نے جہاد کے مسئلہ کے انکار کی وجہ سے جو لوگوں میں رائج تھے ۔ بانی سلسلہ پر کفر کا فتویٰ دیا تھا ۔ ان کو بھی دلائل کے زور سے تنگ آ کر اپنے خیالات کو بدلنا پڑا ۔ اور مخالف علماء میں سے کئی نے صاف لفظوں میں اس تعلیم کو تسلیم کر لیا ۔ جو اس مسئلہ کے متعلق بانی سلسلہ دیتے تھے ۔ حتیٰ کہ پانیر نے سرحدی حالات کے ضمن میں اس امر کو تسلیم کیا ۔ کہ اس سلسلہ کی اشاعت نے لوگوں کے خیالات میں ایک عجیب تغیر پیدا کر دیا ہے ۔

قیام امن کی تعلیم

شروع دن سے وہ اس امر پر زور دیتے رہے ہیں کہ اسلامی تعلیم کے مطابق جو شخص جس حکومت کے ماتحت ہے ۔ اس کی وفاداری اس کا فرض ہے ۔ اور اس کی حکومت میں امن کا قیام اسپر واجب ہے ۔ یہ تعلیم اسقدر اعلیٰ ہے ۔ کہ اگر دنیا اس تعلیم پر عمل کرے ۔ تو نہ صرف اندرونی فساد ہی دور ہو جائیں ۔ بلکہ بہت سی جنگوں کا بھی سدباب ہو جائے ۔ کیونکہ ایک قوم دوسری قوم کے خلاف اسی خیال کی وجہ سے جنگ پر آمادہ ہوتی ہے ۔ کہ خود اس کے بعض افراد اس حملہ آور قوم کے ساتھ ملکر ملک کو برباد کر دینگے ۔ اور اگر اس کو یقین ہو کہ اس کے سب افراد میدان جنگ میں جان دیدیں گے اور حکومت کا ساتھ دینگے ۔ تو وہ اعلان جنگ کرنے سے پہلے کافی طور پر غور کرنے پر مجبور ہوگی ۔

سلسلہ احمدیہ کی وسعت

جناب عالی ! بانی سلسلہ کے حالات اور اس کی تعلیم بیان کرنے کے بعد ہم جناب کو یہ بتانا چاہتے ہیں ۔ کہ گو یہ سلسلہ تھوڑے ہی عرصے سے قائم ہوا ہے ۔ مگر اس کی شاخیں اسوقت تک مندرجہ ذیل ممالک میں قلیل یا کثیر تعداد میں قائم ہو چکی ہیں ۔ ہندوستان تو اس کا مولد ہے ہی ۔ اس کے تمام علاقوں کے علاوہ یہ سلسلہ افغانستان ، ایران ، عراق ، عرب ، شام ، سٹریٹس سٹلمنٹ اور سیلون کے علاقوں میں براعظم ایشیا پر پھیل چکا ہے ۔ اور براعظم افریقہ میں سے

یسٹ افریقہ یوگنڈا ، الجیریا ، ایسٹ افریقہ ، شمالی مصر الیون ، نائیجیریا ۔ ماریشس میں اس کی شاخیں قائم ہیں ۔ ابھی پچھلے دو ماہ کے عرصہ میں گولڈ کوسٹ کے پانچ ہزار کے قریب آدمی اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں ۔ براعظم یورپ میں بھی اس کے افراد ہیں ۔ پانچ سال سے احمدیہ مشن انگلستان میں قائم ہے ات تک سو سے زیادہ انگریز اور دوسری اقوام کے آدمی اس میں شامل ہو چکے ہیں ۔ اور ایک مسجد تیار کرنے کے لئے زمین خریدی گئی میں بھی بعض آدمی اپنے طور پر اس سلسلہ میں ہوئے ہیں ۔ براعظم امریکہ کی طرف ہمارا مشن سال سے ہوا ہے ۔ لیکن اس عرصہ میں کے قریب امریکن اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں ۔ سے لوگ متوجہ ہو رہے ہیں ۔ غرض یہ سلسلہ کوئی سلسلہ نہیں ہے ۔ بلکہ اپنی قوت جذب کی وجہ سے دنیا میں پھیل رہا ہے ۔ اور ہر سال اس کی جڑ زمین سے زیادہ دھنستی جاتی ہے ۔ اور اس کا تنہ مضبوط ہوتا جاتا ہے ۔ مگر اس ترقی کے مقام پر کی سڑک پر سے گذرتے ہوئے نہیں پہنچے اس مقام تک پہنچنے میں ہم نے ہر ایک عزیز شے کو کیا ہے ۔ حتیٰ کہ افغانستان میں ہمارے دو آدمی جنہیں اتنی بڑی وجاہت کا عالم تھا کہ امیر حبیب اللہ خان کی تاجپوشی کی رسم اسی نے ادا کی تھی ۔ محض اس میں داخل ہونے کے سبب سے مارے بھی گئے

نٹ کی وفاداری

جناب عالی ! جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں ہمیں اپنے طرف سے یہ تعلیم دی گئی ہے ۔ کہ جس گورنمنٹ کے ہم رہیں ۔ اس کے پورے طور پر فرمانبردار اور اس میں خلل کبھی نہ ڈالیں ۔ اور یہ تعلیم ہمارے نظر رہی ہے ۔ ہم نے ہر مشکل کے وقت اسی کے زمانہ میں برطانیہ کی گورنمنٹ کی وفاداری ۔ اور جناب کے پیشرو کے ان الفاظ سے بھی ہوتی پائی ہے ۔ جو انہوں نے اپنے ایک خط

بیعت ہماری جماعت کے موجودہ امام کے نام لکھے تھے چنانچہ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کو کہا گیا ہے

"میں حضور وائسرائے کی خواہش کے مطابق حضور وائسرائے کی طرف سے جناب کی چٹھی مورخہ ۲ مئی کا جس میں اپنے تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت کی ان کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ جو انہوں نے فسادات پنجاب کے دوران میں قیام امن کے لئے کیں۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گو اس سے پہلے بھی حضور وائسرائے کو پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ آپ کی خدمات کا جن کا اعتراف گورنمنٹ پنجاب ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ کر چکی ہے علم ہو چکا ہے۔ مگر وہ آپ کے کام کی تفصیل کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کی طرف سے آپ کو ایسے مشکلات کے مقابلہ میں گورنمنٹ سے اظہار وفاداری کی مبارکباد دوں۔"

جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی تو تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی۔ اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی۔ جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے کے رک گئی۔ ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھوا چکے تھے۔ اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور چھ ماہ تک [illegible] میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔ اسی موجودہ [illegible] کے موقعہ پر جو کچھ ہماری جماعت نے خدمات [illegible] وہ موجودہ امن کے قیام میں ایک بڑا حصہ رکھتی [illegible] اور یقیناً یہ ہمارے امام کی کتاب ترک موالات [illegible] بروئے احکام اسلام ہی تھی۔ جس نے ہندوستان [illegible] علماء کا منہ بند کر دیا جو گورنمنٹ سے ترک [illegible] کا فتویٰ از روئے شریعت اسلام دے رہے [illegible] اور جس کی مدد سے ہماری جماعت نے [illegible] کی رو کے روکنے میں بہت کچھ خدمت کی۔ جناب عالی! یہ ایک نہایت ہی مختصر [illegible] جو ہمارا سلسلہ قیام امن کے لئے [illegible] وفاداری میں کرتا رہا ہے۔ اور اس [illegible] یہ ضرورت پیش آئی ہے۔ کہ ہم جناب کو [illegible] کو لیکر ہم آج جناب کی خدمت میں [illegible]۔ اور اسی روح کے ساتھ ہم جناب کو ہندوستان [illegible] کام ہے بڑا [illegible] سمجھ کر یقین [illegible] ہر ممکن اور جائز طریقہ سے جناب کے [illegible] کے ارادوں اور تجویزوں کو کامیاب [illegible] کرینگے۔ اور ہندوستان میں قیام امن اور اس کی ترقی کے لئے سعی [illegible] کے ساتھ ملکر آپ کا ہاتھ بٹائینگے۔ اور مخالفوں اور دشمنوں کی دشمنی انشاء اللہ [illegible] مقصد [illegible] ہوگی۔

[illegible]مدی نہیں

جناب عالی! ہمارے دشمن ہمیں خوشامدی کہتے ہیں۔ اور بعض [illegible] کے حکام یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم بوجہ قلیل التعداد [illegible] ہونے کے ہم گورنمنٹ کی وفاداری کا اظہار [illegible] ہیں۔ لیکن نہ اول الذکر نے کبھی یہ سوچا ہے [illegible] غرض سے خوشامد کرتے ہیں اور نہ ثانی الذکر [illegible] توجہ کی ہے۔ کہ جبکہ گورنمنٹ کی تائید کرنے [illegible] تکلیف دیے جاتے ہیں۔ اگر ہم ایجی ٹیٹروں کے [illegible] مل جاتے۔ تو وہ ہم کو سر دل پر اٹھائے پھرتے [illegible] گورنمنٹ کی وفاداری کے اظہار میں کیا فائدہ [illegible] جناب [illegible] سے معلوم کر سکتے ہیں کہ ہم نے [illegible] گورنمنٹ سے اپنی خدمات کا صلہ طلب نہیں [illegible] اور ہم ایسا کرنا اپنے اصول کے خلاف خیال کرتے [illegible] ہم من حیث الجماعت جو خدمت کرتے ہیں اور [illegible] خدمت بڑی خدمت ہے۔ اس کے بدلہ میں ہم [illegible] صلے کے نہ طالب ہوئے ہیں اور نہ انشاء اللہ آئندہ [illegible] ہونگے۔

جناب عالی! گو ہم تھوڑے ہیں مگر ہماری جماعت نہایت منتظم ہے۔ اور ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایک امام کی اتباع میں کام کر رہی ہے۔ اور بعض خدمات ہم ایسی انجام دے سکتے ہیں۔ جو بڑی بڑی معتبر [illegible] بھی نہیں دے سکتیں۔ ہم نسبتاً کمزور ہیں۔ اور تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے ذرائع دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نسبت نہیں رکھتے۔ مگر ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جب کبھی بھی ملکی خدمت کا سوال پیدا ہوا۔ اور حضور ملک معظم کی وفاداری کے اظہار کا موقعہ آیا۔ آپ ہمارے دلوں کو خدا کے فضل کے ماتحت چھوٹا نہیں پائینگے۔

امن کس طرح ہو سکتا ہے

ہم آخر میں جناب کی خدمت میں اس عظیم الشان خدمت کی نسبت بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں جس کے انجام دینے کے لئے حضور ملک معظم نے جناب کو منتخب کیا ہے۔ کیونکہ سچی مرحبا وہی ہے۔ جس میں عملی طور پر کوئی فائدہ پہنچایا گیا ہو۔ ایسی مرحبا جو محض لفظی ہے ایسی قابل قدر نہیں۔

جناب عالی! ہم ان لوگوں میں شامل نہیں ہیں جو ہر جانیوالے کی مذمت کرتے اور ہر آنیوالے کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم جناب کو یقین دلاتے ہیں کہ ملک کی اسوقت کی خطرناک حالت آپ کے پیشرو کے کسی فعل کا نتیجہ نہیں۔ اور محض حکام کی تبدیلی اسمیں تغیر پیدا نہیں کریگی۔ یہ حالت لمبے سلسلہ واقعات کا نتیجہ ہے۔ جو بیسیوں سال سے چلا آرہا ہے اور کوئی اعلان خواہ کتنی ہی آزادی کا مشعر ہو۔ اپنی ذات میں اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ جناب من۔ ہمارے نزدیک مرض کا ایک ہی علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ حکام اور رعایا دونوں کو اچھی طرح یقین دلایا جائے کہ وہ خدا نہیں ہیں۔ وہ محض انسان ہیں۔ جب تک حکام اس امر کو نہ سمجھ لیں کہ وہ انسان ہیں۔ اور ان سے غلطیوں کا ہونا ناممکن نہیں۔ اور ان کا یا ان کے افسروں کا ان غلطیوں کو تسلیم کر لینا ان کی حقیقت کے منافی نہیں۔ تب تک کوئی امن نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب تک ہندوستانی اس امر کو نہ سمجھ لیں۔ کہ وہ بھی انسان ہیں۔ اور برطانوی حکام بھی انسان ہیں۔ اسلئے نہ تو یہ ناممکن ہے کہ ان سے کوئی غلطی ہو۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ حکام سے کوئی غلطی نہ ہو۔

مگر چونکہ پچھلی بات پہلی بات کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے اور چونکہ ملک کی اصلاح ایسی آسان نہیں جیسے ایک خاص طبقہ کی اصلاح۔ اس لئے ہم جناب کی خدمت میں باادب التجا کرینگے۔ کہ جناب حکام [illegible] پیدا [illegible] کی کوشش فرماویں کہ۔

(۱) اگر ان سے یا ان کے ماتحتوں سے کوئی غلطی ہو۔ تو وہ کسی غیر حقیقی عزت کی حفاظت کی فکر میں نہ پڑ جایا کریں۔ بلکہ اس مقصد کو مدنظر رکھا کریں جس کے پورا کرنے کے لئے حضور ملک معظم کی گورنمنٹ نے ان کو منتخب فرما کر ہزاروں میل کے فاصلہ پر بھیجا ہے۔ اور

(۲) ان کا سلوک ہندوستانیوں سے [illegible] برادرانہ ہونا چاہئے نہ کسی اور قسم کا۔

ہمارے نزدیک ان باتوں کی اگر اصلاح ہو جاوے تو ہندوستانی طریق عمل خود بخود بدل جائیگا۔ لیکن جناب من یہ کام آسان نہیں ہے۔

جناب من! جناب نے اعلان فرمایا ہے کہ آپ کے عہد حکومت کا نصب العین تمام اقوام میں برابری ہوگا۔ مگر ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ صرف اقوام میں ہی برابری نہ ہو تمام مدارج میں بھی برابری برتی جاوے۔ تب جا کر امن قائم ہوگا۔

نوآبادیوں کے متعلق

اس اندرونی انتظام کے متعلق کچھ عرض کرنے کے بعد ہم جناب کی خدمت میں بیرونی سیاست کے متعلق بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستانیوں کو عموماً اس سلوک کے خلاف شکایت ہے۔ جو ان کے ساتھ دوسری برٹش کالونیز میں کیا جاتا ہے۔ اور اس شکایت میں وفادار سے وفادار آدمی بھی اس گروہ کے ساتھ شامل ہے۔ جو سب سے بڑھا ہوا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جناب کی توجہ اس کی طرف خاص طور پر رہیگی۔ اور نہ صرف جناب اس برائی کے دور کرنے کی کوشش فرماوینگے۔ بلکہ اس کوشش سے اہل ہند کو بھی پورے طور پر واقف رکھینگے تاکہ وہ دھوکے میں نہ رہیں۔

معاملات ٹرکی کے متعلق مشورہ

دوسرا مسئلہ ٹرکی کے سوال کا ہے۔ اس کے متعلق ہم جناب سے عرض کرنا چاہتے ہیں۔ ہم لوگ مذہباً سلطان ٹرکی کو خلیفہ نہیں مانتے اور اسی وجہ سے اپنے ان بھائیوں کے مخالف بن رہے ہیں۔ مگر ہم اس کے متعلق عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم کو ترکی گورنمنٹ سے بہت ہمدردی ضرور ہے۔ کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ اس سے اس طرح معاملہ نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ چاہئے تھا اور ہمارے نزدیک جو کچھ پہلی غلطی ہوئی ہے ہر وقت اصلاح ہو سکتی ہے۔ تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ ہند اس کے لئے جدوجہد کرے گی۔ اگر پچاس سال کے بعد برٹش گورنمنٹ السس لورین فرانس کو واپس مل سکتا ہے تو کیا وجہ نہیں کہ موجودہ تصفیہ کے بعد سمرنا اور تھریس جن میں یقیناً ترکی عنصر زیادہ ہے۔ ترکوں کو واپس دئے جا سکیں۔

حجاز کی آزادی

اس سے بھی زیادہ اہم مگر ہمارے نزدیک حجاز کی آزادی کا سوال ہے۔ کہ حجاز کی آزادی میں کسی قسم کا خلل نہیں آنا چاہئے۔ جب حجاز کی آزادی کا سوال اٹھایا گیا تھا تو اسوقت یہی سوال ہر ایک شخص کے دل میں پیدا ہو رہا تھا۔ کہ کیا ترکوں سے اس ملک کو آزاد کرانے کا یہ مطلب تو نہیں کہ بوجہ بنجر علاقہ ہونے کے اس کی آمد کم ہوگی۔ اور حکومت کے چلانے کے لئے ان کو غیر اقوام سے مدد لینی پڑیگی۔ اور اس طرح کوئی یورپین حکومت اسکو مدد دے کر اسے اپنے حلقہ اثر میں لے آئیگی۔

نئی خبریں اس شبہ کو بہت تقویت دینے والی ہیں۔ رائٹر نے پچھلے دنوں مسٹر چرچل جو وزیر نوآبادیات ہیں ان کی ایک سکیم کا ذکر کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حجاز گورنمنٹ اپنے بیرونی تعلقات کو برطانیہ گورنمنٹ کی نگرانی میں دیدے۔ اور اندرون ملک کے امن کا ذمہ لے۔ تو گورنمنٹ برطانیہ اس کو سالانہ مالی امداد دیا کریگی۔ جناب من! اس سکیم سے تین شبہ پیدا ہوتے ہیں۔ جن کے ازالہ کی طرف جناب کو فوراً ہوم گورنمنٹ کو توجہ دلانی چاہئے۔

اول یہ سکیم وزیر نوآبادیات کے [illegible] ہے جس کا آزاد ممالک سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) فارن تعلقات کا کسی حکومت کے سپرد کر دینا آزادی کے صریح منافی ہے۔

(۳) اندرون ملک میں امن کے [illegible] کی شرط آزادی کے مفہوم کو اور بھی باطل کر دیتی ہے۔

یہ تو گورنمنٹ کے اصل [illegible] شرط کے [illegible] اس کے اور کوئی معنے نہیں [illegible]۔ اگر کسی وقت [illegible] فساد ہوگا۔ تو برطانیہ [illegible] گورنمنٹ کا قائل ہوگا۔ [illegible] ان کی حکومت کو بدل دے یا وہ اس کے انتظام میں دخل دے یا فوجی دخل اندازی کرے۔ اور یقیناً اس قسم کی آزادی کوئی آزادی نہیں، یہ پوری محکومی ہے۔ اور فرق صرف یہ ہے۔ کہ برطانیہ حجاز پر براہ راست حکومت نہ کریگی۔ بلکہ ایک مسلمان سردار کی معرفت حکومت کریگی۔ اگر حجاز کی حکومت اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتی تو اس کو ترکوں کو انہی شرائط پر واپس کر دینا چاہئے جن شرائط پر کہ مسٹر چرچل اسے انگریزی حکومت کے ماتحت رکھنا چاہتے ہیں۔

پس ہم امید کرتے ہیں کہ جناب اس غلط قدم کے اٹھانے کے خطرناک نتائج پر ہوم گورنمنٹ کو فوراً توجہ دلائینگے۔ اور اس کے نتائج کو جلد شائع فرمائینگے۔

مبارکباد

ہم آخر میں پھر جناب کو اس عہدہ جلیلہ پر ممتاز ہو کر ہندوستان تشریف لانے پر مبارکباد اور خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ آپ کے قدم کو صحیح راستہ پر چلائے۔ اور خدا کرے کہ آپ کے ذریعہ سے ہندوستان کا بگڑا ہوا امن پھر قائم ہو۔ اور زخمی دلوں پر مرہم لگے۔ خدا آپ کو دین و دنیا میں سچے راہ کی طرف ہدایت کرے۔

کر ہی بھی۔ اس ـــــ

ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند کا جواب

آپ صاحبان سے جو جماعت احمدیہ کے نمائندے ہیں مجھے ملکر بہت خوشی ہوئی۔ اور آپ نے سیکرٹری صاحب کے ذریعے سے مجھے دلی مبارکباد دی ہے۔ اس کے لئے میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے آپ کے سلسلہ کی ترقی کے بیان کو نہایت دلچسپی سے سنا ہے۔ اور جماعت نے جو خدمات شہنشاہ معظم کی انجام دی ہیں یہ سنکر مجھے نہایت اطمینان ہوا ہے۔

آپ صاحبان میں مختلف قوموں اور مقامات کے اصحاب ہیں جنہیں دیکھ کر میں بتا رہا ہوں کہ اور خاصکر یہ دیکھ کر کہ اس وفد میں آپ کے مقدس بانی کے دو فرزند بھی شامل ہیں کمال خوشی ہوئی ہے۔

جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف اور یہ بات اور بھی موجب ہے کہ بہت سے آدمی جو اپنے لباس۔ اپنی وردی اور اپنے تمغوں سے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ وہ امن کو برقرار رکھنے کے لئے جو انہیں عزیز ہے۔ اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے بھی اسی طرح تیار ہونگے۔ جیسے کہ وہ ہیں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں آپ کی خدمات کا اپنے پیشرو سے کم قدر نہیں کرتا۔ آپ نے جو وفاداری کی روح بعض دفعہ مشکلات کا سامنا کر کے ظاہر کی ہے جو آپکی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچی۔ مبارکباد ہے۔

اہم مسائل اسوقت میری گورنمنٹ کو درپیش ہیں۔ آپ نے ایڈریس میں معتدل الفاظ میں ذکر کیا۔ متعلق آپ نے بعض حل بھی پیش مسائل جو مشرق قریب سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے پر بہت زور دیا ہے۔ ہندوستان کے اندرونی معاملات سے جو گورنمنٹ کو مشکلات درپیش ہیں۔ انکی طرف بھی آپ نے اشارہ کیا ہے۔ اور ہندوستانیوں کے شہریت کے حقوق جو انکو برطانوی ماتحت علاقوں اور مقبوضات اور نوآبادیوں میں حاصل ہونے چاہئیں۔ ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ تسلیم کرینگے کہ ان تمام دقیق اور پیچیدہ مسائل کو مفصل بیان کرنا اس ایڈریس کے جواب میں گنجائش نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ آپکو یہ سہولت ہے کہ آپ نے اپنی معروضات میرے سپرد کر کے ایک طرح سے اپنی ذمہ داری سے فراغت حاصل کر لی ہے۔ مگر انکو عمل جامہ پہنانے کا مشکل کام گورنمنٹ کے کندھوں پر ہی رہتا ہے۔

لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ تمام سوالات ہمیشہ میرے اور میری گورنمنٹ کے مدنظر رہتے ہیں۔

معاہدہ سیورس آپ خاص طور پر اس بات کو یاد رکھیں۔ کہ گورنمنٹ ہند ہمیشہ کوشش کرتی رہتی ہے۔ کہ ترکی کے ساتھ شرائط صلح ایسے طریق پر ہوں جنمیں مسلمانان ہندوستان کے مذہبی جذبات کا زیادہ لحاظ رکھا جائے۔ میں ذاتی علم کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ لارڈ چیمسفورڈ یا مسٹر مانٹیگو پر ہندوستانی مسلمان جائز طور پر کوئی حرف نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ ان دونو جلیل القدر صاحبان نے نہایت زور سے مسلمانان ہندوستان کے خیالات کی نمائندگی کی ہے۔ اور اقوام اتحادی اقوام کے سامنے پیش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اگر اہل ہند کو واقعات کا زیادہ صحیح علم ہوتا۔ تو ہندوستان کے ان دو ممتاز دوستوں کی خدمات زیادہ فراخ دلی سے تسلیم کی جاتیں۔ جب سے میں ہندوستان میں اپنے موجودہ عہدے پر آیا ہوں میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے۔ کہ حضور ملک معظم کی گورنمنٹ کے سامنے ان خیالات کو ظاہر کرتا رہوں۔ مسلمانان ہندوستان کی کوششیں ناکام نہیں رہیں۔ آپکے ہموطن بھائیوں کے تازہ وفد نے مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم اور ملک معظم کی گورنمنٹ کے سامنے ان خیالات کو ظاہر کیا ہے۔ اور جیسا کہ آپ کو علم ہے۔ اس وفد سے نہایت ہی ہمدردانہ سلوک کیا گیا ہے۔ میری اس سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک چیز جو انہوں نے مانگی انکو اس سے وعدہ کیا گیا۔ یہ تو بہت مشکل تھا اور درحقیقت وزیر اعظم صاحب نے تشریح بھی کر دی تھی۔ کہ وہ انکی تمام معروضات کو قبول نہیں کر سکتے۔ لیکن جیسا کہ آپ تسلیم کرینگے۔ کہ انہوں نے معاہدہ سیورس کو ترکی کے حق میں مناسب طور پر ترمیم کرانے کے متعلق جو وعدہ کیا اور جس طرح انہوں نے اپنے اختیارات کو برتا۔ ان کی کوئی معمولی بات نہیں۔

رہی یہ بات کہ یہ شرائط اب تک دول متعلقہ نے قبول نہیں کیں۔ اسمیں وزیر اعظم یا گورنمنٹ برطانیہ کا کوئی قصور نہیں۔ کاش! یہ واقعات جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ زیادہ لوگوں تک پہنچ کر تسلیم کئے جاتے میں جانتا ہوں۔ کہ بہت سے مسلمان کھلے طور پر اس بات کو تسلیم کرینگے۔ کہ وزیر اعظم نے وفد کا ہمدردانہ رنگ میں جو استقبال کیا ہے۔ اس سے حالت بہت کچھ سدھر گئی ہے۔ اور بعد ازاں مسٹر مانٹیگو نے ان بیانات سے جو انکشاف کیا ہے جنمیں وہ شرائط بھی شامل ہیں۔ جو گورنمنٹ برطانیہ یونان اور ترکی کو پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور جن کو منوانے کے لئے اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہی ہے۔ ان سے ملکی حالت میں اور بھی زیادہ تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانان ہند میں بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو بجائے اس کے کہ گورنمنٹ کی ان کوششوں کا اعتراف کریں۔ جو مسلمانوں میں اطمینان اور قناعت پیدا کرنے کے لئے گورنمنٹ کر رہی ہے۔ سلطنت [illegible] پر نکتہ چینی کرنے اور گورنمنٹ ہند کو پریشان کرنے کے زیادہ خواہشمند رہتے ہیں۔

گورنمنٹ برطانیہ کا رویہ کمال پاشا کے متعلق اسوقت بعض لوگوں کا زور اس طرف زیادہ ہے کہ کو دشمن اسلام کے

کا موں کے متعلق رپورٹیں آتی ہیں۔ انکو میں بڑے غور سے مطالعہ کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ شملہ اور دہلی دونو جگہ ہم اپنے بہت سے عہدے داروں سے دور رہتے ہیں۔ لیکن اب تک جو میرا تجربہ ہے۔ میں نے یہی دیکھا ہے۔ جیسی طور پر میں اس دیکھ بھال کا نہایت غور کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جو ملک معظم اور ہندوستان کے خادم ہیں اپنے فرض پر حکومت کرنے میں اپنی ذمہ داری کو خوب پہچانتے ہیں۔ اور اپنے اندر فرض شناسی کا اعلیٰ احساس رکھتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں کہ وہ انصاف سے کام کریں۔ لیکن اگر آپ کی مدد برطانوی فوجی افسروں سے ہے۔ جنھوں نے [illegible] حاصل کیا ہے۔ تو پھر بھی میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا یہاں شملے میں جو فوجی ہیڈ کوارٹر کے افسران کام کر رہے ہیں اور ان کے ماتحت دیگر ملازمتی آفیسر ہیں۔ دور دراز علاقہ جات میں ان سے خاص طور سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آیا یہ بات واقعی سچ ہے کہ برطانوی افسر ہندوستانیوں پر بنا نسلی امتیاز قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جو میرے خیال میں وہ مجھے یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ میں یہ باتیں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ جو بات آپ کی طرف سے ایڈریس میں بیان ہوئی ہے۔ اس کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی نہ پیدا ہو۔ مگر ایک لمحے کے لئے بھی یہ خیال نہ کیجئے ہم لوگ جو شملے میں رہتے ہیں یا دور دراز اضلاع میں حکومت کرتے ہیں۔ وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ انسانی فیصلہ جات میں غلطی ہو جاتی ہے۔ جو کچھ ہم کر سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ بادشاہ معظم اور ہندوستان کے متعلق اپنے فرض کو اعلیٰ ترین خواہش کے ساتھ اپنی عزت اور ضمیر کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں

ہندوستان کا سفر عظیم

آخر میں میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں۔ کہ آپ نے لیڈی ریڈنگ کو جو دن بدن اپنے فرائض کی ادائیگی میں بڑھتا ہوا اطمینان اور خوشی پاتی ہیں۔ دلی مبارکباد اور دعا دی ہے

اپنے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے مدد کے وعدہ سے میری ہمت افزائی ہوئی ہے۔

ہندوستان سلطنت جمہوری اور برٹش ایمپائر میں دوسرے ممالک میں ۔ بادشاہ کے عظیم الشان بحری سفر پر نکلا ہے۔ میں اپنے دل سے اس کی کامیابی چاہتا ہوں۔ مجھے یہ فخر ہے۔ کہ شہنشاہ معظم نے اس جہاز کے چلانے اور حفاظت کے ساتھ ٹھکانے تک پہنچانے کا بھاری کام ہمارے نسل کے سپرد کیا ہے۔ لیکن انسان جہاز جو جہاز کے چلانے والے ہیں۔ بغیر ان مسافروں کی دلی اور مستعدانہ مدد کے جو جہاز پر سوار ہوں۔ خواہ وہ جہاز کے اعلیٰ وادنیٰ کارکنان ہوں یا مسافر۔ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور معزز حاضرین مجھے یقین ہے۔ کہ یہ امداد مجھے آپ کی طرف سے ضرور ملیگی۔ خواہ کسی حیثیت میں آپکو اس مدد کے لئے بلایا جائے۔ میں آپ کی طرف سے وفادارانہ جذبات کے اظہار پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور نیز اس بات کا بھی شکر گذار ہوں۔ جو آپ نے یہ اظہار کیا ہے۔ کہ ہر ضرورت کے وقت آپ سب پر اعتماد کیا جا سکتا ہے +

ابن ظفر علیخان کی سرکار سے معافی

زمیندار کو دوبارہ اجراء میں مسٹر ظفر علیخان نے ولولہ انگیزی کی گرمی پیدا کی اور ایک طوفان مچایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ضمانتیں اور پریس وغیرہ ضبط ہوئے۔ مسٹر موصوف کو نظر بند ہونا پڑا۔ اس سے نجات نہ دیکھ کر آپنے گورنمنٹ پنجاب سے معافی لے لی۔ اس سے آپ شورش پسندوں کی نگاہ میں جتنے باوقار تھے۔ اُتنے ہی ذلیل ہو گئے۔ اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو قائم کرنے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے۔ مگر بات نہ بنی آخر اسی میدان میں جس سے توبہ کر کے نکلے تھے۔ کود پڑے۔ گورنمنٹ نے پھر پکڑا۔ اور نظر بندی کی بجائے جیل خانے میں بھیجدیا

یہ بات قابل تعریف ہے۔ کہ جس بات کو انسان حق سمجھے اسکی خاطر ہر ایک تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار رہے۔ ایسے انسان جس مقصد و مدعا کو لیکر کھڑے ہوں اسے ان کی ذات پر فخر ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو محض نام و نمود یا دنیاوی لوٹ کھسوٹ کے لئے دھوکہ بازی کرتے اور ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ ہوتے ہیں۔ وہ جس تحریک کے ساتھ بھی ہوں۔ اس کے لئے کلنک کا ٹیکا ہوتے ہیں۔

مسٹر ظفر علی جس دھوم دھام سے جیل میں گئے۔ انھوں اگرچہ ان کے گذشتہ رویہ کو بھلا نہ دیا۔ لیکن اس پر پردہ ضرور ڈالدیا۔ مگر ان کے خلف الصدق مسٹر اختر علی نے آبائی تقلید کرتے ہوئے اسے چاک کر دیا ہے۔ چنانچہ پیسہ اخبار اور ڈیلی ہیرالڈ نے بہ راز ظفرست از بام کیا ہے کہ گورنمنٹ زمیندار کے بعض مضامین کی وجہ سے مسٹر اختر علی پر مقدمہ چلانے لگی تھی۔ کہ وہ لالہ ہرکشن لال کی وساطت سے سر جان مینارڈ پریزیڈنٹ پنجاب کونسل سے شملہ جاکر ملے۔ اور ایک تحریر لکھ کر دی۔ جس کے باعث مقدمہ سے گلو خلاصی ہوئی۔ یہ خبر نہایت وثوق کے ساتھ شایع کی گئی ہے۔ اور اس کے متعلق زمیندار کو چیلنج دیا گیا ہے۔ کہ تردید کرے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی مشہور ہے۔ کہ مسٹر اختر علی خان نے شملہ جاکر نہ صرف اپنے اوپر سے مقدمہ ٹلانے کے لئے حکام کی منت خوشامد کی ہے۔ اور آیندہ کے لئے زمیندار کے رویہ کی نسبت اطمینان دلایا ہے۔ بلکہ مسٹر ظفر علیخان کی رہائی کے لئے بھی درخواست کی ہے۔ اور اس کے بعد منٹگمری جیل میں جاکر اپنے والد سے آزادانہ ملاقاتیں بھی کی ہیں جن کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ مسٹر ظفر نے اسبات کا اطمینان ہو جانے پر کہ ان کی معافی منظور ہو جائیگی۔ علی برادران کی تقلید میں معافی مانگنی منظور کر لی ہے۔

اگر یہ بھی درست ہے تو حسب حال ہم مسٹر ظفر علی کی رہائی کی خبر سننے کے منتظر ہیں۔ وہاں اسبات پر بھی افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس صورت میں وہ قید خانہ سے کچھ کھو کر نکلینگے۔ نہ کہ کچھ حاصل کر کے۔

اشتہار

ایک ضروری اعلان

قادیان میں سکنی زمین لینے والے توجہ فرماویں

میں اس اعلان کے ذریعہ تین قسم کے احباب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں:۔

اوّل وہ احباب جو قادیان میں سکنی زمین لینا چاہتے ہیں۔ ان کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ چونکہ اب بفضلہ تعالیٰ قادیان کی آبادی بہت ترقی کر رہی ہے۔ اسلئے اس بات کی مستقل ضرورت پیش آرہی ہے کہ نئی آبادی کے متعلق ایک کمیٹی بنا دیجائے جو نئی آبادی کا نقشہ سڑکوں اور گلیوں کی تقسیم بازاروں اور چوکوں کا تعین مساجد اور کنوؤں کی جگہ کا تقرر نالیوں اور پانی کے نکاس کا فیصلہ کریں۔ اور اپنی زیر نگرانی نئی آبادی کو چلائیں اب تک یہ کام سرسری طور پر ہماری معرفت ہوتا رہا ہے لیکن کام چونکہ بہت بڑھ گیا ہے اور پیچیدہ ہو رہا ہے۔ اسلئے ایک کمیٹی کا بنایا جانا نہایت ضروری ہے اس کمیٹی میں ایک اوورسیر ایک ڈاکٹر اور ایک تجارت پیشہ صاحب بھی ہونگے اسلئے ضروری ہے کہ اب ایک موسم تک جب تک ان تمام امور کا تصفیہ ہوجاوے۔ آیندہ فروخت اراضی کا کام روک دیا جاوے۔ لیکن چونکہ کچھ زمین جس کا نقشہ تجویز ہو چکا ہے ابھی قابل فروخت باقی ہے۔ اور بعض احباب بہت جلد زمین خریدنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اسلئے بذریعہ اعلان ہذا ان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ بہت جلد اپنی درخواستیں معہ رقبہ مطلوبہ و قیمت ارسال فرماویں۔ اس موجودہ رقبہ کے ختم ہوجانے کے بعد جب تک نیا انتظام قائم نہ ہوجائے۔ زمین نہیں مل سکیگی۔ نیز یہ یاد رکھیں۔ کہ محض درخواست پر زمین نامزد نہیں کی جاسکتی۔ پوری قیمت ساتھ آنی چاہیئے۔ قیمت محلہ دارالفضل میں ساڑھے بارہ روپیہ فی مرلہ۔ اندرون محلہ اور پندرہ روپیہ فی مرلہ بر لب سڑک کلاں جو موضع کھارہ کو جاتی ہے۔ اور اگر کوئی صاحب سالم کا سالم کھیت لینا ہو اور اپنی مرضی کے مطابق راستے چھوڑنے ہوں تو دس روپیہ فی مرلہ قیمت ہوگی محلہ دارالرحمت میں احمدیہ سٹور کے پاس یعنی قادیان کی آبادی کے بالکل قریب حسب موقعہ فی مرلہ ۳۰ و ۳۵ و ۲۵ و ۱۷۔

دوم وہ احباب۔ جو زمین لینا کر چکے ہیں لیکن ابھی انہوں نے پوری قیمت ادا نہیں کی۔ ان کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ جیسا کہ کئی دفعہ اعلان کیا جاچکا ہے اور بذریعہ خطوط بھی اطلاع دی جاچکی ہے۔ جب تک پوری قیمت وصول نہ ہوجائے۔ کوئی ٹکڑا کسی صاحب کے واسطے روکا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ اس سے شکایت پیدا ہوتی ہے۔ پس اگر وہ زمین لینا چاہتے ہیں تو فوراً اپنی اپنی بقیہ قیمت ادا فرمادیں۔ ورنہ وہ مطلع رہیں کہ آج کی تاریخ یعنی ۲۸ جون ۱۹۲۱ء سے ایک ماہ کے بعد ان کا کوئی حق نہیں رہیگا۔ اور زمین دوسرے درخواست کنندگان کو دیدی جائیگی۔ براہ مہربانی اس قاعدہ سے کوئی صاحب اپنے آپ کو مستثنیٰ تصور نہ فرماویں۔

سوم وہ احباب جو زمین لے چکے ہیں۔ اور قیمت بھی پوری ادا فرما چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک انہوں نے وہاں مکان نہیں بنایا ان کی خدمت میں لکھا جاتا ہے۔ کہ ان کا زمین خرید کر مکان نہ بنانا کئی طرح سے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ اوّل۔ دور دور مکانات ہونے کیوجہ سے یعنی اسوجہ سے کہ درمیان میں جگہ خالی رہتی ہے۔ اور الگ الگ مکان بنا رہے ہیں۔ آئے دن چوری کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور منتشر آبادی کیوجہ سے حفاظت کا انتظام بھی مشکل ہو رہا ہے۔ دوسرے جب کوئی نیا مکان بنتا ہے۔ تو چونکہ اس کی جگہ کے تعین کیلئے دور سے نشان نکالکر لانا پڑتا ہے اسلئے بسا اوقات غلطی ہو جاتی ہے اور سارا نقشہ خراب ہو جاتا ہے۔ سوم موجودہ صورت منظر کے لحاظ سے بھی نہایت بدنما ہے۔ اسلئے ایسے احباب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اپنی خالی زمینوں میں جلد مکانات تعمیر کروائیں۔ اخراجات تعمیر دن بدن گراں ہوتے ہیں۔ اور اگر کچھ توقف ہو۔ تو کم از کم اتنا تو فوراً کروا دیا جائے کہ اپنی جگہ کی چار دیواری کروا دی جائے اور اس کے بعد جلد مکان بنوا لیا جاوے۔ ورنہ نظارت امور عامہ کو انتظامی طور پر اس کے متعلق کوئی کارروائی کرنی پڑیگی۔ کیونکہ موجودہ صورت بہت تکلیف دہ ہے۔ اور آیندہ زمین خریدنے والے بھی نوٹ فرمالیں کہ صرف ان احباب کو زمین دیجاویگی جنھوں نے جلد مکان تعمیر کرانا ہو ؏

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد۔ قادیان

ہندوستان کی خبریں

تلک سوراجیہ فنڈ ۵۰ لاکھ سے زیادہ ہوگیا بمبئی ۳۰ جون۔ اطلاع ہے کہ آج شام تک تلک سوراجیہ فنڈ میں کل ۵۰ لاکھ روپیہ جمع ہوگیا ہے۔ مسٹر گاندھی اور آپ کے ساتھیوں کو یقین کے ساتھ امید ہے کہ جب ضلعوں اور صوبوں کی کانگریس کمیٹیوں کی قطعی رپورٹیں موصول ہوں گی۔ تو فنڈ پورا ایک کروڑ روپیہ ہو جائیگا

ہندوستان میں سونے کی پیداوار اس ماہ میں جو سونا ہندوستان کی مختلف کانوں سے نکالا گیا ہے اس کی تخمینی قیمت ۱۱ لاکھ ... ۵۴۵ روپے بارہ آنے سات پائی ہے۔

ایک لڑکی پچاس روپیہ میں علی پور ... میں ایک مقدمہ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ ایک مسلمان چچا اور چچی نے پچاس روپیہ میں اپنی بھتیجی کو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا جو بدچلنی کے لئے لڑکیوں کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ اس شخص نے لڑکی کو بدچلنی پر مجبور کیا۔ لڑکی کے راضی نہ ہونے پر اسے مارا پیٹا۔ اس کے بال کاٹ ڈالے۔ لڑکی کا چچا اور چچی ماخوذ ہیں۔ نیز خریدنے والے پر بھی مقدمہ چلایا جانے والا ہے۔

سیلاب سے ریلوے حادثہ ۲۵ جون کو تین بجے صبح کے وقت دہلی اور مراد آباد کے درمیان ریلوے لائن سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ گئی۔ امروہہ اور چاند نگر اسٹیشنوں کے درمیان ... میل پر ... نمبر پسنجر ٹرین پٹڑی سے اتر گئی۔ اور انجن مع چار گاڑیوں کے پانی میں چلا گیا۔ اس حادثہ میں ۲۰ مسافر گم ہوگئے ... کو خفیف ضربات پہنچی ہیں۔

انڈی پنڈنٹ پر لائبل کا فیصلہ انڈی پنڈنٹ۔ الہ آباد کے سابق ایڈیٹر سید حسین کے خلاف مسٹر ... بالی والا نے ہتک عزت کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ اسمیں ایڈیٹر مذکور کو ساڑھے سات ہزار روپیہ ادا کرنے کی سزا دی گئی ہے۔

اموات طاعون شملہ ۲۴ جون۔ ساری ہندوستان میں ہفتہ مختتمہ ۱۱ جون میں پلیگ کی ۱۶۲۶ وارداتیں اور ۱۳۱۳ موتیں ہوئیں۔ پنجاب میں صرف ... موتیں واقع ہوئیں۔

ایرانی سفیر ہندوستان میں نواب نصیر الملک سفیر اعلیٰ ایک ہفتہ کے روز شام ... پہنچ گئے۔ جہاں ... کے مہمان ہو رہے ہیں۔

شادیوں کے اندراج گورنمنٹ پنجاب کی رائے ہے کہ شادیوں کے اندراج کو اگر لازمی قرار دیا جائے تو یہ بھی ... ہوگی۔

مجلس وضع قوانین پنجاب کا اجلاس ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ ۵ جولائی کو بروز شنبہ کونسل کا اجلاس ہو۔ کونسل کا اجلاس کونسل چیمبر لاہور میں اسی تاریخ کو ... بجے صبح سے شروع ہوگا۔

مولوی ثناء اللہ اور صوفی اقبال احمد شملہ ۲۷ جون۔ گورنمنٹ پنجاب کا ایک اعلان مظہر ہے کہ پانی پت ... مولوی ثناء اللہ امرتسری اور صوفی اقبال احمد جو ... بجرم بغاوت سزایاب ہوئے تھے ... معاملہ زمین کی جو بحالی تھی۔ وہ ضبط کرلی گئی ہے۔

ایک ریاست میں ترک موالات کا داخلہ بند کلکتہ ۲۳ جون۔ مسٹر ... سپرنٹنڈنٹ ریاست مئیور بھنج (اڑیسہ) نے حکم جاری کیا ہے کہ اس ریاست میں کوئی تارک موالات داخل نہ ہو۔ جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کریگا۔ اس پر مقدمہ چلایا جائیگا۔

انگورہ کے متعلق برطانیہ کا رویہ شملہ ۲۶ جون۔ اس افواہ میں کوئی صداقت نہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ یا اتحادی گورنمنٹیں روپیہ یا سامان جنگ سے یونانیوں کو مدد دے رہی ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ گورنمنٹ انگورہ سے کھلم کھلا برسر جنگ ہے۔

فجی میں ہندوستانیوں کی تحقیق کیلئے کمیٹی شملہ ۲۹ جون۔ حکومت ہند نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو جزائر فجی جائیگی کہ فجی کی جانب ہندوستانی تارکان وطن کے جانے کی سکیموں کی عام مناسبت کی جانچ کرے۔ نیز معلوم کرے گی کہ اسوقت جو ہندوستانی وہاں موجود ہیں۔ انکی حالت کیا ہے۔ اور بے چینی کے اسباب کیا ہیں اور مشورہ دیگی کہ تمام حالات کو دیکھ کر فجی میں ہندوستانی تارکان وطن کا جانا مناسب ہے یا نہیں۔

سردار سردول سنگھ کو پانچ سال قید کالا پانی سردار سردول سنگھ کویشر کے مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا۔ سردار صاحب کو پانچ سال کی جلاوطنی کی سزا دی گئی ہے۔

پریس ایکٹ منسوخ کمیٹی پریس ایکٹ نے اپنا کام ختم کر کے رپورٹ لکھدی ہے۔ جو تمام ممبران کی متفقہ رائے سے تیار کیگئی ہے۔ پریس ایکٹ منسوخ کیا جائیگا۔ کمیٹی نے جو سفارشات کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں اخبارات کی نکتہ چینی کے متعلق ہندوستانی والیان ریاست کو کوئی خاص مراعات نہیں دی گئیں۔ آئندہ اخبارات پر ایڈیٹر کا نام شائع کرنا لازمی ہوگا۔ مغویانہ پمفلٹ اور دیگر زہر آلود لٹریچر سی کسٹمز ایکٹ اور پوسٹ آفس ایکٹ کی زد میں آئینگے۔ آئندہ پریس ضبط نہیں کیا جائیگا۔

ایک پارسی کا تین لاکھ بمبئی ۲۸ جون۔ مسٹر اردیشر گودریج نے جو آہنی صندوقوں کے کارخانے کے مالک ہیں۔ تلک سوراج فنڈ کے لئے تین لاکھ روپیہ پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر کچلو کو تنبیہ ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے ڈیرہ دون اور دیگر مقامات صوبہائے متحدہ میں جو تقریریں کی تھیں۔ انکی نسبت گورنمنٹ مذکور نے پنجاب گورنمنٹ کے توسط سے ان کو متنبہ کیا ہے۔ کہ اگر انھوں نے اس قسم کی تقریروں کا اعادہ صوبہائے متحدہ میں کیا۔ تو ان پر گذشتہ تقریروں کی بناء پر مقدمہ چلایا جائیگا۔

اسلام ترک کرنے پر شادی فسخ نہ ہو پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں چودھری محمد امین یہ قرارداد پیش کرینگے کہ ایک ایسا قانون پاس کیا جائے کہ کسی مسلمان عورت کے مذہب اسلام ترک کرنے پر اسکی شادی فسخ ...

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ☆ اسسٹنٹ :- مہر محمد خان

فہرست مضامین

نمبر ۲ | مورخہ ۷ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۳۰ شوال سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب روزانہ درس قرآن کریم بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں دیتے ہیں۔ مسجد نور میں مرزا برکت علی صاحب بعض رات کو سبقاً قرآن کریم پڑھاتے ہیں۔

قبل ازیں مہمان خانہ میں کنواں لگوایا جاچکا ہے۔ جس سے مہمانوں کو بہت آرام پہنچ رہا ہے۔ اب لنگر خانہ کے احاطہ میں کنواں کھدوایا جارہا ہے۔ تاکہ وہاں جس قدر پانی کی ضرورت ہے۔ وہ بآسانی حاصل کیا جاسکے۔

نامۂ لنڈن

دو نئے احمدی

ایک معزز برہمن کا قبول اسلام

ہندوستانی احمدی لنڈن میں۔ ایام زیر رپورٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ جماعت انگلستان کو ہر طرح سے کامیابی و ترقی ہوئی ان دنوں یہاں ہندوستانی احمدیوں کی تعداد اسقدر ہو کہ پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ ہم سب ۱۳ اکس میں جنہیں ہر میاں کرم دین کے حالات سے آپ لوگ واقف ہیں۔ جو بغیر کسی قسم کے سرو سامان کے انگلستان پہنچ گئے تھے دو ماہ کے قریب ہمارے پاس ٹھہرے۔ اس کے بعد ایک ہندوستانی دوست جو لنڈن میں قریباً بیس سال سے رہتے ہیں۔ اور قاضی عبد اللہ صاحب کے زمانہ میں احمدی ہوئے۔ ان کے پاس چلے گئے ہیں۔ اور انکی مدد سے اور ہدایت کے ماتحت کام شروع کر دیا ہے۔ جس سے اتنا کما لیتے ہیں کہ ان کی گذارہ اچھی طرح چل جاتا ہے۔ جو یرزقہ من حیث لا یحتسب کا نظارہ ہے۔

شمشاد علی خان صاحب جو نئی میں احمدیت کا نمونہ ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ وہ اپنے جس مقصد کے لئے انہوں نے سفر انگلستان کیا تھا۔ اس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ اور متعدد ہندوستانیوں میں سے ڈپٹی کمشنری کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ بظاہر کوئی صورت نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۷ جولائی ۱۹۲۱ء

الفضل کا سال گذشتہ

خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ [illegible] اس پرچہ سے الفضل کی آٹھویں جلد ختم ہو کر نویں جلد کا آغاز ہو گیا ہے۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "الفضل" نے سال گذشتہ میں جو کچھ کیا اسے مختصر طور پر احباب کرام کے سامنے پیش کیا جائے۔

"الفضل" نے اس سال حسب معمول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ اور مختلف تقریریں شائع کر کے جماعت کی علمی اور روحانی ترقی کے لئے بہت کچھ سامان مہیا کیا۔ علاوہ ازیں خاص طور پر اسی سال حضور کی ڈائری مرتب کر کے شائع کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ جسے احباب نے بہت پسند فرمایا اور بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت کی وجہ سے ڈائری کا سلسلہ متواتر جاری نہ رہ سکا۔ لیکن ہم ناظرین کرام کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ آئندہ بھی "الفضل" اپنی طرف سے اس کی تیاری میں پوری کوشش اور سعی سے کام لیگا۔ وباللہ التوفیق۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے دو زبردست مضامین کا سلسلہ جاری رہا جنمیں سے ایک تو خواجہ عباد اللہ صاحب اختر امرتسری کے اس مضمون کے متعلق تھا۔ جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ایک مکتوب پر معترضانہ حیثیت سے لکھا تھا۔ اور دوسرا پروفیسر رام دیو صاحب آریہ کے متعلق تھا جنہوں نے اپنی ایک تقریر میں اسلام پر اعتراض کئے تھے۔ خواجہ صاحب نے تو افسوس ہے۔ کہ اصل مسئلہ کو چھوڑ کر غلط بحث شروع کر دیا۔ اور چونکہ وہ بے نتیجہ مباحثہ میں پڑ گئے۔ اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح نے بذات خود ان سے مخاطب کرنا چھوڑ دیا۔ اور پروفیسر رام دیو صاحب نے ان امور کے متعلق جو اسلامی مسائل پر تحریری بحث کرنے کے لئے ان کی حسب منشا پیش کئے گئے تھے تاحال ان کا جواب نہیں دیا۔ اگر پروفیسر صاحب اس بحث کو منظور کر لیتے۔ جس کے معقول اور نتیجہ خیز ہونے کا انہیں خود بھی اعتراف تھا۔ تو اسلامی مسائل کے متعلق قابل قدر لٹریچر تیار ہو جاتا۔ لیکن افسوس انہوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اب بھی ہم پروفیسر صاحب موصوف سے گذارش کرینگے۔ کہ وہ مجوزہ مباحثہ کو انجام تک پہنچانے کی طرف توجہ فرمادیں۔ اور ضروری ابتدائی مراحل طے کر کے بحث شروع کر دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم زدہ مضامین کے علاوہ اس سال حضور کی کئی ایک نہایت پُر اثر نظمیں شائع کرنے کا بھی فخر حاصل ہوا۔

الفضل نے احباب کرام کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے مذکورہ بالا تصنیفات سے بہرہ اندوز ہونے کا جو موقعہ بہم پہنچایا۔ یہ اتنی بڑی خدمت ہے کہ جس کو پیش کر کے ہم جائز طور پر اپنی جماعت سے اخبار کی قدر دانی کی توقع کر سکتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ اخبار کو ہر رنگ میں اعلیٰ پیمانہ پر پہنچانے اور زیادہ مفید بنانے کے لئے اس کی اشاعت بڑھانے کی کوشش کی جائیگی۔

چونکہ سال زیر رپورٹ میں خلافت ٹرکی کا مسئلہ ہندوستان میں بڑے زور دل پر رہا۔ اور وہ لوگ بھی جو تاحال اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہیں یعنی غیر مبائعین اس رو میں بہ گئے اسلئے الفضل کو اس کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی پڑی۔ اور جہاں مسلمانوں کو انکی غلط راہ روی سے حتی الامکان آگاہ کیا گیا۔ وہاں غیر مبائعین کے مقابلہ میں بھی ثابت کیا گیا۔ کہ ان کا رویہ نہایت تباہ کن اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب جنہوں نے خلافت ٹرکی کو "خلافت منصوصہ" قرار دیا تھا۔ اور جنہوں نے "سلطان ٹرکی" کو اپنا خلیفہ مان لیا تھا۔ ایسے خاموش اور دم بخود ہوئے کہ "الفضل" کے مضامین کے جواب میں نہ وہ خود اور نہ ان کے ساتھی کچھ لکھ سکے۔ اور حضرت مسیح موعود کے جو حوالے پیش کئے گئے تھے۔ ان کی طرف رُخ بھی نہ کر سکے۔ حالانکہ بار بار جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ اور پے در پے یاد دہانی کرائی گئی۔

پھر انہوں نے اپنے رویہ کی غلطی کا اس طرح [illegible] کیا کہ وہی مولوی محمد علی صاحب جو ابتداء میں [illegible] سے اس وفد میں شامل ہو کر وائسرائے ہند کے پاس گئے تھے جس نے کہا تھا۔ کہ اگر خلافت ٹرکی کا فیصلہ ان کی منشاء کے مطابق نہ کیا گیا۔ تو وہ وفادار نہ رہینگے گویا گورنمنٹ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دینگے جنہوں نے "خلافت ٹرکی" کی حمایت میں اپنا سارا زور قلم صرف کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا تھا کہ ٹرکی عرب سے علیحدہ کرنا اور خارجی پابندیوں میں جکڑنا [illegible] احساس کا موجب ہوگا۔ کہ دنیا کی عیسائی سلطنتوں نے خود مذہب اسلام پر حملہ کیا ہے۔ انہوں نے سب ہو جانے پر نہ صرف لکھنا [illegible] بلکہ "خلافت ٹرکی" کی تحریک سے ہی بالکل الگ ہو گئے۔ در پردہ کچھ تعلق اور واسطہ ہو۔ اور اندر ہی اندر وہ خلافت کی حمایت میں کچھ کرتے ہوں۔ تو اس کا ہمیں علم نہیں۔ لیکن ظاہر طور پر وہ اس طرح علیحدہ ہو گئے۔ کہ گویا خلافت ٹرکی کی بحالی کا عظیم الشان کام سرانجام دے کر فارغ ہو چکے ہیں۔ ان کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ [illegible] کی عقیدت رو چکر ہو گئی۔ اور انہیں جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے الگ ہو کر خلافت ٹرکی کی حمایت میں اور گورنمنٹ کی مخالفت میں کھڑا رہنا ان کے لئے کوئی اچھا نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا۔

ممکن ہے کہ اس تبدیلی روش کے اور بھی

لیکن ہمارے خیال میں "الفضل" نے انکو متنبہ کرنے کے لئے جو کچھ لکھا۔ اس کا بھی اثر ہوا۔ گو یہ لوگ ہمیں نقصان پہنچانے اور ایذا دینے کے لئے ناجائز سے ناجائز طریق اختیار کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ لیکن ایکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے نام لیوا ہیں اسلئے ہمیں خوشی ہے۔ کہ انکو کسی حد تک بیدار کرنے اور خطرہ سے آگاہ کرنے کے لئے جو کوشش کی گئی۔ وہ ان کے کام آگئی۔ اور انہوں نے اگر اپنے معقول کامل صداقت نہیں کر لیا۔ تو کم از کم ظاہری طرز عمل کو فی الحال ضرور بدل دیا۔

اس کو بھی ہم الفضل کی اس سال کی خدمات میں سے ایک بہت بڑی خدمت سمجھتے ہیں کہ

کافر گفتند دعوی حب پیمبر م

کے رو سے انہیں ہمارے ساتھ جو نسبت ہے۔ اسکو نظر رکھکر ہم انہیں بہت بڑا فائدہ پہنچا سکے۔

غیر احمدیوں کے متعلق جو مضامین لکھے گئے ان میں سے خاص طور پر قابل ذکر وہ مضامین ہیں۔ جو "تحریک ہجرت" اور گورنمنٹ سے عدم تعاون کے نقصانات سے آگاہ کرنے اور ان کے راہ نماؤں اور لیڈروں کے تباہ کن طرز عمل کو واضح کرنے کیلئے نہایت ہمدردی کے ساتھ لکھے گئے۔ اگرچہ ایسے مضامین کو ان لوگوں نے پسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھا۔ جو اشتعال اور جوش کی وجہ سے متانت کے ساتھ کسی بات پر غور و فکر کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ لیکن سمجھدار اور معقول پسند لوگوں نے انکی قدر کی اور غیر احمدی اخبارات نے خلاف معمول اس سال اسقدر الفضل کے مضامین کو اپنے خاص صفحات میں نقل کیا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ جن اخبارات نے "الفضل" کے مضامین اپنے صفحات میں درج کئے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:
"مشرق" گورکھپور۔ "وطن" لاہور۔ "حق" روزانہ لاہور۔ "شیعہ کالج نیوز" لکھنؤ۔ "التحقیق" گورکھپور۔ "ہندوستانی" لکھنؤ۔ "القریش" امرتسر۔ "اثنا عشری" دہلی۔ مصور ماہواری رسالہ "ولکش" مراد آباد۔ انہیں سے بعض نے متعدد مضامین شائع کئے۔

مخالف اخبارات (آریہ۔ غیر احمدی) کے متعدد اعتراضات کے جواب دئے گئے۔ اور انکی غلط بیانیوں اور افترا پردازیوں کی تردید کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کے غلط عقائد اور قابل افسوس اعمال پر بھی روشنی ڈالی گئی۔

"عصمت انبیاء" پر ایک متانت اور قابل قدر سلسلہ مضامین شائع کیا گیا۔ جو مکرم سید محمد اسحق صاحب کے لیکچروں سے مرتب کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی کے متعلق نہایت زبردست مضامین شائع ہوئے۔

احمدی مستورات کو دینی کاموں میں حصہ لینے کی تحریک کی گئی۔ جس کے لئے محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک کرم الہی کے متعدد مضامین اور انکی عملی سرگرمی قابل داد ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ کئی مقامات پر احمدی مستورات نے نمایاں طور پر خدمات سلسلہ میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ اپنا الگ چندہ جمع کر کے بھیجتی ہیں امید ہے۔ ان کی کوششیں دن بدن ترقی کرتی جائینگی۔ اور ان کی امداد بہت مبارک ثابت ہوگی۔

اگرچہ گذشتہ جلد کے آخری حصہ سے اخبار میں مختصر نوٹ جنمیں ضروری معاملات اور مفید امور بیان ہوتے ہیں۔ لکھنے شروع کئے گئے تھے لیکن سال زیر رپورٹ میں زیادہ اہتمام کے ساتھ ان کا سلسلہ جاری رہا۔ اور خوشی کی بات ہے کہ احباب نے ان کو پسند کیا۔

اسی سال احباب کے اصرار پر متفرق خبروں کے دو صفحے رکھے گئے۔ اگرچہ یہاں تازہ خبروں کا مہیا کرنا اور پھر تین یا چار دن کے بعد شائع ہونیوالے اخبار کے ذریعہ ان کا جلدی باہر پہنچانا قطعاً ناممکن ہے تاہم خبروں کے انتخاب اور ان کے اندراج میں جس قدر کوشش اور سعی سے کام لیا جاتا رہا۔ اس کا کسی قدر اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ بعض وہ خبریں جو "الفضل" میں شائع ہوئیں۔ انہی کو دوسرے مقامات کے روزانہ اخبارات نے اس سے کئی کئی دن کے بعد شائع کیا۔ اس کی ایک دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۔۔ ستمبر سنہ ۱۹۲۔ء کے "الفضل" میں رود بار انگلستان کو تیر کر عبور کرنے کی جو خبر شائع ہوئی۔ اسے روزانہ "سیاست" نے اپنے ۱۔ ستمبر کے پرچہ میں شائع کیا۔ اسی طرح ۹ ستمبر کے "الفضل" میں مارشل لاء کے قیدیوں کی رہائی کیلئے ڈیپوٹیشن کی جو خبر چھپی۔ اسے روزانہ اخبار "وکیل" امرتسر نے اپنے ۱۷ ستمبر کے پرچہ میں شائع کیا۔

"بندے ماترم" اور "وکیل" پنجاب کے روزانہ اخبارات میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ ان کی ان مثالوں کو دیکھ کر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ الفضل کے لئے کس قدر محنت اور کوشش سے خبروں کا انتخاب کیا جاتا رہا۔

یہ مختصر طور پر الفضل کے سال گذشتہ کی کارگذاری ہے۔ جو اس لئے پیش کی گئی ہے۔ کہ احباب اگر الفضل کی خدمات کو مفید سمجھتے ہیں۔ تو اس کی اشاعت بڑھانے کی طرف متوجہ ہوں۔ تاکہ کارکنان الفضل اسے اور زیادہ مفید بنانے کے قابل ہو سکیں۔ کئی ایک اصلاحیں نہایت ضروری اور اہم ہیں۔ لیکن اسوقت تک محض فنڈ کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کی طرف توجہ نہیں کی جا سکتی مثلاً اس سال اخبار کے روزانہ کرنے کی تحریک ہوئی جس کا یوں تو بڑی خوشی سے خیر مقدم کیا گیا۔ لیکن چونکہ وہ اصحاب جنھوں نے اپنی رضامندی سے ہمیں اطلاع کیا۔ اور جو ہر طرح سے مدد دینے کے لئے تیار تھے۔ ان کی تعداد بہت کم تھی۔ اسلئے اخبار کے روزانہ کرنے کے متعلق عملی طور پر کچھ نہ کیا جا سکا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ درس قرآن کو شائع کرنے کے لئے جو تجویز کی گئی تھی۔ وہ بھی عملی جامہ نہ پہن سکی۔ حالانکہ اس کی ضرورت اور اہمیت کا اعتراف نہایت زور سے کیا جاتا ہے۔ بس ضرورت ہے کہ احباب اخبار کی ترقی اشاعت کی طرف خاص توجہ کریں۔ اور اگر ہر ایک خریدار کم از کم ایک ایک نیا خریدار بنا دے۔ تو اچھی اشاعت ہو سکتی ہے۔ اگرچہ بعض اصحاب ایسے ہیں۔ جو سال میں کئی کئی خریدار بناتے رہتے ہیں جن کے ہم ممنون احسان ہیں۔ لیکن ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے

اسلئے ضرورت ہے کہ سب احباب اپنی اپنی جگہ کوشش کریں۔ اس مضمون کو ختم کرنے سے قبل ایک بات کا اظہار بھی ضروری ہے۔ نہیں رہ جا سکتا کہ باوجود اسکے کہ ہماری جماعت میں اچھے اچھے لکھنے والے موجود ہیں۔ مگر بھی بہت کم ایسے اصحاب ہیں۔ جو مضامین الفضل کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سوائے چند ایک اصحاب کے جنہیں میں حکیم ... الدین صاحب ... مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل۔ مفتی محمد صادق صاحب ... حسین صاحب ... کو ایسے رنگ میں مضمون نویسی کی تکلیف گوارا نہیں کی گئی کہ انہیں الفضل کا نامہ نگار کہا جا سکے۔ سال میں کوئی ایک آدھ مضمون لکھ دینا یا کسی جلسہ یا مباحثہ کی رپورٹ ارسال کر دینا باقاعدہ مضمون نویسی میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اہل علم اصحاب کو ہر وقت کم از کم دو تین مضامین زیر قلم رکھنے چاہئیں۔ اور اپنے علم سے دوسروں کو مستفیض کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس بارے میں ہمیں سب سے زیادہ افسوس مرکز میں رہنے والے اہل علم اصحاب پر ہے۔ بیشک ان کی مصروفیتیں بہت زیادہ ہیں۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سے تو زیادہ نہیں۔ حضور کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے کئی ایک نہایت جامع مانع اور مفصل مضامین شائع کرنے کا تو اخبار کو فخر حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر وہ اصحاب جو ہمارے مد نظر ہیں۔ ان کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا مضمون دیکھنے کے لئے بھی نہیں ملتا۔ ایسے اصحاب کی خدمت میں ہم نہایت ادب کے ساتھ عرض کرینگے۔ کہ وہ اپنے اوقات گرامی کا ایک حصہ خواہ وہ کس قدر ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ اس کام میں لگائیں۔ اور اپنے فیوض علمی کو دنیا کو سیراب کریں۔

خدا کرے کہ ہم آئندہ سال نمبر کے ساتھ اپنی بہت سے معزز اور محترم اہل علم اور اہل قلم اصحاب کے مضامین کا رپورٹ میں ذکر کرنے کے قابل ہو سکیں۔

آخر میں درخواست ہے کہ احباب کرام دعا فرماویں۔ خدا تعالیٰ کارکنان الفضل کو اپنے فضل سے آئندہ بہت زیادہ خدمات دین بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے اور الفضل کے مضامین میں اثر اور برکت ڈالے۔

ایک یورپین مسیحی عورت کا ادعاء قرآن دانی

یورپین لوگ اپنی قابلیت ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم کی تعلیم سے واقف اور آگاہ ہونے کے متعلق بڑی بڑی ڈینگیں مارا کرتے ہیں۔ اسی قسم کی حرکت حال میں ایک یورپین عورت کی ہے جس کا علم ہمیں ۱۶ جون کے اخبار "قومی رپورٹ" مدراس کے ذریعہ ہوا ہے جس میں ایک انگریز مسلمانوں کے مجلس ... کے عنوان سے مسز فوربس کے ایک لیکچر کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ جو اس نے اپنے سفر ... سے واپسی کے موقعہ پر مدراس میں دیا۔ عورت مذکور نے اپنے لیکچر میں ... اپنی عربی دانی کا اظہار کیا ہے؟ بلکہ اپنے عالم قرآن ہونے کا ادعا اس طرح کیا ہے کہ

"مجھے بعض اوقات قرآن کے علم سے فائدہ ہوا"

اس کا ثبوت یہ دیا ہے کہ۔

"جس وقت میں ایک خطرناک مقام پر پہنچ چکی تھی۔ عربوں نے جو ساربان تھے اونٹوں کو کھول دیا ہوا تھا۔ کہ ہم تو خدا پر توکل کرتے ہیں۔ مگر میں نے فوراً قرآن کی آیت پڑھی کہ اول اپنے اونٹوں کے پاؤں باندھو پھر خدا پر توکل کرو۔ اس کا بہت اثر ان لوگوں پر پڑا۔ اور انہوں نے یقین کر لیا کہ میں ایک مقدس عورت ہوں۔"

قرآن کریم کے متعلق بہت تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا انسان بھی خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ عورت مذکور نے جس مضمون کی آیت کا ذکر کیا ہے۔ وہ قرآن کریم میں کہیں موجود نہیں ہے۔ ... اور اس سے اس کی قرآن دانی کی حقیقت خوب واضح ہو جاتی ہے۔

دوران لیکچر میں جب یہ دعویٰ اور اس کا ثبوت پیش کیا گیا ہوگا۔ تو ممکن ہے۔ سامعین عش عش کر اٹھے ہوں۔ کیونکہ وہ بھی قرآن کریم سے ایسے ہی ناواقف ہونگے۔ جیسے لیکچر دینے والی تھی۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ "قومی رپورٹ" نے جو ایک مسلمان اخبار ہے۔ بغیر کسی ریمارک کے کیوں اس کو شائع کیا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ خصوصاً انگریزی خوانوں میں جنہیں ساری عمر قرآن کریم کو کھول کر دیکھنے کی بھی توفیق نہیں ملتی۔ چہ جائیکہ وہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ کہ اس میں کیا ہے۔ ایسے لوگ اگر "قومی رپورٹ" کو پڑھکر اس لیڈی کے اس بیان کو درست سمجھ لیں۔ تو کوئی تعجب نہیں۔ اور خاصکر اس صورت میں جبکہ یورپ سے جو آواز آئے۔ اُسے نو تعلیم یافتہ وحی آسمانی سے بڑھکر قابل اعتبار سمجھتے ہیں۔

چونکہ ہماری آواز "قومی رپورٹ" کے تمام ناظرین تک نہیں پہنچ سکیگی۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ وہ خود اصلاح کر دے۔ تاکہ کوئی ناواقف غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔

کیا وکیل "لیڈر" کا نام بتا سکتا ہے

اخبار ذوالفقار کے ان الفاظ پر جو اس نے مسٹر اختر علی ابن مسٹر ظفر علی کے متعلق شائع کئے تھے۔ اخبار وکیل کو اس بنا پر روشنی ڈالنے کے لئے کہا گیا تھا۔ کہ اس کے شائع کردہ الفاظ کی ذوالفقار کے الفاظ کے ساتھ تطبیق پائی جاتی تھی۔ وکیل نے خود تو اب بھی "ایک مشہور لیڈر کے لڑکے" کا نام نہیں بتایا۔ البتہ الفاظ اس کے یہ ہیں "جن کی جیب سے امرتسر کے ایک ہوٹل میں ایک بازاری عورت ایک ہزار روپیہ کا نوٹ اڑا لے گئی"۔ اور الٹا ذوالفقار کے ساتھ الفضل سے بھی یہ مطالبہ کیا ہے کہ "کیا یہ دونوں اخبار اپنے بیان کی تائید میں کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں"۔

ذوالفقار نے ایک واقعہ کا کھلے الفاظ میں ذکر کر دیا ہے۔ اور وکیل کو ابھی تک اسکی جرأت نہیں ہوئی۔ اسکے متعلق الفضل سے مطالبہ کو وہ صریح غلط بیانی کہکر بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اسکا یہ کہنا تسلی بخش ہو سکتا ہے کہ "زیر بحث لیڈر نہ تو پنجاب کا رہنے والا اور نہ ہی مسلمان ہی ہے"۔ کیونکہ جب تک لیڈر کا نام نہ بتایا جائے۔ اس بات کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ نہ ذوالفقار کے مقابلہ میں اسے درست ماننے کیلئے کوئی تیار ہو سکتا ہے۔ کیا وکیل میں اتنی ہمت ہے کہ زیر بحث "لیڈر" اور اسکے لڑکے کا نام ظاہر کر سکے۔ اور اسکے متعلق

ہمارے لئے تبلیغ کا مسئلہ موت و حیات کا مسئلہ ہے

تبلیغ کے متعلق مسیح موعودؑ کا عمل

ہم میں بہت سے ایسے احباب ابھی موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنے آقا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آنحضور کی باتیں اپنے کانوں سے سنیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو ابھی تک یاد ہے کہ حضور نے تبلیغ کی راہ میں کیا کیا استقلال دکھلایا۔ اور کن کن مشکلات کا مقابلہ کیا۔ تبلیغ کی ضرورت اور اہمیت کو ایسے احباب کے ذہن نشین کرنے کے لئے مجھے اپنے نقطۂ ایمان اور رائے کی رو سے ان کے اپنے آقا و ہادی کا سبق آموز عملی نمونہ ہی کافی ہو جاتا ہے۔ اس بات کو جاننے کے لئے کہ تبلیغ کا مسئلہ ہمارے لئے موت و حیات کا مسئلہ ہے۔ اصحاب مسیح موعود کے لئے بس یہی کافی ہے۔ کہ انہوں نے مسیح موعود کی تبلیغی قربانیوں سے ایک مردہ قوم کو زندہ ہوتے دیکھا۔ انہیں بغیر منطقی دلائل کے یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ تبلیغ جیسے اہم امر سے ذراسی بھی غفلت کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی موت کے سامان مہیا کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اور ان کا ایک قدم بھی اس راہ میں ٹھہر جانے کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ اسی لئے پاؤں اسی وادیٔ ظلمت میں جا پڑینگے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکالا ہے۔

ہم نہیں جانتے اور نہ ہی پوری طرح جان سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی کٹھن سے کٹھن اور پیچیدہ در پیچیدہ راہوں میں کس کس طرح اور کتنی بار اپنے آپ کو قربان کیا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک موت نہیں۔ بلکہ کئی موتیں انسان کو اپنے نفس پر وارد کرنی پڑتی ہیں۔ اور ہم کبھی بھی صحیح اور کامل طور پر اسے ذہن میں نہیں لا سکتے۔ کہ آنحضور نے اپنے اللہ کو پانے کے لئے اپنے آپ کو ان موتوں میں سے کس کس موت کے گھاٹ اتارا۔ ان کا ایسی صورت میں کہ ہم میں بھی اپنے معبود حقیقی کو پانے کے لئے وہی عاشقانہ تڑپ ہو۔ جو مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تھی۔ اور پھر آپ کے عاشقانہ محبت سے بھری ہوئی دل جیسے دل کو پہلو میں لئے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈنے کے لئے بھٹکتے ہوئے جنگل بیابان میں [illegible] جو ہو سو ہو۔ اسی صورت میں شاید ہمیں کچھ معلوم ہو سکے۔ تو ہو سکے۔ کہ اللہ کی محبت کیسی نعمت ہے۔ اور اس کی راہ میں موت کے کیا معنے ہیں۔ اگرچہ ہم ابھی تک اس حقیقت کو نہیں پا سکے۔ تاہم اتنا ہم ضرور جان چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مر جانا مرنا نہیں۔ بلکہ زندہ ہو جانا ہے۔ کیونکہ ہم نے بچشم خود دیکھ لیا ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں وہ زندگی پائی۔ کہ جس سے نہ صرف وہ ابد الآباد تک زندہ رہنے کے لئے زندہ ہو گئے بلکہ اس زندگی سے ہم جیسے مردہ جسموں میں بھی ایک روح سرایت کر گئی ہے۔ اور زندگی کی ... ایک ایسی حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ اگر ہم اسے آج قائم رکھنے اور اس کے بڑھانے کی فکر نہ کرینگے۔ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہمیں کس مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسیح موعود زندہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی ہی محبت میں ہم زندہ ہو سکیں گے۔ تبلیغ کے ذریعہ سے مسیح موعود نے ہم میں حقیقی زندگی کی روح پھونکی۔ اس زندگی کی روح کہ جس سے زمانہ کے انقلابات مضطرب نہیں کر سکتے۔ جس کی بڑھتی ہوئی رو کو کوئی بھی زمینی ہاتھ روک نہیں سکتا۔ وہ زندگی کی رو جس کا قبلہ رخ ابدی سعادت ہے۔ اور پھر تبلیغ ہی کے ذریعہ سے ہم اس زندگی کو احسن صورت میں اپنے اندر قائم رکھ سکتے ہیں۔ اور تبلیغ ہی کے ذریعہ سے اسکو دوسروں میں پھونک سکتے ہیں۔ +

کامیابی کے لئے محبت الٰہی کی ضرورت

یاد رہے کہ زندگی کے کسی اعلیٰ مقصد تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔ جب تک کہ دل ہمارے اللہ کی محبت سے بھرے ہوئے نہ ہوں۔ اور آنکھیں ہماری اس کی محبت کے نشہ سے مخمور نہ ہوں۔ میں ان الفاظ کو لکھ رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میرا ذرہ ذرہ وجود اس امر کو محسوس کرتے ہوئے اعتراف کر رہا ہے کہ بیشک یہ حقیقت ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہماری کمزوری اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہے۔ میں کیا بتلاؤں کہ اس احساس کی کیفیت سے میں کس حد تک متاثر ہوں۔ میرے احباب بھی اس کیفیت سے بڑھکر کیفیت محبت کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور مسیح موعود کے جذبات محبت میں اپنی طبیعت کو گوندھ کر اپنے وجود میں سے لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرنیوالا ایک زندہ پتلا کھڑا کریں۔ جو قال سے پہلے حال سے لوگوں میں منادی کرے۔ ربنا انّنا سمعنا منادیاً ینادی للایمان فآمنا الخ

یعنی اے ہمارے رب ہم نے ایک پکارنے والے کی پکار کو سنا۔ جو لوگوں کو ایمان کی طرف بلا رہا تھا۔ پس ہم بھی اس کی پکار کو سنکر ایمان لے آئے کہ تیرے سوا کوئی بھی معبود نہیں۔ تو ہی اس لائق ہے۔ کہ ہم تجھ سے پیار کریں۔ اور ایسا پیار کریں کہ جیسے ایک بیٹا سے پیار کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر۔ یہ ہم ایمان لے آئے۔ اور یہ وہ نصب العین ہے جس کو ہم نے اس چند روزہ زندگی میں حاصل کرنا ہے۔ اور جسے ہم نے خود اپنے اندر اور غیروں کے درمیان تبلیغ کے ذریعہ سے اس طور سے کھڑا کرنا ہے۔ کہ وہ نظروں سے کسی حالت میں بھی کبھی اوجھل نہ ہو۔

پس احباب سب کے سب اور خصوصاً وہ دوست جنہوں نے تبلیغ کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ وہ اچھی طرح جان لیں کہ انہوں نے کس بات کی تبلیغ کرنی ہے تبلیغ انّنا سمعنا منادیاً ینادی للایمان فآمنا الخ کے مضمون کی کرنی ہے۔ جب تک ایمان کی ساری کیفیات کو ہم اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے رہینگے۔ ہماری ساری تبلیغی کوششیں بے سود ہونگی۔ جب تک ہم بیگانوں اور یگانوں پر ثابت نہیں کر دینگے۔ کہ ہم "انّنا" کے اقرار کو اپنے لئے

حرکات و سکنات میں حتی الوسع مدنظر رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہمارا سارا تبلیغی شور و غل رائیگاں جائیگا ۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کو دلوں میں پیدا کر دینا یہ پہلا مقصود اعلیٰ ہے۔ اور یہ وہ اسلامی مقصود ہے۔ جس کو بلند آواز سے پکار پکار کر لوگوں کو [illegible] پانچ مختلف اوقات میں معذانہ سنا [illegible] مگر پیشتر اسکے کہ ہم لوگوں کو سنائیں [illegible] میں اور آپ سب اپنے اپنے دلوں کو [illegible] ٹٹولیں اور دیکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی منادی کی [illegible] کا ہم پر کیا اثر ہوا ہے۔ "فاسما" جہاں تک [illegible] اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے اندر کہاں تک [illegible] گئی ہے ۔

لیکن اگر ہمارے دل اس جذبہ محبت سے خالی ہیں۔ جو موت کے گھاٹوں سے اتار چڑھا کر دلا دینے والے انسان کو آب حیات کے کنارے پر لا کھڑا کرتا ہے۔ تو یقیناً ہم زندہ نہیں۔ بلکہ مردہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں " عارف ایک مچھلی ہے جو خدا کے ہاتھ سے ذبح کی گئی۔ اور اس کا پانی خدا کی محبت ہے "

تبلیغ زندگی کا مدار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھ لو کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں کیسی زندگی پائی۔ آنحضور کے آثار محبت کا مشاہدہ کرو کہ مردہ کیسے زندہ ہو گئے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کو ایک عجیب زندگی بخشتی ہے۔ تو میں سچ کہتا ہوں۔ کہ تبلیغ اس زندگی کو زندہ قوم میں اسی طرح قائم رکھتی ہے۔ جس طرح پانی درخت کو سرسبز رکھتا ہے۔ اور جس طرح پانی کے منقطع ہو جانے سے درخت سوکھ جاتا ہے زمینی روئیدگیاں کوڑا کرکٹ ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح تبلیغ کے مفقود ہو جانے سے وہ قوم مردہ ہو جاتی ہے۔ مگر کونسی تبلیغ ہے۔ جس پر ہماری زندگی کے قائم رہنے کا سارا دار و مدار ہے۔ یہ وہ تبلیغ ہے جس کی بنیاد جس کی روح رواں جس کا سب کچھ اللہ کی محبت ہے۔ اگر یہ نہیں۔ تو ہماری تبلیغ ریاکاری کے سوائے اور کچھ نہیں ۔

تبلیغ سے آثار زندگی

تاریخ کا مطالعہ کرو۔ آپ پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ جب سے مسلمانوں میں تبلیغ کی حرکت مدھم ہونی شروع ہوئی تب ہی سے ان پر ادبار کا آغاز ہوا۔ اور آج دیکھ لو کہ جونہی تبلیغ کا سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے از سر نو شروع ہوا۔ کہ ایک مسلمانوں میں زندگی کی ایک نئی حرکت پیدا ہو گئی۔ اور قرآن مجید بھی سورۃ والعصر میں اسی بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے ۔ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا و عملوا الصلحت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر۔ یعنی وہ قوم کہ ایمان جس کے دل میں ہے اور اعمال صالحہ کا لباس اس نے زیب تن کیا ہوا ہے۔ اور پھر وہ آپس میں حق کی پند و نصیحت صبر و استقلال سے کرتے رہتے ہیں ایسی قوم زمانے کے گوناگوں حادثات کے باوجود بھی کبھی خسارہ پانے کی نہیں۔ وہ قوم جب تک کہ زمانہ چلا جا رہا ہے۔ زندہ رہیگی۔ اور زندگی کی ساری نعمتوں سے وہ پورا پورا حظ اٹھائیگی۔ ورنہ انسان کی زندگی بغیر ایمان و اعمال صالحہ کے رائگاں ہے یہ نہیں کہ اس نے ایمان و اعمال صالحہ کو کھو کر فقط دو ہی چیزیں کھو دیں۔ نہیں۔ بلکہ اس نے اپنی ساری عمر کو ضائع کر دیا۔ یہی نہیں۔ کہ اس نے ایمان و اعمال صالحہ کو ضائع کر کے اپنی زندگی کے چالیس برس ضائع کر دئیے۔ نہیں بلکہ جسمانی اور روحانی نعمتیں جو اسے اس چالیس پچاس سال کے ایک ایک لمحہ میں حاصل کرنے کا موقعہ دیا گیا تھا۔ وہ سب کی سب ضائع کر دیں۔ اگر انسان کے دل میں ایمان نہیں۔ ایمان کے ساتھ محبت کا احساس نہیں اور محبت کے احساس کے ساتھ ظاہر میں آثار نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ نہ کھانے میں راحت ہے نہ پینے میں مزہ ہے۔ نہ مال و دولت سے خوشی۔ نہ [illegible] بچوں سے اطمینان قلب۔ اگر طمانیت و لذت ہے تو ایمان میں اور ایمان کے ساتھ اللہ کی محبت میں۔

یہ ہے وہ مدعائے تبلیغ جس کی طرف میں اپنے سارے احباب کو ترغیب دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اسی میں حقیقی زندگی ہے۔ اور اسی میں کامرانی ہے۔ پس مبارک ہے وہ مبلغ جس کا دل اس محبت سے لبریز اور اسکی آنکھیں محبت کے آنسو بہا رہی ہیں ۔

احمدی مبلغوں سے خطاب

میرے دوستو! اس محبت کو دل میں لیکر اٹھو۔ اور پھر تمہارا معبود (وسعت رحمتی کل شیء) سارے عالم کے لئے سراسر رحمت ہے ایسے ہی تم بھی لوگوں کے لئے رحمت بن کر رحمت۔ جب لوگ محسوس کرینگے۔ کہ آپ اپنی گفتار میں اپنی کردار میں اور اپنے سارے معاملات میں محبت و رحمت کا سلوک اخلاص سے نہ کہ ریاکاری سے شفقت و خیر خواہی سے نہ کہ عداوت و تعصب سے کرتے ہو تو پھر آپ کو یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ وہ خود جان لینگے۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ لوگوں کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ بلکہ ان کو اپنا دوست بنانے کی کوشش صبر و تحمل کے ساتھ کرنے جاؤ۔ کیونکہ آپ نیک دل کو غیر بنانے کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنا محبت کرنے والا بنانے کے لئے اٹھے ہو۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ آپ اپنے اقوال سے پہلے اعمال سے ان کے ذہن نشین کر دیں۔ کہ آپ کے دل میں ان کے لئے محبت ہے۔ اور آپ کے سارے حرکات و سکنات ان کے دکھ دینے کے لئے نہیں۔ بلکہ ان کی بہتری کے لئے وقف ہو چکے ہیں۔ آپ ان کی دل آزاری کا موجب نہیں۔ بلکہ ان کی تسلی و تشفی کا موجب ہو رہیں اور انسان ایسا بن سکتا ہے۔ اگر وہ آنکھیں کھول کر ایسی نعمتوں اور موقعوں کی تلاش میں رہے جو ایک آن میں آتے اور ایک آن میں غائب ہو جاتے ہیں [illegible] سے ایسے دکھ رسیدہ ہیں۔ جن کو آپ اگر مال نہیں دے سکتے میٹھی محبت بھری زبان سے ان کے دکھ کو کم کر سکتے ہیں

بہت سے ایسے بھی ہیں۔ جو خندہ پیشانی سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے بھی ہونگے۔ کہ اگر آپ ان کے ساتھ چلتے چلتے ان کے رستے سے کانٹوں کو چن کر ہاتھ سے ہٹا دیں۔ تو وہ آپ کے قریب ہو جائیں۔ غرض انسان کو بہت سے ایسے قیمتی مواقع ملتے ہیں۔ مگر وہ اپنی غفلت اور سستی سے انہیں ضائع کر دیتا ہے۔ مگر آپ لوگ جو حواریان مسیح موعود علیہ السلام ہیں جنہوں نے مسیح موعود کی پیغام رسانی کا بیڑا اٹھایا ہے۔ للہ ایسے موقعوں کو ضائع کرنے والوں میں سے نہ بنیں۔ اس دنیا میں اس طرح زندگی بسر کریں۔ کہ گویا آپ ایسی تنگ پگ ڈنڈی پر چل رہے ہیں۔ جو کانٹے دار گھنی جھاڑیوں میں سے بل کھاتے ہوئے گذرتی اور ہر قدم پر نظر سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ پس احتیاط اور ہوشیاری اور دیکھ بھال سے اپنے کپڑوں کو ادھر ادھر سے سنبھالتے ہوئے قدم قدم پر ٹھہر ٹھہر کر آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنے جسم کو جھاڑیوں سے بچاتے ہوئے ایسے موقعہ پر چلنا چاہیئے بعینہٖ اسی طرح دنیا کی پگ ڈنڈیوں پر آپ چلیں۔ کیونکہ اسی قسم کے چلنے کا نام وہ تقویٰ ہے۔ جس کی طرف قرآن مجید ہمیں بار بار توجہ دلاتا ہے۔ اور اگر آپ اس تقویٰ کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آپ کے دل میں اللہ کی محبت ہے۔ اور آپ کے سینہ میں ہمدردئ خلائق کا جوش ہے۔ مگر پھر بھی لوگ آپ سے عداوت کرتے ہیں۔ اور آپکو تنگ کرتے ہیں۔ تو آپ صبر کریں۔ اور ان کی مطلق پروا نہ کریں۔ کیونکہ جس کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے۔ اور جس کے اعمال تقویٰ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ وہ ذرا ذرا بات پر چڑ نہیں جایا کرتا۔ اور صبر و تحمل کو ہاتھ سے کھو نہیں بیٹھا کرتا۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ آپ کے دشمن بھی آپ کے آقا مسیح موعود کے کئی ایک دشمنوں کی طرح آپ کے دوست بن جاویں ٭

زین العابدین

ناظر تالیف و اشاعت۔ قادیان

مُبلغین کے دورے

اس سے پہلے مبلغین کے متعلق جو درخواستیں آیا کرتی تھیں۔ وہ اس طرح آیا کرتی تھیں کہ درخواست کنندگان کی خواہش کو پورا کرنے میں نظارت کو بہت سا مال خرچ کرنا پڑتا تھا۔ جس کا نتیجہ اس خرچ کے مقابل میں کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً کراچی سے درخواست آئی۔ کہ ہم انہیں فوراً مبلغ بھیجیں۔ پھر نظارت کی طرف سے مبلغ بھیجے جاتے۔ جو تین چار صد روپیہ خرچ کرنے کے بعد قادیان دارالامان واپس آتے۔ پھر ایک اور درخواست مثلاً بہاولپور سے آئی۔ کہ بہاولپور ایک مبلغ کی ضرورت ہے۔ اب اگر وہاں پر مبلغ بھیجا جائے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہم نے اپنے پہلے تین چار صد روپیہ سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور اگر بہاولپور کی درخواست کے مطابق بھیج دیا جائے۔ تو پھر اس کے واپس آنے پر ملتان سے ایک درخواست آتی ہے۔ کہ وہاں مبلغ چاہیئے۔ وعلیٰ ہذا القیاس پچھلے دنوں تین ہزار روپیہ کے قریب مبلغوں کے اخراجات سفر پر خرچ ہوا۔ مگر تھوڑے ہی وہ مقامات ہیں۔ جہاں تبلیغ ہوئی۔ اور بہت سے ایسے ہیں۔ جہاں سے آئے دن شکایات آتی رہتی ہیں۔ کہ ہمارے پاس مبلغ نہیں آئے۔ میں نے اس مشکل کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام درخواستوں کو جو کہ میرے عہد میں اس دفتر میں آئی ہیں۔ جمع کر رکھا ہے۔ اور سائلین کو جواب دیتا رہا ہوں۔ کہ میں مبلغ بھیجونگا اور بعضوں نے تنگ آکر مجھے یہ بھی لکھا کہ آپ ٹالتے رہتے ہیں۔ حالانکہ میری جواب دیتے وقت کبھی بھی ٹالنے کی نیت نہیں ہوتی۔ کیونکہ تبلیغ کو ایک عمدہ صورت میں قائم کرنے کی نیت سے میں نے ان کی درخواستوں کو اب تک زیر غور رکھا ہے اور اب میں ذیل میں وہ پروگرام شائع کرتا ہوں۔ جس کے ذریعہ میں اپنے مبلغوں کو با قاعدہ دورہ کرانا چاہتا ہوں۔ میں نے ان کو چھ دوروں اور چھ وقفوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر ایک دورہ ایک ایک ریلوے لائن پر ہوگا۔ اور اس کے آس پاس جتنے دیہات و مقامات میں ہماری جماعتیں ہونگی۔ وہ وہاں پہنچیں گے۔ خط وحدانی کے اندر وہ مقامات ہیں جہاں سے درخواستیں آچکی ہیں۔ اور ہم نے ان سے مبلغ بھیجنے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اور خط کشیدہ مقامات وہ ہیں۔ جہاں ہماری انجمنیں اور ہمارے احمدی دوست ہیں۔

پس میں اس پروگرام کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ انجمنیں اگر اپنے مقامات میں تبلیغی دوروں سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہیں۔ تو ۲۰ر جولائی ۱۹۲۱ء کے اندر اندر مجھے بذریعہ ڈاک لکھیں۔ اور ساتھ ہی کم از کم پانچ روپیہ اپنی انجمن سے بھیجے۔ روانہ کر دیں۔ تاکہ میں انکی امداد سے اپنے روپے کو ملا کر ان تمام مقامات میں کما حقہ تبلیغ کرنے کا انتظام کر سکوں۔ ان کے جواب آنے پر میں ایک اور پروگرام شائع کرونگا۔ جس میں یہ بتلاؤنگا۔ کہ کون کون احباب تبلیغ کے لئے روانہ کئے جائیں گے اور کن مقامات پر کتنے کتنے دن ٹھہریں گے۔ امید ہے جلد سے جلد اس امر کے متعلق احباب مجھ سے خط و کتابت کریں گے۔

یو۔ پی کے متعلق میں ایک علیحدہ پروگرام بنا کر کسی دوسرے وقت میں شائع کرونگا۔ اس کی بھی اطلاع کر دونگا۔

زین العابدین۔ ناظر تالیف و اشاعت۔ قادیان

دورہ نمبر ۱

بٹالہ۔ وزیر آباد جاملکے۔ (اکھونگر) (گجرات) (لکھوکھر) (شادیوال) (گولیکے) (چھالیہ) (لالہ موسیٰ) جہلم۔ گوجرخان۔ جنگا تنگیال۔ سہالہ۔ راولپنڈی۔ سرائے کالا۔ خرم۔ کیمل پور۔ (نوشہرہ) مردان۔ پشاور ٭

دورہ نمبر ۲

بٹالہ۔ گجرانوالہ۔ فیروز والہ۔ (گوبنڈی) وزیر آباد

سیالکوٹ - (سیالکوٹ) جموں - چونڈہ - (رائے پور) نارووال - عینووالی (ڈیرہ بابا نانک) (داؤد) (بھینی)

دورہ نمبر ۳

لاہور - (اوکاڑہ) چیچا وطنی (آگرہ بستی) مخدوم رشید - عبدالحکیم - (بستی باگڑ) شورکوٹ (گوجرہ) (جھنگ مگھیانہ) سلانوالی (جوگی والہ) ہنڈے والی - (چک نمبر ۹۸ و ۹۹) - چنڑانالی سرگودہ - بھلوال - چک نمبر ۲۹ - ملکوال - بھیرہ - خوشاب - (کندیاں)

دورہ نمبر ۴

(پھیرو چیچی) - (ڈگا لوالی) (ونجواں) (ڈیرہ بابا نانک) (تلونڈی رایاں) (فتح گڈھ) امرتسر - گوروسنگاں (سیکھے) بلھیار - لاہور - قصور - فیروز پور (فرید کوٹ)

دورہ نمبر ۵

بٹالہ - امرتسر - جالندہر (بنگہ) نواں شہر (کریام) راہوں - پھگواڑہ - لدھیانہ - سرہند بسی خان پور - راجپورہ - پٹیالہ - سنور (سامانہ) انبالہ - (پانی پت) - جالندہر - کپورتھلہ

دورہ نمبر ۶

کراچی اور روہڑی - یہ دورہ جب تک اور درخواستیں نہ آئیں - ملتوی رہیگا ؞

معلم کی ضرورت

موضع جوگی والہ ڈاکخانہ ساہیوال سرگودہ میں ایک معلم کی ضرورت ہے۔ جو احمدی کے بچوں کو پڑھانے وغیرہ سے تبلیغ سلسلہ بھی کرے۔ ایسے معلم کی وجہ معاش کا بندوبست کیا جائیگا۔ درخواستیں بنام

ناظم صیغہ تربیت قادیان

ست ایڈیشن

بجواب تہذیب مصنف ایڈیٹر صاحب ہائی گزٹ لکھا جا چکا یہ مضمون کاتب کے حوالہ کر دیا گیا۔ ایڈیٹر صاحب ہائی گزٹ کو اپنی اس تصنیف پر بڑا ناز اور فخر ہے۔ اور اپنے زعم میں انہوں نے ست بچن اور بابا نانک کا مذہب نامی کتب کا جواب دیا ہے۔ مگر ست ایڈیشن میں ایڈیٹر صاحب ہائی گزٹ کی اس تصنیف کی کس طرح دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ اور کس طرح سکھ مذہب کے سب لٹریچر پر برقی روشنی ڈالی گئی ہے اور باوا صاحب کے اسلام پر کس قدر براہین قاطع اور دلائل ساطع مہیا کئے گئے ہیں یہ سب باتیں پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں قیمت کا قبل از وقت بتلانا مشکل ہے۔ مگر عدد کے قریب ہوگی ؞

ضرورت ہے کہ ایسی کتاب کثرت سے سکھوں میں مفت تقسیم کی جائے پیشگی درخواست کے ساتھ نقد رقم بھیجنے والوں کو کمحصول ڈاک معاف ہوگا۔ محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان

ضرر رسیدوں کو معاوضہ

پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ایک ریزولیوشن کی منشاء کے مطابق ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر پنجاب نے ایک کمیٹی بدیں غرض مقرر فرمائی ہے کہ وہ کافی معاوضہ ان اشخاص کے پسماندگان کیلئے جو کہ ۱۹۱۹ء کے فسادات میں بمقام جلیانوالہ باغ یا دیگر مقامات پنجاب میں مقتول ہوئے یا جنکو جسمانی ضرر پہنچا۔ یا جنکی جائداد کا نقصان ہوا۔ اسی پیمانہ پر تجویز کرے جس کے رو سے یورپین صاحبان کو معاوضہ دیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل صاحبان اس کمیٹی کے ممبران ہیں:

(۱) اے لینگلے صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای کمشنر قسمت لاہور پریذیڈنٹ
(۲) دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ صاحب ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب۔
(۳) مولوی محرم علی صاحب چشتی وکیل ہائیکورٹ و ممبر لیجسلیٹو کونسل
(۴) چودہری محمد امین صاحب وکیل ہائیکورٹ و ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب
(۵) بخشی ٹیک چند صاحب وکیل ہائیکورٹ۔

جو شخص کہ معاوضہ لینا چاہے۔ پریذیڈنٹ کمیٹی (یعنی راقم) کے پاس تحریری درخواست قبل از ۲۰ جولائی ۱۹۲۱ء روانہ کرے جن صاحبان کو ایسے مقتول اشخاص کے پسماندگان اور دیگر مجروح اشخاص کے نام اور پتے معلوم ہوں۔ جو فسادات ۱۹۱۹ء میں مقتول یا زخمی ہوئے۔ وہ بھی راقم کو ایسے اشخاص کے نام اور پتہ کی اطلاع دے سکتے ہیں۔ المشتہر۔ اے لینگلے

ہندوستان کی خبریں

مقدمہ ننکانہ صاحب ہری ناتھ ملزم کا اقبال ۲۸ر جون کو عدالت سیشن میں بسلسلہ ننکانہ قتل عام کو مقدمہ پیش تھا۔ ہری ناتھ ملزم نے جو مہنت نرائن داس کا چیلہ ہے۔ اور جو قتل کی اس بھینٹ ۲۱ر فروری کی رات کو ننکانہ صاحب میں ہوا۔ یکایک اٹھ کر عدالت سے مخاطب ہوکر کہا کہ میں نے جرم کیا ہے۔ میں اقبال جرم کرتا ہوں اور تمام سچی سچی باتیں عدالت میں کہہ دینے کو تیار ہوں۔ ہری ناتھ کے اس بیان سے عدالت میں سنسنی سی چھا گئی ہری ناتھ نے یہ بھی کہا کہ مجھے پٹھان ملزم مہنت کے بھڑکانے پر مار دینگے۔ لہذا مجھے ان سے علیحدہ رکھا جائے۔ جس پر عدالت نے ہری ناتھ کو باقی ملزمان سے علیحدہ رکھے جانے کا حکم دیا۔

دربار میسور میں غیر برہمنوں کا جھگڑا میسور ۲۹ر جون۔ میسور کی مجلس وضع قوانین میں کئی مقررین نے ظاہر کیا کہ غیر برہمن جو ۹۰ فیصدی ٹیکس گذار ہیں۔ ریاست میں ۵ فیصدی ملازمتوں پر راضی نہیں ہو سکتے۔ کسی جماعت کو اس لئے سزا نہیں دی جانی چاہیئے۔ کہ ایک خاص ذات سے اس کا تعلق ہے۔

تعلقہ داران اودھ کا وفد تیس کے قریب تعلقہ داران اودھ نے گورنر صوبجات متحدہ کے پاس حاضر ہو کر درخواست کی ہے۔ کہ ان کے بندوبست کی میعاد تیس سے پچاس سال تک کر دی جائے۔ ہز ایکسیلنسی سے معلوم ہوا ہے۔ ان سے کہا ہے کہ ایسا کرنے سے یہ ایک تمام ہندوستان کا سوال بن جائیگا۔ پھر اسمیں مشکل ہوگی۔

فراہمی چندہ اور مدراس گورنمنٹ کا حکم مدراس گورنمنٹ نے سرکاری ملازمین کے نام فرمان شائع کیا ہے کہ وہ کسی جمہوری یا مقامی فنڈ کے لئے چندہ جمع کرنے میں بلا اجازت حصہ نہ لیں۔

سلطنت کیلئے نیا انتظام عمل کل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس ۲۲ر جولائی کو لکھنؤ میں ہوگا۔ اس اجلاس میں ایسا انتظام عمل تجویز کیا جائیگا۔ جس سے مجوزین کے نزدیک اس سال کے اندر اندر مظالم پنجاب کا ازالہ ہو سکے۔ مسئلہ خلافت طے ہو سکے۔ اور سوراج قائم کیا جا سکے۔

سرحدی ملا کی سرگرمیاں ملا سید اکبر نامی ایک سرحدی ملا انگریزوں کے خلاف تبلیغ کرتا پھرتا ہے۔ اور سرحدی قبائل کو بغاوت کا سبق پڑھا رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ خیبر ریلوے پر کام نہ کرو۔ اس کے ساتھ سرحدی سرکاری ملازموں کو لوٹتے ہیں۔ خاصہ داروں کا ایک گروہ ملا کے آدمیوں کے قابو چڑھ گیا۔ اور کچھ زخمی اور کچھ قتل ہوئے۔ باقیوں کو وہ گرفتار کر کے لے گئے۔

جابرانہ قوانین کی کمیٹی جابرانہ قوانین پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ وہ اپنے اجلاس ۱۲ر جولائی سے شملہ میں شروع کرے گی۔

ایک وکیل پر مقدمہ کلکتہ ہائی کورٹ میں ایک وکیل پر اس الزام میں مقدمہ چلایا گیا ہے کہ وکیل نے اول ایک فریق سے اسکے مقدمات کے حالات سن لئے۔ پھر اس کی طرف سے پیروی کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے فریق مخالف کی طرف سے پیروی شروع کر دی۔ جو پیشہ وکالت کے لئے ناجائز ہے۔

آتشزدگیوں کے ذمہ وار الہ آباد ۱۲ر جون۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اس امر کی کافی شہادت بہم پہنچ چکی ہے کہ کماؤں کی پہاڑیوں میں آتشزدگیاں حامیان عدم تعاون اور فتنہ پرداز لوگوں کی حرکات کا نتیجہ ہیں۔ بہت سی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

ریاست خیرپور کا میر گدی پر خیرپور کے میر کو شاندار تقریب سے باقاعدہ خیرپور کی گدی پر بٹھایا گیا۔ مسٹر پوپ کلکٹر سکھر نے جو پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے ہیں انہیں وائسرائے کا خریطہ پیش کیا۔ اس تقریب کی خوشی میں قیدیوں کو رہا کیا گیا۔

تلک سوراج فنڈ ایک کروڑ سے زائد ہو گیا بمبئی یکم جولائی۔ ایک جلسہ میں مسٹر گاندھی نے دوران تقریر میں کہا کہ تلک سوراج فنڈ کے لئے اب ایک کروڑ ۵ لاکھ روپیہ فراہم ہو چکا ہے۔

ہندوستانی دوائیں دہلی یکم جولائی۔ امریکہ کے ڈاکٹر این۔ آر جوش کو ایک لاکھ روپیہ ہندوستانی دوائیوں کو ترقی دینے کے لئے حوالہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف امریکہ میں نو سال تک قیام فرما چکے ہیں۔ اور آپ نے رنگون میں ایک دوائی خانہ کھول رکھا تھا۔

ڈھاکہ یونیورسٹی کا افتتاح ڈھاکہ یکم جولائی۔ حکومت ہند کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ آج ڈھاکہ یونیورسٹی کا باقاعدہ طور پر افتتاح ہوا۔ امید ہے کہ تھوڑے عرصہ میں منتظمہ کمیٹی تعلیمی مجلس و دیگر مجالس مترتب ہو جائینگی۔

مدراس میں ہڑتال کی خطرناک صورت خبر ہے کہ ہڑتال کی حالت دن بدن نازک ہوتی جاتی ہے۔ ملک چھوڑنے والے اور [illegible] پولیس کے آدمیوں پر جو جلنے [illegible] جلتے ہیں۔ ان پر اینٹ پتھر پھینکے جاتے ہیں ان کے اور دوسرے ہڑتالیوں کے درمیان کشیدگی نازک حالت اختیار کرے گی۔ کل رات بلیان تھوپ پیری کے کوارٹروں میں جہاں آدمی زرا دلی مزدور رہتے ہیں۔ پھر آگ لگ گئی۔ تقریباً ایک سو جھونپڑے جل گئے۔ ہوا زور کی چل رہی تھی۔ اسلئے نقصان بہت ہوا۔

فوج طلب کیگئی مدراس ۲ر جولائی۔ آدی دراوڑی مزدوروں کے جھونپڑوں میں کل رات کی آتشزدگی کے متعلق مزید رپورٹ مظہر ہے۔ کہ پولیس کے لئے اس خوف سے مقام آتشزدگی کو جانا فرض تھا کہ کہیں وہ رہتے ہیں اسپر ہڑتالی کہیں حملہ

سے گولیاں چلائیں گے۔ چونکہ پولیس اس حالت سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی تھی۔ اسلئے فوج طلب کی گئی۔ فوج کی مدد سے پولیس موقعہ پر رہی۔ پارٹی والی واپس چلے گئے۔ رات کو فوج ہٹالی گئی۔ اور مسلح پولیس متعین کی گئی۔ جو رات بھر گلیوں میں پہرہ دیتی رہی ٭

دو ہزار لوگ بے گھر

آج صبح کو آتشزدگی کا ایک واقعہ ہوا۔ جس سے تقریباً تمام جھونپڑے جنمیں آدمی دراوڑی مزدور رہتے تھے۔ جل گئے۔ دو ہزار اشخاص بے گھر بار ہو گئے۔ اس واقعہ سے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔

دھاروار (بمبئی) میں فساد

بمبئی ۲ جولائی۔ چونکہ خلافت کے دو والنٹیروں کو ڈاکہ کے جرم میں چھ چھ ماہ کی قید ہو گئی تھی قیدیوں کے ساتھ ایک بڑا ہجوم جیل تک گیا۔ اور بعد ازاں شراب کے ٹھیکہ داروں کے گھروں پر [illegible] ہڑتال ہو گئی۔ شام کے وقت ایک جلسہ ہوا۔ جس کے بعد میں شراب کی دو دکانوں پر حملہ کیا گیا۔ انکو توڑ ڈالا گیا۔ اور سامان چرا لیا گیا۔ دوکانوں کو آگ لگانے کی تین دفعہ کوشش کی گئی۔ پولیس نے آگ کو بجھا دیا ہجوم نے پھر پولیس پر حملہ کیا۔ جس نے آخر کار مجبور ہو کر فائر کیا۔ بلوہ کرنے والوں میں سے دو آدمی مارے گئے۔ اور یقین ہے کہ کئی آدمی زخمی ہوئے۔

یورپین کی جگہ ہندوستانی وزیر

حیدرآباد۔ ۲ جولائی۔ سرکار نظام نے مسٹر اے حیدری ہوم سکرٹری کو مسٹر گلینسی کی جگہ وزیر مال مقرر کیا ہے۔

صوبجات متحدہ کی میونسپلٹیوں کی مالی حالت

الہ آباد۔ ۳ جولائی۔ گورنمنٹ صوبجات متحدہ کا ایک بیان مظہر ہے۔ کہ الہ آباد۔ فیض آباد۔ لکھنؤ۔ کانپور۔ بریلی۔ بنارس۔ آگرہ اور نینی تال وغیرہ مقامات کی میونسپل کمیٹیوں کی مالی حالت خراب ہے۔ اور وہ سب کی سب امداد یا قرضہ یا دونوں کے لئے گورنمنٹ کو نہایت امید سے دیکھتی ہیں ٭

ممالک غیر کی خبریں

پارلیمنٹ کے ڈیلیگیٹ ہندوستان بھیجے جائینگے

نوآبادیوں کے قائمقاموں کو ایمپائر پارلیمنٹری ایسوسی ایشن نے ہاؤس آف لارڈز کی شاہی گیلری میں ایک دعوت دی۔ [illegible] کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے لارڈ برکن ہیڈ نے اس امر کا اعلان کیا کہ پارلیمنٹ کی طرف سے عنقریب ایک ڈیپوٹیشن ہندوستان جانے والا ہے اس خبر پر حاضرین نے دلی مسرت کا اظہار کیا ٭

برطانیہ کا قرضہ

لنڈن ۲۳ جون۔ جو اعداد و شمار شایع ہوئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ کا کل قرضہ خارجہ ۳۱ مارچ گذشتہ کو ایک ارب ۱۱ کروڑ ۵۱ لاکھ پونڈ ہوتا ہے۔ متحدہ امریکہ کا برطانیہ پر سب سے زیادہ قرضہ ہے جسے ۹۰ کروڑ پونڈ ادا کرنا ہوگا۔ اور اس کے بعد کنیڈا ہے۔

وزیر اعظم کی چٹھی

مسٹر لائیڈ جارج نے جمہوریہ آئرلینڈ کے پریزیڈنٹ ڈی ویلرا کے نام ایک چٹھی بھیجی ہے جسمیں لکھا ہے کہ گورنمنٹ اس بات کی بہت آرزو مند ہے کہ ملک معظم نے مصالحت کے لئے جو اپیل کی ہے وہ بیکار نہ ہو جائے۔ اس لئے میں دعوت دیتا ہوں کہ آپ یا آپکا کوئی رفیق کار جسکو منتخب کیا جائیگا۔ لنڈن آکر شمالی آئرلینڈ کے وزیر اعظم (سر جیمس کریگ) کے ساتھ ملکر معاملہ طے کرنے کے امکانات پر غور کریں۔ وزیر اعظم نے لکھا ہے کہ گورنمنٹ چاہتی ہے کہ اس صدیوں کے جھگڑے کو جس نے انگلستان اور آئرلینڈ کے لوگوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا کر رکھی ہے۔ دور کیا جائے۔ اہل آئرلینڈ و انگلستان کا اتحاد عمل نہ صرف سلطنت کیلئے مفید ہو گا بلکہ بنی نوع انسان کے لئے۔ سر جیمس کریگ کے پاس بھی وزیر اعظم نے اسی سلسلہ میں ایک خط لکھا ہے ٭

وزیر اعظم کی تجاویز

لنڈن۔ ۲۷ جون۔ اطلاعات سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ السٹر میں وزیر اعظم کی تجاویز کی سخت مخالفت ہو رہی ہے۔ بلفاسٹ کا ایک اخبار رقمطراز ہے کہ مسٹر ڈی ویلرا کو سر جیمز کریگ سے ہرگز ملاقات نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے ہاتھ بے گناہ انسانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں ٭

روئی کے کارخانے دوشنبہ کو کھل جائینگے

لنڈن ۲۵ جون۔ روئی کے کارخانوں کے ملازمین کی اجرت کے متعلق صلحنامہ پر جس سے کہ یقین دلایا جاتا ہے کہ ۱۹ ماہ تک جو صنعتی کاروبار میں کوئی جھگڑا رونما نہ ہوگا۔ دستخط ہو گئے ہیں۔ اور دوشنبہ کے روز کارخانے دوبارہ کھل جائینگے ٭

ترکوں کی فتح

لنڈن ۲۷ جون۔ پیرس کا ایک پیغام مظہر ہے کہ قسطنطنیہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ یونانیوں کو حال ہی میں آوا بازار کے مقام پر شکست فاش ہوئی۔ اور یونانی اسمد کے محاذ کی طرف پسپا ہوئے۔ مگر ترکان احرار نے اسمد پر بھی قبضہ کر لیا۔

یونانی فوج سخت خطرہ میں

لنڈن۔ ۲۷ جون۔ ایتھنز سے سرکاری طور پر اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ غنیم نے نکومیدیہ کے علاقہ میں سخت حملہ کر کے یونانیوں کے دو سو آدمیوں کو ہلاک کر دیا یونانی فوج کچھ عرصہ کے لئے سخت خطرہ میں پڑ گئی ہے۔ مگر کمک کے لگاتار پہنچنے پر غنیم ہر جگہ پسپا ہو رہا ہے ٭

اتحادی تجاویز مسترد

پیرس ۲۵ جون۔ ایتھنز کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حکومت یونان نے اتحادی تجاویز کو نامنظور کر دیا ہے۔ یونانیوں نے اتحادیوں کو بذریعہ نوٹ اطلاع دی ہے۔ کہ وہ فوجی نقطۂ نگاہ سے معاملات پر غور کر کے اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ جنگ کو اس طرح ختم کرنا یونانیوں کیلئے مضر ہو گا ٭

قاہرہ سے بغداد تک نیا راستہ

لنڈن ۲۹ جون۔ [illegible] فلسطین و بغداد تک کا ایک نیا ہوائی راستہ تجویز ہوا ہے۔ جو صحرا کے پانسو میل [illegible] ٭

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر

ایڈیٹر۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۹	سنہ ۱۳۳۹ھ	مطابق ۷ ذیقعد	پنجشنبہ	مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء	نمبر

مدینۃ المسیح

ایک تبلیغی وفد جو ضلع گورداسپور کے دیہات میں دورہ کریگا۔ اور جس کا پروگرام اسی اخبار میں درج کیا گیا ہے۔ روانہ ہو گیا ہے۔ ضلع ہذا میں پورے طور پر تبلیغ کرنے کیلئے دفتر تالیف و اشاعت نے جو انتظام کیا ہے۔ اسکے ماتحت یہ پہلا وفد روانہ ہوا ہے۔

۱۰ جولائی کو شیخ محمود احمد صاحب ابن مکرم شیخ یعقوب علی صاحب کی دعوت ولیمہ تھی۔ جسمیں لوگوں کی خاصی تعداد مدعو تھی۔

ایام زیر رپورٹ میں اگرچہ آسمان ابر آلود رہا لیکن سوائے معمولی بوندا باندی کے کچھ نہ ہوا۔ خدا تعالیٰ اپنا رحم فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کشمیر میں

مکرمی ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۴ جولائی کو حضرت اقدس کی طبیعت مبارک بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ حضور قریباً بارہ بجے دوپہر تک مشاغل تصنیف میں مصروف رہتے ہیں اور بعد از نماز ظہر و مغرب نماز کے کمرے میں تشریف رکھتے ہیں۔ جہاں دیر تک سلسلہ گفتگو جاری رہتا ہے۔ اکثر احباب باہر کے بھی حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہو کر مستفیض ہوتے ہیں۔ ۴ جولائی کو بعد نماز ظہر ایک پارسی صاحب جو کہ پارسیوں کے ایک نئے فرقہ کے دستور (یعنی لیڈر) ہیں۔ حضور کی زیارت کو حاضر ہوئے قریباً تین گھنٹے تک حضور سے مختلف موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ علاوہ سیاسی گفتگو کے مذہبی گفتگو بھی ہوئی جس کی مختصر رپورٹ انکے بعد میں انشاء اللہ بھیجوں گا۔ یہ صاحب ایک معمر اور بہت ہی بااخلاق شخص ہیں۔ گفتگو کے درمیان نماز عصر کا وقت آ گیا۔ حضور نے نماز پڑھائی۔ اس اثناء میں پارسی صاحب نے بھی اپنے طریق پر ہمارے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز کے بعد سلسلہ کلام جاری رہا۔ پارسی صاحب بہت ہی اچھا اثر لیکر گئے۔ بعد نماز مغرب حضور نے جناب خلیفہ نور الدین صاحب سے کشمیر میں توسیع جماعت میں پروگرام کے متعلق گفتگو فرمائی۔

۵ جولائی کو حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ بہت اچھی رہی اور حضور نے فرمایا کہ آج قریباً تین ماہ کے بعد ٹمپریچر نارمل ہوا ہے۔ حضور بعد از نماز عصر کشتی میں بیٹھ کر سیر کو تشریف لے گئے۔

۶ جولائی کو بھی طبیعت بہت اچھی رہی۔ ناسنور کی جماعت حضور کی زیارت کو حاضر ہوئی۔ حضور بعد نماز ظہر ان سے گفتگو فرماتے رہے۔ عصر کے بعد حضور سیر کو تشریف لیگئے۔

۷ جولائی حضور معہ خاندان نبوت اور اہلبیت اور خدام نشاط باغ کی سیر کو تشریف لیگئے۔ تمام دن وہیں گذارا۔ عصر کے بعد حضور کو کچھ حرارت ہو گئی۔ بوجہ حرارت کی زیادتی کے حضور نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء

ہمارے ایڈریس پر اردو اخبارات کی نکتہ چینی

ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں جو ہمارا ایڈریس پیش ہوا۔ اس پر اور اس کے جواب پر ہندوستان کے تقریباً تمام اخبارات نے اپنے اپنے رنگ میں رائے زنی کی ہے۔ اور خاص کر مسلمان اردو اخبارات نے بہت کچھ لکھا ہے۔ جن سیاسی امور کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ان کے متعلق تو ہم اسی قدر کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ ہر ایک اپنی رائے کا آپ ذمہ وار ہے۔ ہمیں ضرورت نہیں کہ ان پر کسی قسم کی جرح کریں۔ اور نہ ہمارے اخبار کے دائرہ عمل میں یہ بات داخل ہے۔ ہاں مسئلہ جہاد چونکہ ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ اس لئے اس کے متعلق ہمارے ایڈریس کا حوالہ دیکر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہمارے ایڈریس کا وہ حصہ جس پر جہاد کے متعلق نکتہ چینی کی گئی ہے یہ ہے کہ:۔

"جس وقت آپ (حضرت مرزا صاحب) نے دعویٰ کیا ہے۔ اس وقت تمام عالم اسلامی جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا۔ اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے پیپہ کی طرح بھڑکنے کے لئے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی۔ کہ ابھی چند سال نہیں گذرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لئے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی۔ اس کے لئے ایک غیر معمولی اعانت کا موجب بنا"۔

اس پر معاصر ہمدم اپنی اشاعت ۱۰ جولائی میں لکھتا ہے کہ:۔

(۱) "احمدیہ وفد نے ایڈریس میں جہاد جیسے اہم اسلامی مسئلہ پر جس طرز سے اظہار خیالات کیا گیا جس سے مخالفین دین اسلام پر نکتہ چینی کرنے کا کافی موقع مل سکتا ہے۔ کیونکہ احمدیہ ایڈریس میں خاص طور سے نائب السلطنت ہند کو توجہ دلائی گئی ہے کہ جماعت مذکورہ کے بانی نے تلوار کے جہاد کو بالکل ممنوع قرار دیا ہے۔ اور اس کو موجودہ وقت کی اسپرٹ کے سراسر منافی سمجھا ہے۔ حالانکہ مشہور آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کے بموجب مذہب اسلام کے جملہ اصول قیامت تک کے لئے معین ہو چکے ہیں"۔

(۲) "یورپ کا اسلام پر سب سے بڑا اعتراض یہی ہے کہ وہ بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ حالانکہ اسلام مذہب کے معاملہ میں کوئی جبر و تشدد کرنے سے روکتا ہے اور "جہاد" جس کو مخالفین کی طرف سے ایسی خطرناک صورت میں دکھایا جاتا ہے۔ صرف آخری وقت بمقابلہ اعدا اپنی جانوں سے بڑھ کر عقائد مذہبی کی حفاظت کرنے کے لئے روا رکھا گیا ہے یہ صورت اگر باقی نہ رہے۔ تو نظام عالم کا سلسلہ درہم برہم ہو جائے۔ اور ظالموں کو ان کی شقاوت آمیز حرکات سے روکنے والا کوئی ذریعہ باقی نہ رہے"۔

(۳) "اسلامی جہاد" ایسی تمام خودغرضیوں اور جابرانہ طریقوں سے بری ہے۔ اور جن مقاصد پر وہ مبنی کیا ہے۔ ان پر مسلمانوں کی حیات قومی کا دارومدار ہے یہ درحقیقت اسلام پر ایک سخت ظلم ہے۔ کہ اس کے اہم ترین مسئلہ جہاد کو اس زمانہ کے نامناسب قرار دیا جائے"۔

(۴) "اس ایک بات سے قادیانی جماعت احمدیہ نے اپنے آپ کو تمام اہل اسلام سے الگ کر لیا ہے۔ اور مخالفین اسلام کو اسپر حملہ کرنے کے لئے ایک ہتھیار بہم پہنچایا ہے"۔

ہمیں معاف کیا جائے۔ اگر ہم کہیں کہ ہمارے خلاف "ہمدم" کی اس خامہ فرسائی کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس نے ہمارے عقیدہ متعلقہ جہاد کے سمجھنے کی کوشش نہیں کی حقیقت یہ ہے کہ جہاد کے صحیح معنوں اور مفہوم پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اعتراض اگر ہے۔ تو ان معنوں پر ہے۔ جو بدقسمتی سے اس زمانہ کے مسلمانوں میں خلاف منشاء خدا اور رسول رواج پا گئے۔ اور جن کے اب تک وہ لوگ قائل ہیں۔ جو ایسے "امام مہدی" کے آنے کے منتظر ہیں جس کا کام ہی یہ ہوگا۔ کہ تلوار کے ذریعہ تمام غیر مذاہب کے لوگوں کو ہلاک کر دے یا مسلمان بنا لے۔

ہم خیال نہیں کرتے۔ کہ ہمدم مسلمانوں کے اس عقیدہ سے ناواقف ہوگا۔ لیکن اگر ناواقف ہو۔ تو اسے امام مہدی کا انتظار کرنے والوں سے پوچھ لینا چاہئے۔ کہ وہ ان کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد سے ان کی کیا کیا امیدیں وابستہ ہیں۔

کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ ان کا عقیدہ ہے۔ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ آکر "جہاد" کا اعلان کرینگے۔ اور تلوار کے اسلام کو پھیلائینگے۔ ابھی کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ کہ قادیان میں غیر احمدیوں کا ہمارے خلاف جو جلسہ ہوا۔ اس میں بڑے بڑے جبہ پوشوں نے بڑے زور کے ساتھ یہ اعتراض بھی پیش کیا۔ کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ جس وقت آئینگے اس وقت تمام مذاہب کو مٹا دینگے۔ اور صرف اسلام ہی باقی رہ جائیگا۔ دیگر مذاہب کا کوئی ایک بھی شخص باقی نہیں رہیگا۔ غیر مسلم یا تو مسلمان ہو جائینگے یا قتل کر دئے جائینگے۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب نے ایسا نہیں کیا اس لئے وہ اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہیں۔

یہ اعتراض دیوبند کے مدرس اعلیٰ مولوی انور شاہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے کیا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے تو کندھوں پر ڈنڈا رکھکر

یہ شعر پڑھا کرتے

چار کتابیں عرشوں آئیاں پنجواں آیا ڈنڈا
ڈنڈے باجھوں سمجھدا ناہیں ایہ وینی کھنڈا

اور یہاں حضرت عیسیٰ ان کے مصداق ہونگے۔ ان کے پاس ڈنڈا ہوگا۔ جس کی وجہ سے یا تو سب لوگ اسلام قبول کر لینگے۔ یا قتل کر دئے جائیں گے۔

یہ ہے وہ جہاد جو مسلمان سمجھے بیٹھے ہیں۔ اور جس کی اُمید انہوں نے حضرت عیسیٰ اور امام مہدی سے لگا رکھی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اسی کا رد کیا۔ اور اسی کا ذکر ایڈریس میں کیا گیا۔ چنانچہ لکھا گیا کہ:۔

"جو لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے تھے۔ وہ تو اس امر کی سچائی کے قائل ہوتے ہی تھے۔ جو سخت سے سخت مخالف تھے۔ اور جنہوں نے جہاد کے معنوں کے انکار کی وجہ سے جو لوگوں میں رائج تھے۔ بانی سلسلہ پر کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ ان کو بھی دلائل کے زور کے آگے اپنے خیالات کو بدلنا پڑا۔"

گویا حضرت مسیح موعود نے جہاد کے ان معنوں کا انکار کیا۔ جو لوگوں میں رائج ہو گئے تھے۔ نہ کہ جہاد کے صحیح اور درست معنوں کا آپ نے انکار کیا۔ یا اسلام جب جہاد کا حکم دیتا ہے۔ اس کو منسوخ یا رد کر دیا۔ اگر آپ ایسا کرتے۔ تو "ہمدم" وغیرہ کو یہ کہنے کا حق تھا کہ مرزا صاحب نے شریعت اسلام میں تغیر کر دیا۔ لیکن جب ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ لوگوں میں جہاد کے جو غلط اور خلاف اسلام معنی رائج تھے۔ ان کی تردید کی گئی۔ اور اس خوبی اور عمدگی کے ساتھ اور ایسے زبردست دلائل کے ذریعہ کی گئی۔ کہ جن کے مقابلہ کی تاب بعض اشد مخالفین بھی نہ لا سکے۔ اور انہیں آپ کا ہمنوا ہونا پڑا۔ تو یہ کونسی قابل اعتراض بات ہے۔ اور کس طرح الیوم اکملت لکم دینکم کے خلاف ہے۔

اگرچہ ہمدم نے خود جو تعریف جہاد کی دوران اعتراض میں کی ہے۔ وہ بہت حد تک ہمارے معنوں کی مؤید ہے لیکن افسوس ہے۔ کہ عام مسلمان جہاد کی یہ صورت نہیں سمجھتے عوام میں جہاد کے جو معنے مروج ہیں۔ ان پر عمل سرحد میں ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک عیسائی اور ہر ایک ہندو اور ہر ایک سکھ کا خون اور مال اور عزت و آبرو ان نام نہاد غازیوں کیلئے حلال ہے۔ حالانکہ اس لوٹ کھسوٹ کی اسلام میں اجازت ہی نہیں۔

اختلاف مذہب کے باعث کسی کی جان لینا یا عورتوں پر حملہ کرنا۔ مال لوٹنا۔ اور اپنے اس فعل شنیع کا نام جہاد رکھنا غلط ہے۔ پھر جس حکومت کے ماتحت مسلمان رہتے ہوں۔ اس کے ساتھ اس کے ملک میں بیٹھے ہوئے کسی تکالیف کے باعث یا اپنے ہم قوم و ہم مذہب لوگوں کی تکالیف کے باعث جنگ کرنا اور اس کو جہاد کے نام سے موسوم کرنا جہاد کے غلط معنے اور اسلامی جہاد کا غلط استعمال ہے۔ اسی طرح کی اور بھی کئی صورتیں ہیں۔ جن کو ہم جہاد کا نام دینے کے لئے تیار نہیں اور ان معنوں میں لفظ جہاد کا استعمال قطعاً ناجائز سمجھتے ہیں۔

حیرت ہے کہ ہمارے ایڈریس میں جہاد کے غلط معنوں کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس پر تو اس قدر شور مچایا جا رہا ہے۔ لیکن ان دنوں اس مقدس اسلامی اصطلاح کی جس قدر تذلیل خود بعض ہندو نیز مسلمان اخباروں میں ہو رہی ہے۔ اس کی طرف خیال بھی نہیں کیا جاتا۔ مثلاً اخبارات میں اس قسم کے جلی عنوانوں کے ماتحت خبریں شائع کی جا رہی ہیں کہ:۔

"شاہدان بازاری کے خلاف جہاد" (وکیل ۲۰ر جولائی)

یا "شراب کے خلاف جہاد" (ریاست ۲۰ر جولائی)

جن لوگوں نے "جہاد" ان باتوں کو سمجھ رکھا ہو۔ ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ اس کے بے جا استعمال اور غلط مفہوم کا انکار کرنے والوں پر زبان طعن دراز کریں۔

ہمارے نزدیک شریعت اسلام نے جو جہاد بتایا ہے وہ تین قسم کا ہے۔ (۱) اعلیٰ (۲) اوسط (۳) ادنیٰ یا جہاد اکبر۔ جہاد کبیر اور جہاد اصغر اور جہاد بالسیف جہاد کی تیسری قسم ہے۔ اور یہ اسوقت جائز ہوتی ہے جبکہ کوئی حکومت بالجبر اسلام کے احکام پر عمل کرنے سے روکے یا مسلمان ہونے کی وجہ سے قتل کرے۔ اگر یہ صورت ہو۔ تو ہم اس سے جہاد کرینگے۔ مگر اس کے ملک میں رہتے ہوئے نہیں۔ بلکہ اول ہمیں اس کے ملک سے ہجرت کرنی پڑیگی۔ اس صورت میں ہمیں شریعت اسلام اجازت دیتی ہے۔ کہ ہم اس مخالف طاقت کے مقابلہ میں تلوار کو بے نیام کریں۔ پھر مر جائیں یا مار دیں۔

لوگوں نے جہاد کے جو معنے سمجھ رکھے ہیں ہم انکو غلط سمجھتے ہیں۔ یورپ کا اعتراض بھی ان ہی معنوں پر ہے۔ اور انہی معنوں اور انہی کے مطابق عمل کا نتیجہ ہے۔ کہ یورپ میں اسلام کی صورت ڈراؤنی دکھلائی گئی ہے۔ مگر بمصداق "ہمدم" کے نزدیک ہمارا جہاد کے غلط مفہوم کا انکار مخالفین اسلام کے لئے ایک اعتراض کرنے کا موجب ہوگا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اصل اسلام کا چہرہ تو اعتراض سے پاک ہے۔ البتہ جو اسلام لوگوں کے ذہن میں ہے اور جس کے لئے جہاد کے غلط معنے کئے گئے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ اس پر اعتراض ضرور ہوگا اور ہونا چاہیئے۔

ہم نے جو صورت جہاد کی پیش کی ہے۔ اس کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت شاہد ہے۔ سورہ حج کے رکوع ششم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔ و ان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔ لوگوں کو لڑائی کی اجازت دیگئی ہے۔ اسلئے کہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور اللہ ان کی نصرت کرنے پر قادر ہے۔ یہ مظلوم لوگ ہیں۔ جو اپنے وطنوں سے ناجائز طریق سے محض اسلئے نکالے گئے کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ یعنی مسلمان ہوگئے۔

ایسی حالت جب کبھی پیدا ہو۔ جب ہی جہاد بالسیف کی اجازت ہوگی۔ لیکن جب تک ایسا نہ ہو۔ دین کیلئے تلوار اُٹھانا۔ یا یہ خیال رکھنا کہ کسی وقت ایسا کیا جائیگا سخت غلطی ہے۔ اور اسکو جہاد نہیں کہا جا سکتا۔

آنیوالے مسیح اور مہدی کے متعلق جو جو خیالات مسلمانوں کے ہیں۔ اور جن کی بناء پر وہ متوقع ہیں۔ کہ مسیح و مہدی آکر تمام کفار کا صفایا کر دینگے۔ اور ان کے خزائن

دو فائن پر مسلمان بلا شرکت غیرے قابض و متصرف ہو جائینگے۔ ان کو کمینہ اور احمقانہ خیالات کہا گیا ہے جو شخص ان بدترین خیالات کو اسلام کے لئے عزت کا موجب خیال کرتا ہے۔ وہ مختار ہے۔ ہمارے نزدیک یہ خیالات اسلام کی ہتک کرنیوالے ہیں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود کا یہ کارنامہ ہے۔ کہ آپ نے ان خیالات کو مسلمانوں کے سمجھدار طبقہ میں سے نکال دیا ہے۔

کہا گیا ہے کہ بانی احمدیت نے جو کچھ جہاد کے سلسلہ میں کہا۔ وہ کوئی نئی بات نہ تھی بلکہ ان سے پہلے سرسید اعظم کی جنتی روح کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ (دیکھیں ...) سرسید نے اگر جہاد کے خلاف کچھ کہا ہے۔ تو اس لئے نہیں کہ ان کے نزدیک امام مہدی کے فرائض نہیں۔ جو مسلمان سمجھتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے مہدی کے وجود سے ہی انکار کر دیا ہے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے مہدی اور مسیح کی خبر کا انکار نہیں کیا۔ (ل) ان کے متعلق جو نا واجب توقعات تھیں۔ ان کو غلط ثابت کیا ہے۔ اگر سرسید صاحب کو حضرت مرزا صاحب کے لئے پیشرو بنایا جائے گا۔ اسلئے کہ انہوں نے جہاد کے خلاف ایک آدھ دفعہ کچھ کہا تو کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے واعظان توحید کو بھی آنحضرت ؐ کا پیشرو کہا جائیگا۔

علاوہ ازیں کتنے لوگ ہیں۔ جو سرسید کی کسی بات کو بلا چون و چرا تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں خوب یاد ہے۔ حال ہی میں جب ان کے دو مضامین شائع کئے گئے۔ جنمیں بعضوں نے خلافت ترکی کا انکار کیا ہے۔ تو صاف طور پر کہدیا گیا۔ کہ سرسید کوئی ہمارے مذہبی راہ نما نہیں ہیں۔ کہ ہم ان کی باتیں ماننے کے پابند ہوں۔ لیکن بالمقابل اس کے لاکھوں ایسے انسان ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کے ہر ایک فیصلہ کا ماننا اپنے لئے فرض سمجھتے ہیں۔ پس اگر سرسید نے جہاد کے غلط معنوں کا رد کیا۔ تو اس بارے میں وہ عام لوگوں کو اپنا ہم نوا نہ بنا سکے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے لاکھوں انسانوں کے دلوں سے ان کے بیہودہ اور غلط خیالات کو دور کر دیا ۔

اخبار "قومی رپورٹ مدراس" نے اپنی اشاعت ۹ جون ۱۹۲۱ء میں بعنوان "قادیانی وفد اور لارڈ ریڈنگ" جو مضمون لکھا ہے۔ اس میں شیعوں کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے متعلق لکھا ہے ۔

"حضرات شیعہ کو جو خلافت حاضرہ کا اعتقاد نہیں ہے۔ اسمیں ان کی کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ وہ اپنے ایک اصولی مسئلہ کی وجہ سے مجبور ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خلافت موروثی ہے مگر جماعت قادیان کا ایسا کوئی بے غرضانہ اصول نہیں ہے۔ اس جماعت کا انکار خود غرضی کے اصول پر مبنی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خلافت مرزا صاحب کی مسلم ہے۔"

تعجب ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب قومی رپورٹ حضرات شیعہ کو محض "خلافت حاضرہ" سے بے اعتقاد بتاتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ "خلافت حاضرہ" سے ہی نہیں۔ خلافت راشدہ کے تین اولو العزم ارکان کی خلافت سے بھی حضرات شیعہ کو انکار تھا۔ یہ ہے۔ حتیٰ کہ ان اولیاء اللہ کی شان مقدس میں ان کی زبان سے بے محابا ایسے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں۔ جو نہایت گندے اور ناپاک ہوتے ہیں۔

پھر کہا گیا ہے کہ شیعوں کا خلافت حاضرہ سے انکار ایسا اصل کے باعث ہے۔ کہ خلافت موروثی ہے۔ اور اسلئے یہ خودغرضانہ انکار نہیں۔ مگر ہمارے خیال ہی میں نہیں۔ ہر شخص کے نزدیک وراثت کی بحث ہی خود غرضی سے ہوتی ہے۔ جو شخص وراثت میں قربانی نہیں کر سکتا۔ وہ کہاں بے نفس انسان ہو سکتا ہے۔ شیعوں کی تاریخ کو پڑھو۔ اور نہیں تو ناسخ التواریخ کی ... ورق گردانی کرو۔ کہ معمولی شیعہ نہیں۔ ان کے بڑے بڑے اس خود غرضی میں مبتلا نظر آتے ہیں اور خلافت کے حصول کے لئے بے تاب ہوئے جاتے ہیں ۔

شیعوں کے مقابلہ میں "خلافت حاضرہ" سے ہمارے انکار کو خود غرضی پر مبنی بتانا حد درجہ کی ناواقفی ہے۔ کیونکہ جہاں شیعوں کے ہاں وراثت کی بحث ہے۔ اس طرح ہمارے ہاں کسی وراثت کا جھگڑا نہیں۔ ہمارے نزدیک چونکہ اسلامی خلافت کا اہل وہی انسان ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے مبعوث فرمایا۔ جس نے اسلام کی صداقت کو عظیم الشان نشانات کے ذریعہ ظاہر کیا۔ جس نے لاکھوں انسانوں کی ایسی جماعت بنا دی جو اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور جس نے اپنی زندگی کا حقیقی مقصد اشاعت اسلام قرار دے رکھا ہے۔ نہ کہ وہ لوگ جو بھولے سے بھی اشاعت اسلام کا خیال نہیں کرتے بادشاہ اور خلیفہ کہلا کر اسلام کو مٹتا دیکھتے ہیں مگر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اسلامی احکام کی کوئی قدر نہیں کرتے۔ اور اسلام کو قابل مضحکہ سمجھتے ہیں۔

پس حضرت مرزا صاحب کی خلافت کا سوال ہمارے لئے اصولی سوال ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں کسی کی خلافت ہمارے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہاں ترک چونکہ مسلمان کہلاتے ہیں اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے قائل ہیں۔ اسلئے حضرت مرزا صاحب کے اس ارشاد کے ماتحت کہ ؎

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم

ہمیں ان کی تکالیف سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور ہم اپنے اصول کو قائم رکھتے ہوئے ان کی بھلائی اور بہتری کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں۔ کرتے ہیں۔ اسی اصل کے ماتحت ایڈریس میں ٹرکی کے متعلقہ معاملات کی طرف گورنمنٹ کو ایسی صفائی اور عمدگی کے ساتھ توجہ دلائی گئی ہے کہ متین اور سنجیدہ اخبارات مثلاً پیسہ اخبار، علی گڈھ گزٹ وغیرہ نے قوت استدلال کا نہایت کھلے طور پر اعتراف کیا ہے۔ اور خود قومی رپورٹ نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"ہمیں شک نہیں کہ وفد نے ترکی گورنمنٹ کی حمایت کا حق بہت دلیری اور جرأت سے ادا کیا اور ان کے خلاف جس قدر ... پریشان کن دلائل تھے وفد نے ترکی حکومت کی تائید میں جو دلائل دیئے ... یقیناً بہت زبردست ہیں۔ جو شخص ... کی جوابی تقریر کو پڑھیگا۔ وہ ضرور اس بات کا قائل ہو گا۔ کہ ... قادیان کے وفد کو ... کرنے کی کوشش میں کچھ تھوڑی کامیابی حاصل نہیں کی"

خلافت کے متعلق سوال کو ایڈریس میں جس زبردست طریق سے پیش کیا گیا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"اسی سلسلہ میں وفد قادیان نے ایک اور تیر چلایا ہے۔ جس سے یورپ کی سیاسی چال کے ... میں سوراخ پڑ گئے ہیں"

پس ہم ترکوں کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں۔ اس سے ہمیں دریغ نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہدینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی ہم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم خلافت ترکی کے بھی قائل ہو جائیں۔ تو سراسر فضول ہے کیونکہ یہ ہمارے مذہبی اعتقادات کے قطعاً خلاف ہے۔

آواگون کے عقیدہ کو ترک کرنے کی ضرورت

اخبار بندے ماترم "دیسی ریاستوں کے ظلم و ستم کی داستان بیان کرتا ہوا ریاستی ہندوؤں کے مظالم کو خاموشی سے برداشت کرنے کی یہ وجہ قرار دیتا ہے کہ:۔

"ہندو جو آواگون (تناسخ) کو ماننے والے ہیں یہ نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ایک واحد شخص کو لاکھوں آدمیوں کی جان و مال اور عزت پر تصرف حاصل ہوتا ہے تو یہ کیا وجہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس کے پورو جنم (گذشتہ زندگی) کے کرم اس کو اس پدوی (درجہ) کا مستحق ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے ایک راجہ کے احکام کو شردھا (اخلاص) سے ماننا ایشور یہ آگیا (خدائی حکم) کو ماننا سمجھا جاتا ہے"

اگر یہ وجہ ٹھیک ہے اور ضرور ٹھیک ہونی چاہیئے۔ تو قبل اس کے ریاستوں کے مظالم کو دور کرنے کے لئے کوشش کی جائے۔ ہندوؤں کو آواگون کا عقیدہ چھڑانا چاہیئے۔ کیونکہ اس کو ماننے ہوئے جب تک یہ نہیں سمجھ سکتے کہ راجاؤں کو ان پر جو کسی قسم کے تصرف حاصل ہے وہ ان کی سمجھ میں یہ بات ہی نہیں آسکتی کہ انکو جو تکالیف اور دکھ پہنچتے ہیں۔ وہ بھی بلا وجہ ہیں۔ بلکہ وہ جس طرح یقین رکھتے ہیں کہ راجا کو "پورب جنم کے کرم" کی وجہ سے ان پر قبضہ و تصرف کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ اسی طرح انکو "پورب جنم کے کرم" کی وجہ سے وہ حالت نصیب ہوئی ہے۔ جس میں انکی زندگی بسر ہوتی ہے۔ اس میں راجا کا کچھ دخل ہی نہیں۔ اگر انکی پہلی زندگی کے عمل اچھے ہوتے۔ تو وہ بھی زندگی بسر کرتے۔ آرام میں رہتے۔ مظالم نہ سہتے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہے۔ اسلئے ان کے اعتقاد کے رو سے یہ "پورب جنم کے کرم" کے باعث ہے۔ اور جب تک ان کرموں کی سزا پوری نہ ہو لے ممکن نہیں کہ ان کی تکالیف دور ہو سکیں۔

ان حالات میں تناسخ کے ماننے والوں کو یہ سمجھانا کہ کوئی ایسا بھی طریق ممکن ہے۔ جس سے انکی تکالیف دور ہو سکتی ہیں۔ وہ مظالم سے بچ سکتے ہیں اور آرام کی زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ قطعاً ناممکن ہے۔ اس لئے ان کی حالت سدھارنے کے لئے ضروری ہے کہ آواگون کے عقیدہ کو ان کے دلوں سے دور کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ یہ ہندو دھرم کا ایک بڑا ناسنگا ہے جسے دوسری کئی ایک سنکاروں کی طرح باقی نہیں رہنا چاہیئے۔ اور یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ انسان کوشش اور سعی سے بشرطیکہ وہ کوشش صحیح طور پر اور جائز طریق سے ہو۔ آرام و آسایش کی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ اور وہ دوسروں کے مظالم سے بچ سکتا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ آواگون ہندو مذہب کا ایک بنیادی مسئلہ ہے اور اسکو ترک کرنے کی وجہ سے ہندو دھرم میں بہت بڑا رخنہ پڑ جائیگا۔ لیکن جب اس دھرم کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں اور اس کے سوا چارہ بھی نہیں۔ تو ہندو اخبارات کو جرأت اور دلیری سے اس کام کو کر ڈالنا چاہیئے۔

کیا اگر اور نہیں تو بندے ماترم جو کہ دیسی ریاستوں کے باشندوں کے مظالم سہنے کی وجہ آواگون تسلیم کرتا ہے۔ اس وجہ کو دور کرنے کی کوشش کریگا۔

جھوٹ یا جاہلانہ غلطی

۱۷ جون کے اہلحدیث میں "ذوق اسلام پر غبار" کے عنوان سے جو مضمون شایع ہوا تھا۔ اسکی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے ؎

صُبّتْ علیَّ مصائبٌ لو انّہا
صُبّتْ علی الایام صرن لیالیا

اس کو مولوی ثناء اللہ نے عرب کے کسی مصیبت زدہ شخص کا شعر بتا کر یہ ترجمہ کیا ہے کہ:۔

"مجھ پر وہ مصیبتیں آئی ہیں کہ اگر وہ روشن دنوں پر آتیں تو ساری تکلیف کے رات ہو جاتے۔ مگر میں ایسا سخت دل اور مضبوط جگر والا ہوں کہ مجھے کوئی بلا یا مصیبت کمزور نہیں کر سکتی۔ بلکہ میری ہمت بدستور قائم ہے"

یکم جولائی کے اثنا عشری نے "خاتون محشر سے استہزاء یا تجاہل عامیانہ" کے عنوان سے اس شعر پر یوسف دوکانی کا مضمون اس بنا پر لکھا ہے کہ:۔

"اس شعر کی مصنفہ علیا خاتون فخر مریم و حوا شفیعہ روز جزا البضعۃ الرسول حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا ہیں"

مولوی ثناء اللہ جو غلطی اور جھوٹ میں تمیز نہیں کیا کرتا اور جو سہو قلم کو بھی جھوٹ کہدیا کرتا ہے جیسا کہ اس کے "کرامات مرزا" کے عنوان والے مضمون سے ظاہر ہے بتائے کہ اس نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ جناب فاطمہ کے شعر کو عرب کے کسی شاعر

خطبہ جمعہ

مکہ مکرمہ میں احمدیت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۲۴ر جون ۱۹۳۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

قرآن کا ہر لفظ پُر حکمت ہے

قرآن شریف ایک ایسی بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ اس کا کوئی لفظ اور کوئی شوشہ بھی حکمت سے خالی نہیں۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں لفظ قرآن کریم میں قافیہ یا وزن کے لئے آیا ہے لیکن یہ بات غلط ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کوئی لفظ آتا ہے۔ وہاں ہی مناسب ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کی سمجھ میں نہ آئے۔ لیکن جس شخص کو سو میں سے ۹۵ یا ۹۶ یا ۹۷ باتیں علیٰ قدر مراتب سمجھ میں آجائیں یا جس کو خود سمجھ میں نہ آئے۔ بلکہ سمجھنے والوں کو جانتا ہو۔ تو اسپر قیاس کرے کہ اگر میری سمجھ میں نہیں آیا تو میری غلطی ہے۔ آیات کے آخر میں جو لفظ آتے ہیں آیا وہ قافیہ کے لئے ہیں یا حکمت کے لئے۔ اس کا جواب اگر خود نہیں دے سکتا۔ تو وہ ان لوگوں کے علم کی بناء پر تسلی کر سکتا ہے۔ جو اس بات کو جانتے ہیں۔ اگر کوئی شخص بیس مقامات سے واقف ہو۔ تو وہ تیس مقامات کے واقف سے تسلی کر سکتا ہے۔ اور تیس کا واقف چالیس مقامات کے واقف سے اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔ پس یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم میں قافیہ بندی نہیں۔ بلکہ ہر ایک لفظ اپنے اندر حکمت رکھتا ہے۔

دنیا میں بہت تمہیدیں ہوا کرتی ہیں۔ جن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے بعد لوگ اپنا مضمون بیان کیا کرتے ہیں۔ آج یہی مناسب ہے کہ میں تمہید باندھوں۔ اور چھوڑ دوں۔ ہر شخص خود غور کرے۔ اور اس علم کی بناء پر غور کرے۔ جو اسکو خدا نے سورہ فاتحہ کے متعلق دیا ہے۔ اور ان قربانیوں کے لئے تیار ہو جائے۔ جن کے لئے مسیح موعود کے وقت میں بلایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص سورہ فاتحہ پر یوں غور کریگا۔ کہ اگر قرآن میں کوئی لفظ قافیہ بندی کے لئے نہیں ہے تو کیوں ہے۔ اور اگر اس نکتہ کو مدنظر رکھ کر سورہ فاتحہ کو پڑھیگا تو آئندہ زمانے کے حالات کا اسپر انکشاف ہو گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کا ظہور

اس کے بعد میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ایک پیشگوئی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رؤیا ہے کہ آپ نے دجال اور مسیح کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا بعض دفعہ صرف مسیح کو اور بعض دفعہ صرف دجال کو پھر یہ بھی دیکھا کہ دجال خانہ کعبہ کے اردگرد طواف کرتا ہے اور مسیح کا اندر۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہی زمانہ ہے جس کا یہ نقشہ تھا عجیب بات ہے کہ اس زمانہ میں یہ سوال پیدا ہوا کہ عیسائیت حجاز میں اپنا تصرف جمانا چاہتی ہے جو کہ اب تک عیسائیت کے قبضہ سے باہر تھا۔ لوگ کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جانتا ہے کہ عیسائی مشنری اور حکومت اس علاقہ میں تصرف کرنا چاہتے ہیں۔ یا نہیں اگرچہ وہ لوگ منکر ہیں۔ جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مگر مسلمانوں میں یہی مشہور ہے۔ اور اس کے کسی قدر آثار بھی ہیں۔ لیکن خواہ یہ بات سچی ہو یا غلط۔ اتنی بات ضرور سچی ہے کہ حجاز کا اردگرد عیسائیت کے اثر سے گھرا ہوا ہے یمن۔ بصرہ و بغداد۔ فلسطین وغیرہ کے علاقے غرض چاروں طرف سے کعبہ کا طواف عیسائیت کر رہی ہے اس سے پہلے وہاں اس کا اتنا اثر نہ تھا۔

مکہ میں احمدی

ابھی پچھلے دنوں ایک خط مکہ سے ملا ہے جس سے اس پیشگوئی کا مقصد واضح ہوتا ہے۔ مولوی میر محمد سعید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ امسال حج کے لئے جائیں۔ ان کی مدت سے خواہش تھی کہ عرب میں تبلیغ ہو۔ اب وہ بڑھاپے کے باوجود وہاں گئے ہیں۔ وہ اپنے اس خط میں اطلاع دیتے ہیں کہ مکہ میں ۱۴ شخصوں نے بیعت کی ہے اور پچاس کے قریب بیعت کے لئے تیار ہیں۔ عرب میں احمدیت کی تبلیغ کا اسوقت شروع ہونا جبکہ عیسائیت کے متعلق آثار کہہ رہے ہیں کہ وہ حجاز کا احاطہ کریگی۔ اور خدا کو چھوڑنے والے اور مسیح کے جھوٹے مسیح قبضہ کرینگے۔ بتاتا ہے کہ اسوقت خدا تعالیٰ اپنے سچے مسیح کو وہاں قبضہ دیگا۔ اس مسیح کو جس کا آنا اسلام کی حفاظت کے لئے ضروری تھا۔ چونکہ ان دونوں باتوں نے ہونا تھا۔ اسلئے دکھایا گیا کہ ایک ہی وقت طواف کر رہے ہیں مگر ان دونوں کے طواف کرنے میں فرق ہے۔ مسیح دجال کا طواف باہر ہے اور مسیح کا اندر۔ اس لئے کہ جب وہ چکر لگاتا تھا اس کے اندر دیکھو تو اسکو نظر آئے۔ کہ گھر محفوظ ہے۔

احمدیت کی طاقت

یہ بات یقینی ہے کہ احمدیت کے مقابلہ میں عیسائیت نہیں ٹھہر سکتی۔ آج تلوار سے نہیں۔ دلائل سے مذہب چلتا ہے۔ غیر احمدی خواہ کتنے ہی کمزور ہوں مگر تھوڑی بہت حکومت ان کی ہے جس پر انہیں ناز ہے۔ مگر ہمارے پاس کوئی بڑی حکومت تو کیا ایک ریاست بھی نہیں۔ باوجود اس کے عیسائیت کے پیرو خواہ کسی بڑی سے بڑی حکومت و بادشاہت اور پارلیمنٹ کے پادری ہوں۔ ہم کو ان پر فضیلت ہے کیونکہ قلوب کے فتح کرنے کے لئے جنگی بیڑے کی ضرورت نہیں نہ اس کیلئے توپیں کام آسکتی ہیں نہ دماغ پر تصرف کرنے کے لئے جنگی رسالے کام آسکتے ہیں۔ یہ تو حق و صداقت ہی جسکو دل اور دماغ پر قبضہ کرنے کی طاقت دی گئی ہے اور یہ چیز خدا کے فضل سے احمدیت کے پاس ہے۔

ہماری تدریجی ترقی

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عرب ابتداء ہی میں سارے کا سارا احمدی ہو جائیگا نہیں بلکہ آہستہ آہستہ ترقی ہوگی۔ جب حضرت صاحب نے دعویٰ کیا تھا تو کس کو وہم تھا کہ اتنے بھی لوگ ساتھ ہو جائینگے جتنے کہ اسوقت اس مسجد میں بیٹھے ہیں۔ حضرت صاحب کے وقت کے آخری سالانہ جلسہ میں اتنے آدمی ہونگے۔ جتنے اسوقت میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ حضرت صاحب اس دن سیر کر گئے اور واپس آگئے تو گھر میں فرمایا کہ اس دفعہ تو اس قدر لوگ

آ گئے ہیں کہ میں ان کی وجہ سے آگے نہ جا سکا یہ وجہ چھوٹی تھی۔ نوابزادہ کا معاملہ تھا۔ جو اب شامل کیا گیا ہے لیکچر میں میں نے دیکھا کہ اس سے زیادہ آدم بنتے تھے لیکن اب یہ حالت ہو کہ معمولی جھولی پر یہ مسجد پر ہو جاتی ہو۔

پس اسوقت عرب میں احمدیت بیج کی صورت میں ہے جو آہستہ آہستہ درخت بن جائیگا۔ پھر اس سے اور بہت سے درخت پیدا ہونگے۔

احمدیت کے پھیلنے کیلئے دو مضبوط قلعے

بچپن سے میرا یہ خیال ہے اور میں نے کئی دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لئے اگر کوئی نہایت مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے اور دوسرا درجہ پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت کو پہنچا سکتا ہے وہاں سے ہر ملک کا جہاز گذرتا ہے لٹریچر تقسیم کئے جائیں۔ اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت صاحب کا نام پہنچ جائے جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے۔ مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے۔ وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں۔

بعض لوگ گھبراتے ہیں کہ یورپ کے مسلمان کام کے نہیں مگر میں انکو کہتا ہوں کہ جب وہ لوگ نہایت پست اور ایک قسم کے خیالات میں پرورش پاتے ہیں تو ان کی آہستہ آہستہ تربیت ہوگی۔ وہ حالات کو آہستگی سے بدل سکتے ہیں۔ مگر جو لوگ مسلمان ہو چکے چند سال میں ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی تو ایک پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیشگوئی کا ظہور ہے کہ جب وہاں دجالی فتنہ کا زوال ہوا۔ اسوقت وہاں اللہ تعالیٰ نے مسیح کے قدم کو جما دیا۔

اصحاب قادیان سے خطاب

اس کے بعد میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ بیماری اور کمزوری صحت اور ڈاکٹروں کے مشورہ سے کے ماتحت میں پہاڑ پر انشاء اللہ جاؤں گا۔ میں پہلے بھی کہہ چکا تھا اب بھی سمجھاتا ہوں کہ اپنے اخلاق کو درست کرو۔ بات بات میں جھگڑے نہ پیدا کرو۔ ابھی معلوم ہوتا ہے کہ نفس غالب ہے۔ اور خدا کا خانہ کم ہے۔ میرے نزدیک خصوصیت سے فتنے اسوقت رونما ہوتے ہیں جب میں باہر جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ [illegible] ہے یا کوئی اور۔ خیال کرتے ہیں کہ ہم پر اب کوئی [illegible] نہیں

میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب انہوں نے سلسلہ کو قبول کیا اور صداقت کے نشانوں کو دیکھا ہے اور پھر ایک آدھ نشان نہیں سینکڑوں نشانات کو دیکھا ہے اور پھر حضرت مسیح موعود کے وقت ہی میں نشان نہیں دیکھے۔ بلکہ آپکے بعد سے اب تک دیکھ رہے ہیں۔ پھر اب وہ وقت کب آئیگا جب اپنے اخلاق کو درست کرینگے اپنے اخلاق کو درست کرنا ایمان کی ترقی کا پہلا قدم ہے۔ دوسرے قدم اس کے بعد ہیں۔ اخلاق کی درستی سے ایمان کا کوئی کم درجہ نہیں بیشک ایمان کے مدارج ہیں۔ اور ایمان گھٹتے گھٹتے اتنا تھوڑا ہو جاتا ہے کہ اسکو کفر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کیونکہ کفر میں ایمان کا ایک جزو ہوتا ہے خالی کفر دنیا میں نہیں ہے۔ اگر ایسے کافر ہوتے کہ جنہیں ایمان کا کوئی حصہ نہ ہوتا۔ تو دنیا پر آسمان سے یکلخت بجلی گرتی۔ اور اسکو تباہ کر دیتی۔ بدترین کافر بھی ایمان کا ایک حصہ رکھتا ہے۔ ابوجہل نمرود شداد۔ فرعون وغیرہ بڑے کافر تھے۔ مگر انہیں بھی ایمان کا ایک حصہ تھا لیکن صرف ایمان کا ایک حصہ نجات نہیں دلا سکتا۔ بلکہ نجات کے لئے ایک خاص مقدار ایمان کی ضرورت ہے۔ پس جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اخلاق میں ترقی کرے کہ اس سے اصل مقدار نجات کے لئے ایمان کی ہو جاتی نہیں سکتی۔ اور ضروری ہے کہ اپنے فوائد کو قربان کریں۔ اگر اس درجہ سے انسان ایک خشخاش کے دانے کے برابر بھی ہٹ جائے۔ تو وہ ایمان کے درجہ سے ہٹنے لگتا ہے۔

خدا کی نصرتیں

پس بڑی بات بھی جانتے رہو۔ کم از کم اصل وجہ اپنے اندر پیدا کرو۔ اگر ذاتی فوائد کو قربان کرو گے تو دیکھو گے کہ خدا کی نصرت کیا کریگی یہ نہ کہو کہ ہم خدا کی نصرت دیکھ رہے ہیں۔ نصرتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک دوسروں کے طفیل۔ ایک اپنے ذریعہ۔ اب تک جو کچھ دیکھ رہے ہو یہ دوسروں کے طفیل ہی دیکھ رہے ہو اگر تم کو وہ نصرتیں ملیں جو تمہاری ذات کے باعث ہوں اور پھر تم قیاس کر سکتے ہو۔ کہ ان کی کیا شان ہوگی مگر جب تم اپنی ذات کو اس قابل بنا دو گے تو پھر ذاتی نصرت ہی نہیں ملیگی۔ بلکہ ایک اور تیسری قسم کی نصرت حاصل ہوگی۔ جب جماعت کا کثیر حصہ ایسا ہو جائیگا تو پھر اور انعام ہونگے۔ وہ جماعت

کا احسان ہوگا۔ لیکن تیسری قسم کا فیضان جاری نہیں ہو سکتا۔ جب تک پہلے دو فیضان جاری نہ ہوں۔ اگر تم اخلاق کی درستی کرو گے اور اپنے حقوق کو دوسروں کیلئے چھوڑ دو گے تو دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ کے خاص فیضان کس شان سے آتے ہیں۔

افسر و ماتحت کے فرائض

یہ معاملہ سے اور کوشش ہو حاصل کرو اور دین کی خدمت میں لگے رہو۔ باہر والوں کے لئے نمونہ بنو۔ غریبوں سے پیار اور شفقت کرو۔ حاکم اپنے سے کسی کو کم نہ سمجھے۔ تمہاری حکومت طاقت سے نہیں تم میں سے کون ہو جو یہ کہے کہ وہ اپنی طاقت سے حاکم ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ایک نظام قائم کیا اور بہت سی گردنیں تمہارے آگے جھکا دیں۔ یہ غلطی ہوگی۔ اگر کوئی سمجھے کہ اس کی طاقت یا حکمت سے اسکو حکومت مل گئی۔ افسر کا فرض ہو کہ وہ اپنے آپ کو خادم سمجھیں اور محبت و پیار کا سلوک کریں۔ افسر یاد رکھیں کہ انکو حکومت یا افسری محض خدا کی طرف سے احسان کے طور پر ملی ہے۔ اور یہ تبھی تک قائم رہیگی جب تک کہ وہ جھکے رہینگے۔

اسی طرح ماتحت یاد رکھیں کہ ان پر حکومت طاقت و دنیاوی [illegible] بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دی ہے اور خدا جب کو افسری دیتا ہے اسکی مدد بھی کرتا ہے جو انکے مقاصد میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ خدا ان کو تباہ کر دیتا ہو۔

افسر خدا کا شکر کریں کہ انکی آواز کو با اثر بنایا مگر وہ اس کے نتیجہ میں بے جا طور سے کام نہ لیں اور غریبوں کے لئے آزار کا موجب نہ ہوں کیونکہ افسری ان کی اسی لئے ہے کہ وہ اپنے زیر دستوں کی خدمت کریں اور جو کسی کے ماتحت کام کرتا ہے وہ نہایت تندہی اور فرمانبرداری سے کام کرے۔

یہ سلسلہ روحانی ہو جس کی حکومت جبر سے نہیں۔ سیاست کے پاس تلوار ظاہری ہوتی ہو۔ مگر اس کے پاس خدا کی تلوار ہو پس دونوں پر خدا کا احسان ہے۔

میں دونوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ امن سے رہیں۔ [illegible] فساد کی راہوں سے بچیں۔ جو لوگ خدا کے لئے اپنے آپ کو گرا دینگے انکو جو عزت ملیگی۔ وہ ہمیشہ رہنے والی ہوگی۔ جس کو کوئی نہیں لے سکیگا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اور آپ کو اپنا مخلص بندہ بنائے۔ اور آپ کا انجام بخیر کرے۔

ایک نہایت ضروری گذارش

تالیف و اشاعت کا بک ڈپو

ہمارے اکثر احباب کو بجا طور پر شکایت ہے کہ کتب کی اشاعت کا انتظام ٹھیک نہیں۔ اور ضروری کتب مثلاً تقاریر جلسہ۔ ترجمہ قرآن وغیرہ کی اشاعت میں ضرورت سے زیادہ دیر لگ جاتی ہے اس وقت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض نایاب کتب کو دوبارہ چھپوانے کا سوال پیش ہے۔ مگر اس میں مالی مشکلات بہت بڑی روک ہیں جن کا حل صرف ایک ہی طرح ہو سکتا ہے کہ اس صیغہ کے بک ڈپو کو مضبوط بنایا جائے۔ اس کی فروخت کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔ اور اس طرح جو آمد ہو۔ اس سے نئی کتابیں چھپوائی جائیں۔

اس وقت میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سی کتابیں ڈپو میں ایسی پڑی ہیں۔ جن کو شائع ہوئے مدت ہو چکی ہے۔ مگر اب تک ان کی فروخت کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ اس صورت میں جو نئی کتابوں کا شائع کرنا بہت سی مشکلات اپنے رکھتا ہے۔ اس لئے میں نے بک ڈپو کا از سر نو انتظام کیا ہے۔ اور اگر احباب نے اس طرف پوری توجہ کی۔ تو وہ دیکھیں گے۔ کہ سلسلہ کی اشاعت انشاء اللہ کس قدر ترقی ہوتی ہے۔

اس وقت تین باتیں قابل توجہ ہیں:-

اول یہ کہ ہمیں بک ڈپو کے مستقل خریداروں کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے تحریک کی گئی تھی مگر بہت کم احباب نے توجہ کی ہے۔ پس آپ ایک تو بک ڈپو کے خود مستقل خریدار بنیں۔ اور دوسروں کو خریدار بنائیں۔

(۲) تمام کتابوں کے آرڈر ہمیں بھیجے جائیں۔ کتابیں تو آپ ضرور منگواتے ہیں۔ پھر کیوں نہ آپ ہم سے منگوا کر نہایت عمدہ اور اعلیٰ کتابیں حاصل کرنے کے علاوہ سلسلہ کی بھی مدد کریں۔ اسی کو "ہم خرما و ہم ثواب" کہتے ہیں۔

آپ کو سلسلہ کی جس کتاب کی بھی ضرورت ہو۔ آپ ہمیں اطلاع دیں۔ انشاء اللہ ہر آرڈر کی فوری تعمیل کی جائیگی۔ اور فوری تعمیل نہ ہونے پر اگر مجھے معلوم ہوا تو میں اس صیغہ کو مسئول ٹھہراؤں گا۔

(۳) پارہ قرآن انگریزی اور اردو کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ جب تک پہلے پارہ کی اشاعت نہ ہوگی باقی پاروں کے شائع ہونے مشکل ہیں۔ پس احباب ترجمہ قرآن کے مستقل خریدار بہم پہنچائیں۔ اور پہلا پارہ خرید کر تقسیم کریں۔

میں نے یہ مختصراً عرض کر دیا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ دوست اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھ کر امداد کے لئے فوراً کوشش شروع کر دینگے۔

زین العابدین۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

ترک موالات و احکام اسلام

کا

انگریزی ترجمہ

اس عظیم الشان تصنیف کے اردو ایڈیشن کا ختم ہو جانا احباب کو بہت ناگوار تھا۔ وہ یہ سنکر یقیناً خوش ہونگے۔ کہ اب اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا گیا ہے۔

یہ کتاب عمدہ اور ولایتی کاغذ پر چھپوائی گئی ہے۔ جو ہمیں کسی جگہ سے سستا ہی مل گیا تھا۔ اسلئے قیمت صرف ۸؍ فی کاپی رکھی گئی ہے۔ مضمون کسی کی تعریف کا محتاج نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا نام ہی کافی ہے۔ احباب جلد منگوائیں۔ تاکہ ختم ہو جانے پر انھیں افسوس نہ کرنا پڑے۔

زین العابدین
ناظر تالیف و اشاعت قادیان

ہندوستان کی خبریں

وائسرائے کی تازہ تقریر یو۔پی لبرل لیگ کے وفد کو جواب

۷ جولائی کو حضور وائسرائے کی خدمت میں یو۔پی لبرل لیگ کا ڈپیوٹیشن پیش ہوا۔ وفد نے پنجاب اور خلافت کا سوال اور وائسرائے کی کونسل میں ذمہ وار عنصر کا داخلہ اور زیادہ ہندوستانیوں کا بھی بڑی فوج میں لئے جانا اور گورنمنٹ کی بحالی پالیسی کا سبب بے چینی کا موجب ہونا وغیرہ مسائل پیش کئے۔ وائسرائے بہادر نے ان سوالات کے جواب میں پنجاب کی قابل افسوس غلطیوں کو تسلیم کرکے ان پر افسوس کیا ہے اور فرمایا کہ مارشل لاء کے قیدیوں کے متعلق جلد اپنے نتائج شائع کروں گا۔ معاہدہ ٹرکی میں ترمیم کئے جانے کے لئے کوشش جاری ہے۔ نوآبادیوں میں ہندوستانیوں کے جانے میں جو روکاوٹیں ہیں ان کے دور کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ موجودہ صورت گورنمنٹ عارضی ہے۔ اور مزید ترقی ہندوستانیوں کے تعاون کرنے پر منحصر ہے۔ فوج میں ہندوستانیوں کے لینے میں احتیاط فوج کے اعلیٰ معیار میں فرق آنے کے باعث ہے۔

سوداگران پارچات کو مسٹر گاندھی کا الٹی میٹم

تھوک فروش سوداگران پارچہ مسٹر گاندھی کی تازہ ترین یعنی غیر ملکی مال کو بائیکاٹ کرنے کی تحریک سے بے چینی محسوس کر رہے ہیں۔ حال ہی میں مسٹر گاندھی اور سوداگران پارچہ کے درمیان سرسری مشورہ ہوا۔ جس میں مسٹر گاندھی نے سوداگروں کو ایک ماہ کی مہلت دی۔ کہ اس عرصہ میں وہ اپنا سابقہ مال نکال دیں۔ اور اپنے آرڈر منسوخ کرا دیں۔ اگر تم نے دو ماہ تک غیر ملکی کپڑے کا کاروبار نہ چھوڑا۔ تو تمہاری دوکانوں پر پہرہ لگانا شروع ہو جائیگا۔ بعض سوداگروں نے اس مطلب کے اقرار نامہ پر دستخط کر دئے ہیں کہ ہم غیر ملکی کپڑا نہیں منگائینگے۔ باقی مستقبل کو بڑی تشویش کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ اسوقت غیر ملکی کپڑے کی ۷۵ ہزار گانٹھیں جن کی قیمت ۱۵ کروڑ کے قریب ہے بندرگاہ میں اتری پڑی ہیں۔ اور اس کے علاوہ بہت سا غیر ملکی کپڑا دوکانوں میں بھی موجود ہے ۔

خالصہ کالج امرتسر کے لئے یورپین پروفیسر

شملہ ۷ جولائی۔ وزیر ہند نے انڈین ایجوکیشنل سروس میں مسٹر لے بی ہارڈی کو مستقل طور پر خالصہ کالج امرتسر میں پروفیسر تاریخ مقرر کرنے کا منظور فرمایا ہے ۔

پرنس آف ویلز کی آمد سے متعلق سرکاری اطلاع

شملہ ۹ جولائی۔ حضور پرنس آف ویلز کے دورہ کے متعلق جو مجلس مشاورت مرتب ہوئی ہے اس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضور پرنس آف ویلز کو خیر مقدم کرنے کی تجویز لالہ ہرکشن لال نے پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کی گئی ۔

شرح محصول

شملہ ۸ جولائی۔ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ ممالک غیر کا محصول ہر پانچ شلنگ یا اس سے کم رقم کے لئے ایک روپیہ بارہ آنہ ہوگا ۔

مسز اینی بسنٹ

مدراس ۷ جولائی۔ مسز اینی بسنٹ تھیاسوفیکل سوسائٹی کی مزید سات سال کے لئے صدر منتخب ہوئی ہیں ۔

مسٹر گاندھی اور حضور پرنس آف ویلز

مسٹر گاندھی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان ایک ایسے نظام حکومت کے نمائندے کی خیر مقدم نہیں کرتا۔ جس سے اس کی جان عذاب میں آئی ہوئی ہے۔ اگر شاہزادہ ولیعہد باوجود اس بات کے کہ ہندوستان اس کا بالکل خواہاں نہیں زبردستی تشریف لائینگے۔ تو انکی تشریف آوری پر اسی قسم کی ہڑتال ہوگی۔ جیسی کہ ڈیوک آف کناٹ کی تشریف آوری پر ہوئی تھی ۔

فسادات مالیگاؤں کا نتیجہ

بمبئی ۷ جولائی۔ فسادات مالیگاؤں کے متعلق حکومت بمبئی نے ۴۲۰۰۰ روپے سے زیادہ کے خرچ پر ایک سال کے لئے شہر مذکور میں ایڈیشنل پولیس کا تقرر منظور کیا ہے۔ یہ رقم مسلمانوں پر ٹیکس لگا کر وصول کی جائیگی ۔

عدن کی ہندوستان سے علیحدگی

تجویز کیا جا رہا ہے کہ عدن کو ہندوستان کی حکومت سے علیحدہ کر کے نوآبادیات کے دفتر کو سپرد کر دیا جائے۔ امپیریل انڈین سٹیزن شپ ایسوسی ایشن نے سخت اظہار ناراضی و اختلاف کیا ہے۔ اور اس امر پر زور دیا ہے کہ عدن کا انتظام بدستور گورنمنٹ بمبئی کے ماتحت رکھا جائے۔

لائسنس دینے سے انکار

سوامی شردھانند گورنر گوروکل کانگڑی نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بجنور کو لکھا تھا۔ کہ گوروکل کے اسسٹنٹ گورنر کو گوروکل کے خزانہ کی حفاظت کے لئے بندوق کا لائسنس دیا جائے لیکن مجسٹریٹ نے لائسنس دینے سے انکار کیا ہے ۔

فسادات علیگڈھ ۲۵ گرفتاریاں

علیگڈھ ۷ جولائی۔ مسلم یونیورسٹی کی تعلیم بدستور جاری ہے۔ اسپر شہر کے ہنگاموں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

لکھنؤ ۷ جولائی۔ صدر علیگڈھ ریفارم لیگ کا تار ہے کہ کل ۲۵ گرفتاریاں عمل میں آئی تھیں۔ کمشنر اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل آج پہنچے۔ بازار ابھی تک بند ہے۔

فساد علیگڈھ سے متعلق حکیم اجمل خان کا بیان

دہلی ۹ جولائی۔ حکیم اجمل خان نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ مجھے علیگڈھ میں جو شہادتیں ملی ہیں۔ ان سے بہت سی ایسی باتوں کی تردید ہوتی ہے۔ جو سرکاری بیان میں درج ہیں۔

خلافت کی تحقیقاتی کمیٹی کو صوبہ سرحد میں داخلہ کی ممانعت

صوبہ سرحد کے واقعات کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے سنٹرل خلافت کمیٹی نے جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ وہ لاہور سے سوار ہو کر بنوں کی طرف گئی۔ جب گاڑی ماڑی انڈس میں پہونچی۔ تو کپتان سیلم اسسٹنٹ کمشنر نے کمیٹی کے ممبروں کو قانون تحفظ ہند کے ماتحت ایک تحریری حکم دیا جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ ممبران کمیٹی صوبہ سرحد میں داخل نہ ہوں۔ ممبران کمیٹی کو اسسٹنٹ کمشنر نے یہ بھی کہا کہ جب تک آپ لوگ ٹرین کا

استظار کرتے ہیں۔ اسوقت تک آپکی نقل و حرکت کی نگرانی کی جائے۔

الہ آباد سے حکومت کی علیحدگی الہ آباد ۹ر جولائی۔ بشیشر (?) شوچرن لعل ممبر کونسل صوبجات متحدہ کے زیر صدارت باشندگان الہ آباد کا ایک جلسہ مسٹو ہال میں ہوا۔ اس امر کے خلاف اظہار ناراضگی کے ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ کہ الہ آباد سے رفتہ رفتہ دارالحکومت اٹھایا جا رہا ہے۔

حادثہ چاندپور کے متعلق کانگریس کمیٹی کی رپورٹ کانگریس کمیٹی چاندپور نے حادثہ کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے جو ممبر مقرر کی (?) تھی۔ مسٹر رنگا (?) سوامی نے اپنی رپورٹ شایع کر دی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ قلیوں کو سوا ان کے بیوی بچوں کے سرکاری افسروں کی موجودگی میں دیدہ دانستہ اور سخت زد و کوب کیا گیا ہے۔ ان سرکاری افسروں نے یہ معلوم کرنے کی پرواہ نہ کی۔ کہ ان کو کیا کیا چوٹیں آئی ہیں۔ اور کتنی طبی امداد کی ضرورت ہے۔ یہ امر واقعہ کہ باہر کے لوگوں کو آنے سے روکنے کے لئے پولیس کی گارد یہاں مقرر کرنے میں خاص احتیاط کی گئی تھی۔ اور اس ظالمانہ فعل کے آغاز سے پہلے سٹیشن کے لیمپ گل کر دیئے گئے تھے۔ ظاہر کرتا ہے کہ ان غریبوں کو زد و کوب کرنے کی تجویز ان افسروں کے درمیان ایک کانفرنس کے بعد کی گئی تھی۔ جو اس موقعہ پر موجود تھے۔ اس حادثہ کے ذمہ وار مسٹر ڈے کمشنر اور مسٹر ... ہیں۔ کمیٹی یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔ کہ اس سے پہلی رات کو سب ڈویژنل افسر پر حملہ ہوا تھا۔ وہ بالکل بلا اشتعال تھا۔

بمبئی کونسل میں شراب نوشی بند کرنے کا قانون بمبئی ۹ر جولائی۔ ایک سرکاری ممبر نے اس مطلب کا ایک مسودہ قانون بمبئی کونسل میں پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ کہ صوبہ بمبئی میں شراب نوشی کی بالکل ممانعت کر دی جائے۔

آل انڈیا کانگرس کا اجلاس۔ الہ آباد ۱۰ر جولائی۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس ۲۸ر جولائی کو لکھنؤ کی بجائے بمبئی میں ہوگا۔

ممالک غیر کی خبریں

آئرلینڈ میں صلح کی امیدیں مسٹر ڈی ویلرا اور مسٹر گرفتھ کے ساتھ جنوبی آئرلینڈ کے قدامت پسندوں کی کانفرنس آج ڈبلن میں شروع ہوئی۔ مسٹر ڈی ویلرا کی آمد پر نعرہ تحسین بلند کئے گئے۔ لارڈ میئر ڈبلن نے میونسپلٹی میں تقریر کرتے ہوئے اس کانفرنس کا حوالہ دیکر کہا کہ امن کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ کانفرنس ۸ر جولائی تک ملتوی ہو گئی ہے۔ سرکاری طور پر بیان دیا جاتا ہے۔ کہ کچھ باتوں کا تصفیہ بھی ہو گیا ہے۔

جنرل سمٹس آئرلینڈ میں لنڈن ۵ر جولائی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جنرل سمٹس ڈی ویلرا سے ملنے کے لئے آئرلینڈ گئے ہیں۔ وہ اخباری قائم مقاموں اور فوٹوگرافروں سے بچنے کے لئے بڑے خفیہ طریق سے ڈبلن گئے۔ یہاں تک کہ جو سن فائر (?) لیڈر انہیں ملنے آئے تھے وہ ان سے نہ مل سکے۔

آئرلینڈ میں فوجی کارروائی کا التوا لنڈن ۸ر جولائی۔ رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ کل کی ڈبلن کانفرنس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب تک صلح کی گفت و شنید جاری ہے۔ آئرلینڈ میں دونوں طرف کی فوجیں کسی قسم کی کارروائی نہ کریں گی۔

امیر فیصل بصرہ میں لنڈن یکم جولائی۔ ۲۸ جون کو امیر فیصل بصرہ پہونچ گئے جہاں نہایت ہی گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔ انہیں انکی قیام گاہ پر جلوس کے ساتھ لے گئے۔ سڑکوں کو نہایت ہی آراستہ کیا گیا تھا۔

آذربائیجان کا وفد بیان کیا جاتا ہے کہ آذربائیجان کی خودمختاری کے تحفظ کی کمیٹی نے ایک وفد ترتیب دیا ہے۔ یہ علاوہ ترکی ایران مصر افغانستان جانے کے ہندوستان بھی آئیگا۔ وفد اسلامی دنیا کو بالشویکی کے مظالم سے آگاہ کرنے کے لئے سفر پر روانہ ہوا ہے۔

ٹراٹسکی کی چٹھی لنڈن ۷ر جولائی۔ ریول کا تار مظہر ہے کہ ٹراٹسکی نے مصطفےٰ کمال پاشا کے نام ایک پرائیویٹ خط بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ وہ مشترکہ دشمن برطانیہ سے گفتگوئے مصالحت نہ کریں۔

شاہ و ملکہ بلجیم کا خیر مقدم لنڈن میں لنڈن ۷ر جولائی۔ رائٹر کا خاص تار۔ گذشتہ جنگ عظیم میں برطانیہ نے بلجیم کو جو مدد دی۔ اس کے شکریہ کا اظہار کرنے کے لئے شاہ و ملکہ بلجیم نے انگلستان کی سیاحت کی ہے۔ بمقام ڈوور شاہزادہ ویلز نے ان سے ملاقات کی۔ اور وکٹوریہ سٹیشن پر شاہ معظم و ملکہ معظمہ ملکہ الگزنڈرا۔ ڈیوک آف یارک۔ شہزادی میری۔ مسٹر لائیڈ جارج۔ لارڈ کرزن اور دیگر ... نے استقبال کیا۔ جلوس شہر بکنگھم میں نعرہ ہائے مسرت کے ساتھ لیجایا گیا۔

بیماری کے اثر سے چوری کی خواہش نیویارک کی پولیس کورٹ میں ایک عورت نے جس پر نقب زنی کا الزام لگایا گیا تھا کہا مجھے میری بیماری نے ایسا کر دیا۔ ڈاکٹر نے اسے سرٹیفکیٹ دیا تھا کہ اسے ایسی مرض کی شکایت ہے کہ جس کو بعض اوقات اسے مجرمانہ حرکات کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ مجسٹریٹ نے اسے رہا کر دیا تاکہ اپنا علاج کرائے۔

ایران کے شمالی محاذ سے برطانوی افسران کی واپسی طہران ۵ر جولائی۔ زنجان۔ رشت۔ اور صوبہ مزندران سے خبر موصول ہوئی ہے کہ ایرانی باغی فوجیں سرگرم ہیں۔ اور کہ استرآباد میں ترکمان بھی سرگرم ہیں۔ بالشویک ایک مخالف بالشویک ایرانی جمعیت پر حملے کر رہے ہیں جس کا اب تک زنجان پر قبضہ ہے۔ ایران کے شمالی محاذ سے تمام برطانوی افسران چلے آئے ہیں۔

برطانیہ اور امریکہ کا مقابلہ۔ انگلستان کے پاس اسوقت ۲۰ (?) زیر زمین کشتیاں ہیں اور آٹھ تیار ہو رہی ہیں۔ امریکہ کے پاس جن کی تعداد ۱۰۰ ہے۔ اور ۱۲ (?) ... بن رہی ہیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

میں چار ہزار احمدی ہونے کی خوشی میں تحریک چندہ کی گئی۔ جس پر ایک سو تیس روپیہ اسنے جمع ہوئے بعض المسلمان کو تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ احمدیہ سلسلہ کی کتابیں بھی بھیجیں۔ خاکسار برکت علی سکرٹری

احمدیان ایسٹ افریقہ توجہ فرماویں

برادران! چونکہ برا عظم افریقہ کے لوگوں کا ہم پر حق ہے۔ کہ جہاں ملک ہماری بھائی پرورش گزشتہ بیست کا ذریعہ ہے۔ وہاں ہم اسکو روحانی پانی اور غذا سے سیراب اور سرسبز کرنے کا انتظام کریں۔ گو اصلی باشندوں کے لئے ہماری باتوں کا سمجھنا شاید مشکل ہو "تاہم ہمارے سے ہندوستانی بھائی جو علاقہ ممباسا نیروبی میں بکثرت آباد ہیں۔ کیوں نہ ہم ان کی بیداری کا انتظام کریں۔ پس عاجز بذریعہ اخبار الفضل تمام برادران مقیم ایسٹ افریقہ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ وہ اپنی توجہ کو اس امر کی طرف منعطف فرماویں۔ میرا خیال ہے کہ اپنی خاص کمیٹی قائم کر کے کچھ روپیہ جمع فرماویں۔ اور پھر حضرت صاحب کی خدمت میں کسی مبلغ کے لئے درخواست بھیجیں یا کم از کم اتنا انتظام تو فرماویں کہ لنڈن اور امریکہ کی اخبار احمدیہ ہر ہفتہ یا ہر روز اخبار انگریزی میں شایع فرماویں۔ فی الحال عاجز اس کام کے لئے دس روپیہ کا وعدہ کرتا ہے۔

عاجز محمد ایوب سٹیشن ماسٹر اٹھی نادنگا نیکا ٹیری ٹیری

کوہاٹ میں مسجد احمدیہ کی بنیاد

کوہاٹ میں مسجد احمدیہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی ذی اثر آدمی ایسا ہے۔ کہ مستقل طور پر ایک مکان دیدے یا کرایہ پر لے دے تاکہ مستقل طور پر وہ انجمن کے کام آوے۔ مدت سے یہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ آخر "مردے از غیب بروں آید و کارے بکند" والا معاملہ ہوا۔ ہمارے معزز محترم خان بہادر خان محمد علی صاحب آف احمد کوٹ متصل کوہاٹ پولٹیکل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کیمپ وزیرستان نے وعدہ فرمایا کہ وہ اس غرض کیلئے زمین دینگے۔ زمین تو صاحب ممدوح نے تجویز کر دی ہے۔ عمارت کے متعلق بھی وعدہ فرمایا ہے کہ بہت عمدہ تیار کرا دونگا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء جو جگہ صاحب ممدوح نے تجویز فرائی ہے اسمیں مخالفین روک وٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔ احباب کامیابی کی دعا فرماویں۔ سرحدی علاقہ میں احمدیہ مسجد کا ہونا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ نیک نمونہ احمدی کیلئے۔ خاکسار صدر الدین۔ سکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ

اعلان نکاح

دختر عطاء محمد صاحب کا نکاح خوشی محمد صاحب سے بعوض مہر ... جاری چودہری غلام احمد خان صاحب امیر جماعت ... شریعت اسلام اور مولوی ... قادیان نے پڑھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پتہ

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کشمیر تشریف لیجانے کی خبر درج کرتے وقت ہی حضور کا پتہ شایع کردیا گیا تھا لیکن چونکہ انکے متعلق احباب کے خطوط آرہے ہیں اسلئے پورا پتہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
معرفت پوسٹماسٹر صاحب سری نگر کشمیر"

... کو کوئی رسم وغیرہ نہیں ہوئی۔ خاکسار عبد الغنی خان سکرٹری انجمن احمدیہ کریام

نومبایع

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماسٹر چراغ دین صاحب مدرس چک نمبر ۱۳۲ جنوبی اور حکیم صالح محمد صاحب امام مسجد ٹھٹھہ عمرا علاقہ سلانوالی احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور انکی درخواست بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ؑ بھجوا دی گئی ہے۔ احباب انکی استقامت کے لئے دعا فرماویں۔ والسلام منظور احمد منظور بھیروی از سلانوالی ؛

گمشدہ چیز کی تلاش

مورخہ ۸ر جولائی سنہ ۱۹۲۱ء کو برادرم منشی عبد الکریم صاحب ایجنٹ کارخانہ ناہن منڈی سٹیشن بٹالہ کارخانہ کے دروازہ میں چارپائی پر سے کسی دوست کے کپڑا اٹھاتے ساتھ ملکر نادانستگی سے میری ایک گٹھڑی چلی گئی ہے۔ جسمیں تھیلا اور کورا کپڑا جس میں ... ہر چہار جلد براہین احمدیہ اور ایک جلد جنگ مقدس کی تھیں۔ ہر دو کتب کے اوپر سرخ رنگ چمڑا لگا ہوا ہے۔ اگر کسی دوست کو ملی ہو تو براہ نوازش و شفقت خاکسار یا مولوی احمدی کو معرفت میاں ... تحصیلدار نابھہ سٹیٹ کے مطلع فرمائیں۔

اخبار کی درخواست

عاجز کے نام الفضل آتا تھا مگر اب وجہ آئیندہ وی پی وصول کر سکنے کے بند ہو گیا ہے۔ عاجز کی حالت نہایت کمزور ہے۔ اسلئے میں درخواست کرتا ہوں کہ کوئی بھائی میرے نام اخبار جاری کرا کے ثواب حاصل کریں۔

عبد الرحیم خیاط کھپا مکان نمبر ۱۱ - کانپور۔

ایک احمدی مجاہد عازم حجاز

منشی ممتاز علی صاحب ان نوجوانوں میں سے ہیں۔ جنھوں نے حسب التحریک حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہے اور عہد کیا ہے کہ جہاں کہیں حضرت اقدس حکم فرماد ینگے۔ بلا طلب زاد راہ وغیرہ جاوینگے۔

اس عہد کو پورا کرنے کے لئے منشی ممتاز علی صاحب توکل علی اللہ عازم حجاز ہو گئے ہیں۔ بمبئی سے روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کیلئے سامان مہیا فرما دیا۔ چنانچہ مشہور و معروف خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب حج کیلئے تشریف لیجا رہے تھے۔ انھوں نے منشی صاحب موصوف کے لئے بھی انتظام فرما دیا جو کہ فرسٹ کلاس میں سفر کر رہے ہیں اور حجاز کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ اخلاص کا نتیجہ ہے اور اسبات کا ثبوت ہے کہ جو اللہ کے لئے ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اللہ خود انتظام کرتا ہے۔

منشی ممتاز علی صاحب میرے مکرم دوست مولوی ذو الفقار علی خان صاحب آف رامپور حال مہاجر قادیان کے بڑے صاحبزادے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۱ جولائی ۱۹۲۱ء

پیر جماعت علی صاحب کی بناوٹی پیشگوئیاں

فیصلہ کی آسان صورت

کچھ عرصہ ہوا ۔ پیر جماعت علی صاحب علی پوری نے لائل پور میں ایک جلسہ کے [illegible] تقریر کی ۔ اسمیں ہمارے متعلق یہ غلط بیانی کی [illegible] کہ میں نے اس سے پہلے دو مرتبہ پیشگوئی کی تھی ایک دفعہ تو مرزا کے وقت میں [illegible] مرزا کے حواری عبد الحکیم کے متعلق ۔ خدا کا شکر ہے کہ دونوں پوری ہوئیں "

یہ تو وہ الفاظ ہیں ۔ جو خطبہ صدارت میں بیان ہیں مگر جو الفاظ رسالہ انوار الصوفیہ بابت ماہ مارچ میں شائع ہوئے ۔ وہ گو مضمون کے لحاظ سے ان کے مختلف نہیں ۔ لیکن پیر صاحب کی شیریں بیانی کے زیادہ مظہر ہیں ۔ اور وہ یہ ہیں کہ ۔

" قبل ازیں میری دو پیشگوئیاں خداوند کریم نے پوری کر دی ہیں ۔ جو کہ پنجاب کے اکثر لوگوں پر روشن ہیں ۔ جو مرزا کا دیانی ملعون اور عبد الحکیم سیالکوٹی اس کے حواری کے متعلق ہیں "

چونکہ یہ صاف جھوٹ اور صریح کذب بیانی تھی ۔ اسلئے ہمارے سلسلہ کے سخت ترین دشمن مولوی ثناء اللہ نے بھی اپنے اخبار اہلحدیث یکم اپریل میں لکھا کہ :۔

" پیشینے میں دو واقعات من گھڑت بنا لئے ہیں ۔ ایک مرزا کی بابت ۔ دوسری مولوی عبد الحکیم حواری مرزا کی بابت پیشگوئی کی تھی ۔ حالانکہ بالکل غلط محض کذب ۔ حافظ صاحب سچے ہیں ۔ تو ہمیں اس کا ثبوت دیں ۔ ہمارے پاس حافظ صاحب کی غلط بیانی پر کافی ثبوت ہے "

مولوی ثناء اللہ کے مطالبہ کا جب تو یہ صاحب نے اور نہ ان کے کسی عقیدت شعار نے جواب دیا ۔ تو ہمارے ایک نامہ نگار نے اس خیال سے کہ آجکل کے پیروں کا دین و ایمان ہی زر ہے ۔ اور اسکے لالچ سے وہ سب کچھ کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں ۔ پیر صاحب کیلئے [illegible] انعام مقرر کرکے دریافت کیا کہ :۔

(۱) آپ نے کونسی دو پیشگوئیاں کی تھیں ۔ جن کا [illegible] لاہور کے الفقیہ [illegible] کر کیا [illegible] تاریخ ان کی عبارت سے مطلع [illegible]

(۲) [illegible] قبل از وقت کسی اخبار وغیرہ میں شائع کرا [illegible] یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟ اور اگر کرایا تھا ۔ تو اس کا پتہ بتائیں "

یہ مطالبے ۲۵ ۔ اپریل کے الفضل میں کئے گئے جن کے جواب میں ۳۰ جون کے الفقیہ میں ایک مضمون غلام احمد اختر امرتسری کا بعنوان " وہابی اور مرزائی " شائع ہوا ہے ۔ جسمیں پیر صاحب کی جعلی اور بناوٹی پیشگوئیوں کو سچا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے

قبل اسکے کہ ہم اصل مضمون کی طرف آئیں ۔ یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اختر نے مولوی ثناء اللہ کے پیر صاحب کی " غلط بیانی " کا اعلان کرنے اور اسکا ثبوت مانگنے کی جو وجہ قرار دی ہے ۔ وہ صحیح نہیں ہے ۔ بلکہ اصل وجہ یہی ہے کہ پیر صاحب کی غلط بیانی ایسی صاف اور کھلی ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو باوجود احمدیت سے بغض رکھنے کے اس کا اقرار کرنا پڑا ہے ۔ ورنہ کہاں مولوی ثناء اللہ اور کہاں " مرزائیوں کی حمایت "

اختر صاحب کو پیر صاحب کی غلط بیانی کے متعلق مولوی ثناء اللہ کی شہادت بہت کھٹکی ہے اور واقعی کھٹکنی چاہیئے تھی ۔ کیونکہ جس بات کے جھوٹ اور غلط ہونے کی شہادت مولوی ثناء اللہ جیسا بڑھ کر دشمن سلسلہ دے ۔ اسے ہمارے مخالفین آسانی سے جھوٹ سمجھ سکتے ہیں ۔ اور اس طرح پیر صاحب کی پیری پر پانی پھر جاتا ہے ۔ مگر اختر نے اس شہادت کو کمزور بنانے کے لئے جو کچھ لکھا ہے ۔ وہ خود ہی غلط اور جھوٹ ہے ۔ اسلئے بجائے کمزور ہونے کے وہ شہادت اور زیادہ مضبوط ہو گئی ہے ۔ اختر لکھتا ہے :۔

" یہ تھوڑے دن ہوئے وہابیوں نے قادیان میں ایک جلسہ کیا تھا ۔ اور اسمیں یہ خصوصیت رکھی گئی تھی کہ صرف وہابی مقلد (یعنی دیوبندی سنی) اور وہابی غیر مقلد اسمیں شامل ہوں ۔ اسمیں مرزائیوں نے [illegible] کہ [illegible] وہابیوں کا ناک میں دم کر دیا ۔ اور دیوبندی مولوی ایسے مبہوت ہوئے ۔ کہ الامان ! غیر مقلد وہابیوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے لکھ دیا کہ چالیس آدمی کے قریب مرزائی مسلمان ہوئے ۔ مگر ایسے طریق پر لکھا کہ مرزائیوں کو اسپر بھی اعتراض کرنے کا موقعہ مل گیا ۔ ایک تو تعداد صحیح نہ تھی محدود ہے باوجودیکہ لکھنے والا جلسہ میں موجود تھا ۔ پھر بھی لکھتا ہے کہ سنا ہے کہ اتنے مرزائی تائب ہوئے ۔ مولوی ثناء اللہ نے اپنی خفت مٹانے کے لئے نہیں ۔ بلکہ اس غرض سے کہ مرزائی جو آج کل ان کو جلسہ کے مطالبات کے متعلق خوب للکار رہے ہیں اس روش سے باز آجاویں ۔ اور خاموش ہو جائیں ایک معاملہ میں ان کی حمایت پر کھڑے ہو گئے اگرچہ مرزائیوں نے اس کی حمایت کا خلاصہ اخبار میں شائع کرکے ثابت کر دیا ہے کہ بعض للظین بدکا کی پوری تصدیق ہوئی ۔ مگر مولوی ثناء اللہ کا مدعا پورا نہ ہوا ۔ اور اس حمایتی کاروائی کے بعد بھی وہ ان کے ممنون احسان نہ ہوئے بلکہ بدستور للکار رہے ہیں "

یہ صحیح ہے ۔ کہ ہم نے ان لوگوں کا جو پچھلے دنوں قادیان میں جلسہ کرنے کے لئے آئے تھے اور

جو نہ صرف دہانی تھے۔ بلکہ مقلد۔ بدعتی وغیرہ بھی۔ بذریعہ اشتہارات زبردست مطالبات کرکے ناطقہ بند کر دیا۔ چنانچہ ہمارے ان اشتہاروں میں سے کسی ایک کا بھی جواب ان سے نہ بن پڑا۔ اور نہ صرف اسوقت وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ بلکہ اب تک انکو اس کی جرأت نہ ہو سکی۔

پھر یہ بھی صحیح ہے کہ جلسہ میں بیعت فسخ کرنیوالوں کی جو تعداد بتائی گئی۔ وہ بالکل غلط تھی۔ اور اس کے متعلق ہم نے جب ثبوت طلب کیا۔ اور بیعت کرنیوالے کے لئے چار سو روپیہ انعام رکھا۔ تو کسی نے چوں و چرا نہ کی۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ مولوی ثناء اللہ ہی تھا۔ جس نے باوجود جلسہ میں موجود ہونے کے لکھا تھا کہ ۲۵ - ۳۰ کے درمیان تائبین کا شمار سنا گیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ اس خفت اور شرمندگی کو مٹانے اور ہمارے مطالبات سے بچنے کے لئے پیر جی کی پیشگوئیوں کے متعلق مولوی ثناء اللہ نے لکھا کہ "بالکل غلط محض کذب" ہیں۔ کیونکہ یہ بات اس نے ۱۲ اپریل کے اہل حدیث میں لکھی۔ اور ہم نے غیر احمدیوں کے جلسہ کی مفصل روئداد کا پہلا نمبر ۳۱ مارچ کے الفضل میں شائع کیا۔ جو یقیناً ثناء اللہ کو اپنا اخبار شائع کرنے کے بعد ملا۔ اور بیعت فسخ کرنے والوں کے متعلق ہم نے اس سے بھی بعد مطالبہ کیا۔

پس مولوی ثناء اللہ نے پیر جی کی پیشگوئی کی تغلیط ہماری خاطر نہیں کی۔ بلکہ فی الواقعہ اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ پیر جی نے کوئی پیشگوئی اس مضمون کی کبھی قبل از وقت کی تھی۔ اگر ہے۔ تو اسکو پیش کیا جائے۔

عجیب بات ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے لئے تو کہا گیا کہ اس نے ہمارے اعتراضات سے بچنے کے لئے پیر جی کی جھوٹی پیری کی قلعی کھولی ہے۔ مگر کیا انہوں نے اپنے اسی مضمون میں اور اسی طول عبارت میں صرف ثناء اللہ کی مخالفت کے لئے ہماری تائید کی ہے۔

اب ہم پیر جی کی پیشگوئیوں کی طرف آتے ہیں۔ ان کا ادعا ہے کہ:۔

"میں اس سے پہلے دو مرتبہ پیشگوئی کر چکا ہوں۔ ایک دفعہ تو مرزا کے وقت میں دوسری دفعہ مرزا کے حواری عبدالکریم کے لئے۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ دونوں پوری ہوئیں"

اس کے متعلق سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ دونوں پیشگوئیاں جن کے کرنے اور پورا ہونے کا پیر جی کو دعویٰ ہے۔ کبھی شائع ہوئیں یا نہیں اس کا جواب ہم اپنے لفظوں میں نہیں۔ بلکہ انھوں ہی کے الفاظ میں درج ذیل کرتے ہیں۔ جو یہ ہیں کہ:۔

"یہ حضور قبلۂ عالم کی پیشگوئیاں کسی اخبار میں شائع نہیں ہوئیں"

پس جب یہ پیشگوئیاں کسی اخبار کسی رسالے کسی اشتہار میں قبل از وقوع شائع نہیں ہوئیں تو بعد از وقوع سنگھڑت واقعات کو پیشگوئیاں بنانا اور پیش کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ پیر جی موصوف کا اصل سرمایہ "نبوت" یہی دو پیشگوئیاں ہیں۔ مگر انہوں نے صرف یہی نہیں لکھا کہ پیر جی کی یہ پیشگوئیاں کبھی شائع نہیں ہوئیں بلکہ ان کے شائع نہ ہونے کی سب ذیل وجوہ بھی پیش کی ہیں:۔

"ان کو شائع نہ کرنے کی وجوہ یہ ہیں کہ اول تو حضرت شاہ صاحب قبلہ کی یہ غرض نہ تھی کہ انہیں کوئی شخص نبی مان لے۔ بلکہ ان کا ایمان اور اعتقاد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص دعوئے نبوت کرے تو وہ ملعون بحکم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کذاب اور دجال ہے۔ تو شائع کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری وجہ یہ کہ پیشگوئی کے واقع ہونے تک اسقدر قلیل مدت تھی کہ قبل از وقوع اسکی اشاعت ہو نہیں سکتی تھی"

ان وجوہ کی نامعقولیت تو اسی سے ظاہر ہے کہ ایک طرف تو کہا گیا ہے کہ چونکہ پیر جی اپنے آپ کو نبی نہیں منوانا چاہتے تھے۔ اسلئے انھوں نے ان دونوں پیشگوئیوں کو شائع نہ کیا۔ اور دوسری طرف یہ کہا گیا ہے۔ کہ ان کی اشاعت کے لئے وقت ہی نہ تھا۔ ہم کہتے ہیں۔ اگر پیر جی نے قبل از وقت اس لئے ان پیشگوئیوں کو شائع نہ کیا تھا کہ انہیں لوگ کہیں انہیں نبی نہ مان لے۔ تو اب یہ ڈر کیونکر دور ہو گیا۔ اور کیوں انھوں نے ان کو شائع کرا دیا۔ اور اب اپنے آپکو نبی سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اور اپنے مسلمات کے رو سے "ملعون"۔ "کذاب"۔ "دجال" کے مصداق بن گئے ہیں۔

دوسری وجہ پیشگوئی کے شائع نہ کرنے کی یہ بتائی گئی ہے کہ "پیشگوئی کے واقع ہونے تک اسقدر قلیل مدت تھی کہ قبل از وقوع اسکی اشاعت نہیں ہو سکتی تھی"۔ اس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ اگر پہلی وجہ صحیح ہے تو خواہ کتنا ہی زیادہ وقت پیر جی کے پاس ہوتا۔ تب بھی انکو شائع کرنے کی جرأت نہیں کرنا چاہیئے تھی پہلے عذر کی موجودگی میں کہ وہ نبی نہیں بننا چاہتے تھے۔ اور جو پیشگوئی شائع کرے۔ وہ نبی ہو جاتا ہے۔ اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو نبوت کا مدعی ہو۔ وہ ملعون کذاب۔ دجال ہے۔ خواہ حضرت عیسیٰ ہی آسمان سے اتر کر اپنی نبوت بلدیہ دعویٰ پیش کرکے منوانے کی کوشش کریں۔ تو دوسرا عذر محض جھوٹ ہے لیکن اگر دوسرا عذر باوجود پہلے مانع کے ان کے نزدیک وزن دار ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ یہ بھی جھوٹ ہے کہ پیر جی کے پاس وقت نہ تھا۔ کہ ان پیشگوئیوں کو شائع کرتے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ پیر جی کے پاس بہت وقت تھا۔ اور وہ بہت آسانی اور خوش اسلوبی سے اپنی پیشگوئیوں کو شائع کر سکتے تھے۔ لیکن یہ تو تب ہوتا۔ جب کوئی بات بھی ہوتی۔ یہ تو واقعہ ہی بعد میں گھڑا گیا ہے۔

یہ ہمارا دعویٰ ہی نہیں کہ پیر جی کے پاس بہت وقت تھا۔ اگر وہ ان سنگھڑت پیشگوئیوں کو قبل از وقت شائع کرنا چاہتے۔ بلکہ ہمارے پاس اس کا ثبوت بھی ہے اور بہت زبردست ہے۔ جو مسلمات خصم سے ہے نہ صرف زبانی بلکہ تحریری اور تحریر بھی اس شخص کی جو ان جعلی پیشگوئیوں کی صداقت کے ثابت کرنے کے لئے کوہ نیلگری کی بلند چوٹی پر سے چلا رہا ہے اس سے ہماری مراد غلام احمد انگری ہے۔ جس کا مضمون زیر بحث ہے۔

پیرجی کی حمایت کے لئے یہ تو لکھ دیا گیا۔ کہ ان پیشگوئیوں کے شائع کرنے کے لئے وقت نہ تھا۔ مگر دروغگو را حافظہ نباشد کے ماتحت اسی مضمون کی اگلی سطور میں اس دعویٰ کو رد کر دیا گیا۔

پیرجی کی پہلی پیشگوئی حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم کی وفات کے متعلق ہے۔ یہ پیشگوئی کب کی گئی۔ اور کیوں کی گئی۔ اس کے لئے اخبار لکھتا ہے:۔

"سنہ ۱۹۰۴ء میں عبدالکریم مذکور مرزا کے مذہب باطل کی تبلیغ اور فاسد اعتقادات کی ترویج کے لئے سیالکوٹ گیا تھا۔ حکیم حسام الدین کے طویلہ میں اس نے لیکچر دیا۔"

اور آگے لکھا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے اس لیکچر میں آنحضرت کی اہانت کی۔ جس کے لئے ہم نعوذ باللہ من ذالک کہنے پر اکتفا کر کے منشی اخبار کی اگلی عبارت نقل کرتے ہیں جو یہ ہے:۔

"عبدالکریم مذکور کے ان ہفوات کی اطلاع حضور قبلہ عالم (جماعت علی) کو ملی۔ تو ان کی غیرت اسلامی اور حمیت اسلامی جوش میں آگئی۔ دو دروازے والی مسجد میں آپ نے وعظ فرمایا۔ اور عبدالکریم کی اس بیہودہ سرائی کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ شخص عنقریب ذلت کی موت سے مریگا۔"

نومبر سنہ ۱۹۰۴ء میں یہ لیکچر ہوا۔ جس کے بعد پیرجی نے بقول خود پیشگوئی کی۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء کو ہوئی۔ گویا دونوں واقعات میں کم از کم ساڑھے دس ماہ کا فاصلہ ہے اب کیا کوئی ایسا انسان دنیا میں ہے۔ جو یہ کہہ سکے۔ کہ اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے وقت نہ تھا۔ اگر ساڑھے دس مہینہ میں چند سطریں جو اوپر نقل کی گئیں۔ شائع نہیں ہو سکتی تھیں اور ان کے لئے یہ وقت ناکافی تھا۔ تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ چند صفحے کی تحریر کے لکھنے اور چھپوا کر شائع کرنے کے لئے پیرجی کو کتنی مدت درکار ہوگی۔ اتنے طویل عرصہ کو مدت قلیل کہنا کیا صریح دھوکا بازی یا کم از کم فریب خوردگی نہیں ہے۔ غضب خدا کا ایک واقعہ کو ساڑھے دس مہینہ قبل کی ایک پیشگوئی کا نتیجہ بتایا جا رہا ہے۔ لیکن جب سوال ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ تمہاری پیس گوئی "پیشگوئی" تھی۔ تو تم نے قبل از وقوع کیوں نہ شائع کی۔ تو ارشاد ہوتا ہے۔ کہ وقت نہ تھا۔ کیا اس سے صریح جعلسازی اور مکاری اور جھوٹی کرامت اور ولایت کا پتہ نہیں لگتا۔ جب اس طویل مدت کو بھی "مریداں می پرانند" کا مصداق بنا کر مدت قلیل کہکر پیچھا چھڑانا چاہتا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے لئے جو پیشگوئی پیس گوئی تصنیف ہوئی۔ اور جس میں چار روز کا فاصلہ بتایا جاتا ہے۔ وہ تو اس کے نزدیک بالکل ہی تنگ وقت تھا۔

لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ پیرجی کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کا فتنہ بہت بڑا فتنہ تھا۔ اور یہ پیر صاحب باوجود پیرانہ خسارت کے پانچ ہزار روپیہ در صورت مقابلہ دینے کو تیار رہتے۔ تو کیوں اس عظیم الشان پیشگوئی کی اشاعت کے لئے انہوں نے اس پانچ ہزار روپیہ میں سے ایک ہزار روپیہ ہی خرچ کر کے چار دن میں اسے شائع نہ کر دیا۔ جبکہ وہ لاہور جیسے مقام میں موجود تھے۔ جہاں جلسے سے جلد ہر قسم کے اشتہار اور اعلان کے شائع کرنے کے کافی سامان میسر آسکتے ہیں۔ لیکن بات یہی ہے۔ کہ یہ سب بعد کے ڈھکوسلے ہیں۔ جو پیشگوئی کی بجائے پیس گوئی کہے جانے کے مستحق ہیں۔

اخبار نے پیرجی کی بعد از وقت بڑوں کو پیشگوئی ثابت کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہ پا کر یہ لکھا ہے کہ:۔

"ان کے شاہد ایک دو چار پانچ دس بیس آدمی نہیں۔ بلکہ سیالکوٹ اور لاہور میں ہزارہا اشخاص ہیں"

اگر یہ صحیح ہے۔ تو فیصلہ آسان ہے۔ سیالکوٹ اور لاہور کے ان "ہزارہا اشخاص" میں سے ہر ایک مقام کے ایک ایک ہزار شخص کی حلفیہ شہادت مؤکد بعذاب ولادی جائے۔ جو ایک مقررہ مقام اور مقررہ تاریخ پر جو حلف اٹھانیوالے لوگ بالفاظ ذیل اپنی شہادت ادا کریں کہ:۔

"ہم اس خدا کی قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں ہماری جان ہے اور جو جھوٹے نبی اور دغاباز لوگوں کو کبھی عزت نہیں دیتا۔ اور جو اپنے پیاروں کے مقابلہ میں ضرور جھوٹے مکاروں کو ذلیل کرتا ہے اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے پیر جماعت علی شاہ کی زبان سے دو دروازے والی مسجد سیالکوٹ میں مولوی عبدالکریم صاحب کی موت کی پیشگوئی سنی تھی (یہ سیالکوٹ والے کہیں۔ اور لاہور والے اپنی شہادت میں کہیں) ہم نے شاہی مسجد لاہور میں مرزا غلام احمد کی موت کی نسبت پیشگوئی اپنے کانوں سے سنی تھی۔ اور ہم اسی خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ جس کے قبضہ میں ہماری جان ہے۔ کہ ان پیشگوئیوں کے مطابق مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی موتیں واقع ہوئیں۔ اگر ہم نے اس شہادت میں خلاف واقعہ کوئی بات کہی ہو تو اسے خدا اپنے سچے کی عزت اور جھوٹے کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہمیں اور ہماری اولاد کو ہلاک کر۔ اور دنیا کو دکھا دے کہ جھوٹوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔"

اس شہادت کے لئے اگر ہزارہا کی بجائے دو ہزار بھی پیش نہ کئے گئے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ بھی ایک جھوٹ تھا۔ جو پیرجی کے جھوٹوں کو سہارا دینے کے لئے بولا گیا۔ اس کے مقابلہ میں اگر ہماری طرف سے پیرجی کی پیشگوئیوں کے جھوٹے اور بناوٹی ہونے کے لئے حلف کی ضرورت ہو تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

پس پیرجی کی پیشگوئیوں کے متعلق فیصلہ کرنے کی یہ آسان صورت ہے۔ جو ہم نے پیش کر دی ہے۔ کیا پیر جماعت علی صاحب یا ان کے چیلے اس کے لئے تیار ہیں۔

ایک مسلّمہ لیڈر کی ضرورت

کچھ عرصہ ہوا لالہ لاجپت رائے صاحب کے اخبار بندے ماترم نے جماعت احمدیہ پر مردم پرستی کا الزام اس بناء پر لگایا تھا۔ کہ یہ جماعت ایک شخص کو واجب الاطاعت لیڈر سمجھتی ہے۔ اور اس کے احکام کو بجالانا اپنا فرض قرار دیتی ہے۔ اسوجہ سے بندے ماترم ہماری جماعت کو مردم پرست کہنے میں کہاں تک حق بجانب تھا۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اسوقت ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ وہی لوگ جو کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری کو "ہندوستانی آزادی" اور خود مختاری کے خلاف قرار دیکر مردم پرستی کا الزام لگاتے تھے۔ وہ واجد اور قابل اطاعت لیڈر کی تلاش میں کس طرح سرگرداں ہو رہے ہیں۔

روزانہ اخبار ہمدم ۱۸ جولائی نے "ہندوستان کے لئے ایک مسلمہ لیڈر کی ضرورت" کے عنوان سے لکھا ہے کہ:۔

"کلکتہ کے مشہور قوم پرست آرگن امرتا بازار پتریکا نے مذکورہ صدر سرخی پر حال میں ایک سلسلہ مضامین لکھا ہے۔ جس میں معاصر موصوف نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ کہ ہندوستانیوں کو لازم ہے۔ کہ کسی ایسے شخص کو اپنا سب سے بڑا لیڈر تسلیم کریں۔ جو ہر لحاظ سے موجودہ وقت میں ہندوستان کا مسلمہ رہنما بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور جب وہ ایسا مسلمہ رہنما منتخب کریں۔ تو پھر انکو لازم ہے۔ کہ اس کے ہر مشورہ و حکم کے سامنے بلاچون و چرا سر تسلیم خم کر دیا کریں۔ اور اپنی اطاعت و انقیاد سے اس کی پوزیشن کو مضبوط بنائیں"۔

معاصر ہمدم نے بڑے زور کے ساتھ اس کی تائید کرتے ہوئے ایک طویل مضمون میں لکھا ہے کہ:۔

"اسمیں کلام نہیں کہ ہندوستان کو اسوقت ایک مسلّمہ لیڈر کی شدید ضرورت ہے۔ فی الواقع کوئی قوم اسوقت تک بام رفعت پر نہیں پہنچ سکتی۔ جب تک وہ ایک مسلمہ لیڈر اور رہنما نہ رکھتی ہو۔ اور اس کے ہر حکم اور مشورہ کے سامنے بلاچون و چرا سر تسلیم خم نہ کر دیتی ہو۔ شکر ہے کہ اب یہ بات لوگوں کی سمجھ آرہی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ایسی شخصیت کونسی ہوگی۔ جس کو وہ مسلمہ لیڈر تسلیم کر کے اس کے ہر ایک حکم کو اپنے لئے واجب التعمیل قرار دینگے۔ اسوقت ان لوگوں کے نزدیک ہندوستان میں سب سے اعلیٰ پوزیشن مسٹر گاندھی کو حاصل ہو چنانچہ امرت بازار پتریکا نے بھی انہی کو مسلمہ لیڈر کے طور پر پیش کیا اور ہمارا معاصر لکھ دیتا ہے کہ:۔

"ہمیں یہ بتلانے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ ہندوستان کو ایک مسلمہ لیڈر مہاتما گاندھی مل گئے ہیں"۔

لیکن ہمدم اس سے اختلاف کرتا ہوا لکھتا ہے کہ:۔

"یہ امر بحث طلب ہے کہ مہاتما گاندھی جی لیڈر ہندوستان کے مسلمہ لیڈر کا منصب بالکل محفوظ ہو گیا ہے۔ بلکہ ابھی مہاتما جی اور اہل ہند دونوں کو اس کے متعلق کچھ زیادہ کام کرنا باقی ہے"۔

خیر یہ الگ بات ہے کہ ان لوگوں کو کوئی مسلمہ لیڈر ملے یا نہ ملے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا اسی حالت میں یقین رکھتے ہیں۔ جبکہ ان کا کوئی ایک واجب الاطاعت لیڈر ہو گا۔

اسموقعہ پر کیا ہم اپنے غیر مبائع بھائیوں سے یہ دریافت کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ انہیں تاحال یہ بات سمجھ آئی ہے یا نہیں کہ ترقی کے لئے ایک ہی واجب الاطاعت امام کی ضرورت ہوا کرتی ہے نہ کہ کوئی انجمن اس کام کو سرانجام دے سکتی ہے۔

آریہ سماج کا تنزل

ہم اس پیشگوئی کو نہیں بھول سکتے۔ جو خدا کے مسیح موعود نے اپنی مبارک کتاب تذکرۃ الشہادتین میں فرمائی کہ سو سال کے اندر اندر بحیثیت مذہب کے آریہ سماج کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ ہم اس کے بہت سے آثار دیکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً آریہ سماج کی اپنی شہادتیں سنتے رہتے ہیں آریہ سماج کی گاڑی کو چلانے کے لئے جنہوں نے زیادہ کوشش اور سعی وکالت پیشہ اصحاب نے کی ہے۔ لیکن اب یہ لوگ اس گاڑی کو دھکا دے کر اس سے الگ ہو رہے ہیں اور اس نقصان کو آریہ سماجی لوگ خاص طور پر محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار پرکاش لکھتا ہے کہ:۔

"جو آریہ سماجی وکیل آریہ سماج کو اپنا سمجھا اور اپنی تحقیق اس میں لگاتے تھے۔ وکالت ترک کرنے کو سالہا سال کی پریکٹس کو تیاگ بیٹھے۔ وہ مہاتما گاندھی کی تحریک شروع ہوتے ہی وکالت ترک کر کے کھدر پوش بن گئے جو آریہ سماجی سالہا سال تک آریہ سماج میں رہکر چندہ مانگنے کو پاپ اور ذلت سمجھتے رہے۔ انہوں نے تلک سوراجیہ فنڈ کے لئے جھولی پھیلا لی اور بھکشا کرنے لگے۔ جو آریہ سماجی آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر دان دیتے ہوئے کم نظر آتے تھے۔ انھوں نے تلک سوراجیہ فنڈ کے لئے تھیلی کا منہ کھول دیا"۔

اسکے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ آریہ سماج کے کارکن لوگ آریہ سماج سے اُکتا کر عملاً الگ ہو گئے ہیں۔ اور انھوں نے اپنے لئے نیا میدان تجویز کر لیا ہے۔

اس کی وجہ "پرکاش" یہ بتاتا ہے کہ:۔

"محض مہاتما گاندھی کے بچنوں کا نتیجہ ہے بعض لوگ مہاتما گاندھی کے انگ سنگ رہنا چاہتے ہیں"۔

گویا آریہ سماج کے بانی سے مسٹر گاندھی کا بچن زیادہ زبردست ہے۔ کہ لوگ اول الذکر کے مشن میں رہ کر بڑا زور دینے کے باوجود جو کچھ نہیں کرنا چاہتے تھے وہ موخر الذکر کے مشن میں داخل ہو کر خود بخود بڑی خوشی سے کر رہے ہیں۔ یہ آثار ہیں جو آریہ سماج کے تنزل اور ادبار کو ظاہر کر رہے ہیں۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایک وقت آریہ سماج کا بالکل نام و نشان مٹ جائیگا۔ کیونکہ زمینی مذہب ہے آسمانی نہیں۔

مولوی ثناء اللہ کا تازہ جھوٹ

جس شخص نے بار بار اعلان کیا ہو کہ ہم گورنمنٹ کوئی انعام اور صلہ اپنی کسی خدمت کا نہیں چاہتے جس نے متواتر تحریر اور تقریر میں اس بات کا اظہار فرمایا ہو کہ اگر گورنمنٹ ہمیں کوئی خطاب دینا چاہے تو وہ اس سے ہماری عزت افزائی نہیں کریگی۔ بلکہ ہتک کریگی اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ کا اپنے اخبار میں یہ شایع کرنا کہ:۔

"خلیفہ قادیان کا منشاء ہے کہ مجھ کو گورنمنٹ قادیان کے لئے آنریری ڈپٹی بنایا جائے"

(اہلحدیث ۸ جولائی سنہ ۲۱ء حاشیہ)

صریح جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم مولوی ثناء اللہ کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس بات کا ثبوت دے کہ خلیفہ قادیان آنریری ڈپٹی کے عہدے کے امیدوار ہیں۔ بلکہ اس کے لئے ساعی ہیں۔ اگر وہ اس کا کوئی ثبوت نہ دے سکے۔ اور یقیناً نہیں دے سکتا۔ تو اس کو اپنی افترا پردازی پر شرمانا چاہیئے۔

مسٹر گاندھی کی پیمبری

مسٹر محمد علی نے مسز اینی بسنٹ کو جواب دیتے ہوئے اپنے ایک حال کے مضمون میں لکھا ہے کہ:۔

"کیا کوئی شخص ہم پر اس راز کی تشریح کریگا کہ مسز بسنٹ کی سی روحانی ہستی روحانیت کے سچے پیغمبر مہاتما گاندھی کو کیوں نہیں سمجھ سکتی"۔

(ہمدرد ۹ جولائی)

مسٹر گاندھی کو روحانیت کا "سچا پیغمبر" قرار دینا انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جو یا تو پیغمبر کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھتے۔ یا جان بوجھ کر اس مقدس اسلامی اصطلاح کی تحقیر اور تذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ نمائندگان اسلام نہیں اور انہیں مسلمان کہلانے کا کوئی حق ہے۔ مسلمانوں کو اپنے راہ نماؤں کی ایسی بے راہ روی کو خوشی سے برداشت نہیں کرنا چاہیئے بلکہ انکی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔

خطبۂ جمعہ

غفلت گناہوں کا باعث ہوتی ہے

از مولانا سید محمود احمد شاہ صاحب

۱۵- جولائی سنہ ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسان میں غفلت ایسی چیز ہے کہ بہت سے نقصان اسکے باعث پہنچتے ہیں۔ اگر تدبر سے کام لیا جائے تو انسان کے لئے قدم قدم پر غفلت سے بچانے کے ذریعہ ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اگر قرآن کریم کے چھوٹے چھوٹے احکام اور آیتوں پر ہی غور کیا جائے تو وہی ہدایت کے لئے کافی ہو جاتی ہیں۔

مجھے خیال آتا ہے کہ ایک احمدی کے لئے جو اقرار رکھا گیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریگا۔ جب کوئی شخص سچے دل سے یہ اقرار کریگا۔ اور یہ سوچا کریگا کہ اس شخص کے ہاتھ پر میں یہ اقرار کر رہا ہوں۔ جو خدا کا مسیح ہے اور جس کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالے کے لئے کہا گیا ہے کہ اسکے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو اس کے لئے یہ اقرار تمام غلطیوں سے بچنے کا ذریعہ ہو جائیگا۔ کیونکہ عہد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان العہد کان مسئولا۔ ممکن ہی نہیں کہ اس بات کو جانتا ہوا عہد کرنیوالا شخص بدی میں مبتلا ہو۔ ہاں جو اس سے غافل ہو گا یا غفلت کریگا وہ بدی کا مرتکب ہو گا۔ پس غفلت ہی گناہ کا موجب ہوتی ہے۔

سورہ فاتحہ میں دو عہد ہیں۔ جو پانچ وقت کی نمازوں میں متعدد بار دہرائے جاتے ہیں۔ اول ایاک نعبد دوم وایاک نستعین۔ عبادت کے معنے وسیع ہیں۔ کسی کے حکم کو واجب التعمیل سمجھتے ہوئے اس کی فرمانبرداری کرنا عبادت کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے جو شخص خدا کے احکام کو بجا لاتا ہے۔ وہ اس کی عبادت کرتا ہے۔ اگر انسان اس اقرار پر غور کرے۔ جو وہ اس طرح کرتا ہے کہ خدایا میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ تو وہ ہر قسم کی بدیوں سے بچ سکتا ہے۔ اور اسکو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کا اقرار محض منہ سے ہے یا اس کے ساتھ عمل بھی شامل ہے۔ جب وہ یوں غور کریگا تو اگر اس کے رویہ میں غلطی ہوگی تو اسکو شرم آجائیگی۔ اور وہ آیندہ غلطی سے بچنے کی کوشش کریگا۔

اسی طرح ایاک نستعین میں اقرار کرتا ہے کہ خدایا میں تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔ لیکن اگر وہ خدا کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا معین سمجھے۔ تو یہ اس اقرار کے خلاف ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک کام کے لئے انسان کی ذاتی سعی کو بطور شرط کے رکھا ہے۔ اسلئے سعی کرنا استعانت کے خلاف نہیں اگر انسان کوشش کرے۔ اور خدا کا حکم سمجھ کر کرے تو یہ اس کیلیے بطور عبادت کے ہو جاتی ہے۔ دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسے ایسے امور کو عبادت بنایا ہے جن کو عموماً عبادت نہیں خیال کیا جا سکتا۔ مثلاً فرمایا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو اس لئے ایک لقمہ کھانا کھلاتا ہے۔ کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ تو اس کا یہ عمل عبادت میں شمار کیا جائیگا۔ پس جن باتوں کے لیے خدا نے حکم دیا ہے۔ انہیں سے ہر ایک پر عمل کرنا عبادت ہے۔

میں اپنے خطبوں میں انہی باتوں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں جو غفلت کے باعث کمزوری کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ میں نے بتا دیا ہے۔ کہ کمزوریاں غفلت سے ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ غفلت کے دور کرنے کے کیا ذرائع ہیں۔ اگر احباب میری اس درخواست پر توجہ کرینگے۔ کہ ان کا ہر کام جو وہ کرنے لگیں۔ خدا کے حکم کے مطابق ہے یا مخالف۔ تو وہ خدا کی نافرمانیوں سے بچ جائینگے۔ اور ان کو اپنی غلطی پر پشیمانی ہوگی۔ اور پشیمانی ہی غلطی سے بچانے کا موجب ہوا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور دوستوں کو بھی اپنی ناراضگی سے بچنے کی توفیق دے۔ اور غفلت کے دور کرنے اور اپنی محبت کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔

آمین ۔

حیاتِ فردیہ و حیاتِ اجتماعیہ

(نمبر ۲)

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

(اس مضمون کا پہلا نمبر ۲ دسمبر کے اخبار میں شائع ہو چکا ہے۔ احباب سلسلہ مضمون کو سامنے رکھنے کے لئے اس کو مدنظر رکھ لیں (ایڈیٹر)

اگر ہم اپنی اپنی خواہشات اور رغبات اور احساسات اور جذبات اور دیگر معنوی اور مادی قوتوں کی جانچ پڑتال کر کے انکو مختلف الفاظ میں بیان کرنا چاہیں۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ قسم جو ہماری فردیہ زندگی کو قائم رکھنے کے لئے انسان میں پیدا کی گئی ہیں مثلاً کھانے پینے، سونے وغیرہ کی خواہشات چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے۔ ہاتھ پاؤں سے کام کرنے کی طاقتیں، رغبت و نفرت، الم و سرور، غضب و نفرت کے احساسات اور جذبات یہ سب ہماری فردی زندگی یعنی ذاتی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے خالق فطرت نے اسمیں رکھ دیئے ہیں۔ اور دوسری وہ جو انسانی نوع کے بقا کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ مثلاً شہوت و محبت۔ عدل و انصاف۔ غیرت انتقام وغیرہ وغیرہ جیسے جذبات۔

زندگی کا سب سے بڑھ کر مظہر کیا ہے۔ حرکت۔ جدھر دیکھو حرکت ہی حرکت ہے۔ کیا اپنے وجود کے اندر ہر ہر ذرہ میں یا کیا بیرونی عالم کے سارے موجودات میں۔ نباتات کے پتے پتے میں حرکت ہے۔ حیوانات اور پرندوں میں حرکت ہے۔ بادلوں اور ہواؤں میں حرکت ہے۔ پانیوں میں حرکت ہے۔ آسمان کے ستاروں اور سیاروں میں چاند اور سورج میں حرکت ہے۔ چمکتی ہوئی روشنیوں میں۔ حرارت میں، ایتھر میں اور ان جیسے جتنے لطیف سے لطیف قوائے مخفیہ ہیں۔ اور یہ زمین جو ہمارے پاؤں تلے ہے ہر لحظہ متحرک ہے۔ اسمیں بھی حرکت ہے۔ غرض ہر شے میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور ان کا محسوس مظہر حرکت ہے۔ اور یہ جو ہمارے نفس کے اندر امیال و رغبات و جذبات و احساسات وغیرہ وغیرہ خیالات ہیں یہ بھی درحقیقت ایک حرکت ہیں۔ کسی چیز کو چاہنا اور اس کی طرف جھکنا یا کسی سے نفرت کرنا اور اس سے ہٹنا سوائے حرکت کے کچھ نہیں۔ گو اگر ہم زندگی کی صحیح صحیح حقیقت دریافت کر کے اسکی کما حقہٗ تعریف نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم سب کائنات و حوادث پر ایک مجمل و مفصل نظر ڈال کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ زندگی کا مظہر حرکت ہے۔ ایک پوشیدہ قوت ہے جو اس حرکت کو جسکو ہم زندگی سے تعبیر کرتے ہیں ظہور میں نمایاں کر دیتی ہے۔ جہاں جہاں زندگی ہے۔ وہیں یقیناً ضرور ہے کہ حرکت ہو خواہ ایسی حرکت جو ایک شے کو اس کے اپنے مرکز پر ثابت رکھتی ہے یا ایسی حرکت جو ایک دائرہ میں ایک شے کو چکر دیتی رہتی ہے یا ایسی جو ایک شے کو خط طولانی پر چلا رہی ہے۔ اگر ہم زندگی کو دیکھتے دنیا کی مختلف حرکتوں کو دیکھیں۔ تو وہ دو قسم کی زندگی۔ ایک ایسی جو ایک شے کو اپنے مرکز پر قائم رکھتی ہے۔ اور اسکو ادھر ادھر ہونے نہیں دیتی اور نہیں چھوڑتی مگر وہ اثر کر رہی ہوتی ہے۔ وہ ہمیں ظاہر میں بالکل ساکن معلوم دیتی ہے۔ لیکن دراصل وہ ساکن نہیں بلکہ متحرک ہے۔ اور اس کی حرکت ہمیں نظر نہیں آ رہی یا محسوس نہیں ہو رہی۔ اور ایک دوسری حرکت وہ ہے۔ جو کسی شے کو اس کے مرکز سے باہر کی طرف نکال رہی ہے یا چلا رہی ہے۔ جیسے ایک خط مستقیم پر یا دائرے کی صورت میں حرکت کرنیوالی شے کی حرکت ہو۔

ان دونوں قسم کی حرکتوں کی مثال ہم بائیسکل میں پاتے ہیں۔ جب سوار ہوتے ہی شخص اسمیں دو حرکتیں پیدا کرتا ہے ایک وہ حرکت جو کشش ثقل یعنی زمین کی اپنے مرکز کی طرف کھینچنے والی قوت جاذبہ کا مقابلہ کر کے بائیسکل کو اپنے مرکز پر قائم رکھتی ہے۔ اور اسکو ادھر ادھر گرنے سے بچاتی ہے۔ اور دوسری وہ حرکت جو اس بائیسکل کو آگے کو دھکیلے لئے جاتی ہے۔ ایک کو ہم سہولت بیان کیلئے مرکزی حرکت کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسری کو طولانی حرکت ان دونوں حرکتوں میں سے مقصود بالذات اور زیادہ ضروری وہ حرکت ہے جو بائیسکل کو خط طولانی پر چلا رہی ہے اور مرکزی حرکت یعنی وہ جو بائیسکل کو مرکز پر قائم رکھنے والی حرکت ہے وہ مقصود بالذات نہیں۔ کیونکہ ہم بائیسکل میں اسکو مرکز پر قائم رکھنے کے واسطے صرف اسی لئے حرکت پیدا کرتے ہیں تا وہ اپنے مرکز پر قائم رہ کر آگے کو بڑھ سکے۔ اگر بائیسکل کو خط طول پر چلانا مقصود نہ ہوتا تو بائیسکل کو ادھر ادھر گرنے سے بچانے کے لئے ہمیں کسی قسم کی حرکت پیدا کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ہم اسکو صرف اسی لئے مرکز پر قائم رکھتے ہیں تا وہ اسپر قائم رہ کر آگے کو بڑھ سکے۔ ہم بائیسکل پر اس لئے نہیں چڑھتے کہ اسے صرف ایک مرکز پر قائم رکھنے میں ادھر ادھر جھکنے جھکانے میں قوت صرف کریں۔ اور اسی کو گرنے سے بچائیں۔ بلکہ اسلئے چڑھتے اور اپنی قوت کو خرچ کرتے ہیں۔ کہ تا وہ اپنے مرکز پر قائم رہ کر خط طولانی کی حرکت کو پیدا کر سکے۔ اسلئے میں نے کہا ہے۔ کہ طولانی حرکت مقصود بالذات ہے۔ اور مرکزی حرکت مقصود بالذات نہیں۔ یعنی وہ خود اپنی ذات کے لئے مقصود نہیں بلکہ کسی اور شے کے پیدا کرنے کے لئے مقصود ہے۔

میں نے یہ بھی کہا ہے کہ دونوں حرکتوں میں زیادہ ضروری حرکت طولانی ہے اور وہ اسلئے کہ جب بائیسکل میں حرکت طولانی پیدا ہو جائے۔ تو اسوقت مرکزی حرکت خودبخود جاری ہو جائیگی۔ اور بغیر اس کے کہ ہم اس کے لئے کوئی محسوس قوت خرچ کریں۔ وہ خودبخود جاری رہیگی۔ جب تک بائیسکل خط طول پر چلا جا رہا ہے وہ مرکزی حرکت بھی موجود رہے گی۔ اور جونہی کہ بائیسکل کی خط طولانی کی حرکت بند ہو جائے گی۔ مرکزی حرکت بھی بند ہو جائیگی۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ بائیسکل کے اپنے مرکز پر قائم ہونے کے ساتھ ہی اس کی خط طولانی کی حرکت بھی پیدا ہو جائے۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو بائیسکل پر سواری کرنا نہیں جانتے اور وہ اس کے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ مرکزی حرکت کے قائم کرنے کے لئے کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف جھکتے۔ اور بائیسکل کو گرنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ بائیسکل آگے کو بھی چل پڑے۔ لیکن یہ لازمی طور پر

ضرور ہوتا ہے کہ جونہی کہ بائیسکل خط طولانی پر چلنا شروع کرے۔ اور جب تک کہ وہ چلتا جائے۔ اس کی مرکزی حرکت بھی موجود ہے۔ ہو بہو اسی طرح حیات بشریہ کی دو حرکتیں ہیں۔ جو ہر ایک فرد بشر کی زندگی میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور انہی دو حرکتوں کے مطابق اس کے نفس میں جذبات اور احساسات اور افکار اور اعمال پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ حرکت ہے جو انسان کی ذات کو اپنے مرکز پر قائم رکھتی ہے۔ اور ایک وہ حرکت ہے۔ جو اسکو اپنے مرکز سے باہر کی طرف حرکت دے رہی ہیں۔ جس طرح بائیسکل کو گرانے کے لئے زمین کی کشش کام کر رہی ہوتی ہے۔ [illegible] اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے [illegible] ہیں آتی۔ اور حرکت پیدا ہو کر [illegible] قائم کرنے اور اس کو اپنے مرکز پر قائم [illegible] ایسا ہی ہم اپنی زندگی کے [illegible] نابود کرنے والے یا ضرر پہنچانے والے اسباب سے محفوظ [illegible] کے مقابل میں ان اسباب کی تلاش کرتے ہیں جو زندگی کو قائم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اگر کوئی درندہ ہم پر حملہ کرے۔ اور ہم خوف کھا کر بھاگتے ہیں یا اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہم [illegible] کو کام میں لا کر کسی آنے والی مصیبت سے بچنے کے لئے اسباب کو مہیا کر کے مستعد اور ہوشیار رہتے ہیں۔ نہ صرف ہم بائیسکل کی طرح خوف و خطرے اور ہلاکت کے گڑھے میں اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کے لئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ہم بنی نوع انسان اپنی زندگی کو قومی حیثیت میں عین بائیسکل کی طولانی حرکت کی طرح آگے کو بڑھانے کی بھی کوشش یا اس کی تمنا و خواہش کرتے ہیں۔ اپنے نقطۂ خیال اپنے افکار و احساسات اپنے اخلاق و عادات غرض اپنی ساری انسانی زندگی کو کم و بیش کے تغیرات کے ساتھ اپنی اولاد کی صورت و شکل میں منتقل کرتے ہوئے ہم ٹھیک اسی طرح آگے آگے کو چلے جاتے ہیں جس طرح کہ ایک بائیسکل۔

ہماری زندگی کا اپنے مرکز سے باہر کو بڑھاؤ نہ صرف بائیسکل کی طرح ایک خط طولانی پر ہو رہا ہے۔ بلکہ اس کی حرکت اپنے سارے محیط میں بھی پھیل رہی ہے۔ ہم اکیلے نہیں ہمارے ساتھ ہمارے ارد گرد ہمارے جیسے بہت ہیں۔ ہماری اپنی زندگی ہمارے رفیقوں کی زندگی سے ایک بنتے ہوئے کپڑے کے تار و پود کی طرح آپس میں ملی جلی ہے۔ جس طرح تار و پود جدا ہو جانے سے کپڑا کپڑا نہیں رہتا۔ ویسے ہم انسان اپنے ہم جنسوں سے الگ ہو کر ایک انسان نہیں رہتے۔ ان کے بغیر ہماری زندگی کی دوسری حرکت بالکل نابود ہو جاتی ہے۔ بلکہ ان کے بغیر ہماری اپنی (فردی) ذاتی زندگی بھی بالکل نیست ہو جاتی ہے۔ فرض کریں کہ ہم [illegible] ایک کو ایک پہاڑ پر یا جنگل میں اکیلا چھوڑ دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ اور کوئی [illegible] نہ ہو [illegible] گا۔ کہ [illegible] قوت کی ترتیب [illegible] ہی موقوف ہو جائیگی نہ کوئی اجتماع ہوگا نہ کسی نوع بشری کے باقی رہنے کی امید۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ موت سب افراد کا خاتمہ اس کی اپنی اپنی جگہ پر کر دیگی نہ فرد رہیگا نہ اجتماع بشری نہ نوع انسانی اور نہ کچھ۔

لیکن اجتماع بشری کو کسی صورت میں رکھئے وہ اجتماع [illegible] ہی رہے گا۔ اور اس لئے افراد ہمیشہ افراد ہی رہیں گے بلکہ کچھ زیادہ۔ اجتماع کے باقی رہنے سے ضرور ہے کہ افراد رہیں۔ لیکن افراد کے افراد کی صورت میں رہنے سے نہ ان کا اجتماع رہتا ہے اور نہ افراد کا رہنا ضروری و لازمی ہوتا ہے۔ بالکل ایسا ہی جیسا کہ بائیسکل کی خط طولانی کی حرکت کے جاری رہنے سے ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس کی مرکزی حرکت بھی قائم رہے۔ مگر اس کے بند ہونے سے یہ ضروری نہیں ہوتا۔ کہ یہ مرکزی حرکت بھی قائم رہے۔ بلکہ اغلب اور بہت ہی اغلب ہے۔ کہ یہ مرکزی حرکت اس کے بند ہوتے ہی حالت تزلزل و اضطراب میں پڑ کر آخر کار نابود ہو جائے۔

ہم نے ابتدائے مضمون میں دو واقعوں کا ذکر کر کے دو نتیجے نکالے تھے۔ اول یہ کہ اجتماعی اصل الاصول یعنی وہ قاعدہ جو اجتماع کو اپنی صورت غائیہ میں قائم رکھ سکتا ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ ہر ایک سب کیلئے اور سب ہر ایک کیلئے یعنی جب ایک فرد اپنی زندگی کو بائیسکل کی طرح اپنے اصلی مرکز پر قائم رکھتے ہوئے دائرہ اجتماع میں اس طرح حرکت کرتا ہے کہ اس کی عملی زندگی کی حیات تاثیر ہر ایک فرد بشر میں سرایت کرے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ سب کے سب افراد اس فرد کیلئے کام کرنے لگ جائینگے۔ اس کی کامل مثال انبیاء علیہم السلام کے وجود میں ملتی ہے۔ وہ مقدس انسان اپنی نفسانیت و فردیت کو سب کے لئے محو کر دیتے ہیں اور سب کے سب ابد الآباد تک ان ہی کیلئے ہو جاتے ہیں۔ میں اس کی تفصیل آئندہ کرونگا۔ دوسرا نتیجہ یہ تھا کہ جب ہر ایک فرد میں نفس پرستی کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی جب اس کی تمام کوشش اور ساری غرض یہ ہو جاتی ہے کہ وہ ان اسباب کو حد سے زیادہ مہیا کرنے میں اپنی ساری قوتوں کے ساتھ منہمک ہو جائے کہ جن کی غرض محض اس کی اپنی ذات فردی کو ضروریات سے بڑھ چڑھ کر پالنا اور بڑھانا ہے رات دن اس کا مشغلہ اس کا ہم و غم یہی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنی شہوات کے مقتضیات کو حاجت سے زیادہ پورا کرے۔ اور اس کی اسکو مطلق پروا نہیں ہوتی کہ کوئی خواہ مرے یا جئے یا جہنم میں جائے جب کسی اجتماع کے افراد میں یہ روح غالب ہو جاتی ہے۔ تو ضرور ہے اور بہت قریب ہے کہ وہ اجتماع اور ساتھ ہی اس کے افراد بھی مضمحل اور تباہ ہو جائیں۔ وہ جس نے کہ آج اپنی فردانہ زندگی کی ضروریات کو از بس مہیا کرنے میں اجتماعی زندگی کی ضروریات کو پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ اس کی مثال بالکل اسی شخص کی طرح ہے جو بائیسکل کو صرف اسی مرکز پر قائم رکھنے کی کوشش میں کبھی دائیں طرف جھکتا ہے اور کبھی بائیں طرف۔ اور اس طرح اپنی قوت کو بے ضرورت بے سود حد سے زیادہ صرف کرتا ہوا آخر کو گر جاتا ہے ٹھیک ایسے ہی وہ انسان بھی جو اپنی ذات فردانہ کی ضرورت پورا کرنے میں عیاشی اور فضول خرچی کو اپنا شیوہ بنا لیتا ہے اور افراط و تفریط کے مابین حرکت کرتا ہوا ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ [illegible]

اشتہارات

(ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر))

نقل سب جج صاحب سرکار ریاست مالیر کوٹلہ

بعدالت منشی فاضل مولوی محمد نواب خانصاحب ثاقب سب جج

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

ولیم چند ولد و… ابن بچنتا ولد کشن سنگھ قوم جٹ
سکنہ … حال آباد سکنہ راؤ سیانہ حال آباد
لیسرچ ولد … قوم … آباد موضع لنگن وال تحصیل احمدگڑھ
سکنہ شہر مالیر کوٹلہ

مدعی — مدعا علیہ

دعویٰ دلا پانے ۵ روپیہ سکہ کلدار

مقدمہ مندرجہ عنوان میں بجنا مدعا علیہ پر ابتک تعمیل سمن نہیں ہوئی ۔ اور رپورٹ تعمیل کنندہ سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے اور روپوش ہے ۔ لہذا بذریعہ اشتہار مشتہر کیا جاتا ہے ۔ کہ تاریخ پیشی ۲۳ ۔ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء پر اصالتاً یا وکالتاً مدعا علیہ حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے ۔ ورنہ اس کی برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آئیگی ۔

آج بتاریخ ۵ ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت جاری کیا گیا ۔

دستخط

محمد نواب خان ثاقب

الخطبہ

لڑکا عمر ۲۲ سال ۔ انٹرنس پاس ۔ گڈس کلرک ملتان تنخواہ ۴۲ روپے ۔ رشتہ مطلوب ہے ۔ لڑکی عمر ۱۱ سال کے لئے بھی ضلع ملتان جھنگ مظفرگڑھ منٹگمری میں ۔

خط و کتابت مولوی نور محمد مختار شیخ محمد راجو صاحب موضع ایٹ آر ۹ ڈاکخانہ مخدوم پور ضلع ملتان

تریاق چشم

ہمارا مجرب تیار کردہ تریاق چشم ککروں کو زائل کرتا سرخی کو آنکھ کے اندر ہو یا باہر کاٹ دیتا ۔ اور چھپروں کے متورم مادہ کو خارج کر کے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کر دیتا ہے ۔ خارش اور کھجلی کے واسطے اکسیر ہے ۔ آنکھیں دکھتی ہوں یا فاسد مادہ کی وجہ سے نکلتی ہوں ۔ یا گرمی کی وجہ سے ابل گئی ہوں یا گل گئی ہوں یا کثرت سے پھنسیاں (گوہانجنیاں) نکلتی ہوں ۔ یا گید اور پانی کثرت سے جاری رہتا ہو ۔ یا ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں زخم ہو گئے ہوں ۔ اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو یا دھند اور غبار (بوجہ ککروں) چھایا رہتا ہو ۔ یا شب کوری ہو ۔ تو تھوڑے دنوں کے استعمال سے خدا کے فضل سے صحت ہو جاتی ہے ۔ اور اگر پلکیں گر گئی ہوں تو از سر نو پیدا ہو جاتی ہیں ۔ شیر خوار بچہ سے لیکر بڑھوں تک سب کو یکساں مفید اور بے ضرر ہے ۔ کیونکہ نباتات سے مرکب ہے ۔ اس کے اجزا نہایت لطیف اور نایاب ہیں ۔ اور مشکل تمام سال میں صرف ایک دفعہ تیار ہوتا ہے اور وہ بھی قلیل مقدار میں ۔ کئی معززین نے منگا کر تجربہ کیا اور اکسیر پایا ۔ اور منگوانے سے پیشتر لکھا کہ ہم دیسی اور ڈاکٹری علاج کرا کر مایوس ہو چکے ہیں ۔ اور کہ اشتہاری دواؤں سے اسطرح نفرت ہے جس طرح مسلمانوں کو خنزیر سے ۔ کثیر مال صرف کیا ۔ کئی کئی ماہ ہسپتال میں پڑے رہے ۔ اور راولوں (جوئیوں) کو گھر لا کر رکھا ۔ مگر بے سود ۔ لیکن تریاق چشم کے استعمال سے بکلی صحت یاب ہو گئی ہیں حالانکہ مدت کے بیمار تھے ۔ اور تریاق چشم کی قیمت پبلک کہ اگر پانچ روپیہ فی تولہ کی بجائے پچیس روپے فی تولہ ہو تو بھی کم ہے ۔ جن کے سارٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں ۔ اگر کسی کو شک و شبہ ہو ۔ تو مندرجہ ذیل معززین سے دریافت کر سکتے ہیں :-

(۱) خان اکرم علی خان صاحب انسپکٹر پولیس محکمہ اقوام جرائم پیشہ لاہور پنجاب (غیر احمدی)

(۲) لالہ رام سرن داس صاحب پلیڈر گجرات

(۳) چوہدری جلال خان صاحب نائب تحصیلدار حال سرگودھا (غیر احمدی)

(۴) منشی سید محمد صاحب مختار عدالت کلکٹری بارہ مولا (ریٹائرڈ کشمیر) غیر احمدی

(۵) خان آصف علیخاں صاحب سب انسپکٹر پولیس امرتسری (غیر احمدی)

(۶) خان شاہنواز خاں صاحب ہیڈ کلرک محکمہ نہر گجرات

(۷) مرزا سردار بیگ صاحب ڈسٹرکٹ ناظر ۔ گجرات

(۸) مولوی عبدالحق صاحب حافظ دفتر فارسی گجرات

(۹) مرزا احمد دین صاحب ریڈر صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اول گجرات

(۱۰) منشی برکت علی صاحب ریڈر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گجرات

(۱۱) چوہدری مرزا خانصاحب خارج رو ۔ کمپنی شاہ گنج کیمپ فیلڈ ۲۳ (غیر احمدی)

(۱۲) حاجی چوہدری غلام قادر صاحب چک چنیا ڈاکخانہ … ضلع گجرات (غیر احمدی)

(۱۳) ماسٹر امام الدین صاحب مسیحی مشنری مشنل میڈیکل ہال جلالپور

(۱۴) لالہ کرپا رام صاحب محرر جوڈیشل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

(۱۵) اکرم میاں میراں بخش صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ شیخ پور ۔ گجرات (احمدی)

(۱۶) بابو محمد صادق صاحب کلرک دفتر ملٹری اکونٹس پور (احمدی)

(۱۷) مرزا ابو سعید صاحب سب انسپکٹر پولیس کیمل پور ریڈر صاحب بہادر پولیس (احمدی)

(۱۸) منشی عنایت حسن خانصاحب سب انسپکٹر پولیس … (احمدی)

(۱۹) منشی حسن خاں صاحب ہیڈ کنسٹبل تھانہ جھنگ (احمدی)

(۲۰) بابو اللہ دتا صاحب پوسٹل کلرک چھاؤنی داردونی "

اسکے علاوہ اور بہت سے سارٹیفکیٹ اور شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں ۔ پس لعنت ہے اس شخص پر جو جھوٹا اشتہار دیوے اور پھر اسپر بلا تغیر تحریر کے دلیری کرے ۔ ہاں اگر خدانخواستہ کسی کو مفید ثابت نہ ہو تو ہم عہد شرعی و قانونی کرتے ہیں ۔ کہ حلفیہ قسم بذریعہ تحریر آنے پر قیمت (باقیماندہ تریاق واپس کرنے پر) فی الفور واپس کر دینگے ۔ قیمت فی تولہ پانچ روپیہ محصول ۶ر

المشتہر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی ۔ موجد تریاق چشم گڑھی شاہ دولہ صاحب گجرات پنجاب

ہندوستان کی خبریں

کابلی طلباء ہندوستان میں - بمبئی - امیر صاحب کابل نے تین سو طلباء ممالک غیر میں بغرض حصول تعلیم بھیجا ہے جن میں سے ایک سو طالب علم یورپ میں گئے ہیں - اور دو سو ہندوستان لائے گئے جن کیلئے انگریز ساتھ بھیجے جائینگے - اور انھیں خاص نگرانی میں رکھا جائیگا -

مارواڑی ایسوسی ایشن کا وفد وائسرائے کی خدمت میں ۱۴ جولائی کو شملہ میں حضور وائسرائے کی خدمت میں مارواڑیوں کا ایک وفد پیش ہوا جس نے کہا کہ یہ امر نہایت بہت خوش کن (؟) ہے کہ بجٹ میں دیسی مصنوعات پر کوئی نیا محصول عاید نہیں کیا گیا مگر [illegible] کی مخالفت برآمدات پر محصول کے اضافے سے بارور ہیں ہندوستانیوں کے اس مطالبہ کی ہم تائید ہی ہے کہ ہندوستان کو پورے مالی اختیارات ملنے چاہئیں -

حضور وائسرائے نے جواب میں فرمایا کہ ہندوستان کو جو مالی مراعات دی گئی ہیں - امید ہے کہ ملک ان سے پورا فائدہ اٹھائیگا - اگرچہ ملک کی خوشحالی برآمد اور اندرونی تجارت پر منحصر ہے مگر گذشتہ جنگ نے سبق دیا ہے کہ کوئی ملک بیرونی تجارت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا -

ہندوستان کی خودمختاری اور علی برادران کا اعلان مسٹر گاندھی لکھتے ہیں کہ علی برادران اس امر کے اظہار میں بالکل حق بجانب ہیں کہ اگر پنجاب اور خلافت کے معاملہ میں ہندوستان کے ساتھ انصاف نہ کیا گیا تو وہ کانگرس کے آئندہ اجلاس میں خودمختاری کا اعلان کر دینگے

ہندوستان کی جمہوریت مسٹر شوکت علی صاحب نے بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے کہا - اکتوبر میں ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ کامل سوراج حاصل کرینگے اگر برطانیہ نے ہم سے صلح نہ کی تو وہ طاقت جو جرمنوں کے لئے کافی تھی ایک کمزور قوم سے شکست فاش کھائیگی - اگر اکتوبر تک گورنمنٹ کا مزاج درست نہ ہوا اور ہمیں سوراج نہ دیا اور مسٹر گاندھی پر بھروسہ نہ کیا تو دسمبر کی کانگریس احمدآباد میں جس لئے جمع ہوگی ہندوستان کی سب سے پہلی جمہوریت کا اعلان کر دیا جائے

ڈیڑھ سو سال میں کتنے انگریز پھانسی دئیے گئے مسٹر فیاض خاں آئندہ اجلاس لیجسلیٹو اسمبلی میں یہ سوال کرینگے کہ گذشتہ ڈیڑھ سو سال میں کسقدر یورپین اور اینگلو انڈین کو ہندوستانیوں کو قتل کرنے کے جرم میں پھانسی دی گئی اور قید کیا گیا - نیز کسقدر ہندوستانیوں کو یورپین اور اینگلو انڈین اصحاب کو قتل کرنیکیلئے پھانسی دی گئی اور قید کیا گیا -

قتل اولاد اور خودکشی بنگلور ۱۲ جولائی - سدہا گھاٹا زاج بنگلور کی خبر ہے کہ بعض خانگی جھگڑوں کی وجہ سے ایک آدمی نے پانی سے بھرے ہوئے کنوئیں میں اپنے تین نوجوان بچوں کو پھینکدیا - اور پھر آپ بھی اسمیں کود پڑا - چاروں لاشیں نکالی گئیں -

دارالحکومت صوبجات متحدہ کا انتقال لکھنؤ - ۱۱ جولائی - [illegible] نے اس بیان کی تردید کی ہے کہ سول سکرٹیریٹ کا حصہ عظیم موسم سرما میں لکھنؤ منتقل کر دیا جائے گا -

ہندوستان میں پرتگالی مردم شماری پرتگالی مقبوضات ہند گوا ڈیمن - ڈیو اور نگر اولی (گجرات) کی مجموعی تازہ مردم شماری ۵ لاکھ ۷۰ ہزار ۵۱۶ ہے گذشتہ مردم شماری ۱۹۱۰ء میں اعداد ۵ لاکھ ۴۸ ہزار ۲۴۲ تھے ۲۲ ہزار ۲۷۴ کا اضافہ ہوا ہے -

خلافت کمیٹی علیگڈھ میں گرفتاری علیگڈھ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ غنی نامی ایک شخص جسکا متعدد عینی شاہدوں نے نام لیا ہے - خلافت کمیٹی کے دفتر میں گرفتار کیا گیا ہے ایک اور شخص اسی قسم کے چال چلن کا اسمٰعیل نامی بھی گرفتار ہوا ہے -

خواجہ عبدالمجید صاحب کے مکان کی تلاشی علی گڑھ - ۱۴ جولائی - علیگڈھ میں اب بالکل امن قائم ہے ابھی تک پولیس شہر میں گشت کرتی ہے - رات کے وقت ایک گشتی دستہ نے سول لائن میں خواجہ عبدالمجید صاحب صدر خلافت کمیٹی کے مکان کی تلاشی لی -

میسور میں ہندو و مسلمانوں کا فساد بنگلور ۱۲ جولائی - ضلع کولار میں ایک ہندو مندر مسمار کر دیا گیا جبکہ ایک ہندو بارات گذر رہی تھی - چلتا پلی کے مقام پر ایک مسلم عبادت خانہ میں جو ہندو مکانات سے گھرا تھا - شدید فساد ہوا فریقین کے لوگ سخت زخمی ہوئے - ہائی کورٹ نے ۲۶ مسلمانوں کو ضمانت پر رہا کر دیا ہے -

سر سنکرن نائر گورنری صوبہ متوسط میں یہ خبر گرم ہے - کہ موجودہ گورنر سر فرینک سلائی کی پنشن پر جو بہت جلد ہونے والی ہے - اسکی جگہ ایک ہندوستانی گورنر مقرر ہوگا - اور یہ یقین کیا جاتا ہے کہ سر سنکرن نے اس عہدے کو منظور کر لیا ہے -

لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس - شملہ ۱۵ جولائی لیجسلیٹو اسمبلی کا اگلا اجلاس [illegible] ستمبر ۱۹۲۱ء کو شملہ میں شروع ہوگا -

بمبئی میں غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ بمبئی ۱۵ جولائی بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی نے تمام ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹیوں سے التجا کی ہے کہ وہ غیر ملکی کپڑے کے بائیکاٹ کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے مسٹر گاندھی کی ہدایت پر عمل کریں - لوگوں کی غیر ملکی پوشاکیں لیکر انہیں جلانے یا سمرنا بھیجنے کا انتظام کیا جا رہا ہے -

دہلی کے سوداگران پارچہ کا خیال دہلی ۱۵ جولائی سوداگران پارچہ دہلی کی زیادہ تعداد کا خیال ہے کہ مسٹر گاندھی کی غیر ملکی کپڑے کی بائیکاٹ کی تحریک ناکام رہیگی -

گوردوارہ سدھار کے متعلق گورنمنٹ کا نیا اعلان شملہ ۱۵ جولائی - گورنمنٹ پنجاب نے ایک اعلان جاری کیا ہے کہ پنجاب میں رواج کی بنا پر اس امر کا عام یا خاص انتظام کیا جا سکتا ہے کہ جب کسی مہنت کا چال چلن ایسا ہو جسکا اثر اس انسٹی ٹیوشن پر جسکے ساتھ اسکا تعلق ہے - نقصان دہ پڑتا ہو - تو اس مہنت کو برطرف کر دیا جائے - اگرچہ خاص مقدمات میں یہ رواج اور مہنت کی بدچلنی کا مندر کے فوائد اور اسکے پوجا کرنیوالوں پر بد اثر عدالت میں ثابت کرنا ہوگا -

ایک پنجابی ڈاکو کی گرفتاری :- شملہ میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شاہپور کی پولیس نے ایک مشہور ڈاکو طورا کو گرفتار کر لیا ہے یہ ایک گروہ کا سرغنہ تھا جسنے پنجاب کے مغربی اضلاع میں وارداتیں کی تھیں -

ڈاکٹر رابندرناتھ ٹیگور کی واپسی :- بمبئی ۱۶ جولائی ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور آج صبح ڈاک جہاز میں غیر ممالک کا دورہ کر کے واپس آگئے ہیں

ممالک غیر کی خبریں

سلطنت برطانیہ کے وزراء کی کانفرنس لنڈن ۹ جولائی۔ سلطنت برطانیہ کے وزراء کی کانفرنس میں مہاراجہ کچھ نے کہا کہ پارلیمنٹری گورنمنٹ سے ہندوستان کو بہت امیدیں ہیں۔ مسٹر شاستری نے نو آبادیوں کا یہ حق تسلیم کیا کہ وہ اپنے ہاں بیرونی لوگوں کے داخلہ کے متعلق جس قسم کے قواعد چاہیں بنائیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہندوستانی اور سلطنت کے کسی اور حصہ کے تارک الوطنوں کے درمیان نسل یا رنگ کی بناء پر کسی قسم کا امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ نیز ہندوستانیوں کو ہر ایک نو آبادی میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے اور وہاں انکو وہی حقوق [illegible] جو دیگر باشندوں کو حاصل ہیں۔

انگلستان کی پارلیمنٹ میں پھوٹ کے آثار لنڈن ۹ جولائی۔ لارڈ ڈربی نے [illegible] پورٹ میں تقریر کرتے ہوئے گورنمنٹ کی مبہم پالیسی پر نکتہ چینی کی۔ لارڈ ڈربی کی تقریر کے بعد سر ولیم جوئن سن ہکس کی اس چٹھی سے کہ ملک اور پارلیمنٹ میں جو پارٹی غالب ہے اس کا ایک جلسہ کیا جائے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ متحدہ وزارت میں پھوٹ کے آثار زیادہ نمایاں ہوگئے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی امید کی جاتی ہے کہ مسٹر چیمبرلین جو قدامت پسند پارٹی کے لیڈر ہیں۔ وہ اس طوفان کو نمودار نہیں ہونے دینگے۔

یونانیوں کی پیشقدمی ایتھنز ۱۲ جولائی۔ سمرنا کا تار ہے کہ یونانیوں نے فوج کشی پھر شروع کردی اور تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔

یونانیوں کا نقصان پیرس ۱۲ جولائی۔ قسطنطنیہ کا تار ہے کہ یونانی اسمد کی طرف بڑھ رہے ہیں وہاں کے باشندوں نے باقاعدہ فوج کی مدد سے حملہ کیا۔ اور یونانیوں کو محصور کرلیا۔ یونانیوں کے ۳۰۰ آدمی زخمی و ہلاک ہوئے۔

آئرلینڈ میں امن لنڈن ۱۲ جولائی۔ عارضی التوائے جنگ [illegible]

[illegible] نے ۲۴ گھنٹے سکون سے گذر گئے۔ اور کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ جو اس امر سے ظاہر ہے کہ اس عرصہ میں ڈبلن سے کسی تازہ حادثہ کی خبر نہیں آئی ہے۔

ڈی ویلرا کا پرجوش استقبال لنڈن ۱۲ جولائی۔ مسٹر ڈی ویلرا اور ان کے ہمراہیوں کا یوسٹن میں عظیم الشان استقبال کیا گیا۔ تین ہزار آئرش سیلز [illegible] فین کے [illegible] لگائے ہوئے [illegible] بنے تھے۔

انگریزوں کی باطل پرستی اور ضعیف الاعتقادی لنڈن ۱۲ جولائی۔ کل شام ایس ایمپریس برمنگھم سٹیڈیم سے سنہری پریوں کا ایک ہوائی جہاز چھوڑی گئیں کہ بارش ہو۔ ہزاروں لوگ اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ بیشمار ضعیف الاعتقاد جھنڈیاں ساتھ لئے گئے تھے۔ مگر ایک بوند بھی نہ پڑی۔

لنڈن میں ریل کے کرایہ میں تخفیف موٹر ٹریفک کی کثرت کے باعث جو ریلوے کے محکموں کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ لنڈن میں ریل کے کرایہ میں تخفیف کردی گئی ہے۔

رشت پر روسیوں کا قبضہ طہران ۱۳ جولائی۔ خبر ہے کہ روسی افواج نے پھر رشت پر قبضہ کرلیا ہے۔ طہران اور قسطنطنیہ کے درمیان تبریز تا بالوم کے راستے نامہ و پیام کا سلسلہ پھر قائم ہوگیا ہے۔

یورپ و امریکہ میں ناقابل برداشت خشک سالی نیویارک ۱۱ جولائی۔ امریکہ میں گرمی کی شدت ناقابل برداشت ہے۔ بڑے شہروں میں بہت لوگ لو لگنے سے مر رہے ہیں۔ فائر بریگیڈ سٹیشن کے گرد جمع رہتے ہیں اور وہاں آگ بجھانے کی نالیوں سے ان پر پانی برسایا جاتا ہے۔ کئی آدمی گرمی کی شدت سے پاگل ہوگئے ہیں۔

فرانس میں ۹۱ درجہ گرمی پڑی۔ کئی مقامات پر پانی کا ایک ڈول ایک فرینک کو بک رہا ہے۔ زیادہ مصیبت یہ ہوئی کہ [illegible] فصلیں انگور وغیرہ اگے ہوئے تھے وہاں اخروٹ کے برابر اولے برسے ہیں۔

لنڈن ۱۲ جولائی۔ لنڈن میں گرمی کی شدت بدستور ہے اور بارش کے آثار کوئی نہیں۔ ایک جگہ دھوپ کی شدت سے ایک مکان جل گیا۔ ایک دن رات میں لنڈن میں ۲۳ مکانوں میں آگ لگی۔

ایک ہوا باز کی موت لنڈن ۱۲ جولائی۔ بمبری ایک مشہور ہوا باز جس نے بحر اٹلانٹک میں بخط مستقیم اس پار سے اس پار تک اڑنے کی کوشش کی تھی وہ ہنڈن میں مشین کے پھٹ جانے سے ہلاک ہوگیا۔

افغانی وفد امریکہ پہنچ گیا لنڈن ۱۳ جولائی۔ واشنگٹن کی خبر ہے۔ کہ جنرل محمد ولی افغانستان کی حکومت تسلیم کرانے کے مقصد سے ملک سے گفتگو کرنے کے لئے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ برطانوی دفتر خارجہ سے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا یا اس سارے معاملہ پر [illegible] طور پر غور ہو گیا۔

آلات پرواز بادلوں کی تلاش میں لنڈن ۱۲ جولائی۔ ہوا باز نے کل ہنکسٹر دل لیا تمام آسمان پر پرواز کی۔ اور محکمہ آب و ہوا میں [illegible] کر دی کہ بادل کا ایک ٹکڑا تک دکھائی نہیں دیتا۔

علی برادران کا ذکر پارلیمنٹ میں وائکونٹ کرزن نے جواب میں مسٹر لنگ کو بیان کیا کہ حکومت ہند نے اس کے پاس یہ رائے ظاہر نہیں کی۔ کہ علی برادران کی تحریر کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ اور جب سے وائسرائے نے مسٹر گاندھی سے ملاقات کی ہے۔ ہندوستان کے فسادات میں کوئی ایسی خبر نہیں موصول ہوئی۔ جس سے یہ ظاہر ہو کہ فسادات براہ راست مسٹر گاندھی اور علی برادران کی طرف منسوب کئے جا سکتے ہیں۔

عرب کمشنر کرنل لارنس کی روانگی حجاز کو لنڈن ۱۳ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ دفتر نو آبادیات کے عرب کمشنر کرنل لارنس حجاز جا رہے ہیں۔ کہ شاہ حسین سے دونوں حکومتوں سے متعلق معاملات بالخصوص حجاج کی حفاظت پر گفت و شنید کریں۔

اٹلی میں خوف و دہشت لنڈن ۱۳ جولائی۔ روما کی خبر ہے کہ کورٹو کے باشندوں نے اس خوف سے کہ کمیٹی نے شہر پر [illegible]

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

گرویا گیا جب خلافت ٹرکی کا ذکر کیا تو دیکھا انہیں ہماری طرف سے علاوہ زمیندار نے بھی اس پر بڑا شور مچایا تھا۔ حالانکہ سارا انکار اپنے مذہبی سوال کی بنا پر تھا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ جب اس کے نزدیک سلطان ٹرکی کو خلیفہ رہنے کے سب اختیارات و اقتدارات حاصل نہیں رہے اور انکی خلافت ساقط ہو چکی ہے۔ تو ہم سے اس خلافت کا اعتراف کرانے کا کیا مطلب؟

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہم تو اس خلافت کو ماننے والے ہیں۔ جسے نہ کوئی چھین سکتا ہے۔ اور نہ وہ چھینی جا سکتی ہے۔ اور خلافت حقہ کی یہی علامت ہے۔ مسلمانوں کو اگر اس کا علم نہ ہو تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا واقعہ یاد کر لیں۔ مخالفین نے انکو خلافت سے دست بردار ہونے کے لئے کس قدر مجبور کیا۔ لیکن انہوں نے صاف اعلان کر دیا کہ خلافت کی ردا جو مجھے خدا تعالےٰ نے پہنائی ہے۔ کوئی اسے اتار نہیں سکتا۔ آخر انہوں نے دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہونا پسند کیا۔ مگر یہ گوارا نہ کیا کہ انکی خلافت ساقط ہو جائے۔

یہ ہے خلیفہ برحق اور خلافت صادقہ کی شان ورنہ تمام اختیارات اور اقتدارات سے جواب مل جانے سے خلافت ساقط ہو جائے۔ اور پھر بھی خلیفۃ المسلمین ہونے میں کوئی فرق نہ آئے۔

اسلام میں دانتوں کی صفائی کا حکم

شریعت اسلام چونکہ خدا علیم و خبیر کا مقرر کردہ قانون ہے۔ اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تدوین خدا تعالےٰ کے دئیے ہوئے علم کی بنا پر کی ہے۔ اس لئے اس کے سب اوامر و نواہی پر حکمت اور انسان کے فائدے کے لئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک جس قدر صحیح تحقیقاتیں ہوئی ہیں۔ ان سے اسلام کے احکام کی حکمت اور صداقت ظاہر ہوتی جا رہی ہے۔ اسلام کے ایسے ہی احکام میں سے ایک حکم دانتوں کی صفائی کے متعلق ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کے دئیے ہوئے علم کے مطابق ارشاد فرمایا ہے کہ:

لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بتاخیر العشاء وبالسواک عند کل صلوٰۃ (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ باب السواک ص۴۴)

اگر میری امت پر یہ بھاری نہ ہوتا۔ تو میں حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز ذرا دیر سے پڑھا کریں اور روزانہ پانچوں نمازوں کے وقت مسواک کیا کریں۔

اب ہمیں معلوم ہے کہ مسواک کی تاکید شارع اسلام نے کس زور سے فرمائی ہے۔ اور اس طرح دانتوں کی صفائی پر کس قدر زور دیا ہے۔ حال ہی میں اخبار وکیل نے "بہلتے ہے خوفناک علامت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جو بتاتا ہے کہ مسواک کے متعلق اسلامی حکم کیسا اہم اور پر حکمت ہے۔ [illegible] نے کہا:

"حفظ دندان کی کوئی مکمل کوشش لوگوں کو یا ماؤں کو اپنے بچوں کے دانت صاف رکھنے کی تعلیم نہیں دیگی۔ یہ سبق پڑھانا بہت مشکل ہے کیونکہ دانتوں کی بیماری عجیب و غریب ہے۔ ممکن ہے۔ کہ ابتدا میں کسی قسم کا درد محسوس نہ ہو اور جب درد ہو یا بیماری کی کوئی علامت نظر آئے۔ تو لوگ عام طور پر اس سے غافل ہو جاتے ہیں۔

پائیوریا (دانتوں کی ایک بیماری) جس سے پہلے پہل مسوڑوں کے ارد گرد جبڑوں میں زہر جمع ہو جاتا ہے۔ اور بعد میں ادھر ادھر پھیل جاتا ہے آہستہ آہستہ تمام دانتوں کو خراب کرنے کا موجب ہوتی ہے مارک بیماری سے اور بھی بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

اگر ہر شخص کو صحت دندان کی شدید ترین ضرورت کا احساس کرا دیا جائے۔ تو قوم کے لاکھوں پونڈ اور بے شمار جانیں بچ جائینگی۔ اور دانتوں کو صاف کرنیوالا برش بیحد مفید ہو سکتا ہے۔ اگر اسے نہ صرف صبح و شام بلکہ کھانا کھانے کے بعد باقاعدہ طور پر استعمال کیا جائے۔" (وکیل ۱۲ جولائی)

یورپین محققین نے دانتوں کی صفائی کی ضرورت کو اب محسوس کیا ہے۔ مگر جس میں انگریزی طرح لوگوں میں برش کو رواج دیں۔ مگر اسلام کے مقدس بانی نے نہ صرف آج سے کئی سو سال پہلے اس ضرورت کو بیان فرما دیا۔ بلکہ اس کو پورا کرنے کا بھی خاص انتظام کر دیا۔ ایک مسلمان اگر یہ نہ بھی جانتا ہو کہ دانتوں کی صفائی کس قدر ضروری ہے۔ تو بھی وہ رسول کریم کے ارشاد پر عمل کرتا ہوا مسواک استعمال کریگا۔ اور اس طرح اس حکم کی اطاعت کر کے اپنے دانتوں کو خطرناک امراض کے حملے سے محفوظ کر لیگا۔

شاہدان بازاری کا فتنہ اور مسٹر گاندھی

جس وقت مسٹر گاندھی نے کانگریس کے ایک کروڑ ممبر بنانے کے لئے فاحشہ عورتوں کو ممبر بننے کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ ان کی عمر ۱۸ سال سے کم نہ ہو۔ اور چار آنہ سالانہ چندہ ادا کریں۔ اسی وقت ہم نے لکھا تھا۔

"کیا کسی نے اس پہلو پر بھی غور کیا ہے کہ ایسی عورتوں کا ان کی بہو بیٹیوں کے ساتھ خلا ملا اور میل جول کسی خطرہ کا باعث تو نہیں ہوگا۔ افسوس ہے کہ مسٹر گاندھی نے جنہیں روحانیت کا بڑا دعویٰ ہے۔ صرف تعداد پوری کرنے کی غرض سے طوائفوں کو اپنے ساتھ ملا لینا ضروری سمجھا۔ کیا کسی روحانی انسان کی غیرت گوارا کر سکتی ہے کہ ایسے ذلیل ترین طبقہ مخلوق سے اپنے کام میں کسی قسم کی امداد قبول کرے۔ اور حرام کے مال کو اپنے مقصد کے پورا کرنے کے لئے وصول کرے؟"

ہم نے جس خطرہ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور جو بالکل صاف طور پر نظر آ رہا تھا۔ اس کے متعلق ان لوگوں نے جو اندھا دھند مسٹر گاندھی کی ہر ایک بات پر آمنا و صدقنا کہنے کے لئے تیار رہتے ہیں کوئی نوٹس نہ لیا۔ لیکن اب تھوڑے ہی عرصہ میں انہیں نظر آ گیا ہے کہ مسٹر گاندھی نے فاحشہ عورتوں کو ممبری کی اجازت دینے میں کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ اور کیسی خطرناک برائیوں کا دروازہ

لکھا گیا ہے۔

چنانچہ مسٹر اینڈریوز نے اس خرابی کے متعلق بروٹ کے مثال کے طور پر ایک مقام گوبندہ (بنگال) کے متعلق لکھا ہے۔

"بازاری فاحشہ عورتوں نے عدم تعاون کی حامی ہونے کا ثبوت یہ دیا ہے کہ انہوں نے اس شخص کے پاس جانے سے انکار کر دیا ہے۔ جو عدم تعاون سے مخالف ہے۔ دوسری خبر جو اس سے بھی زیادہ اخلاقی گراوٹ کا ثبوت ہے۔ یہ ہے کہ جب یہاں عدم تعاون نے جلوس نکالا تو کسی رنڈیاں بھی قومی گیت گاتی ہوئی شامل ہوئیں۔ اس حالت میں ان کے منہ میں سگرٹ تھے"

اس پر اخبار پرتاپ لکھتا ہے:۔

"اگر گستاخی میں داخل نہ سمجھا جائے۔ تو ہم کہینگے کہ اس خرابی کی بنیاد اسوقت پڑی ہے۔ جب مہاتما گاندھی نے فاحشہ عورتوں کو بھی کانگرس کے ممبر بننے کی اجازت دیدی۔ ہم سمجھتے ہیں اخلاق کے نام پر ان کو ممبر نہ بنانا چاہیئے"

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ اس خرابی کی بنیاد انہی "مقدس" ہاتھوں نے رکھی۔ جو اس "بد قسمت گروہ" کی طرف بے تابانہ طریق سے بڑھے تھے۔ لیکن جب یہ بنیاد پڑی۔ اسی وقت کیوں نہ اسے اکھیڑ دیا گیا یا اب کیوں زور اور جرأت کے ساتھ اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی جاتی۔ اور کیوں مسٹر گاندھی کے اس ارشاد کی تعمیل نہیں کی جاتی کہ:۔

"ہمیں ہو کر سوراجیہ کی سپرٹ کو نشوونما دے رہے ہیں۔ اپنے اندرونی خیالات کے بے خوفی سے کہنے کی دلیری بھی پیدا کرنی چاہیئے"

(پرتاپ۔ ۱۹ر جولائی)

"زمیندار" نے "شاہدان بازاری کا فتنہ" کے عنوان سے ۱۷ر جولائی کے پرچہ میں مضمون لکھتے ہوئے اس فتنہ کو زیادہ خطرناک سمجھا ہے۔ جیسا کہ اس نے مسٹر اینڈریوز کے مندرجہ بالا بیان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"اگر یہی حال ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس سال کانگرس کے اجلاس میں اس طبقے کی عورتیں بھی شریک ہونگی۔ کیونکہ کانگریس کی رکنیت کا حق تو انہیں حاصل ہی ہے۔ ڈیلیگیٹ منتخب کیا جانا بھی ممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی شرکت سے شدید نقصانات کا احتمال ہے شریف و باعصمت اور حیادار ہندوستانی خواتین کے پاس یہ ذلیل عورتیں بیٹھینگی۔ اور کوئی تمیز نہ کر سکے گا۔ کہ شریف خاتون کونسی ہے اور بازاری کونسی۔ یقیناً یہ طبقہ نسواں کی شدید ترین توہین اور بے عزتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کا وجود نوجوان خدام کانگرس کے لئے کس قدر مضر اور مخرب اخلاق ثابت ہوگا اس کا اندازہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے"

یہ اسی قسم کے خطرات ہیں۔ جن کی طرف ہم بہت پہلے توجہ دلا چکے ہیں۔ چونکہ شاہدان بازاری کے فتنہ کے بانی مسٹر گاندھی ہیں۔ اسلئے جو کچھ ان کی طرف سے ظہور پذیر ہوا یا آئیندہ ہوگا۔ اس کی ساری ذمہ داری انہی پر عائد ہوتی ہے۔ کیا وہ اپنی اس غلطی کی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہیں ٭

یک نہ شد دو شد

ہم نے اختر علی ابن مسٹر ظفر علی کے متعلق اخبار ذوالفقار کا جو اقتباس شایع کیا تھا۔ اسے "وکیل" کو اس کے بیان کردہ ایک واقعہ کی بنا پر روشنی ڈالنے کے لئے کہا تھا۔ جس کی وہ جرأت نہ کر سکا۔ ذوالفقار نے اب مسٹر اختر علی کا دوسرا ساتھی مسٹر گاندھی کا صاحبزادہ بتایا ہے۔ اور وکیل کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ:۔

"اگر ہمعصر میں یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ اپنے لکھے کو ثابت کر سکے۔ تو ہم ہمعصر کو اسقدر تقویت اور مدد دے سکتے ہیں کہ نوٹ کا نمبر اور وہ طوائف جس نے وہ نوٹ نکال لیا یا اڑا لیا ظاہر کر سکتے ہیں اگر ہمعصر اس کا خواہشمند ہو"

چونکہ اس معاملہ نے اب پہلے سے بھی اہم صورت اختیار کر لی ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب ذوالفقار نے اسکے متعلق اپنی چشمدید شہادت کا ذکر کرتے ہوئے "کافی ثبوت" دینے پر آمادگی بھی ظاہر کی ہے۔ اسلئے اسکو صاف ہوجانا چاہیئے۔

کیا معاصر "وکیل" توجہ کریگا۔ جس کا بیان کردہ واقعہ اس ساری عمارت کی بنیاد ہے۔ خلافت کمیٹی کے غبن شدہ چھ ہزار روپیہ کی سراغرسانی کرنا بھی یہ بڑا کارنامہ ہوگا۔ اگر "وکیل" اپنے بیان کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیگا ٭

"زمیندار" گورنمنٹ انگریزی کے متعلق کیا چاہتا ہے

ہمارے ایڈریس پر بیہودہ نکتہ چینی کرتے ہوئے زمیندار نے ہمیں طنزاً "گورنمنٹ کا وفادار" کہا۔ اور ہمارے اس بیان پر کہ ہم جس گورنمنٹ کے ماتحت ہیں اسکے ساتھ وفادار رہنے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ الیوزنا سے پیش کیا کہ عوام میں جنکو آجکل گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت اور عداوت کا سبق پڑھایا جارہا ہے ہمارے خلاف اشتعال پیدا ہو۔

ہم تو چونکہ اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے ارشاد الٰہی کے ماتحت گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاشعاری اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں نہ کہ کسی طمع یا خیال سے اس کے پابند ہیں۔ اسلئے گورنمنٹ کا وفادار ہونا ہمارے لئے کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔ لیکن ذرا زمیندار کے حوصلہ اور ہمت کو دیکھئے جو مسٹر گاندھی کی پیروی میں گورنمنٹ برطانیہ کو "شیطانی حکومت" قرار دیتا اور اسکے متعلق لوگوں میں بددلی اور نفرت پھیلانا اپنا فرض سمجھتا ہے اسے ذرا بھی گورنمنٹ کی طرف سے چشم نمائی ہوتی ہے تو وہ نہ صرف ذلت آمیز طریق سے معافی مانگتا ہے بلکہ گورنمنٹ کی ہوا خواہی کا راگ گانے لگتا ہے۔

حال میں پنجاب گورنمنٹ نے زمیندار کے بعض مضامین کو قابل اعتراض قرار دیکر جب ضمانت طلب کی تو جہاں اسنے یہ اقرار کیا کہ "آئیندہ اس امر کا خیال رکھا جائیگا" وہاں یہ بھی لکھا کہ "ہم خود دل سے چاہتے ہیں کہ تمام دنیا میں انگریزی انصاف کا سکہ جمے"

اس فقرہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ زمیندار گورنمنٹ کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ اسکی خواہش ہے کہ تمام دنیا میں انگریزی حکومت ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ـ ۲۸ جولائی ۱۹۲۱ء

انگلستان میں تبلیغ اسلام

مجاہدین اسلام کی ضرورت

(از جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے مبلغ اسلام لنڈن)

انگلستان میں تبلیغ اسلام نہایت ہی ضروری اور مفید امر ہے۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ تمام دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچائے۔ بلغ ما انزل الیک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ انگریز لوگ بھی اقوام دنیا میں شامل ہیں۔ لہٰذا ان کا بھی حق ہے کہ انہیں اسلام پہنچایا جائے پھر آج کل جو خصوصیت اس قوم کو حاصل ہے۔ وہ آپ سب لوگوں پر ظاہر ہے۔ دنیا میں یورپ کے لوگ آج کل غالب ہیں۔ لیکن یورپ کی تمام قوموں پر انگریز غالب ہیں۔ اس لئے ایک ایسی قوم جس کے وجود میں آنے کی غرض اور ایسی جماعت جس کے قائم ہونے کا اصل مقصد یہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ تمام اطراف واکناف عالم میں کی جائے۔ اس کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ غالب توجہ ان لوگوں کی طرف کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس زمانہ میں اسلام کو زندہ کرنے کے لئے آئے تھے آپ نے بھی ان لوگوں کے لئے بہت دعائیں کیں اور ان لوگوں کی طرف غالب توجہ کی۔ طبعی طور پر تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ہندوؤں کی طرف زیادہ توجہ کرتے کہ وہ قریب کے اہل ملک تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں اکثر ہندوؤں کو ہی مخاطب کیا گیا۔ لیکن اس کے بعد کی کتابوں میں زیادہ تر عیسائیت کے متعلق بحث ہے اس کے علاوہ میں دیکھتا ہوں کہ احمدی جماعت کا ممالک خارجہ میں جو پہلا مشن قائم ہوا۔ وہ لنڈن مشن ہی تھا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی۔ یہ میں مانتا ہوں۔ کہ یہ مشن حسن اتفاق سے قائم ہو گیا میں اس ملک میں موجود تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مجھے حکم دیدیا کہ کام جاری کر دوں۔ ورنہ اگر میں وہاں سے سیدھا چلا آتا اور اس کے بعد لنڈن میں مشن قائم کرنے کی تجویز ہوتی۔ تو غالباً مشکلات کے لحاظ سے اور خرچ کی زیادتی کے لحاظ سے اس تجویز کے اکثر لوگ مخالف ہوتے۔ اور کام میں ضرور التوا ہو جاتا۔ لیکن حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ بغیر کسی خاص تجویز کے یہاں کام چل پڑا۔ اور چونکہ کام کو چلا کر چھوڑ دینا ناممکن تھا۔ اس لئے خدا کے فضل سے مستقل مشن قائم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت سے جب کام لینا چاہتا ہے تو ایسی ہی صورتیں پیدا کر دیتا ہے۔ جنگ بدر کے متعلق لکھا ہے۔ کہ کفار کی جماعت مسلمانوں سے تین گنا تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا کہ کفار کو اکثر جماعت پہاڑی کی وجہ سے اوجھل تھی۔ مسلمانوں نے خیال کیا کہ کافر تھوڑے ہیں ادھر کافروں نے خیال کیا کہ مسلمان تھوڑے ہیں اس طرح مٹ بھیڑ ہو گئی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیقضی اللہ امرا کان مفعولا۔ یہ اسلئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو کام قرار دے چکا تھا۔ اس کا فیصلہ ہو جائے۔

قرآن شریف کی جن آیات میں جنگ بدر کا ذکر ہے۔ ان میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خود ایسا انتظام کر دیا کہ کافروں کی کمزور جماعت تو مسلمانوں کے ہاتھ سے بچ کر نکل گئی۔ لیکن زبردست جماعت پر حملہ کروا دیا۔ تاکہ کفر پر ایسی زبردست چوٹ لگے کہ کافروں کی کمریں اور حوصلے ٹوٹ جائیں۔

لنڈن کا تبلیغی کام جس طرح بہت اہم ہے۔ اسی طرح بہت مشکل بھی ہے۔ انگریزوں کو مسلمان کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس واسطے اس کے لئے غیر معمولی کوشش اور صبر کی ضرورت ہے۔

میں نے یہ تمہید اسلئے اٹھائی ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو اقتصادی لحاظ سے انگلستان میں مشن قائم کرنے کو موزوں نہیں قرار دیتے دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ اس کام کے لئے میں ایک نئی تجویز قوم کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور شروع شروع میں اس میں خرچ بھی زائد ہو گا۔ ممکن تھا کہ اس سے لوگ اور بھی گھبرائیں۔ اگرچہ احمدی جماعت کی شان مومنانہ کے خلاف ہے۔ تاہم احتیاطاً عرض کر دیا گیا ہے۔

اسوقت مجھے ٹھیک یاد نہیں غالباً سنہ ۱۹۱۷ء یا سنہ ۱۹۱۸ء کے سالانہ جلسہ پر میں نے جماعت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ لنڈن کی تبلیغ کے لئے یہ ضروری امر ہے۔ کہ اس ملک میں ہندوستانی احمدیوں کی ایک جماعت ہو۔ جو مختلف کاروبار میں مشغول ہو۔ اور اس کام سے اپنے اخراجات خود نکالے۔ نہ تو ان کا یہ کام ہو کہ براہ راست تبلیغ کریں۔ اور نہ ہی ان کے اخراجات مد تبلیغ پر یا چندوں پر منحصر ہوں۔ اس کے علاوہ فرداً فرداً پرائیویٹ گفتگو میں بھی اس کے متعلق میں نے دوستوں سے اکثر ذکر کیا۔ اس قسم کے تذکرہ سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ جماعت خود بخود اس کام کے لئے تیار ہے۔ اور اکثر لوگ اپنے اپنے طور پر اس امر کو محسوس کر رہے ہیں۔ جس کو میں نے خود محسوس کیا ہے۔ جلسہ کے بعد علاوہ دیگر احباب کے شیخ احمد اللہ صاحب مجھ سے ملے۔ اور ایک دفعہ مجھے گوجرانوالہ جانے کا اتفاق ہوا۔ تو بھائی عزیز الدین صاحب کو بھی اس کام کے لئے تیار پایا۔ یہاں تک کہ بھائی عزیز الدین صاحب اپنا مکان بیچکر بھی سفر انگلستان کرنے کے لئے تیار تھے۔

اب یہ دونو صاحب یہاں لنڈن میں موجود ہیں۔ اور تجارت کا کچھ کام کرتے ہیں۔ اگرچہ تاجرانہ رنگ

میں ابھی تک کوئی ایسا فائدہ نہیں ہوا۔ تاہم اس کے اپنے اخراجات نکل رہے ہیں۔ لیکن ان دو طالب علموں کی موجودگی سے تبلیغ میں بہت مدد ملی ہے اسکی طالب علموں سے بھی مدد ملتی ہے لیکن اکثر طالب علم ایسے رنگ میں مدد نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ یہ دونوں صاحبان کر سکتے ہیں۔ مولوی مبارک علی صاحب آج کل ساؤتھ سی گئے ہوئے ہیں۔ اور میں یہاں لنڈن میں اکیلا ہوں۔ اکیلا ہونے کی وجہ سے کام بہت ہے۔ جوان دوستوں کی مدد کے بغیر مشکل تھا۔ اسی طرح کرم دین بھی اپنا گذارہ کر رہے ہیں اور اپنے رنگ میں ہندوستانی ملاحوں میں تبلیغ کر رہا ہے۔ گویا اس سلسلہ میں تینوں صاحب یہاں پہنچ گئے۔ اور تینوں کا گذارہ ہو رہا ہے۔ اب تجویز یہ ہے۔ کہ اس سلسلہ کو وسیع کیا جائے۔ اور ایسے لوگ یہاں آئیں۔ جو ایک عرصہ تک انگلستان میں رہ سکیں۔ یا انگلستان کو اپنا وطن بنا سکیں۔ زیادہ تر ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ جو قادیان میں آٹھ سال یا زائد عرصہ تک تعلیم حاصل کر چکے ہوں خواہ وہ تعلیم ہائی سکول میں حاصل کی ہو خواہ مدرسہ احمدیہ میں۔ ... چند سال ... رہیں ... ایسے لوگوں سے والنٹیر لینے میں بھی کوئی اعتراض نہیں۔ جنہوں نے تعلیم پرائیویٹ رنگ میں حاصل کی ہو۔ ایسے لوگ انگلستان کے مختلف شہروں میں رہیں اور اپنا کام اختیار کرینگے۔ اور عموماً ایسے مقامات میں انکو مقرر کیا جائیگا۔ جہاں پہلے سے کچھ انگریز مسلمان موجود ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ ملکر یہ دوست تبلیغ کا کام کرینگے۔ اس طرح جہاں جہاں ایسے دوست ہونگے۔ تبلیغ کا مرکز قائم ہو جائیگا۔ اس سے ایک یہ بھی غرض ہے۔ کہ انگریزوں کو اسلامی زندگی کا عملی نمونہ دکھایا جائے۔ یورپ کے لوگ اکثر مذہبی طبیعت کے نہیں۔ اس کے علاوہ اسلام کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب تبلیغ کی جاتی ہے تو ان کا اکثر جواب یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ باتیں تو ٹھیک ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی ایسی خراب حالت کیوں ہے۔ کل رات یہاں معززوں کی ایک کلب میں میرا لیکچر تھا۔ لیکچر کے بعد پہلا سوال جو ہوا وہ یہی تھا کہ جو تم بیان کرتے ہو۔ اگر وہ صحیح ہے۔ تو مسلمانوں کی حالت ایسی کیوں خراب ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مسلمانوں نے عمل چھوڑ دیا۔ تو پھر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ اسلام ایسا مذہب ہے۔ جس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اگر مشرقی لوگ اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ تو ہم لوگ کیسے عمل کر سکینگے۔ احمدیہ جماعت کا نمونہ پیش کیا جائے۔ تو نا واقفیت کا اظہار کر کے عذر کر دیتے ہیں۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ احمدیت کا زندہ نمونہ اس ملک میں دکھایا جائے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے ذریعہ تبلیغ کے لئے تبلیغ کے کئی طریق کھل جائینگے۔ مفصل حالات کے لئے ناظر صاحب تالیف و اشاعت قادیان سے گفتگو کی جائے۔

شیطانی حکومت کا خاتمہ کس طرح ہو سکتا ہے

بائبل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح کو شیطان نے کہا تھا کہ اگر مجھ کو سجدہ کرو۔ تو دنیا کی تمام بادشاہتیں تمہارے قدموں میں ڈالدونگا۔ حضرت مسیح نے اس کی بات کو ٹھکرا دیا۔ اور اس کے مقابلہ میں اپنی اس حالت کو ترجیح دی۔ جو بائبل میں یوں مذکور ہے۔ کہ ابن آدم کے لئے زمین پر سر چھپانے کے لئے جگہ نہیں۔

زمانہ بدل گیا۔ عیسائی ساری دنیا پر پھیل گئے دنیا کی حکومت اپنے قبضہ میں کر لی۔ اور ستم یہ کہ اسے عیسائیت کی صداقت کی علامت ٹھہرا لیا گیا۔

اس سے بہت سے ناواقف اور انجان دھوکہ میں آکر یا چند روزہ زندگی کو آرام و آسایش سے گذارنے کے خیال سے اور توحید اور اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو چھوڑ کر عیسائیت کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

ان حالات میں یہ بات حیرت سے سنی جائیگی کہ وہی لوگ جو بادشاہتوں کو عیسائیت کی صداقت بتایا کرتے تھے۔ ان کو شیطانی سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اور بڑی بے تابی سے ان کی بربادی کے منتظر ہیں۔ چنانچہ نیویارک میں انٹرنیشنل بائبل سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن میں اس کے صدر جج رو درفورڈ نے ایک اتوار کے جلسہ میں حاضرین سے جو کچھ اس بارہ میں کہا وہ یہ ہے کہ:۔

"۱۹۲۵ء کے بعد دنیا میں کسی شخص کو زندہ رہنے کی تمنا نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ انجیل میں صاف لکھا ہے۔ کہ اس سال شیطان کی حکومت کا فیصلہ کیا جائیگا جس نے دنیا کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ اس کے بعد ایک غیر فانی زندگی کا دور شروع ہوگا۔ جو انسانی خداوند یسوع مسیح کی ایک نئی غذا سے حاصل ہوگی۔ کیونکہ آدمیوں کے گنج نہیں رہینگے۔ اور جو لوگ بڑھاپے میں مضبوط اور خوبصورت دانتوں کی نعمت سے محروم ہو چکے ہیں۔ وہ اس بخشش سے دوبارہ ازسرنو مستفید ہونگے۔ مردوں اور عورتوں کا حسن جو پیری اور ضعیفی کے عالم میں زائل ہو چکا ہے۔ پھر اپنے اصلی جوبن پر آ جائیگا" (قومی رپورٹ ۱۱ جون ...)

۱۹۲۵ء کے آنے میں کوئی زیادہ عرصہ نہیں جو صفائی کے ساتھ فیصلہ کر دیگا۔ کہ مذکورہ بالا الفاظ میں جو کچھ کہا گیا ہے اسمیں کہاں تک صداقت ہے۔ اور ہمیں تو ابھی یقین ہے کہ یہ سب ہنسنے کی باتیں ہیں۔ ہاں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ موجودہ حالت دنیا جسے پادری صاحبان عیسائیوں کے غلبہ کے لحاظ سے عیسائیت کی صداقت قرار دیتے تھے۔ اس کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ اس زمانہ میں شیطان نے دنیا پر بڑا تصرف حاصل کیا ہوا ہے۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ پہلے نوشتوں میں لکھا ہے۔ کہ اس زمانہ میں شیطان اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ حملہ کریگا۔ کیونکہ یہ اس کا آخری حملہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن اس کے متعلق اس قسم کے خیال رکھنا کہ ۱۹۲۵ء میں زمین و دنیا تہ و بالا اور سب مخلوق ہلاک یا برباد ہو کر ایک غیر فانی زندگی کا دور شروع ہوگا۔ اور اس دور کا خداوند یسوع مسیح کی ایک نئی غذا سے حاصل ہونے کی توقع کرنا محض خوش فہمی ہے۔ حضرت یسوع مسیح تو وہاں جا چکے۔ جہاں کوئی انسان اس دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ مثیل مسیح آسکتا ہے جو آ گیا اور جس نے شیطان سے فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے سامان مہیا کر دیئے۔ جن سے کام لینے والے ہر جگہ مظفر و منصور ہو رہے ہیں۔ اب دنیا اسی وقت شیطان کے تصرف

خطبہ جمعہ

تشبہ بالباری اختیار کرو

از مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۲۲ جولائی ۱۹۲۱ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے اپنے پچھلے خطبوں میں اس سورۃ کے متعلق سنایا تھا کہ اس میں خدا نے وہ سلوک بیان فرمایا ہے جس پر انسان چلکر اپنے حقیقی آقا تک پہنچ جائے۔ یا جس کے سکھانے کیلئے قرآن کریم آیا ہے اسکو اس میں اجمالی طور پر بتایا ہے۔ پھر میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ اسلام کا یہ طریق ہے کہ وہ اہم سبق کو ہر مقام پر یاد کراتا ہے چنانچہ یہی سبق سارے قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ اور ساری سورتوں میں سمجھایا گیا ہے۔ پھر اس متن میں بھی بتایا گیا ہے۔ پھر چھوٹے سے چھوٹے وظیفے میں بھی اس بات کو رکھا گیا ہے تاکہ انسان پر غفلت طاری نہو۔ حال ہو جائے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس بات کو بار بار دہرایا جاتا ہے وہ زبان پر چڑھ جاتی ہے۔ اور جب کسی بات کو سوچا جاتا ہے تو وہ دماغ میں بیٹھ جاتی ہے۔ اور انسان جس وقت چاہتا ہے اسکو مستحضر کر سکتا ہے۔ جو بات زبان سے کہنے کی ہو اسکو بار بار کہا جائے۔ اور جو عمل سے تعلق رکھتی ہے اسے عمل میں لایا جائے۔ تو وہ بات فراموش نہیں ہو سکتی۔ پس اسلام نے ان باتوں کو جو وہ اپنے پیروان میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے وظائف تک میں رکھا ہے۔

چنانچہ میں نے بتایا تھا کہ کسطرح اس سبق کو اس وظیفہ میں رکھا گیا ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سبحان اللہ نے بتایا کہ خدا سب نقصوں سے پاک ہے جیسا کہ خدا جھوٹ نہیں بولتا۔ بھول نہیں جاتا۔ اس قسم کے اور نقائص سے پاک ہے۔ اور حمد کہتے ہیں ساتھ صفات کے ہونیکو جب انسان اچھی اور حسن باتوں کو ثابت کرے تو حمد کا لفظ بولا

شے پاک وصفات حسنہ سے متصف ہے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا جسکو اسلام نے زور سے بیان کیا ہے کہ وہ توحید الٰہی کا اقرار کریگا اور کہیگا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسوقت وہ خدا کے سوا کسی کو محبوب مطلوب اور مقصود نہیں سمجھیگا۔ ان تینوں باتوں کے بعد اسکی زبان سے بلا اختیار نکلیگا کہ اللہ اکبر یعنی اسوقت اسکی روح جیسا کہ حضرت عطا نے کہا ہے خدا کے حضور جا پہنچی پھر اسکو خدا کے سوا کوئی چیز نظر ہی نہ آئیگی۔ اور اسوقت وہ کہیگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ وہ سمجھیگا کہ کسی میں طاقت نہیں کہ اس سے کسی مضرت کو دور کر سکے اور کوئی نہیں جو اسکو فائدہ پہنچا سکے۔ جب انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے تو پھر اسکو خدا تعالیٰ کیطرف سے فیضان حاصل ہوتا ہے۔

یہانتک تو میں نے پچھلے خطبوں کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن کے ایک سبق میں ایک ہی سبق نہیں ہوتا۔ فقط سوچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ سورۃ فاتحہ میں ابتدا میں اللہ کے صفات بیان کئے گئے ہیں۔ ان آیات میں جہاں اللہ تعالیٰ کے صفات بیان ہوئے ہیں۔ وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بندے کو کیسا ہونا چاہیئے۔ اسکا دل ایک ہو اسکے دل میں کپٹ نہو وہ سب کا خیر خواہ ہو۔ وہ ہمدرد ہو۔ خدا رزق دیتا ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق اس صفت کو اپنے اندر لائے۔ خدا رب ہے اسمیں بھی شان ربوبیت ہو اور یہ بات اسمیں انسان کیلئے ہی محدود نہو عام مخلوق کیلئے ہو۔

قرآن کریم اور حدیث ہی نہیں بڑے بڑے فلاسفر نے بھی اس مسئلہ کو لیا ہے جسکو وہ سعادت قصوی کہتے ہیں۔ وہ یہ کہ انسان تشبہ بالباری اختیار کرے۔ چاہیئے کہ ہم بھی حتی الوسع نقصوں سے پاک ہوں۔ الٰہی صفات کو بقدر امکان انسانیت اپنے اندر جلوہ گر کریں۔ دیکھو نبی خدا نہیں ہوتا۔ مگر نبی کی بات دلنشیں ہوتی ہے اسلئے کہ اسمیں انسان ہوتے ہوئے خدا کی حقیقت الوہیت کا جلوہ آجاتا ہے۔ کیونکہ انبیا خدا کے بندے ہونیکے لئے خدا کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنیکی کوشش کرتے ہیں اور جتنا انسان مخلوق ہو کر کر سکتا ہے۔ اتنا کر لیتے ہیں۔

جنکو مسیح موعود کی معرفت حاصل ہے۔ انکی نظر میں دنیا میں مسیح موعود کے مقابلہ کا کوئی دوسرا آدمی اس زمانہ میں نہیں۔ کوئی بادشاہ کوئی شہنشاہ اسکی نظر میں پہنچ ہی نہیں سکتا تھا۔

لیکن یہ شان مسیح موعود کو کیسے ملی۔ اسی طرح کہ انہوں نے خدا کا بندہ ہو کر خدا کی صفات حسنہ کو اپنے اندر پیدا کیا۔

اگر اللہ تعالیٰ نے موقعہ دیا تو آئندہ یہ بیان کرونگا کہ کسطرح ایک انسان نقائص کو چھوڑ کر خوبیاں اپنے اندر پیدا کر کے خدا کی صفات کا مظہر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہی راہوں پر چلائے۔ آمین

تبلیغی ٹریکٹ

تبلیغ کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ لیکن ہر ایک آدمی اسقدر قابلیت اور لیاقت نہیں رکھتا۔ کہ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں میں تبلیغ کرسکے۔ پھر زبانی گفتگو بعض اوقات ایسا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ جس سے خواہ مخواہ ضد پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح اعتراف صداقت میں روکاوٹ حائل ہو جاتی ہے۔ یہ اور اسی قسم کی اور باتوں کو مدنظر رکھکر صیغہ تالیف و اشاعت نے انتظام کیا ہے۔ کہ مختلف مضامین پر چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ اور رسالے تیار کئے جائیں جنہیں احمدی احباب سفر و حضر میں اپنے پاس رکھیں۔ اور گاڑی میں یا کسی اور مجمع یا مجلس میں جن لوگوں کو تعلیم یافتہ اور حق پسند خیال کریں ان میں تقسیم کریں۔ یا اگر موقع ہو۔ تو خود سب کو پڑھکر سنا دیا جاوے۔ انشاءاللہ بہت مفید ثابت ہونگے۔ احباب کو چاہیئے کہ ان کے متعلق دفتر تالیف و اشاعت قادیان سے خط و کتابت کریں اور جو صاحب خود قادیان تشریف لائیں۔ وہ جناب ناظر صاحب تالیف سے ملکر ان کو حاصل کریں۔ ایسا ہی سیکرٹری صاحبان تبلیغ کو بھی چاہیئے کہ وہ اس انتظام کے ماتحت تبلیغی ٹریکٹ کی تجویز کو اپنے طور پر بھی جاری کریں۔ ان کو نمونہ کے طور پر دفتر تالیف سے ٹریکٹ بھیجے جائینگے۔ اس نمونہ کے دو مختلف ٹریکٹ چار ہزار کی تعداد میں تیار ہو چکے ہیں۔ اور ایک تیسرا ٹریکٹ تیار ہو رہا ہے۔ اس طریق سے سفری اور خصوصی تبلیغ جاری رہیگی۔ صرف احباب کی ہمت اور توجہ کی ضرورت ہے۔

حیات الدنیا

(نمبر ۳)

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

میں اپنے مضمون میں انسان کی فردانہ زندگی کو یعنی اس کی وہ زندگی جس کا مقصد اپنی فردیت یا ذات کو قائم رکھنا ہے۔ خواہ وہ فردیت اس کے اپنے وجود میں یا اپنی اولاد کے خط و خال و صورت و شکل اور افکار و جذبات و اخلاق میں ظاہر ہو۔ حیات دنیا کے نام سے موسوم کروں گا۔ کیونکہ انہی خواہشات کو میں نے حیات فردیہ کے نام سے پکارا ہے۔ قرآن مجید اسکو متاع حیات دنیا ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ط ذالک متاع الحیوۃ الدنیا۔ یعنی انسانوں کے لئے عورتوں بچوں اور ڈھیروں ڈھیر سونا اور چاندی اور نشان شدہ گھوڑے اور چارپایوں اور کھیتی کی شہوتوں کی محبت خوبصورت کی گئی ہے۔ حیات دنیا کا متاع ہے۔ یعنی وہ زندگی جو کہ ادنیٰ ہے۔ اس کے قائم رکھنے کے لئے یہ چیزیں اسباب ہیں۔ اور یہ ادنیٰ زندگی کیا بلحاظ اپنے دائرہ تاثیر اور کمیت کے اور کیا بلحاظ زمانے کے نہایت ہی محدود اور ادنیٰ ہے۔ اور یہ فرد بشر کی اپنی ذاتی زندگی ہے۔ جو ہر پہلو سے ادنیٰ ہے۔ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔

اسی حیات دنیا کے متعلق قرآن مجید ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا۔ (سورہ کہف)

یعنی مال اور بیٹے حیات دنیا کی زینت ہیں۔ مال اسلئے کہ وہ انسان کی فردانہ زندگی کو جب تک وہ خود ہے احسن طور پر قائم رکھ سکتا ہے۔ اور بیٹے اس لئے کہ وہ اس کی حیات فردی کو دوسری صورتوں اور شکلوں میں منتقل کر کے زمانہ مستقبل میں بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔ پس فردی زندگی جس کا دار و مدار مال و بنون پر ہے حیات دنیا ہے۔ اور حیات دنیا کی ساری کی ساری پونجی اور زینت یہی دو چیزیں ہیں۔ ان ہی کے ذریعہ سے وہ قائم رہ سکتی ہے۔ اور انہیں کے ذریعہ سے وہ سنور سکتی ہے۔ مگر ان دونوں کو بقا نہیں۔ بلکہ یہ زائل ہونیوالی چیزیں ہیں۔ اور رب العباد کے نزدیک انکی کوئی اہمیت نہیں۔ بجز اس کے کہ وہ ایک اور زندگی کے لئے ممد ہو سکتی ہے۔ لیکن اس حیات دنیا سے بڑھکر ایک اور بہتر شے ہے۔ جسمیں وہ تمامتیں ہیں جو باقی رہنے والی ہے۔ اور صالح ہے۔ یعنی اپنی ذاتی صلاحیت سے اس لائق ہے۔ کہ انسان اسکو اختیار کرے۔ وہ کیا باعتبار اس کے کہ اس کا ثواب یعنی اچھا نتیجہ خود انسان کی اپنی ہی ذات کی طرف لوٹتا ہے اور کیا باعتبار اس کے کہ اس کی تاثیرات کا دائرہ نہ صرف موجودہ زمانہ تک محدود رہتا ہے۔ بلکہ دور دراز زمانے تک آمال یعنی امیدوں کی صورت میں ممتد چلا جاتا ہے۔ بہتر ہے۔ والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا۔ عربی علم بیان و بلاغت کی رو سے یہ جملہ قاعدہ کلیہ کے طور پر ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ تمام کی تمام وہ باتیں جو باقی رہنے والی ہیں اور اپنی صلاحیت کی وجہ سے اس لائق ہیں کہ انسان انکو اختیار کرے۔ تیرے رب کے نزدیک بہتر ہیں۔ اسلئے کہ ان کے نتیجے اچھے ہیں۔ اور اس لئے کہ وہ ہمیشہ ہمیش روز افزوں ترقی کی امیدیں باندھے رکھتی ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ متاع حیات دنیا کے مقابل میں وہ کیا چیز ہے۔ کہ جو اپنی ذات میں ثابت حقیقت رکھتی ہے۔ جو باقی ہے یعنی بقائے حیات صالح ہے ثواب اور امل کے لحاظ سے بہتر ہے۔ وہ وہ اخلاق اور اعمال صالح ہیں۔ جو حیات اجتماعیہ کو پیدا کر کے اس کو احسن صورت پر قائم رکھتے ہیں۔ اگر ہم یہاں حیات الدنیا سے مراد انسان کی حیات فردیہ لیں۔ جس کا متاع مال و بنون ہیں۔ تو اس حیات فردیہ کے مقابل میں جو زندگی کہ انسان کیلئے بہتر زندگی ہے وہ زندگی ہے جس کو حیات اجتماعیہ سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ جیسا کہ میں ابھی واضح کر چکا ہوں۔ حیات فردیہ حیات اجتماعیہ میں آکر باقی رہنے والی شے ہو جاتی ہے اور صلاحیت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس آیت مذکورہ بالا آیت کے یہ معنے ہونگے۔ کہ مال اور بیٹے حیات دنیا کی زینت اسی صورت میں ہو سکتے ہیں۔ جب وہ الباقیات الصالحات الموسومہ کلیہ کے ماتحت آجائیں۔ اور وہ اس کے ماتحت تب ہی آسکتے ہیں۔ جب وہ دونوں نہ صرف حیات فردیہ کو قائم رکھیں۔ بلکہ حیات اجتماعیہ میں اس طرح تصرف کریں۔ کہ ان کا وجود اجتماعی روابط کے قائم رکھنے اور زندگی کی اجتماعی حرکت کو ایک وسیع پیمانے پر پھیلنے اور بڑھنے میں ممد و معاون ہوں۔ ان معنوں کی تائید مذکورہ بالا آیت سے پہلی آیت کرتی ہے۔ جو یوں ہے۔ واضرب لھم مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ھشیما تذروہ الریاح و کان اللہ علی کل شیء مقتدرا (سورۃ الکہف)

یعنی ان کو حیات الدنیا کی مثال دو اور کہو کہ وہ پانی کی طرح ہے۔ جو آسمان سے نازل ہوا۔ اور جس کا مقصد یہ تھا کہ زمین کے اندر کی پوشیدہ زندگیاں نمودار ہوں۔ اور اس کی روئیدگیاں بڑھیں اور پھولیں اور پھلیں اور پھیلیں۔ لیکن بجائے اس کے نبات الارض (زمین کی روئیدگیاں) حیات الدنیا کے پانی سے بقا اور نشوونما پھیلاؤ کی صلاحیت پیدا کریں۔ وہ اس کے ذریعہ سے (اختلط بہ) بگڑ گئی ہیں۔ اور ایسی بوسیدہ بھوسے کی طرح ہو گئی ہیں۔ جس کو ہوائیں ادھر ادھر اڑائے اڑائے پھرتی ہیں۔ وکان اللہ علی کل شیء مقتدرا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک شے پر اقتدار رکھتا ہے۔ یعنی جب کسی قوم کی حیات الدنیا کی یہ حالت ہو جائے کہ وہ بجائے اس کے کہ زندگی کا باعث ہو۔ فساد کا باعث ہو جاتی ہے تب خدا تعالیٰ اس قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔

اس آیت کے بعد فرمایا۔ المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات عند ربک ثوابا وخیر املا

الفضل قادیان دارالامان ۔ ۲۸ جولائی ۱۹۲۱ء نمبر ۷ جلد ۹

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا انتظار

الفضل کے کالموں میں متعدد مرتبہ شائع ہو چکا ہے کہ اسوقت مسلمان کیسی بے چینی اور بے قراری کے ساتھ حضرت امام مہدی کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں اور اپنی حالت زار کو کس طرح ان کا محتاج بیان کرتے ہیں۔ اس کے متعلق مرزا السید غفور شاہ صاحب السامی الوارثی کی کتاب "فغان حزین" سے ایک حوالہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ مولوی صاحب اسلام کی تباہی اور بربادی کا حال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدارا ایسی نازک اور بے بسی کی حالت میں اپنے نام لیواؤں پر رحم کرتے ہوئے امام آخر الزمان علیہ السلام کو جلدی بھیجئے تاکہ ضعیف الایمان امت کے ایمان و ایقان میں پھر ایک نئی روح پیدا ہو۔ اور ضلالت کا فقدان ہو۔ یا رسول اللہ! اب علل و اسباب کا ظاہری سہارا جاتا رہا۔ قویٰ بیکار ہو گئے۔ ہمتیں پست ہو گئیں۔ خونخواران تثلیث نے امت مرحومہ کو اس طرح دھکیل دیا۔ کہ اب پھر ابھرنے کی صورت نظر نہیں آتی۔ اے نبی اللہ! یہ بتائیے کہ شکستہ دل اور زخموں سے چور امت اپنے درد کی دوا کہاں پائیگی۔ اور کیونکر امام موعود علیہ السلام کے حضور میں اپنی فریاد پہنچائیگی۔ اب دل کے زخم کی ٹیس اور سوزش ناقابل اظہار ہے۔" (صفحہ ۲ ایڈیشن سوم)

یہ التجا شاہ صاحب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کی ہے۔ مگر میں ان کو اور ان کے تمام ہم خیالوں کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ یہ آرزو کبھی پوری نہ ہوگی۔ کیونکہ جو "امام موعود" خدا تعالیٰ کے فرشتوں اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ علامتوں کے مطابق اپنے وقت پر آ گیا اور اپنی قوت قدسیہ سے ایک ایسی جماعت مومنین کی تیار کر گیا۔ جس کا ایمان خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کے وعدوں پر ایسا پختہ ہے کہ بڑی سے بڑی مصیبت اور ابتلا بھی اس کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹا سکتے۔ بلکہ وہ آگے ہی آگے بڑھتی ہے۔ اور ضلالت کا فقدان نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلستان۔ امریکہ۔ افریقہ۔ ماریشس وغیرہ دور دراز ممالک میں خدا کے فضل سے کر رہی ہے اسوقت جبکہ "علل و اسباب کا ظاہری سہارا جاتا رہا تھا" اس امام آخر الزمان کی تیار کی ہوئی جماعت خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اٹھی اور دنیا کو دکھا دیا کہ خدا تعالیٰ کے وعدے اور اس کی نصرت ہر میدان میں اس کی دستگیر ہے۔ اس نے دنیا کو بتا دیا کہ "خونخواران تثلیث" جنہوں نے مسلمانوں کو تنزل میں اسطرح دھکیل دیا تھا کہ انہیں پھر ابھرنے کی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اس امام کی تیار کردہ جماعت کے آگے انکی کوئی حقیقت نہیں۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ "شکستہ دل اور زخموں سے چور امت اپنے درد کی دوا" قادیان اور صرف قادیان کی مقدس زمین میں پائیگی۔ جہاں کہ خدا کے مسیح اور امام موعود کا مقدس جانشین خدا تعالیٰ اور حضرت نبی کریم کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق گم گشتگان راہ ہدایت کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں کو اسلام کے صاف اور شیریں چشمہ سے سیراب کر رہا ہے۔ پس اگر آپ اپنے دل میں اسلام کی ترقی کیلئے حقیقی اور سچی تڑپ رکھتے ہیں تو اس مطہر اور مزکی انسان کی غلامی میں داخل ہو جائیں جو جماعت میں شامل ہو کر جو کہ خدا تعالیٰ کے منشاء اور ارادہ کے ماتحت قائم ہوئی ہے۔ خدمت اسلام کیجئے تاکہ آپکو آپکی کوششوں اور محنتوں کا پھل خاطر خواہ ملے۔ اور آپ اپنی آنکھ سے باغ اسلام کو پھولتا پھلتا دیکھیں۔ ورنہ یوں آہ و فغان کرنے اور واویلا مچانے سے یا آپکے خیال "امام موعود" آئینگے اور پھر اسلام ترو تازہ ہوگا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار الطاف حسین احمدی
گورنمنٹ لیدر ورکنگ سکول میرٹھ

ہندوستان کی خبریں

کوہ ایورسٹ کی مہم:۔ شملہ ۱۹ رجولائی۔ کوہ ایورسٹ کی مہم کے اراکین ۱۹ رجولائی کو منٹگمری میں پہنچے۔ مسٹر وہیر اللڈرین علیل ہوگئے۔ کوہ ایورسٹ کے شمالی مغربی حصے کے پہاڑی لوگ دریافت کررہے ہیں۔ اور مہم کے بقیہ اراکین مغربی سمت میں سیاحت کررہے ہیں۔

مجوزہ وفد عراق کی نسبت گورنمنٹ کا جواب — چیف سکرٹری صوبجات متحدہ نے جنرل سکرٹری انجمن خدام عتبات عالیات لکھنو کو مجوزہ وفد عراق کی نسبت جواب دیا ہے کہ چونکہ یہ وفد ایسے اشخاص پر مشتمل ہے جو ممالک متحدہ کے باشندے نہیں۔ اسلئے اسکی روانگی کے متعلق گورنمنٹ ہند سے بالواسطہ درخواست کرنی چاہئے۔

امروہہ کا ریلوے حادثہ:۔ امروہہ کے حادثہ ریل میں جو اشخاص زخمی یا ہلاک ہوئے ہیں ان کی تعداد دو چالیس بتائی گئی ہے۔ انجینیروں نے دریا میں سے ایک نہر کاٹ دی ہے اب ریلوے لائن کے دو ڈبے دیکھے جاسکتے ہیں لیکن انجن کا کوئی نشان نہیں معلوم ہوتا۔ چونکہ وہ ستر ٹن کا تھا اسلئے بہت گہرائی میں چلا گیا ہے۔

تشدد آمیز قوانین کی کمیٹی:۔ شملہ ۱۲ رجولائی:۔ تشدد آمیز قوانین کی کمیٹی نے زیر صدارت ڈاکٹر سپرو کارروائی شروع کردی ہے۔ سر جان مینارڈ گواہی دے چکے ہیں۔ کمیٹی میں تین سرکاری اور سات غیر سرکاری ممبران ہیں۔ یہ کمیٹی تیرہ تشدد آمیز قوانین کے متعلق تحقیقات کرے گی۔ شہادت کیلئے بعض قوم پرستوں اور مقتدر افسران کو بھی بلایا گیا ہے۔

اسلامک نیوز کا ہندمیں داخلہ بند:۔ شملہ ۲۲ رجولائی حکومت ہند نے بحری چونگی کے قانون کی رو سے اسلامک نیوز کا داخلہ ہندوستان میں ممنوع قرار دیا ہے۔

قانون امتناع مجالس باضابطہ ہٹا دیا گیا — گورنمنٹ پنجاب کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ۲۵ جولائی سے اضلاع لاہور، شیخوپورہ، امرتسر میں قانون امتناع مجالس باضابطہ منسوخ کردیا گیا۔ ۲۲ رجولائی کو یہ قانون جالندھر میں منسوخ کیا گیا۔ حکومت پنجاب نے یہ توقع ظاہر کی ہے کہ دوبارہ معاملہ فہمی کے باعث آئندہ اس قانون کے اجرا کی ضرورت پیش نہیں آئیگی۔

بھیری کے متعلق سرکاری اطلاع:۔ ریاست دھولپور کے پولیٹیکل ممبر کا اعلان مظہر ہے کہ راجستان، اجمیر، راجپوت سبھا وغیرہ کی شائع کردہ اکثر خبریں بیحد مبالغہ اور خلاف واقعہ اور جھوٹی ہیں۔ دراصل ریاست نے ان لوگوں کی سزادہی کیلئے کارروائی کی ہے جنہوں نے سالہا سال سے قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ ریاست نے نہ انگریزی فوج بلائی نہ ہوائی جہاز۔ ریاست کی فوج میں سینکڑوں کے ہلاک ہونے کی خبریں غلط ہے۔

ولیعہد ایران کلکتہ میں:۔ کلکتہ ۲۳ رجولائی ہز رائل ہائینس ولیعہد ایران گذشتہ جمعہ کو کلکتہ میں داخل ہوئے آپ کا قیام گرانٹ ہوٹل میں ہے۔

چھاؤنیوں کے باشندوں کا وفد:۔ ۲۰ رجولائی کو شملہ میں کنٹونمنٹ کی آبادی کی ایسوسی ایشن کا ایک وفد ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف افواج ہند کی خدمت میں باریاب ہوا اور اپنی شکایات و معروضات پیش کیں۔ وفد کو ہز ایکسیلنسی کے جواب سے اطمینان نہیں ہوا ہے اب اسکا قانونی چارہ جوئی کرنے کا ارادہ ہے۔

شہزادہ ولیعہد کے چیف سکرٹری:۔ شملہ ۲۰ رجولائی اگست کے پہلے ہفتہ میں مسٹر مانٹگومری جو شاہزادہ کے چیف سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ لندن روانہ ہوجائیں گے تاکہ وہاں پہنچکر شاہزادہ موصوف کی تشریف آوری کا انتظام کریں۔

ریلوے کلرک اور چپراسی کا قتل — بمبئی ۲۰ رجولائی ایک کلرک چپراسی کے ساتھ نقدی کا صندوق لے کر بمبئی سے بدھ کے روز روانہ ہوا آدھی رات تک وہ دونوں ریل گاڑی کے کمرے میں زندہ موجود تھے مگر صبح کو جب گاڑی بھوپال اسٹیشن پہنچی تو دونوں مردہ پائے گئے۔

بمبئی میں لازمی ابتدائی تعلیم:۔ بمبئی ۲۳ رجولائی تین سال ہوئے کہ بمبئی کی مجلس وضع قوانین نے لازمی تعلیم کا قانون پاس کیا تھا جس میں میونسپلٹیوں کو اپنے حلقہ میں لازمی تعلیم دینے کا اختیار دیا تھا۔ اور نصف خرچ کا ذمہ گورنمنٹ نے لیا تھا لیکن بجز چند میونسپلٹیوں کے باقی نے ادھر توجہ نہیں کی اسلئے گورنمنٹ نے لازمی ابتدائی تعلیم کا قانون بنانے سے پہلے ایک کمیٹی تحقیقات مقرر کی ہے جو معلوم کریگی کہ شہری لوگ کہاں تک آمادہ ہیں۔

سرحد پر زبردست لڑائی:۔ شملہ:۔ ۱۴ رجولائی کو جھلاری سے مغرب کی طرف حیدری کال جاتے ہوا ایک سمت قافلہ کو میں روک لیا گیا۔ غنیم عبد لائی اور جلال خیل کے لشکر آدمی تھے۔ جو راہ کے دونوں جانب تھے۔ اسلئے دو طرف جانب سے بم کی بارش اور درہ کے اندر دونوں جانب سے گولہ باری ہونے لگی پہلا بارہ سے چار سے تو آدمی ہلاک ہوئے۔ کمانڈنگ افسر اور مدافعانہ حملہ کا جواب دیتے ہوئے مارے گئے۔ سڑکوں کے محافظ فوج دشمنوں کو ان کی کمینگاہ سے باہر نکالنے میں ناکام رہی اور توپخانہ کے لئے کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہاں سے انپر گولہ باری ہوسکے۔ اسلئے ہماری فوج کو جھلاری واپس آنیکا حکم دیا گیا۔ غنیم کا نقصان کوئی بالکل نہ لگ سکا۔ ہماری طرف سے برطانوی افسر ایک ڈاکٹر اور ۳ ہندوستانی سپاہی مقتول اور ایک برطانوی افسر اور ایک برطانوی سپاہی اور ۱۴ ہندوستانی سپاہی مجروح ہوئے۔

ایک سکھ کے مکان پر قبضہ:۔ امرتسر کی خبر ہے کہ اکالیوں نے ایک سکھ کے مکان پر اس بناء پر قبضہ کرلیا ہے کہ اس مکان میں چھوٹے گورو کی شادی ہوئی تھی۔ نوبت عدالت تک پہنچ گئی ہے۔

سید حبیب ایڈیٹر سیاست کی گرفتاری:۔ مورخہ ۲۵ رجولائی سنہ کو ڈیڑھ بجے سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست زیر دفعہ ۱۲۴ الف گرفتار کرلئے گئے۔

گولی چل گئی:۔ کراچی ۲۴ جولائی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بمقام مٹیاری جو حیدرآباد سندھ سے ۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ایک بلوہ ہوا وجہ یہ کہی جاتی ہے کہ حامیان خلافت کی ایک مجمع کی بدنظمی کا بہانہ امن بھی ہوئی۔ پولیس نے گولیاں چلانی شروع کردیں جس سے ایک شخص ہلاک اور ۱۲ زخمی ہوئے۔

ممالک غیر کی خبریں

ڈی ویلرا اور وزیر اعظم کی بے نتیجہ ملاقات

لنڈن ۱۴ جولائی۔ مسٹر لائڈ جارج اور ڈی ویلرا کے درمیان گفتگو بے نتیجہ ثابت ہوئی۔

مسٹر لائڈ جارج کا عزم امریکہ

مسٹر لائڈ جارج نے موسم خزاں میں امریکہ جانے کا فیصلہ کیا ہے۔

بے تار کی برقی

لنڈن ۱۸ جولائی۔ مارکونی کی بے تار کی برقی کی کمپنی اعلان کرتی ہے کہ ناسکی پیغامات کو حاصل کرنے کے ذریعہ طریقے کے سلسلہ میں اہم ترین آزمائشیں ہو چکی ہیں اور پیغامات باوجود موسم کی خرابی کے متواتر اور زیادہ تر تیز رفتار کے ساتھ بھیجے جا سکتے ہیں۔

شہزادہ ویلز جاپان جائینگے

لنڈن ۱۹ جولائی۔ حکومت جاپان نے سیاحت ہندوستان کے بعد جاپان آنے کے لئے پرنس آف ویلز کو باقاعدہ طور پر مدعو کیا ہے۔ غالباً ماہ مارچ یا اپریل ۱۹۲۲ء میں جاپان جائینگے۔

لائڈ جارج اور ڈی ویلرا میں دوبارہ گفتگو

لنڈن ۱۴ جولائی۔ مسٹر ڈی ویلرا مسٹر لائڈ جارج سے آج گفتگو شروع کر رہے ہیں۔ کل چار گھنٹہ تک وزارت کا جلسہ ہوا جس میں تجاویز سوچی گئیں۔ جو مسٹر ڈی ویلرا کے پیش کی جائینگی۔

امریکہ میں عظیم الشان آتشزدگی

لنڈن (نیویارک) ۲۰ جولائی۔ مسٹر روا ریا کاٹن مل کمپنی کے کارخانہ میں آگ لگ گئی۔ جس سے چالیس لاکھ کا نقصان ہوا۔

کوتاہیہ کا تخلیہ

ایتھنز ۲۰ جولائی۔ ویتیاز کوتاہیہ کے متعلق ایک نیم سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ترکی چوکیوں پر مسلسل پیہم کرنے والے حملوں کے باعث غلبہ حاصل کیا گیا۔ اور اس طرح کوتاہیہ جس کی حفاظت کیلئے ایک سو ساٹھ توپیں نصب تھیں یونانیوں کی لڑائی کے بعد ترکوں کی افواج شکست کے بعد خالی کرایا گیا۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ تیس ہزار ترک پکڑے گئے۔

اپر سلیشیا کے پولوں کا لیڈر پیرس میں

پیرس ۱۹ جولائی۔ جنرل کورفنٹی جو اپر سلیشیا کے باغی پولش باشندوں کا لیڈر ہے پیرس پہنچ گیا ہے۔ وہاں اُس نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ اگر اتحادی اپر سلیشیا کا سوال حل کرنے کے لئے اپنا فیصلہ استقلال کے ساتھ عائد کریں تو جرمن بلا مزاحمت سر تسلیم خم کر دینگے۔

روس کی سرحدی ریاستوں کا اتحاد

لنڈن ۱۹ جولائی۔ سفیر لتھوانیا نے ۱۵ جولائی کو اعلان کیا ہے۔ کہ لتھوانیا، لٹویا اور استھونیا کے درمیان عہد نامہ اتحاد تیار ہو گیا ہے۔

انگلستان میں قحط کے آثار

لنڈن ۱۹ جولائی۔ خشک سالی کے باعث امسال انگلستان میں فصلوں کی حالت بہت خراب نظر آتی ہے اجناس کے نرخ ابھی سے بڑھنے شروع ہو گئے ہیں۔

گورنمنٹ کو شکست

لنڈن ۱۸ جولائی۔ پارلیمنٹ میں مالی مسودہ قانون کے متعلق گورنمنٹ کے مخالفوں کی یہ تجویز منظور ہو گئی۔ کہ کارپوریشن ٹیکس سے کواپریٹو سوسائٹیوں کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ مسٹر اسکوئتھ نے بھی اس تجویز کی تائید کی۔ گورنمنٹ کے حق میں ۱۳۵ رائیں تھیں اور مخالف پارٹی میں ۱۳۷۔ مخالف پارٹی نے گورنمنٹ سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا۔

واشنگٹن کی کانفرنس

لنڈن ۱۹ جولائی۔ واشنگٹن میں فوجوں کی تخفیف کے متعلق جو کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز کی گئی ہے جس میں اگر بحرالکاہل کے علاقہ کا سوال اٹھایا گیا۔ تو آسٹریلیا بھی اس میں شریک ہونے کا تقاضا کریگی۔

عسکی شہر پر یونانی قبضہ

لنڈن ۲۱ جولائی۔ ایتھنز میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ یونانیوں نے عسکی شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ جس میں ترکان احرار کی فوج کو بہت سخت ہزیمت ہوئی ہے۔ ترک سامان حرب چھوڑ کر پیچھے چلے گئے۔ یونانی ہوائی جہازوں نے ترکی فوج پر بم گولے برسائے۔

ترکی جنگ کا خاتمہ

ایتھنز ۲۲ جولائی۔ فوجی حلقوں میں یہ رائے ظاہر کی جاتی ہے کہ عسکی شہر کی تسخیر نے عملاً ترکان احرار سے جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس فتح میں یونانیوں کو بہت سا لوٹ کا مال ملا ہے۔ جس میں ۱۸ توپیں اور ایک ہزار قیدی شامل ہیں۔

ترکوں کی توقعات

قسطنطنیہ کی خبر ہے۔ کہ ترکی فوج کے جنرل [illegible] کے افسر اعلیٰ نے بیان کیا۔ کہ علاقوں کا چلا جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا ترکی فوج بغیر کسی خونریز لڑائی کے واپس چلی آئی جیسا کہ پہلے سے تجویز ہوئی تھی۔ افسر مذکور نے اس بات پر یقین ظاہر کیا۔ کہ جنگ کا نتیجہ ترکوں کے حق میں اچھا نکلیگا۔

امیر فیصل کی فتح شام کی آرزو

پیرس ۲۲ جولائی۔ ایکو دی پیرس کو معلوم ہوا ہے کہ فرانسیسی گورنمنٹ نے بغداد میں امیر فیصل کے ارادوں کی طرف برطانیہ کو توجہ دلائی ہے کہ وہ شام کو دوبارہ فتح کرنا اور اسے ایک عرب حکومت کے ماتحت رکھنا اور فرانسیسیوں کو شام سے باہر نکال دینا چاہتے ہیں۔

جاپانی تجارتی وفد اور ہندوستان

لنڈن ۲۲ جولائی۔ ٹوکیو کی خبر ہے۔ کہ جاپانی تجارتی وفد ستمبر میں ہندوستان روانہ ہوگا چار ماہ کے قیام میں ہندوستان کی تجارتی ضروریات کا مطالعہ کرنا اور جاپانی تجارت کو ہندوستان میں ترقی دینا اس کا مقصد ہوگا۔ یہ وفد اپنے ہمراہ بہت سے جاپانی صنعت کے نمونے لے جائیگا جن میں سوت اور کپڑے کے نمونے ہونگے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان الفضل کی طرف سے شائع ہوا)

اظہرمن الشمس ہوجاتی ہے۔ اور تفاصیل بذریعہ پرائیوٹ سکرٹری سلسلہ کے متعلق مناسب تبلیغی لٹریچر بھی لاہور کے حضور پیش کر دیا گیا ہے۔ پس اسے ہی اگر ایڈیٹر صاحب الخلیل کوضد ہے کہ وہ اسے بطور مسیح موعود کو مخفی رکھنا۔ تو ہم بجز اس کے کیا کہہ سکتے ہیں سہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہاں اگر اظہار حقیقت سے الخلیل کا یہ مطلب ہے کہ وہ شہر الکل ایج کو مناظرہ کا اکھاڑہ کیوں نہیں بنایا گیا تو اور بات ہے۔ مگر خواہ الخلیل یہ تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن اہل حق جانتے ہیں کہ ہر امر کا ایک موقع اور ہر بات کا ایک محل ہوتا ہے۔ پھر ہم اسے تبلیغ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ والے قرآنی حکم کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ نیز ہمارے آقا و رہبر حضرت مسیح موعود نے ہمیں حقیقی فرقان حمید دیا ہے۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر رسول کو بھی جب فرعون کے مقابلہ میں بھیجا جاتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی۔ یعنی اے موسیٰ نہایت ملائم طریق سے فرعون سے ہم کلام ہونا۔ شاید وہ نصیحت پکڑے اور ڈر جائے۔ (سورہ طٰہٰ)

دنیا جانتی ہے کہ ہم بفضلہ تعالیٰ اظہار حق میں مذبذب نہیں۔ اور ہمارے امام نے مداہنت سے نہیں سختی کے ساتھ رد کیا ہے۔ اور چونکہ بانی سلسلہ علیہ السلام نے ہمیں اسلام پر محض تقلیدی طور پر نہیں بلکہ با دلائل قائم کیا ہے۔ اس لئے ہم اپنے معتقدات ظاہر کرنے میں ذرہ بھی متامل نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی کسی لومۃ لائم کی پرواہ کرتے ہیں۔ جب ہم قرآن پاک میں منکرین انبیاء کے متعلق مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ پڑھتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ انبیاء اور ان کی جماعت پر لوگ ہنستے رہے ہیں۔ تو ایسی صورت میں کسی شے سے بڑے شخص کی طنز و مسکراہٹ کی ہمیں کیا پرواہ۔ کیا الخلیل کو معلوم نہیں کہ جس وقت مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ جیسی پوزیشن رکھنے والا شخص مذہب عیسوی کو عالمگیر ثابت کرنے کے لئے لب کشائی کرتا ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کس آزادانہ اور پرزور طریق سے اس کی تردید کر کے اسلام کو بالا ثابت کرتے ہیں۔ کسی کی دنیاوی وجاہت کا خیال نہیں کرتے۔

اور کیا الخلیل اس سے بھی بے خبر ہے کہ حضرت مرزا بشیر احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے غلام (مجاہد فی سبیل اللہ) کس طرح یورپ اور امریکہ میں نہایت آزادی سے بڑے عظیم الشان بادشاہوں اور والیان سلطنت پر صداقت اسلام ظاہر کر رہے ہیں۔ جناب من! کسی امر پر معترض ہونا اور اپنے ایڈیٹوریل اشاعت میں بیٹھ کر نکتہ چینیاں کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن کیا کبھی آپ یا آپ کے علماء نے جنہیں آپ وارث انبیاء کا خطاب دیتے ہیں۔ تبلیغ اسلام کے لئے گھر سے باہر قدم بھی نکالا ہے یا کبھی آپ نے اپنے اخبار کا ورق نہ سہی۔ ایک کالم یا ایک سطر ہی تائید اسلام یا تبلیغ دین حقہ کے لئے وقف کی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیوں خواہ مخواہ ایک ایسی جماعت کے سد راہ بنکر اس کے راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ جو وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ کی سچی مصداق اور حزب اللہ کا خطاب پا چکی ہے۔

ہم لوگ بے شک اپنی گورنمنٹ کے وفادار ہیں اور یہ ہمارا بحیثیت اُمت محمدیہ ہونے کے ایک فرض ہے۔ جو قال اللہ و قال الرسول کے مطابق ہے۔ بیشک ہمارے ممبران وفد گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات سے مملو ہو کر اپنے دنیاوی بادشاہ کے قائم مقام کے سامنے حاضر ہوئے۔ تا اسلام کے اس امن بخش اور سلامت روی کے حکم متعلقہ اطاعت اولی الامر کو اپنے قول اور فعلی رویہ سے ظاہر کریں۔ جسے آج کل کے نام کے مسلمان اپنی خواہشات کی پیروی اور عدم واقفیت اسلام کے باعث مشرکین کے پیرو بن کر پس پشت پھینک رہے ہیں اور اپنے اصول دین حنیف کو اغیار کی ملامت کا آماجگاہ بنا رہے ہیں۔ اگر ہمارے حضرت مسیح موعود کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ فام حبشی حاکم کے بھی فرمانبردار رہنے کی تاکید فرما چکے ہیں۔ تو ہم لوگ انگریز سے والے بادشاہ وقت کے وفادار رہ کر اظہار وفاداری کیوں نہ کریں۔ ہاں اسے اگر کوئی خوشامد کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ تو یہ اس کی سخن فہمی قابل افسوس ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ ہمارا اولوالعزم خلیفہ جو فی الحقیقت صفات محمودہ اور اخلاق محمدیہ کا مجسمہ ہے۔ بارہا فرما چکا ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ کی خوشامد سے اس کے وفادار نہیں۔ بلکہ خدا اور رسول کے حکم پر ہمارا عمل ہے۔ لیکن اپنے اس سلوک کے بدلے ہم حکام سے انعام یا صلہ کے خواہشمند نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ اگر اس خدمت کے بدلے ہمیں کچھ دینا بھی چاہے۔ تو ہم اس میں اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب الخلیل براہ خدا کم ازکم اسی ایڈریس کے جس پر آنکھ بند کر کے انہوں نے اعتراضات کے پتھر پھینکے ہیں۔ ان الفاظ کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں۔ جن کے مبادی میں صاف اور جلی حروف میں لکھا ہے کہ "ہم خوشامدی نہیں" (کیونکہ خوشامد تو کبھی صلہ لینے کی غرض سے کی جاتی ہے) اور ایڈریس کے الفاظ صاف طور سے مظہر ہیں کہ:-

"ہم نے کبھی گورنمنٹ سے اپنی خدمات کا صلہ طلب نہیں کیا۔ اور ہم ایسا کرنا اپنے اصول کے خلاف خیال کرتے ہیں۔ ہم من حیث الجماعت جو خدمت کرتے ہیں۔ اور یہی خدمت بڑی خدمت ہے۔ اس کے بدلہ میں ہم کبھی کسی صلہ کے نہ طالب ہوئے ہیں۔ اور نہ انشاء اللہ آیندہ ہونگے ....."

(دیکھو اخبار الفضل مورخہ ۲۸ جولائی)

پس ع - کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔
ورنہ لھم قلوب لا یفقھون بھا کے مصداق لوگوں کو ہماری تو کیا حقیقت انبیا بھی نہیں سمجھا گئے۔

یہاں تک تو الخلیل کی بے جا نکتہ چینیوں کی حقیقت تھی۔ جو ظاہر کی گئی۔ جس سے حق پسند اصحاب پر واضح ہو گیا ہو گا کہ جماعت احمدیہ کسی موقع پر بھی اپنے مذہبی عقائد کے اظہار سے نہیں چوکتی۔ اور اس کے

افادکسی مذہب اور کسی رنگ کے انسان کے سامنے حق بیان کرنے میں متردد اور متامل نہیں ہوتے۔ اب "الخلیل" کو اس تحریر کے متعلق جس سے اس کی مذہبی واقفیت کا ثبوت ملتا ہے کہ ۔

"اہل کتاب میں سے ایک یہودی قوم ہی ایسی ہے جو ابھی تک بعثت مسیح کے قائل نہیں"

کچھ عرض ہو۔ کیا اچھا ہوتا۔ اگر یہ الفاظ لکھنے کے قبل ایڈیٹر صاحب "الخلیل" کسی یہودی سے دریافت کرلیتے کہ وہ بعثت مسیح کا قائل ہے یا نہیں؟ کم از کم توریت کھول کر ملاکی نبی کی کتاب ہی ملاحظہ فرما لیتے تا آپ کو معلوم ہو جاتا کہ یہودی تو کئی ہزار برس سے بعثت مسیح کے قائل ہیں۔ البتہ آپ لوگوں کی طرح سے مسیح کو رد کر کے ایک فرضی اور خیالی مسیح کے مبعوث ہونے کے لئے کئی ہزار برس سے اب تک آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں۔ تا پہلے ایلیاہ کو آتا ہوا دیکھیں۔ پس اس انتظار میں صادق قول کا انکار کرنے اور وقت پر آنے والے سچے موعودوں کو جھوٹا قرار دینے میں آپ اور آپ کے یہ اہل کتاب ضرور متماثل ہیں۔ اور ایسا ہونا ضروری بھی تھا تا مخبر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ کہ لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع۔ یعنی تم اہل کتاب کی بالشت بالشت اور گز بگز پیروی کرو گے۔ اس چودھویں صدی میں حرف بحرف پورے ہوں۔

پس اے حق پسند! سوچو کہ جب یہودی انکار مسیح موسوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا الزام لگا کر اپنی محرومی پر پہنچتے ہو تو پھر خود کیوں مسیح محمدی سے منہ موڑ کر ویسے ہی اتہامی مجرم بن رہے ہو۔ دیکھو جب ہزاروں برس کے انتظار کے بعد بھی یہودیوں کا مزعومہ موعود نہ آیا تو اسی طرح تمہارا بھی آسمان کی طرف ٹکٹکی لگانا کب نتیجہ خیز ہو سکتا ہے۔ جلدی کرو اور یہودیوں کے اس تلخ تجربہ سے فائدہ اٹھا کر اس مسیح موعود کو قبول کرو جو اسی رنگ میں آسمان سے بمصداق حدیث رسول کریم کدعہ (قادیان) ملک پنجاب میں نازل ہو چکا ہے۔ جس رنگ میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے الیاس کو آسمان سے آمدہ بتایا تھا۔ اور اگر تمہیں اس کی صداقت میں کچھ شک ہے تو اسی معیار پر اس مسیح محمدی کو بھی آزما لو۔ جس پر تم حضرت عیسیٰ کو یہودیوں کے سامنے پرکھا سکتے ہو۔

امید کہ الخلیل اب آئندہ بہت سوچ سمجھ کر حق کی مخالفت میں خامہ فرسائی

خاندان نبوت کا عطیہ

سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے

تمام احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب نے مندرجہ ذیل خط افسر جلسہ سالانہ کو ارسال فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بجواب آپ کی تحریک مطبوعہ اخبار الفضل مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۲۱ء معروض ہے کہ ہم تین بھائیوں یعنی حضرت صاحب عزیزم میرزا شریف احمد و خاکسار کی طرف سے جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے پانسو روپیہ کی رقم قبول فرما لیں۔

مرزا بشیر احمد

اس خط کے ساتھ ہی انہوں نے جلسہ سالانہ کیلئے پانچسو روپیہ عطا بھی کر دیا ہے۔ مجھے اس رقم کے ملنے پر بہت سوچنے کے بعد یہ تجویز خیال میں آئی ہے کہ یہ رقم آٹے پر لگائی جاوے۔ جلسہ سالانہ پر چار ہزار آٹھ سو روپیہ کا آٹا خرچ ہوگا۔ یعنی ۳۰۰ بوریاں فی بوری ۲ من۔ قیمت فی بوری ۱۶ یعنی ۸ روپے فی من ہے۔ میں اس اعلان کے ذریعہ احباب کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ احباب کے لئے یہ ایک بڑا غنیمت موقعہ ہے۔ کہ وہ رقم بھیجکر حضرت صاحب اور آپ کے بھائیوں کے ساتھ آٹے کی امداد میں شریک ہو جاویں۔ میں نے یہ تجویز کی ہے کہ ہم آٹے کے عطیہ کے حصے مقرر کریں سو جاننا چاہئیے۔ کہ ۲ من یعنی ایک بوری کی قیمت ۱۶ ہے۔ ایک حصہ کم سے کم ۲ من ہوگا جس کی قیمت ۱۶ ہے۔ اس سے کم جو رقم بھیجی جاویگی وہ ہم آٹے پر نہ لگا دینگے۔ آٹے پر وہی رقم لگائی جاویگی۔ جو کم سے کم ایک حصہ کی قیمت ہوگی۔ چونکہ آٹے پر کل خرچ چار ہزار آٹھ سو روپیہ آئیگا جس میں سے پانچسو روپیہ حضرت صاحب اور آپ کے بھائیوں کا ہوا ہے۔ اس لئے بقیہ رقم چار ہزار تین سو ابھی درکار ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب یہ اعلان پڑھتے ہی مجھے بذریعہ ایک کارڈ کے بواپسی ڈاک اطلاع دینگے۔ کہ وہ کتنے حصوں کی امداد کا وعدہ کرتے ہیں۔ احباب ابھی رقوم نہ بھیجیں۔ صرف بذریعہ کارڈ وعدہ لکھ دیں۔ جب میں یہاں سے ان کو لکھوں تب وہ رقم ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرماوے کہ وہ اتنی امداد دیں کہ جلد سے جلد آٹے کی رقم جمع ہو جاوے۔

احباب کے جواب باصواب کا منتظر

سید محمد اسحٰق ۔ افسر جلسہ سالانہ

طلباء مدرسہ احمدیہ احباب کی خدمت میں

موسمی تعطیلات کی وجہ سے مدرسہ احمدیہ ۲۴ اگست ۱۹۲۱ء سے ۳۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء تک یعنی ۴۰ یوم کے لئے بند رہیگا۔ یہ عرصہ اکثر طلباء زیر نگرانی والدین اپنے گھروں میں گذاریں گے۔ چونکہ یہی وقت ان کی دینی و اخلاقی حالت کو صحیح طور پر معلوم کرنے کا ہوتا ہے اسلئے میں تمام احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ مہربانی فرما کر طلباء کی پوری طرح نگرانی کریں۔ اور ان کی تعلیمی و دینی و اخلاقی حالت میں جو نقص دیکھیں۔ ان سے خاکسار کو مطلع فرمادیں تاکہ ان کی اصلاح میں مدد مل سکے۔ میں ہر ایک احمدی دوست سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ اس معاملہ میں میری مدد کرنے میں پوری سعی سے کام لیکر مشکور فرماوینگے۔ کیونکہ جماعت کے بچوں کی اصلاح کسی ایک شخص کا کام نہیں۔ بلکہ تمام جماعت کا فرض ہے۔

نیز یہ بھی گذارش ہے کہ اس موقعہ پر لڑکوں کو مدرسہ کے لئے چندہ جمع کرنے کا بھی شوق ہوتا ہے اسلئے احباب انکی تحریک چندہ کو جو وہ دوستوں میں کریں بار آور بنا کر انکی حوصلہ افزائی فرماویں۔ اس کام کیلئے انکو رسید بکیں دی گئی ہیں کوئی دوست بغیر رسید لینے کے چندہ نہ دے۔ اگر کسی لڑکے کے پاس رسید بک نہ ہو یا ختم ہو گئی ہو تو انکی تحریک پر جو چندہ جمع ہو وہ مقامی سیکرٹری کے ذریعہ مدرسہ میں یا دفتر محاسب میں بھجوا دیں اور کوپن میں تحریر

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - ۸ - اگست ۱۹۲۱ء

نائجیریا میں تبلیغ اسلام

محل شاہی میں تبلیغ احمدیت

ایک شہر میں دس احمدی مساجد

(مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کے قلم سے)

بڑا مشکل کام ہے عیسائیت کا قدم اس ملک میں نہایت مضبوط ہے۔ تثلیث پرستی کا بت سخت سنگین اور مسیحی اثر بے انتہا ہے۔ علم، دولت تجارت اور عہدہ ہائے حکومت سب عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ جہالت، غربت، افلاس، شرارت، رذالت افریقن مسلمان کے حصہ میں آئی ہے۔ مسیحی پادریوں نے کمال ہوشیاری، خود غرضی اور مسلمانوں کو غافل کرنے کے لئے اس امر کو مشتہر کیا کہ اسلام افریقہ میں ترقی کر رہا ہے۔ حالانکہ بات صرف اسقدر ہے۔ کہ افریقن بت پرست مسلمانوں کا سا لباس پہن کر اور مسلمان نام رکھ کر بعض بعض جگہ اپنے اندر قدرے تغیر کر کے ذرا بہتر قسم کے بت پرست بن جاتا ہے۔ چنانچہ لیگوس دارالحکومت نائجیریا میں ایسے مسلمان کی تعداد قریباً ۳۵ ہزار ہے۔ اور عیسائی ۲۰ ہزار۔ مگر عیسائیوں کے ۴۰ مدارس ہیں۔ اور ۱۱ ہزار لڑکے و لڑکیاں انہیں تعلیم پاتے ہیں۔ ہر مسیحی فرقہ کے مشن اور مدارس جدا ہیں۔ ان کے مقابل مسلمانوں کے لئے ایک محمڈن اسکول ہے بنایا ہے۔ جس میں ... لڑکے و لڑکیاں ابتدائی تعلیم پاتے ہیں۔ ان حالات کی روشنی میں کون کہہ سکتا ہے کہ افریقہ میں اسلام ترقی کر رہا ہے۔ البتہ اگر کچھ کہا جا سکتا ہے تو یہ کہ تبلیغ اسلام کا کام نہایت مشکل ہے۔

> ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
> دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

نو احمدی نو مسلم مغربی افریقہ میں آنے کے وقت سے اب تک ۱۳ ہزار سے زیادہ آدمی میرے ہاتھ پر حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان میں برائے نام مسلمان اور مسیحی و بت پرست لوگ بھی شامل ہیں۔ گو لاگوس سے میں نے چار ہزار کا اندازہ دیا تھا۔ مگر در اصل وہ لوگ قریباً چھ ہزار ہیں۔ اور انہیں سے چند سو نماز روزہ جانتے ہیں۔ باقی تمام نو مسلم ہیں۔ یہی حالت اباڈان کی ہے۔ پس جو لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ اور نو احمدی کہلاتے ہیں۔ اول تو یہ سب نو مسلم ہیں۔ اور اگر "آخر کنند دعوئی حب پیمبرم" پر نظر کر کے چند سو کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ تو میں حمد باری سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا وند تعالیٰ کی تائید سے میرے ہاتھ پر اس وقت تک گولڈ کوسٹ اور نائجیریا میں دس ہزار سے زیادہ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

عیسائی اسلام قبول کرنے کیلئے تیار ہیں احباب کرام اس خبر سے بہت خوش ہونگے کہ عیسائیوں کی ایک خاصی تعداد مختلف حصص مغربی افریقہ میں اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور انشاء اللہ میں دیر و زود یہ خبر دینے کے قابل ہو سکوں گا کہ ہزاروں مسیحی مسلمان ہوگئے ہیں۔ اس وقت میں صرف یہ خبر مشتہر کرتا ہوں کہ لیگوس کے قریباً ایک سو نوجوان انگریزی سمجھنے والے مسلمان مسیحی ہونے کو تیار تھے۔ جو کہ میری آمد پر رک گئے اور بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہو گئے۔ اور سلسلہ میں داخل ہونے کی ایک ایک کر کے جرأت کر رہے ہیں۔

شاہ لیگوس پرنس (Eleko) الیکو شاہ لیگوس جو بت پرست خاندان سے ہے ([illegible]) یعنی سابق فرمانروایان لیگوس کا موجودہ حکمران جانشین ہے۔ میرے وعظوں پر دلچسپی لینے لگا ہے۔ اور اس کی خاص درخواست پر میں محل شاہی میں مدعو ہوا۔ اور ایک بلند سٹیج پر جو وعظ کی غرض سے بنایا گیا تھا۔ میں نے ہزاروں کے مجمع کو تبلیغ حق کی۔ اور مسیح موعود کا پیغام پہنچایا۔ الیکو اور اس کے تمام بت پرست رؤسا وعظ میں شامل ہوئے۔ رپورٹیں بتلاتی ہیں کہ وہ بہت متاثر ہے۔ سیاسی مطلع کے چند دنوں اس سے حسب منشاء صاف نہیں۔ صاف ہونے پر انشاء اللہ امید ہے۔ الیکو اور اس کے رؤسا اسلام قبول کرینگے۔

سلسلہ تبلیغ کھلی ہوا کی تقریروں۔ ملاقاتوں اور احمدیہ ہال میں لیکچروں کے ذریعہ صداقت کی اشاعت کر رہا ہوں۔ تقریروں کا پروگرام حسب ذیل ہے:۔

(۱) درس قرآن جامع مسجد احمدیہ میں بروز منگل ہر ہفتہ مردوں کے لئے۔ بروز جمعرات مستورات کیلئے۔

(۲) کھلی ہوا میں دو تقریریں ہفتہ وار شام کو۔

(۳) خطبہ جمعہ جس کے لئے لوگ شہر کے مختلف حصص سے خصوصاً آنے لگے ہیں۔

(۴) عیسائیوں کو وعظ بلا مدد ترجمان احمدیہ ہال ایک مرتبہ ہر ہفتہ۔

(۵) احمدیوں کو وعظ بلا مدد ترجمان احمدیہ ہال میں ایک مرتبہ ہر ہفتہ۔

(۶) سلسلہ سوالات و جوابات متعلق مسائل احمدیت

(۷) " " " " ترجمان

(۸) ترجمہ نماز و تعلیم نو احمدیاں یوربا کلاس مسٹر اے امام مسجد احمدیہ۔

ان کے علاوہ تمام مساجد احمدیہ کے امام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ دیہات میں وعظ جاری ہیں۔ شہر میں دس مسجدیں ہماری ہیں۔ اور ہر امام اپنے اپنے حلقہ میں وعظ کر رہا ہے۔

حکام نائجیریا

یہاں پر طازی حکام نہایت سمجھدار اور با اخلاق ہیں۔ کمشنر پولیس، پبلک ڈاکٹر اور ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر خصوصیت سے ہمدرد اور نیک طبیعت ہیں۔ اس عاجز سے ہر دو احترام و عزت کا برتاؤ رکھتے ہیں۔ جو نیکی ہے۔ مسلمانوں کو ان کی اپنی بہتری کے لئے وفاداری حکومت کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ جزاء۔

اخبارات نائجیریا

یہاں پانچ اخبار ہیں۔ انہیں سے ایک انگریزی اور دوسرا مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ ہر دو میں اس عاجز کے متعلق مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ہفتہ وار ان میں افریقن میسنجر نے عید الفطر کا ذکر کرتے ہوئے میرے خطبے اور کام و دس ہزار نو احمدیوں کا نہایت عمدہ الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی نائجیریا ٹائمز نے دس ہزار نو احمدیوں کی خبر اچھے الفاظ میں شائع کی ہے +

انسانوں کو سجدہ کی ممانعت

یہاں کے مسلمان پرانی رسم کے مطابق انسانوں کو سجدہ کرنے کے عادی ہیں۔ احمدی جماعت نے اپنے مقامی قوانین و ضوابط کی رو سے اس رسم سے کلی اجتناب جزو احمدیت قرار دیا ہے۔ میں نے دعوتوں میں اس پر زور دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بد رسم لیگوس سے رخصت ہو رہی ہے۔ چونکہ احمدیوں کی تعداد اب ہزاروں ہے اور احمدی مرد و عورتیں اس بد رسم کو روک رہے ہیں اور اپنے بچوں کو اس سے منع کرتے ہیں۔ اس کا اثر آبادی کے دوسرے حصے پر بھی ہو رہا ہے۔ احمدی کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ کسی کو سوائے خدا کے سجدہ نہیں کرتا ۔

متفرق

یہاں کے مسلمانوں میں امامت و انتظام مسجد جامع کی نسبت تنازع ہے۔ اور یہ پانچ سال سے برابر چلا آتا ہے۔ آبادی کا حصہ کثیر امام کے خلاف ہے۔ اور گزشتہ اور کثرت آبادی مسلمانان میں باہمی غلط فہمی تھی رہ گیا عاجز کی سعی سے رفع ہو گئی ہے۔ اور مسجد کا معاملہ انشاء اللہ جلد طے ہو جائیگا۔ اندرون ملک میں بیلو آمد تبلیغ اور وعظ کہ مہدی آگیا ہے دیہات کی خبر پہنچ گئی ہے۔ مگر میں ابھی لیگوس میں سخت مصروف ہوں۔ اندرون ملک میں نہیں جا سکتا۔ جماعت میں اخلاص و جوش ہے۔ مگر صرف چند نوجوان جن کی تعداد اب بڑھ رہی ہے حقیقی کارکن ہے۔ باقی تمام ان پڑھ ہیں۔ جو ضروریات سلسلہ کو ابھی نہیں سمجھ سکتے۔ مگر اللہ سے امید ہے کہ وہ جلد ان سے آگاہ ہو جائیں گے۔

میری صحت

میری بیماری خطرناک تھی۔ اور قلب پھیپھڑوں پر اثر ہو گیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے صحت کامل عطا فرما دی ہے۔ اور اس کی ذات سے امید ہے کہ وہ نائجیریا میں احمدیت کو بہت ترقی دیگا کہ لیگوس کی روشنی اندرون افریقہ میں پہنچے گی۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ پوری شان کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اس کی ابتدا اللہ کے فضل سے شروع ہو گئی ہے +

درخواست دعا

میں کمزور ناتواں کم علم ہوں کام بہت ہے۔ تنہا ہوں۔ کم از کم چار مشنری صرف لیگوس میں چاہئیں۔ گولڈ کوسٹ ، سیرالیون کا کام اس سے علیحدہ ہے۔ میری صحت پہلے بھی اچھی نہ تھی۔ مگر اب کثرت کار، تفکرات، اچھی خوراک کا نہ ملنا مجھ کو کمزور اور بوڑھا کرتا جاتا ہے۔ میں محتاج دعا ہوں۔ سب احباب میرے لئے دعا کریں۔ فرداً فرداً خط نہیں لکھ سکتا ۔

مسٹر ساگر چند کا ارتداد

ہمیں قبل ازیں مسٹر ساگر چند کے متعلق براہ راست کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ اس لئے کچھ نہ لکھ سکتے۔ اب چونکہ ان کے اسلام سے منحرف ہونے کی خبر پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ اس لئے مختصراً اس بارے میں کچھ لکھا جاتا ہے۔

مسٹر ساگر چند ولایت میں جن خطرناک مشکلات اور مخالفت میں مبتلا تھے۔ ان سے محض اللہ کی رزاقی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور ہماری جماعت کے دو ممبروں کی مستجاب کی دعاؤں سے ایسی حالت میں کہ جو ان کیلئے بالکل مایوس کن تھی۔ فوراً ان کی توجہ احمدیت و اسلام کی صداقت کی طرف پھری۔ اور انہوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ لیکن چونکہ وہ اسلامی تعلیم سے واقف نہ تھے۔ اس لئے ان کے دل میں مسئلہ دعا کے متعلق یہ غلط خیال بیٹھ گیا۔ کہ ہر ایک خواہش جو انسان رکھتا ہو۔ دعا کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے۔ اور ہر دعا جو انسان کرے، وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں قبول ہو جاتی ہے۔

اس خیال کو لیکر جب انہیں ایسے حالات میں سے گذرنا پڑا۔ جن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسوقت ہی جبکہ وہ ولایت سے واپس آئے تھے مطلع فرما دیا تھا۔ تو افسوس ہے کہ وہ قائم نہ رہ سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک لمبی تقریر میں جو مسٹر ساگر چند کو مخاطب کر کے کی گئی تھی۔ فرمایا تھا۔

"اس ملک میں آکر بھی اگر تمام علائق اور جذبات کے مقابلہ میں آپ کی پہلی تحقیق ثابت اور قائم رہی تب آپ کی تحقیق حقیقی تحقیق کہلا سکتی ہے اور آپ کا ایمان پختہ ایمان ہوگا۔ اور آپ کا پہلا نتیجہ اور فیصلہ میرے نزدیک یقینی نتیجہ نہیں کیونکہ جس وقت آپ نے وہ نتیجہ نکالا تھا اسوقت آپ کے مقابلہ میں یہ جذبات اور علائق نہ تھے جو اب ہیں۔ اس لئے وہی نتیجہ دائمی ہوگا۔ جس پر ان علائق اور جذبات کے مقابلہ میں آپ پہنچیں گے"

(الفضل۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۹ء)

ان حالات میں جس نتیجہ پر وہ پہنچے۔ وہ ہمارے لئے تعجب انگیز نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ افسوسناک ضرور ہے۔ رشتہ داروں کے تعلقات اور دباؤ نیز بعض اغراض و خواہشات کے پورا ہونے میں مشکلات کو دیکھ کر اور بالآخر ایک یورپین لیڈی سے شادی کرنے میں باوجود اپنی طرف سے پوری کوشش اور دعاؤں کے ناکام رہنے پر ان کا قدم ڈگمگا گیا۔

ہندوستان کی خبریں

سکھوں کا وفد گورنر پنجاب کی خدمت میں: سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ تاریخ ۲۴ جولائی کو چیف خالصہ دیوان کا ایک وفد گورنر آنریبل سر جان مینارڈ کی خدمت میں ملا۔ ہز ایکسیلنسی گورنر موصوف نے وفد کے ساتھ سکھوں کی موجودہ حالت کے متعلق بہت غور طلب امور پر بحث کی۔

تخفیف اخراجات کیلئے ایک کمیٹی کا تقرر: سرکاری اعلان مظہر ہے کہ حکومت پنجاب نے عام اخراجات میں تخفیف کے متعلق غور و خوض کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جس کے پانچ ممبر ہیں پانچ انگریز [illegible] ہندوستانی ہونگے۔

چوپاٹی کے ساحل پر لاکھوں کا مجمع: بمبئی ۲ اگست۔ مسٹر تلک کی برسی پر چوپاٹی کے ساحل پر لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ اس کا اندازہ بھی کرنا ناممکن ہے۔ چونکہ مسٹر گاندھی وغیرہ ابھی آئے نہ تھے اسلئے لالہ لاجپت رائے صاحب سے افتتاح جلسہ کی درخواست کی گئی۔ جنہوں نے ہندی میں تقریر کی۔ اثناء تقریر میں گڑبڑ ہو گئی۔ سٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے سمندر میں گر پڑنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ بعض لوگوں کو ضربات بھی آئیں۔ کئی ایک بے ہوش ہو گئے۔ مسٹر گاندھی نے لوگوں کو خاموشی کے لئے کہا۔ مگر بیکار۔ آخر انہوں نے گجراتی میں تقریر کی چونکہ حالت نازک ہوتی جاری تھی اور اتلاف جان کا اندیشہ تھا۔ اس لئے تقریر ختم کی جا سکی اور جلسہ برخواست کر دیا گیا۔

پنجاب میں غیر ملکی کپڑا جلانے کی تاریخ: پنجاب میں غیر ملکی کپڑا جلانے کیلئے ۱۰ اگست کی تاریخ مقرر ہوئی۔ کانگریس اور خلافت کے رضاکار کپڑا جمع کرینگے۔

مسٹر تلک اور مسٹر گاندھی کا مقابلہ: مسٹر جوزف نے ۲۹ جولائی کو تقریر کرتے ہوئے مسٹر تلک اور مسٹر گاندھی کا مقابلہ کیا اور کہا کہ اول الذکر اپنی زندگی میں ہمیشہ تعاون کے حامی رہے۔ مگر موخر الذکر عدم تعاون کی تبلیغ کر کے ملک میں مخالفت کا بیج بو رہے ہیں۔

ایک لفٹننٹ کو سزائے جرمانہ: آگرہ یکم اگست۔ مسٹر [illegible] آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ کی عدالت میں لفٹننٹ ٹی [illegible] کے خلاف مقدمہ پیش ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ دہلی کے دو سوداگر آگرہ چھاؤنی کے سٹیشن سے سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ خرید کر گارڈ کی اجازت سے فرسٹ کلاس میں سوار ہوئے۔ اسی کمرہ میں لفٹننٹ صاحب بھی تھے۔ جنہوں نے طیش میں دھکا دے کر ان کو باہر نکلنے پر مجبور کیا۔ مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھا کہ لفٹننٹ نے غصہ نکالا اور یہ فعل وحشت انگیز اور اہانت آمیز ہے۔ ملزم کو حق نہ تھا کہ وہ اپنے ہمراہی مسافروں سے ایسا سلوک کرتا۔ میں اس جرم کی پاداش میں سزائے قید تو نہیں دیتا۔ لیکن یہ فعل چونکہ انگریزوں اور ہندوستانیوں میں نفرت پھیلانیوالا ہے۔ اس لئے چار سو روپیہ جرمانہ کی سزا دیتا ہوں۔ اس رقم میں سے سو سو روپیہ دونوں مدعیان کو دیا جائے۔

مسٹر کپور اور میجر فیرر کا مقدمہ: ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے مسٹر کپور کا مقدمہ جو انہوں نے میجر فیرر کے خلاف دائر کر رکھا تھا۔ خارج کر دیا۔ اور میجر فیرر کے مقدمہ میں مسٹر کپور کو پندرہ روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔

دیوان راجگان کا اجلاس: شملہ یکم اگست۔ وائسرائے دہلی میں سات سے گیارہ نومبر تک دیوان راجگان کا اجلاس منعقد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

لاہور میں کھدر کا جلوس: ۳۱ جولائی کو لاہور میں دریائے راوی پر لوگوں کا ایک بڑا اجتماع ہوا جو سب کھدر پوش تھے۔ یہ جلوس شہر تک آیا اور موچی دروازہ پر منتشر ہو گیا۔ پیسہ اخبار لکھتا ہے۔ کہ جلوس میں صرف چند غیر معروف مسلمان [illegible]

ایڈیٹر سیاست پر فرد جرم لگ گیا: سید حبیب ایڈیٹر سیاست ۲ اگست کو عدالت میں پیش کئے گئے۔ اور مسٹر [illegible] نے ان پر دفعہ ۱۲۴ قانون تعزیرات ہند کی رو سے فرد جرم لگا دیا۔ فیصلہ ۱۰ اگست کو سنایا جائیگا۔

قحط پنجاب کیلئے ۲۵ ہزار روپیہ: بمبئی ۲ اگست۔ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے قحط پنجاب میں امداد کیلئے ۲۵ ہزار روپیہ کی امداد منظور کی ہے۔

سکھوں کی فرقہ وار نیابت تسلیم کر لیا گیا: اسی ورکنگ کمیٹی نے پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کو حکم دیا ہے کہ وہ سکھوں کو بھی لکھنؤ کے سمجھوتے کی سپرٹ میں جداگانہ نیابت کا حق دیں۔

ننکانہ صاحب کے مزارعان کیطرف سے دنگے: کمیٹی ننکانہ نے اعلان کیا ہے کہ ننکانہ صاحب کے مزارعان نے مہنتوں وغیرہ اور گوردواروں کے متعلق مزارعوں کی خبر سنکر مخالفانہ روش اختیار کر لی ہے۔ اور سردار مہتاب سنگھ وغیرہ کئی سکھ سرداروں کے خلاف مقدمات دائر کر دئیے ہیں۔

نیشنل پبلسٹی لمیٹڈ دہلی: اس کمپنی نے مسٹر تلک کی برسی کے دن اپنی خبر رسانی کا کام شروع کر دیا ہے۔ اب ہندوستانی اخبارات کو خبریں بہم پہنچائی جا سکتی ہیں۔

ابتدائی تعلیم لازمی اور مفت: پونا ۳ اگست۔ صوبہ بمبئی کی قانونی کونسل نے اتفاق رائے سے یہ پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ کی یہ تعلیمی پالیسی قرار دی جائے کہ ملک میں ہر ایک کے لئے ابتدائی تعلیم جسقدر جلد ممکن ہو سکے۔ لازمی اور مفت کر دی جائے۔

شہزادہ ویلز کے بائیکاٹ کے متعلق کانگریس کمیٹی کا فیصلہ: کانگریس کی طرف سے ایک اعلان ہوا ہے جسمیں لکھا گیا ہے۔ کہ شہزادہ ویلز کے متعلق ایسوسی ایٹیڈ پریس کے بیان کا وہ حصہ جو ہڑتالوں کے متعلق ہے۔ وہ بالکل بے بنیاد ہے۔

مسٹر شہباز اخگر کی گرفتاری: مسٹر شہباز اخگر جنہوں نے پہلے لاہور اور پھر امرتسر سے اخبار پنجاب نکالا تھا۔ ڈلہوزی سے آتے ہوئے امرتسر کے سٹیشن پر گرفتار کر لئے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے خلاف لاہور میں چوری کا کوئی استغاثہ دائر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۱ - اگست ۱۹۲۱ء

"خلافت ٹرکی" اور "زمیندار"

(نمبر ۲)

"زمیندار" نے اپنی ایک گذشتہ پرچہ میں سلطان ٹرکی کو خلافت سے جواب دیتے ہوئے جہاں یہ لکھا تھا کہ "چونکہ وہ اتحادیوں کے جنگی جہازوں کی زد میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لہذا ان سے شرعاً ناروا نہ اسیری ان کی خلافت ساقط ہے۔" وہاں مسند خلافت مصطفےٰ کمال پاشا کو سپرد کرتے ہوئے اپنی بارگاہ تقدس مآب سے ذیل فرمان بھی جاری کر دیا تھا کہ "ہمیں تو صرف خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن مقدسہ کے احترام سے مطلب ہے۔ ان کی بحالی کے لئے جو طاقت سب سے زیادہ کوشاں ہے۔ اور جس کی طرف تمام دنیائے اسلام امید و احترام کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔ وہی طاقت ہمارے نزدیک عملاً خلافت اسلامیہ ہے۔"

اس کے متعلق ہم نے دریافت کیا تھا۔ کہ اگر "خلافت اسلامیہ" کسی ایسی طاقت کی طرف منتقل کی جا سکتی ہے۔ جو خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن مقدسہ کے احترام" اور ان کی بحالی کے لئے زیادہ کوشاں ہو۔ تو کیا کسی وقت مسٹر گاندھی کی تحریک کے متعلق تو یہ نہیں کہدیا جائے گا کہ "یہی طاقت ہمارے نزدیک عملاً خلافت اسلامیہ ہے۔" کیونکہ مسٹر گاندھی بھی قیام خلافت اور اماکن مقدسہ کی بحالی کو اپنا فرض بتاتے اور اس کے لئے کوشاں ہونے کے مدعی ہیں اور مسلمان بھی ان کے متعلق یہی یقین رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کی پیروی کر رہے ہیں۔"

"زمیندار" نے بہت کچھ پیچ و تاب کھانے اور حسب عادت جھگڑا پن سے کام لینے کے بعد اس کا جو جواب دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

"اگر مہاتما گاندھی کوئی مسلمان حکمران ہوتے۔ اگر ان کی حکومت کو سیاسی اعتبار سے تمام دول اسلامی پر فوقیت حاصل ہوتی۔ اور اگر ان کی خلافت پر اجماع امت ہو جاتا۔ تو ان کے بھی خلیفہ ہونے میں کسی مسلمان کو اعتراض کی گنجائش نہ ہوتی۔" (۲ اگست ۱۹۲۱ء)

اگرچہ "زمیندار" نے مصطفےٰ کمال پاشا کو "خلافت اسلامیہ" تفویض کرتے ہوئے ان شرائط کی کوئی تصریح نہ کی تھی۔ جو اسے مسٹر گاندھی کے معاملہ میں لگانی پڑی ہیں۔ تاہم اب بھی اگر وہ یہ ثابت کر سکے کہ مصطفےٰ کمال پاشا میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ تو ہم مسٹر گاندھی کو خلافت سپرد کرنے کے عذرات کو منسوخ کر لیں گے۔

شرعی اعمال اور افعال سے قطع نظر کر کے مان لیا کہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن کیا ان کی چند روزہ حکومت کو "دولت خداداد افغانستان" پر بھی "زمیندار" فوقیت دیتا ہے۔ اور اس بات کا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ "انکی خلافت پر اجماع امت ہو گیا" اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ہمارے سوال کے جواب میں مسٹر گاندھی کے متعلق "اگر" "مگر" لگا کر اس نے جو شرائط تجویز کی ہیں۔ وہ محض دفع الوقتی کے لئے ہیں۔ اور ہمارا سوال جوں کا توں قائم ہے۔

مصطفےٰ کمال پاشا کی خلافت کا "زمیندار" نے اقرار اس بناء پر کیا تھا کہ وہ خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن مقدسہ کے احترام کے لئے کوشاں ہیں۔ اب اگر ان سے بڑھ کر کسی اور میں یہ بات پائی جائے تو "زمیندار" کا فرض ہے۔ کہ خلافت اسلامیہ اس کے حوالے کرے۔ مسٹر گاندھی جس بلند آہنگی سے خلافت اسلامیہ کے قیام اور اماکن مقدسہ کے احترام کے لئے کوشاں ہونے کے مدعی ہیں۔ اس سے "زمیندار" ناواقف نہیں اور صرف ناواقف ہی نہیں۔ بلکہ اسی وجہ سے وہ مسٹر گاندھی کی پیروی کو اپنا اور دوسرے مسلمانوں کا فرض قرار دیتا ہے۔ اور یہاں تک خیال کرتا ہے۔ کہ اس مسئلہ کو مسٹر گاندھی کسی وقت بھی نظر انداز کر ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ جب گذشتہ ایام میں حضور وائسرائے ہند سے مسٹر گاندھی کی گفتگو کے متعلق یہ کہا گیا کہ انہوں نے اپنی گفتگو میں مسئلہ خلافت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تو "زمیندار" نے خاص طور پر اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا کہ

"مہاتما گاندھی جیسے عظیم الشان انسان سے یہ کیسے توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وائسرائے کے سامنے خلافت جیسے ضروری مسئلہ کے متعلق ایک لفظ نہ بولیں۔" (زمیندار ۲۴ مئی)

پس ایک طرف "خلافت ٹرکی" کے استحکام اور مقامات مقدسہ کے احترام کے متعلق مسٹر گاندھی کے بڑے بڑے دعاوی اور ان پر "زمیندار" کا حد سے بڑھا ہوا اعتماد اور بھروسہ دیکھ کر اور دوسری طرف یہ خیال کر کے کہ مصطفےٰ کمال پاشا نے آج تک نہ تو خلافت ٹرکی اور مقامات مقدسہ کے متعلق مسٹر گاندھی سے بڑھ کر نہیں تو ان کی طرح کا ہی کوئی دعویٰ پیش کیا ہے۔ اور نہ "زمیندار" نے مسٹر گاندھی کے مقابلہ میں مصطفےٰ کمال پاشا کی پیروی کو اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اس لئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مصطفےٰ کمال پاشا کی نسبت مسٹر گاندھی کی ان کوششوں پر زیادہ اعتماد رکھتا ہے۔ جو وہ خلافت ٹرکی کے استحکام اور مقامات مقدسہ کے احترام کے لئے کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ورنہ اگر ایسا نہیں۔ اور "زمیندار" کے نزدیک "خلافت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کے متعلق سب سے زیادہ کوشاں مسٹر گاندھی نہیں بلکہ مصطفےٰ کمال پاشا ہیں۔ تو خود کیوں مسٹر گاندھی کی پیروی کو چھوڑ کر مصطفےٰ کمال پاشا کے پیروؤں میں جا شامل نہیں ہوتا۔ اور کیوں اس امر کی تحریک دوسرے مسلمانوں میں نہیں کرتا۔ کہ مصطفےٰ کمال پاشا کو چھوڑ کر مسٹر گاندھی کے پیچھے اس لئے چلنا کہ وہ خلافت ٹرکی کے استحکام اور مقامات مقدسہ

کے احترام کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ بتاتا ہے کہ انہی کی خلافت اس کے نزدیک سب سے زیادہ کوشاں ہے۔ اور جب یہ صفت مسٹر گاندھی میں مصطفےٰ کمال پاشا کی نسبت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ تو پھر خلافت ان کے سپرد کرنے میں "زمیندار" کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔ رہی یہ بات کہ اس سوال کو اٹھا کر الفضل نے "مسلمانوں کی خلافت مقدسہ کی شدید توہین کی ہے" تو اس کے متعلق ہم اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر مسلمان حصول خلافت کے لئے مسٹر گاندھی کو اپنا امام منتخب کر سکتے ہیں۔ تو ان کے ذریعہ حاصل شدہ خلافت کو انہی کے سپرد کر دینے کا مشورہ دینے سے توہین کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور پھر ایسی صورت میں جبکہ زمیندار کے نزدیک "خلافت" کے لئے جن صفات کی ضرورت ہے۔ وہ سب سے بڑھ کر انہی میں پائی جاتی ہیں۔

زمیندار کا عذر گناہ

زمیندار کو حال ہی میں جب قابل اعتراض مضامین کی بنا پر گورنمنٹ نے سرزنش کی۔ تو اس نے حریت و آزادی کے تمام دعاوی کو بالائے طاق رکھ کر اس حکومت کے متعلق جسے وہ "شیطانی حکومت" قرار دیتا تھا یہ لکھ دیا کہ "ہم تو دل سے چاہتے ہیں کہ تمام دنیا میں انگریزی انصاف کا سکہ چلے"۔ اور اس کے ساتھ ہی آئندہ محتاط رہنے کا اقرار کیا۔ لیکن جیسا کہ "ویل" نے لکھا ہے۔ زمیندار کی شروع سے یہ ایک نمایاں خصوصیت رہی ہے کہ "صبح کو شاہ انگلستان کا کلمہ پڑھتا ہے۔ اور شب کو اس سے توبہ کر لیتا ہے" لہٰذا اب بھی اس نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنے ۲ اگست کے پرچہ میں ایک ایسا مضمون شائع کیا۔ جس سے بعض ذمہ دار حکام پر نہایت خطرناک الزام عائد ہوتے ہیں اور جن کے متعلق گورنمنٹ زمیندار سے بازپرس کرنے کا جائز حق رکھتی ہے۔ یہ بات زمیندار کو بھی کھٹک گئی۔ اور اس نے جلدی ہی اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کوشش میں اسے کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ ناظرین ذیل کی سطور کر سکتے ہیں۔

زمیندار میں اس وفد کے متعلق جسے حکام سرحد نے اپنے علاقہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا لکھا تھا کہ:۔

"حکومت سرحد یہ بھی جانتی ہے کہ وفد کی آمد سے بہت سے رازہائے سربستہ کا انکشاف ہوگا۔ آئندہ حکومت کے پولیٹیکل فنڈ کو اپنے ذاتی مصارف میں استعمال کرنے کا موقع نہ مل سکیگا۔ رشوت ستانی نذرانے وصول کرنے پر دقت واقع ہو گی۔ کوئی بے عنوانی نہ ہو سکیگی اور نہ مطلق العنانی سے کام لیا جا سکیگا"

پھر لکھا ہے:۔

"گویا یہ باتیں بجائے خود بہت کافی اہمیت رکھتی ہیں۔ مگر اصل اور اہم ترین وجہ جو حکومت سرحد کو برادران قوم کے سرحد میں داخلہ کی ممانعت پر مجبور کر رہی ہے۔ یہ ہے۔ کہ وہ آئے تو ڈاکوں کا سر مخفی اور راز پنہاں الم نشرح ہو جائیگا اور عوام پر واضح ہو جائیگا۔ کہ ڈاکے ڈلوانے میں زیادہ تر کونسا ہاتھ کام کر رہا ہے اور پس پردہ کونسی اصلیت کار برآری کر رہی ہے"

(۲ اگست ۱۹۲۱ء)

مذکورہ بالا سطور میں جو کچھ کہا گیا ہے بالکل صاف ہے۔ اس پر پردہ ڈالنے کے لئے "زمیندار" نے جو جال تنا ہے۔ اور جو تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے وہ یہ ہے:۔

"ہماری رائے میں ڈاکے ڈلوانے میں سب سے بڑا ہاتھ گرانی کا ہے۔ اور یہی "سر مخفی" اور "راز پنہاں" ہے۔ اگر سرکار سرحدی اپنے صوبہ کی رعایا پر اعتماد کریں۔ اور ان کے جذبات و خواہشات کا لحاظ رکھیں۔ تو ڈاکو اپنی ناپاک اور قابل نفرین حرکتوں سے فوراً باز آ جائیں مگر وہ خوب جانتے ہیں کہ حکومت اور رعایا دونوں ایک دوسرے سے بیزار ہیں۔ اور ان کی اس باہمی چپقلش سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے"

اس سے بڑھ کر عذر گناہ بدتر از گناہ کی واضح مثال اور کونسی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ زمیندار کے نزدیک جو خلافت فنڈ اور دوسرے ذرائع سے عیش و عشرت منانے کے لئے کافی روپیہ حاصل ہو رہا ہے یہ بھی تو "سر مخفی" اور "راز پنہاں" ہو گا۔ ورنہ ڈاکوں کے لئے [illegible] نہیں ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ کارکنان زمیندار کے دماغ پر گورنمنٹ کی معمولی سی سرزنش کا کس قدر اثر پڑا ہے اگر کسی وقت جوش جنون میں ان سے کوئی حرکت سرزد ہو جاتی ہے۔ تو پھر مواخذہ کے خوف سے ان کے حواس مختل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

خواجہ عباد اللہ صاحب اختر کے مضمون کا جواب

خواجہ عباد اللہ صاحب اختر اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے درمیان "اسلام اور حریت و مساوات" کے مسئلہ پر جو تحریک چلی تھی۔ اسکو چونکہ خواجہ صاحب نے مستند کرنے کے باوجود اصولی رنگ میں نہ رہنے دیا۔ اور دوسری باتوں میں الجھ گئے اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ان کو مخاطب کرنا چھوڑ دیا اس سے ممکن ہے۔ خواجہ صاحب نے خیال کیا ہو کہ ان کے مضمون کا جواب ہی نہیں دیا جا سکتا۔ ہم انہیں مطلع کرتے ہیں۔ کہ ان کے جواب میں ایک مفصل مضمون ہمارے پاس پہنچ چکا ہے۔ جو انشاء اللہ عنقریب شائع ہونا شروع ہو جائیگا۔ اب وہ جس طرح چاہیں۔ اور جو کچھ چاہیں دل کھول کر لکھ لیں۔ ضرورت سمجھی گئی تو ترکی بترکی نوٹس لیا جائے گا۔

مسٹر گاندھی کی اندھی تقلید

مسٹر تلک کی برسی پر نہ صرف ہندؤں نے بلکہ بعض مقامات پر مسلمانوں نے بھی [illegible] کے بنے ہوئے کپڑے کو جلا کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ مسٹر گاندھی کی [illegible] بالکل جوابدہ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اس حالت پر [illegible] ہیں کہ وہ آنکھیں بند کر کے تباہی کی طرف [illegible] ہیں۔ دیکھو سودیشی [illegible]

حیاتِ کاملہ

(نمبر ۲)

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

میں حیات کے متعلق بحث کرتے ہوئے پہلے بتا چکا ہوں کہ کائنات سماویہ و ارضیہ میں اس کا مظہر حرکت ہے۔ اور انسان میں بھی ہم حیات کو خواہ اس کے باطنی افکار و خیالات و احساسات و جذبات ہوں، خواہ اس کے ظاہری افعال ہوں۔ ایک حرکت کی صورت میں محسوس و مشہود دیکھتے ہیں۔ انسان بھی ان کائنات میں سے ایک ممتاز ہستی ہے اس کی تاریخی حیات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج جو انسان ہے۔ وہ وہ انسان نہیں۔ جو آج سے سات آٹھ ہزار برس پہلے تھا۔ یعنی وہ انسان جو اپنی بود و باش اور کھانے پینے میں ایک حیوان سے مشابہ ہوتا تھا۔ جنگل کے سبز گھاس پات اور کچے پھل ترکاریاں اس کی غذا تھیں۔ پہاڑوں کی غاریں اور درختوں کی کھوہیں اس کا جائے پناہ تھا۔ اس کا الف ننگا بدن گرمی سردی کی سختیاں ویسے ہی جھیلتا تھا جیسے ایک دوسرا حیوان۔ لیکن اس عرصہ دراز میں اس نے نہ صرف اپنے کھانے پینے رہنے سہنے اور اپنے لباس و پوشاک میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کی ہے۔ بلکہ اپنی حواس کو اس نے حیرت انگیز طور پر بڑھایا ہے۔ آنکھ کی قوت کو دوربینوں اور خوردبینوں سے ایسا تیز کیا ہے کہ دور سے دور باریک سے باریک کائنات کو دیکھ لیا ہے۔ کان کی شنوائی کو اس قدر زیادہ کر دیا ہے۔ کہ آج وہ ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر ایک دوسرے انسان سے گفتگو کر رہا ہے۔ اپنی حرکت و نقل میں اس قدر وسعت پیدا کر لی ہے کہ سینکڑوں میلوں کا طے کرنا اس کے چند گھنٹوں کی پرواز ہے اپنی عقل و فکر کو اس قدر وسعت دی ہے کہ اجرام فلکیہ کے حجم اور ان کا مادہ اور ان کے خواص اور سرعت کی رفتار کی بابت بھی سورج وغیرہ وغیرہ کا حساب و پیمائش سب کا سب بے خطا یہاں زمین پر بیٹھا ہوا کر رہا ہے۔

یہی نہیں۔ بلکہ اس نے جہاں جہاں ہاتھ لگایا ہے۔ اسی میں عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ویرانوں کی ٹیلیں کو تہ و بالا کر کے خوبصورت سے خوبصورت محل اور قصر بسا کے جنت نشان نمایاں کر دیئے ہیں۔ جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ وہاں پانی ہی پانی اور سبزہ زار خوش منظر دکھا رہا ہے۔ اس کے پیدا کردہ انقلاب کا تماشا اگر دیکھنا ہو۔ تو یورپ کے کسی بڑے شہر میں اور اس شہر کے کسی بڑے کارخانہ میں جاؤ۔ اور دیکھو کہ مشینیں کس طرح اس کے لئے کھیتی اور فصل کے کاٹنے اور اناج و غلہ جات کے تیار کرنے اور اس سے مختلف قسم کی غذائیں تیار کرنے میں مشغول ہیں۔ کس طرح ان کے ذریعہ سے اس کے رنگ برنگ اور قسما قسم کے فیشن کے لباس بنتے اور سیئے جا رہے ہیں۔ کس طرح ان کے ذریعہ سے ہزاروں من کا لوہا ایک آن میں پانی کی طرح پگھلا یا روئی کی طرح نرم کیا جا رہا ہے۔ کس طرح ہزاروں منوں کا بوجھ زمین سے اٹھا کر بلند چھتوں اور بلند چھتوں سے اٹھا کر زمین پر اور ایک جگہ سے دوسری جگہ آناً فاناً پہنچایا جا رہا ہے۔ یورپ کے کارخانوں میں جا کر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ انسان کے ایک بٹن دبانے سے سینکڑوں مشینیں اس کے لئے اس کی مرضی کے مطابق خاطر خواہ کام کر رہی ہیں۔ اور زبان حال سے یہ کہہ رہی ہیں کہ انسان نے بے جان ہیولے میں بے حس و حرکت مادے میں زندگی کی روح پھونک دی ہے۔ اور وہ ان موجودات کے سامنے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ ان کا خدا ہے اور وہ اس کی مخلوق اور عنقریب وہ زمانہ آتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان زمین کی ساری طاقتوں کو مسخر کر کے ایک عظیم الشان ہستی میں جلوہ افروز ہو گا۔ اور اس زمین پر ایک غیر متصور انقلاب آئیگا۔

یہ سب انقلاب انسان کے ہاتھ سے کیوں متعلق ہوا۔ اس کے اندر کیا راز پوشیدہ ہے۔ جو اسے سب موجودات پر ممتاز کرتا جا رہا ہے۔ وہ کیا چیز ہے جو آج انسان سے مفقود ہو جائے تو وہ اگلے پاؤں پیچھے ہٹ کر جیسا تھا۔ ویسا کا ویسا ایک حیوان رہ جائے وہ کیا شے ہے۔ اگر وہ آج اس میں سے معدوم ہو جائے تو اس کے سارے نظامات کا شیرازہ بکھر جائے۔ اور دنیا میں ایک ہولناک ہلاکت کا محشر برپا ہو جائے۔ وہ شعور و ادراک و علم ہے۔ جو انسان کو خاص کر عطا ہوا ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے وہ ہر شے سے ممتاز ہے۔ اور ہر شے میں تصرف کر رہا ہے۔ یاد رکھئے کہ دنیا میں محض قوت کچھ شے بھی نہیں۔ جب تک کہ اس کے ساتھ ادراک و علم نہ ہو۔ اور خالی علم کوئی شے ہی نہیں اگر اس کے ساتھ قدرت کا تعلق نہ ہو۔ علماء کہتے ہیں کہ سارے کائنات کے نظام کی حرکت ایک قوت کے بس پر ہے۔ لیکن محض قوت بلا ادراک و علم کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ علماء کہتے ہیں۔ کہ یہ ساری کائنات ایک وقت میں حالت ہیولے میں تھی۔ اور اس کی کوئی منتظم صورت نہ تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں انقلاب آتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ کچھ ہو گئی جسے آج ہم ایک محکم نظام کی صورت میں مشاہدہ کر رہے ہیں مگر مادہ اور ہیولے میں کوئی بھی انقلاب نہیں آ سکتا جب تک اس کے ساتھ علم و قدرت کے محرک نہ ہوں۔ اس بات کی سب سے بڑی شہادت خود انسان کا وجود ہے جو باہر سے نہیں۔ بلکہ خود نیچر میں سے ایک ہستی ہے اور اس کی تاریخ حیات اس بات پر واضح دلیل ہے کہ علم و ادراک و قوت کے بغیر کوئی عمدہ انقلاب واقع نہیں ہو سکتا۔ غرض یہ عالم جہاں قوت و حرکت و حیات کا پتہ دے رہا ہے۔ وہیں یہ بھی بتا رہا ہے کہ ان کے ساتھ ایک علم کامل بھی چاہیئے۔ جو کہ علوم کا سرچشمہ ہو۔ انسانی علوم جتنے کہ ہیں وہ انسان کے ساختہ پرداختہ نہیں۔ بلکہ وہ سب اس وقت بھی موجود تھے۔ جب انسان نہیں تھا۔ اور انسان نے اگر جو کچھ کیا ہے۔ وہ صرف یہ کیا ہے۔ کہ اس نے انہیں دریافت کیا ہے۔ پس انسان اور اس کے ساتھ دوسری موجودات سب کی سب یہ بتلا رہے ہیں کہ ایک حیات کاملہ ہے اور وہ ساری حیاتوں اور قوتوں اور قدرتوں اور علموں اور حرکتوں کا منبع ہے۔

غرض اس عالم عام پر نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ہے کہ ہر ذرہ وجود ایک حیات ایک قدرت ایک علم کا

مظہر ہے۔ اور وہ حیات اپنی ذات میں لامحدود ہے۔ ساری زندگیوں کا وہ سرچشمہ ہے۔ ساری قدرتوں کا وہ منبع ہے۔ سارے علوم کا وہی سرچشمہ ہے۔ اس کے وجود سے سارے وجودوں کا قیام ہے۔ اسی کے چلانے سے یہ سب کچھ ہے۔ اسی حیات کل کو قرآن حکیم بدیں الفاظ بیان کرتا ہے۔ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض۔ یعنی اللہ ہی معبود ہے۔ اور کوئی نہیں دنیا اصل میں وہی زندگیوں کا سرچشمہ ہے۔ اور قائم ہونا اس کے بقا کا سبب۔ وہ ایک دم بھی غافل نہیں۔ زمین کی موجودات اور ان بلندیوں کی کائنات سب کی سب اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظہما وھو العلی العظیم۔ اس کے علم اور اس کے سلطان نے سارے عالم کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اسی کے وجود کی طفیل یہ سارا عالم محفوظ ہے۔ اور وہ ذات اس کی حفاظت کرنے سے کبھی تھکتی نہیں وہ ذات بہت ہی عالی جناب ہے۔ اور صاحب عظمت۔

خلاصہ آیات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہی اصل اور مستقل زندگی ہے۔ اور باقی زندگیاں صرف اس کا مظہر اور ظل ہیں۔ اور اپنی ذات میں مستقل اور باقی رہنے والی نہیں۔ اس لئے اگر انسان کا مقصد کوئی حقیقی زندگی ہے۔ تو وہ اس کی اپنی حیات دنیا نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ وہ ناپائدار ہے بلکہ وہ زندگی مقصود بالذات ہونی چاہیئے۔ جو لا زوال ہے۔ حیات دنیا اور حیات اجتماعیہ پر بحث کرتے ہوئے میں بتلا چکا ہوں کہ انہیں سے ایک بھی اپنی مستقل ہستی نہیں رکھتی۔ ایک کا بقا دوسرے پر اور دوسرے کا بقا کسی اور شے پر ہے۔

یہ زمینی زندگیاں اپنی بے استقلالی اور زوال پذیر ہونے کی وجہ سے یہ تقاضا کر رہی ہیں کہ ان کو باقی رکھنے کیلئے ہمگی اور لا زوال مستقل زندگی ہونی چاہیئے۔ جنہیں یہ فنا ہو کر اسی قانون کے ماتحت باقی رہ سکیں۔ جس قانون کے ماتحت ماتحت ہر کل کی مرکزی حرکت خود فنی حرکت میں غائب ہو کر باقی رہتی ہے۔

ایک ہی قانون ہے جو ہر جگہ عمل کر رہا ہے۔ یہ ایک ہی مشیت ہے۔ جو ہر مکان میں جلوہ افروز ہے اور وہ قانون یہ ہے کہ ہر زندگی کے بقا کے لئے موت کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس موت کے متعلق قانون الٰہی یہ ہے کہ ادنیٰ حیات اعلیٰ حیات کیلئے قربان ہو جاتی ہے۔ یہ یاد رکھئے اور خوب سمجھ کر یاد رکھئے کہ جب تک ادنیٰ زندگی اپنے اعلیٰ زندگی کے لئے قربان نہیں ہوگی۔ اس وقت تک ہی اعلیٰ حیات قائم نہیں رہ سکتی بر خلافی اور غیر مستقل حیات کا یہ خاصہ طبیعت ہے یہ تقاضا ہے۔ کہ اس کے بقا کے لئے کوئی نہ کوئی موت کا سامان بھی موجود ہو۔ ضرور کسی نہ کسی موت میں اس کی حیات ہو۔ مثال کے طور پر حیات نباتات کو لیجئے۔ اگر نباتات میں سے ایک درخت کے سارے بیج اگتے پھوٹتے اور پھیلتے اور پھر بیج در بیج پیدا کرتے اور وہ بیج بھی پھیلتے اور پھیلتے جاتے۔ اور ان کے لئے کوئی موت کا سامان نہ ہوتا تو آج دنیا میں صرف درخت ہی درخت ہوتے۔ اور وہ درخت اسقدر ہوتے اور اسقدر زیادہ ہوتے۔ کہ زمین کی ساری طاقتیں ان کی زندگیوں کو سنبھالتے سنبھالتے بالکل ختم ہو جاتیں اور آخر کار یہ ہوتا۔ کہ درخت ضروری غذا کے نہ پانے سے سوکھ سوکھ کر مر جاتے۔ اور اس طرح نباتات کی زندگی کا بالکل خاتمہ ہوتا۔ یہ اسلئے کہ نباتی زندگی کی خاصیت یہ ہے کہ وہ بذات خود زندہ نہیں رہ سکتی اس کی زندگی کوئی مستقل زندگی نہیں کہ بغیر زمینی اور آسمانی قوتوں کے زندہ رہ سکے۔ اس لئے الحی القیوم خدا نے حیات نباتات کو زندہ رکھنے کے لئے موت کو تجویز کیا۔ اور اس کی موت کے لئے سینکڑوں در سینکڑوں سامان پیدا کر دئے۔ اور یہ سب کچھ اسلئے کیا کہ تا حیات نباتات دنیا میں قائم رہے۔ غرض حیات کے بقا کے لئے موت کا ہونا ضروری ہے۔

مثال کے طور پر حیوانات کی زندگی کو لیجئے اگر ان میں سے ایک حیوان کی نسلوں کو زندہ رہنے اور بڑھنے دیا جاتا۔ اور اس کے لئے کوئی موت کا سامان نہ ہوتا۔ تو اس حیوان کی تعداد زمین پر اسقدر بڑھتی اور اس قدر زیادہ ہو جاتی۔ کہ آخر کار زمین اس کی زندگی کے قائم رکھنے کے زمینی اسباب اور قوتیں اس کی زندگی کو سنبھالتے سنبھالتے بالکل فنا ہو جائیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ نہ کوئی حیوان رہتا۔ اور نہ اس جیسی کوئی اور حیوانی زندگی کا نام و نشان رہتا۔ اس لئے الحی القیوم خدا نے حیوانی زندگی کو باقی رکھنے کے لئے موت کو اس طرح پیدا کیا۔ کہ ادنیٰ حیوانات کو اعلیٰ کی غذا بنا کر انہیں اس کا شکار بنا دیا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا۔ کہ حیوانوں میں سے کسی حیوان کی بھی زندگی مستقل زندگی نہیں تھی۔ اور محض اس لئے کہ وہ حیوانی زندگی باقی رہے۔ انہیں سے ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے قربان کر دیا۔

مثال کے طور پر انسانی حیات کو لیجئے۔ زندگی کے عام قانون کے ماتحت اگر انسانی زندگی کی حد بندی کرنے کے لئے کوئی موت کا سامان نہ ہوتا تو انسان بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھتا اور اسقدر زیادہ ہو جاتا کہ آخر میں یہ زمین اور اس کی غذائیں اور قوتیں اس کی زندگی کو ہرگز سنبھال نہ سکتی۔ اور ضرور کبھی نہ کبھی وقت وہ ختم ہو جاتیں۔ اور نتیجہ یہ ہوتا کہ انسان مر مر کر خاک زمین میں ملیا میٹ ہو جاتے اور اس طرح انسانی حیات کا بھی انتہار ہو جاتا۔ اس لئے الحی القیوم خدا نے انسانی حیات دنیا کو قائم اور باقی رکھنے کے لئے موت کو تجویز کیا۔ اور اسکی موت کیلئے گوناگوں سامان پیدا کر دئے۔

پس زمین کی مختلف حیاتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیر مستقل اور فانی حیاتیں ہیں۔ اور جو انتظام کہ ان کے باقی رکھنے کے لئے کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی مستقل حیات کاملہ ہے جو کہ ساری حیاتوں کا مبدا اور ان کا قیوم ہے اس حیات کاملہ نے اپنے کامل علم سے یہ موت کا نظام جو کہ ہمیں نظر آ رہا ہے۔ قائم کیا ہے۔ جہاں اس ساری ہستی کے ذرے ذرے سے ایک کامل زندگی کامل علم کامل قدرت کامل حکمت کا پتہ چلتا ہے ایسا ہی اس جگہ قانون زندگی معلوم ہوتا ہے کہ زمینی زندگی کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ موت ہو۔ نباتات اس قانون سے مستثنیٰ ہیں نہ حیوان اور نہ ہی انسان۔

لیکن انسانی زندگی کے بقا کیلئے جو موت ہے۔ اس میں ایک خاص امتیاز ہے جو دوسری زندگیوں میں نہیں پایا جاتا کبھی

اقتباس خطبہ جمعہ

اپنی زندگی کا ایک مقصد قرار دو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۱ء بمقام سرینگر

(نوشتہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

میں نے یہ بات ایک دفعہ نہیں بار بار اپنے خطبات میں بیان کی ہے کہ ہر ایک انسان کو اپنی زندگی کا ایک مقصد قرار دینا چاہئے۔ بغیر اسکے کوئی شخص اپنے کاموں میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ بیشک وہ اپنی کارروائیوں پر خوش ہو جائیگا۔ مگر اصل میں کوئی نتیجہ اسکے کام کا نہ ہوگا۔ اور اسکی مثال ایک مقصد کو مد نظر رکھکر کام کرنے والے کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوگی جیسے ایک شخص اترا رہا کسی جگہ نیچے اترتا ہے مگر دوسرا پھسل کر جا پڑتا ہے۔ پہلے کا ایک مقصد تھا۔ اسمیں وہ کامیاب ہو گیا مگر دوسرے کا پھسل جانا کامیابی نہیں کہلا سکتا۔ ایسا ہی ایک وہ شخص ہے جو بستر میں دوسری کی چادر غفلت سے باندھ لیتا ہے اور اپنے اور بیگانے کی تمیز نہیں کرتا۔ دوسرا اس ارادہ سے باندھتا ہے کہ میرے ہمراہی کا اسباب محفوظ ہو جاوے ضرورت کے وقت اول الذکر تو بڑی جد وجہد کے بعد اس چادر کو اتفاقاً بستر سے نکالیگا۔ مگر دوسرا اسکو اپنی یادداشت کی بناء پر فوراً نکال لیگا۔ یہ ہر دو آدمی بلحاظ کام کے برابر نہیں ہو سکتے۔ گو وہ اپنے کام میں کامیاب نظر آتے ہیں مگر ایک کا کام قابل ملامت ہے۔ اور دوسرے کا قابل ستائش۔ ایسا ہی ایک وہ شخص ہے جو دریا میں تیرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق کسی خاص جگہ کنارہ پر جا سکتا ہے۔ اور دوسرا تیر تو رہا ہے مگر نہ تیر کر بلکہ رو میں بہہ کر۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یہی فرق قرآن اور ان دوسری کتابوں میں ہے جو انسانوں کی تصنیف ہیں۔ قرآن پہلے دعوے کرتا ہے کہ وہ بے نظیر ہے۔ مگر شیکسپیر اور حریری کی کتابیں یہ دعوے نہیں کرتیں۔ قرآن کی بیان کردہ باتوں کے مطابق واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ مگر دوسری کتابیں واقعات کے ماتحت ہوتی ہیں اور یہی دونوں باتیں ایک کو خدا کا کلام قرار دیتی ہیں دوسری کو انسان کا۔

قرآن نے شروع میں ہی دعویٰ کیا ہے کہ میں بے نظیر ہوں جب کہ فرماتا ہے۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم ان کنتم صادقین۔ مگر یہ کوئی نہ دکھلائیگا کہ شیکسپیر اور حریری نے اپنی کتابوں کے شائع ہونے سے پہلے انکو بے نظیر قرار دیا ہو۔ بلکہ کچھ مدت گذرنے کے بعد لوگوں نے انکو بے نظیر قرار دیا ہے۔ حریری نے تو اپنی کتاب کے دیباچہ میں ہی معذرت کی ہے کہ میں اس کام کے لائق نہیں بلکہ بدیع الزمان کی اقتدا میں یہ کتاب لکھتا ہوں اور اصل تصنیف بدیع کی ہے جسکی طرز پر میں نے اپنی کتاب لکھی۔ مگر قرآن خود کہتا ہے کہ میں بے نظیر ہوں اسکے مقابل کی کتاب لاؤ۔ پس ایک مقصد اور مدعا کو مد نظر رکھ کر کام کرنے اور بے مقصد کام کرنے میں بڑا فرق ہے ایک کیلئے یہ کام عزت کا موجب ہو جاتا ہے دوسرے کیلئے ذلت کا۔ بے مقصد اور مدعا کام کرنیکی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص دریا میں گر پڑتا ہے۔ اسکا پرلے کنارہ پر لگنا دریا کی لہروں کے رحم پر منحصر ہوتا ہے جس جگہ چاہیں اسے پھینک دیں۔ اب اگر ایسا شخص حسن اتفاق سے ایسی جگہ جا لگتا ہے جہاں سے وہ آسانی سے باہر نکل سکے تو یہ اسکی کوئی بہادری نہیں ہوگی۔ وہ شخص جو مقصد قرار دیکر کام کرتا ہے اسکی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی خوبصورت معلوم دیتی ہیں۔ ورنہ بڑے بڑے کام قابل تحسین نہیں ہوتے۔ بغیر مقصد قرار دینے کے کامیابی ناممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بغیر مقصد قرار دینے کے بھی کبھی کامیابی حاصل ہو جائے۔ مگر ایسی مثالیں شاذ و نادر کے طور پر ملینگی۔ اکثر طور پر مقصد رکھنے والے ہی کامیاب ہونگے۔ قرآن نے شروع میں ہی انسان کا مقصد بتلا دیا ہے۔ پہلی سورت کہو قرآن کا خلاصہ کہو۔ ام الکتاب کہو۔ یا سورۃ فاتحہ کہو۔ اسمیں مقصد انسانی کو خوب واضح کرکے بیان کیا گیا ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات بیان کرنیکے بعد فرماتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ انسان تیری تمام سعی یہی ہونا چاہئیے کہ ہدایت حاصل ہو جاوے اس سورت میں تو مقصد بتلایا ہے۔ اور اگلی سورتیں اسکے حصول کے طریقے اور ذرائع بیان کئے ہیں۔ مگر باوجود اسکے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ سمجھتے نہیں اور بہت کم ہیں جو ان باتوں پر غور کرتے ہیں انکے اکثر اعمال ایسے ہوتے ہیں۔ جیسے دریا میں کوئی چیز پھینک دیجائے اور وہ دریا کے رحم پر ہو کہ جہاں چاہے اسے پھینک دے پس اگر اسنے کسی کو احمدی بنا دیا ہے تو یہ اسکی خوبی نہیں ہے بہت کم ہیں جنہوں نے حضرت صاحب کو بعد دلائل اور رکبت مانا ہو۔ بہتوں نے ماں باپ سے سنکر مانا ہے کئی ایک نے دوستوں کے ذریعہ سے بعض نے اسکو دیکھکر کہ حضرت صاحب دوسرے مذاہب کا خوب مقابلہ کرتے ہیں۔ بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے مہدویت اور مسیحیت کے دعوے کو سمجھکر مانا ہو۔ جب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے کسی کو باغ میں پہنچا دیا ہے تو اسکو چاہئیے کہ فائدہ اٹھائے۔ اور اگر احمدی ہو کر مسائل کی تحقیقات کو جاری نہیں رکھتا تو نقصان سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی مقصد کو پا سکتا ہے۔ مدعا ایک ہونا چاہئیے۔ اسکے نہ ہونے کے باعث چھوٹی چھوٹی باتیں سلسلہ اور مقصد نظر آتی ہیں۔ اور انسان بڑے بڑے اغراض اور کامیابی سے محروم رہ جاتا ہے کبھی دولت مطلوب ہوتی ہے کبھی عزت کبھی اور کوئی اپنا عمل جس پر وہ لذت حاصل کرتا ہے۔ اگر ایک مقصد اور مدعا ہو تو پھر کوئی بات رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتی۔

خطبہ جمعہ

غیبت

(از مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب)

۵ اگست ۱۹۲۱ء

میرا خیال تھا کہ آج میں اپنا وعدہ پورا کروں اور وہ مضمون بیان کروں جس کا ذکر میں نے ایک خطبہ میں کیا تھا۔ لیکن چونکہ آج ایک وفد تبلیغ باہر جانے والا ہے اور اس نے آج شام کی ٹرین پر سوار ہونا ہے۔ اسلئے دیر ہو جانے کے خیال سے میں ایفاء وعدہ کو دوسرے موقع پر انحصار رکھتا ہوں۔ جناب ناظر صاحب تالیف و اشاعت نے عمدہ تجویز کی ہے کہ ایک مکمل پروگرام شائع کیا ہے جسکے مطابق تھوڑے آدمیوں۔ تھوڑے وقت اور تھوڑے خرچ میں بہت ہی عمدہ طور پر آسانی سے تبلیغ ہو جائیگی۔ اس وفد میں دو ذکر صاحب بھی ہیں۔ اللہ تعالٰے اس کام میں برکت ڈالے میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ وفد کیلئے دعا کریں۔ ہماری جماعت کا مقصد ہی تبلیغ ہے جس شخص کو تبلیغ کی توفیق ملے وہ دعاؤں کا مستحق ہے۔

اسوقت جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ انسان ہی کے متعلق ہے کہ کن باتوں کو چھوڑنا چاہیئے۔

میں نے بتایا تھا کہ خدا کی تعریف میں پہلے تسبیح ہے کہ وہ نقصوں سے پاک ہے اور پھر حمد ہے کہ خدا تعالیٰ تمام اعلیٰ اور عمدہ صفات سے متصف ہے۔ اس لئے ایک مومن کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ پہلے ان امور سے اجتناب کرے جو کہ اخلاقی عیوب ہیں۔ لہٰذا ان میں پہلی بات جو چھوڑنی چاہیئے وہ زبان کے متعلق ہے۔ وہ باتیں جو خدا کو انسان سے ناراض کرنے والی ہیں۔ انہیں میں سے ایک غیبت بھی ہے۔ غیبت کے متعلق ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی بُری چیز ہے۔ یہ اس شخص کا قول ہے جسکے کہنے سے ہم نے شراب کو حرام سمجھا اور جس کے فرمانے سے ہم نے سور کا گوشت چھوڑ دیا۔ ورنہ ہمارے نزدیک شراب بھی ایسی ہی ہوتی جیسی اور پینے کی چیزیں ہوتی ہیں۔ اور سور کا گوشت بھی ایسا ہی ہوتا جیسے بکری بھیڑ کا گوشت ہوتا ہے۔ پھر نبی کریم کا یہ فرمان ہے کہ غیبت ایسی بُری چیز ہے۔ کہ اور گناہ تو خدا تعالیٰ سے معافی مانگنے سے معاف ہو جاتے ہیں مگر غیبت اسوقت تک معاف نہیں ہوگی جب تک کہ وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہو۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ ایسی خطرناک بات ہے پھر بھی لوگ اسمیں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور بعض محفل کو گرم کرنے کیلئے اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو لوگ محتسب ہوں وہ اگر قاضی کے پاس ایک شخص کے متعلق رائے کا اظہار کریں تو یہ جائز ہے ایسے لوگوں کو مزکی کہا جاتا تھا اور یہ لوگوں کے حالات معلوم کرتے تھے۔ تاکہ کوئی شریر شرارت نہ کرے۔ اسی طرح محدثین کسی راوی کے متعلق جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ بھی حق بجانب ہیں۔ غیبت سے مراد وہ گفتگو ہے جو بے غرض محض کسی کے متعلق اسے بدنام کرنے کے لئے کی جائے۔ ایک صحابی نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہم کسی کے متعلق سچی بات کہیں تو کیا وہ بھی غیبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم پس پشت جو بھی بات کہتے ہو۔ اور جس سے اس شخص کو رنج ہو وہی غیبت ہے ورنہ اگر جھوٹی ہو تو وہ تو افترا ہے پس یہ غلط خیال ہے کہ سچی بات غیبت نہیں ہوتی اصل میں سچی بات ہی غیبت ہوتی ہے۔ جھوٹی تو جھوٹ اور افترا ہے۔

مردوں میں بھی یہ عادت ہوتی ہے لیکن عورتوں میں غیبت کی بہت زیادہ عادت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالٰے غیبت کے متعلق فرماتا ہے۔

ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ۔

(پارہ ۲۶ رکوع ۱۴) کہ ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ کھانا تو کیا۔ تم تو اس سے کراہت کرو گے۔ غیبت کی مثال مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے دیکر اور بتایا ہے۔ کہ مردہ جسطرح اپنی حفاظت نہیں کر سکتا اسیطرح جسکی غیبت کی جائے۔ وہ تردید نہیں کر سکتا۔ اور اپنی برائی کا خیال لوگوں کے دلوں سے دور نہیں کر سکتا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دماءکم واموالکم واعراضکم پھر آگے فرمایا حرام کہ تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں سب حرام ہیں۔ یعنی کسی کی عزت کو بٹہ لگانا بھی حرام ہے۔ پھر معراج کی شب آنحضرتؐ نے جہنم کا نظارہ دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا اپنے ناخنوں سے اپنے منہ کو نوچ رہا ہے اور اسکے چہرے سے خون اور پیپ بہ رہی ہے آپ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا۔ یہ کون ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ شخص ہے جو غیبت کیا کرتا تھا۔ گویا جسطرح مجذوم کو ہم یہاں پہچان لیتے ہیں۔ وہاں غیبت کرنیوالا الگ اور نمایاں طور پر پہچان لیا جائیگا۔ ایک صوفی کا قول ہے کہ عذاب قبر کے تین حصے ہیں (۱) حصہ غیبت کے بدلے (۲) پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کیلئے احتیاط نہ کرنے کے بدلے تیسرا حصہ کسی اور وجہ سے انہوں نے بتایا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے یہ بات کہ انہوں نے احادیث سے ہی اخذ کیا ہے۔ چنانچہ ایکدفعہ رسول کریمؐ نے دو قبروں کے پاس سے گذرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں جو اس وقت دفن کئے گئے ہیں انہیں دو چھوٹی باتوں کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے یعنی ایسی باتوں کی وجہ سے جن سے بچنا بہت آسان تھا ایک کو تو اس لئے کہ وہ غیبت کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اس لئے کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ غرض غیبت ایک بہت ہی بڑا اور بہت برا گناہ ہے اور یہ ایسا گناہ نہیں جو چھوڑا نہ جا سکتا ہو۔ مگر یہ ایک آدھ شخص کے چھوڑنے سے دور نہیں ہو سکتا بلکہ عام طور پر لوگ اسکے خلاف کوشش کریں۔ تو یہ مرض دور ہو سکتا ہے۔ اسکے دور کرنیکا بہترین طریق یہ ہے کہ جس مجلس میں کوئی شخص کسی کی غیبت کرنے لگے اسے روک دیں۔ یا علیحدہ ہو کر اس مجلس سے اٹھ کر چلے جائیں۔ [illegible] ایسی باتیں نہ سنیں۔ اسیطرح یہ مرض

ہندوستان کی خبریں

علی برادران کیطرح معافی :- صوبجات متوسط میں بلا ٹیکس کر سب رہا ہو سکتے ہیں ایک سوال کا جواب دیتے ہیں - مسٹر نیلسن نے بیان کیا کہ گورنمنٹ تیار ہے - کہ دفعات ۱۲۴ (الف) اور ۱۵۳ (ب) کے ماتحت جو مقدمات دائر کئے گئے ہیں انہیں واپس لیلے بشرطیکہ علی برادران کیطرح ملزمین اپنی ضمانت سو علیہ کریں اور نیک چال چلن کی مناسب ضمانت دیدیں - جو ملزمین سزایاب ہو چکے ہیں - اگر وہ بھی اپنی سزا کے متعلق یادداشت بھیجیں - تو ہمدردی کے ساتھ ان پر غور کیا جائیگا -

نواح کراچی میں طوفان :- کراچی ۴ - اگست گذشتہ بارشوں کیوجہ سے الیریا جو طوفان آئے - ان سے بہت سی مویشیوں کا نقصان ہوا - کچھ آدمی بھی ڈوب گئے گاؤں کے گاؤں بہ گئے - بہت سی زمین بالکل ناکارہ اور ناقابل کاشت ہوگئی - کلکٹر نے گورنمنٹ سے امداد کی درخواست کی ہے -

اودھ کے لئے چیف کورٹ :- ہوم ممبر نے اعلان کیا ہے کہ وزیر ہند نے اودھ کیلئے ایک چیف کورٹ کا قائم کیا جانا منظور کر لیا ہے -

دہلی کے سوداگروں کی درخواست مانچسٹر کے سوداگروں سے دہلی کے سوداگر پارچہ کی ایسوسی ایشن نے مانچسٹر کے ایوان تجارت کو یہ تار روانہ کیا ہے کہ دہلی کی کسی انجمن نے مقاطعہ کا فیصلہ نہیں کیا - اسلئے دہلی کے تاجروں سے مصالحت کی رو سے طے کئے جائیں -

دہولپور کی جنگ ختم نہیں ہوئی :- بیان کیا جاتا ہے کہ ریاست دہولپور کے ضلع کا دھوکا نجرجیر نی کے ایک قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے - مگر ابھی تک ریاست نے شرائط صلح پیش نہیں کیں - اندیشہ کیا جاتا ہے کہ جنگ پھر شروع ہو جائے -

سردار سردول سنگھ اور پنڈت مالوی :- بقول معصر پرتاپ

پنڈت مدن موہن مالوی نے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس اس بات کا تحریری ثبوت موجود ہے کہ ننکانہ کے معاملہ میں کچھ سرکاری افسروں کا ہاتھ تھا - میں نے اپنی خدمات اس مقدمہ کیلئے پیش کی تھیں - کاش سردار صاحب صفائی دیتے تو میں سرکاری گواہوں پر جرح کر کے دکھا دیتا کہ سرکاری افسر سردار صاحب پر مقدمہ کر کے کتنی بے انصافی کر رہے ہیں -

غیر ملکی تی آ - ڈر کا محصول :- سرکاری اعلان ہے کہ غیر ملکی آ - ڈر پر پانچ شلنگ کی رقم یا اسکی کسی کسر کے لئے محصول ایک روپیہ گیارہ آنے لیا جائیگا -

یوروپین سکولوں میں ہندوستانیوں یوروپین درس کے غیر مشروط داخلہ سے نقصان گاہوں کی امداد کم کرانے کی جو کوشش کیگئی - اسکو کرنل گڈنی صدر کانفرنس نے سخت خطرہ بتایا ہے - اور یہ رزولیوشن پاس کیا ہے - کہ ہندوستانیوں کیطرف دوستانہ روش کا اعلان کرتے ہوئے ہماری یہ رائے ہے کہ ہندوستانیوں کے غیر مشروط داخلے سے ہمارے سکولوں کے عیسائی اور یوروپین پہلو کو سخت نقصان پہنچیگا -

لیجسلیٹو اسمبلی میں کام کی کثرت :- شملہ ۵ اگست معلوم ہوا ہے کہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پندرہ غیر سرکاری مسودات قانون ۹۰ - رزولیوشن اور ۳۲۰ سوالات اینگلو انڈین اور یوروپین تعلیمی کانفرنس کی طرف سے پیش ہوں گے -

ملزمان فسادات دہاروار سشن سپرد :- دہاروار میں جو فسادات ہوئے ہیں انکے متعلق ۲۷ ملزمان کو سشن سپرد کر دیا گیا ہے -

پے کلرک کے متعلق گرفتاریاں :- اس قتل کے متعلق جو کہ جی آئی پی ریلوے پر ہوا کئی آدمی گرفتار کئے گئے ہیں - جن میں یوروپین بھی ہیں اور روپیہ مل گیا ہے -

مسٹر گاندھی کا صاحبزادہ عدالت میں نہیں گیا کلکتہ کے انگریزی اخبار سٹیٹسمین نے جو خبر شائع کی تھی - مسٹر ہیرالال نے اسکی تردید کی ہے مگر انہیں کسی نے دھوکہ دیا نہ وہ عدالت میں گئے

دہلی بائیکاٹ سے متاثر نہیں ہوا :- بائیکاٹ کی تحریک سے دہلی پر زیادہ اثر نہیں ہوا - کپڑے کی تجارت جیسی پہلے تھی - ویسی ہی ہے - کوئی خاص کمی نہیں -

جنوبی افریقہ کے مزدوروں کی واپسی کے متعلق سرکاری اعلان سرکاری تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے واپس آنیوالے ہندوستانیوں کو نہیں کہا کہ ان کو [illegible] دیا جائیگا - [illegible] ہندوستان واپس جانے کیلئے آمادہ

شاہزادہ ولیعہد اور پنجاب کونسل :- ۲ - اگست کو پنجاب کونسل میں مسٹر جان مینارڈ نے رزولیوشن پیش کیا کہ یہ کونسل شاہزادہ ولیعہد کا تہ دل سے خیر مقدم کرتی ہے - جو پاس ہو گیا -

ڈاک کا جہاز غرق مسافر بچ گئے ۴ - اگست - اراکان کمپنی کے جہاز بیڈ کو جو سینڈوے سے کیالکھا کو جا رہا تھا - دریائے کالنڈانگ کے قریب حادثہ پیش آیا اور غرق ہو گیا - ڈاک اور مسافر بچا لئے گئے - حادثہ کی وجہ نامعلوم -

بمبئی بنک میں ۱۶ لاکھ کا غبن :- بمبئی ۴ - اگست سی - آئی - ڈی - کے انسپکٹر سنتھو نے آج مجسٹریٹ کے سامنے درخواست پیش کی کہ دو ملزمان کے خلاف بمبئی بنک کو دھوکا دینے کا مقدمہ میں جو الزامات لگائے گئے ہیں - وہ واپس لئے جاتے ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ کل سولہ لاکھ روپیہ غبن ہوا ہے - اور پولیس بمبئی نوٹ میں سے کچھ بھی برآمد نہیں کر سکی - مقدمہ [illegible] تک ملتوی کیا گیا -

خلاف ورزی قانون کے متعلق مسٹر گاندھی کے خیالات شملہ ۹ - اگست ینگ انڈیا کی تازہ ترین اشاعت میں مسٹر گاندھی لکھتے ہیں کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا ہر ایک فرد تحریک خلاف ورزی قانون پر فریفتہ ہو رہا ہے - کیونکہ وہ اسے ہندوستان کے تمام مصائب کا یقینی علاج تصور کرتا ہے - میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ وہ وقت عنقریب آنیوالا ہے کہ مجھے مجبوراً ہر ایک

ملکی قانون کی خلاف ورزی کرنی پڑیگی خواہ ایسا کرنے سے خونریزی کا بھی احتمال کیوں نہ ہو۔

ایک وکیل کی موقوفی: الہ آباد ۷۔ اگست۔ بنارس کے ایک وکیل کو اس بنا پر وکالت سے موقوف کر دیا گیا ہے کہ اس نے ایک وصیت نامہ کو جعلی سمجھتے ہوئے بھی اسکی تائید کی۔

سرحدی حملہ آوروں کے کالا باغ ۹۔ اگست۔

متعلق گورنمنٹ سے درخواست نارتھ ویسٹرن ریلوے ڈسٹرکٹ یونین نے ایک جلسہ کر کے گورنمنٹ اور ریلوے افسروں سے اپیل کی ہے کہ نہرانگ سٹیشن ضلع میانوالی سے سرحدی ڈاکو جو تین آدمی اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ان کو چھڑایا جاوے۔ اور سٹیشن ماسٹر کو کچھ معاوضہ دیا جائے۔ جسکو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھا۔

بمبئی پراونشل ریفارم کانفرنس: بمبئی ۶۔ اگست بمبئی پراونشل ریفارم کانفرنس جسکا اجلاس ۲۹ اگست کو ہوگا۔ اسکی پریذیڈنٹ مسز بیسنٹ ہوں گی۔

یورپین تعلیمی کانفرنس: شملہ ۶۔ اگست بعض صوبوں کی قانونی کونسلوں میں پچھلے دنوں یورپین سکولوں کی امداد میں تخفیف کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ اسپر غور کرنے کے لئے یورپین کی ایک تعلیمی کانفرنس ہوئی جہاں پر مسٹر محمد شفیع ممبر تعلیم نے ایک طویل تقریر میں کہا کہ مجھے یقین ہے کہ ہندوستانیوں کی زیادہ تر تعداد سلطنت برطانیہ کے ساتھ تعلق رکھنا چاہتی ہے اور اینگلو انڈین اور ہندوستان میں رہنے والے انگریز مسجد کا رویہ ترک کر دیں۔ اور ہندوستانیوں سے ملکر رہیں تو انکا مستقبل قلت تعداد کے باوجود بھی بہت اچھا ہوگا۔

پولیٹیکل حالت پر گورنر بمبئی کے خیالات: بلگام ۴۔ اگست ترنامنٹ کی غیر برہمن لیگ کیطرف سے گورنر بمبئی کو ایک اڈریس دیا گیا۔ جسکے جواب میں گورنر نے موجودہ پولیٹیکل حالت پر اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا کہ تقریر و تحریر میں گورنمنٹ پر جو حملے کئے جا رہے ہیں وہ قانونی حدود سے تجاوز کر گئے ہیں۔ گورنمنٹ تحمل اور بردباری سے کام لے رہی ہے لیکن قانون اور حکم کا احترام کرانا اسکا پہلا فرض ہے وہ یہ ہرگز برداشت نہیں کریگی۔ کہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو شہ ملے ورنہ نتیجہ بدنظمی اور طوائف الملوکی ہوگا۔

غیر ممالک کی خبریں

بکر سیمیع بے کا خیر مقدم: فرانس کے وزیر اعظم موسیو بریانڈ نے کیم اگست کو حکومت انگورہ کے سیاسی نمائندے بکر سیمیع بے کا خیر مقدم کیا۔

لنڈن میں خشک سالی ختم نہیں ہوئی۔ لنڈن ۳ اگست۔ لنڈن کا محکمہ آبرسانی حیرت خیز اعلان کرتا ہے کہ مدت سے موسم خزاں کے ذخیرہ آب کا بھی بہت بڑا حصہ خرچ کر لیا ہے۔ گھاس بالکل نابود ہو گئی ہے اور آتشزدگی کی کثرت ہے۔ ایک جگہ آگ لگنے سے پانچ سو ایکڑ درختوں گھاس اور جھاڑیوں کا ذخیرہ جل گیا۔ ایکا سٹیبل بالکل خشک ہو گئی ہے۔ موسم سرما میں سبزی ترکاری اور بھی کم ہو جائیگی جواب ہی [illegible] کی قیمت پر ملتی ہے۔

روسی قحط زدگان کی امداد لندن ۳۰ جولائی۔ برقی تار مظہر ہے کہ میکسم گورکی کی درخواست پر کہ بیمار اور قحط زدہ روسیوں کی امداد کیجئے۔ بین الاقوامی انجمن برائے امداد اطفال نے جسکا صدر مقام جنیوا ہے کھانا۔ اور کپڑا تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے ماسکو میں بھی رعایائی چندوں کیلئے اپیل کی ہے۔

آئرلینڈ ہندوستان مصر کی لنڈن ۴۔ اگست۔ **ہمدردی میں ۱۵ ہزار حبشیوں کا** نیویارک کی خبر ہے **اجتماع** کہ حال میں یہاں پر ۱۵ ہزار حبشی سرخ سیاہ اور سبز جھنڈے لئے ہوئے اپنے محلے کے بازاروں میں گشت کرتے ہوئے شور و غل مچاتے گشت کرتے ہوئے چلے گئے ہیں یہ جھنڈے حبشیوں کے بین الاقوامی نشان ہیں۔ اسکے بعد یہ لوگ ایک جلسہ میں شریک ہوئے اور انھوں نے مسٹر لائیڈ جارج سے تار پر درخواست کی کہ وہ آئرلینڈ مصر اور ہندوستان کو آزاد کرانے میں اپنے اثر کو استعمال کریں۔ ایک پیام مسٹر ڈی ویلیرا کو بھی بھیجا گیا اور وعدہ کیا گیا کہ آپکو مدد دیجائیگی۔

مشرق قریبہ کی پیچیدگیاں: لنڈن ۲ اگست لنڈن کے سیاسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ بالائی سلیشیا کے موجودہ جنگ جو شعلوں کے خلاف کارروائی کرنے یا انہار آبادگی کے مسائل سے زیادہ پیچیدہ مشرق قریبہ کا مسئلہ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ اور موسیو بریانڈ کی ملاقات: لنڈن ۳۱ جولائی اخبار ٹائمز کے نامہ نگار پیرس نے اطلاع دی ہے کہ سپریم کونسل کے جلسہ کی تاریخ ۸۔ اگست معین ہو گئی ہے۔

اٹلی اور بلجیم کو اطالوی گورنمنٹ کا وہ نوٹ پہونچ گیا ہے جسمیں موسیو بریانڈ کی یہ تجویز بیان کی گئی ہے کہ اتحادی سفیر برلن کو متفقہ طور پر جرمنی سے درخواست کرنی چاہیئے کہ اگر اتحادی فوجوں کو سلیشیا جانیکی ضرورت پیش آئے تو وہ اسکی نقل و حرکت کیلئے سہولتیں بہم پہنچائے موسیو بریانڈ نے لارڈ ہارڈنگ سے بنفس نفیس ملاقات کرنیکا یہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ پہلے کے مقابلہ میں صورت حال بہت اچھی ہے۔ پہلے تو صورت معاملہ بہت نازک ہو گئی تھی۔

لسبن میں باغیوں کی ناکامی: لنڈن ۲ اگست۔ اخبار میل کا نامہ نگار ریڈرڈ سے بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے کہ ریگو سے یہ خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں کی فوجی بغاوت فرو کر گئی ہے۔ اور گورنمنٹ نے حالات پر پوری طرح قابو حاصل کر لیا ہے۔ حکومت سنسر کیوجہ سے براہ راست کوئی خبر موصول نہیں ہوئی ہے۔

شمالی سلیشیا میں لنڈن یکم اگست۔ تازہ ترین تاروں **کامل سکون** سے اطلاع ملی ہے کہ شمالی سلیشیا میں کامل امن و سکون ہو گیا ہے۔

وزیر اعظم کی تجاویز اور سن فنر لندن ۳ اگست۔ ڈبلن کے ایک مراسلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ مسٹر لائیڈ جارج کی تجاویز جو مسٹر ڈی ویلیرا کے روبرو پیش کیگئی تھیں ابھی ممبران سن فین کی نمایندہ جماعت نے غور و خوض نہیں کیا ہے گر ڈیل ایرین (قومی نمایندہ جماعت) کے ایک بھرپور جلسہ میں ان تجاویز پر غور کیا جائیگا جلسہ مذکور میں جبر و تشدد کا شکار شدہ ہر ممبر بھی آزادانہ شریک ہو سکے گا۔ ڈیل ایرین نے قیدیوں کی رہائی کی درخواست نہیں کی ہے۔ بلکہ وہ عنقریب قیدیوں کے نام سمن جاری کرے گی جس کے متعلق امید کیجاتی ہے کہ حکام تعمیل کرینگے۔

(باہتمام شیخ محمد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا۔)

نمبر ۱۳ جلد ۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دنیا کی بہتری کے لئے اک آسمانی شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ:۔ مہر محمد خان

نمبر ۱۳	مورخہ ۱۵ اگست سنہ ۱۹۲۱ء	دوشنبہ	مطابق ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۹ھ	جلد ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

دارالامان میں عید انشاء اللہ ۱۵ اگست بروز پیر ہوگی ۱۲ اگست خطبہ جمعہ میں مولانا محمد سرور شاہ صاحب نے نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید فرمائی

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق اطلاع

۵ تاریخ کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور سرینگر سے اسلام آباد اور ناسنور کی طرف روانہ ہو گئے ہیں ان دونوں مقامات میں احمدیوں کی خاصی تعداد ہے۔ امید ہے حضور عید الاضحیٰ بھی نماز عید ادا فرمائینگے

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سیالوی کی جو ایک عرصہ سے ہجرت کر کے دارالامان میں آبسے ہیں۔ اہلیہ صاحبہ جو کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ بروز جمعہ فوت ہو گئی (انا للہ) احباب جنازہ غائب پڑھیں اور دعا مغفرت کریں

نظم

افکار گوہر

(از جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رامپوری)

کہاں چھپا ہے تو اے ابرِ نوبہار برس
برس برس کہ زمانہ ہے بیقرار برس

خدا کے واسطے اے چشمِ انتظار برس
کہ ہر گھڑی نظر آتی ہے اب ہزار برس

خدا کرے کہ ملے عمرِ نوح ساقی کو
یہ پاکباز سلامت رہے ہزار برس

تپِ فراق نے رگ رگ میں بھر دیئے شعلے
اُمنڈ اُمنڈ کے اب اے ابرِ غمگسار برس

یہ بخل ابرِ کرم اور میکدہ کے لئے
یہ ارض پاک ہے اس پر تو بار بار برس

برس برس کہ نہ ہو عید میکدہ پھیکی
برس کا دن ہے پریشاں ہیں بادہ خوار برس

لگی ہے آنکھوں سے گوہر کی آنسوؤں کی جھڑی
مقابلہ ہے تو اے ابرِ نوبہار برس

مغربی افریقہ میں احمدیت اور ٹائمز آف نائجیریا

خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کو مغربی افریقہ میں جو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور کئی ہزار لوگ داخل سلسلہ ہو گئے ہیں۔ اسے عوام کی نظروں سے چھپانے اور مشتبہ کرنے کے لئے ہمارے بد باطن مخالفین نے طرح طرح کے حیلے تراشے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہی گئی۔ کہ قادیان میں غیر احمدیوں کا جو جلسہ ہوا تھا۔ اس کے اثر کو مٹانے کے لئے یہ کہا گیا ہے۔ ورنہ دراصل نہ کوئی احمدی ہوا ہے اور نہ افریقہ سے کوئی خبر آئی ہے۔

غیر احمدیوں کے جلسہ کا اثر تو اسی سے ظاہر ہے کہ خاص ان ایام میں جبکہ ہمارے بدترین مخالف سارا سارا دن ہمارے خلاف گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخیں چلاتے رہے ہیں۔ ۲۹۔ آدمیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جن کے نام مع مفصل پتوں کے ہم شائع کر چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں غیر احمدیوں نے جن لوگوں کے تائب ہونے کا اعلان کیا۔ ان کے متعلق باوجود ہمارے چیلنج دینے اور چار سو روپیہ انعام رکھنے کے اس وقت تک وہ نام بھی نہیں بتا سکے لیکن باوجود اس کے افریقہ میں احمدیت کی کامیابی کے متعلق عوام کو دھوکہ میں رکھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

اگرچہ افریقہ کے متعلق نہایت مفصل حالات اور واقعات شائع ہو چکے۔ لیکن وہ بھی چونکہ ہمارے مبلغ کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے معاندانہ تعصب کی وجہ سے انکو بھی قابل اعتبار نہیں قرار دیا جاتا۔ آج ہم افریقہ کے ایک انگریزی اخبار کے اس مضمون کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ جو ہمارے مبلغ افریقہ اور اس کے کام کے متعلق شائع ہوا ہے۔ کیا اسکو پڑھنے کے بعد بھی ہمارے مخالف یہی کہتے جائینگے۔ کہ افریقہ میں کوئی احمدی نہیں ہوا۔ وہ لوگ جن کی فطرت احمدیت کی مخالفت کرتے کرتے مسخ ہو چکی ہیں۔ ان سے تو ہمیں توقع نہیں کہ بیہودہ سرائی سے باز آئیں لیکن حق پسند اصحاب حقیقت سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

ٹائمز آف نائجیریا ۱۲ اپریل ۱۹۲۱ء لکھتا ہے:۔

"یہ پروفیسر عبدالرحیم ہندوستانی مسلمان مبلغ کا جسم اگرچہ چھوٹا ملا ہے۔ لیکن ان کی بڑی عقل ایک قابل انسان کی سی ہے۔ ... "نیر" نام تمام ملک میں خانگی لفظ ہو گیا ہے۔ اور بشرکوں پر ان کی شکل شہرت پا گئی ہے۔ میں نے ان کو کل ان کی رکشا میں چمکیلی سبز پگڑی باندھے ہوئے دیکھا۔

ان کا مشن مسلمانوں کی اصلاح کرنا اور اسلام کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کرنا ہے یہ لندن سے سلسلہ احمدیہ کی طرف سے یہاں بھیجے گئے ہیں۔ اور اپنے آنے کے وقت سے اس وقت تک لیکچر دینے میں بہت مصروف ہیں۔ اور اپنے اس دو ہی ماہ کے قیام میں دس ہزار لوگوں کو اپنے روحانی جھنڈے کے نیچے لے آئے ہیں۔

مولوی صاحب مذکور کوئی شخص یا کئی اشخاص کی تمام عرض کو جو لیکچر وغیرہ کے لئے دی جائیں۔ بڑی خوشی سے منظور کرتے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ خدا انہیں برکت دے۔ اور امید رکھتے ہیں کہ ہمارے درمیان ان کا ٹھہرنا ہمارے ملک کی مسلمان دنیا کی اصلاح کے پوچھنے کا نشان ہو گا"

ایک احمدی پرنس مبارک باد

عید الاضحیٰ کی تقریب پر ناظرین کرام کی مسرت اور شادمانی میں یقیناً یہ خوشخبری بہت زیادہ اضافہ کرنے کا باعث ہوگی کہ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ مغربی افریقہ نے ایک شہزادہ کے داخل احمدیت ہونے کی خبر بذریعہ تار دی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے سفر کشمیر میں نشان

یوں تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ... نشانات دیکھے ہیں۔ اور انشاء اللہ ... مگر ذیل میں دو تازہ نشان درج کرتا ہوں۔

(۱) حضور سری نگر سے اسلام آباد ... اگست کو روانہ ہوئے جس روز تانگے پر حضور سفر کر رہے تھے۔ وہ بہت تکلیف سے ملا تھا۔ اور بہت چھوٹا تھا۔ اسباب کی وجہ سے آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش بہت کم تھی۔ اور کشتی بہت بھاری تھی اس روز صرف پانچ چھ میل سفر طے ہو سکا۔ رات کو ایسا مقام میسر آیا کہ جہاں قافلہ والوں کو بہت آرام ملا۔ ایک عمدہ مکان بالکل خالی مل گیا۔ جس کے دروازے ہم نے اپنے ہاتھ سے کھولے۔ اگلے روز صبح روانگی کے وقت بارش زور کی شروع ہوئی۔ روانگی سفر میں بڑی دقت محسوس ہو رہی تھی اور بعض سفر وریات میسر نہ آئی تھیں۔ قریب تھا کہ حضور واپسی کا حکم دیتے۔ مگر حضور کے دل میں ادھر خیال آیا۔ ادھر ایک خالی کشتی ایک شخص لیکر موجود ہو گیا۔ فوراً کرایہ طے کیا۔ اور احباب سوار ہو گئے۔

خاکسار حشمت اللہ۔

۱۸۔ اگست کا الفضل شایع نہ ہوگا

۱۵۔ اگست عید اضحیٰ ہے۔ اس روز کا پرچہ سٹاف نے جمعہ کی تعطیل سے فائدہ اٹھا کر کام کو ڈبل کر کے تیار کر دیا ہے۔ لیکن اس سے اگلا پرچہ نہیں چھپ سکتا اسلئے احباب کو اطلاع ہو کہ ۱۸۔ اگست کا پرچہ شایع نہیں ہوگا۔ مینیجر الفضل قادیان

ضرور جواب دیں!

خریداران الفضل میں سے کسی صاحب کو اخبار نمبر ۱ مورخہ ۱ اگست نہ پہنچا ہو۔ تو ضرور اطلاع دیں۔

مینیجر الفضل قادیان

الفضل
قادیان دارالامان ۱۵ اگست ۱۹۲۱ء

عیسائیوں سے مذہبی عقائد میں عدم تعاون کی ضرورت

(نمبر ۱)

آجکل جبکہ ہر چہار طرف "عدم تعاون" کا شور بلند ہے اور مسلمان بھی مسٹر گاندھی کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے گورنمنٹ سے عدم تعاون کرنے کے حامی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو بتائیں کہ در اصل جن باتوں کے متعلق انہیں عدم تعاون کرنا چاہیئے وہ کونسی ہیں۔ اور ان کی وجہ سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔

مسلمانوں کو اسلام سے بیگانہ اور علیحدہ قرار دینے والی باتوں میں سے ایک بہت بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کے متعلق عیسائیوں کے غلط عقائد اور خیالات کی تقلید کرتے ہوئے اسلام کو بھلا دیا۔ اور اس بارے میں عیسائیوں سے تعاون کرکے اسلام کو جا بجا نقصان پہنچا دیا۔ اب وہ یہ تو کہتے ہیں کہ دنیاوی اُمور میں ہمیں عیسائیوں کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انہوں نے ہماری سلطنتوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور ہمیں ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ لیکن یہ بات ابھی تک ان کی سمجھ میں نہیں آئی کہ عیسائیوں کے عقائد کو اپنے دل میں جگہ دیکر اسلام کو کس قدر نقصان پہنچا چکے ہیں۔ اور پہنچا رہے ہیں۔

اس مضمون میں ہم ان چند عقائد کا ذکر کرینگے جنمیں مسلمان عیسائیوں کے نہ صرف ہم نوا ہیں۔ بلکہ ان سے بڑھکر آگے قدم رکھتے ہیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کو خدا نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اور اب تک وہیں اس کو بٹھا رکھا ہے۔ چونکہ یہ اتنی بڑی فضیلت صرف انہی کو حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے وہ تمام انسانوں سے جو پیدا ہو چکے یا آئندہ پیدا ہونگے۔ افضل ہیں۔

مسلمان اس بارے میں اس عقیدہ کی ہمنوائی بھی پروا نہ کرتے ہوئے کہ قرآن کریم میں صاف اور صریح طور پر حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ متفق و متحد ہیں۔ حالانکہ اگر قرآن کریم میں وفات کا ذکر نہ بھی ہوتا تو بھی حضرت عیسیٰ ؑ کے وفات پا جانے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ جب دوسرے رسولوں کی طرح وہ بھی ایک رسول ہی تھے۔ تو جس طرح ان سے پہلے اور بعد کے رسول فوت ہو گئے۔ اسی طرح وہ بھی یقیناً فوت ہو چکے۔ اور ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کا ارشاد الٰہی اس بات کی شہادت اور تصدیق کے لئے کافی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے نہ صرف اپنی طرف سے حضرت عیسیٰ ؑ کی وفات کا ذکر کیا بلکہ خود ان کا اپنا اقرار فلما توفیتنی کہ اے خدا جب تو نے مجھے وفات دے دی نقل فرما دیا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کی کوئی پروا نہیں کی۔ اور حضرت عیسیٰ ؑ کو زندہ آسمان پر مان رہے ہیں۔

پھر اتنا بھی نہ سوچا کہ حضرت عیسیٰ ؑ کو آسمان پر زندہ ماننے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا کی کس قدر ہتک اور توہین ہوتی ہے۔ اور عیسائیوں کے اس خیال کو کہ چونکہ آسمان پر زندہ جانے کی فضیلت صرف عیسیٰ ؑ کو ہی حاصل ہے۔ اس لئے وہ سب انبیاء سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ کتنی تقویت پہنچتی ہے۔

اسی بنا پر عیسائی مسلمانوں سے بجا طور پر دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب تم مانتے ہو۔ کہ حضرت عیسیٰ کو خدا نے دشمنوں کی تکالیف سے بچانے کے لئے آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ اور یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو جب دشمنوں نے دکھ اور تکلیفیں دیں۔ تو انکو نہ صرف آسمان پر نہ اٹھایا۔ بلکہ زمین پر بھی تکالیف سے نہ بچایا تو بتاؤ۔ دونوں میں سے کون افضل ہوا۔ اور کون زیادہ خدا کا پیارا اور محبوب ٹھہرا۔

اس کا جواب مسلمانوں کے پاس سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت عیسیٰ ؑ کی فضیلت کا اقرار کریں۔ اور خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر جو فضیلت دی ہے اس کا انکار کر دیں۔ لیکن کس قدر غیرت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ باوجود عیسائیوں کی اس مجبور کن گرفت کے مسلمان حضرت عیسیٰ ؑ کو آسمان پر زندہ ماننے میں عیسائیوں کے ساتھ اتفاق کئے ہوئے ہیں۔ اور بڑے زور شور سے اس کی تشہیر کرتے ہیں۔

کیا یہ ایک ایسا امر میں عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کا تعاون نہیں ہے۔ جو قرآن کریم کے خلاف ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بٹہ لگانیوالا ہے اور بالآخر اسلام کو جواب دیکر عیسائیت کی گود میں لیجانیوالا ہے۔

اس زمانہ میں جبکہ علم اور بزرگی کے دعویٰ اسلام کی بجائے اسلام کی صحیح تعلیم سے ناواقف اور بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ اور اسلام کی خوبیوں کو نہیں جانتے۔ ان کے سامنے عیسائی صاحبان حیات مسیح کے عقیدہ کو جب اس رنگ میں رکھتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ کھلم کھلا اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت میں داخل ہو جاتے ہیں یا اسلام سے بیزار ہو جاتے ہیں۔

کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اس وقت تک ہزاروں مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور وہی لوگ جو ایک وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے تھے۔ آپ پر درود بھیجتے تھے۔ آپ کے نام پر قربان ہونے کے لئے تیار تھے۔ وہی دوسرے وقت میں اسلام کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ اور رسول کریم ؐ کی شان میں گستاخی کی باتیں بکنے لگ گئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کے عقائد کے ساتھ اتفاق و اتحاد کر کے ان پر اسلام کی صداقت مشتبہ کر دی۔ ان کے دل سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء پر فضیلت کا عقیدہ نکال دیا۔ اور اس کی بجائے حضرت مسیح سے خدا تعالیٰ کا ایسا معاملہ بتا کر جیسا اس نے

اسلام اور حریت و مساوات

(۱)

اخبار الفضل مطبوعہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۰ء اور ۲۲ مارچ ۱۹۳۱ء میں مذکورہ بالا عنوان سے ایک مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے بجواب مضمون خواجہ عبدالحمید صاحب المشرقی ہے مندرجہ وکیل امرتسر شائع ہوا تھا

وجہ اشاعت

یہ بحث یوں چھڑی کہ ایک گریجوایٹ نے مصری سے حضرت خلیفۃ المسیح کے نام چند سوالات بغرض جواب بھیجے۔ جنکا جواب ۱۱ نومبر ۱۹۳۰ء کے الفضل میں شائع ہوا ان سوالات میں سے ایک یہ بھی تھا "کہ حریت اور مساوات اسلام کے اصولوں میں سے ہے یا نہیں؟" جس کے جواب میں حضور نے لکھا کہ

"حریت و مساوات اسلام کے بنیادی اصول میں سے نہیں ہیں۔ خود یہ الفاظ ایسے مبہم ہیں کہ اپنی بعض تعریفوں کے لحاظ سے اچھے اخلاق بھی نہیں کہلا سکتے۔ اسلئے حریت اور مساوات کی جب تک تعریف نہ کی جائے اسوقت تک نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام انہیں جائز بھی قرار دیتا ہے یا نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپکے ذہن میں انکی کیا تعریف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی تعریف کے ماتحت ان دونوں امور (حریت و مساوات) کا خیال رکھنا ایک مسلم کیلئے ضروری ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک دوسری تعریف کے مطابق صرف جائز ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک تیسری تعریف کے مطابق ناجائز ہو۔"

اس جواب کے شائع ہونے پر اصل سائل صاحب تو نہ بولے مگر خواجہ صاحب یہ خیال کر کے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اسلام میں حریت و مساوات کو کلی ممنوع قرار دیتے ہیں۔ جواب دینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور بجائے اس کے کہ آپ اصل بات کا جواب دیتے جس کا سائل سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے اور اخبار وکیل میں "اسلام میں حریت و مساوات" کے عنوان سے مضمون لکھنا شروع کیا۔ جس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۳۰ء میں صرف اس غرض سے لکھا کہ "حریت و مساوات کا مسئلہ آجکل لوگوں کے زیر نظر ہے"۔ اور خواجہ صاحب کو اصل بحث کی طرف توجہ دلائی۔ اور انکی غلطیوں پر تنبیہ کی۔ مگر نہ سمجھے اور نہ اپنی اصلاح کی۔ بلکہ اس مضمون کے جواب میں نہایت ژولیدہ بیانی سے کام لیا۔ اور مختلف پیرایوں میں گالیاں دیکر اپنا غصہ نکالنا چاہا۔ اور جھوٹے الزامات لگا کر لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکانیکی کوشش کی اور اصل بحث کو پھر بھی نہ چھوا۔ پھر اسکا جواب حضور نے اس غرض سے دیا جو الفضل ۲۴ مارچ میں یوں بتائی گئی ہے۔ کہ

"بعض دوستوں نے انکی اس تعلی اور خلاف بحث کی عادت اور سخت کلامی کو دیکھکر مجھے مشورہ دیا ہے۔ کہ جبکہ وہ اصل مضمون کی طرف نہیں آتے۔ اور خواہ مخواہ من گھڑت باتوں کا جواب دینے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ تو مجھے ان کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہماری جماعت کے اور کسی دوست کو ان کے مضامین کے جواب دینے پر مقرر کر دیا جائے لیکن چونکہ ممکن ہے۔ کہ خواجہ صاحب جان بوجھکر اس راستہ پر نہیں چل رہے۔ بلکہ وہ اپنے نفس کے دھوکہ میں آئے ہوئے ہیں اس لئے میں ایک دفعہ پھر انکو راستی کی دعوت دیتا ہوں۔ اور امید ہے۔ کہ اب وہ اس بے اصولے پن سے رکنے کی کوشش کرینگے جسکو وہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ مگر اب بھی انہوں نے بجائے اصل مطلب کی طرف آنیکے اسطرح بے سروپا باتوں کی طرف توجہ کی۔ تو ان کا جواب دینے کے لئے اور بہت سے احباب موجود ہیں۔ جو اپنے اوقات میں سے کچھ ان کی خاطر بچا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سے علم اور سمجھ میں ہر طرح بالا ہیں۔"

پس حضور نے خواجہ صاحب کی اصلاح کے خیال سے الزامات کا جواب دیا۔ پھر نصیحت کی اور بار بار سمجھایا کہ

"اگر فی الواقع انکو احقاق حق کا شوق ہے۔ تو نفس مضمون کی طرف توجہ کریں۔ اور ایک دفعہ سائل کے سوالات اور میرے جوابات کو پھر غور سے پڑھیں۔ اور پھر اگر کوئی امر دریافت طلب انکو نظر آوے تو مجھ سے دریافت کریں"

چاہیے تھا۔ کہ وہ اپنی اصلاح کرتے اور اصل بات کا ہی جواب دیتے لیکن انھوں نے اپنا پہلا رویہ نہ بدلا اور اخبار وکیل ۲۶-۲۸ اپریل لغایت ۱۲ مئی تک لاطائل خامہ فرسائی کی۔ درشت کلامی سے باز نہ آئے پہلے کی طرح تعلیات کیں۔ اور الزام لگانے سے نہ رکے انکی درشت کلامی اور مہذب لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ رویہ کا جواب انہی الفاظ میں دیتا ہوں جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے دیا ہے۔

"خواجہ صاحب کی عبارتوں پر تعجب نہیں کرنا چاہئے جو شخص جس رنگ میں پرورش پاتا ہے۔ اسی قسم کی باتیں اسکی زبان و قلم پر جاری ہوتی ہیں"

بہرحال اب میں اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

بعض باتوں کے غلط منسوب کرنیکا الزام

خواجہ صاحب لکھتے ہیں "ہم نے یہ تو نہیں لکھا کہ رسول کریم کے تمام اقوال وقتی حالات کے ماتحت تھے۔" پھر لکھا ہے۔

"ہم نے اپنے مضمون مندرجہ عنوان میں لکھا تھا کہ بے شبہ قرآن مجید کے بعد احادیث کا درجہ ہے۔ کوئی محقق اس سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کر سکتا کہ ہم احادیث کے منکر ہیں۔ مگر میاں صاحب ممدوح اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔"

معلوم نہیں خواجہ صاحب اپنی لکھی ہوئی بات سے کیوں انکار کر رہے ہیں۔ اس انکار کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو وہ باوجود جاننے کے اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا انکو یاد نہیں رہتا اور بھول جاتے

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ تدوین صحیح قرآن کی صورت ہے۔ ایک محدود ایسے حدیث کے مناسب حال نہیں ہے۔ اسکی انکو تصحیح کرنی چاہیئے۔

پہلے۔ آپ اخبار وکیل ... جنوری صفحہ ۱ کالم ۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بے شبہ قرآن کے بعد احادیث کا درجہ ہے۔ لیکن محققین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ احادیث اگر موضوع نہیں ہیں۔ تو رسول کریم اور صحابہ کے اقوال یا آنحضرت اور صحابہ کے اعمال کا ذکر ہے اور خاص خاص حالات و واقعات و خصوصیات وقت کے مناسب ہیں۔"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب کے نزدیک اول تو احادیث موضوع ہیں۔ اور اگر موضوع نہ بھی ہوں۔ تو بھی خاص خاص حالات و واقعات خصوصیات وقت کے مناسب ہیں۔ اس جگہ آپ نے کسی حدیث کا استثناء نہیں کیا ہے۔ کہ وہ خاص حالات کے ماتحت نہیں۔ پھر کس جرأت اور جسارت سے لکھ دیا۔

"ہم نے یہ تو نہیں لکھا۔ کہ رسول کریم کے تمام اقوال وقتی حالات کے ماتحت تھے"۔

پھر لکھ کر تو لکھ دیا۔ کہ "بے شبہ قرآن مجید کے بعد احادیث کا درجہ ہے" حالانکہ آپکی عبارات اس بات کی بھی متحمل نہیں ہیں۔ کہ آپ احادیث کو کوئی درجہ دیں جیسے کہ آپ وکیل ۱۰ جنوری صفحہ کالم ۲ و ۳ میں لکھتے ہیں۔

"(۱) یہ لوگ قول فیصل یعنی قرآن کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔ (۲) تحقیق تو یہی ہے کہ قرآن شریف 'قول فیصل' ہے جس میں ہر ایک شئے کی تفصیل ہے اسکی موجودگی میں افغیر اللہ ابتغی حکما۔ الخ کتاب اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنیوالے کی تلاش جرم ہے"۔

انکی عبارت سے تو یہ گنجائش نکل سکتی تھی۔ کہ رسول کا فیصلہ فیصلہ نہیں ہوتا۔ اور اطاعت رسول خدا کی اطاعت ہوتی ہے جیسے آیت ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ سے ظاہر ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاکم بنانا قرآن نے ... حتی یحکموک فیما شجر بینهم ... فردوه الی اللہ والرسول سے ظاہر ہے۔ لیکن آپ نے آگے چلکر اس بات کا بھی فیصلہ کر دیا۔ کہ قرآن مجید کے سوا کسی کی بات کو تسلیم نہیں کرنا چاہیئے خواہ وہ رسول ہی کی کیوں نہ ہو۔ جیسے کہ ... لکھا ہے۔ "کتاب اللہ کے فیصلے کے سوا کسی شخصیت کا فیصلہ خواہ اسکا دعوے رسالت اور نبوت ہی کیوں نہ ہو۔ ہم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ایسی شخصیت ارباباً من دون اللہ کی ذیل میں آتی ہے انکی اطاعت انکی پرستش ہے"۔

اس عبارت کو دیکھ کر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ آپکے نزدیک حدیث (جو کہ آنحضرت صلعم کے قول، فعل و تقریر کا نام ہے) کوئی چیز نہیں ہے۔ اور قرآن مجید کے علاوہ کسی کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ اور آپکی عبارت سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے۔ کہ رسول کا قرآن مجید کے علاوہ کوئی حکم نہ مانا جائے۔ اور نہ کسی صحابی کا قول اور نہ تابعی کا اور نہ کسی بادشاہ کی اطاعت کیجائے۔ اور ایسی تعلیم صریح طور پر بغاوت کی حامی ہے۔ بلکہ بغاوت پھیلانیکا موجب ہے۔ جیسا کہ میں آگے چلکر بتاؤنگا۔ جب آپ قرآن مجید کے سوا کسی کی بات اور کسی کا فیصلہ اور حکم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اور حدیث وغیرہ کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے۔ تو پھر یہ قول "احادیث کا بے شبہ قرآن مجید کے بعد کا درجہ ہے" کیونکر صحیح ہو سکتا ہے آپکا ایک قول دوسرے قول کی تردید کر رہا ہے۔ اور آپکی عبارات اس بات کو صاف طور پر واضح کر رہی ہیں۔ کہ آپ احادیث کے منکر ہیں۔ اور انکو صحیح نہیں تو وقتی حالات کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں۔ پھر باوجود اسکے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے خواہ مخواہ ہماری نسبت یہ کہدیا۔ کہ ہم احادیث کے منکر ہیں۔ اور رسول کریم کے تمام اقوال کو وقتی حالات کے ماتحت سمجھتے ہیں۔

جلال الدین (مولوی فاضل)

مولوی ثناء اللہ کی بیہودہ سرائی

مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث اپنے اخبار میں لکھتے ہیں۔ میاں محمود (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) نے ڈپٹی بننے کے لئے کوشش کی۔ کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا۔

میں حیران ہوں۔ کہ فاصنع ما شئت کے مورد لوگ کیوں سمجھ بوجھ کر بات منہ سے نہیں نکالتے۔ کیا یہ سیدھی سادی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ مقدس اور رفیع المرتبت انسان جس کی جوتیوں پر بیسیوں ڈپٹی جبہ سائی کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ وہ ڈپٹی بننے کے لئے سعی نازیبا کریگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک آنریری مجسٹریٹی کوئی بڑی چیز ہے۔ اسلئے وہ الزام لگاتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچ سکے۔ کہ میں کہتا کیا ہوں۔ اور کس کی نسبت میرا یہ قول ہے۔ مولوی فاضل ہو کر اس گنوار سے بھی گئے گذرے جس نے کسی اقبال مند سے کہدیا تھا۔ کہ خدا آپ کو پٹواری بنا دے یا انسپکٹر پولیس کو دعا دی تھی کہ آپ تھانہ دار ہو جائیں۔

بھلے آدمی! تم اس آنے والے مسیح کی رفیع القدری کا تصور کرو۔ جو تمہارے نقطہ خیال سے آخری زمانہ میں آنے والا ہے۔ پھر اسکی قائمقامی کی شان دیکھو اور پھر دیکھو آنریری مجسٹریٹی اسکے مقابل میں کیا چیز ہے جس کے لئے کوئی کوشش کریگا۔ اور کریگا بھی کیوں آنریری مجسٹریٹی میں رکھا ہی کیا ہے۔ مجسٹریٹ کے پاس لوگ مقدمات اپنی خوشی سے نہیں لے جاتے۔ پھر اسکی حقیقی عزت بہت کم ہوتی ہے۔ سامنے سلام کرتے ہیں۔ پیٹھ پیچھے گالی دیتے ہیں۔ لیکن جو مرتبہ میرے آقا کو حاصل ہے اسکی تو یہ شان ہے۔ کہ لوگ منت و سماجت سے اپنے مقدمات تصفیہ کیلئے پیش کرتے ہیں۔ اور غیبوبت میں درود بھیجتے اور محبت کا دم بھرتے ہیں۔ پھر آپکی تو جبکہ ڈپٹیٹ قادیان اور اسکے گرد و نواح کے محدود علاقے کے متعلق

یا دوسروں کی نسبت بدگمانی ہو کر اسے اس کی آرزو ہے کہ جسے نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان سے باہر یورپ امریکہ و افریقہ میں کشور قلوب کی شہنشاہی حاصل ہے باوجود ان علامات کے یہ کہنا کہ حضرت خلیفۃ المسیح دنیا بننے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ کیا حماقت کی بات ہے مولوی صاحب! پہلے تو آپ کو دانشمند سمجھتا تھا لیکن یہ میری غلطی تھی۔ دیکھو اگر فہم سلیم دیا جاتا تو آپ مسیح موعود کا انکار ہی کیوں کرتے۔ فمن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ۔ اس زمانے میں بھی ایک ابراہیم آیا۔ اس نے مدار ربی نشانی، اور فرشتے کی بشارت نشانی۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی۔ لیکن وہ جن کا قبلۂ توجہ دنیا ہی ہے وہ اس کعبۂ تحقیق سے روگردان ہی رہے۔ ابا و استکبار سے کام لیا۔ اور آدم ثانی کے سامنے سربسجود نہ ہوئے اے کاش! وہ اپنے مورث اول کے انجام سے عبرت حاصل کرتے۔

مولوی صاحب! یہ کیا شرافت ہے کہ کسی شریف پر ایک الزام لگا دیا۔ اور جب کچھ ثبوت نہ دے سکے تو کہہ دیا کہ اچھا قسم کھاؤ۔ ایڈیٹر الفضل سے یہ کارروائیاں مخفی سہی۔ لیکن آخر آپ تک تو ایک قابل اعتبار ذریعہ سے پہنچ چکی ہیں۔ پس انہیں مبرہن کرنے میں کیا تامل ہے۔ فالقوا ما انتم ملقون۔ قسم کی بھی آپ نے ایک ہی کہی۔ چونکہ مکرمی سید قاسم علی صاحب سے اس معاملہ میں آپ پہلے قادیان میں ذلت آمیز پچھاڑ کھا چکے ہیں۔ اس لئے یہ سمجھ لیا ہے کہ قسم کے مطالبہ سے سرخروئی ہو جائیگی۔ مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔ ایک دانشمند صاحب گاؤں سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں۔ اونٹ کو عجیب جانور پاکر دیکھنے لگے ایک تربوز رکھا تھا۔ جو اونٹ کے حلق میں پھنس کے رہ گیا۔ دم رکتا دیکھ کر شتربان نے موگری کی ایک دو ضربیں لگائیں۔ تربوز ٹوٹ گیا۔ اور اونٹ کی گلو خلاصی ہوئی۔ وہ دانشمند نوجوان جیسے آپ کو اب علم طب کا فاضل سمجھنے لگا تھا۔ گھر آیا تو [illegible] سے کہنے لگا۔ ماں جان آپ کو کھانسی سے نزع میں [illegible] طبیب معالج بنکر آیا ہوں۔ خدا چاہے تو ابھی شفا ہوتی ہے۔ آپ ذرا لیٹ جائیے۔ ماں بیچاری نے کہا اچھا بیٹا۔ وہ علاج کر دانشمند نے ایک موگری ہاتھ میں لی اور پیہم دو چار ضربات اس کے گلے پر لگائیں۔ بیچاری اُف کر کے رہ گئی اور جان بحق تسلیم ہوئی۔ دانشمند کہنے لگے کہ اب اچھی ہو گئی ہے۔ تو ہنستی ہے [illegible] یہی حال ہے مولوی فاضل صاحب! بے ادبی معاف۔ آپ کا قسم کا مطالبہ ہر جگہ پر موزوں نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ حضرت خلیفۃ المسیح آپ کی لغویت کی طرف متوجہ ہوں۔ آفتاب نصف النہار پر تاباں و درخشاں ہے۔ اگر ایک آنکھوں سے اندھا جس کے فیلکس بھی تباہ ہو چکے ہیں۔ اس کا انکار کرتا ہے تو اپنی قسمت پر آٹھ آٹھ آنسو روئے۔ بلکہ اس محرم میں تعزیہ پرستوں کے ساتھ دل کھول کر پیٹ لے۔ کیسی حماقت ہے کتنی سفاہت ہے اور شرارت ہے۔ اس اندھے کا یہ کہنا کہ قسم کھاؤ۔ سورج چڑھا ہوا ہے۔ بدبخت تجھے نظر نہیں آتا۔ تو لوگوں کو حلف پر کیوں مجبور کرتا ہے ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(اکمل قادیان)

سکینۃ النساء کا پیام احمدی خواتین کے نام

میری محترم بہنیں یہ یاد رکھیں۔ کہ عید قربان بھی ایک عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے۔ اور آپکی ناچیز خادمہ بھی آپ لوگوں سے مالی قربانی کی خواہش رکھتی ہے۔ سو کیا ہی عمدہ اور بہتر قربانی ہوگی کہ ہماری معزز بہنیں اپنی غریب اور بیکس بیمار بہنوں کی خود خبرگیراں ہوں۔ ہمیشہ سے میرا یہ منشاء ہے کہ اگر ہم لوگ خیرات بھی دیں تو کسی مستحق بیمار کو دوائی کی شکل میں دیں۔ اور اب تو پختہ ارادہ ہو گیا ہے کہ مستورات کی طرف سے زنانہ وارڈ ہسپتال میں بنجائے۔ سو میرا احمدی مستورات کی خدمت میں پرزور اپیل کرتی ہوں کہ وہ عید کے روز اپنی اپنی جگہ پر جلسہ کر کے خواتین سے چندہ وصول کر کے بھجوائیں اور [illegible] براہ کرم اَن پڑھ بیویوں کو تعلیم یافتہ بہنیں یہ ضروری پیغام سنا دیں۔ بارگاہ میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ والسلام آپکی خیر طلب سکینۃ النساء از قادیان

شفاخانہ نور کا زنانہ کمرہ

اپنی محترمہ بہن سکینۃ النساء صاحبہ کا قابل قدر مضمون ہسپتال کے کمرہ کے متعلق دیکھا۔ مجھے امید واثق تھی کہ بہت سی بہنیں ان کی تائید میں صدائے لبیک پکاریں گی مگر افسوس کہ صدائے برنخاست کا معاملہ رہا۔ اور کسی نے اس طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ مجھ کو بھی چھوٹے بچے کی بیماری سے فراغت نہ ہو سکی۔

میرے ناقص خیال میں بیماروں کی امداد ایک نہایت ہی اعلیٰ کار ثواب ہے۔ اور شفقت علیٰ خلق اللہ اور انسانی ہمدردی کا اعلیٰ درجہ ہے۔

بیماری ایسی بری چیز ہے۔ جس سے طاقتور سے طاقتور، زبردست سے زبردست، دولتمند سے دولتمند عقلمند سے عقلمند انسان بھی سخت عاجز اور معذور ہو کر دیگر ہم جنسوں کی امداد کا محتاج ہو جاتا ہے۔ جب ایسی حالت میں اس کی ہمدردی یا خدمت کی جاوے تو وہ تہ دل سے شکرگذار ہوتا ہے۔ اور اس کے درد بھرے دل سے ایسی دعا نکلتی ہے۔ جو کہ رب العالمین کے حضور پہنچکر امداد کرنیوالی کی فلاح کا باعث بنتی ہے۔ اسی واسطے بار بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیمار پرسی کی تاکید فرمائی ہے۔ خود حضور سرور کائنات کافروں تک کی بیمار پرسی فرماتے تھے۔

ایک نیک آدمی کا ذکر ہے کہ اس نے کشف میں ایک فرشتہ کو دیکھا۔ کہ وہ ایک کاغذ پر کچھ لکھ رہا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ آپ کیا لکھ رہے ہیں۔ فرشتے نے کہا میں ان آدمیوں کے نام لکھ رہا ہوں۔ جو خداوند تعالے سے پیار کرتے ہیں اس نے کہا کیا میرا نام بھی ہے فرشتے نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اچھا اتنی مہربانی کرو کہ میرا ان لوگوں میں نام لکھ دو۔ جو کہ اپنے ہمجنسوں سے پیار اور ہمدردی کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس کا نام حسب خواہش لکھ لیا۔ جب اس نے پھر فرشتہ کو خواب میں دیکھا تو فرشتے نے اسے وہ نوشتہ دکھایا۔ جس میں اس کا نام سب سے اول تھا۔ فرشتے نے کہا خداوند کریم

لئے اپنے بھائیوں کی ہمدردی کے سبب تمہارا نام سب سے اول رکھدیا جائیگا۔

ہر ایک ان میں سے بھی انسانی ہمدردی سے الگ نہیں رہ سکتا ہے۔ ہسپتال کی تعمیر میں چندہ دینا ایسا صدقہ جاریہ ہے جس سے ہر ایک بنی نوع کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ہر مذہب اور ہر فرقہ کا انسان فیضیاب ہو سکتا ہے۔ چونکہ قادیان کے اردگرد کوئی زنانہ ہسپتال نہیں اور اس نور ہسپتال میں زنانہ مریضوں کے ٹھہرنے کا کوئی انتظام نہیں۔ اسلئے اس دارالامان میں جہاں سینکڑوں روحانی مریض شفایاب ہو رہے ہیں۔ وہاں جسمانی مریضوں کی صحت یابی اور ٹھہرنے کا انتظام بھی ضرور ہونا چاہئے۔ اس لئے سب خواتین مستورات کی خدمت میں اپیل ہے۔ کہ اپنی اپنی انجمنوں سے جسقدر ہو سکے چندہ وصول کرکے بہت جلدی اس عظیم الشان ثواب میں حصہ لیں۔ اور ثابت کردیں کہ ہم لوگ اگرچہ عورتیں ہیں مگر ہماری ہمتیں خدا کے فضل سے اپنے اولوالعزم سرداروں کی ماتحتی میں بڑی بلند ہیں ہم بچوں کی پرورش کرکے بھی خدا کی راہ میں خرچ کرسکتی ہیں۔ حسب استطاعت جو چندہ یہاں سے جمع ہوا وہ ماہانہ چندہ کے ساتھ بھیجدیا گیا۔ اور جو اکٹھا ہوتا رہیگا وہ بھی بھیجا جاویگا۔ معزز بہنوں! مستورات نہ میں اپنی ضروریات کو کم کرکے چندہ بھیجو اپنے سچے مہدی اور پیارے مسیح کے شرائط بیعت کے پاک الفاظ کا عملی نمونہ دکھاؤ کہ عام خلق اللہ سے عموماً اور مسلمانوں سے خصوصاً ہمدردی کرینگے۔ ان عمارات میں اپنی حسب توفیق خیرات و بجرانی یادگار چھوڑو جو کہ انشاءاللہ ایکدن رو بہل بہتری بخشیں تاکہ آنے والی نسلیں ہمارا بھی ذکر خیر کریں۔ مکہ مکرمہ میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معمولی پتھر مٹی سے خانہ کعبہ تیار کیا تھا تو انہیں کیا پتہ تھا کہ ان پتھروں کو کیا رتبہ نصیب ہوگا۔ پس یہی مرجع خاص و عام ہوگا۔ کہ معظمہ جیسا عظیم الشان شہر آباد ہوگا۔ خلق خدا ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں کوس کی مسافت طے کرکے اسکی زیارت کو آئیگی۔ یہی کہ تسلیم عالم ہوگا۔ یہ سب کسواسطے ہوا کہ وہ ایک فرستادہ خدا کا تعمیر کردہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں گئے تو ان بھائیوں کی مسجد تیار کرتے تھے کھجور کے پتوں کی چھت تھی۔ بارش ہوتی تو حضور مع صحابہ رضوان اللہ علیہم بھیگ جاتے مگر جلد ہی وہ وقت آگیا کہ وہ ایک عظیم الشان مسجد بنگئی۔ کیونکہ یہ سب کسواسطے ہی۔ اس لئے کہ خدا نے معتبر دعا کے محبوب نے اسکی بنیاد رکھی آج کون مسلم ہے جو مسجد نبوی سے بے خبر ہے۔ ایسا ہی وقت آئیگا کہ اس مدینۃ المسیح میں اعلیٰ اعلیٰ عمارتیں بنیں گی۔ اس لئے یہی وقت امداد کا ہے اور تھوڑا خرچ کرکے بہت اجر حاصل کرنیکا ہے۔

کچھ کام عورتوں کو بھی سنبھالنا چاہئے۔ مثلاً شفاخانہ کی ضرورت سنکر میری طالب علم لڑکی نے ایک روپیہ مجھے دیا اور کہا کہ آپ اسے شفاخانہ نسواں میں بھیجئے میں نے اپنی کئی ضروریات روک کر ایک ایک پیسہ کرکے بچایا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ مبارک جذبہ ہمارا تمام قوم کے ننھے ننھے بچوں میں پیدا ہو۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ بچے تو درکنار بڑی لکھی عالمہ فاضلہ خواتین بھی خاموش نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض کے ادا کرنے کی اور قومی اور دینی ضروریات کو سمجھنے اور انکو لبیک کہنے اور خدمت دین کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بہنوں کی دعا کی محتاج اہلیہ ملک کرم الٰہی ضلعدار نہر جھنگ مگھیانہ

مولوی محمد علی صاحب کی النبوۃ فی الاسلام

مولوی صاحب لکھتے ہیں: "اب میں ایک اور امتیازی نشان نبی اور غیر نبی کی وحی کا پیش کرتا ہوں اور وہ امتیاز یہ ہے کہ رسول یا نبی اول اور بالذات صرف اپنی وحی کا پیرو ہوتا ہے۔ اور دوسری وحیوں کو اگر مانتا ہے تو اس لئے مانتا ہے۔ کہ اسکی وحی ان کو ماننا ضروری ٹھیراتی ہے اور غیر نبی اول اور بالذات کسی دوسری وحی کو مانتا ہے اور اسکا پیرو ہوتا ہے۔ اور اپنی وحی کو اگر مانتا ہے تو اس لئے کہ وہ دوسری وحی اسکے جس کا وہ متبع ہے۔ بخلاف نہیں بالفاظ دیگر رسول دوسرے رسول کا مطیع نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی وحی کا مطیع ہوتا ہے۔ اور امتی کسی رسول کی وحی کا مطیع ہوتا ہے" [illegible]

اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ نبی اپنی وحی کی پیروی کرتا ہے اور امتی اپنے نبی متبوع کی وحی کی۔ اسکے متعلق چند باتیں عرض ہیں۔

الف۔ جب حضرت خضرؑ غیر نبی تھے تو پھر کیونکر انہوں نے ایک نابالغ بچہ کو اپنی وحی کی پیروی میں قتل کر ڈالا۔

اور اگر حضرت خضرؑ کسی شارع نبی کے تابع تھے تو بتلائیے کس نبی کی شریعت میں نابالغ بچہ کے قتل کردینے کا حکم پایا جاتا ہے جسکی انہوں نے پیروی کی۔

(ب) جب حضرت موسیٰؑ کی والدہ نبیہ نہ تھیں تو کیونکر اپنی وحی کی پیروی میں انہوں نے اپنے نابالغ بچہ کو دریا میں ڈالدیا۔ اور اگر حضرت موسیٰؑ کی والدہ کسی شارع نبی کی تابع تھیں تو بتلائیے کسی نبی کی شریعت میں نابالغ لڑکے کو دریا میں ڈالدینے کا حکم پایا جاتا ہے جسکی انہوں نے پیروی کی۔

ج۔ جب حضرت مریم صدیقہ نبیہ نہ تھیں۔ تو کیونکر اپنی وحی کی پیروی میں اس بات کو قبول کر لیا کہ بغیر مس انسان کے ان کے ہاں بچہ پیدا ہوگا۔ اور اگر حضرت مریم صدیقہ کسی شارع نبی کی تابع تھیں۔ تو بتلائیے کس نبی کی شریعت میں ایسی تعلیم ہے جسکی انہوں نے پیروی کی۔

ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ ایسے احکام کسی نبی کی شریعت میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت خضرؑ اور والدہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مریم کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے تھا۔ مگر نہ تو حضرت خضرؑ نبی تھے اور نہ ہی والدہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مریم نبیہ تھیں۔ ہاں مولوی صاحب کے مسلمات کی رو سے حضرت خضرؑ بھی نبی تھے۔ اور والدہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت مریم صدیقہ نبیہ تھیں۔ جو ہمارے نزدیک غلط ہے۔

الراقم حکیم سیف الدین [illegible]

ہندوستان کی خبریں

میرٹھ میں خلاف ورزی قانون کا فیصلہ میرٹھ شہر ۵ اگست ۴ اگست کی رات کو جامع مسجد میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں قریب وجوار کے دیہات کے لوگ بھی شریک تھے۔ جلسہ نے سول احکام کی نافرمانی کا ریزولیوشن پاس کر دیا۔

دفتر جمعیۃ العلماء ہند کی تلاشی دہلی ۸ اگست آج سب انسپکٹر مجید حسن مع ایک مسلمان ہیڈ کنسٹبل کے جمعیۃ العلماء ہند کے دفتر میں تلاشی کا ایک وارنٹ جو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے نکالا گیا۔ اور علماء ہند کی فتوے کی ۹۱۲ کاپیوں پر قبضہ کر لیا۔

فسادات علیگڈھ کے ملزم سشن سپرد علیگڈھ ۸ اگست مجسٹریٹ درجہ اول نے بلوہ کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ زیر دفعہ ۱۴۷ و ۳۰۴ فرد جرم قائم کیا گیا اور تیس میں سے ۱۸ اشخاص کو سشن سپرد کر دیا۔ اور تین شخص رہا کر دئے گئے۔

حفاظت گاؤ کے لئے جد وجہد پنڈت مدن موہن مالویہ آل انڈیا ہندو سبھا کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے ہیں یہ کانفرنس مسئلہ حفاظت گاؤ پر غور و خوض کرنے کے لئے منعقد ہوگی۔

حادثہ جلیانوالہ کے ایک مقتول کا معاوضہ امرتسر ۶ اگست مسٹر نبی رام زندان ساز امرتسر نے جس کا بارہ برس کا لڑکا جلیانوالہ باغ میں مارا گیا تھا مسٹر ... پریذیڈنٹ معاوضہ کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر کہا میرا لڑکا اگر زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ وہ کسی دن گورنر بنتا۔ یا کسی اور عہدے پر پہنچتا۔ میں اپنے خون کا معاوضہ نہیں لینا چاہتا۔ صرف یہ وعدہ کیا جائے کہ مارشل لا کے تمام قیدی رہا کئے جائینگے آئندہ اس قانون کا نفاذ نہ ہوگا۔ اور اگر گورنمنٹ مجھے معاوضہ دینا چاہتی ہے تو پہلے کانگرس کے ساتھ فیصلہ کرے۔

مظلومان سمرنا کی ہمدردی میں پارسیوں کا جلسہ بمبئی ۳ اگست پارسی راجیہ سبھا کی زیر سرپرستی ایک عام جلسہ مظلومین سمرنا کی امداد کے لئے منعقد ہوا جس کے صدر مسٹر گاندھی تھے۔ اس میں زور دیا گیا کہ غیر ملکی کپڑا سمرنا بھیجا جائے۔ برطانیہ کی غیر جانبداری پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا مسٹر گاندھی کو مظلومین کی امداد کے لئے پانچ ہزار کا چک دیا گیا

کانپور کے ایک کارخانہ میں فساد کانپور ۵ اگست وکٹوریا ملز میں مزدوروں نے یورپین عملہ کے چند آدمیوں کو زد وکوب کیا پولیس نے آکر مزدوروں کو باہر نکال دیا

فسادات کراچی اور مسٹر گاندھی کراچی کے فسادات کے متعلق مسٹر گاندھی لکھتے ہیں سوامی کرشنانند کے قید ہونے پر لوگوں نے بے گناہ انگریزوں پر خشت اندازی کر کے اپنے ہی مقدس مقصد کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس سے سوامی جی کی کچھ عزت افزائی نہیں ہوئی۔ اگر سوامی جی سچے تھے۔ تو لوگوں کو ضبط سے کام لینا چاہئے تھا جھوٹا مقدمہ بنانے پر لوگوں کا اشتعال میں آجانا نہایت نامناسب تھا۔ ایسی حالات میں سول نافرمانی کی اجازت دینا ناممکن ہے۔

حامیان ترک تعاون کے ہاتھوں امریکنوں کی تذلیل پاونیر کا بیان ہے کہ جو لوگ گاندھی کیپ نہیں استعمال کرتے ان کی ذلتیں کیجاتی ہیں۔ اور اکثر حالتوں میں ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔ حال میں دو امریکہ والے کے ساتھ نہایت بری طرح پیش آیا گیا اور انگریز سمجھکر ان کی بہت تذلیل کی گئی۔

مقدمہ ننکانہ صاحب ننکانہ صاحب کے مقدمہ کے ملزموں کا بیان ختم ہو گیا۔ مہنت نرائن داس نے اپنے ڈیفنس میں بیان کیا کہ اس نے اپنے آدمیوں کو سخت ہدایت کر دی تھی کہ بغیر شدید ضرورت کے لڑائی نہ کیجائے اس نے اپنے آدمیوں کو اکالیوں کا پیچھا کرنے کی بابت کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ اور نہ سکھوں کے جسموں کے جلانے کی بابت کوئی ہدایت کی تھی۔

غیر ممالک کی خبریں

یونان کے متعلق انگریزی غیر جانبداری لنڈن ۱۳ اگست رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ اتھنز کی یہ خبریں کہ برطانی حکومت نے ترکی یونانی جھگڑے میں اپنی کامل جنبہ داری کی پالیسی کو چھوڑ دیا ہے۔ بے بنیاد ہے۔ برطانی حکومت کا ذرہ بھی ارادہ نہیں کہ اتحادیوں سے کوئی علیحدہ کارروائی کرے یا کسی فریق کی مدد کرے

قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی اور یونانی حکومت کو فہمائش یہ بیان کہ برطانیہ عظمی قسطنطنیہ پر یونانی پیش قدمی کو گوارا کرے گی۔ بیہودہ بات ہے کیونکہ یونانی حکومت کو فہمائش کر دی گئی ہے کہ پیش قدمی کو برداشت نہیں کیا جائیگا۔ بہرکیف یہ یقین کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ کسی ایسی پیش قدمی کا خیال ہو کیونکہ جب سے یونان اتحادیوں کی فوج قابض ہو...

پیروان کمال کی نازک حالت میدان جنگ کی خبریں مظہر ہیں کہ ترکی فوج کی حالت رنجیدہ ہے اور اغلب ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت کو قائم رکھ سکے۔ انگورا اور یونان میں علاقہ صمصون سے انگورا

مزید پیچیدگیاں حکومت کے یونانیوں کو جلاوطن کر دینے نے ایک دوسری پیچیدگی پیدا کر دی ہے علاوہ ازیں انگورا حکومت نے پیرس کی تجویز صلح کی گفت و شنید کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جیسا کہ وہ پہلے لندن کے متعلق کر چکی ہے۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر یونان اور ترکی مداخلت منظور کرنے پر آمادہ ہوئے۔ تو برطانیہ کم از کم اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔

حکومت انگورا اور برطانی قیدی لنڈن ۱۴ اگست انگورا حکومت کے ہاتھ میں اس وقت جو ۲۷ برطانوی فوجی اور سویلین قیدی ہیں۔ ان کے رہائی کے متعلق تاحال کچھ نہیں کیا گیا۔ ان کی جائے قیام بھی معلوم نہیں۔ مگر جو خبریں لندن پہنچی ہیں وہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان سے بدترین سلوک کیا جا رہا ہے۔

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ: مہر محمد خان

نمبر ۱۵ ۔ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۲۱ء ۔ مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ ۔ جلد ۹

مدینۃ المسیح

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے ایک دورہ کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہوئے۔ اور جناب میر قاسم علی صاحب و جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب موضع ... ضلع گوجرات ایک مباحثہ کی تقریب پر تشریف لے گئے۔

(۲) جناب میر محمد اسحٰق صاحب سالانہ جلسہ کے اہتمام میں بڑی تن دہی سے مصروف ہیں۔ یہاں کے دوکانداروں اور دیگر اصحاب نے ان کی تحریک پر آٹا اور دیگر اجناس میں بڑی گرمجوشی سے حصہ لیا ہے۔

چند دن سے بارش نہیں ہوئی بعض اوقات سخت گرمی اور حبس ہو جاتا ہے کسی قدر ملیریا کی شکایت پائی جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کشمیر میں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل" السلام علیکم
حضرت اقدس کی چار یوم کی ڈائری ارسال ہے۔

مورخہ ۱۳ کو حضور کی طبیعت ناساز رہی۔ مورخہ ۱۴ کو بھی حضور کی طبیعت خراب رہی۔ تمام دن متلی کی شکایت رہی۔ اور ایک دفعہ قے بھی ہوئی۔ چونکہ یہ یوم الحج تھا اسلئے سال گذشتہ کی طرح حضور دعا مانگنے کے لئے ایک قریب کی پہاڑی پر ایک خلوت کی جگہ تشریف لے گئے۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر تین بجے حضور نے چار رکعت نوافل کی جماعت کرائی۔ حضور نے نماز میں قرأت بالجہر تلاوت فرمائی۔ چار نوافل نماز کی ادائگی میں دو گھنٹہ سے زائد وقت صرف ہوا۔ حضور نے بہت دیر تک لمبی دعا فرمائی۔ دو رکعت نماز سے فارغ ہو کر حضور نے درود شریف کے الفاظ کی فلاسفی بیان فرمائی۔ فرمایا۔ ہم کو علم نہیں کہ حضرت نبی کریم کے لئے کونسی دعا زیادہ موزوں اور مناسب ہے۔ اس لئے درود شریف کے الفاظ مجمل رکھے گئے۔ چونکہ خدا ہی جانتا ہے۔ کہ نبی کریم اب کس درجہ میں ہیں۔ اور دوسرا درجہ ترقی کا کونسا ہے۔ اسلئے صلی وسلم و بارک ... کے الفاظ میں کسی درجہ کی تخصیص نہیں کی گئی۔ کیونکہ ہم بالکل تمیز نہیں کر سکتے کہ جنت الفردوس بڑا ہے یا جنت الماوٰی یا جنت العدن۔ مثلاً اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا مانگے۔ کہ ان کو جنت الفردوس عطا ہو۔ اور اگر آنحضور اس سے ترقی کر کے اوپر کے جنت میں ہیں۔ تو اس کی وہی مثل ہوگی۔ کہ کسی نے ڈپٹی کمشنر

کو دعا دی تھی کہ خدا تجھے تھانیدار کرے سو اللھم صل علی محمد اسی درجے تک رکھے گئے ہیں۔ حضرت نبی کریم تو ہر وقت ترقی کر رہے ہیں۔ ان الفاظ میں دُعا سکھائی ہے۔ کہ جتنی ترقی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اب کی ہے۔ اس سے اوپر کا درجہ ان کو عطا فرما۔ نوافل سے فارغ ہو کر حضور نے نماز عصر پڑھائی اور اس کے بعد کچھ دیر تک باہر [illegible] لے گئے۔

بعد نماز عصر بوجہ دوگی حضرت اقدس [illegible] سید میر محمد اسمٰعیل صاحب نے جناب افسر صاحب جلیس عالی کی اپیل جو انہوں نے حضور کے قافلہ کے نام بھیجا، فرمائی تھی پڑھ کر سنائی۔ اور حاضرین نے حسب مقدور اس کار خیر میں حصہ لیا۔ حضرت اقدس نے ساڑھے بارہ من گندم کی قیمت مبلغ ایک سو روپیہ کا مزید عطیہ دینے کا وعدہ فرمایا۔

مورخہ ۱۵ ر کو عید کا مبارک دن تھا۔ حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ نماز عید میں قریباً سو تین سو احباب شامل ہوئے۔ حضور نے خطبہ میں مسائل عید و قربانی بیان فرمائے۔ اور آخر میں یہاں کی جماعت کو بہت سی نصائح فرمائیں۔ دعا کے بعد حضور نے اعلان کرایا کہ ۲۶ ر تاریخ بروز جمعہ یہاں عام جلسہ ہوگا۔ تمام احمدی اس میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

مورخہ ۱۹ ر کو حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی صبح ۱۰ بجے حضور سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے چار بجے کے قریب واپس آئے۔ حضرت اُم المؤمنین سلمہا بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضور کے تینوں اہل بیت کی طبیعت ناساز ہے۔ مخدومہ اور ناصر احمد صاحب کی طبیعت بہ دو علیل ہو گئی۔ احباب انکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

احباب اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں جو خطوط لکھے جائیں۔ سرنگر کے سوا کسی اور پتہ پر نہ لکھیں۔ حضور جہاں بھی ہوں پہنچ جائینگے۔

خاکسار سید محمود از آسنور

نامۂ لنڈن

چند معزز اصحاب سے ملاقاتیں

نوشتہ چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم اے

(۱۵ - جولائی سنہ ۱۹۲۱ء)

دار التبلیغ لنڈن کے متعلق یہ آخری رپورٹ ہے۔ جو میں بہ ناظرین الفضل کرتا ہوں۔ کیونکہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت کے مطابق میں کہ ستمبر سے ہوتا ہوا واپس ہندوستان آتا ہوں۔ لنڈن کی تین احمدی مجھے لینے جاتے ہیں۔ برادرم مشتاق علی صاحب آئی سی ایس۔ برادرم عثمان المہدی فنسبری [illegible] اور عاجزانہ احباب سے درخواست ہے کہ ہمارے اس سفر کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی خطاؤں سے درگذر کرے اور ہر بیت اللہ قبول فرمائے۔ اور ہمارا مستقبل ماضی سے بہتر ہو۔

ایام زیر رپورٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض بڑے بڑے لوگوں کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ ترکی سفیر لنڈن رشید پاشا صاحب سے ان کے لڑکے بہن بے کے ذریعہ ملاقات ہوئی۔ پرانی وضع کے نہایت شریف ترک ہیں اور تصوف سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ دو گھنٹہ تک حضرت مسیح موعود اور احمدیہ جماعت کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ آپ نے اکثر باتوں سے اتفاق کیا۔ اور پیر کے دن میری، مولوی مبارک علی صاحب اور مسٹر عثمان المہدی کی دعوت کی۔ کھانا کھانے کے بعد احمدیت اور اسلام کے متعلق ۵ گھنٹہ تک گفتگو رہی۔ رشید پاشا اور آپکا لڑکا شفیق بے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت متاثر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہو سکتی ہے کہ انکے ذریعہ ترکی میں تبلیغ اسلام کا دروازہ کھل جائے۔

ابھی ایام میں انگلستان کے ایک مشہور مصنف و نامہ نگار سے ملاقات ہوئی جو احمدیہ جماعت کے حالات سنکر بہت حیران ہوئے اور کہا کہ آپ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختصر حالات لکھ دیں۔ اور یہ بھی لکھ دیں کہ احمدیہ سلسلہ آجکل کیا کام کر رہا ہے۔ تاکہ میں اس سلسلہ کے متعلق امریکہ اور انگلستان کے اخباروں میں مضامین لکھ سکوں۔ چنانچہ انکی درخواست کے مطابق میں نے انکو ایک دن میں کافی نوٹ لکھ دئیے۔ غالباً یہ صاحب پرنس آف ویلز کے ساتھ ہندوستان تشریف لے جائینگے۔ تو اس وقت قادیان آنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح ایک انگریز مصنف مسٹر ہیڈلے سے ایک لیکچر میں ملاقات ہوئی۔ لیکچرار ایک برہمن صاحب تھے۔ لیکچر بہت اعلیٰ تھا۔ لیکن نہایت مشکل تھا۔ لیکچر کے بعد لوگوں نے سوال کئے تاکہ مضمون پر کچھ روشنی پڑے۔ لیکن لیکچرار صاحب اور بھی گھبرا کر چلے گئے۔ ان لوگوں میں سے جو جوابات کو سمجھنے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ ایک مسٹر ہیڈلے بھی تھے۔ مجھے انکی گھبراہٹ اور حیرت دیکھ کر خیال آیا۔ اور میں نے انکو مسجد میں آنے کے لئے دعوت دی۔ وہ اتوار کی صبح کو آئے اور دو گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی۔ آخر میں انہوں نے پھر آنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اور خاصکر الہام الٰہی کے مسئلہ کے متعلق تحقیقات کرنے کا شوق ظاہر کیا۔ مسٹر ہیڈلے نے کہا کہ مجھے ہند اور ہندوستانیوں سے محبت ہے۔ میں دو سال سے ہندوستان کے معاملات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ آپ سے دو گھنٹہ کی گفتگو سے بات بالکل صاف ہو گئی ہے۔ مزید تحقیقات کے بعد میں ان باتوں کو بار بار اپنی کتابوں اور تحریروں کے ذریعہ انگلستان کے لوگوں کے سامنے پیش کرونگا۔ کوئی بعید نہیں کہ یہ صاحب جلدی احمدی ہو جائیں۔

ملک نائجیریا کے دو حصے ہیں شمالی اور جنوبی۔ جنوبی حصہ میں اکثر حبشی لوگوں کی آبادی ہے انمیں ۲۰ فی صدی مسلمان ہیں۔ ۲۰ فیصدی عیسائی ہیں اور ۶۰ فیصدی بت پرست۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں ہمارے مولوی عبد الرحیم صاحب نیر تبلیغ کر رہے ہیں اور یہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں نتائج نمایاں عطا فرمائی ہے۔ یہ تو جنوبی حصہ کی حالت ہوئی۔ شمالی حصہ تمام مسلمانوں کا ہے۔ باشندے جو نیم عرب اور نیم حبشی ہیں بہت نیک اور سیدھے سادھے ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا علاقہ شمالی جس کو عرب لوگ نیجریہ کہتے تھے ایک زبردست اسلامی سلطنت تھی لیکن ۱۹۰۳ء کے قریب انگریزی تاجروں کی جماعت نے اسکو فتح کرکے سلطنت برطانیہ کے ساتھ ملا لیا۔ اب وہاں انگریزی حکومت کے ماتحت امراء قوم ملک کا انتظام کرتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں راجاؤں کا انتظام ہے۔ ان امیروں میں سے ایک جن کا نام نامی کشینہ ہے۔ حج کے ارادہ سے سفر کرتے ہوئے لنڈن آئے

اس سلسلہ کا پہلا لیکچر ۲۰ جولائی کو ہوا۔ جماعت نے گیس لائٹ اور کرسیوں کا عمدہ انتظام کیا ہوا تھا۔ ہال کے دروازہ پر گیس سے روشن ہونے والے حروف میں Lecture to night لکھا ہوا تھا۔ شہر میں اس تقریر کا شہرہ ہے۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ دوسرے لیکچروں پر زیادہ لوگ آئیں گے۔

مسیحیوں کے خیالات

مجھے خبر دی گئی ہے کہ تعلیم یافتہ مسیحی طبقہ میں سے بعض اشخاص اسلام لانے پر تیار ہیں۔ مگر ان کا ارادہ انتظار ہے کہ احمدیہ مشن اور زیادہ مضبوطی سے قائم ہو لے۔ ایک معزز لیڈی نے جو بیرسٹر اور جولی کی والدہ ہے ہر دو نے مجھے اپنے مسلمان ہونے کا یقین دلایا ہے۔ ان کے اعلان کا زمانہ دور نہیں۔

دو بڑھیا عورتیں

ایک معزز بڑھیا غیر احمدی عورت نے ترک بیعت کی ہے۔ اور ایک ۷۰ سالہ بت پرست اصلی یوروبی عورت نے پرسوں اسلام قبول کیا۔ موخر الذکر اپنی مذہبی اور ذاتی حیثیت کے لحاظ سے خاص طور پر شہرت رکھتی ہے اور شہر کا مسلمان طبقہ بہت خوش ہے۔ اس نے اپنا مذہب چھوڑ دکھایا۔ اس میں کافی بھر سکتا آئندہ یہ تمام بت شہر کی بت پرست عورتوں سے یہاں لا سکتی ہیں۔ بوڑھی خاتون کا نام رابعہ رکھا گیا ہے۔ اور وہ امید دلاتی ہے۔ کہ اس کی تمام معتقد عورتیں بھی اسلام لائیں گی۔ اور انشاء اللہ میں ان کے لکڑی کے بتوں کا ایک بنڈل پارسل حضور محمود میں بھیجوں گا۔ تاکہ فاتح کفر اپنے ہاتھ سے بت توڑ کر بت شکن محمود کہلائے۔

شاہ لیگوس کو تبلیغ

ہز رائل ہائی نس پرنس الیکو جو خاندان Docemo کے موجودہ جانشین اور لیگوس کے سابق فرمانرواؤں کی نسل سے ہیں۔ اور اس عاجز سے بہت اخلاص رکھتے ہیں۔ میں نے ان کے محل میں جا کر ان کو اور ان کے رؤساء کو تبلیغ کی۔ جس کی تفصیل انشاء اللہ مختصر خط میں لکھوں گا۔ یہ بادشاہ اللہ تعالیٰ کے مسیح موعود

سے کھجوروں سے برکت ڈالی ہو گی۔ انشاء اللہ

متفرق

بدلہ لڑ دو ملاقو بالانسیں کو گولیک عزیز اسمٰعیل لیثی تبلیغ کرتے ہیں۔ پورٹ ہارکورٹ میں استاد بن گئے۔ جرمن میں مسٹر ... اور ابیوکوٹا میں مسٹر حامد اپنی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اور لیگوس میں جیسا کہ ایک زیر تبلیغ انگریز خاتون نے جو ایک بہت بڑے افسر کی بیوی ہے۔ اس عاجز سے کہا Mr. Nayyar is on the tongue of every one in Lagos.

ہر شخص کی زبان پر مسٹر نیر ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

روزے کا ایک فائدہ

اسلام نے اپنے پیروؤں کو جو احکام دئیے ہیں۔ وہ ایسے پر حکمت اور فائدہ بخش ہیں کہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی ان کا اعتراف کر رہے ہیں۔

اس کی کئی ایک مثالیں ہم قبل ازیں پیش کر چکے ہیں اب روزہ کے متعلق بتاتے ہیں کہ اسے کس قدر مفید سمجھا جا رہا ہے۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے رمضان کے سارے مہینے کے روزے فرض کئے ہیں۔ اور دوسرے مہینوں میں بھی کچھ دن روزے رکھنے مسنون ہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استکمل صیام شہر قط الا رمضان وما رأیتہ فی شہر اکثر منہ صیاما فی شعبان

مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۹ (باب صیام التطوع)

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بجز رمضان کے کوئی سارا مہینہ روزے رکھے ہوں۔ اور میں نے نہیں دیکھا کہ رمضان کے سوا باقی کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوں۔ ایک صحابی حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو جو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے مخاطب کر کے فرمایا:

لا صام من صام الدھر صوم ثلثۃ ایام من کل شہر صوم الدھر کلہ ... ثلاثۃ ایام۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۹ (باب صیام التطوع)

ہمیشہ روزہ رکھنا کوئی روزہ نہیں۔ رمضان کے سوا ہر مہینہ میں تین روزے رکھا کرو۔

روزہ کے متعلق اسلام کی تعلیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے ظاہر ہے۔ کہ اسے نہایت ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حال ہی میں ایک ڈاکٹر ... صاحب ہیلتھ اسپیشلسٹ سری نگر نے "تندرستی کے گر" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں:

"کبھی کبھی ورت یا روزہ ضرور رکھو۔ بے کھانے کی نسبت زیادہ فائدہ مند ثابت ہو گا۔ اگر مہینہ میں ایک دو بار برت رکھا جاوے۔ تو پیٹ کی تمام گڑبڑ دور ہو جاتی ہے۔"

(آریہ گزٹ۔ ۲۸ جولائی ۱۹۲۱ء)

ہندوؤں میں اگرچہ ورت کا لفظ موجود ہے۔ لیکن نہ تو ہندو مذہب نے اس کو ایسا ضروری قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اسلام نے روزہ کو۔ اور نہ اسے روزہ کی طرح سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ ورت رکھتے ہوئے بھی کئی چیزیں کھائی جاتی ہیں۔

اسلام نے جو روزہ مقرر کیا ہے۔ اس سے جہاں جسمانی فائدہ ہوتا ہے۔ جس کا مخالفین بھی اعتراف کرتے ہیں۔ وہاں روحانی فوائد بھی حاصل ہو سکتے ہیں بشرطیکہ اسلام نے جو ہدایات دی ہیں۔ ان پر عمل کیا جائے۔ لیکن افسوس کہ اس زمانہ کے مسلمان کہلانے والوں کا کثیر حصہ بغیر کسی شرعی عذر کے رمضان المبارک کے روزے بھی نہیں رکھتا۔ چہ جائیکہ دیگر مہینوں میں نفلی روزے رکھے۔ اگر مسلمان اپنی بدقسمتی سے اس اسلامی حکم کے روحانی فوائد کو نہیں سمجھ سکتے اور ان کو حاصل نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم ظاہری اور جسمانی فوائد کے لئے ہی اس پر عمل کیا کریں۔

روٹی کھاتے تھے۔ اور قادیان کے لوگوں کے رشتہ دار آگئے تو ان کے لئے بھی یہیں سے کھانا آتا تھا۔ اور ہر ایک شخص جو رقعہ لکھتا۔ خواہ اس کا انجمن سے کوئی تعلق ہوتا یا نہ ہوتا۔ اس کے رقعہ پر کھانا دیدیا جاتا تھا چنانچہ ایک ضرورت کے وقت مجھے ایک رقعہ دیکھنے کی ضرورت پڑی۔ میں اسوقت لنگر کا افسر نہ تھا۔ مگر میرے سینکڑوں ہی رقعے تھے۔ جنہیں میں نے لنگر والوں کے نام کسی شخص کو روٹی دینے کی سفارش کی تھی اب مہمان خانہ کو واقعی مہمان خانہ بنانے کی تجویز ہے یعنی اس سے صرف مہمانوں کو ہی کھانا دیا جائے پھر سٹور وغیرہ بھی لوگوں کو قرض دیتے تھے۔ مگر سٹور نے فیصلہ کیا ہے کہ قرض نہ دیا جائے۔ اگرچہ میں کوئی افسر یا کوئی ذمہ دار شخص نہیں ہوں۔ تاہم آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں کے مساکین وغیرہ کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ لنگر کی موجودگی سے ہم سے قریباً مہمان نوازی کی صفت اڑ رہی ہے۔ اگر اس کو قائم کرنے کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ تو یہ ہم میں سخت کمی آ جائیگی۔ ہمارے بھائی جو مساکین ہیں۔ وہ اپنی تکالیف دوسروں کے پاس بیان نہیں کرتے۔ اگر کوئی شخص تفحص کرے۔ تب ہی ان کے حالات سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بعض کو کس قدر مشکلات ہیں۔ اسی ہفتہ میں ایک بھائی کے گھر میں پہلے دن فاقہ تھا۔ اور دوسرے دن انہوں نے اسی حالت میں حج کا روزہ رکھ لیا۔ ہم لوگ خدا کے فضل سے مہاجر ہیں۔ مگر اب ہم میں سے بہتوں کی حیثیت مہاجروں ہی کی نہیں رہی۔ بلکہ انصار کی ہو گئی ہے اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کی طرف متوجہ ہوں اور جہاں تک ہو سکے مساکین کی خبرگیری کریں۔ اگر کسی کو مدد کی ضرورت ہو۔ تو خود مدد دیں۔ اگر مدد نہ دے سکتے ہوں۔ تو دوسرے کو آمادہ کریں۔ یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ ہم میں عموماً لوگ مقروض ہیں۔ مگر آخر ہم لوگ اپنے گذارے بھی تو کرتے ہیں۔ کسی مدبر کا قول ہے کہ [illegible]۔ بس چاہیئے کہ ہم اپنے فرض سے غافل نہ ہوں۔ یہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ اسلئے کہا ہے کہ آپ اس کام کے لئے تیار ہوں ۔

سہارنپور میں تبلیغ احمدیت

احمدی وفد کے آنے کے متعلق ایک جلسۂ خلافت میں اعلان کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جلسہ کے لئے کوئی مکان ملنا مشکل ہو گیا۔ سب دروازوں کی تلاش کے بعد جب کوئی انتظام نہ ہو سکا۔ تو باوجود مسلمانوں کی مخالفت اور روک ڈالنے اور منع کرنے کے ایک شریف ہندو صاحب نے جن کا نام دیپ چند جینی ہے۔ اپنا مکان انعقاد جلسہ کیلئے دیدیا۔ جو کہ عین وسط شہر میں ہے ۔

۶ اگست کو وفد کی تشریف آوری پر لیکچر کے متعلق اشتہار چھپوا کر خوب مشتہر کئے گئے اور منادی بھی شہر میں کرا دی گئی۔ ۷ اگست کو آٹھ بجے جناب زین العابدین صاحب کا لیکچر اسلام اور عیسائیت کے مقابلہ پر ہوا۔ مجمع کثیر تھا۔ جسے دیکھ کر مکان کی تنگی پر افسوس آتا تھا۔ بھائی محمد امین صاحب احمدی تاجر کتب قادیان نے عیسائیوں میں اشتہار تقسیم کئے لیکچر کے بعد سوال کا موقعہ دیا گیا۔ مگر کسی نے اعتراض نہ کیا

دس بجے مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کا لیکچر اس مضمون پر شروع ہوا کہ کیا مسیح اسرائیلی اب تک زندہ ہیں مولوی صاحب نے آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے بڑے شد و مد کے ساتھ ثابت کیا کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔ لیکچر کے ختم ہونے پر سوال و جواب کے لئے وقت دیا گیا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ علماء سہارنپور نے لیکچر کے متعلق کوئی سوال نہ کیا۔ اور کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ کلام اللہ یا احادیث رسول اللہ سے مسیح ناصری کی حیات کا پتہ دیں۔ بلکہ ادھر ادھر کے وہی پرانے اعتراضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متشابہ پیشگوئیوں پر جو انہوں نے یاد کر رکھے ہیں۔ کرتے رہے۔ اس بات کو سامعین نے بھی محسوس کر لیا۔ اور اکثر بول اٹھے کہ ان لوگوں کے پاس حیات مسیح ناصری کا کوئی ثبوت قرآن مجید اور احادیث شریف سے نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو کیوں اسوقت پیش نہ کرتے۔ اس کے بعد اجلاس تا ظہر کے لئے برخاست ہوا۔ اور دو بجے سے مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے لیکچر شروع کیا کہ آیا مسیح اسرائیلی ہے یا محمدی۔ لیکچر ابھی ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ ملاؤں نے معہ اپنے شاگردوں کے شور و شغب شروع کر دیا۔ کہ اگر لیکچر اسی طرح جاری رہا۔ تو پھر ہم کو شام تک سوال و جواب کا موقع کیسے ملیگا۔ اگرچہ لوگ بڑی توجہ سے لیکچر سن رہے تھے۔ لیکن اسے بند کر کے ان لوگوں کو اعتراضات کے لئے شام تک وقت دیا گیا۔ مولانا صاحب موصوف اعتراضوں کا جواب دیتے رہے۔ اور شام تک بڑے اطمینان سے اجلاس ہوتا رہا ۔

۸ اگست کو اگرچہ رات سے ہی بارش شروع ہو گئی تھی اور دس بجے دن تک پانی پڑتا رہا۔ مگر علماء مدرسہ مظاہر العلوم کی خواہش کے موافق انہیں سوالات کا موقع دیا گیا۔ اور رد و کد کے بعد یہ قرار پایا۔ کہ دس دس منٹ سوال و جواب ہوتے رہیں۔ اگرچہ جوابات کے لئے یہ وقت بالکل ناکافی تھا۔ لیکن ان کی مجبوری کے لئے اسی پر اکتفا کی گئی۔ اور ان کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ جن کو سن کر مخالفین ششدر رہ گئے۔ چونکہ کل اعتراضات کے جواب شام تک پورے نہیں دیئے جا سکتے تھے۔ اسلئے ۹ اگست کی صبح کو اشتہار چھپوا کر شائع کیا گیا۔ کہ ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک ان اعتراضات کا جواب دیا جائیگا۔ جو کل قلت وقت کی وجہ سے نہیں دیا جا سکا۔

۹ اگست کو مسئلہ ختم نبوت الہام انت منی بمنزلۃ ولدی۔ محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق پیشگوئی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق پیشگوئی وغیرہ اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ اور باقی اعتراضات کا جواب ابھی دیا ہی جا رہا تھا کہ علماء مخالفین مع طلبا پہنچ گئے۔ اور وقت طلب کیا۔ جواب میں کہا گیا کہ یہ جلسہ محض آپ کے کل والے بقیہ اعتراضات کے جواب کی غرض سے منعقد کیا گیا ہے۔ اس لئے جب تک ہم ان اعتراضات کا جواب نہ دے لیں آپ کو وقت نہیں مل سکیگا۔ امیر مولوی اسد اللہ

خطبہ عید الاضحی

خدا کو خوش کرنے کی عاشقانہ راہ

از حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۱۵ اگست ۱۹۲۱ء

مولانا نے عید کی تکبیریں پڑھنے کے بعد فرمایا

عید کا رواج سب اقوام میں ہے اور مسلمانوں میں بھی اسکا رواج ہے لیکن مسلمانوں کی عید کی حقیقت بہت سی حکمتوں پر مبنی ہے۔ کئی حکمتیں تو سیدنا خلیفۃ المسیح اپنے عید کے خطبوں میں بیان کر چکے ہیں ایک اس وقت میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

انسان میں نیکی اور بدی کی طاقتیں ہیں اگر انسان نیکی میں ترقی کرے تو یہاں تک کر سکتا ہے کہ وہ ملکی زندگی اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جاتا ہے اور اسوقت انسان خدا تعالیٰ کے لیے بجوارح اور آلہ کے طور پر ہو جاتا ہے یہ انتہائی غرض ہے انسان کی پیدائش کی۔ اس غرض کے حصول کے لیے دو راہیں ہیں ایک راستہ تو عبودیت کا ہے اس میں انسان کا کمال یہ ہوتا ہے کہ اپنے حقیقی آقا اور مولا کے حکم کی بجا آوری میں اپنے نفس پر جبر کرے اور وہ کام کرے جس میں خطرہ اور تکلیف ہو اور محض خدا کیلئے کرے پھر وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہو جاتا ہے جیسا کہ غلام کی حالت ہوتی ہے کہ وہ اپنے آقا کے احکام بے چون وچرا تسلیم کرتے کرتے جب ان احکام یا حکم کو بجا لاتا ہے جسمیں سخت خطرہ اور تکلیف ہوتی ہے تو پھر وہ آقا کی نظر میں عزیز اور اسکا خاص اور مقرب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی بے چون وچرا تعمیل کرتے ہوئے سب ایسے حکموں کی تعمیل کرتا ہے جو پر خطر اور تکلیف دہ ہوتے ہیں تب خداوند کریم اسکو اپنے قرب سے مشرف فرماتا ہے

ایک صوفی کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے بہت سے مرید تھے اور ان میں سے بعض سالہا سال کے خادم تھے ان میں ایک نوجوان بھی داخل ہوا جس کی کمال فرمانبرداری نے پیر کی توجہ کو اسکی طرف پھیر دیا یہاں تک کہ پرانے خدام پر بھی اسکو مقدم کر دیا اور چاہا کہ اسکو اپنا خلیفہ مقرر کرے۔ اس سے ان پرانے مریدوں کو بہت رنج ہوا۔ اتفاقاً ایک دن پیر صاحب کا کوئی خاص دوست آیا تو انہوں نے یہ شکایت اسکے آگے کی اور کہا کہ ندامت کی وجہ سے اس مہربانی کے ہم مستحق ہیں نہ کہ یہ کل کا آیا ہوا۔ اس دوست نے یہ شکایت پیر صاحب کے آگے بیان کی اسوقت پیر صاحب بالاخانہ پر بیٹھے تھے۔ اور نیچے دریچے کے سامنے اونٹ بندھا ہوا تھا۔ پیر صاحب نے شکایت کنندوں میں سے ہر ایک مرید کو بلا کر کہنا شروع کیا کہ وہ جو نیچے اونٹ کھڑا ہے اسکو بالاخانہ پر لے آؤ سب مرید منہ تکنے لگے کہ پیر صاحب کو آج کیا ہو گیا آخر اس نوجوان کو کہا گیا اور وہ فوراً کپڑے سنبھال کر نیچے گیا اور اونٹ کو اوپر لانے کے لئے لپٹ گیا۔ اسوقت پیر صاحب نے کہا بس چھوڑ دو۔ پھر دیکھا تب وہ سمجھ گئے کہ یہ اس شکایت کا جواب ہے اور جو کچھ پیر صاحب نے کیا ہے وہ ٹھیک اور درست ہے پس پر خطر اور تکلیف دہ احکام کی سچی فرمانبرداری ہی تھی جس نے ایک نو وارد کو قدیمی خدام پر مقدم کر دیا تھا یہی حال محمود اور ایاز کا تھا۔ محمود وہ بادشاہ تھا جس نے تبلیغ اسلام کی ہندوستان میں بنیاد ڈالی۔ اس پر ایاز کی پہلی بات جس نے اس کا شیدا بنا دیا۔ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہندوستان سے واپسی کے وقت ایک درے میں جب جواہرات سے بھرے ہوئے صندوق جب گھاٹی میں پھنس گئے تو محمود نے ان کو تڑوا دیا اور تاراج کا حکم دیکر اپنے گھوڑے کو ایڑی لگا کر دوڑاتے ہوئے دور چلا گیا جب اس نے پیچھے پھر کر دیکھا تو سوائے ایاز کے اسکے وزرا اور مقربین میں سے بھی اسکے ہمراہ کوئی نہ تھا جب بادشاہ نے ایاز کو کہا کہ تو کیوں اس لوٹ میں شامل نہ ہوا اسنے کہا کہ لوگوں کا مطلوب وہ ہیرے جواہرات تھے لہذا وہ انکی تلاش میں لگ گئے۔ مگر مجھے جو درکار ہے وہ مجھے میسر ہے۔ اور وہ آپ کا وجود ہے جب وہ ہے تو سب کچھ حاصل ہے محمود کے دل میں اس واقعہ سے اسکی محبت بیٹھ گئی۔

شریعت اسلام نے جو روزہ فرض کیا ہے وہ اسی قسم کی مشقت ہے۔ جو جسم سے تعلق رکھتی ہے انسان کی بقاء شخصی کھانے پینے پر اور اسکا بقاء نوعی کھانے پینے اور اپنی عورت کی صحبت پر موقوف ہے لیکن روزہ دار خدا کے حکم کے ماتحت ان تینوں چیزوں کو یعنی کھانے پینے اور تعلقات زن وشو کو ایک وقت تک چھوڑ دیتا ہے اس طرح گویا ایک مومن اپنے بقاء شخصی اور نوعی کو یعنی اپنے آپ اور اپنی نسل کو خدا کی راہ میں قربان کر دیتا ہے اور یہ روزہ جسکو راہ عبودیت کا فرد کامل کہنا چاہیے سب عاقل و بالغ انسانوں کو شامل ہے اس سے کسی کا استثنا نہیں کیونکہ سب ہی کو عبودیت لاحق ہے اور جب ایک مومن روزے رکھ چکتا ہے تو گویا وہ اس راہ عبودیت کے امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے اور کامیابی پر خوش ہونا ہر طبیعت کا خاصہ ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ خوشی اس حالت کا نام ہے جو کہ ہر ایک کامیابی پر لاحق ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اللہ نے راہ عبودیت پر چلنے والوں کے کامیاب ہونیکی خوشی کے اظہار کے لئے عید الفطر رکھی ہے جو رمضان کے بعد آتی ہے۔

دوسری راہ عشق کی ہوتی ہے۔ عشق میں فرمانبرداری کا تو کچھ سوال نہیں البتہ اسمیں سوز وگداز ہوتا ہے۔ اور فدائیت اور از خود رفتگی عاشقوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ سر پیر سے ننگے اور نہایت پریشان حالی میں معشوق کے کوچے میں پھرا کرتے ہیں۔ اسی کے متعلق تاریخ کا ایک درخشاں واقعہ ہے جسکی یادگار یہ عید ہے۔

حضرت ابراہیم کی ایک بیوی تھی جسکا نام ہاجرہ تھا اور اسکا ایک بچہ تھا جو کہ جناب ابراہیم کو ان کے بڑھاپے میں

ہندوستان کی خبریں

اخبار اکالی پر پچیس ہزار کا ڈنڈ مسٹر ٹنک نے حادثہ ننکانہ کے متعلق مضامین کی بنا پر کھلے بغاوت کے الزام میں اخبار "اکالی" پر پچیس ہزار روپیہ جرمانہ کا ڈنڈ کیا ہے۔

مرکزی خلافت کمیٹی سے ایک اور کتاب کی ضبطی بمبئی ۱۸ اگست مولوی حسین احمد کی کتاب "ترک موالات اور خانقاہ تھانہ بھون" کی جلدیں ضبط کر لی گئی ہیں اس کتاب میں مولوی اشرف علی صاحب کے مریدوں کی تحریروں کا جواب تھا۔

سوداگران پارچہ سے گورنر مدراس کی ہمدردی کپڑوں کی دوکانوں پر پہرہ لگانے کے متعلق گورنر مدراس نے سرکاری اعلان میں لکھا ہے کہ چونکہ ہندوستان میں اتنا کپڑا پیدا نہیں ہوتا۔ جو اس کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ اور چونکہ رکاوٹ سے کپڑے کی قیمت میں گرانی کا پیدا ہونا ضروری ہے جس کا نتیجہ لازمی طور پر لوٹ مار اور بدنظمی ہوگا۔ اس لئے تمام دوکانداروں اور باہر سے کپڑا منگوانے والوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ گورنمنٹ ان کو ان تمام خلاف قانون کوششوں کا مقابلہ کرنے میں مدد دے گی جو اس بارے میں کی جائینگی۔ اسی غرض کے لئے تمام ذمہ دار افسروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں۔

مطلق العنانی کو آزادی نہ سمجھو بمبئی ۱۷ اگست بمبئی یونیورسٹی کے کنووکیشن کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے گورنر بمبئی نے ملک کی موجودہ حالت پر اظہار خیالات کیا اور کہا کہ آزادی کے یہ معنے نہیں کہ ہر شخص مطلق العنان ہو جائے۔ میں آپ لوگوں پر یہ زور ڈالتا ہوں کہ آپ سچی آزادی کی حقیقت سمجھیں جو آپ کا سب سے پہلا فرض ہے۔

پونہ کی گھوڑ دوڑ پونہ کی گھوڑ دوڑ میں گورنر مدراس اور گورنر بمبئی بھی دوڑنے والے ہیں۔

الموڑا کے جنگل میں آگ لگانیوالوں کو سزا الموڑا کے جنگل میں آگ لگانے کے الزام میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الموڑا نے ۸ شخصوں کو سات سات سال کی قید سخت کی سزا دی تھی جو سب کے سب تارکان موالات تھے۔ ملزموں نے ہائیکورٹ میں اپیل کی۔ ہائیکورٹ نے شہادت پر غور کرنے کے بعد دو کو رہا کر دیا اور تین کی اپیل خارج کر دی۔

آئندہ لیجسلیٹو کونسل میں پیش ہونیوالا ایک خاص ریزولیوشن شملہ ۱۸ اگست پریذیڈنٹ نے آئندہ اجلاس میں بحث کیلئے جن ریزولیوشنوں کو منظور کیا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ موجودہ قوانین میں سے تمام ایسی دفعات اڑا دی جائیں جو کہ نسلی امتیاز سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور مجموعہ ضابطہ فوجداری کا باب ۳۳ (درباره مراعات خاص متعلقہ یورپین برطانوی رعایا اور امریکن اصحاب) منسوخ کر دیا جائے۔

نو آبادیوں میں ہندوستانی قونصل شملہ ۱۹ اگست مجلس وضع قوانین کے آئندہ اجلاس میں سر سوامی آئر ایک تجویز پیش کرینگے کہ ایک کمیٹی مقرر کیجائے۔ جو برطانوی مستعمرات اور ممالک غیر میں ہندوستانی قونصلوں کے تقرر اور ہندوستانیوں کو اس خدمت کے لئے تیار کرنے کے مسئلہ پر غور کرے۔

کچہری کی پوشاک کھدر میں راولپنڈی بار ایسوسی ایشن نے ۱۰ اگست کو ایک رزولیوشن پاس کیا ہے کہ تمام ممبران کچہری میں کھدر کی پوشاک میں آیا کریں۔ چنانچہ بہت سے ممبران کھدر میں ملبوس دیکھے گئے۔

ایک بے پتہ یورپین عورت کی نعش بمبئی ۱۹ اگست۔ ساحل سمندر پر ۲۳ سالہ ایک نوجوان یورپین عورت کی نعش آج صبح پائی گئی ہے۔ جسم پر تشدد وغیرہ کا کوئی نشان نہیں۔ نعش ابھی تک شناخت نہیں ہوئی۔

مانچسٹر والوں کا دہلی کو جواب سوداگران دہلی ۱۷ اگست دہلی کے سوداگران پارچہ نے مانچسٹر کی چیمبر آف کامرس سے سمجھوتہ کی سپرٹ میں پچھلے تمام ٹھیکوں کا فیصلہ کرنے کی جو درخواست کی تھی اس کا جواب انہیں یہ ملا ہے کہ ہم صرف پچھلے تار کی تائید کرتے ہیں۔ پہلے انجمن متعلقہ اپنے ریزولیوشن کو منسوخ کرے پھر ہم اس بارے میں کوئی بحث مباحثہ کر سکتے ہیں۔

میونسپل کمیٹی کلکتہ نے ولیعہد کا خیر مقدم نامنظور کر لیا کلکتہ کی میونسپل کمیٹی نے ولیعہد بہادر برطانیہ کے خیر مقدم کے ریزولیوشن کو منظور کر لیا۔

بے تار کا ٹیلیفون بمبئی اور پونہ کے درمیان بے تار برقی کے ٹیلیفون کا تجربہ شروع کر دیا گیا ہے۔

بمبئی میں سخت فساد بمبئی کی ۱۷ اگست کی خبر ہے کہ وہاں اس تاریخ کی سہ پہر کو جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے ورک شاپ میں ایک سخت فساد ہو گیا۔ کاریگروں نے ہڑتال کر کے ٹائم کیپر کے دفتر پر اینٹ پتھر پھینکے اور اس کے بعد عمارت میں آگ لگا دی۔ جس سے تمام عمارت جلکر برباد ہو گئی۔ وجہ فساد نامعلوم ہے۔

کیا آٹا روپیہ کا ایک سیر بکیگا سول اینڈ ملٹری گزٹ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ افواہ ہے کہ گندم کا نرخ روز بروز گراں ہوتا جائیگا حتی کہ یہ ایک سیر فی روپیہ تک جا پہنچے گا۔ حکام کو ادھر توجہ کرنا چاہیے۔

کیا گورنمنٹ نے ریلی برادرز کو گندم خریدنے کا حکم دیا ہے اسی نامہ نگار کا بیان ہے کہ گندم کا نرخ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ یہانتک کہ گورنمنٹ نے اب ریلی برادرز کو حکم دیا ہے کہ وہ ۱۲/۸ روپیہ فی من کے بھاؤ گندم خریدیں۔

ایک جہاز کی غرقابی ایک جہاز برما کے ساحل کے پاس ۱۸ اگست کو غرق ہو گیا۔ نو جانوں کا نقصان ہوا تحقیقات ہو رہی ہے۔

غیر ممالک کی خبریں

ایک جہاز میں آتشزدگی دو لاکھ کا نقصان بندرگاہ گوتھن برگ میں ایک ... "آگرا" جہاز کو آگ لگ جانے سے دو لاکھ روپیہ کا نقصان ہو گیا۔

گیہوں کے باہر نہ جانے کے بارے میں حکومت کا اعلان شملہ ۲۰ راگست عام افواہ کی تردید میں کہ موجودہ گرانی کا باعث گیہوں کی بیرونجات کو برآمد ہے۔ حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ یورپ میں جو قیمت اس وقت گیہوں کی ہے اس کے اعتبار سے وہاں گیہوں بھیجنا ناممکن ہے کیونکہ اس سے سخت نقصان ہو۔

ایک دو سالہ لڑکی کا قتل رنگون ۱۷ راگست۔ ... ایک کمپنی ... نے اطلاع دی کہ اس کے احاطہ میں ایک شخص نے اپنی دو سالہ بیٹی کو قتل کر دیا جسکی موجودگی کو وہ اپنی بدبختی پر محمول کرتا تھا پولیس نے قاتل اور اسکی بیوی کو گرفتار کر لیا۔ تحقیق جاری ہے۔

کشمیر میں قحط کی مصیبت سرینگر ۲۰ راگست وائسرائے ہند کو باشندگان کشمیر کی طرف سے مندرجہ ذیل تار دیا گیا ہے۔ یہاں کے باشندے مصیبت اور نہایت بری حالت میں ہیں۔ اشیاء خوردنی اور خاصکر چاول کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔ اناج روپیہ کا دو سیر بک رہا ہے جو کہ ناقابل برداشت ہے اور لوگ اتنا خرچ برداشت نہیں کر سکتے زیادہ تر سبزیوں پر بسر اوقات کرتے ہیں۔ لوگوں کی آہیں آسمان تک پہنچ رہی ہیں۔ سٹہ کے خلاف کوئی زبردست کارروائی کرنی چاہیے نہیں تو سخت آفت کا سامنا ہوگا۔

غیر ملکی کپڑا جلانے کی تاریخ کا التواء لاہور کی کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کی رائے ہے کہ بدیشی کپڑے جلانے کی تاریخ اخیر ستمبر پر ملتوی کی جائے جو آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے بدیشی کپڑے کا بائیکاٹ کے لئے آخری دن مقرر کیا ہے۔

اسمد کا تخلیہ اخبارات کی خبر ہے کہ ترکوں نے جزیرہ نمائے اسمد خالی کر دیا ہے

شاہ سرویا کا انتقال لنڈن ۱۷ راگست بلغراد کا ایک تار مظہر ہے کہ شاہ پیٹر کا انتقال ہو گیا ہے۔

جرمنوں اور پولوں میں جنگ برلن ۷ راگست سٹرانسلز اور کاسٹر لٹنر کے سرحدی مواضعات میں جرمنوں اور پولوں کے درمیان ایک زبردست جنگ ہوئی ہے۔ جرمنوں نے دستی گولوں کی مدد سے پولوں کو سرحد کے پرے دھکیل دیا اور ان کے ۲۴ آدمی قتل کر دئے

کمالیوں کی معمر لوگوں کی فوج کمالی حکومت نے ارض روم اور دیار بکر کے ان لوگوں کو طلب کیا ہے جن کی عمر ۴۵ اور ۵۵ سال کے درمیان ہے ان کی ایک جدید فوج بنائی جائیگی۔

امریکہ میں عیاشی امریکہ نے سال گذشتہ میں ایک ارب پونڈ سے زیادہ صرف عیاشی میں برباد کیا۔ اس میں سے ۸ کروڑ پونڈ تھیٹروں اور سینماؤں میں۔ دس لاکھ پونڈ شراب خوری پر۔ ساڑھے چار کروڑ جواہرات پر۔ ڈیڑھ کروڑ پونڈ عطریات پر ایک کروڑ پونڈ کلبوں وغیرہ میں وعلیٰ ہذا دیگر ایسے ہی کاموں میں۔ یا ڈیر کا بیان ہے کہ امریکہ دنیا میں سب سے زیادہ فضول خرچ ہے۔

بلوائیوں کو گیس کی مدد سے منتشر کرنا امریکہ نے بلوائیوں کے منتشر کرنے کے لئے ایک گیس ایجاد کی ہے جسکا نام "رائٹ گیس" یعنی بلوائی گیس رکھا ہے۔ یہ گیس زہریلی نہیں البتہ اس کے سونگھنے والے چند منٹ کے لئے بیکار ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے کچھ دیر کے لئے بکثرت پانی بہنے لگتا ہے۔ اور بلوائیوں کے کپڑوں پر کچھ رنگ دار داغ پڑ جاتے ہیں جن سے وہ شناخت کئے جاتے ہیں اس کا فلاڈیلفیا میں تجربہ کیا گیا دو سو نیس مین جو بلوائیوں کی شکل میں نمودار ہوئے تھے انھیں صرف چند کانسٹبلوں نے اس گیس کی مدد سے منتشر کر دیا۔ یہ گیس گولوں کی شکل میں استعمال کی ...

آئرلینڈ تاوان مانگتا ہے لنڈن ۱۳ راگست ذمہ دار حلقوں کا بیان ہے کہ آئرلینڈ کے دیگر مطالبات میں پولیس اور فوج کا انتظام خود کرنا ہوگا آئرلینڈ انگلستان سے ستر لاکھ پونڈ مانگتا ہے

امیر فیصل عراق عرب کے بادشاہ منتخب ہو گئے شملہ ۱۷ راگست گورنمنٹ ہند کو عراق عرب سے برٹش ہائی کمشنر سے حسب ذیل تار موصول ہوا ہے کہ اس استصواب کا نتیجہ جو عراق عرب کے لوگوں سے امیر فیصل کی حکومت کی امیدواری کے متعلق کیا گیا تھا نکل آیا۔ دس لاکھ ووٹروں سے ووٹ لئے گئے ۹۶ فیصدی نے امیر فیصل کے حق میں رائے دی اور ۴ فیصدی نے خلاف۔ لہذا امیر کی تخت نشینی کی رسم کی تاریخ ۲۳ راگست مقرر کی گئی ہے۔

یونانیوں کی مزید پیش قدمی لندن ۱۹ راگست سرکاری اعلان مظہر ہے کہ یونانی ۵۵ میل محاذ پر ساٹھ میل آگے بڑھ گئے ہیں باشندے کمالی فوج کے ساتھ جا رہے ہیں اور یونانی ہوائی جہاز ان کو دن رات پریشان کر رہے ہیں۔ اور کمال پاشا یونانیوں کی عاجلانہ پیش قدمی سے حیران ہیں۔ اور یہ بات سردست معلوم نہیں کہ کمال پاشا کہاں پہنچکر یونانیوں سے نبرد آزمائی قبول کرینگے۔

ولیعہد برطانیہ کا دورۂ ہند لندن ۱۹ راگست ولیعہد برطانیہ پورٹسمتھ سے ۲۶ اکتوبر کو روانہ ہوکر ۲۹ اکتوبر کو جبرالٹر۔ یکم نومبر کو مالٹا۔ ۵ نومبر کو پورٹ سعید ۱۲ نومبر کو عدن اور ۱۷ نومبر کو بمبئی پہنچیں گے۔ دورۂ ہند ۱۷ مارچ تک پورا ہوگا جس کے بعد شہزادہ ولیعہد جاپان تشریف لے جائینگے۔

سپاہی فوجوں میں انگریز سپاہی لندن ۸ راگست صنعتی تنزل کی وجہ سے ہزارہا برخاست شدہ سپاہی جو محاربہ عظیم میں لڑ چکے ہیں ہسپانوی سپاہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ انکو روزانہ تین شلنگ تنخواہ ملتے ہیں اور بونس ۲۵ پونڈ ہو۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام مشین پریس میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)

میں ایسی حدیث کو پڑھتا ہوں۔ تو مجھ پر دوہرا اثر ہوتا ہے ایک تو آنحضرت صلعم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اور ان کا تصور بندھ جاتا ہے۔ اور اس طرح حضور کا روحانی اثر دل پر پڑتا ہے۔ دوسرے راوی کی حضرت نبی کریمؐ کے ساتھ کمال محبت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس سے بھی محبت ہوتی ہے ۔

احادیث میں دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک ہی بات مختلف راویوں سے مروی ہے۔ اور بعض اوقات الفاظ بھی ایک جیسے بیان ہوتے ہیں۔ مگر ان کا اثر مختلف قسم کے آدمیوں پر مختلف وقتوں میں مختلف ہوتا ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسے طرح اگر کہا جائے کہ نماز پڑھو بعض دفعہ یہ اتفاق کے ماتحت کہا جاتا ہے۔ بعض دفعہ جذبہ کے ماتحت اور بعض دفعہ محبت کے ماتحت۔ الغرض مختلف وقتوں میں مختلف حالات کے ماتحت کوئی نصیحت ہوتی ہے۔ اسلئے اثر بھی مختلف ہوتا ہے

پھر فرمایا۔ صحابہ کے دماغ عجیب تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے وہ کاپیاں پنسلیں لیکر آنحضرت صلعم کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔ موجودہ زمانہ کے ایک چوتھائی حصہ بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ یہ موجودہ تعلیم کا اثر ہے۔ اس کے بعد حضور نماز جمعہ کے لئے مسجد میں تشریف لیگئے۔ والدہ صاحبہ میاں ناصر احمد سلمہا کو بخار سے افاقہ رہا۔ مگر کمزوری بدستور رہی ۔

۲۰۔ اگست تمام دن حضور کو سردرد کا شدید دورہ رہا۔ اسلئے حضور باہر تشریف نہ لا سکے۔ حضور کو بہت نقاہت اور کمزوری ہو گئی۔ شام کے قریب اور رات پھر حضور کو کچھ افاقہ ہوا۔ والدہ صاحبہ میاں ناصر احمد سلمہا کی طبیعت تمام دن اچھی رہی۔ مگر رات کو پھر بخار ہو گیا۔

مورخہ ۲۱۔ اگست۔ حضور کو صبح سے پھر سردرد کا دورہ شروع ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو خط بمعرفت پوسٹماسٹر صاحب سری نگر کشمیر ہی لکھے جائیں۔ کوئی اور پتہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ خاکسار سید محمود [illegible]

افکار گوہر

(از جناب ذوالفقار علیخان صاحب گوہر رامپوری)

ان کو جو ظلم ستم کرنا تھے وہ کرتے ہی رہے
آخریں اہل وفا یہ ہے کہ مرتے ہی رہے

مل گئے خاک میں بیمار محبت لیکن
آپ عیادت کے لئے روز سنورتے ہی رہے

آستین دامن و خنجر نے گواہی دے دی
قتل ناحق سے وہ انکار بھی کرتے ہی رہے

نہ رہے کچھ محبت کے تو شناور نہ رہے
روز طوفان بلا سر سے گذرتے ہی رہے

ہو گیا عیسیٰ موعود محمدؐ نازل
منتظر مہدی کے ہیں نادان وہ لڑتے ہی رہے

دب گیا جوش تمنا نے ستمگر آخر
مر کے ارمان وفا دل میں ابھرتے ہی رہے

تا دم مرگ بھی ارباب وفائے قاتل
دم تیری تیغ جفاکیش کا بھرتے ہی رہے

ان کے گیسو نہیں اب شانہ کو بس کے گوہر
ہم بناتے رہے جتنا وہ بکھرتے ہی رہے

اخبار احمدیہ

طبابت پیشہ اور مدرس احمدی احباب توجہ فرمائیں

اگر کوئی طبابت پیشہ احمدی بھائی جو اس علاقہ میں طبابت کرنا چاہیں یا مدرس جن کے پاس ٹریننگ کلاس جے۔ وی۔ ایس۔ وی۔ وغیرہ کی سند ہو اور ملازمت کے خواہشمند ہوں تو مجھ سے خط و کتابت کریں۔ یہاں طبابت پیشہ بھائی کے لئے تبلیغ اور آمد کا اچھا موقع ہے۔

خاکسار غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ ادھوال ضلع اٹک

درخواست اخبار

لوہیانوالہ ڈاکخانہ سوہدرہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کی جماعت کے سکرٹری کی غربت کی وجہ سے اخبار نہیں خرید سکتے انہیں اخبار کی بہت ضرورت ہے۔ کوئی بھائی ان کے نام اخبار جاری کرا دیں۔

احباب کا پتہ مطلوب ہے

اس علاقہ میں اگر کوئی احمدی ہو۔ تو مطلع فرمادیں تا کہ ان سے مل کر تبلیغ کیا جائے۔

عطاء دین۔ ویٹرنری اسسٹنٹ ۳۴ توپخانہ [illegible]

ولادت

مورخہ ۹ اگست ۱۹۳۲ء بروز منگل عاجز کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا کیا ہے۔ ملتمس ہوں کہ مولود مسعود کے حق میں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اسکو عمر دراز اور خادم دین بنائے۔

خاکسار شیر محمد۔ بازار چوڑیاں۔ ڈیرہ نانک۔

درخواست دعا

سب بھائی احمدی دین و دنیا میں کامیابی اور مفلسی سے رہائی کے لئے للہ درد دل سے دعا فرما دیں۔

محمد دین علی احمدی۔ ریلوے بنگلہ ۱۲ جیکب آباد۔

تمام برادران سلسلہ حقہ احمدیہ سے التماس ہے کہ بندہ کے لئے دعا فرما دیں۔ کہ مولا کریم میری کمزور حالت پر رحم فرمائے۔ اور مجھے روحانی و جسمانی کامل صحت بخشے۔ اور دین و دنیا میں ترقیات عطا فرمائے۔

خاکسار محمد عبد الرحمٰن اجیٹن کلارک

میری اہلیہ چند یوم سے بیمار ہے اس کی صحت کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔ عاجز محمد سعید کلارک [illegible]

میں عرصہ تک بے روزگار رہنے کے سبب مقروض ہو گیا ہوں۔ اب بفضلہ روزگار نصیب ہوا ہے۔ لہذا آپ سے التجا ہے۔ کہ سبکدوشی قرض اور ترقی روزگار کیلئے خاص طور سے دعا فرماتے رہیں۔

خاکسار محمد رونق حسن خان احمدی۔ شاہجہانپوری

میں اور میرے بال بچوں کیلئے احباب خصوصیت سے [illegible] دعا فرماویں کہ خداوند کریم دین و دنیا میں بہتری کرے اور مخالفوں کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ غلام احمد [illegible]

ہم احباب کے رفع مشکلات دینی و دنیاوی دور ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ عزیز احمد علی [illegible]

احمدی احباب سے درخواست دعا ہے کہ عاجز کی کامیابی کیلئے دعا فرماویں۔ عاجز محبوب علی شاہ احمدی۔ فارسٹ گارڈ علاقہ [illegible]

کیا پیغام بتلائے گا۔ کہ اسوقت تک جس سابقین کے کتنے "سکھ" اصحاب نے سودیشی کی تحریک پر عمل درآمد شروع کیا ہے۔ اور باقیوں کو اسپر عمل کرانے کے لئے کیا کوشش کی گئی ہے یا کی جانیوالی ہے۔

اگر پیغام فی الواقع یہ سمجھتا ہے۔ کہ مسٹر گاندہی کی تحریک سودیشی پر عمل کرنے سے اہل یورپ کے سر سے غرور کا بھوت دُور ہو سکتا ہے۔ ان کی آنکھیں کھل سکتی ہیں۔ اور ان کو لینے کے دینے پڑ سکتے ہیں تو ایسے وقت میں جبکہ امیر پیغام کے نزدیک اہل یورپ نے خلافت ٹرکی کو نقصان پہنچا کر اور مقامات مقدسہ پر قبضہ کر کے اسلام میں دست اندازی کی ہے۔ ضرور اس حربہ کو کام میں لانا چاہیئے۔

دیکھئے پیغامیوں نے یہ تازہ قدم جو اٹھایا ہے اسپر وہ قائم رہ کر مسٹر گاندہی کے سچے پیرو ثابت ہوتے ہیں یا چند دن کے بعد پھسل جاتے ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت

۱۲ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ایک تقریر میں ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت بتلاتے ہوئے جو ان دنوں بڑے شور و شر سے پیش کیا جا رہا ہے۔ فرمایا تھا۔

"یہ لوگ (ہندو مسلمان) ہندو مسلم اتحاد کو پیش کرتے ہیں۔ مگر ان کے دل ایک دوسرے کے بغض سے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ ظاہر میں اتفاق و اتحاد کے گیت گاتے ہیں۔ مگر باطن میں ایک دوسرے کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ ہم سے بعض مسلمانوں نے جو بڑے اتحاد کے حامی ہیں۔ کہا کہ یہ تو پالسی ہے۔ جب انگریز نکل گئے۔ تو ہم تلوار کی مدد سے ہندوؤں کو اپنے ماتحت بنا لینگے۔ اسی طرح چونکہ ہندو بھی ان سے الگ سمجھے نہیں رہ سکتے بعض خیالات ہم پر ظاہر کر دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم ۲۲ کروڑ ہیں۔ انگریز جائیں پھر ہم ان مسلمانوں کو قابو کر لینگے۔ پیچ صلح کرتے ہیں۔ اور اس نیت سے کرتے ہیں اور جو محبت کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اور ان کے دل میں اس قدر کپٹ ہے۔ وہ کب اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

(الفضل ۱۱۔ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء)

یہ جو کچھ بیان کیا گیا۔ واقعات اور حالات کے مطابق بیان کیا گیا۔ لیکن ممکن ہے۔ نام نہاد اتحاد کے متوالوں کو یقین نہ آئے۔ ایسے لوگوں کو ہم مسٹر محمد علی کے ان الفاظ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو انہوں نے حال ہی میں اپنی لکھنؤ کی تقریر میں کہے اور یہ ہیں:۔

"گو برادرانہ اتحاد کے دعوے کئے جاتے ہیں مگر دلوں میں چور ہے۔ ہندو اپنے دل میں خوف زدہ ہیں کہ "سوراج" ہوا تو مسلمانوں کا راج ہو جائیگا۔ دوسری طرف مسلمان اس بات سے کانپ رہا ہے۔ کہ "سوراج" کے معنے "ہندو راج" کے ہیں۔ ریاضی کا ایک عقدہ ہے کہ دو سانپوں نے ایک دوسرے کو نگلنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایک کا منہ دوسرے سے ملکر ایک حلقہ بن گیا۔ جب اس قسم کا حلقہ ہمارے ملک میں ہندو مسلمانوں کی باہمی ہوشیاری سے بن جائیگا۔ اسوقت کہیں ہماری مشکلات حل ہونگی۔" (ہمدم ۱۳۔ اگست)

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ باوجود اس کے اتفاق و اتحاد جانبین ایک دوسرے سے مطمئن نہیں۔ اور نہ صرف مطمئن نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کے خلاف سخت بدظن ہیں۔ اور منتظر ہیں۔ کہ موقعہ ملنے پر ایک دوسرے کو نابود کر دیں۔ نیز مسٹر محمد علی کے نزدیک اس تعلق کی حیثیت دو سانپوں کی سی ہے جب تک یہ ایک حلقہ کی صورت نہ اختیار کرینگے اسوقت تک خطرہ دُور نہیں ہو سکتا۔ اور اس طرح یہ اتحاد بیٹھے مانند بچھو دیکھنے مانند کا پورا مصداق ہے کیا اس تعلق و اتحاد پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

غار ثور کا ساتھی

اسلامی لٹریچر میں خلفاء اربعہ کے اسماء گرامی حسب ذیل القاب سے ملقب کئے جاتے ہیں:

حضرت ابوبکر رض "صدیق اکبر" حضرت عمر "فاروق اعظم" حضرت عثمان "غنی" حضرت علی "اسد اللہ الغالب" اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک لقب جس صفت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ صرف انہی میں پائی جاتی ہے۔ جن کو اس سے ملقب کیا جاتا ہے۔ دوسروں میں نہیں پائی جاتی مگر اسمیں شک نہیں کہ ان القاب سے خاص خاص صفات میں ممتاز ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ القاب اسقدر شہرت پا گئے ہیں کہ جب "صدیق اکبر" یا "فاروق اعظم" کہا جائیگا۔ تو فوراً ذہن حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی طرف ہی منتقل ہو گا۔ ۲۲ جولائی کے اہلحدیث میں ایک مضمون بعنوان "ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین" شائع ہوا ہے جسمیں لکھا ہے:۔

"ہمکو وہ اخلاص اور جاں نثاری چاہیئے۔ جو غار ثور میں اسد اللہ الغالب نے دکھلائی۔"

اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا سے غار ثور کے ساتھی حضرت ابوبکر رض ضرور اسد اللہ کی طرح خطرے اور مصیبت کے وقت اور نازک حالت میں شجاعت دکھلاتے تھے۔ مگر آپ کا لقب اسد اللہ الغالب نہ تھا۔ اسد اللہ کا لقب صرف حضرت علی رض کے لئے مخصوص ہے۔ اور وہ غار ثور کے ساتھی نہ تھے۔ مضمون نویس کو یا تو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں کس نے حضور صلعم کی حفاظت کے خیال سے اپنی چادر کے ٹکڑے کئے اور اپنی انگلیاں سانپوں کے بلوں میں ڈالدی تھیں۔ اور اگر پتہ ہے۔ تو دانستہ طور پر حضرت ابوبکر رض کی طرف اس لقب کو منسوب کرنا جو حضرت علی کا ہے اور بغیر تصرف کے ایسا کرنا ہمارے خیال میں ایک غلطی ہے۔ جس سے عوام کو صحیح واقعہ کے متعلق دھوکہ لگ سکتا ہے۔

الفضل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۹ اگست ۱۹۲۱ء

غیر مبایعین مسٹر گاندھی کے پیچھے

پیام ۳ اگست کے پرچہ میں شائع ہوا ہے ۔"
"یہ مثل مشہور ہے ایک اور ایک گیارہ جو کام میاں محمود احمد صاحب اکیلے کر سکتے ہیں یا مہاتما گاندھی صاحب جو کچھ اکیلے سمجھ رکھتے ہیں اگر یہ دونوں باہم مل کر کام کریں۔ اور ان کے ساتھ مولانا ابو الکلام آزاد اور حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے مشنری ووکنگ بھی شامل ہو جاویں۔ تو وہ نور علیٰ نور ہو سکتے ہیں"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مسٹر گاندھی کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ تو ایسا سوال ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور مسٹر گاندھی کے طرز عمل کو سامنے رکھتے ہوئے اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں۔ علی برادران اور مولوی ابو الکلام صاحب پہلے ہی مسٹر گاندھی کے ساتھ ہیں۔ ان کے متعلق بھی پیغام کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ووکنگ مسٹر گاندھی کے ساتھ مل کر کام کر سکیں یہ مشتبہ ضرور ہے۔ اور غالباً اسی [illegible] کی وجہ سے پیغام میں اس سوال کو اٹھایا گیا ہے۔

اگر مولوی محمد علی صاحب جو اس وقت [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] تو اب جبکہ [illegible]

مسٹر گاندھی علی برادرز اور مولوی ابو الکلام کے ساتھ مل کر بھی کام کر سکتے ہیں۔ کہ ان کے بھی وہی مطالبات ہیں۔ بلکہ جب مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ترکوں کی خلافت منصوصہ موعودہ ہے۔ تو وہ اس "خلافت منصوصہ" کی بحالی و حفاظت کے لئے ان لوگوں کے ساتھ مل سکتے ہیں۔ جن کا اٹھتے بیٹھتے یہی وظیفہ ہے کہ ہم خلافت ترکی کو جو مٹ گئی ہے۔ دوبارہ قائم کرینگے۔

اسی طرح اگر خواجہ کمال الدین جب اول مرتبہ ہندوستان سے لنڈن پہنچ کر دھمکی آمیز کھلی چٹھیاں وزیر اعظم کے نام لکھ اور مسئلہ ترکیہ میں ڈراوا دے سکتے تھے۔ تو اب بھی وہ خلافت ترکی کے حمایت کے لئے مل سکتے ہیں۔

پس مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب کے "مہاتما گاندھی" کے ساتھ مل کر کام کرنے میں کوئی روک نہیں ہے۔ سوائے ان کی بزدلی اور نامردی کے کہ وہ ذرہ بھر آگے قدم بڑھاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہی کچھ کریں۔ جو دوسرے لوگ مسٹر گاندھی کی راہ نمائی میں کر رہے ہیں۔ لیکن تھوڑی ہی دور چل کر ٹھہر جاتے ہیں۔ کہ کچھ حکومت کا خوف ہی نہیں آنے دیتا۔ پھر اٹھتے ہیں۔ مگر پھر وہی کیفیت ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اب کے وہ پختہ عزم و ارادہ اور پوری قوت و حوصلہ کے ساتھ کھڑا ہونا چاہتے ہیں۔ اور پیغام نے بھی یہ کہہ کر ان کی پیٹھ ٹھونکی ہے۔ کہ بس "مہاتما گاندھی" کے ساتھ صرف آپ کے مل کر کام کرنے کی دیر ہے۔ کہ سوراج فوراً حاصل ہو جائیگا۔ اور انگریز [illegible] ہندوستان سے نکل جائیں گے۔

مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب سے اور تو جو توقع ظاہر کی گئی ہے۔ اور اِدھر پیغام نے غیر مبایعین کے مسٹر گاندھی کی پیروی کرنے اور ان کے پیچھے چلنے کی تحریک شروع کی ہے۔ اور نہ صرف تحریک کی ہے۔ بلکہ یہ بھی بتایا ہے۔ کہ پیروی شروع کر دی گئی ہے۔ چنانچہ مسٹر گاندھی کی تازہ تحریک کہ ممالک غیر کے کپڑوں کو ترک کر کے ہندوستان کا بنا ہوا کھدر پہننا یکم اگست سے جاری ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق پیام ۳ اگست ۱۹۲۱ء لکھتا ہے۔ کہ

"یکم اگست سے کھدر پوشی کی تحریک شروع ہے۔ ہمارے بعض احباب نے بھی اس پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے مسلمان اور ہندو صاحبان متفقہ طور پر سودیشی اشیاء کے استعمال پر استقلال سے قائم ہو جائیں تو یورپ کے خداوندان دولت کے سر سے غرور کا بھوت اتر جائے۔ آنکھیں کھل جائیں اور لٹنے کے دینے پڑ جائیں"

اس کے متعلق اول تو ہم پیام اور پیامیوں کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں کہ وہ منافقت کا پردہ اتار کر کھلم کھلا مسٹر گاندھی کے پیچھے چل پڑے ہیں۔ پھر یہ دریافت کرتے ہیں کہ پیغام کے وہ احباب جنہوں نے یکم اگست سے کھدر پوشی شروع کر دی ہے۔ ان میں خود "امیر قوم" مولوی محمد علی صاحب بھی شامل ہیں یا نہیں۔ اور ان سے اس بارے میں مشورہ کر لیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وہ کس مرض کی دوا ہیں کیا اتنی بھی بات ہے کہ مسٹر گاندھی کو وہ اپنا امیر سمجھتے ہیں۔ کہ ان کی تحریک کے مقابلہ میں مولوی محمد علی صاحب کی رائے اور عمل کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ اور اگر مولوی محمد علی صاحب نے خود کھدر پوشی شروع کر دی ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو اس کا زور و شور کے ساتھ اعلان ہونا چاہیئے تاکہ دور و نزدیک کے سب غیر مبایع اس پر عمل شروع کر دیں۔ اور پیغام کی یہ آرزو بر آئے کہ "یورپ کے خداوندان دولت کے سر سے غرور کا بھوت اتر جائے آنکھیں کھل جائیں اور لٹنے کے دینے پڑ جائیں" ہمیں تعجب ہے کہ پیغام نے یورپ کی آنکھیں کھولنے والے اس حربہ پر متفقہ عمل کرنے کی تلقین ہندو مسلمانوں کو تو کی ہے۔ لیکن غیر مبایعین میں سے صرف "بعض احباب" کا اس پر عملدرآمد کرنا کافی سمجھا ہے۔ حالانکہ اس کا فرض یہ تھا کہ تمام غیر مبایعین کو اس تحریک پر عمل کرنے کی پر زور تحریک کرتا۔

مالابار میں موپلوں کا فساد

سرکاری عمارتیں جلادی گئیں کالی کٹ ۲۳ ر اگست کل حکام کو اطلاع ملی۔ کہ موپلوں کے ہجوم مختلف مقامات کی سڑکوں پر جمع ہو رہے ہیں۔ ہجوم نے ریلوے پل کو مسمار کرنا شروع کیا لیکن فوج نے وقت پر بچا لیا۔ کرپارا کا نا ماری کا سٹیشن کھنڈر ہوگیا۔

لیڈران خلافت کی گرفتاری جو اشخاص گرفتار ہوئے ہیں ان میں ایرانڈ کے بعض مشہور لیڈران خلافت بھی ہیں۔ دو انگریز افسر ہلاک ہوئے۔ موپلاؤں نے ہرکارے کو زدوکوب کر کے ڈاک چھین لی۔

مارشل لا کا اعلان رقبہ مالابار میں مارشل لا جاری کر دیا گیا ہے کمان افسر نے اعلان کیا ہے کہ ایرانڈ اور یونانی میں علانیہ بغاوت کو پیش نظر رکھکر جس کے ساتھ متعدد مقامات میں ریلوے لائن کو اکھاڑ ڈالنے۔ ریلوے سٹیشنوں اور پبلک دفاتر کو لوٹنے اور جلا دینے کے واقعات ظہور پذیر ہوئے اسکا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص ریلوے لائن سے گزر یا داخل نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اسکو فیر کر دیا جائیگا۔ اس اعلان میں ایک مقام پر پانچ آدمیوں سے زیادہ کے جمع ہونے کو بھی جرم قرار دیا گیا ہے۔

گورنمنٹ مدراس کا اعلان مدراس ۲۲ ر اگست گورنمنٹ مدراس نے فسادات موپلا کے متعلق ایک اعلان شائع کیا ہے کہ کچھ عرصہ سے شورش پسند لوگ موپلا گروہ کے زیادہ جاہل طبقے کے مذہبی جذبات کو بھڑکاتے رہے ہیں۔ دو تین ماہ پیشتر بعض مقامات میں یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ والنٹیر بنائے جا رہے ہیں موپلاؤں کی بعض جماعتوں نے اس مقام پر دعا مانگنا شروع کر دیا تھا جہاں ۱۸۹۴ء کے فساد میں موپلے مارے اور جلائے گئے تھے۔ جس کے مفویانہ پمفلٹ شائع کئے گئے اور مفسدانہ تقریریں کی گئیں۔

بلوائیوں میں باقاعدہ انتظام اس مہینے کے آغاز میں دو واقعات ایسے ہوئے جن سے پتہ لگتا تھا کہ انہوں نے قانونی احکام کی مزاحمت بذریعہ طاقت کرنے کا باقاعدہ انتظام کر رکھا تھا۔ اور وہ کسی انتظام کے ماتحت ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فیصلہ کیا کہ اس انتظام کے لیڈروں کو گرفتار کر کے ان کے خلاف موپلاؤں کے قانون ضابطہ ۱۸۵۴ء کے مطابق مقدمہ چلایا جائے اس مقصد کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۲۰ ر اگست کو صبح تیرو رنگادی میں گیا۔ اس کے ساتھ گورا فوج کی ایک جماعت اور خاص پولیس کی ایک جماعت تھی۔ ۱۲ بجے مجسٹریٹ کو اطلاع پہنچی کہ تقریباً تین ہزار موپلاؤں کا ایک مسلح ہجوم ریلوے پار اپانادی سے تیرو رنگادی کو آرہا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس جو فوج تھی اس کا زیادہ تر حصہ ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے آگے گیا۔ اور۔ مگر گولی چلانے کی ضرورت نہیں پڑی بیس اشخاص گرفتار کئے گئے

ڈاکخانہ لوٹ لیا گیا سب ڈویژنل مجسٹریٹ دیال گھاٹ کی رپورٹ مظہر ہے کہ پاپا نا گاڑی میں ڈاکخانہ لوٹ لیا گیا اور ریلوے کو کئی جگہوں پر نقصان بھی پہنچایا گیا۔ کئی آدمی قتل بھی ہوئے تار کاٹ دئے گئے۔

بلوائیوں نے کئی افسروں کو پکڑ لیا مدراس ۲۲ ر اگست کلکٹر کالی کٹ کی رپورٹ مظہر ہے کہ موپلوں نے سب مجسٹریٹ انسپکٹر پولیس دو سپاہیوں اور ایک یورپین کو گرفتار کر لیا۔

حفاظتی فوج کی طلبی کالی کٹ ۲۲ ر اگست ریلوے لائن کو دوبارہ تعمیر کیا جا رہا ہے۔ حفاظتی فوج طلب کر لی گئی ایرانڈ میں حالت خطرناک ہے۔

قصبے خالی کر دئے گئے کالی کٹ ۲۳ ر اگست پاراپانا گاڑی اور دیگر مقامات عملی طور پر لوگوں سے خالی ہو گئے ہیں۔ بلوائیوں کے پاس سبز رنگ کے ترکی جھنڈے ہیں۔

پولیس کے سترہ آدمی پکڑ لئے گئے کالی کٹ ۲۳ ر اگست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اعلان کیا ہے کہ موپلوں کے بلوائیوں سے مالی نقصان دوگنی شرح سے وصول کیا جائیگا۔ سترہ پولیس مینوں کا ایک دستہ تیرو کے پاس گزر رہا تھا تو پولیس والوں کو موپلوں نے روک لیا اور حد وہاں اتار دینے پر مجبور کیا ان میں چار پولیس مین تو بھاگ گئے لیکن باقیوں کا پتہ کچھ معلوم نہیں ہوا اسپیشل اسسٹنٹ مجسٹریٹ کا کچھ پتہ نہیں لگا۔ ایک کانسٹیبل کو ہسپتال میں لایا گیا اسکی حالت بہت نازک ہے اور اسکے جسم پر بہت زخم ہیں۔ تھانہ اور سرکاری دفتروں کو لوٹ لیا گیا انہوں نے زیر مقدمہ قیدیوں کو جو حوالات میں بند تھے رہا کر دیا۔

۵ ۔ ۷ سو آدمیوں کا نقصان جان مدراس ۲۳ ر اگست بقول اخبار مدراس میل امدادی فوج اسلئے طلب کی گئی تھی کہ کالی کٹ میں لوٹ مار کی بہت افواہیں گرم تھیں یورپینوں کو مغربی پہاڑی پر پہنچا دیا گیا ہے۔ موپلاؤں کے مقتولوں اور زخمیوں کا اندازہ پانچسو اور ۷ سو کے درمیان لگایا جاتا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تمام نقدی اور قیمتی کاغذات کو خزانہ میں پہنچا دیا ہے لینسٹر رجمنٹ نامی گورہ فوج کے ۱۵۔۱۴ آدمی لاپتہ ہیں۔

فسادات کی شدت کالی کٹ ۲۴ ر اگست تیرور کے حملے میں دس ہزار موپلاؤں نے حصہ لیا۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ منصف کی عدالت کے ریکارڈ اور تھانے کو آگ لگا دی۔ بلوائیوں نے اپنی مختلف جماعتیں بنائی ہیں اور مختلف سمتوں میں جا رہے ہیں ملف کے باغات چائے کے تین ہزار موپلا قلیوں نے کام چھوڑ دیا ہے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ موپلے ہندوؤں کی چوٹیاں کاٹ کر ان کو موپلا ٹوپیاں پہنا کر تبدیل مذہب کرا رہے ہیں۔ بہت سے ہندوؤں کے مکانات لوٹ لئے گئے ہیں۔

خوف و ہراس کو کم کرنے کی کوشش کالی کٹ ۲۴ ر اگست اس کی اطلاع ملی ہے کہ مسٹر ایوانس سپیشل اسسٹنٹ کلکٹر مالابار محفوظ ہیں۔ حکام قانون پسند لوگوں کی دہشت کو کم کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

سیٹھ یعقوب حسن کا اعلان مدراس ۲۴ ر اگست سیٹھ یعقوب حسن نے فسادات مالابار کے متعلق اخبارات میں لکھا ہے کہ اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو علاقہ فساد میں جانے کی اجازت دیجائے تو ہم لوگوں کو جوش ٹھنڈا اور معمولی حالات

بحال کر سکتے ہیں گورنر مدراس نے سیٹھ یعقوب حسن کی خدمات قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ان کے جانے سے الٹا اثر پڑیگا۔

ڈیڑھ سو آدمی ہلاک ۲۴ر اگست مدراس میل کے نامہ نگار مقیم کالی کٹ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ تیرور اور انگلوری میں پچھلے اتوار کی لڑائی میں ایک سو پچاس باغی مارے گئے۔

زمورن کے محل پر حملہ کالی کٹ ۲۵ر اگست اتوار کی صبح کو دو سو موپلے نیلمبور کیمپ میں گھس گئے انہوں نے سنتریوں پر حملہ کیا۔ بعض سنتری بھاگ کر پڑوسی ناٹر لوگوں کے مکانوں میں چھپ گئے۔ موپلے ان مکانوں میں داخل ہو گئے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ۱۳ مرد عورتوں کو قتل کر دیا۔ وسائل آمد و رفت اور پل تباہ کر دیئے گئے ہیں کو لو... سے قریباً ۲۰ موپلے نیلمبور محل کو گئے جو خاندان زمورن کا علیحدہ ہے انہوں نے محل کے فیجوں کو ڈرایا دھمکایا اور روپیہ چھین کر لے گئے۔

ہندوستان کی خبریں

ریلوے کانفرنس کا سالانہ اجلاس ریلوے کانفرنس کا سالانہ اجلاس مسٹر ایف۔ اے ہیڈ ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی صدارت میں بمقام شملہ ۱۳ر اکتوبر منعقد ہوگا جس کے دس دن تک جاری رہنے کی توقع ہے۔

ایک کالج کے پرنسپل کے خلاف مقدمہ کلکتہ ... کالج کے پرنسپل نے ایک مصیبت سال لڑکے کو اس بے رحمی سے مارا تھا جس کی وجہ سے وہ بخار میں مبتلا ہو گیا۔ پرنسپل کے خلاف چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے نوٹس جاری کیا۔

انسپکٹروں اور سب انسپکٹروں کی تنخواہ مدراس گورنمنٹ نے وزیر ہند کی منظوری کے بعد یکم مارچ ۱۹۲۱ء سے انسپکٹر و سب انسپکٹر پولیس کی ترمیم شدہ تنخواہ کو منظور کر لیا ہے۔

لاہور میں ہندوؤں کے لئے سستے آٹے کی دوکانیں لاہور میں لالہ ہیرالال کپور نے اپنے خرچ سے آٹے کی دوکان کھولی ہے جس سے ہر روز ایک سو غریب ہندوؤں کو تین ماہ تک روپیہ کا ۵ سیر آٹا دیا جائیگا۔

کوائف سرحد ایک سرکاری بیان مظہر ہے کہ وزیرستان میں سخت بارش کی وجہ سے سڑک خراب ہو گئی ہے ٹانک اور کوٹکی کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل منقطع ہے۔ ۲۰ر اگست کی اطلاع ہے کہ غنیم نے پہلے ٹیلیگراف کی لائن کاٹ دی گئی ہے۔ لدھا سے جانے والے توپخانہ نے سو کی کمین پر گولہ باری برابر جاری رکھی۔ بعض گھر تباہ ہوگئے اور دشمنوں کو نقصان پہنچا۔ غنیم کے بے اثر چھوٹے چھوٹے حملے جاری ہیں۔

فائر بریگیڈ لاہور کے سپرنٹنڈنٹ کا استعفےٰ لاہور پبلک ورکس... سب کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ فائر بریگیڈ کا عملہ کھدر کی وردی پہنے سپرنٹنڈنٹ فائر بریگیڈ نے استعفےٰ پیش کر دیا جسے سب کمیٹی نے منظور کر لیا سپرنٹنڈنٹ مذکور نے جنرل کمیٹی کو اطلاع دی ہے کہ شہزادہ ویلز کے بائیکاٹ کا رزولیوشن منسوخ نہ ہونے کی صورت میں وہ ہرگز ملازمت کرنا پسند نہیں کرینگے۔

علیگڈھ کی پولیس کو انعامات علی گڈھ ۲۴ر اگست انسپکٹر جنرل پولیس نے آج صبح علی گڈھ کی پولیس کا معائنہ کیا اور فسادات کے متعلق ان کی بہادری کی تعریف کی اس کے بعد ان کانسٹبلوں کو انعامات تقسیم کئے۔ جنہوں نے تحصیل اور خزانہ کو بچایا پہلا انعام تین سو روپیہ کا تھا۔ دوسرا ڈیڑھ سو اور تیسرے دو انعامات دو دو سو روپیہ کے تھے۔

پنجاب میں ۱۹۱۰ء سے ۱۹۲۰ء تک مسلمانان پنجاب میں **شرح اموات** ۳۹ء۷ - ۳۴ء۲ - ۴۲ء۴ - ۳۴ء۲ - ۲۰ء۹ شرح اموات تھی اس کے مقابلہ میں ہندوؤں میں ۳۲ء۸ - ۲۲ء۸ - ۳۱ء۲ - ۳۱ء۱ تھی۔

غیر ممالک کی خبریں

انگورا کی قومی مجلس توڑ دی گئی قسطنطنیہ ۱۹ر اگست انگورا کا پیغام ہے کہ کمال پاشا نے قومی مجلس کو توڑ دیا ہے اور اس امر کو فرض قرار دیا ہے کہ ہر گھر لباس مہیا کرے اور تاجر اپنے سٹاک خوراک و روغنیات کا چالیس فیصدی دیں۔

روس کی امداد کی شرائط برلن ۲۲ر اگست روس کو جو امداد دی جا رہی ہے اس میں سے فوج اور حکام کو مدد نہ ملیگی۔ یہ وہ کمزور لوگوں اور بچوں کو دی جائیگی۔ سوویٹ بندرگاہ سے قحط زدہ علاقہ تک لیجانے کے لئے گاڑیاں وغیرہ دینگے۔ اگر سوویٹ نے شرائط امداد کے خلاف ورزی کی تو امداد بند کر دی جائیگی۔

ترک یونان کو تباہ کرتے جاتے ہیں ایتھنز ۱۹ر اگست ایک سرکاری اعلان ایشیاء کوچک میں یونانی فوج کی مزید پیش قدمی کی خبر دیتا ہے۔ اور مظہر ہے کہ غنیم کے سوار دستے مشرق کی جانب پسپا ہو رہے ہیں غنیم اپنی پسپائی میں پلوں کو تباہ کرتا جا رہا ہے۔

ولیعہد ایران قسطنطنیہ جا رہے ہیں ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار مصر تار دیتا ہے کہ ولیعہد ایران ایتھنز سے یہاں پہنچے ہیں اور قسطنطنیہ جا رہے ہیں۔

لارڈ چانسلر کی آئرلینڈ کو دھمکی لنڈن ۲۰ر اگست دارالامراء میں لارڈ چانسلر نے مسئلہ آئرلینڈ پر مباحثہ کے دوران میں تقریر کرتے ہوئے کہا اگر گفت و شنید صلح کی موجودہ کوشش ناکام رہی تو سن فینرز کے خلاف ایک ایسے عظیم الشان پیمانہ پر جنگی سرگرمیاں شروع کر دی جائیں جیسی اسوقت تک کبھی نہیں ہوئی ہیں۔ اور ہم حتی الامکان اپنی کسی کارروائی کو عمل میں لانے سے احتراز نہ کرینگے۔

ہیضہ سے بچنے کیلئے شہر کو آگ لگا دی گئی ہلسنگفورس ۲۳ر اگست ایک اخبار کے نامہ نگار ہلسنگفارس کا بیان ہے کہ استراخان کے سوویٹ سفیر نے حکومت ماسکو کو اطلاع دی کہ استراخان میں اسقدر غلاظت ہے کہ ہیضہ سے جنگ کرنا نہ فقط ... پر سینے سفارش کی ہے کہ باشندوں کو سائبیریا میں منتقل کر کے ...

اخبار احمدیہ

جناب مفتی صاحب کا پتہ بسبب کرایہ کی زیادتی کے مکان تبدیل کرنا پڑا ہے۔ نیا مکان پہلے مکان کے قریب ہی اسی محلہ میں ہے۔ مگر نمبر اور ہے۔ آئندہ خط و کتابت پتہ ذیل پر ہو۔

Dr. M. M. Sadiq.
Ahmadi missioner.
27 La Belle Ave,
Highland Park, mich

درخواست اخبار حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک غریب غیر احمدی نے اخبار الفضل کے لئے درخواست کی ہے۔ اور تحقیق احمدیت کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ اگر کوئی صاحب ان کے نام اپنی طرف سے اخبار جاری کرا دیں۔ تو بہت ثواب کا کام ہے۔

درخواست دعا احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مقدمہ میں ہم کو کامیابی اور ہمدم کو روحانی و جسمانی شفا نصیب کرے۔

خاکسار امیر اللہ احمدی موضع اسماعیلہ۔

ہندہ آجکل نہایت تشویش میں ہے۔ تمام دوست دُعا فرما دیں۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔

خاکسار نور محمد سب اوورسیر۔ از چلیانوالہ

خاکسار کئی روز سے بیمار ہے۔ تمام احباب سے بہت دعا [illegible] دعا فرما دیں۔

عبدالکریم سکنہ موہ ۔ دہرم سال ۔ پونچھ

تمام احباب میرے لئے خاص طور پر دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ مجھے برسر روزگار کرے۔ اور میری مشکلات کو اپنے فضل سے دور فرمائے۔

خاکسار محمد عبدالرحمن ۔ سوزاں

میری والدہ صاحبہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب سے [illegible] دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار نثار الاسلام ۔ قادیان

۱۲ اگست کو سردار بیگم دختر [illegible]

کلارک ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا کا نکاح محمد الدین پسر چودہری قائم الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ ظفروال ساکن موضع چک مردہ کے ہمراہ بالعوض مہر مبلغ پانچ صد روپیہ بمقام ظفروال پڑھا گیا۔ یہ نکاح چودہری محمد حسین صاحب امیر جماعت سیالکوٹ نے پڑھا۔ راقم شیخ احمد از ظفروال

جنازہ حاضر پڑھا میری حقیقی والدہ صاحبہ مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۲۱ء بروز جمعہ فوت ہوگئی۔ ہم چونکہ کس احمدی موجود تھے۔ جو قریبی رشتہ دار تھے۔ مگر ہم نے جنازہ اسلئے نہ پڑھا کہ وہ احمدی نہ تھیں۔

حافظ صدر الدین موضع چک لٹی ۔ ضلع گوجرات

[illegible] افسوس کے ساتھ عرض خدمت ہے کہ میرے بھائی سید علی بخش صاحب جو کہ اس اطراف میں جماعت احمدیہ کے اولین و مخلصین افراد میں سے تھے۔ گذشتہ اتوار کے دن شام کے وقت اس جہان فانی سے رحلت کر کے اپنے مولا سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام جماعت کی خدمت میں نماز جنازہ کی درخواست ہے۔

عاجز سید انعام رسول احمدی کٹکی از کلکتہ

نظم

جوشِ گریہ سے کہیں منظور طغیانی نہ ہو
کشتیِ عمرِ رواں پھر کے طوفانی نہ ہو

حشر میں یارب گناہوں سے پشیمانی نہ ہو
میرے عیبوں کی گواہ جرم پیشانی نہ ہو

ہو نہیں سکتا کہ ہم پر لے مرے مولا کریم
اس گرانی میں ترے فضلوں کی ارزانی نہ ہو

کچھ بھی بحرِ کرم میں اسکے ہیں لہریں وہی
وجہ ناکامی تمہاری تنگ دامانی نہ ہو

پا عذر گھسنا غیر کے آگے نہ رونا دیکھنا
بوند بھر پانی سے ساری آبرو پانی نہ ہو

عصمت یوسف علی الاعلان بھی ہے یہیں
پاک دامانی نہ ہو گر چاک دامانی نہ ہو

یہ بھلا ممکن ہے اے محبوب رسل مانوں میں
ہم جہاں جائیں وہاں تیری ثنا خوانی نہ ہو

مولوی جی بات کرنے کو تو حاضر ہیں مگر
گالیاں دینے کی حضرت آپ نے ٹھانی نہ ہو

زندگی کا کیا بھروسہ ہے دم بھر کا ہے
کیوں ابھی سے تیز میرا شوق پنہانی نہ ہو

ایسے سجدہ کو ریا سے کس طرح خالی کہوں
سر سے پا تک جبکہ پیشانی ہی پیشانی نہ ہو

احمدی ہو کر تو چاہئے شرم ہے تیرے لئے
کام سے تیرے اگر عالم کو حیرانی نہ ہو

نام کر ایسا کسی محفل میں بدنامی نہ ہو
کام کر ایسا کہ کر کے پھر پشیمانی نہ ہو

میں تو لا اکراہ جو ہے اسی پر ہوں نثار
وہ بھی کیا مذہب ہے جس مذہب میں آسانی نہ ہو

خرقہ پوش کوئے احمد کا جو منصب پاگیا
کوئی خواہش مسند تخت و تاج سلطانی نہ ہو

کس طرح او دشمن بد کیش تو پائے فلاح
حال پر تیرے اگر الطاف ربانی نہ ہو

کیا بگاڑے گا تو مولائی فقیر دل کا بھلا
دشمن ناداں تیری ہی خانہ ویرانی نہ ہو

سر قلم کرنے کو دشمن کا قلم رکھتا ہوں میں
احمدی کو حاجت شمشیر برّانی نہ ہو

غیر ہی کے ہورہے ہیں وہ یقینی بات ہے
اب رفو کرنے سے ان کی چاک دامانی نہ ہو

ساتھ میرے کیوں ہے سایہ کی طرح او بیکسی
مجھ سے دیوانے کے پیچھے تو بھی دیوانی نہ ہو

احمدی ہوں ڈر مجھے یاد مخالف کا نہیں
میرے پرچم کی ضیا وہ ہے کہ جو فانی نہ ہو

میں تو بیستوں کو مخاطب جب کروں اے دوستو
آسماں پر گر مرے خامہ کی جولانی نہ ہو

چھوڑ دو وہ سر جو جھکتا ہے نہ مولا کے حضور
چیر دو وہ دل جو جلوہ گاہ سبحانی نہ ہو

ہے مجھے آل محمد کی ثنا خوانی کا شرف
وہ حقیقت میری کیا جانے جو عرفانی نہ ہو

ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں اور ہم کو کافر سمجھنے والوں کو بموجب منشاء حدیث کافر سمجھتے ہیں (صفحہ ۷۴) لیکن حضرت صاحب کے اپنے ہاتھ کی تحریر فیصلہ کرتی ہے۔"

مطلب یہ کہ یہ شرط کڑی ہے اور اسے پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے کہدیا کہ یہ تقریر ہے اور ہم جو پیش کرتے ہیں وہ تحریر ہے پس تحریر مقدم ہے۔ اگرچہ یہ ایک عذر ہے مگر میں مولوی صاحب کی خدمت میں حضرت اقدس مسیح موعود کی تحریر پیش کرتا ہوں جو یہ ہے

"اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں۔ تو ان کو چاہئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں ۔۔۔ دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔" (صفحہ ۱۲۵)

اس عبارت میں حضور نے بتایا کہ جو لوگ کفر نہیں کرتے مگر مکفروں کے ساتھ خلا ملا رکھتے ہیں ان کو میں اس صورت میں منافق و کافر نہیں قرار دوں گا۔ اور مسلمان سمجھوں گا جب وہ مندرجہ ذیل شرائط کو پورا کر دیں۔

۱۔ دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کریں کہ ان مولویوں نے بوجہ تکفیر ایک مومن کے کافر سمجھتے ہیں۔

(۲) ۲۔ ایسا اعلان کھلم کھلا کریں اور جنکو کافر قرار دیا ہے ان سے کفار والا معاملہ رکھیں۔ نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں نہ لڑکیوں کا رشتہ دیں وغیر ذالک تاکہ ثابت ہو کہ نفاق کا کوئی شعبہ انمیں نہیں۔

۳۔ خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں یعنی نام ہولے ہولے نشانات کے منکر ہوں اور مصدق۔

اور یہ تو مسلمہ فریقین ہے کہ نماز مسلمان کے پیچھے ہی ہو سکتی ہے نہ کہ منافق اور کافر مکذب آیات اللہ کے پیچھے پس مولوی محمد علی صاحب کا یہ لکھنا غلط ہے کہ صرف مکفرین میں شامل نہ ہونا کافی ہے کیونکہ حضرت اقدس کی کتابی تحریر سے ثابت ہے کہ جب تک کوئی یہ شرائط پورا نہ کرے وہ مسلمان نہیں قرار دیا جا سکتا۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ جب ایک جگہ بالتفصیل و بالتصریح کوئی قانون کتاب میں لکھدیا جائے (جو سب پیروؤں کے لئے دستور العمل ہے) تو پھر اس کی طرف اشارہ کافی ہوتا ہے اسلئے حضرت اقدس نے پھر مکفرین سے علیحدگی وغیرہ کے مجمل الفاظ بول دیئے یا کسی خط میں لکھ دئے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ بقیہ شرائط ساقط ہو گئیں۔

میں اصحاب پیغام بالخصوص مولوی محمد علی صاحب کو تبلیغ کرتا ہوں کہ وہ اس کا جواب دیں۔ اور حقیقۃ الوحی کی ان سطور کو حل کریں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا

دیکھو خدا کیجان دیتا ہے اپنی سفلی اغراض کے لیے دین کو اکٹھا بیچ دیتے ہو حضرت اقدس کا حکم الہی کے ماتحت صریح حکم ہے کہ کسی مکذب و مکفر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اور فتوی تکفیر اٹھانے کی ایک ہی تدبیر ہے وہ یہ کہ حضرت اقدس پر ایمان لایا جائے کیونکہ شرائط مندرجہ حقیقۃ الوحی کوئی پوری کر ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ احمدی نہ ہو جائے اور یہی حضرت اقدس کا منشا تھا کہ مجھ پر ایمان لانے کے بغیر کوئی شخص مسلمان رہ ہی نہیں سکتا۔ بلکہ ایک شرط ایسی رکھدی کہ جب تک خلافت محمودیہ پر ایمان نہ ہو۔ انسان اس قابل نہیں ٹھیر تا کہ اسکو منافق (جسکے لئے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائینگے) نہ کہا جائے کیونکہ شرط یہ ہے کہ انسان خدا کے کھلے کھلے نشانوں کا منکر نہ ہو۔ اور سب سے بڑا مشہور نشان مسیح موعود کا اس وقت حضرت محمود کا وجود باجود اور خلافت ہے۔ کیونکہ آپ کے لئے پیشگوئی ہے۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا

اور فرمایا کہ (۱) وہ حسن و احسان میں تیری نظیر ہوگا۔

(۲) اور یہ کہ خدا تعالی نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جس کا نام محمود ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا (سبز اشتہار) اور پھر حقیقۃ الوحی میں فرمایا کہ اشتہار سبز کے صفحہ ۷ کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالے زندہ موجود ہے اور سترہویں سال میں ہے (صفحہ ۳۶۰)

پھر فرماتے ہیں اسی حقیقۃ الوحی میں کہ خدا اسکی (مسیح موعود کی) نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کریگا۔ (صفحہ ۳۱۲) سو یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ خلافت محمود۔ اللہ کی موعود ہے۔ یہ ایک کھلا کھلا نشان ہے جو اسکے منکر ہیں وہ منکر مسیح موعود ہیں۔ ہے کوئی پیغام والوں میں سے جو میرے مقابل میں اس موضوع پر قلم اٹھائے؟

اکمل قادیان

فہرست مضامین جلد ہشتم الفضل

اسی اخبار الفضل یکم ستمبر نمبر ۱۷ کے ساتھ فہرست مضامین جلد ہشتم از یکم جولائی ۱۹۲۰ء تا ۳۰ جون ۱۹۲۱ء خریداران الفضل کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔

فہرست جو ۱۲ صفحہ پر آئی ہے اسکے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ نہ صرف ... نے اسے کس محنت و جانکاہی سے حسن ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ پہلے تو تمام مضامین کو مفصلہ ذیل حصص پر تقسیم کیا ہے۔

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے مضامین خطبات تقریریں۔ ۲۔ اپنی جماعت کے متعلق مضامین ۳۔ غیر مبائعین کے متعلق مضامین ۴۔ غیر احمدیوں کے متعلق مضامین ۵۔ عیسائیوں کے متعلق مضامین ۶۔ آریوں اور سناتنیوں کے متعلق مضامین۔ ۷۔ مختلف مذاہب کے متعلق مضامین ۸۔ متفرق مضامین۔ ۹۔ منظومات ۱۰۔ بیرونی ممالک میں تبلیغ۔ پھر ہر عنوان کے ماتحت جو مضامین آئے ہیں ان میں سے ہر ایک مضمون کا نام بحوالہ نمبر و صفحہ اخبار لکھا ہے۔ اور یوں آپ کو بتایا گیا ہے کہ الفضل کتنا مفید کام کر رہا ہے اور کتنی اشد ضرورت ہے اس بات کی کہ ہر پڑھے لکھے احمدی کے پاس الفضل کی مکمل جلد ہو اس فہرست کی چھپوائی پر ساٹھ روپے خرچ آئے ہیں۔ ہم گذشتہ سال ... یہ بات کر چکے تھے۔ مگر اسکے علاوہ یہ ساٹھ روپیہ کا خرچ محض خریداران الفضل کے لئے دفتر نے برداشت کیا ہے۔ اسکے عوض کم از کم یہ تو ہونا چاہیے کہ ہمیں فائل مکمل ۱۹۲۱ء یعنی جلد ہشتم کے خریدنے والے ... بجائے ... ملیں ... جو سات روپے فی فائل کے حساب سے ...

خطبۂ جمعہ

مسلمان بننے کے لئے اسلام کے ہر ایک حکم پر عمل کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ

(فرمودہ ۱۵ اگست ۱۹۱۹ء بمقام سنور کشمیر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سورہ فاتحہ کی دعا عام ہے

مسلمان ہر روز پانچ وقتوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ یعنی ہمیں سیدھا راستہ دکھا اُن لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ پانچ وقتوں میں کم سے کم تیس چالیس دفعہ یہ دعا کی جاتی ہے صبح سورج چڑھنے سے پہلے زوال کے بعد سورج ڈوبنے سے پہلے اور بعد اور سونے کے وقت اور علاوہ اس کے اور وقتوں میں بھی مثلاً رات کے پچھلے حصہ میں اور سورج نکلنے کے کچھ دیر بعد۔ وہ سیدھا راستہ کیا ہے جس کیلئے مسلمان دعا کرتا ہے۔ کہ مجھے ملجائے اور مجھے اس پر چلایا جائے یہاں قرآن کریم نے بیان تو فرمایا نہیں۔ صرف الفاظ رکھ دئے ہیں کہ سیدھا راستہ دکھا۔ اس لئے کسی خاص بات تک اس دعا کو محدود کر دینا درست نہیں۔ یہ کہہ دینا کہ اس سے فلاں بات مراد ہے یا فلاں غلط ہے۔ کیونکہ اگر کوئی خاص بات مراد ہوتی۔ تو قرآن کوئی قرینہ بتا دیتا۔ یا بات بیان فرما دیتا۔ لیکن قرآن نے یہاں اشارتاً بھی نہیں بتایا کہ کوئی خاص ہدایت مراد ہے۔ اور نہ کوئی قرینہ بیان کیا ہے۔ کہ جس سے کوئی حد بندی ہو سکے۔ عام الفاظ رکھے ہیں۔ پس ہم عام معنے ہی لیتے ہیں کہ جس امر میں ہمیں سیدھا راستہ درکار ہو۔ اسی امر میں سیدھا راستہ مل جائے۔ میں ایک اصل بیان کرتا ہوں جس سے یہ عام دعا قبول ہو جائے۔

دعا اخلاص کے مطابق قبول ہوتی ہے

اگرچہ ہر ایک دعا کی کیفیت کی حد بندی رکھی گئی ہے مختلف لوگ مختلف وقتوں میں جو دعائیں کرتے ہیں۔ خاص خاص درجوں کے ماتحت قبول ہوتی ہیں۔ یہ درجے کچھ اعمال کی وجہ سے ہوتے ہیں اور کچھ اخلاص کی وجہ سے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی دعا کی۔ اور آپ نبیوں کے سردار بنگئے۔ ایک طرف تو خدا تعالیٰ کا وہ قرب ملا کہ آپ کو خدا سے جدا کرنا مشکل ہو گیا۔ دوسری طرف بندوں پر وہ فیوض جاری کئے کہ آپ کے متبعین تک نبیوں میں شامل ہو گئے یا نبیوں جیسے ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی دعا کرتے تھے۔ مگر خاتم النبیین نہیں بنے انکو اللہ تعالیٰ نے صدیق کا درجہ عطا فرمایا۔ اور سرداری اور استاذی اُمت کا درجہ انکو ملا۔ ان کے ذریعہ اسلام کو دوبارہ قائم کیا گیا۔ مگر پھر بھی رسول کریمؐ والا درجہ نہیں ملا۔ حضرت عمرؓ بھی یہی دعا کرتے تھے۔ مگر انکو وہ درجہ نہ ملا۔ جو صدیقؓ کو ملا۔ حضرت عثمانؓ بھی یہی دعا کرتے تھے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ مگر جو درجہ صدیقؓ اور فاروقؓ کو ملا تھا۔ وہ حضرت عثمانؓ کو نہ ملا۔ حالانکہ وہ بھی یہی دعا پڑھتے تھے۔ بلکہ زیادہ دفعہ پڑھتے تھے۔ بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے۔ جیسا کہ حدیثوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو نمازوں کی وجہ سے فضیلت نہیں بلکہ اس بات کی وجہ سے ہے۔ جو ان کے دل میں ہے پھر حضرت علیؓ بھی یہی دعا کرتے تھے۔ مگر ان کو وہ درجہ نصیب نہ ہوا۔ جو پہلوں کو ملا۔ پھر صحابہ میں سے عشرہ مبشرہ بھی یہی دعا پڑھتے تھے۔ زبیرؓ۔ طلحہؓ۔ سعیدؓ۔ سعدؓ۔ ابو عبیدہؓ وغیرہ انمیں بعض بعض سے بڑے اور بعض بعض سے چھوٹے تھے۔ مگر ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درجے کو نہیں پہنچے۔ پھر اور صحابہ تھے۔ جو اسلام کی راہ میں شہید ہوئے۔ یا اسلام کی تعلیم کو لوگوں میں پھیلایا۔ یا روحانی مدارج کو حاصل کیا۔ یا اتقا کا کام کیا۔ وغیرہ مگر انکو وہ درجہ نہ ملا۔ جو اول الذکر لوگوں کو ملا۔ پھر وہ لوگ بھی تھے۔ جو نمازیں بھی پڑھتے تھے۔ مگر منافق تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے سوائے عشا اور صبح کی نمازوں کے۔ انکو کچھ بھی نہ ملا۔ انکی نسبت فرمایا۔ فی الدرک الاسفل من النار۔ آج مسلمان بھی یہی دعا پڑھتے ہیں۔ مسجدوں میں بھی جاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے وظیفے پڑھتے۔ چلے کاٹتے ہیں نوافل پڑھتے ہیں۔ مگر جدھر دیکھو لعنت برس رہی ہے۔ ذلت میں بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ پس دعا کے ساتھ معلوم ہوا۔ اخلاص کا حصہ بھی ضروری ہے۔ دو آدمی ایک ہی کھانا کھاتے ہیں۔ ایک موٹا ہو جاتا ہے دوسرا دبلا ہی رہتا ہے۔ تو ہمیشہ لفظوں کو ہی نہیں دیکھا کرتے۔ بلکہ اس کے ساتھ اخلاص۔ ایمان اور اندرونی حالت کو بھی دیکھتے ہیں۔ جب پانی برستا ہے تو ایک درخت کڑواہٹ میں بڑھ جاتا ہے۔ دوسرا شیرینی میں تیسرا کھٹاس میں۔ حالانکہ ایک ہی پانی ہوتا ہے سیب کا درخت جو کم میٹھا ہے وہ کم ہی میٹھا ہے۔ جو زیادہ میٹھا ہے۔ وہ اور زیادہ شیریں ہو جاتا ہے حضرت ابوبکرؓ نے اپنے کمال کے مطابق فائدہ اٹھایا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے اخلاص کے مطابق چونکہ حضرت ابوبکرؓ والا اخلاص حضرت عمرؓ میں نہ تھا۔ اگرچہ ان کا اخلاص بھی نہایت اعلیٰ تھا۔ اسلئے مدارج میں تفاوت ہوا۔ پس یہ دعا اھدنا الصراط المستقیم جو خدا تعالیٰ نے سکھائی ہے۔ مختلف لوگوں نے مختلف نتائج اس سے حاصل کئے ہیں۔ اور اپنے اپنے مدارج کے ماتحت ہر انسان اس سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔

اسلام کی اصل غرض

میں اب وہ اصل بتاتا ہوں کہ جس سے ہر شخص اس دعا سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔

جتنے شریعت کے احکام ہیں۔ ان کا بڑا یا چھوٹا ہونا انسان کی اپنی حیثیت پر ہوتا ہے۔ اصل بات اسلام کی یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو۔ اسی لئے ہمارا نام مسلم رکھا گیا ہے۔ مصلی نہیں رکھا گیا نہ موحد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - یکم ستمبر ۱۹۲۱ء

اسلام کا خدا زندہ خدا ہے

مسٹر بالکچند کے ارتداد پر ۲۰ اگست کے الفضل میں ایک مضمون لکھتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ:۔

"اگر وہ اس آزمائش پورے اترتے۔ خداتعالیٰ پر بھروسہ رکھتے۔ حقیقت اسلام کو سمجھتے۔ اخلاص اور محبت میں ترقی کرتے۔ تو خداتعالیٰ ضرور انکو اس ارتداد سے بچاتا۔ لیکن وہ آزمائشی منزلوں کا مقابلہ نہ کرسکے۔ اور اس خدا سے منہ پھیر لیا جس نے پہلا نہیں یا اس کو مشکلات سے نکالا تھا۔ اور اگر انسان محتاج ہوکر خدا سے منہ موڑتا تو خدا جو غنی ہے اسے کسی کی کیا پروا ہو سکتی ہے"

اس کے متعلق آریہ اخبار پرکاش دریافت کرتا ہے:۔

"اس سمبندھ میں ہم "الفضل" سے صرف ایک سوال کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ جس خدا کی تعریف اس نے مندرجہ بالا نوٹ میں کی ہے۔ اس کا تعلق صرف اسلام سے ہے یا دیگر مذاہب سے بھی ہے اگر دیگر مذاہب سے بھی ہے۔ تو اسلام کی خصوصیت کیا رہی۔ اور اگر نہیں۔ تو خدا پر تعصب اور تنگ دلی کا الزام وارد ہوگا"

اس کا زود فہم جواب تو یہ ہے۔ کہ آپ لوگ جس خدا یا پرمیشر کو مانتے ہیں۔ اس کا تعلق دیگر مذاہب سے بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہے۔ تو پھر آریہ سماج کا دیگر مذاہب کی مخالفت کرنا فضول ہے۔ کیونکہ جب سب ایک خدا کے بندے ہیں اور مختلف مذاہب اس تک پہنچنے کے مختلف طریقے اور تمام مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ خداتعالیٰ کا تعلق اور سلوک ایک جیسا ہوتا ہے۔ تو پھر کسی کو آریہ سماجی بنانے کی کیا ضرورت۔ لیکن اگر آریہ سماجی بننے سے کسی اور مذہب میں رہنے کی نسبت پرمیشور زیادہ راضی ہوتا۔ اور صرف آریہ سماجیوں کو ہی مکتی (نجات) دیتا ہے۔ تو کیا اس سے پرمیشور پر تعصب اور تنگ دلی کا الزام عائد نہیں ہوتا۔ پرکاش کے پاس اس کا جو جواب ہو۔ وہی ہماری طرف سے سمجھ لے۔

اس کے بعد ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ بتاتے ہیں کہ جس خدا کی ہم نے تعریف کی۔ وہ صرف اسلام کا ہی خدا ہے۔ اور اس کا جتنا تعلق اسلام کی سچی تعلیم پر چلنے والوں کے ساتھ ہے۔ اتنا کسی اور مذہب کے پیروؤں کے ساتھ نہیں ہے۔

اسمیں شک نہیں کہ خدا ایک ہی ہے لیکن اسمیں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ کہ ہر ایک مذہب نے خدا کی جو صفات بتائی ہیں۔ وہ مختلف اور متضاد ہیں۔ اس لحاظ سے ہر ایک مذہب کا خدا بھی مختلف ہوا۔ اور جب صفات میں اختلاف ہوا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ ایک مذہب کا پیرو خداتعالیٰ کے متعلق جو اعتقاد رکھتا ہے۔ وہ دوسرے مذہب والا نہیں رکھتا۔ اور ایک مذہب کا شخص خداتعالیٰ سے جس سلوک کا متوقع ہو سکتا ہے دوسرے مذہب کا نہیں ہو سکتا۔

مثلاً اسلام خداتعالیٰ کے متعلق بتاتا ہے یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء۔ کہ خداتعالیٰ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے۔ اس کے قصور کی سزا دیتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ویدک دھرم پرمیشور کے متعلق کہتا ہے کہ کسی انسان سے ایک معمولی سے معمولی غلطی ارادہ اور خواہش سے نہیں بلکہ ناواقفیت اور بے علمی سے ہو جائے۔ اور اس کے بعد وہ کتنی ہی مدت معافی مانگتا رہے۔ تو بھی پرمیشور اسے معاف نہیں کر سکتا۔ بلکہ ضرور سزا دیتا ہے۔

ان دونوں تعلیموں کو سامنے رکھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے۔ اسی کو ویدک دھرم پیش کرتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اور کیا ویدک دھرم کا پیرو خداتعالیٰ سے [illegible] سلوک کی امید رکھ سکتا ہے۔ [illegible] جو خداتعالیٰ [illegible] سے کرتا ہے۔ [illegible] نہیں۔ [illegible] خداتعالیٰ اپنے بندوں کی [illegible] دور کرتا۔ ان کے رنج کو خوشی سے بدل دیتا ہے لیکن ویدک دھرم اس کے بالکل خلاف کہتا ہے۔ کہ ہر ایک تکلیف جو انسان کو ہوتی ہے کسی پہلے جنم کے گناہ کی وجہ سے بطور سزا ہوتی ہے۔ جسے پرمیشور [illegible] نہیں سکتا۔

پھر اسلام کہتا ہے کہ خداتعالیٰ اپنے بندوں سے کلام کرتا اور انکو قبل از وقت خبریں دیتا ہے لیکن ویدک دھرم کہتا ہے کہ پرمیشور ابتداء سے آفرینش میں چار رشیوں سے بولا تھا۔ اس کے بعد آج تک نہ وہ بولا ہے اور نہ آئندہ بول سکتا ہے۔

گویا اسلام تو ایسا خدا پیش کرتا ہے۔ جو اپنے مجبور اور گمراہ گناہگاروں کو معاف کرنے اور بخش دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ اور اس قدرت کو استعمال کرتا ہے۔ لیکن ویدک دھرم پرمیشور کو اس صفت سے بالکل عاری بتاتا ہے۔ پھر اسلام تو ایسا خدا پیش کرتا ہے جو اپنے بندوں کے دکھ درد۔ رنج و مصیبت کو دور کرتا ہے لیکن ویدک دھرم کہتا ہے پرمیشور میں یہ طاقت نہیں ہے۔ پھر اسلام تو کہتا ہے۔ خدا اپنے بندوں سے اسی طرح بولتا ہے جس طرح پہلے بولتا تھا اور آئندہ بھی بولتا اور کلام کرتا رہیگا۔ لیکن ویدک دھرم پرمیشور کو گونگا قرار دیتا ہے۔ جو کوئی بات نہیں کر سکتا۔

اس مختصر سے موازنہ سے کھلے طور پر ثابت ہے کہ ہم نے اپنے مضمون میں جس خدا کی صفات بیان کی تھیں۔ وہ صرف اسلام کا ہی خدا ہے۔ ویدک پرمیشور نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے۔ اور جو حقیقی خدا ہے اس کا جتنا تعلق اسلام کی اصلی تعلیم پر چلنے والوں کے ساتھ ہے اتنا کسی اور مذہب پر چلنے والوں کے ساتھ نہیں۔

اس بات کا ہمارے پاس ایسا زبردست ثبوت ہے کہ اگر کوئی ضد اور تعصب سے علیحدہ ہوکر غور کرے تو فوراً سمجھ سکتا ہے۔ اس زمانہ میں خداتعالیٰ نے

ثابت کرنے کے لئے کہ اسلام کا پیش کردہ خدا ہی حقیقی اور زندہ خدا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے تمام مذاہب کے لوگوں کو دعوت پر دعوت دی کہ آؤ اپنے اپنے خدا کے زندہ ہونے کا ثبوت دو اور مجھ سے اسلام کے خدا کے زندہ ہونے کا ثبوت لو۔ لیکن کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اب اگرچہ حضرت مرزا صاحب صداقت کا بیج بو کر اور اپنی غرض بعثت کو پورا کرنے والی جماعت تیار کر کے رحلت فرما گئے۔ لیکن آپ کی دعوت اب بھی بحال ہے۔ اور آپ کے موجودہ جانشین اسکو پورا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی ایک تقریر میں جو ۱۹۱۷ء میں شملہ میں ہوئی اور اخبار الفضل میں شائع کی گئی فرمایا:-

"میں حضرت مسیح موعود کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے۔ جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے۔ تو آئے۔ اور آکر مجھ سے مقابلہ کرے لے مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ اور کوئی مذہب اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اور ایسے حالات میں قبول کرتا ہے۔ جبکہ ظاہری سامان بالکل مخالف ہوتے ہیں۔ اور یہی اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بڑی علامت ہے۔ اگر کسی کو شک شبہ ہو تو آئے۔ اور آکر آزما لے۔ اتنے لوگ آریہ کیا اگر کوئی ایسے لوگ ہیں۔ جنہیں یقین ہے۔ کہ ہمارا مذہب زندہ ہے۔ تو آئیں۔ ان کے ساتھ جو خدا کا تعلق اور محبت ہے۔ اس کا ثبوت دیں اگر خدا کو ان سے محبت ہوگی۔ تو وہ مقابلہ میں ضرور ان کی مدد اور تائید کریگا۔ ایک کمزور اور ناتواں انسان اپنے پیاروں کو دکھ اور تکلیف میں دیکھ کر جس قدر اس کی طاقت اور ہمت ہوتی ہے۔ مدد کرتا ہے۔ تو کیا انہوں نے اپنے خدا کو ایک کمزور انسان سے بھی کمزور سمجھ رکھا ہے جو ان کی مدد نہیں کریگا۔ اگر نہیں تو میں انکو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ مقابلہ پر آئیں۔ اور دیکھیں کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے۔ اور کس کی دعا سنتا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی طرف سے لوگوں کو اس مقابلہ کیلئے کھڑا کریں۔ لیکن اس کے لئے یہ نہیں ہے۔ کہ ہر ایک کھڑا ہو کر کہہ دے کہ میں مقابلہ کرتا ہوں۔ بلکہ ان کو مقابلہ پر آنا چاہیئے۔ جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں۔ اسوقت دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دعا قبول ہوگی۔ افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ میں آنے سے ڈرتے ہیں ورنہ حق نہایت روشن طور پر کھل جاتا۔ اگر آج مقابلہ کے لئے مختلف مذاہب کے لوگ نکلیں تو انکو ایسی شکست نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرأت ہی نہ رہیگی۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام سچا ہے۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب سچے ہیں۔ اس کے فیصلے کا آسان طریق یہ ہے کہ مشاہدہ کر لیا جائے۔ کہ کونسا مذہب سچا ہے۔ اور جب مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ تو پھر کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ لیکن اس میدان میں صرف اسلام ہی کھڑا رہیگا۔ اور ہم اس کا ثبوت دینے کے لئے آج بھی تیار ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اسلام ہی کی تائید کریگا"

(الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

کیا کوئی ہے۔ جو امام جماعت احمدیہ کی اس دعوت کو قبول کر کے اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرے۔ اور اپنے ساتھ خدا کا خاص تعلق ہونے کا ثبوت دے یا ثبوت لے۔

پرکاش کو چاہیئے۔ کہ وہ آریہ سماج کی طرف سے کسی ایسے شخص کو پیش کرے۔ جو اس دعوت کو منظور کر سکے یا صاف طور پر یہ اعتراف کرے کہ صرف اسلام کا خدا زندہ خدا ہے اور اسلام کی تعلیم پر چلنے والوں کے ساتھ ہی تمام مذاہب کے مقابلہ میں اس کا خاص تعلق ہے اور جو فضل اور انعام ایک سچے مسلمان پر خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ وہ کسی اور مذہب کے پیرو پر نہیں ہو سکتا۔

لکھنؤ کا مناظرہ اور "ہمدم"

اخبار ہمدم نے مختصر سی اطلاع لکھنؤ کے مناظرہ کے متعلق شائع کی ہے جو لکھنؤ میں ہمارے مبلغین کا غیر احمدی علماء سے مسئلہ حیات و وفات حضرت عیسیٰ اور خاتم النبیین پر ہوا۔ اصل حالات کے متعلق ہمیں رپورٹ کا انتظار ہے۔ اسوقت ہمیں ہمدم کی رائے کے متعلق کچھ کہنا ہے۔ جو اس نے ہمارے علماء کے متعلق بالفاظ ذیل ظاہر کی ہے کہ :-

"قادیانیوں کے دلائل ان کی عادت کے مطابق عام فریب اور مغالطے سے بھرے ہوئے تھے"

جس رنگ میں ہمدم نے مباحثہ کی اطلاع شائع کی ہے۔ اور جس کی جھلک مذکورہ بالا الفاظ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اسکو مدنظر رکھکر کہا جا سکتا ہے کہ ہمدم ہمارے علماء کی تقریروں کے متعلق "عام فریب" اور "مغالطے" کے مقابلہ میں شریفانہ اور صاف الفاظ استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ تاہم ان سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ہمارے علماء کے دلائل کے زور اور قوت کا اعتراف کر رہا ہے۔ کیونکہ "عام فریب" کا لفظ بتاتا ہے کہ سامعین احمدی علماء کے دلائل سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ ہمدم اس کو "فریب" کہتا ہے۔ لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مخالفین حق ہمیشہ سے یہی کہتے آئے ہیں۔ بہرحال لکھنؤ کے مقابلہ میں "مغالطے" کا اعتراف بھی عجیب بات ہے۔

آریہ گزٹ تردید کرے

مولوی ثناء اللہ نے محض شرارت سے حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق جو یہ بے پر کی اڑائی تھی۔ کہ آپ قادیان کے آنریری ڈپٹی بننا چاہتے ہیں۔ اسی کی بنا پر "قادیانی گدی کے خلیفہ صاحب آنریری ڈپٹی بننا چاہتے ہیں" کے عنوان آریہ گزٹ نے ۱۱ اگست ۱۹۲۳ء کے پرچہ میں ایک نوٹ لکھا ہے۔

چونکہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ تھا، جیسا کہ ہم پچھلے نمبر کے ساتھ اس کی تردید کر کے ثابت کر چکے ہیں۔ اور ہم نے مولوی ثناء اللہ سے ثبوت کا جو مطالبہ کیا تھا۔ اس کو وہ پورا نہیں کر سکا اور نہ وہ کر سکتا ہے۔ اس لئے آریہ گزٹ کو اس غلط افواہ کی تردید کر دینی چاہیئے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ آریہ گزٹ اس فرض کی ادائیگی میں جو اخلاقی طور پر اس پر عائد ہوتا ہے۔ کوتاہی نہیں کریگا۔

اسلام اور حریت و مساوات

(نمبر ۴)

وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لکھا تھا کہ مساوات باوجود امور پر نظر رکھنے کے ہر جگہ جاری نہیں ہوتی۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کی نسبت وارد ہے **وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب** خدا تعالیٰ نے آل ابراہیم کو دوسری قوموں پر یہ فضیلت دی ہے کہ انہیں استمراری نبوت رکھدی۔

خواجہ صاحب نے اس پر پھر وہی دو سوال کئے ہیں جو پہلے کئے گئے تھے اور جن کا جواب دے دیا گیا تھا۔ دوبارہ اعتراض کرنے کی یہی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے جوابات پر غور نہیں کیا۔ اگر وہ غور کرتے تو اعتراضات نہ کرتے۔ ان کی حسب ذیل عبارت ان کے عدم فہم پر دلالت کرتی ہے۔

"اولاً ہم اس تخصیص کو جس پر میاں صاحب ممدوح نے حصر کیا ہے۔ تسلیم نہیں کرتے۔ اسلئے لکل امۃ رسولا کے معنے دریافت کئے تھے جواب یہ ملا ہے۔ دیگر امم کے رسل حضرت ابراہیمؑ سے پیشتر مبعوث ہو چکے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد وراثتاً آنحضرت کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی"

پھر لکھتے ہیں۔

"یہ استدلال کہ دیگر امم میں حضرت ابراہیمؑ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا۔ آیت زیر بحث کے کسی لفظ سے تو ہو نہیں سکتا۔ البتہ تحریف کا اختیار ہے"

اب میں اصل تحریر آپ پیش کرتا ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دیا تھا۔ ناظرین خود معلوم کر لینگے کہ آیا جو نتیجہ خواجہ صاحب نے اس سے نکالا ہے وہ صحیح ہے یا خواجہ صاحب کے بطی الفہم ہونے کی دلیل۔

"دوسرا اعتراض اسلئے غلط ہے۔ کہ سب قوموں میں نبی آنے کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہمیشہ سب قوموں میں نبی آتے رہینگے وعدہ ابراہیمی کے پورا ہونیکے وقت سے پہلے پہلے ہر ایک قوم میں نبی آ چکے تھے مگر جب وعدہ ابراہیمی کے پورا ہونے کا وقت آ یا تو یہ فیض آل ابراہیم کے ایک فرد سے مخصوص ہو گیا۔ اور اب آل ابراہیم کے فیض سے باہر کوئی فیض نہیں۔ ... جب تمام اقوام عالم میں نبی مبعوث ہونے کے بعد آخری زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا کیا۔ اور جبکہ آپ پر ایمان لانیکا دروازہ سب دنیا کے لئے کھلا چھوڑا تو دونوں آیتوں کا مفہوم ایک وقت میں پورا ہو گیا۔ فیض نبوت ہمیشہ کیلئے آل ابراہیم کے ساتھ مخصوص ہو گیا۔ اور سب اقوام میں نبی بھی آ گئے کیا بلحاظ اسکے کہ آپ کی بعثت سے پہلے سب عالم میں نبی آ چکے تھے۔ اور کیا بلحاظ اسکے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت صرف عرب تک محدود نہ رہی بلکہ سب جہان کے انسانوں کی اصلاح کے لئے ہوئی۔ یہی معنے ہیں جن سے دونوں آیتوں کے معنوں میں تطابق رہتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس فیضان کو یہ خصوصیت حاصل ہے۔ کہ کوئی شخص حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ایک مہرتاباں سے روشنی لئے بغیر بارگاہ الٰہی تک نہیں پہنچ سکتا"

اب اس عبارت کو پڑھکر ایک پرائمری کا طالب علم بھی بتا سکتا ہے۔ کہ جو مفہوم خواجہ صاحب نے اس عبارت کا نکالا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ خواجہ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد کسی قوم میں نبی نہیں آیا۔ اور وعدہ ابراہیمی اسی وقت پورا ہو گیا تھا۔ لیکن حضرت صاحب کی عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وعدہ ابراہیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے پورا ہوا۔ اور آپ کے بعد اور کسی قوم میں بغیر آپ سے فیض حاصل کئے نبی نہیں ہو سکتا۔

وسیعلمون لا یعجبنی

خواجہ صاحب کی ایک نکتہ چینی خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ "میاں صاحب ممدوح نے یہ نہیں لکھا کہ انتقال نبوت یا اقامت کی اب کیا صورت ہے"

معلوم نہیں خواجہ صاحب کو اس نکتہ چینی کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اگر خواجہ صاحب مضمون کو غور سے پڑھتے تو ایسے کلمات سخیفہ انکے قلم سے نہ نکلتے۔ جبکہ اس کا جواب حضرت صاحب کے اس فقرہ میں موجود ہے۔

"ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس فیضان کو یہ خصوصیت حاصل ہے۔ کہ کوئی شخص حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ایک مہرتاباں سے روشنی لئے بغیر بارگاہ الٰہی تک نہیں پہونچ سکتا"

اور اسکی تائید قرآن مجید کی آیت "ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا" سے ہوتی ہے۔ کہ اب سوائے اطاعت خدا اور رسول کے کوئی نہ نبی ہو سکتا ہے نہ صدیق۔ نہ شہید۔ نہ صالح۔ پس یہ فیض آل ابراہیم سے خاص ہے۔ کہ اسی کے ایک فرد کی پیروی کے بغیر کوئی بارگاہ الٰہی تک نہیں پہونچ سکتا۔ فنعم ما قیل

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

خواجہ صاحب کا عقیدہ معلوم ہوتا ہے خواجہ صاحب کے نزدیک مذکورہ بالا مفہوم کے لحاظ سے نبوت آل ابراہیمؑ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ کاش وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے۔ اور جانتے کہ آپ اولاد ابراہیم کے ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی تک پہنچنے کیلئے آپ ہی (نبی کریمؐ) ہی کی اتباع ضروری ہے۔ اس بات کا (کہ یہ انعام آل ابراہیم سے مخصوص ہے) انکار کرتے ہیں خواجہ صاحب سے التماس کرتا ہوں۔ کہ ایسے عقائد سے باز آئیں۔ جو اسلام سے خارج کر دینے والے ہیں آج آپ یہ لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اللہ کے سوا اتباع ضروری نہیں۔ ہو سکتا ہے کل آپ یہ لکھ دیں کہ نجات کے لئے بارگاہ الٰہی تک پہونچنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہندوستان کی خبریں

ربڑ کے باغات پر موپلوں کا حملہ مدراس ۲۵ اگست خبر موصول ہوئی ہے کہ تین ہزار سے زیادہ موپلوں کا مجمع کیرالا کے ربڑ کے باغات میں داخل ہو گیا۔ اور ان کو آگ لگا دی۔ بنگلوں اور کارخانوں کو تباہ کر دیا۔ اور نقدی کے دو صندوق قبضہ میں کر لئے۔

مسٹر گاندھی اور مسٹر محمد علی کی مالابار میں طلبی کالی کٹ ۲۷ اگست۔ مسٹر گاندھی اور مسٹر محمد علی کو کیرالہ پراونشل کانگریس کمیٹی نے بہت جلد مالابار آنے اور موپلوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کی دعوت دی ہے۔

سبز جھنڈے بلند کر دئے گئے کالی کٹ ۲۷ اگست بیان کیا جاتا ہے کہ بعض مذہبی دیوانوں نے علاقہ فساد میں مکمل سوراجیہ کا اعلان کر دیا ہے۔ اور رالیپو کی طرف سبز جھنڈے بلند کر دئے گئے ہیں۔

فوجی نقل و حرکت شملہ ۲۷ اگست۔ فوجی صدر مقام کو فسادات مالابار کے متعلق حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے۔ فوج مستقل پیش قدمی کر رہی ہے ایرانداد والاند کے حلقوں میں ہندوؤں کو لوٹا جا رہا ہے۔ گرور میں پولیس نے ایک مختصر سے فوجی دستے کی مدد سے مسلمان بلوائیوں کو منتشر کیا۔

مارشل لاء کی توسیع شملہ ۲۷ اگست دیانداد اور کرومبرانڈ ضلع مالابار کے تعلقوں میں بھی مارشل لاء کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

ایک افواہ کی تردید شملہ ۲۷ اگست گورنمنٹ ہند کا ایک اعلان مظہر ہے کہ پنجاب میں اس مطلب کی جو افواہ گرم ہے کہ گورنمنٹ نے اشیاء خوراک کا ایک بھاری ذخیرہ روک رکھا ہے اسمیں صداقت نہیں۔

مہاتما گاندھی کا اپدیش ضبط لکھنؤ ۲۷ اگست گورنمنٹ ممالک متحدہ نے ہندی زبان کا ایک پمفلٹ بعنوان "مہاتما گاندھی کا اپدیش" ضبط شدہ قرار دیا ہے۔ "گاندھی جیون ہتی" نامی پمفلٹ بھی ضبط کر لیا گیا۔

کمشنر آبکاری بمبئی کے دفتر میں آگ بمبئی ۲۲ اگست براسٹے کسٹم ہوس بمبئی میں جمعرات کو ۲ بجے رات کے آگ لگ گئی۔ کمشنر آبکاری کے دفتر کے ریکارڈ اور اسباب کا بیشتر حصہ جل گیا۔

سرکاری ملازمان کیلئے نیا قحط الاؤنس شملہ ۲۵ اگست۔ غلہ کی گرانی کی وجہ سے حکومت پنجاب نے یکم اگست سے تین ماہ کے لئے اپنے ملازموں کو ایک عارضی الاؤنس منظور کیا ہے۔ ۱۲ روپیہ تک کے ملازم کو تین روپیہ۔ ۲۳ روپیہ تک کے ملازم کو ۴ روپیہ پچاس تک کے ملازم کو پانچ روپیہ دئے جائینگے۔

کیا علی برادران پر مقدمہ چلایا جائیگا مدراس میل کو ۲۰ اگست کو ایک خاص برقی پیغام لندن سے موصول ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند نے فیصلہ کر لیا ہے کہ علی برادران پر مقدمہ چلایا جائے۔

مزدوروں کے جھونپڑوں میں آگ مدراس میں آدی دراوڑی مزدوروں پر ہڑتالی مسلمانوں نے پتھراؤ کیا۔ پولیس اطلاع ملتے ہی موقع پر جا پہنچی اس نے مجمع کو منتشر کر دیا۔ شام کو دراوڑی لوگوں کے سب جھونپڑوں میں آگ لگا دی گئی۔ جس سے ایک سو پچاس آدمی بے خانماں ہو گئے۔

لالہ راجپت رائے کو شیر پنجاب نہ کہا جائے سکھوں نے ایک بڑا جلسہ منعقد کر کے یہ ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ لالہ لاجپت رائے سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ اپنے آپ کو شیر پنجاب کے لقب سے ملقب نہ ہونے دیں۔ کیونکہ سکھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا خطاب دوسروں کو اختیار کرتے دیکھ کر رنجیدہ ہوتے ہیں۔

کیا مارشل لاء کے قیدی رہا ہونے والے ہیں ہمعصر سرچ لائٹ کا شملوی نامہ نگار لکھتا ہے کہ مارشل لاء کے قیدیوں کی رہائی کے متعلق حکم جلد جاری ہونے والا ہے۔ نصف درجن کے سوائے باقی سب قیدی رہا کر دئے جائینگے۔

لازمی تعلیم مذہب میں مداخلت نہیں شملہ ۲۳ اگست سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ملتان شہر کے قریب ہندو مسلمانوں کی طرف سے حکومت پنجاب کے پاس بہت سی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ جن میں لازمی ابتدائی تعلیم کے نفاذ کو مذہبی آزادی میں مداخلت بیان کیا گیا ہے۔ اعتراضات بے شبہ غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ انہیں معلوم نہیں۔ کہ لازمی تعلیم انہیں کے فائدے کے لئے ہے۔

مسٹر پسی فٹ جانسن ہندوستان میں بمبئی ۲۷ اگست جہاز مالٹا سے جو اشخاص خشکی پر اترے انمیں مسٹر پسی فٹ (ایک امریکن جو شراب کے خلاف وعظ کرتے ہیں) بھی ہیں۔

حقوق طلب عورتوں کی تحریک کولمبو ۲۷ اگست بنگال میں حقوق طلب عورتوں کی بہت ترقی ہے سر سریندر ناتھ بینرجی وزیر بنگال نے بھی عورتوں کے ایک جلسہ میں اس تحریک کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔

علماء ہند کی ایک خاص کانفرنس دہلی ۲۵ اگست۔ مولوی حسین احمد کے زیر صدارت مسلمانوں کا ایک جلسہ زیر اہتمام جمعیۃ العلماء ہند فتوے کی ضبطی کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ ایک رزولیوشن میں تمام علماء سے درخواست کی گئی۔ کہ بہت جلد اس پر غور کرنے کے لئے ایک خاص کانفرنس منعقد کرنی چاہئیے۔ کہ اس بارے میں کیا کارروائی کی جائے۔

قحط کا خطرہ مدراس ۲۷ اگست۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مالابار نے صورت معاملات کا خلاصہ قلمبند کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ دس میل علاقہ کے سوا بہت خراب ہے ریلوے لائن مرمت ہو گئی معاملات خراب ہے۔ فساد کے علاقہ سے عام آتشزدگی اور قتل کی چند وارداتوں کی خبریں آئی ہیں۔ کالی کٹ کے شمال میں موپلا جماعتوں کو منتشر کرنے کے لئے گورکھا فوج طلب کی گئی ہے۔ جہاز کوس کی آمد کے بعد کالی کٹ میں امن و امان ہے بلکہ ایرانڈ کے تعلقہ سے بہت سے اشخاص یہاں آ گئے ہیں۔ بغاوت کی وجہ سے کاروبار اور آمدورفت میں بہت رکاوٹ واقع ہو گئی ہے۔ اس لئے تمام علاقہ فساد میں اب قحط کا خطرہ ہے۔

تلاوت قرآن مجید سے افتتاح کیا۔ پھر جناب [illegible] شمس اللہ صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نظم سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ پھر مرزا گل محمد صاحب نے صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اپنی تقریر شروع کی۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے۔ جس کے سنورنے سے تمام جسم سنور جاتا ہے۔ اور جس کے بگڑ جانے سے تمام جسم بگڑ جاتا ہے۔ اور وہ دل ہے۔ اس لئے انسان کی زیادہ تر توجہ دل کی صفائی اور پاکیزگی کی طرف ہونی چاہیئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو نبیوں کے مبعوث فرمانے سے انسانوں کی اصلاح منظور ہوتی ہے اسلئے انبیاء بھی دل کی طرف ہی توجہ کرتے ہیں۔ اور جو کلام انبیاء کو دیا جاتا ہے۔ اس کا نزول بھی دل پر ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانہ لتنزیل رب العلمین۔ نزل بہ الروح الامین علیٰ قلبک لتکون من المنذرین۔ عام طور پر لوگ کسی مذہب پر چلتے ہوئے بھی اصلاح یافتہ نہیں ہوتے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ دل کی صفائی کی فکر نہیں کرتے۔ مذہب کے تین حصے ہوتے ہیں۔ اور اصلاح کے لئے تینوں ضروری ہیں۔ یعنی عقائد۔ اعمال اور اخلاق۔ مگر پہلے عقائد کی درستی سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر اعمال اور اخلاق کی درستی ہو ہی نہیں سکتی۔ عقائد کے بغیر اعمال۔ رسوم ہیں۔ [illegible] قبول نہیں ہوتے۔ مذہب اسلام کے پانچ عقیدے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ ملائکہ پر ایمان۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان۔ رسولوں پر ایمان اور جزا و سزا کے دن پر ایمان۔ پھر ان عقائد کی مختصر تشریح کی۔ حافظ صاحب تقریر کر رہے تھے۔ کہ حضرت صاحب تشریف لے آئے۔ اس لئے حافظ صاحب نے تقریر بند کر دی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر ساڑھے بارہ بجے شروع ہوئی۔ اور ۱ بجے ختم ہوئی۔ حاضرین کی تعداد قریباً پانسو تھی۔ اسکے بعد کھانا اور جمعہ کی تیاری میں قریباً اڑھائی بج گئے۔ اور ۳ بجے خطبہ جمعہ شروع ہوا۔ جس میں حضور نے مختصراً جمعہ کے لفظ کی مناسبت سے جماعت کو اتفاق و اتحاد کی تاکید فرمائی۔ نماز جمعہ کے ساتھ عصر جمع ہوئی۔

کاروائی جلسہ سے قبل مرزا گام جو یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ وہاں کے ایک معمر نابینا حافظ صاحب دو دن سے یہاں آئے ہوئے تھے۔ وہ اٹھے اور حضور سے مصافحہ کرکے زور سے کہا کہ تم سچے اور تمہارے مرید سچے بس میری بیعت ہو گئی۔ بعض دوستوں نے سمجھایا کہ باقاعدہ الفاظ میں بیعت کرلیں۔ مگر وہ اسی بات پر مصر رہے۔ کہ جب میں نے حضور کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے کہدیا کہ تم سچے تو بس میری بیعت ہو گئی۔

قریباً ساڑھے تین بجے شام دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اور مرزا گل محمد صاحب نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد ۴ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر شروع ہوئی۔ اور حضور اڑھائی گھنٹہ تک سلسلہ کے اندرونی اختلافات پر تقریر فرماتے رہے۔ جس میں حضور نے بوضاحت بیان فرما دیا۔ کہ تمام اختلافات ابتداءً ذاتی عداوتوں سے شروع ہوئے ہیں۔ تقریر کے بعد مولوی محمد عبد اللہ صاحب کشمیری وکیل نے مسئلہ نبوت پر کچھ سوالات کرنے کی اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر مولوی صاحب نے تین سوال کئے۔ جن کے حضور نے جواب دیئے یہ سلسلہ گفتگو بھی انشاء اللہ تقاریر کے ساتھ ارسال کرونگا۔

دوسرے دن بروز ہفتہ قریباً نو بجے اجلاس شروع ہوا۔ مولانا حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ عزیزم میاں ناصر احمد نے قرآن مجید کا ایک رکوع سنایا۔ اور پھر میاں منصور احمد ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک نظم سنائی۔ پھر [illegible] صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود کی ایک فارسی نظم سنائی۔ غلام رسول صاحب کشمیری اور غلام محمد خلف عبد الرحمن صاحب ڈار نے نظمیں سنائیں۔ اسکے بعد جناب حافظ صاحب نے عیسائیوں کے متعلق ایک [illegible] تقریر کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر ۱۲ بجے شروع ہوئی۔ اور دو گھنٹہ تک حضور نے جماعت کو اندرونی اصلاح اور انتظام کی طرف متوجہ کیا۔ اسکے بعد دعا ہوئی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اس کے بعد چند احباب نے بیعت کی۔ اور چار اشخاص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ قریباً دو بجے نماز ظہر و عصر جمع ہوئی۔ اور اکثر مہمان رخصت ہوئے۔ حضور دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ قبل از شام مولوی غلام رسول صاحب ساکن [illegible] متصل شوپیاں نے بیعت خلافت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔

آسنور کے احمدیان کشمیر کے جوش و اخلاص کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اکثر احباب بہت دور سے آئے ہوئے تھے اور بعض لوگ کئی کئی دن کی مسافت طے کرکے آئے تھے پھر خاص کر آسنور کے احمدیوں کی ہمت بھی قابل تعریف ہے جنہوں نے جلسہ کے انتظام اور مہمانوں کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور نیکیوں میں پیش از پیش بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار تقی الدین احمد از آسنور

ایک ایک ہزار کی تحریک

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایک ہزار کی تحریک کے جواب آنا شروع ہو گئے ہیں۔ یہ تحریک بعض خاص خاص احباب کی خدمت میں بھیجی گئی تھی۔ اس وقت مالی سال کا آخری مہینہ ہونے کے باعث جہاں تمام جماعتیں اور افراد اپنے تمام بقائے ادا کر رہے ہیں اور اپنی مقررہ رقموں کو پورا کرنے کے لئے خاص چندے بھی کر رہے ہیں وہاں ایک خاص تحریک بعض صاحب استطاعت و ذی اثر احباب کی خدمت میں بھی بھیجی گئی ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ حتی الوسع [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان ۔ ۵ ستمبر ۱۹۲۱ء

عیسائیوں سے مذہبی عقائد میں عدم تعاون کی ضرورت

(نمبر ۲)

ایک گذشتہ مضمون میں بتایا گیا تھا کہ مسلمانوں کو کن باتوں میں عیسائیوں سے عدم تعاون کرنا چاہیئے اب اسی کے متعلق کچھ اور بیان کیا جاتا ہے۔

اسلام نے جہاں ان باتوں کا رد کیا ہے ۔ جو انبیاء کرام کی شان مقدس کے خلاف ہیں ۔ وہاں انبیاء کی اصل حقیقت کو بھی واضح کر دیا ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اسلام سے ناواقفیت کی وجہ سے بعض انبیاء کے متعلق عموماً اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خصوصاً ایسی باتیں منسوب کر رکھی ہیں ۔ جو اسلام کے قطعاً خلاف اور عیسائیوں کے اعتقادات کی تائید کرنیوالی ہیں ؛

مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح نے مُردے زندہ کئے ۔ اگرچہ انجیل سے وہ اس کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے ۔ اور چند ایک واقعات جو انجیل میں درج ہیں ۔ ان سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا اور نہ وہ جرح کے آگے ٹھہر سکتے ہیں ۔ لیکن مسلمان بڑے زور سے اس بارے میں ان کے ہمنوا ہیں ۔ حالانکہ قرآن کریم میں ایک جگہ نہیں ۔ متعدد مقامات پر بتایا گیا ہے کہ جسمانی طور پر زندہ کرنا اور مارنا صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے ۔ جیسا کہ آتا ہے ۔ (۱) واللہ یحیی ویمیت (۳ ۔ ۱۵۰) اللہ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے ۔

(۲) لا الٰہ الا ھو یحیی ویمیت (۷ ۔ ۱۵۹) سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ۔ اور وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے ۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ کے سوا تمام معبودوں کی نفی کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے الٰہ ہونے کا یہ ثبوت دیا گیا ہے کہ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے ۔ جس سے ظاہر ہے ۔ کہ زندہ کرنے اور مارنے کی صفت اسی سے مخصوص ہے ۔ اور اگر کسی اور کی طرف اس صفت کو منسوب کیا جائے تو اسے الٰہ بھی ماننا پڑیگا ۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اس لئے کسی میں جسمانی مردوں کو زندہ کرنے اور مارنے کی صفت بھی نہیں پائی جا سکتی ۔

عیسائی صاحبان چونکہ حضرت مسیح کو اپنا معبود اور الٰہ سمجھتے ہیں ۔ اسلئے وہ اگر یہ خیال رکھتے ہیں ۔ کہ حضرت مسیح مردے زندہ کیا کرتے تھے ۔ تو کوئی عجیب بات نہیں ۔ لیکن مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ حضرت مسیح کو دیگر انبیاء کی طرح کا ایک نبی یقین کرتے ہوئے یہ سمجھنے لگ گئے ۔ کہ وہ جسمانی مُردے زندہ کیا کرتے تھے ۔ اگر یہ ذرا بھی غور کرتے ۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ عیسائیوں کی تقلید میں ان کا یہ خیال حضرت مسیح کو انبیاء کے زمرہ سے نکال کر الٰہ کے درجہ پر بٹھانا اور شجر اسلام پر اپنے ہاتھ سے تبر چلانا ہے ۔ لیکن انہوں نے اسلام کی کوئی پروا نہ کی ۔ اور قرآن کریم کو پس پشت ڈالکر اس گمراہ کن عقیدہ میں عیسائیوں کے ساتھ تعاون شروع کر دیا ؛

(۳) خدا تعالیٰ قرآن کریم میں انسان کی جسمانی پیدائش کے متعلق بالتفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے انہ یحیی الموتیٰ وانہ علےٰ کل شیءٍ قدیر (۲۲ ۔ ۲) صرف خدا ہی مُردے زندہ کرتا ہے ۔ اور صرف وہی ہر ایک بات پر قادر ہے ؛

یہاں جسمانی پیدائش کے بعد جسمانی مردوں کے ہی زندہ کرنے کا ذکر ہے ۔ اور اس کو خدا تعالیٰ اپنی طرف منسوب کر کے اس کی دلیل یہ دیتا ہے کہ اللہ ہی ہر ایک بات پر قادر ہے ۔ جس سے معلوم ہوا کہ مردے زندہ کرنے کی صفت اسی ذات میں پائی جا سکتی ہے جو ہر ایک چیز پر قدرت رکھتی ہو ۔ لیکن حضرت مسیح کو تو یہ بات حاصل نہ تھی ۔ انجیل ان کی حالت کا جو نقشہ کھینچتی ہے ۔ وہ تو نہایت افسوسناک ہے ۔ انہوں نے اپنے دشمنوں سے تنگ آ کر اپنے متعلق یہاں تک کہدیا کہ " لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں ۔ اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے ۔ مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں " لوقا ۹/۵۸

اور قرآن کریم انہیں بشر اور رسول ہی قرار دیتا ہے ۔ اس لئے انہیں وہ تمام احتیاجیں لاحق تھیں جو بتقاضائے بشریت ہر ایک انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں ۔ اس صورت میں ان کی طرف ایک ایسی صفت (مُردے زندہ کرنا) منسوب کرنا جو علےٰ کل شیءٍ قدیر کی شان کے شایاں ہے ۔ عقل و فکر سے بہت دور ہے ۔ لیکن مسلمان ہیں ۔ کہ عیسائیوں کے اس عقیدہ میں تعاون کرتے ہوئے فہم و فراست سے کام لینا ضروری نہیں سمجھتے ۔ اور پھر ظلم یہ کہ قرآن کریم کی طرف اسے منسوب کرتے ہیں ؛

یہ لوگ اپنی تائید میں قرآن کریم سے جو ثبوت پیش کرتے ہیں ۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ الفاظ ہیں کہ احی الموتیٰ باذن اللہ (۳ ۔ ۴۳) اگرچہ اس میں مردہ کو زندہ کرنے کا ذکر ہے ۔ لیکن جب واضح طور پر ثابت ہو گیا ۔ کہ جسمانی مردے زندہ کرنے کی قدرت سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی میں نہیں ہے ۔ تو اس سے یہ مراد نہیں لی جا سکتی ۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جسمانی مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے ۔ پھر جبکہ قرآن کریم میں مردہ کا لفظ نبی کے منکروں اور مخالفوں کے متعلق استعمال کیا گیا ہے اور نبی کو قبول کرنے اور اسکے احکام کو ماننے والوں کو زندہ قرار دیا گیا ہے تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے ۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ماننے والوں کو جو پہلے مردہ ہوتے ۔ روحانی طور پر زندہ کرتے اور روحانی زندگی عطا کرتے ؛ اس بات کا ثبوت کہ نبی کے منکروں کو قرآن کریم

میں مردہ قرار دیا گیا ہے۔ حسب ذیل آیت سے ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے۔ انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین (۲۷-۸۱) کہ تو مردوں اور بہروں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتا جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر مڑ جائیں۔

اس آیت میں موتیٰ سے مراد وہ مُردے نہیں لئے جا سکتے۔ جو قبروں میں دفن ہوں۔ بلکہ نبی کے منکر اور کافر مراد ہیں۔ جو کہ بات توجہ کر بات نہ سنتے تھے۔ کیونکہ آگے بتایا ہے۔ کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ اور یہ فعل جسمانی مردوں کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ پس اس آیت میں موتیٰ انہی لوگوں کو کہا گیا ہے۔ جو روحانی طور پر مردہ تھے۔ اور چونکہ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ قرآن کریم میں موتیٰ کا لفظ جسمانی مُردوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ روحانی مردوں یعنی نبی کے منکروں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ اسلئے جہاں کسی نبی کے متعلق یہ آئے کہ وہ مردے زندہ کرتا تھا۔ اس سے یہی سمجھنا چاہیئے کہ روحانی مُردوں کو روحانی طور پر زندہ کرتا تھا نہ کہ قبریں اکھیڑتا تھا۔

دوسری بات کہ نبی کو قبول کرنا اور اس کے احکام کو بجا لانا زندہ ہونا ہے۔ حسب ذیل آیت سے ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ نبی کریم کے متعلق فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (۸-۲۴) اے ماننے والو اللہ کے احکام کو قبول کرو۔ اور رسول کے جب وہ تمہیں بلائے۔ تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے۔

اس سے ظاہر ہے کہ قرآن نے اللہ اور رسول کو ماننے اور ان کے احکام پر عمل کرنے کو زندہ ہونا قرار دیا ہے۔

ان دونوں آیات کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو آیا ہے کہ احی الموتیٰ اس کا مطلب بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ کہ وہ بھی نبی تھے۔ اور دوسرے انبیاء کی طرح وہ بھی روحانی مُردے زندہ کرتے تھے۔ نہ کہ جسمانی مُردے۔ لیکن مسلمان عیسائیوں کی تائید اور حمایت میں یہی کہتے ہیں۔ کہ وہ جسمانی مُردے زندہ کرتے تھے۔ اور اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ایسی بات منسوب کرتے ہیں۔ جو کسی نبی میں حتےٰ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی نہیں پائی جاتی۔ جو تمام انبیاء کے سردار ہیں۔

قرآن کریم کو چھوڑ کر۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس کی کوئی پرواہ نہ کر کے۔ خدا تعالیٰ کی ایک خاص صفت کو حضرت مسیح کی طرف منسوب کر کے مسلمان عیسائیوں کے ساتھ جو تعاون کر رہے ہیں اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ ہر جگہ عیسائیوں کے مقابلہ میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ جب مسلمانوں نے اپنا دین و ایمان عیسائیوں کے حوالہ کر دیا۔ تو دنیا خدا تعالیٰ نے ان سے چھین کر وہ بھی عیسائیوں کو دے دی۔ مسلمانوں کو دنیا دین کے ہی صدقے ملی تھی جب دین جیسی پیاری چیز کی انہوں نے قدر نہ کی۔ اور اسے دوسروں کے حوالہ کر دیا۔ تو پھر دنیا سے ان کا کیا تعلق؟

کاش مسلمان اب بھی عبرت پکڑیں۔ اور اپنے اعتقادات کو درست کر لیں۔ تاکہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے اور جو انعامات ان سے چھینے جا چکے ہیں یا چھینے جا رہے ہیں۔ وہ انہیں پھر مل جائیں۔ ورنہ اگر مسلمان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ دنیاوی امور میں عیسائیوں سے تعاون کر کے اور مذہبی امور میں تعاون کرتے ہوئے وہ کامیابی کا منہ دیکھ سکیں گے۔ تو یہ ناممکن ہے۔

کشمیر میں نئے احمدی
حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے کشمیر تشریف لیجانے پر

جہاں احمدیوں کو روحانی فیوض حاصل کرنے کا عظیم الشان موقع نصیب ہوا۔ وہاں بہت سی سعید روحوں کو قبول حق کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے۔ جیسا کہ اس فہرست مبایعین سے ظاہر ہے۔ جو اسی اخبار میں دوسری جگہ درج کی گئی ہے۔

مخالفین نے ۱۶ ایسے نام لکھ کر جن کا احمدیت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور جو کبھی بذریعہ تحریر مبایعین نہ بنا تھے انہیں "عقائد محمودیہ سے بیزاری کے متعلق اعلان" قرار دیا تھا۔

اور اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کشمیر تشریف لیجانے پر نئے احمدیوں کا داخل سلسلہ ہونا تو الگ رہا۔ احمدی بھی فسخ بیعت کر رہے ہیں۔

اس دھوکہ دہی کی تردید ہم پہلے کر چکے ہیں اور دکھا چکے ہیں۔ کہ جن کے نام فسخ بیعت کرنے والوں کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ ان کا اپنا اقرار ہے کہ وہ پہلے احمدی نہ تھے۔ اب ہم ان اصحاب کی فہرست پیش کر کے جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نئے احمدیوں میں سے بہت سے صداقت پسند اصحاب داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔

اس زمانہ کے علماء کی حالت
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے علماء کے متعلق

جو یہ خبر دی تھی کہ علماءھم شر من تحت ادیم السماء کہ ان کے علماء زیر آسمان تمام مخلوق سے زیادہ برے ہونگے اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہے۔ اور اس صفائی کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ کہ مسلمان علی الاعلان اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس کا ثبوت روزمرہ کے واقعات سے ملتا رہتا ہے۔ اور اخبار مشرق اپنی اشاعت ۱۵ اگست میں لکھتا ہے:-

"اس دور میں سب سے زیادہ علماء اسلام کی حالت خراب ہے۔ ایک گروہ اس انتہا پر ہے۔ کہ وہ فتویٰ فروشی اور دنیا طلبی کو اختیار کئے ہے۔ اور دوسرا گروہ اس انتہا پر ہے کہ وہ حریت اور رواج کے لئے خدا کے دین کو مصالح وقتی پر قربان کر رہا ہے"

مشرق کی یہ رائے علاوہ گھر کا بھیدی ہونے کے واقعات کی روشنی میں ہے۔ ایسے "علماء" کا جن کی یہ حالت ہو۔ حضرت مسیح موعود کو قبول نہ کرنا اور عوام کو قبول کرنے سے روکنے کی کوشش کرنا کوئی عجیب بات نہیں۔ البتہ ان لوگوں پر تعجب ہے۔ جو ان "علماء" کی باتوں کو کچھ وقعت دیتے اور دینی امور میں ان کی راہ نمائی قبول کرتے ہیں۔

خطبات جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(نوشتہ سید محمود اللہ شاہ صاحب)

(۱)

اپنی پیدائش کی غرض کو مدنظر رکھو

(۱۰ جولائی ۱۹۳۱ء بمقام سرینگر)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

انسان کی پیدائش کی غرض اور اسکو دنیا میں بھیجنے کا مدعا ایسا اہم اور ضروری ہے کہ تمام انسانی کوششیں اسی کے گرد چکر لگا رہی ہیں۔ انسان کے خیالات کا اثر اسکے اعمال پر بہت پڑتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو سمجھ سکیں کہ خیالات اور اعمال متحد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عقائد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ باوجود نیک اعمال کے عقائد پر کیوں اتنا زور دیا جاتا ہے۔ انسان کی فطرت اور بناوٹ پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ عقلمند اور پاگل میں فرق در اصل خیالات کا ہی ہوتا ہے۔ شدید پاگلوں کو چھوڑ کر معمولی پاگلوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اسیطرح کھاتے پیتے ہیں اور رشتہ داروں سے میل ملاپ کرتے ہیں جسطرح دوسرے لوگ۔ مگر خیالات میں بڑا فرق ہوگا۔ تو خیالات کے اختلاف سے ہی تمام قسم کے فرق پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہمیشہ پہلے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اعمال انکے مطابق ہوتے ہیں۔ خیالات ہی کی بنا پر دنیا میں ترقی ہو رہی ہے۔ اور یورپ کی ترقی بھی خیالات کی بنا پر ہی ہے۔

ایک بچہ تمام دن کھیلتا اور بازاروں میں گشت لگاتا پھرتا ہے۔ اور ایک تاجر بھی گشت لگاتا ہے۔ مگر تاجر بہت کچھ کما لیتا ہے۔ اور بچہ یونہی پھرتا ہے۔ خیالات کی اہمیت کو لغو خیال کرنا جہالت ہے۔ دینی طور پر بھی دیکھ لو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی خیال ہی تھا۔ کہ خدا ایک ہے۔ اسی خیال کو آپ نے تمام دنیا میں قائم کیا ہے۔ آپ کے زمانہ میں تمام اقوام نصاریٰ۔ یہود۔ زرتشتی۔ وغیرہ مشرک تھے۔ وہ لوگ دریاؤں پہاڑوں کو دیوتا سمجھتے تھے۔ محکوم نہیں خیال کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال قائم کیا کہ خداتعالیٰ ایک ہے اور تمام دوسری مخلوق کی اشیا انسان کے تحت ہیں اور اس کے لئے مسخر کی گئی ہیں۔ یہی عیان ظاہر ہے۔ تمام اقوام اب پہلے شرک سے بعید سمجھنے لگی ہیں۔ یورپ کی ترقی صلیبی جنگوں کے بعد ہی ہے کیونکہ انہوں نے بعد مسلمانوں کے ملنے جلنے سے انکو معلوم ہوا کہ شرک ایک لغو خیال ہے۔ اور پھر اس سے انکا دل متنفر ہوگیا اور وہ ترقی کرنے لگ گئے اصل راز اور جڑ انکی ترقی کی یہی تھی۔ خیالات کی درستگی انسانی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ جب تک انسان کے خیالات پاک نہ ہوں۔ ترقی نہیں ہو سکتی۔

سورۃ فاتحہ اور دیگر مقامات قرآن مجید سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ انسان کی پیدائش کی غرض صرف ایک ہی ہے کہ بندہ خداتعالیٰ کا فرمانبردار اور مطیع ہو جاوے۔ جو شخص ایک مقصد اور مدعا کے ماتحت کام کرتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ اور جو یہ نہیں سمجھتا کہ خداتعالیٰ نے اسکو کیوں پیدا کیا ہے۔ وہ ہر ایک لالچ میں پھنس کر اسکے پیچھے پڑ جاویگا۔ دوسروں کو اچھا کھاتے اور اچھا لباس پہنتے دیکھکر وہ انہی کے پیچھے لگ جاویگا۔ اور اسکی مثال اس ہر دلعزیز آدمی کیطرح ہوگی۔ جو ہر ایک کی مدد کرنے کو تیار ہو جاتا تھا۔ ہر ایک مفید کام کی ضرور غرض وغایت بھی ہوتی ہے۔ انسان تبھی کسی غرض کو پورا کر سکتا ہے جب وہ سمجھ لے کہ وہ اسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ خداتعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی یہ غرض بتائی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ لوگوں کے اعمال کی خرابی کی جڑ یہی ہے کہ وہ نہیں جانتے کہ کیوں انکو خدا نے پیدا کیا ہے۔ خداتعالیٰ کی عبادت کرنے سے انسان اس جگہ پہنچ جاتا ہے۔ جہاں خدا تعالیٰ کی جلوہ گاہ ہے۔ دوست اور بھائی تو الگ بھی رہ سکتے ہیں مگر غلام ہمیشہ اپنے آقا کے ساتھ ہی رہتا ہے۔ ان میں فرق نہیں ہوتا۔ خداتعالیٰ کا مقام وہ مقام ہے۔ جہاں ہلاکت کا کوئی خدشہ نہیں اور یہ بندہ کو وفات کے بعد ملتا ہے۔ اسی کا نام جنت ہے۔ اس جگہ انسان کا علم کامل اور معرفت درست ہو جاتی ہے۔ جنت خدا کا گھر ہے۔ بندہ رہتا تو بندہ ہی ہے۔ مگر وہ الوہیت کی چادر میں لپٹا جاتا ہے۔ انسان کو دنیا میں اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے۔ کہ وہ روکوں کو دور کرکے خدا کا قرب حاصل کرے کیونکہ کوئی انعام کا مستحق تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب وہ مشکلات اور محنت کے بعد کسی چیز کو حاصل کرتا ہے۔ چونکہ خداتعالیٰ کا قرب اور معرفت سب سے بڑا انعام ہے اس لئے یہ بڑی رکاوٹوں اور مصائب کے بعد ہی مل سکتا ہے۔ انسان کے ساتھ شہوات اور دیگر رکاوٹیں ہمیشہ لگی رہتی ہیں۔

یوں تو میری مخاطب ساری جماعت ہے مگر خاص طور پر یہاں کی جماعت کو مخاطب کرتا ہوں۔ یہ علاقہ اپنے اندر خاص خصوصیت رکھتا ہے۔ تمام دنیا کے لوگ یہاں سیر کے لئے آتے ہیں۔ بوجہ ان نعمتوں کے جو یہاں پیدا کی گئی ہیں۔ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ کہ نعمتوں کے ملنے پر وہ خداتعالیٰ کی طرف جھکتی ہیں اور بعض سزا سے جھکتی ہیں۔ پہلے گروہ کے لئے یہاں بہت آسانی ہے۔ جو دوست یہاں رہتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے مقاصد پر غور و فکر کرکے دیکھیں اور اپنے اعمال کی درستی کریں۔ بعض دفعہ تکلیف اور بعض دفعہ راحت بطور سزا آتی ہے۔ ہمارے دوستوں کو خاص طور پر سمجھنا چاہئے کہ پیدائش کی غرض وغایت قرب الٰہی ہے۔ وہ کھاتے پیتے اور پہنتے وقت دیکھ لیں کہ آیا یہ اس غرض کے خلاف تو نہیں۔ یہاں لوگ شرک بکثرت کرتے ہیں۔ انہیں بندوں کا خوف بہت ہے اور خدا کا خوف نہیں یہ شرک کی سزا ہے۔ اسکا علاج صرف یہی ہے۔ کہ وہ خدا کے بندے ہو جائیں۔ جو خدا کا ہو جاتا ہے اسکی ترقی اور اسکی راحت و آرام کا سامان خود خدا تعالیٰ مہیا کرتا

نوٹ:۔ یہ خطبات حال میں اکٹھے موصول ہوئے ہیں۔ چونکہ ان کی اشاعت میں پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے۔ اسلئے اس خیال سے کہ مزید تاخیر نہ ہو۔ ایک پرچہ میں ہی شائع کئے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

دنیاوی اور دینی ترقی بھی اسی میں ہے کہ انسان خدا کا بندہ ہو جاوے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت مصائب آئے مگر ان سے آپ پر کبھی خوف طاری نہیں ہوا۔ آپ کو جنگ احد کے وقت کفار نے پکارا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہاں ہے۔ آپ نے صحابہ کو جواب دینے سے منع فرمایا۔ پھر کفار نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو بلایا۔ اور آپ نے خاموشی کا ہی حکم دیا۔ مگر جب کفار نے پکارا اُعْلُ ھُبَل۔ اُعْلُ ھُبَل۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت جوش میں آئی اور آپ نے فرمایا کہ کیوں نہیں جواب دیتے اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ نے کبھی نہ ذاتی اور نہ اپنی جماعت کی عزت کو مدنظر نہیں رکھا۔ بلکہ آپ نے مدنظر ہمیشہ اللہ تعالٰے کے نام کی عزت ہی رہی ہے۔ مومن مشکلات اور مصائب کے وقت زیادہ بہادر اور دلیر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو خدا کا ہو جاتا ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ اگر اسپر مصیبتیں اور تکلیفیں دوسروں سے زیادہ آئیں تو بھی وہ بسلامت رہتا ہے اور آگے سے بھی بڑھ کر اپنے دشمن کو یاد کرتا ہے۔ ہر ایک کام کرتے وقت اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ یہ کام ہمارے مقصد کے خلاف اور اس سے دور لے جانے والا تو نہیں جس کے لیے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ یہی خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی معرفت حاصل کرنے کا راز اور گر ہے۔

صفائی نیت سے السلام علیکم کہو (۲)

(۲۵ جولائی ۱۹۲۱ء بمقام سرینگر)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے پچھلے جمعہ بیان کیا تھا۔ کہ نیتوں کا اعمال پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس بات کے واضح کرنے کے لئے میں ایک ایسی مثال بیان کرتا ہوں جو ہر ایک مسلمان کیساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور اس ملک میں خصوصاً بہت رائج ہے۔ نبی کریم فرماتے ہیں کہ افشاء سلام آپس کی محبت اور تعلق کو بڑھاتا ہے۔ اسکی اہمیت پر آپ نے بہت زور دیا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہؓ کے دلوں میں اس مسئلہ کی خاص عظمت گڑ گئی تھی۔ بعض بازار میں صرف اس غرض سے جاتے تھے۔ کہ ایک دوسرے کو السلام علیکم کہیں۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے دوسرے کو کہا چلو بازار چلیں۔ اس نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا لوگوں کو ہم سلام کرینگے اور وہ ہمکو۔ وہ لوگ اس کی غرض اور حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا قول کہ سلام آپس کی محبت اور پیار بڑھاتا ہے۔ اور فتنوں کو دور کرتا ہے۔ یونہی نہیں تھا السلام علیکم وہ سلامتی ہے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور جو ملائکہ چہار دل طرف سے جنتیوں کو دینگے۔ اس سے اسی سلامتی کی طرف اشارہ ہے۔ مومن جب فوت ہوتا ہے۔ تو اسپر سلامتی کے دروازے چاروں طرف سے کھل جاتے ہیں۔ یوں تو بیماری سے بچنا بھی سلامتی ہے مگر کامل سلامتی موت کے بعد ہی ہوتی ہے۔ دنیا میں کامل سلامتی کبھی نہیں مل سکتی۔ یہاں جتنی راحتیں اور آرام ہوتے ہیں وہ تمام دکھ کے ساتھ ملوث ہیں مگر مرنے کے بعد جو سلامتی مومن کو حاصل ہوتی ہے وہ کامل ہے۔ جنت میں مومن کو اسکی خواہشات سے بڑھ چڑھ کر ملتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے نچلے درجے کے مومن کو خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ مانگ جو مانگتا ہے۔ تو وہ مانگیگا۔ پھر حکم ہوگا کہ اور مانگ۔ آخرکار وہ مانگنے سے قاصر ہو جائیگا۔ یعنی اسے معلوم نہ ہوگا۔ کہ کیا مانگے۔ پھر خدا تعالیٰ خود اسکو بہت سی نعمتیں عطا فرمائیگا۔

السلام علیکم کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالےٰ تجھے موت کے بعد اپنی تمام نعمتیں اور ہر قسم کی نعمتیں عطا فرماوے۔ اکثر لوگ السلام علیکم کہتے ہیں مگر اسکے معنے نہیں سمجھتے۔ بعض لوگ ظاہر میں تو السلام علیکم کہتے ہیں مگر دل میں ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اسکا بیڑا غرق کرے۔ یہاں کشمیر کے لوگوں میں سلام کا بہت رواج ہے۔ یہانتک کہ عورتیں بھی کثرت سے السلام علیکم کہتی ہیں۔ اسکی اشاعت یہاں دوسرے ممالک سے کہیں بڑھکر ہے۔ مگر کیا سلامتی اور آپس میں محبت و پیار بھی زیادہ ہے۔ نہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو اصدق الناس تھے۔ آپ کی بتائی ہوئی بات بھلا کسطرح غلط ہو سکتی ہے۔ آپ کا مرتبہ تو یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اگر تم خدا کے عاشق بننا چاہتے ہو تو اس کی پیروی کرو۔ پھر تم خدا کے نہ صرف عاشق بلکہ معشوق بھی ہو جاؤ گے۔ سو جو کچھ بھی آپ نے فرمایا سچ ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ گو یہاں سلام کی اشاعت بہت ہے مگر تفرقہ بھی بہت ہے۔ اس بات کا جواب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہر ایک کام کا معیار انسان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اچھے کھانے کا ذکر ہے اس کو ہر ایک اپنے ملک کے معیار کے مطابق ایک اندازہ مقرر کر لیتا ہے۔ اچھا اور اعلیٰ ایک اندازہ پیدا کرایا ہے۔ اعمال کا کمال وہ ہوتا ہے کہ ان سے وہ نتائج پیدا ہوں جو ان سے غرض تھی۔ جو شخص اس نیت سے گھر سے چلا تھا کہ میں نماز پڑھوں اور دوسرا جو لوگوں کو دیکھکر کھڑا ہو جاوے اور نماز شروع کر دے ان دونوں کے اعمال میں بڑا فرق ہے۔ یہی بات عام اصول میں ہے۔ یہ بات طب نے بھی ثابت کر دی ہے۔ مثلاً میں کہ موٹا کرنے کیلئے ہر ایک عضو پر پانی پڑتے وقت آدمی خیال کرے کہ جوں جوں پانی پڑتا ہے۔ اسکو صحت ہوتی جاتی ہے۔ تو اسطرح اسکو واقعی فائدہ بھی ہو جاتا۔ سو نیتوں اور خیالات کا اثر انسان کے اعمال پر بہت پڑتا ہے۔ ایک عام مثال بیان کرتا ہوں۔ قرآن کریم کی ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے صرف سورۃ کے پہلے نہیں مگر وہ بھی سورہ انفال کا ہی حصہ ہے بسم میں خدا کے حضور دعا کی جاتی ہے کہ اس کام کو تیرے نام اور مدد سے شروع کرتا ہوں۔ اسیطرح یہ حکم فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ۔ الخ کیوں دیا گیا ہے نیکی کا کام کرتے وقت اعوذ کے کیا معنی ہیں اس سے یہ کہ انسان کی نیت کا اثر اچھا پڑتا ہے۔ جو لوگ اعوذ۔ ب

سے کے ساتھ قرآن مجید نہیں پڑھتے۔ جیسے پنڈت دیانند صاحب نے پڑھا تھا یا پادری وغیرہ پڑھتے ہیں۔ وہ اس کی برکات سے محروم رہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ابوجہل بھی جاتا تھا اور حضرت ابوبکر بھی۔ مگر دونوں نے جو فائدہ اٹھایا وہ عیاں ہے۔ ایک آدمی کا ایمان ہر آیت پر بڑھتا ہے۔ اور دوسرے کا ہر ایک آیت پر بگڑتا ہے۔ اور اسکو وہ ٹھوکر سمجھتے ہیں۔ ایک ہی پانی سے حنظل کڑوا ہو جاتا ہے اور بعض پھل شیریں۔ اعوذ سے انسان شیطان سے خدا تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتا ہے۔ اور بسم اللہ میں خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے۔ تو ہمیشہ پہلو کو پاک و صاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تا کہ نیک نتائج پیدا ہوں۔

(۳)

الفاظ درود کی ترتیب میں حکمت

(۲۲۔ جولائی ۱۹۲۱ء کا خطبہ)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

عرفان کا لفظ جو ہمیشہ مذاہب میں بولا جاتا ہے اس کے معنے پہچاننے کے ہیں۔ عرف پہچاننے کو کہتے ہیں۔ عرفان تبھی حاصل ہو سکتا ہے۔ جبکہ پہلے علم ہو۔ کیونکہ پہچاننا تبھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ کسی چیز کو پہلے دیکھا ہو۔ اور پھر دیکھتے ہی یاد آ جائے کہ ہاں اسکو پہلے بھی دیکھا ہے۔ اسلئے عرفان ہمیشہ علم کے بعد ہوتا ہے اس نکتہ کو نہ سمجھنے سے اکثر لوگ عرفان سے محروم رہ گئے ہیں۔ نماز اور روزہ کی حقیقت بھی علم ہی کی وجہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ شریعت کے سب احکام دراصل آئینہ روحانی ترقیات کے ظل ہیں۔ جو مومنوں کو ملتی ہیں۔ نماز میں مختلف حرکات۔ روزہ رکھنا۔ زکوٰۃ دینا یہ سب باطنی مقامات کے نشان ہیں۔ جب انسان ظاہری فرمانبرداریوں کو پورا کر لیتا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ کو بھی پہچان لیتا ہے۔ اس گر سے عام طور پر مسلمان ناواقف ہیں۔ انکو ان احکام شرعیہ کی ماہیت اور حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ اسلئے انکو عرفان بھی نصیب نہیں ہوتا۔ وہ ادھر ادھر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ اگر سچے طور پر عبادت کی جائے تو پھر عرفان ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم کے ہر ایک لفظ میں اتنی حکمتیں ہیں کہ ہر ایک آدمی ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ آج ایک موٹی سی بات بیان کرتا ہوں۔ اس کا دوسرا حصہ بھی انشاء اللہ کبھی موقع ہوا تو بیان کروں گا۔ درود شریف سب مسلمان پڑھتے ہیں۔ مگر اس کا اصل مفہوم اکثر نہیں سمجھتے۔ ان کو معلوم نہیں۔ کہ ان کے درود پڑھنے سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور ان کے اپنے ایمان کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ ایک بچہ روپے پیسے، جواہر کی قدر نہیں کریگا۔ مگر روٹی کے ٹکڑے کو منہ میں ڈال لیگا۔ اسوقت میں درود کے ظاہری الفاظ کو لیکر ان کی خوبی سناتا ہوں۔ درود میں صل پہلے رکھا ہے اور بارک بعد میں۔ مسلمانوں کو شاذ ہی خیال آیا ہو گا کہ صل پہلے کیوں ہے اور بارک بعد میں کیوں ہے۔ اور اس ترتیب میں خوبی کیا ہے جو شخص غور کریگا۔ اور علم سے اس پر نگاہ ڈالیگا۔ اس پر اس کی حقیقت ظاہر ہو جاویگی۔ عربی میں صلوٰۃ کے معنے دعا ہیں۔ اللھم صل کے معنی ہوئے اے اللہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کر۔ اب دعا دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک شخص دعا کرتا ہے جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ وہ دوسرے سے التجا کرتا ہے۔ جیسے ماں باپ یا دوست سے طلب کرتا اور دوسرے اس شخص کی جو مانگتا ہو جس کا اپنا اختیار ہوتا ہے۔ اس کے معنے ہیں کہ وہ خود عطا کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ بادشاہ ہے کبھی ماننا ہے کبھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی دعا کے معنی ہیں کہ وہ ہوا۔ پانی۔ زمین۔ پہاڑ۔ غرضیکہ سب مخلوق کو کہتا ہے۔ کہ میرے بندے کی تائید کرو پس اللھم صل کے معنے ہوئے کہ اے اللہ تو ہر ایک نیکی اور بھلائی اپنے رسول کے لئے چاہ۔ ایک ہی دفعہ کا پڑھا ہوا درود اگر قبول ہو جاوے۔ تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ورنہ انسان جو دعا خود تجویز کریگا۔ اس کی مثال ایسی ہوگی کہ کسی فقیر سے ایک شخص نے سوال کیا۔ اس نے اسکو دعا دی کہ خدا تجھے تھانیدار کرے۔ دراصل تو یہ بد دعا تھی۔ مگر اس نے اپنی عقل سے یہی سمجھا۔

بندہ اپنی عقل سے جو چاہیگا۔ وہ ضروری نہیں ہوگا۔ اسلئے بندہ خدا تعالیٰ سے کہتا ہے کہ تو چاہ کیونکہ تیرا علم کامل ہے۔

بارک۔ برکہ سے نکلا ہے۔ اس کے معنے اکٹھا ہونا۔ جمع ہونا ہیں۔ اسی لئے بر کہ تالاب کو کہتے ہیں۔ جہاں پانی جمع ہوتا ہے۔ اللھم بارک کے معنے ہوئے اے اللہ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی رحمتیں فضل اور انعامات جو تو نے ان پر کئے ہیں۔ انکو اتنا بڑھا کہ ساری جہاں کی رحمتیں اور برکتیں ان پر اکٹھی ہو جاویں۔ صل تو بطور بیج کے ہے۔ اور بارک اس سے بڑھکر ترقی ہے یہ ترتیب نہایت ہی اعلیٰ اور اتم ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی ترتیب بھی احسن واکمل ہے۔ ایسی باتوں پر غور کرنے سے انسان کو عرفان ملتا ہے جب انسان غور کرتا ہے۔ تو اس کا ایمان ترقی کرتا ہے دوسرے لوگوں کی مثال اندھوں کی طرح ہوتی ہے وہ پڑھتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔

ترک موالات اور احکام اسلام کا انگریزی ترجمہ

خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف کے انگریزی ترجمہ کو بھی اردو کی طرح عام قبولیت حاصل ہوئی ہے اور کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ایک جگہ سے ہمیں ایک بڑی تعداد کا آرڈر ملا ہے جس کو الگ کر کے بہت تھوڑی تعداد باقی ہے۔ پس احباب جس قدر کاپیاں انکو ضرورت ہو فوراً منگوائیں۔ ورنہ ختم ہونے پر پچھتانا پڑیگا۔ کتاب اعلیٰ ولایتی کاغذ پر خوبصورت چھپوائی گئی ہے۔ اور انگریزی خوان طبقہ میں تقسیم کرنے کے لئے تبلیغی طور پر بہت مفید ہے۔ قیمت ۸ آنہ

کشمیر میں نئے بیعت کرنے والوں کی فہرست

۱ - محمد سلطان ڈمبدار صاحب موضع ہموہال کشمیر
۲ اہل وعیال ایضاً ،، ،،
۳ غلام رسول صاحب ،، ،،
۴ عبد السبحان صاحب ،، ،،
۵ والدہ محمد سلطان صاحب ،، ،،
۶ عبد الاحد ولد غلام رسول صاحب ،، ،،
۷ جینت بی بی صاحبہ ،، ،،
۸ عبد اللہ ولد عبد السلام صاحب ،، ،،
۹ عبد الخالق صاحب ،، ،،
۱۰ غلام رسول لون صاحب ولد عمر لون صاحب ،، ،،
۱۱ مسمات خرمی صاحبہ ،، ،،
۱۲ مسمات عزیزی صاحبہ ،، ،،
۱۳ مولوی محمد عارف صاحب ،، ،،
۱۴ مسماۃ رحمت اہلیہ محمد عارف صاحب ،، ،،
۱۵ عبد الغفار صاحب ،، ،،
۱۶ اہلیہ عبد الغفار صاحب ،، ،،
۱۷ مسماۃ خاتون صاحبہ ،، ،،
۱۸ عبد الخالق صاحب ،، ،،
۱۹ اہلیہ عبد الخالق صاحب ،، ،،
۲۰ عبد الغفار ولد عبد الرحمن صاحب مع اہل وعیال ،، ،،
۲۱ سناگ نائی صاحب ،، ،،
۲۲ اہلیہ صاحبہ سناگ نائی صاحب ،، ،،
۲۳ عبد الستار صاحب ،، ،،
۲۴ اہلیہ صاحبہ عبد الستار صاحب ،، ،،
۲۵ عبد الرحیم صاحب ،، ،،
۲۶ اہلیہ صاحبہ عبد الرحیم صاحب ،، ،،
۲۷ عبد السبحان صاحب ،، ،،
۲۸ ہمشیرہ عبد السبحان صاحب ،، ،،
۲۹ محمد سلطان صاحب ،، ،،
۳۰ غلام احمد صاحب ،، ،،
۳۱ اہلیہ صاحبہ غلام احمد صاحب موضع ہموہال کشمیر
۳۲ عبد الرحمن صاحب ،، ،،
۳۳ اہلیہ امیر الملک صاحب ،، ،،
۳۴ عبد الرحمن صاحب ولد امیر الملک ،، ،،
۳۵ عبد الاحد صاحب ،، ،،
۳۶ اہلیہ صاحبہ عبد الاحد صاحب ،، ،،
۳۷ غلام احمد صاحب ولد عبد الاحد ،، ،،
۳۸ مسماۃ خانم صاحبہ ،، ،،
۳۹ غلام احمد ولد عبد السلام صاحب ،، ،،
۴۰ مسماۃ فضلی صاحبہ ،، ،،
۴۱ مسماۃ لال دوری صاحبہ ،، ،،
۴۲ مسماۃ رحمت بی بی صاحبہ ،، ،،
۴۳ منور ولد احمد صاحب ،، ،،
۴۴ عبد السبحان ولد احمد صاحب ،، ،،
۴۵ شیخ محمد الدین صاحب ،، ،،
۴۶ حبیب اللہ صاحب جو امیر کی نج برارہ ،،
۴۷ غلام رسول صاحب ،، ،،
۴۸ محمد یوسف شاہ دیو صاحب ،، ،،
۴۹ غلام محمد شاہ دیو صاحب ،، ،،
۵۰ عبد الاحد صاحب پاڑی پورہ ،،
۵۱ غلام احمد ڈار صاحب اسلام آباد ،،
۵۲ رجب صاحب حجام ،، ،،
۵۳ غلام محمد ولد خیر اللہ صاحب مانی گام ،،
۵۴ غلام محمد ولد غلام رسول صاحب ستو پیان ،،
۵۵ سید باز علی شاہ صاحب موضع لادورہ ،،
۵۶ اہلیہ صاحبہ ،، ،، ،،
۵۷ والدہ صاحبہ ،، ،، ،،
۵۸ ہمشیرہ صاحبہ ،، ،، ،،
۵۹ سید علی ظفر شاہ صاحب ،، ،،
۶۰ سید جلال الدین شاہ صاحب ،، ،،
۶۱ ولی محمد صاحب ڈار کنج پورہ ،،
۶۲ محمد امین صاحب سرینگر ،،
۶۳ مولوی بدر الدین صاحب ،، ،،
۶۴ حبیب اللہ صاحب اندورہ ،،
۶۵ جمال خاں صاحب ،، ،،

غریب فنڈ مقروض ہے

ہم نے ایک غریب فنڈ قائم کیا تھا۔ اور دوستوں سے درخواست کی تھی۔ کہ نکاح۔ ولادت۔ ترقی تنخواہ کے موقع پر اپنے غریب بھائیوں کے لئے کچھ رقم اخبار میں بھیج دیا کریں۔ جس سے غریبوں کے نام مفت یا نصف قیمت پر اخبار جاری ہو سکے گا۔ اس فنڈ میں اب تک ۸۰ روپیہ وصول ہوئے ہیں۔ مگر خرچ ۱۴۴ روپیہ ۸ ر ہو چکا ہے گویا ہے کا غریب فنڈ مقروض ہے کیا مجھے اپنے احباب سے یہی توقع رکھنی چاہیے تھی۔

۲ - بابو فضل احمد صاحب نے ایک صاحب کے نام اخبار جاری کرانا چاہا تھا۔ وہ روپیہ وصول ہونے پر کر دیا جاوے گا۔

منشی محمد ابراہیم صاحب کرلپان (ہزارہ) نے از افریقہ میں احمدیت کی ترقی کی خوشی میں ہے الفضل کے لئے عبہ تشحیذ کے لئے بھیجا ہے جزاہ اللہ دوسرے احباب بھی توجہ فرمائیں۔

۳ - شیخ فضل کریم صاحب مہتمم خزانہ عامرہ حیدر آباد دکن کے نام وی پی کیا تھا جس دن وی پی بھیجا اس سے پہلے وہ سات روپیہ کا منی آرڈر کر چکے تھے قیمت ڈبل وصول ہو گئی۔ برادر موصوف نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اس سات روپیہ سے کسی ایک یا دو غریبوں کے نام الفضل جاری کر دیا جائے۔ جزاہ اللہ حسن الجزاء

منیجر الفضل قادیان

تین غیر احمدی اشخاص کو الفضل مفت

بیگم صاحبہ خان محمد علی خان آف مالیر کوٹلہ زید مجدھا آلعالی نے ہمیں اس گرامی نامہ سے ممتاز فرمایا ہے کہ ان کے خرچ پر تین غیر احمدی اشخاص کے نام الفضل مفت جاری کیا جائے درخواستیں ایسے طالبان حق کی بتصدیق سکرٹری یا امیر جماعت احمدیہ آنی چاہئیں احمدی احباب درخواستیں نہ بھیجیں یہ صرف غیر احمدیوں کے لئے ہیں۔

منیجر الفضل قادیان

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر

تجرید بخاری اُردو

صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کیجاتی ہے مگر امام بخاریؒ نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔ پھر عن فلاں عن فلاں کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے الحمد للہ کہ ۸۹۳ھ میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت بخاریؒ کی تمام متصل مستند حدیثوں کو یکجا کر کے اُن میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے چنانچہ علمائے عرب و شام نے اسکی سندیں عطا کیں اس دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اُردو ترجمہ اعلیٰ ڈیمی کاغذ پر چھپا یا گیا ہے۔ جو عاشقان کلام رسول مقبول صلعم کے لئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے حجم سوا پانسو صفحے کتاب مجلد قیمت پانچ روپے محصولڈاک ۸/ درخواستیں بہت جلد مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کٹڑہ ولی شاہ کے نام آنی چاہئیں

ریلوے نوٹس

ڈائننگ کار (کھانے کی گاڑی) جو کہ اس وقت ۴ ڈون اور ۳۔ اَپ بمبئی میل کے ساتھ لاہور اور فیروزپور کے درمیان جاری ہے۔ مطابق اس اشتہار کی تاریخ اشاعت سے ۵۰۔۶ ڈون اور ۵۔ اَپ بمبئی میل کے ساتھ منتقل ہو کر لاہور اور امرتسر کے درمیان ۱۵ اکتوبر کی شام تک جاری رہیگی۔ اور ۱۶ اکتوبر سے ۱۵ اپریل تک بیہ کار (کھانے کی گاڑی) پھر ۴۔ ڈون اور ۳۔ اَپ (بمبئی میل) کے ساتھ منتقل ہو کر لاہور اور فیروزپور کے درمیان جاری رہیگی +

ڈی۔ ایچ۔ برلتھ

ٹریفک منیجر این ڈبلیو آر (لاہور)

اعجازی پریس

یہ نو ایجاد پریس نہایت عمدہ ہے۔ اسمیں بہت سی ایسی خوبیاں ہیں۔ جو دیگر دستی پریسوں میں نہیں گرمی سردی یکساں کام دیتا ہے۔ بڑی آسانی سے ایک نوعمر بھی چھپائی کا کام کر سکتا ہے۔ ایک کاپی لگا کر پچاس ساٹھ کاغذ بہت شستہ اور اعلیٰ چھپ جاتے ہیں۔ تمام ایسے حضرات کو جو اشتہارات اور چٹھیاں چھپانا چاہیں۔ یہ پریس بہت آرام دہ اور مفید ہے۔ مدارس میں پرچے چھاپنے والوں اور تاجروں اور تبلیغ کرنیکے شائقوں کو بھی چاہیئے کہ یہ پریس خرید کر اپنے پاس رکھیں۔ اور حسب ضرورت جب چاہیں مضمون لکھکر چھاپکر شائع کریں۔ یہ ایک اچھا ذریعہ تبلیغ ہوگا۔ مختلف سائزوں کی قیمت حسب ذیل ہے

کارڈ سائز تین روپے۔ لیٹر سائز ۵/ نوٹ پیپر سائز ۱۰/ فلس کیپ سائز ۱۲/ سیاہی فی شیشی ایک ڈلہ ۸/

محمد عامل مالک کارخانہ اعجازی پریس قادیان

دانتوں کا پوڈر

مسوڑوں کی سوجن۔ دانت کا درد منہ کا بدذائقہ ہونا۔ منہ سے پانی آنا۔ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی کلاں ۸/ خورد ۴/ علاوہ محصولڈاک وغیرہ

تریاق الامراض

یہ وہی نیر بہدف دوائی ہے جس کا عجیب عجیب نام رکھکر لوگوں کی جیبیں خالی کی جاتی ہیں۔ اگر دنیا میں ایمانداری کی قدر ہے۔ تو میں وہی دوائی قریب قریب اصل لاگت پر دیتا ہوں + اس کے چند قطرے درد معدہ موسمی بخار۔ دردسر۔ پھنسی پھوڑہ وغیرہ کا شافی علاج ہیں۔ قیمت فی شیشی کلاں صرف ایک روپیہ خورد ۸/

ملنے کا پتہ:

سردار سراج الدین احمد

قادیان پنجاب

احباب اس کو ایک مرتبہ ضرور پڑھیں

چودھویں صدی کی ۔۔۔ یادگار حضرت نور الدین اعظم

ھو الشافی

اکسیر اور مجرب

تریاق زندگی

پچاس بیماریوں کا ایک ہی نسخہ کے ذریعہ علاج

فیہ شفاء للناس

عرصہ دراز کی تلاش کے بعد مجھے یہ نسخہ ملا جو سر درد سے پاؤں تک کے امراض کیلئے یکساں مفید اور زود اثر ہے اور حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کا مجوزہ مجرب ہے ملا لہذا اس نسخہ کو تیار کرکے اولاً اپنے اہل وعیال اور اپنی ذات پر استعمال کیا تو اعجاز کی اثر پایا پھر دیگر احباب کو استعمال کرایا جن میں سے بخوف طوالت صرف چند ایک کی شہادتوں کا خلاصہ درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اسقدر مشاہدہ اور شہادتوں پر بھی اگر کوئی شخص بدظنی سے کام لیکر اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہے تو یہ اسکی قسمت۔ ورنہ مذکورہ بالا امراض کی ہر گھر میں وقت بے وقت شکایت ہو جاتی ہے بعض جگہ یا بعض وقت کوئی معالج قریب نہیں ہوتے تو تھوڑی سی تکلیف سے بہت بڑی مصیبت کا سامنا دیکھنا پڑتا ہے اسلئے سخت تکلیف اور کثیر اخراجات سے بچنے کے لئے اگر کوئی یار ومددگار ہے تو یہی تریاق زندگی ہے سفر وحضر میں جبکہ کوئی تیمار دار یا رشتہ پاس نہیں جو دوائی مہیا کر سکے اس اکیلے وقت کی مونس وغمخوار ہے تو یہی تریاق زندگی پس اس کی قدر کرو اور ایکمرتبہ منگا کر آزماؤ اور تریاق زندگی کے کرشمے دیکھو۔ بغرض اشتہار عام کچھ عرصہ کیلئے اس کی قیمت رعایتی بہ تفصیل ذیل رکھی گئی ہے:۔

شیشی کلاں دو روپیہ آٹھ آنہ خورد ایکروپیہ ۔ چار عدد شیشی یکجا کیلئے محصولڈاک معاف ہوگا۔ ہر گھر میں کم از کم ایک ایک شیشی ضرور موجود رہے۔ **ھدایات** استعمال شیشی کے ساتھ ارسال ہونگی۔

ملنے کا پتہ: کتاب گھر قادیان

سلاجیت مشہور ومعروف مقوی اعضائے رئیسہ براہ راست کشمیر سے منگائی ہے قیمت فی تولہ ۔۔۔

ہندوستان کی خبریں

ریاست ٹونک اور اخبار مدینہ اور ریاست ریاست ٹونک میں اخبار مدینہ ہمدرد اور ریاست لاہور کا داخلہ ریاست کی طرف سے بند کر دیا گیا ہے۔

سکھوں نے عدم تعاون کا رزولیوشن پاس کر دیا ۲۰ اگست کی شام کو امرتسر میں گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا ایک جلاس منعقد ہوا جس میں بہت سے مشہور سکھ صاحب شامل تھے۔ کمیٹی نے رزولیوشن پاس کیا کہ کمیٹی تمام سرکاری کونسلوں کے سکھ ممبروں کو سکھ دھرم اور گوردوارہ ریفارم کے کام کے لئے حکم دیتی ہے کہ وہ اپنے گوردوارہ سدھار کے مقصد کو مدنظر رکھکر کونسل کی ممبریاں چھوڑ دیں سردار بہادر مہتاب سنگھ نے کونسل کی ممبری ترک کر دی۔

سر تامس ہالینڈ کا استعفے شملہ۔ ۱۹ اگست ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ سر تامس ہالینڈ ممبر انتظامی کونسل وائسرائے ہند انچارج محکمہ سامان جنگ نے چند روز ہوئے وائسرائے کے سامنے اپنا استعفے رکھدیا تھا۔

مسٹر گاندھی اور تلک سوراجیہ فنڈ ہمعصر لیڈر تلک سوراج فنڈ پر نکتہ چینی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ جو روپیہ جمع کیا گیا ہے اس کے باقاعدہ حساب اور خرچ کی ذمہ داری مسٹر گاندھی پر عائد ہوتی ہے۔ مفصل حساب شائع ہونا چاہئیے کہ مختلف صوبجات سے اب تک کس قدر روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ اور کن اغراض کے لئے جمع کیا گیا ہے۔ کس حد تک ان میں صرف ہوگا۔

نواح کلکتہ میں مگرمچھوں کی کثرت کلکتہ کے قریب بالی گنج میں جہاں لوگ رہتے ہیں۔ مگرمچھوں کی کثرت نے بہت سنسنی پیدا کر دی ہے۔ ایک مگرمچھ تو دس فٹ لمبا دیکھا گیا۔

خلافت کمیٹی رنگون کی نازک حالت رنگون کے کئی کارکنان خلافت نے اخبارات میں اعلان کیا ہے کہ مقامی خلافت کمیٹی کے قیام کے وقت سے رنگون کے باشندے عدم اطمینان کا اظہار کر رہے ہیں۔ کیونکہ ممبران کمیٹی نے پبلک روپیے کو نہایت فضول و ناجائز طریق پر استعمال کیا ہے۔ نیز قابل اعتراض قراردادیں منظور کرتے کراتے رہے ہیں محبان وطن کے خلاف جھوٹے خطوط لکھکر قومی کارکنوں کے مقصد کو تباہ کر رہے ہیں۔ افسوس اور نوسے ممبروں نے استعفے دیدئے۔ تنخواہ دار اپنے فائدے کیلئے کمیٹی میں موجود ہیں۔

الہ آباد خلافت کمیٹی کے دفتر کی تلاشی الہ آباد خلافت کمیٹی کے دفتر کی پولیس سب انسپکٹر نے تین سپاہیوں کی معیت میں لٹریچر ضبط کرنے کی غرض سے تلاشی لی۔

اکالیوں کی سازش طشت از بام ہوگئی لاہور۔ ۲۳ اگست۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ نے اکالی سکھوں کی ایک سازش کا پتہ چلایا ہے جس کا مقصد برٹش گورنمنٹ کو الٹ دینا اور چند یورپین اور غیر یورپین سرکاری عہدے داروں اور دیگر اشخاص کا قتل کرنا تھا۔ بعض اشخاص وعدہ معافی سے سرکاری گواہ بن گئے ہیں۔ خاص مجسٹریٹ سماعت کے لئے مقرر کیا جائے گا۔

مالی برادران کی طرف سے تردید مالی برادران نے گورنمنٹ ہند کو اس افواہ کی تردید کرنے کا اختیار دیدیا ہے جو پنجاب میں پھیلی ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے ہندوستان سے گندم اور آٹا یونانی فوج کو بہم پہنچانے کا ٹھیکہ لیا ہے یا کر رہے ہیں۔

امدادی دوکانوں کیلئے بلاسود قرضہ شملہ۔ ۲۳ اگست پنجاب گورنمنٹ ایک سکیم تیار کر رہی ہے جس کی رو سے ضرورت مند میونسپل کمیٹیوں کو بلاسود قرضہ اس غرض کے لئے دیا جائیگا کہ وہ غریبوں کو سستی قیمت پر اناج مہیا کرنے کے لئے امدادی دوکانیں کھولیں۔ ۵۰ ہزار روپیہ امرتسر میونسپل کمیٹی کو اس مطلب کے لئے دیا جانا طے ہوا۔

پنشنوں میں اضافہ الہ آباد ۲۰ اگست حکومت ہند نے اولڈ فنڈ پنشنروں کی پنشنوں میں حال ہی میں اضافہ کیا ہے۔ ان فنڈوں میں بنگال بمبئی۔ مدراس ملٹری پنشن فنڈ بنگال کے فوجی یتامیٰ کا فنڈ۔ مدراس کا میڈیکل فنڈ۔ انڈین نیوی فنڈ۔ اور لارڈ کلائیو فنڈ بھی شامل ہیں۔ گورنمنٹ مزید غور کر رہی ہے۔ کہ ان ہندوستانی سپاہیوں کی پنشنوں میں بھی اضافہ کرے۔ جو اقبال جنگ کے قواعد کے ماتحت تھوڑی پنشن لے رہے ہیں۔

آٹے اور اناج کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کا اعلان شملہ۔ ۲۳ اگست ۱۹۲۱ء سوئے اس معمولی خریداری کے جو فوج کو آٹے یا میدے کی بہم رسانی کیلئے کی جاتی ہے جو ہندوستان میں یا جس کا انحصار ہندوستان پر ہے گورنمنٹ باہر بھیجنے کے لئے یا کسی دوسرے مطلب کے لئے نہ گندم خرید رہی ہے۔ نہ خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

مسٹر شوکت علی کے ارادے مسٹر شوکت علی نے اپنے احمد آباد وغیرہ کے دورے میں اثناء لیکچر میں کہا اگر گورنمنٹ ہندوستانی لیڈران سے کوئی سمجھوتہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ تو سالانہ اجلاس کانگرس منعقدہ احمد آباد میں اس کے متعلق آخری اور قطعی فیصلہ کیا جائیگا۔ اور ملک کی تاریخ میں نیا ورق الٹیگا۔

مہرولی میں گولی چل گئی ۲۵ اگست مہرولی میں جب کہ بہت سے دہلوی تفریح طبع کے لئے گئے ہوئے تھے۔ مسلمان خاندانوں میں آپس میں فساد ہو گیا۔ ایک پارٹی کے پاس گولیاں تھیں جس سے انہوں نے دوسری پارٹی پر وار کیا۔ کئی زخمی ہوئے اور کئی قریب بمرگ ہیں۔ دو آدمی مر چکے ہیں۔

مقدمہ ننکانہ صاحب مقدمہ قتل ننکانہ صاحب جس کی سماعت ایک ہفتہ کے لئے ملتوی کی گئی تھی۔ وہ یکم ستمبر سے پھر شروع ہوئی ہے۔ ملزمان کی طرف سے مسٹر بیون پٹیل نے تقریر صفائی کرنی شروع کر دی ہے۔

صوبجات متحدہ میں ہیضہ الہ آباد۔ ۳۰ اگست صوبجات متحدہ میں ہیضہ سے ہفتہ وار اموات کی میزان ۱۶ ہزار سے زیادہ ہے۔

بمبئی میں آسٹریلیا کی گندم کی خریداری شملہ۔ یکم ستمبر گورنمنٹ پنجاب کو معلوم ہوا ہے کہ بمبئی کے کارخانوں نے آسٹریلیا کی گندم خریدنی شروع کر دی ہے۔ آسٹریلیا کی گندم کا پہلا جہاز جس میں ۶ ہزار ٹن گندم ہوگی ۲۵ ستمبر کو بمبئی پہنچے گا۔

دہلی میں سوداگروں کے دیوالے دہلی یکم ستمبر گذشتہ دو ہفتوں میں کئی سوداگروں کے دیوالے نکل گئے ہیں۔ اس تباہی کا موجب ملک کی موجودہ پولیٹیکل

علامت اور خرچ تنادلہ قرار دیا جاتا ہے۔

رشوت ستانی کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی شملہ یکم ستمبر گورنمنٹ پنجاب نے رشوت ستانی اور اس کے انسداد کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیٹی زیر صدارت مسٹر ہنگ فنانشل کمشنر مقرر کی ہے۔ جس کے چار ممبر ہیں جو ہندوستانی ہیں۔ اس کمیٹی کے سامنے جو شہادتیں پیش ہونگی ان کی بنا پر کسی ملزم پر نہ تو رشوت ستانی کے خلاف مقدمہ چلایا جائیگا نہ محکمانہ کارروائی کی جائیگی۔

پریس ایکٹ کے متعلق گورنمنٹ کی کارروائی مجلس قانون ساز کا اجلاس زیر صدارت مسٹر واشٹ منعقد ہوا۔ پریس ایکٹ کے متعلق کمیٹی نے جو سفارشیں کی ہیں۔ ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے ایک مسودہ قانون اسمبلی کے موجودہ اجلاس میں پیش کیا جائیگا۔ اگر گورنمنٹ نے تشدد آمیز قوانین کے متعلق بھی کمیٹی کی کل یا کچھ سفارشیں منظور کریں۔ تو اس بارے میں بھی گورنمنٹ کی طرف سے ایک مسودہ قانون پیش کیا جائیگا۔

لیڈروں کے خلاف مقدمات ایک خاص برقی پیام وزیر ہند کے اس اعلان کا اعادہ کرتا ہے۔ کہ ہندوستان کی عام خطرناک حالت اور خاصکر جنوبی ہند کے حالات انڈیا آفس میں تشویش پھیلا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت ہند وزیر ہند کے مشورہ سے بڑے بڑے لیڈروں کے خلاف فوری کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

موپلوں کے امام کی گرفتاری کالی کٹ۔ یکم ستمبر علی مسالیر جو موپلوں کا لیڈر ہے اسکو مع اٹھائیس اشخاص کے گرفتار کر لیا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ خفیف جرائم کے مجرموں کے مقدمات کی سماعت سرسری ہوگی۔

موپلوں کی ایک تعداد نے اطاعت قبول کر لی شملہ یکم ستمبر۔ سرکاری خبر ہے کہ موپلوں کی ایک تعداد نے اپنے آپ کو فوجی حکام کے حوالے کر دیا ہے۔

سرکاری فوج اور موپلوں کے درمیان سخت جنگ شملہ ۲۸ اگست سرکاری اعلان۔ مالابار کلکٹر ہنگھنٹ رپورٹ کرتا ہے۔ ۲۰ ہزار حال کو دن کے گیارہ بجے باغیوں کی ایک...

غیر ممالک کی خبریں

امریکہ اور جرمنی کا اتحاد برلن ۲۵ اگست ریاستہائے متحدہ اور جرمنی کے درمیان صلحنامہ پر دستخط ہو گئے اور ہنگری اور آسٹریا کا عہد نامہ بھی طرفین نے منظور کر لیا مگر وہ ابتک مخفی ہے۔

سن فینوں کی جنگی تیاریاں لنڈن ۲۶ اگست (بذریعہ خاص تار برائے سٹیٹسمین) سن فینوں کی فوج جنگ کے لئے پورے طور پر تیاریاں کر رہی ہے۔ کلدار توپیں اور رائفلیں پہاڑیوں میں چھپائی جا رہی ہیں۔ اور رضاکاران جوری سے لیجائے ہوئے اسلحہ کی مدد سے رات ان قواعد کرائی جاری ہے ذمہ دار حلقوں میں اب اسکا اندیشہ کیا جاتا ہے۔ کہ جنگ بالکل یقینی ہے آئرلینڈ کے لارڈ لفٹنٹ نے اسکی پوری تیاریاں کی ہیں کہ اچانک حملہ نہ ہونے پائے۔

آئرلینڈ کا برطانی شرائط سے انکار لندن ۲۶ اگست مسٹر ڈی ولیرا صدر جمہوریہ آئرلینڈ کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ جمہوریہ آئرلینڈ کی پارلیمنٹ بالاتفاق آپ کی حکومت کی شرائط مسترد کرتی ہے۔ مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم نے ڈی ولیرا کو لکھا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے جو شرطیں پیش کی ہیں وہ انتہائی ہیں۔ جو کچھ میرے اختیار میں تھا۔ میں کر چکا۔ اب نامہ و پیام جاری رکھنا ناممکن ہے

یونانیوں کی پسپائی قسطنطنیہ ۲۵ اگست کا لیوں کا ایک اعلان مجریہ ۱۴ اگست مظہر ہے۔ کہ مغربی محاذ پر زبردست یونانی دستے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ مگر انیوم کا راستہ سارے یونانی ترکوں کے جارحانہ حملہ کی تاب نہ لاکر اسلافار کی جانب پسپا ہو رہے ہیں۔

یونانیوں کی شکست لندن ۲۷ اگست ایشیائے کوچک کے جنگ کے متعلق متضاد بیانات شائع ہو رہے ہیں۔ قسطنطنیہ کا پیغام مظہر ہے کہ یونانیوں کا ایک وسیع محاذ پر اناطولیہ کے مقام پر شکست ہوئی ہے اور کہ ترکوں نے کجیک اوسی پر قبضہ کر لیا ہے۔

مفرور یونانیوں کا تعاقب پیرس ۲۸ اگست قسطنطنیہ کے ایک تار میں اسمرنا کی خبر میں یہ اعلان درج ہے جس میں مذکور ہے کہ آکنی شہر کے علاقہ میں پانچ روز کی جنگ کے بعد یونانیوں کو پسپائی نصیب ہوئی۔ اور وہ اسکی شہر کی جانب بھاگ گئے اور انکا تعاقب ہو رہا ہے۔

تیل کے چشموں میں آتشزدگی جمہوریت آذربائیجان کے صوبہ مساجانہ کے تیل کے چشموں میں آگ لگ گئی۔

روس میں زبردست ہیضہ ہلسنگفورس کا ایک تار مظہر ہے کہ روس کے سرکاری اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۰۰ ہزار آدمی جنوری ۱۹۲۱ء سے لے کے اسوقت تک ہیضہ کے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہیں۔

سپین کے فوجی عملے کی خودکشی سول ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ جب مراکو کی موجودہ بغاوت میں جنرل سلویسٹری کی فوج پسپا ہوتے ہوتے تباہ ہو گئی تو جنرل مذکور نے اپنے عملے کے افسروں کو بلایا اور کہا کہ اب ہمارے لئے اپنا آخری فرض ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اسنے اپنا پستول نکال لیا۔ اور افسروں نے اس کا منشاء سمجھ کر پستول نکال لئے انہوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور پھر خود کشی کر لی

بھڑ کے کاٹنے سے موت لندن میں مقیم ڈنیش وزیر امور پولیس کوپ کیسکیولڈ بھڑ کے کاٹنے سے فوت ہو گئے

جرمنی میں انقلاب کا خطرہ برلن ۳۰ اگست۔ گورنمنٹ جرمنی نے اپنے ایک اعلان میں ظاہر کیا ہے کہ ملک میں بعض عناصر ایسے ہیں جو موجودہ نظام کو الٹنے کی کوشش میں ہیں۔ گورنمنٹ ان عناصر کی مخالفت مضبوط ہاتھوں اور کامل سختی کے ساتھ کریگی۔

نجد کا سلطان لندن ۳۰ اگست سر پرسی کاکس نے گورنمنٹ برطانیہ کو اطلاع دی تھی کہ نجد کے سرداروں اور معززین کی کانفرنس نے امیر ابن سعود کو سلطان نجد تسلیم کر لیا ہے اور اسکو انتخاب پر مبارکباد دی ہے +

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)

ALFAZL QADIAN.

Reg. No. 83

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمانی شور ہے | عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا | اب گیا

"دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔" (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۱۹ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۱ء یوم پنجشنبہ مطابق ۵ محرم ۱۳۴۰ ہجری جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت مسیح موعود کے مکتوبات بطور درس صبح کی نماز کے بعد سنائے جاتے ہیں۔ اور عصر کے بعد بخاری شریف کا درس ہوتا ہے

مینیجر صاحب ہائی سکول اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جو طلباء سکول موسمی تعطیلات سے واپسی پر رعایتی کرایہ لینا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ۲۰ ستمبر تک اپنے نام دفتر ہائی سکول میں بھیجدیں۔ اپنا پورا پتہ اور نام اسٹیشن جہاں سے روانگی ہو۔ ضرور لکھیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ترم اول کیلئے دعا

اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت والدہ صاحبہ میاں ناصر احمد کو پہلے کی نسبت آرام ہے۔ لیکن کمزوری بہت ہے احباب دعا فرماتے رہیں

حضرت خلیفۃ المسیح کشمیر میں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت اقدس کی چار روزہ ڈائری ارسال خدمت ہے ۔

۲۳ر اگست کو صبح کے وقت حضور کے پیٹ میں درد کی شکایت رہی۔ مگر آٹھ بجے کے قریب حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہوگئی۔ حضور سیر کو تشریف لے گئے۔ اور مغرب کے قریب واپس لوٹے۔ موضع آسنور اور نانگری کے احمدی احباب نے متفقہ طور پر حضور کی خدمت میں سامان رسد بطور دعوت پیش کیا۔ اور حضور نے منظور فرمالیا۔ مورخہ ۲۴ر اگست کو حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ والدہ صاحبہ میاں ناصر احمد سلمہا کو بہت تکلیف رہی۔ بعد نماز عصر ایک شخص نے حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضور کچھ دیر تک مختلف موضوع پر گفتگو فرماتے رہے۔ فرمایا۔ حامیان ترک موالات اور سودیشی کے محرک آجکل بڑے زور شور سے تقریریں کر رہے ہیں کہ بدیشی کپڑے جلا ڈالو۔ اس سے کیا فائدہ ہے۔ اگر یہ لوگ کپڑوں کو جلانے کی بجائے سمرنا بھیجدیں۔ تو بہت مفید اور کارآمد ہو ۔

مورخہ ۲۵ر اگست۔ حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی رہی۔ حضور کے خسر سے اہل بیت کو بخار تیز

ہو گیا۔ بعد نماز عصر یہاں کے چند حنفی احباب سے حضور گفتگو فرماتے رہے۔ انہی سے حضور نے فرمایا کہ پیرن ترک کرتے ہیں تو بڑی مردگار شیں ہیں۔ ایک تو پہاڑ کے لوگ بہت افلاس زدہ ہیں۔ دوسرے یہ شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ پھر حضور نے خوب وضاحت سے بتایا کہ جتنا کپڑا پیرن پر خرچ ہوتا ہے اس سے کم کپڑے میں پردہ دار پاجامہ اور کرتہ بن سکتا ہے۔ اگر کچھ زیادہ بھی خرچ ہو۔ تو دیگر فضول اخراجات میں سے کاٹ کر عورتوں کو پاجامہ ضرور بنوا کر دینا چاہیئے۔ پھر حضور نے فرمایا کشمیر کے لوگوں کے لئے ترقی کے بہت اسباب اور ذرائع ہیں۔ مگر یہ لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے حضور نے حاضرین کو بہت سے قیمتی اور مفید مشورے دیئے۔

۲۵۔ اگست کو تمام دن حضور کی طبیعت ٹھیک رہی۔ مگر مغرب کے قریب کچھ حرارت ہو گئی۔ صبح آٹھ بجے حضور دو تین گھنٹہ کے لئے سیر کو تشریف لے گئے۔ بعد نماز عصر حضور ایک گھنٹہ تک تبلیغ موضوع پر گفتگو فرماتے رہے۔ حضور نے فرمایا حضرت نبی کریمؐ کے زمانہ میں الگ الگ قبیلے ہوا کرتے تھے۔ اگر کسی قبیلہ کے اکابر اسلام لے آتے۔ تو تمام کا تمام قبیلہ اسلام قبول کر لیتا۔ یہی مثال مغربی افریقہ میں ہے۔ وہاں بھی قبائل کا دستور رائج ہے۔ اب بھی وہاں ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک قبیلہ نے اپنے چند نمائندے جو کہ تعلیم یافتہ تھے بھیج دیئے۔ اور جب انہوں نے خوب سوچ سمجھ کر احمدیت قبول کر لی۔ تو پھر باقی سب نے ان کا ساتھ دیا۔ ہندوستان میں یہ حال نہیں۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ خاوند احمدی ہے۔ اور بیوی نہیں ہے۔

پھر حضور نے فرمایا۔ علوم میں جس قدر ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر مستثنیات بھی زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور قواعد کلیہ ٹوٹتے جاتے ہیں مذہبوں کے بارہ میں ہر شخص مخالفین میں سے الگ الگ اپنا معیار صداقت پیش کرتا ہے۔

پھر جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب نے ایک بیان کیا۔ کہ حیدرآباد میں ایک شخص نے کہا۔ کہ پچھلے زمانہ کے نبیوں کو تو جانے دیجئے اس زمانہ میں تو میں اس شخص کو نبی مانوں گا۔ جو بغیر ریل گاڑی اور موٹر کے منٹوں میں ہزاروں میل طے کر جائے۔ اور بغیر موجودہ سائنس کے آلات کے بجلی کو قابو کرے وغیرہ وغیرہ۔

پھر حضور نے فرمایا۔ کہ اس ملک کی اصلاح جب بھی ہوئی۔ دیہات کے ذریعہ ہوگی۔ پنجاب میں عموماً دیکھا گیا ہے۔ کہ شہروں میں جو تعلیم یافتہ لوگ رہتے ہیں وہ عموماً دیہات کے باشندے ہوتے ہیں۔ مثلاً لاہور کے اسی فیصدی وکلاء دیہات کے رہنے والے ہیں۔ اس لئے پنجاب کے تعلیم یافتہ لوگ دیہات کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ مگر یہاں کشمیر میں قریباً تمام تعلیم یافتہ لوگ شہروں کے باشندے ہیں۔ اور دیہات کے لوگ تعلیم یافتہ نہیں۔ اسلئے ان کو شہروں کے لوگ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ جو شہر اپنے آپ کو ارد گرد کے شہروں سے بڑا سمجھتے ہیں۔ وہ صداقت قبول کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ اس زمانہ میں دہلی اور لکھنؤ کا یہی حال ہے۔ اسی بات کے سلسلہ میں حضور نے فرمایا۔ کہ اگر کشمیر کے لوگ سب احمدی ہو جائیں تو پھر اس کے ساتھ ملے ہوئے علاقہ لداخ اور تبت وغیرہ بھی بفضلہ تعالیٰ جلد احمدیت قبول کر لینگے۔ کیونکہ انہیں تہذیب اور تمدن پایا جاتا ہے اور یہ لوگ نرم دل اور مہمان نواز ہیں وحشی نہیں

اب تک ستر اور اسی کے درمیان احباب حضور کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ داخل ہو رہے ہیں اللہ تمام علاقے کو احمدیت جو کہ حقیقی اسلام ہے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضور کی ڈاک آٹھ دن کی لیٹ ہو کر ملتی ہے اسلئے احباب کو جلد جواب نہیں پہنچ سکے۔ اب انشاء اللہ تم سب کو جواب پہنچ جائینگے احباب مطلع رہیں۔

خاکسار سید محمود

ایک ایک ہزار کی تحریک

اس تحریک کے متعلق جو خطوط موصول ہوئے ہیں ان میں سے پہلا خط ماسٹر [illegible] خان صاحب [illegible] افسرال [illegible] کی طرف سے ۱۳ اگست کو موصول ہوا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"آپ کا ارشاد نامہ مورخہ [illegible] اگست [illegible] کو ملا تھا چونکہ میں اپنی مشکلات کا واویلا ذکر کرنا مناسب خیال نہیں کرتا ... انشاء اللہ تعالیٰ ماہ ستمبر کو رخصت پر گھر جاؤنگا [illegible] جو آپ نے تحریر فرمایا ہے بھیجدونگا اور اگر زیادہ ہو سکا تو وہ بھی مگر انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہزار سے کم نہ ہوگا۔ آپ یہ رقم بیشک میرے نام لکھ دیں۔ بفضلہ تعالیٰ بہت جلد روانہ کر دونگا۔"

اسکے بعد حاجی پورہ سے جناب حبیب الرحمن صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"یہ واقعی جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے بجا ہے اور سچ ہے کہ تمام احمدی اسی کے لئے ہیں اور اسی کام پر مامور ہیں۔ جو حالات یہاں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہماری جانیں اور ہمارا مال خدا کیلئے ہے۔ یہ اسی نے دیا ہے اور سب کچھ اسی کا ہے بیشک قحط نے عام طور پر زیر بار کیا ہوا ہے لیکن جو کام ہو رہا ہے۔ وہ رکا نہیں جا سکتا۔ بلکہ ایسا خیال کرنا بھی ایمان باللہ کی کمی کا باعث ہوگا۔ جلسہ سالانہ کیواسطے بھی چندہ کی فراہمی جاری ہے۔ میر صاحب نے ایک خاص آدمی فراہمی چندہ کیواسطے کپورتھلہ بھیجا ہے ...... اس کے بعد [illegible] ہوگا۔ اور قادیان سے وفد آئیگا۔ جلسہ کے مقامی اخراجات چندہ اور غالباً وفد نے بھی چندہ وصول کرنا ہوگا۔ یہ اخراجات درپیش ہیں۔ اور انہی ضروریات کیواسطے ہیں۔ جن کے لئے جناب نے تحریر فرمایا ہے۔ اگر اسوا اسکے ایک ہزار روپیہ کا مطالبہ ہو تو اس میں بھی عذر نہیں۔ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی خاص آدمیوں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ جن سے یہ ایکہزار روپیہ لینا چاہتے ہیں۔ انکی مالی حالت اور آمدنی کو مد نظر رکھکر اس روپیہ کو ان پر تقسیم کر کے انکو اطلاع دیدیں کہ یہ رقم تمہارے ذمہ ہے۔ فوراً بھیجدو۔ یقیناً اسکی تعمیل ہوگی مجھے تحریر فرماتے ہیں فوراً تعمیل کر دونگا"

اسکے بعد شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کا خط [illegible] سے موصول ہوا ہے۔ کچھ مفید مشوروں کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں "جلسہ سالانہ کی تحریک ہو رہی ہے ... حیدرآباد کے جلسہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۱ء

جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء سے متعلق تمام احمدی احباب سے کلیۃً فیصلہ

میں ایک نہایت ضروری گذارش احباب کی خدمت میں کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ دور و نزدیک کے سب احمدی بھائی اسپر نہایت توجہ اور ہمدردی سے غور فرماوینگے میں اس گذارش کے ذریعہ جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء کے اخراجات کا کلیۃً تصفیہ چاہتا ہوں۔ اور یہ گذارش اگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار کرنیوالی جماعت کے دلوں میں اثر کر گئی۔ تو میں سمجھوں گا کہ جماعت نے اپنا فرض پورا کیا۔ لیکن اگر میری نظر میں اس تحریک کا کوئی نمایاں اثر ظاہر نہ ہوا۔ تو سوائے اس کے کہ میں یہ سمجھوں کہ میرے بیان میں کوئی نقص اور میری نیت و اخلاص میں کوئی خرابی ہے۔ اور کیا تصور کر سکتا ہوں۔ اسلئے اسوجہ سے بھی ہر احمدی بھائی کو اسپر غور کرنا چاہیئے۔ لیکن قبل اس کے کہ میں وہ گذارش پیش کروں۔ اس قدر عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ بہت سے لوگ اخبار میں کسی تحریک کو پڑھتے ہیں۔ تو گو ان پر اثر بھی ہوتا ہے۔ اور ان کا دل بھی چاہتا ہے کہ وہ اس کار خیر میں شریک ہوں مگر چونکہ وہ بالخصوص نام لیکر مخاطب نہیں کئے جاتے اسلئے وہ یہ سمجھ کر کہ آخر یہ کام تو ہو جانا ہے۔ توجہ نہیں کرتے۔ کہ ہم نے توجہ نہ کی تو اور کوئی جماعت اس کام کی طرف توجہ کریگی۔ لیکن ایسے احباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہر جماعت آپ لوگوں کی طرح یہی خیال کرلے اور دوسروں کے بھروسہ پر امداد سے دستکش ہو جاوے تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریکیں کس طرح کامیاب ہو سکتی ہیں؟ نیز دوسروں کی امداد میں شریک ہونے سے آپکو کیا ثواب ملیگا؟ آپ کا فائدہ اور ثواب تو اسی صورت میں ہے کہ آپ خود امداد میں شریک ہوں۔ اسلئے میں بالتصریح عرض کر دیتا ہوں کہ میری اس گذارش کی مخاطب ہر جماعت اور ہر عاقل و بالغ احمدی ہے۔

وہ گذارش یہ ہے کہ پچھلے سالانہ جلسہ پر سولہ ہزار روپیہ نقد خرچ ہوا تھا جس کے متعلق کہتے ہیں کہ گرانی اور قحط کے انتشار کی وجہ سے امسال کم سے کم بیس ہزار روپیہ خرچ ہو۔ لیکن ہر واقف کار کی نظر میں یہ خرچ بہت زیادہ ہے جس جماعت کا یہ مقصد ہے کہ وہ اپنا زیادہ روپیہ اشاعت اسلام اور تبلیغ پر لگا دے۔ اس کا روپیہ کس طرح ہم زیادہ مقدار میں مہمان نوازی پر لگا سکتے ہیں۔ اسلئے ضرور کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے۔ کہ جلسہ بھی ہو۔ اور انجمن کے خزانہ پر بھی زیادہ بوجھ نہ ہو۔ اس کے لئے میں نے دو تجویزیں سوچی ہیں +

(۱) ایک یہ کہ بجائے نقد روپیہ لینے کے مختلف احباب سے وہ اشیاء لی جاویں۔ جو اشیاء کی صورت میں وہ بآسانی دے سکتے ہیں۔ مثلاً روغن زرد۔ آپ کو اخبار الفضل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس دفعہ دس من پختہ گھی خرچ ہوگا جو یہاں کے بھاؤ سے ایک ہزار روپیہ کو دستیاب ہو سکتا ہے۔ اب اگر ہم لوگوں کو تحریک کرتے کہ گھی کے لئے روپیہ دو۔ تو بہت ہیچ و پکار کے بعد شاید ہی ایک ہزار روپیہ جمع ہوتا۔ اور وہ بھی اس طرح کہ اور چندوں پر اثر پڑتا۔ مگر میں نے اس تحریک کو بالکل عام نہیں کیا بلکہ صرف چند آدمیوں سے جو نہری زمینوں والے تھے تحریک کی۔ جنھوں نے بڑی خوشی سے لکھا کہ وہ بیس بیس سیر پختہ گھی جلسہ سالانہ کے لئے دینے کو تیار ہیں۔ چنانچہ اس طرح پر دس من پختہ گھی فی الفور ہو گیا۔ ایک صاحب زمیندار بھائی نے ۲۰ سیر پختہ گھی دیا۔ اس نے قادیان کے بھاؤ کے حساب سے کم از کم پچاس روپے دئے۔ لیکن اگر نقد روپیہ مانگا جاتا۔ تو شاید وہ شخص پانچ روپے دے کر بھی سمجھتا کہ میں نے بہت دیدیا۔ مگر چیز دیکر اس کو کوئی گرانی محسوس نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ چیز اس کے پاس موجود تھی +

(۲) دوسری تجویز یہ ہے کہ ہر شخص یا جماعت اپنے ذمہ سے ایک ایک چیز اپنے ذمہ لے لے۔ پھر خواہ وہ چیز ہم کو بھیجدے۔ خواہ اس کی رقم۔ تاکہ ہم اس کی طرف سے خرید لیں۔ مثلاً جماعت کپورتھلہ نے جلسہ میں جس قدر مٹی کا تیل خرچ ہوگا۔ وہ اپنا فرمایا ہے اور ۲۵ پیپے ان کی طرف سے موصول ہو چکے ہیں۔ اس تجویز کا فائدہ یہ ہے۔ کہ ہمیں ایک سچی اور روحانی خوشی ہے۔ کہ فلاں ہنگام میں فلاں قسم کا تمام یا اکثر خرچ ہماری طرف سے ہوا ہے۔ اور اس کا تمام ثواب خدا نے ہم کو لینے کا موقعہ دیا ہے۔ جیسا تبوک کے موقعہ پر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرزور تحریک فرمائی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھکر کہا کہ مطلوبہ سواری کے اونٹوں میں سے دو ہزار اونٹ مع کجاوہ و دیگر سامان میں دونگا اور مطلوبہ اشرفیوں میں سے اسقدر اشرفیاں یہ حاضر ہیں تو ان کی اشرفیوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دامن بھر لیا اور فرمایا کہ اب عثمان کو اس کی کوئی غلطی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یعنی اب وہ اس درجہ کو پہنچ گیا ہے۔ کہ کوئی غلطی اگر سرزد بھی ہوگی تو خدا معاف فرما دیگا۔ سبحان اللہ۔ اسی طرح ایک جگہ لوگوں کے لئے ایک کنوئیں کی اشد ضرورت تھی اور اسجگہ کنواں کھدوانا بہت روپیہ چاہتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من حفر بئر رومة اضمن له الجنة۔ یعنی جس نے اروّمہ کنواں کھدوایا میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت عثمان رضہ نے عرض کیا۔ میں کھداؤنگا۔ چنانچہ خرچ اسپر حضرت عثمان کا ہوا اسی طرح اب بھی بہت ثواب پہنچنے کی ہمارے لئے راہیں کھلی ہیں گو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اسوقت کوئی مجاز نہیں کہ وہ کسی ثواب کا ذمہ لے +

ان دو تجویزوں کو مکمل کرنے کے لئے ذیل میں دو فہرستیں درج کرتا ہوں۔ ایک تو ان اشیاء کی جو لوگوں نے پوری پوری یا اکثر حصہ ان کا اپنے ذمہ لی ہیں۔ دوسری فہرست ان اشیاء کی

اسپر ناظر صاحب امور عامہ نے مہردین کے یہ کہنے پر کہ آپ جو فیصلہ کرینگے مجھے منظور ہوگا۔ فریقین اور دوسرے صحاب کو جو اس جگہ موجود تھے۔ بلاکر دریافت کیا۔ اور ... الاطمینان کر فیصلہ کیا۔ کہ جب یہ شخص جانا چاہتا تھا تو اسے روکنا نہیں چاہیئے تھا۔ اس بات کو چونکہ اس نے ناپسند کیا ہے۔ اسلئے بٹھانے والے کو اس سے معافی مانگ لینی چاہیئے۔ تاکہ کسی کے دل میں کوئی رنجش نہ رہے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ اگر میری اس بات سے اسکے دل میں کچھ رنجش پیدا ہو گئی ہے۔ تو میں معافی مانگتا ہوں۔

یہ ہے اصل واقعہ جسکے متعلق اہلحدیث نے لکھا ہے کہ ملاں اللہ دیہ نے معافی مانگی حالانکہ میاں اللہ دیا کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اگر یہاں مخالفین کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہوتا۔ جیسا کہ اہلحدیث نے لکھا ہے۔ تو آتش باز مذکور کو ہمارے دفتر میں آنے اور میز پر بیٹھکر گفتگو کرنے کی جرأت ہی کیونکر ہوتی۔

مولوی ثناء اللہ کو چاہیئے۔ کہ ہمارے متعلق کوئی بات لکھتے ہوئے اس کی اصلیت معلوم کر لیا کرے اور جھوٹ اور کذب سے کام نہ لیا کرے۔ تا اسے بعد میں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

جمیعۃ العلما اور خلاف ورزی قانون

پراونشل خلافت کمیٹی کیطرف سے ۲۴ر اگست کو دہلی میں زیر صدارت مولوی ثناء اللہ امرتسری ایک جلسہ ہوا جس میں مولوی ابوالکلام صاحب آزاد نے علماء کے فتوے کی ضبطی کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ قانون کی خلاف ورزی کا وقت قریب آرہا ہے جس کے لئے بالکل تیار رہنا چاہیئے۔ اور ایک ریزولیوشن اس مضمون کا پاس کیا گیا۔ کہ حاضرین جلسہ جس میں کئی ایک "علماء" بھی موجود تھے۔ جمیعۃ العلماء سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ایسی ہدایت جاری کرے جس کا مطلب یہ ہو کہ اس حکم کی خلاف ورزی کی جائے۔

خلاف ورزی قانون کا ریزولیوشن اگر سیاسی لوگوں کی طرف سے پیش ہو۔ تو کوئی عجیب بات نہیں۔ کہ وہ اپنے جذبات اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کے طریق عمل کو جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن علماء کی طرف سے اسکی تحریک ہونا تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ یہ لوگ نہ صرف خود اسلام کی تعلیم پر چلنے کے دعویدار ہیں۔ بلکہ دوسروں کی مذہبی معاملات میں راہ نمائی کرنے کے مدعی ہیں۔ اور اسلام حکومت کی فرمانبرداری کا بڑے زور سے حکم دیتا۔ اور خلاف ورزی قانون یعنی بغاوت کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ایک طرف اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ اولی الامر کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف بغی سے منع کیا گیا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو یہاں تک فرما چکے ہیں۔ کہ اگر تم پر ایک وضیع حبشی حاکم ہو۔ تو اس کے احکام کی بھی اطاعت کرو۔ اس صورت میں علماء کے خلاف ورزی قانون کی تیاری کرنے کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مسٹر گاندھی کی پیروی کے مقابلہ میں احکام اسلام کو پس پشت ڈال دینا معمولی بات سمجھتے ہیں۔

اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اگر علماء کی طرف سے خلاف ورزی قانون کا گورنمنٹ کو ڈراوا ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل کئی ایک ڈراوے دئے جا چکے ہیں۔ تو اور بات ہے۔ لیکن اگر اس پر عمل کیا گیا۔ تو بیچارے عوام پس جائیں گے۔

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے۔ تا وہ اس قسم کے افعال سے باز رہیں۔ جو فائدہ کی بجائے نقصان کا موجب ہوں۔

حفاظت گاؤ اور ہندو

آل انڈیا ہندو کانفرنس کا خاص اجلاس جو حال میں زیر صدارت پنڈت مالوی صاحب بندرابن میں منعقد ہوا۔ اس میں حفاظت گاؤ کے متعلق حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوا۔ "یہ ایک ہندو کا یہ مذہبی فرض ہے۔ کہ وہ ایک ایسی گورنمنٹ سے قطع تعلق کرے جس کے ہاتھ سے گؤ ماتا اس طرح تباہ کی جا رہی ہے۔ تا کہ گورنمنٹ مجبور ہو" (ہندو ماترم ۲ر ستمبر)

ان الفاظ سے جہاں یہ پتہ لگتا ہے کہ ہندو گاؤ کے متعلق کیا کچھ کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ وہاں یہ بھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب ہندوستانیوں کو ہوم رول مل جائیگا اس وقت بھی ہندوؤں کا یہ "مذہبی فرض" ہوگا یا نہیں۔ اگر ہوگا۔ اور موجودہ وقت سے زیادہ اس کا احساس ہوگا (کیونکہ اس وقت ہندوؤں کو وہ اختیارات حاصل نہیں۔ جو اسوقت ہونگے) تو گائے کا گوشت استعمال کرنے کی وجہ سے مسلمان کس سلوک کے مستحق ہوں گے۔ کیا انہیں بھی اسکے ترک کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔

اس وقت جبکہ یہ بات "مذہبی فرض" بتائی جاتی ہے کوئی وجہ نہیں ہوم رول ملنے پر مذہبی فرض نہ رہے۔ اور اسکی بنا پر مسلمانوں کے ایک مذہبی معاملہ میں دست اندازی نہ کی جائے۔

کیا مسلمان اسی وقت جبکہ ابھی موقع ہے۔ اس قسم کی باتوں پر توجہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔

آنحضرت کی جعلی تصویر

ہمعصر مدینہ ۱۲ر اگست ایک نامہ نگار (ہزاری باغ) کا حسب ذیل بیان شائع کرتا ہے۔

"بابو جی بی شکلا ۹ کوٹن اسٹریٹ کلکتہ نے ایک مجموعہ فوٹوؤں کا اس قسم کا تیار کیا ہے جس میں [illegible] گاندھی وغیرہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سرور دوعالم رسول عربی کا بھی نقشہ موجود ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت فوٹو نہ تھا اسلئے آپ کی تصویر دنیا میں موجود نہیں۔ جو شخص اپنے تخیل سے حضور سرور کائنات کی تصویر بناتا ہے۔ وہ بہت بڑی جعل سازی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کے جذبات کو سخت صدمہ پہنچاتا ہے بہتر ہو۔ کہ اس تصویر کی فروخت اور اشاعت خود بند کر دی جائے۔ ورنہ گورنمنٹ کو توجہ کرنی چاہیئے۔ تا کہ فرضی تصویر بنانے والے کی شرارت کسی فساد کا موجب نہ ہو۔

ایڈیٹر صاحب اتحاد روشنی ڈالیں

اخبار اتحاد مورخہ ۱۹ اگست میں حسب ذیل سطور شائع ہوئی ہیں کہ

"سنا ہے کہ ۱۴ اگست کی شام نو بجے کے قریب ایک گروہ قادیانی بزرگ نے مسجد شیخ خیر الدین مرحوم بال بازار امرتسر میں آ کر ناک سے ۱۰ لکیریں نکالیں"

یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اگر محض بازاری گپ اور جھوٹ نہیں۔ بلکہ ایڈیٹر صاحب اتحاد کو معتبر ذریعہ سے اس کا علم ہوا ہے تو مہربانی کر کے حسب ذیل امور پر روشنی ڈالیں۔

اول۔ قادیانی بزرگ نے کیوں لکیریں نکالیں۔

دوم۔ کن لوگوں نے لکیریں نکالیں۔ اور کون کون اس وقت مسجد میں موجود تھے۔ نام مع مفصل پتہ کے بتائے جائیں

سوم۔ کس قصور یا جرم کی وجہ سے اور کیوں ایسا کیا گیا۔ کیا غیروں کی مسجد میں جانے والوں سے اس قسم کی کوئی عبادت کرائی جاتی ہے۔

چونکہ مسجد میں ناک سے لکیریں نکالنا ایسا فعل ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ اسلئے دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

کیا مسٹر گاندھی خودکشی کر لینگے

۱۳ اگست لاہور کے ایک پولیٹیکل جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر سٹوکس نے مسٹر گاندھی کا یہ قول بیان کیا کہ

"اگر دسمبر تک سوراجیہ نہ ملا تو میں زندہ رہنا نہیں چاہتا"

(پرتاپ ۱۰ اگست)

فرض کیجئے دسمبر کا مہینہ بھی اسی طرح گذر گیا جس طرح اگر ہمارا خیال ہے ترک موالات کو امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے تو کیا مسٹر گاندھی اپنی زندگی کے رشتہ کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دینگے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو وہ اپنی ناکامی اور نامرادی پر خود مہر لگا جائینگے۔ اور اپنے پس روؤں کو ماتم کرنے کے لئے پیچھے چھوڑ جائینگے۔ لیکن اگر بقول لاجپت رائے اسکا یہ مطلب ہے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کر کے جیل میں چلے جائینگے۔ اور وہاں بوجہ جسمانی کمزوری کے اپنی زندگی کو ختم کر دیں گے۔ تو یہ بھی ان کیلئے کوئی قابل تعریف بات نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ قانونی خلاف ورزی کے حق میں نہیں ہیں۔

جان دے دینے کی دھمکیاں ممکن ہے ان لوگوں پر کچھ اثر کرتی ہوں۔ جو اپنی تمام امیدوں کا انحصار مسٹر گاندھی پر رکھتے ہیں۔ لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہونا چاہئے جن کے مذہب میں خودکشی سخت گناہ اور ناامیدی کفر ہے۔

ایک لیڈر کی پیروی کی ضرورت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب پیغام صلح میں ہندوؤں کو صلح کی دعوت دی۔ تو اپنی جماعت کو ذمہ وار قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کے متعلق لکھا۔ کہ چونکہ وہ پراگندہ طبع ہیں۔ اور کسی واجب الاطاعت لیڈر کے ماتحت نہیں اس لئے وہ کسی قومی ذمہ داری کے کام کو نہیں اٹھا سکتے۔ اور احمدی جماعت چونکہ ایک منتظم جماعت اور ایک واجب الاطاعت لیڈر کے ماتحت ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ قومی معاہدہ کیا جا سکتا ہے جس کا ذمہ دار احمدی جماعت کا پیشرو ہوگا۔ یہ بات اس وقت کہی گئی۔ جب کسی ایک شخص کے ماتحت ہونا آزادی کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ اور یہاں تک حالت ہوئی۔ کہ اور تو اور خود بعض بدقسمت لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی جماعت میں ہو کر اس بات سے انکار کر دیا تھا کہ کوئی ایک شخص جماعت کا قائم ہو سکتا ہے۔

مگر اب دنیا نے تجربہ کے بعد دیکھ لیا کہ جب تک ایک ایسا لیڈر نہ ہو جسکی آواز کو سب آوازوں پر تفوق ہو۔ اس وقت تک کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مسلمانوں اور ہندوؤں میں یہ بڑا زور سے چل رہی ہے کہ ایک لیڈر بنائے بغیر چارہ نہیں۔

۱۳ اگست کو لاہور میں ایک پولیٹیکل جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے حامی عدم تعاون مسٹر سٹوکس انگریز نے کہا

"اس وقت بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ الگ الگ خیالات کو چھوڑ کر ایک شخص کی پیروی کیجائے" (پرتاپ ۱۵ اگست)

ہم کہتے ہیں۔ یہ اصل بالکل درست اور نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ مذہبی دنیا میں آدم سے لیکر اس وقت تک کی جس قدر مثالیں ہمیں مل سکتی ہیں۔ ان سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مذہبی جماعتوں کا لیڈر ہمیشہ ایک ہی شخص رہا ہے۔ نہ کہ کوئی انجمن یا جماعت یا کمیٹی مذہبی امور میں کسی انجمن کی حکومت کو پسند کرنے والے لوگ دیکھ لیں کہ اب سیاست میں بھی ایک ہی لیڈر کی پیروی کی ضرورت بتائی جا رہی ہے۔ کیا وہ اپنی غلطی کو محسوس کرینگے۔

مخالفان عدم تعاون کے لئے خطرہ

"یہ ملک ہمارا ہے اور آخر ایک نہ ایک دن اس کی حکومت ہمارے ہاتھ میں آئی ہے۔ جو جو جماعتیں اس وقت اپنے آپ کو دیگر اہل تو ہند سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور انگریزوں کی خدمات کے بھروسہ پر بیرونی طاقت و الغطوانیس (اشر) کی انگلیں مارتی ہیں ان کو اس وقت کھٹا رہیگا۔ اور ان کی پوزیشن نازک ہو جائیگا"

(بندے ماترم ۱۹ اگست ۱۹۲۱ء)

یہ الفاظ لالہ لاجپت رائے صاحب نے اپنے اس مضمون میں تحریر فرمائے ہیں۔ جو انہوں نے سکھوں کے سامنے خطرات" "اور خالصہ بھائیوں سے اپیل" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ ابھی جبکہ تابکاران سوراج کو کچھ حاصل بھی نہیں ہوا۔ قلیل التعداد اقوام کو ان کی یہ دھمکیاں بتاتی ہیں۔ کہ جب انہیں کچھ مل گیا تو وہ کیا کرینگے۔ اس بارہ میں ان لوگوں کا خیال بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ سوراج ملا تو مسلمانوں کا وجود ہندوستان سے اسی طرح ناپید ہو جائیگا جس طرح سپین میں آج عنقا ہے۔ کیا مسلمانوں کے لئے یہ خطرہ کی بات نہیں ہے جن کی تعداد ہندوؤں کے مقابلہ میں قلیل ہے۔ اور جو کیا بلحاظ تعلیم اور کیا بلحاظ دولت اور ثروت ہندوؤں سے بہت پیچھے ہیں۔ مگر کسی ایسا ...

بیعت کی حقیقت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی تقریر

۱۷ اگست بمقام [illegible] چند اصحاب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کی۔ اور بیعت کے بعد حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی:-

بیعت کے معنے بیچنے کے ہیں۔ جب مومن بیعت کرتا ہے۔ تو اپنی جان۔ مال کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں آتا ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم تحقیق وہ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ در اصل اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اسلئے بیعت کے وقت وہ رسول سے نہیں بلکہ خدا سے اقرار کرتا ہے کہ اب میں نے اپنی جان کو بیچ دیا ان انعاموں کے بدلے جو اللہ نے مومنوں کے لئے رکھے ہیں۔ یعنی ہمیشہ کی زندگی اور جنت۔ جب انسان اپنی چھوٹی سی چیز بیچتا ہے۔ اور اس کے بدلے میں زیادہ دام اسکو مل جائیں۔ تو ایسے سودے کو کبھی واپس کرنا نہیں چاہتا۔ سو تھوڑی سی زندگی کے بدلے اگر ہمیشہ کی زندگی اور جنت مل جائے۔ تو اس سے اچھا سودا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور کوئی عقلمند بھی ایسے سودے کو واپس کرنا پسند نہ کریگا۔ انسان کی جان یوں بھی تو بڑے خطرات میں ہے۔ بیعت کے وقت وہ اسکو اپنے مالک حقیقی کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور اس کے بدلے میں ہمیشگی کی زندگی کا امیدوار ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ سستے سودے کے لئے بڑی بڑی محنتیں برداشت کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات جانیں بھی ضائع کر دیتے ہیں۔ مگر کئی ہیں۔ جو بیعت جیسے مفید سودے کی پروا نہیں کرتے۔ اور ان کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ یہ سودا ٹوٹ جاتا ہے۔ جو شخص بیعت کرتا ہے۔ اور پھر بے پروا ہو جاتا ہے اور اس سودے کے متعلقہ عبادات کی پروا نہیں کرتا۔ گویا وہ اپنے سودے کو واپس کرتا ہے۔ اور جو بیعت کو واپس کرتا ہے۔ وہ جنت کو واپس کرتا ہے بیعت میں انسان کھوتا کیا ہے۔ جان اس کی اس کے پاس رہتی ہے۔ وہ اپنی روزی کماتا اور اپنے بال بچے میں خرچ کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی دوکان سے برتن خریدے۔ اور دام دینے کے بعد وہ برتن دوکاندار کے ہی سپرد کر دے کہ تم ہی اپنے پاس رکھو۔ اور استعمال کرو۔ کبھی ضرورت کے وقت اس سے مانگ لے۔ اب اگر وہ برتن دینے سے انکار کرے۔ تو کیا وہ داموں کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ جان بوجھ کر ناقص گھڑا فروخت کیا۔ جب وہ لیکر چلا گیا۔ تو اسکو خیال ہوا کہ برتن میں سوراخ تھا۔ اس کا دل ڈرا۔ اور خریدنے والے کے پیچھے بھاگا۔ اور کہا کہ میاں ذرا ٹھہرو جو گھڑا تم نے خرید کیا ہے۔ اسمیں سوراخ ہے۔ اس نے جواب دیا کوئی حرج نہیں میرے روپے بھی سارے کے سارے کھوٹے ہیں۔ سو جو کھوٹی چیز فروخت کرتا ہے اسکو کھوٹے دام ملتے ہیں۔ اسی طرح بیعت کرنیوالے کا حال ہے۔ اگر وہ جان مال سے گریز کرتا ہے۔ تو وہ جنت کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ وہ پیچھے داموں کا مستحق تبھی ہے کہ اپنے بیعت کے سودے کو کھرا بنائے۔ اگر کھوٹا سودا پیش کرتا ہے تو دام بھی کھوٹے ملینگے۔ تو وہ [illegible] ہے ✦

اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بیعت کرنے کے بعد بیعت کرنے والے کا سب سے بڑا تعلق اس سے ہوگا جس سے اس نے بیعت کی ہے۔ جان۔ مال۔ بیوی بچے اور دوسرے رشتہ دار کوئی بھی اس میں حائل نہیں ہو سکتے۔ یہی ایک بات تھی۔ کہ جس نے صحابہ کو رضی اللہ کے الفاظ کا مستحق بنا دیا۔ انھوں نے بیعت کی۔ اور انجام تک نبھایا۔ ایک صحابی تھے۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر رہیں۔ اور میں آگے بھی لڑوں اور پیچھے بھی۔ اور دائیں بھی اور بائیں بھی۔ گویا اس کا دل برداشت نہیں کرتا کہ آپکے کوئی کانٹا بھی چبھے۔ اور ایک صحابی کا ذکر ہے۔ کہ ایک جنگ میں ایک دشمن (جو پہلے کئی ایک صحابہ کو شہید کر چکا تھا) کے مقابلہ پر نکلے۔ اور پھر جلد ہی واپس لوٹ آئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ موت سے ڈرتے ہیں۔ جواب دیا کہ نہیں موت سے نہیں ڈرتا بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ آج اتفاقاً میرے بدن پر دو زرہیں تھیں۔ مجھے خیال ہوا کہ دو زرہوں کا پہننا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گویا میں موت سے ڈرتا ہوں۔ اسلئے میں واپس لوٹ کر دونوں زرہیں اتار کر چلا ہوں۔ چنانچہ آپ گئے اور کافر کو قتل کر ڈالا۔ ایک اور صحابی تھے۔ ایک جنگ میں رسول صلعم اکیلے [illegible] اور دشمن کی طرف سے تیر پر تیر برس رہے تھے۔ وہ صحابی آپ کے سامنے اوٹ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اور ان کے بہت سے تیر لگے۔ مگر بڑے استقلال کے ساتھ اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ اور سی تک نہ کرتے تھے۔ جنگ کے خاتمہ پر ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو درد نہ ہوتا تھا۔ جواب دیا۔ کہ درد تو ہوتا تھا۔ مگر مجھے خیال یہ تھا۔ کہ اگر میں سی کروں گا۔ تو ممکن ہے میرا بدن ہل جائے۔ اور اوٹ نہ رہے۔ یہ تو مردوں کے واقعات ہیں۔ عورتوں کے واقعات بھی عجیب حیرت انگیز ہیں۔ جنگ احد میں جب لوگ واپس آ رہے تھے۔ ایک عورت آگے بڑھی۔ اور لوگوں سے پوچھا کہ رسول کریمؐ کا کیا حال ہے۔ کسی نے جواب دیا کہ تیرا باپ مارا گیا۔ پھر پوچھا کہ رسولؐ کا کیا حال ہے۔ کسی نے کہا کہ تیرا بھائی مارا گیا۔ پھر پوچھا کہ رسولؐ کا کیا حال۔ کسی نے کہا کہ تیرا خاوند مارا گیا۔ اس نے غصہ سے پوچھا کہ میں تو رسولؐ کا حال پوچھتی ہوں۔ اسی شخص نے کہا کہ الحمد للہ خیریت سے ہیں۔ عورت نے زور سے الحمد للہ کہا اور کہا کہ میں تو آپ کی ہی خیریت چاہتی تھی مجھے اس کا غم نہیں ہے۔ کہ میرے عزیز رشتہ دار مارے گئے ✦

جب تک اس طرح کا اخلاص نہ ہو جنت [illegible] اور ایسے لوگوں کے لئے اس دنیا میں بھی جنت ہے اور آخرت میں بھی ✦ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک مجلس میں بیٹھے [illegible]

جیب سے رومال نکالا۔ اور تھوک صاف کرنے کے بعد بولے
بخ بخ ابو ہریرہ۔ کسی نے پوچھا کیا بات ہے۔ تو انہوں
نے جواب دیا کہ ایک وقت تھا کہ جسم ڈھانپنے کے لئے
پھٹا پرانا بھی میرے پاس نہ تھا۔ آج میں اس رومال
میں تھوک رہا ہوں۔ جو ایران کے بادشاہ کے سامنے
دربار کے وقت پر رکھا جاتا تھا۔ اکثر وقت فاقے
گذرا کرتے تھے۔ بعض وقت بھوک کی شدت کی وجہ سے
میں بیہوش ہو جاتا۔ اور لوگ مرگی کا دورہ سمجھتے۔
ایک دفعہ میں بھوک کی وجہ سے بہت بیتاب تھا۔
مگر کسی سے سوال نہ کرتا تھا حضرت ابوبکر رض گذرے۔ تو
میں نے ایک آیت پڑھی جس سے میرا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ
مطلب بتلاتے اپنے گھر تک لے جائیں اور کھانا کھلائیں
مگر وہ چلے گئے۔ اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
مجھے دیکھا۔ اور میری بھوک کی حالت کو معلوم کر لیا۔
آپ کے پاس ایک پیالہ دودھ کا آیا۔ میں نے خیال کیا
کہ آپ مجھے دیدیں گے۔ مگر آپ نے حکم دیا کہ پہلے دوسرے
حاضرین کو پلاؤ۔ میں نے انکو دیدیا۔ سب نے پیا۔ مگر
پیالہ ختم نہ ہوا۔ پھر میری باری آئی۔ میں نے خوب سیر
ہو کر پیا۔ فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ ایسا
شیریں اور لذیذ تھا۔ کہ اس کی تراوت میرے ناخنوں
تک پہنچ گئی۔ پس جب ان لوگوں نے اپنے جان و مال
کو اس طرح سپرد کیا۔ تبھی انعاموں کے وارث ہوئے۔ حضرت
ابوبکر رض کے متعلق ذکر ہے۔ کہ ان کا لڑکا ایک جنگ
کے بعد ان سے ملا۔ اس جنگ میں وہ کفار کی طرف سے
لڑا تھا۔ اس نے کہا کہ ایک موقعہ ایسا تھا کہ میں آپ کو قتل
کر سکتا تھا۔ مگر پدرانہ تعلق نے میرے ہاتھ کو روک دیا
حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ اگر تو میرے سامنے اس
طرح آ جاتا۔ تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا۔ الغرض جب
تک رشتہ دار جان اور مال کو اس طرح دین کے بارہ
میں قربان نہ کیا جائے۔ تب تک اجر نہیں مل سکتا۔
ہمارے ہاتھ پر جو بیعت کی گئی ہے۔ وہ میری
بیعت نہیں ہے۔ بلکہ مسیح موعود کی ہے۔ پھر مسیح موعود
کی بھی نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور
غور کیا جائے۔ تو آنحضرت کی بھی نہیں۔ بلکہ خدا کی
کی ہے۔ یہی بیعت قیامت تک چلیگی۔ سو اسکو اسی
رنگ میں نبھاؤ۔ جس طرح صحابہ نے نبھایا تھا جب
انہوں نے قربانیاں کیں۔ تو انعام پائے۔ انہوں نے
دنیاوی آرام کے مقابلہ پر ہمیشگی کی زندگی کو ترجیح
دی۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ کہ مشکلات کے وقت
بیعت کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ دراصل ایسے ہی موقع
ہوتے ہیں۔ جن پر ایمان کی پرکھ ہوتی ہے۔ سو ایسے
وقتوں میں ڈرنا نہیں چاہیئے۔ بیعت کے بعد ان کی جان
اپنی نہیں رہتی۔ یہ خدا کا برتن ہے۔ چاہے توڑ دے
چاہے رکھے۔ پس دلیری اور جرأت سے کام لیکر
مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور خدمت دین
میں کمربستہ رہنا چاہیئے۔ بیعت کے مفہوم کو اس
طرح سمجھے۔ کہ اس جان کے بدلے میں دنیا کا کچھ نہیں مگر
اس کی جان۔ مال اور اولاد سب خدا کے ہیں۔ اور
اس کے حکموں کے ماتحت انکو صرف کرنا ہے۔ اور
دین کے تمام حکموں پر عمل کرنا ہے۔ جب تک کل احکام
کو ماتحت اشاعت دین نہ کرے۔ ایمان کامل نہیں
ہوتا۔ اور بیعت کا حق ادا نہیں ہوتا ۔

نوشتہ خاکسار حشمت اللہ۔ از ناسنور

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ پر مولوی محمد علی صاحب کا افترا

معزز ناظرین الفضل کو معلوم ہے کہ مولوی محمد علی
صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب
کیا۔ کہ آپ نے لکھا ہے۔ جب حضرت نبی کریم صلعم
آمنہ میں تھے۔ تو فرشتے نے کہا۔ اس کا نام احمد
رکھنا۔ میں نے چار پانچ بار اس کا حوالہ پوچھا۔ مگر
مولوی محمد علی صاحب خاموش رہے۔ اور اپنی غلطی کا
اقرار نہ کیا۔ غلطی ہو جانا تو معمولی بات ہے۔ مگر غلطی کا
اقرار نہ کرنا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ دیدہ دانستہ دین کے
معاملہ میں افترا کیا جاتا ہے۔ اب ایک اور ...

منشئے میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک رسالہ رد اہل تکفیر قبلہ
پڑھ رہا تھا۔ اور مجھے اسبات پر بڑا فخر ہے۔ کہ میں ہر
ایک کتاب مولوی محمد علی صاحب کی اول سے آخر تک
حرف بحرف بڑے غور سے پڑھتا ہوں۔ اور الحمد للہ کہ خالی الذہن
ہو کر محض حق طلبی کے لئے پڑھتا ہوں آپ (مولوی صاحب)
صفحہ ۹۴ پر لکھتے ہیں :۔

"حضرت مولوی صاحب مرحوم (حضرت خلیفۃ المسیح اول
مراد ہیں۔ ناقل) نے اپنی وفات سے چار پانچ ماہ پیشتر اپنی
بھتیجی کا جنازہ جو احمدی نہ تھی پڑھا اور آپ کے پیچھے
خود میاں صاحب نے بھی پڑھا"

اول تو میں یہ پوچھتا ہوں۔ کہ کیا جو عورت بیعت کر گئی
تھی۔ اس کی اطلاع آپ کو باقاعدہ دی جاتی تھی۔ جو آپ
کہتے ہیں۔ وہ احمدی نہ تھی۔ کیا ثبوت ہے آپکے پاس اس کے
احمدی نہ ہونے کا۔ اگر میں اس کی ہمجنس عورتوں کی شہادت
پیش کر دوں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی مصدق تھی تو
پھر کیا جواب دیجئے گا ۔

دوم یہ محض کذب ہے۔ بہتان ہے۔ افترا ہے۔ کہ
میرے آقا۔ میرے سردار۔ میرے مقتدا و پیشوا حضرت
خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد ایدہ اللہ الاحد نے حضرت مولوی
صاحب کی اقتدا میں اس عورت کا جو بقول آپکے غیر احمدی
تھی۔ جنازہ پڑھا۔ جناب مولوی محمد علی صاحب اگر اس معاملہ
میں سچے ہیں۔ تو وہ ثبوت پیش کریں۔ اپنی چشم دید گواہی پیش
دیں۔ اگر کسی دوسرے نے بیان کیا۔ تو کفی بالمرء
کذبا ان یحدث بکل ما سمع کو مدنظر رکھتے ہوئے ان
کا حلفیہ بیان شائع کریں۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ حلفیہ
کہتا ہوں کہ یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح نے اس عورت کا جنازہ
نہیں پڑھا۔ پس مولوی صاحب یا ثبوت دیں یا اپنی
اس غلطی کا اعتراف کریں۔ اور پیغام صلح میں اس کی تردید
شائع کریں۔ ورنہ ایک دنیا اس بات کی گواہ ہو جائیگی۔ کہ
مذہبی معاملات میں آپکا قدم تقویٰ پر نہیں۔ اور آپ اپنے
حریف کے مقابلہ میں ہر طرح سے کذب و بہتان اور افترا
سے کام لینے میں دریغ نہیں کرتے۔ جو ایک احمدی اور بعض نام نہاد
احمدیوں کی سرداری کے مدعی انسان کے لئے قابل شرم
بلکہ قابل نفرین ہے۔ راقم آپکا دیرینہ نیاز اکمل قادیان ۔

احمدی تبلیغی وفد مظفر نگر میں

سہارنپور اور دیوبند سے فارغ ہو کر ہمارا وفد مظفر نگر پہنچا۔ چونکہ اس دن بارش رہی اس لئے کوئی کارروائی نہ ہو سکی۔ البتہ دوسرے دن اشتہار تقسیم کئے گئے کہ رات کے وقت ۸ بجے ۱۲ بجے تک وفات مسیح ناصری اور صداقت مسیح موعود اور اسلام و عیسائیت پر تقریریں ہوں گی۔

رات کو جب کارروائی شروع ہونے لگی۔ تو جناب شاہ صاحب کے صدر جلسہ ہونے پر آریوں اور دیگر مسلمان حامیان خلافت نے شور ڈالا کہ چونکہ یہ جلسہ عام ہے۔ لہذا بمشورہ پبلک صدر مقرر ہونا چاہیئے اس پر شیخ عبد الخالق صاحب نے شاہ صاحب کی صدارت کی تحریک کی جس کی جماعت کے لوگوں نے تائید کی۔

آریوں نے ایک اور شخص کو پیش کرتے ہوئے شور ڈالا پولیس نے ان لوگوں کو منتشر کر دیا۔ بعد میں خاکسار نے وفات مسیح پر مولوی راجیکی صاحب نے صداقت مسیح موعود پر تقریر کی اور جناب شاہ صاحب نے سورۃ فاتحہ کے نکات بیان فرمائے۔ لیکچر کامیابی سے ہوئے۔

(عاجز محمد ابراہیم بقاپوری)

روغن زرد کے متعلق اعلان

اخبار الفضل مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۲۱ء میں روغن زرد میں امداد دینے والوں کے وعدے شائع کر چکا ہوں اب وہ وعدے لکھتا ہوں جو ۲۹ تک موصول ہو چکے ہیں

نام معطی	مقدار گھی
جماعت ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	۱۰ سیر پختہ
جماعت چک نمبر ۱۲۱ جھنگ برانچ	۲۰ " "
جماعت [illegible] اکاڑہ	۲۰ " "
جماعت چک [illegible] جنوبی	۲۰ " "
جماعت چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودھا	۲۰
چوہدری عبد المالک صاحب نائب تحصیلدار [illegible]	۲۰ "
محمد یوسف [illegible] زرگر پنڈی [illegible] ضلع لائلپور	۲۰ "
میزان فہرست ہذا	[illegible] سیر پختہ
سابقہ وعدے	[illegible]
کل میزان	[illegible]

(والسلام [illegible])

اشتہارات

(ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر)

عالمگیر واچ ہاؤس لدھیانہ

جس میں ہر قسم کی جیبی اور کلائی پر باندھنے والی گھڑیاں کلاک۔ ٹائم پیس الارم۔ مختلف قسم کے سادہ و الارم دار چوڑیاں۔ جیبی و بغلی تسمے۔ زنجیریں ہر قسم کی نہایت عمدہ و اعلیٰ باکفایت اور ارزاں برائے فروخت موجود ہیں۔ بغرض آزمائش بھیجکر ہماری راستی کا امتحان کریں۔ احمدی کے ساتھ خاص رعایت ہوگی۔ علاوہ ازیں لدھیانہ کی ساختہ لنگیاں۔ تولئے دریاں کھیس۔ لوئیاں۔ سوتی، اونی ہر قسم کی صرف دو روپیہ فیصدی کمیشن پر بھیجی جاتی ہیں۔ ہماری دکان پر اصلی پتھر کی عینکیں اور دوسری ہر قسم کی عینکیں بھی بہت سستی اور ارزاں ملتی ہیں۔ قیمت ہر حالت میں پیشگی یا بذریعہ وی پی۔

المشتہر

ماسٹر قمر الدین شیخ نور الٰہی احمدیان واچ اینڈ کلاک مرچنٹس چوڑا بازار لدھیانہ

ملفوظات نور

مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کے فرمودہ کلمات طیبات جو وقتاً فوقتاً اخبار بدر میں چھپتے رہے ہیں ایک رسالہ کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہیں۔ قیمت ۵/ر

چٹھی مسیح:۔ مولویانہ چٹھی مسیح ابن مریم والی تھے اور دوسرا جواب پنجابی نظم مصنفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب [illegible] قیمت [illegible]

دلائل حقہ بر مسائل حقہ:۔ مصنفہ مولوی محمد اسمعیل صاحب پنجابی نظم حقہ پینے کے نقصان اور ممانعت از جانب حضرت مسیح موعود نہایت دلکش طرز سے بیان کی ہے۔ یہ چہار کتابیں متذکرہ بالا ہر ایک تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں

احمدی و غیر احمدی میں کیا فرق ہے فرمودہ حضرت مسیح موعود نہایت عمدہ سفید کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت [illegible]

لغات القرآن:۔ جس میں تمام قرآن مجید کی لغتیں سلسلہ وار درج ہیں۔ قیمت ۱۲/

المشتہر

شیخ رحیم بخش احمدی تاجر کتب مغل بازار امرتسر

جرمن

کے مشہور و معروف کارخانہ کی گرزنر شپن سلائی جس کا کارخانہ ۱۸۷۲ء سے جاری ہے اور چالیس سال کے عرصہ میں بیس لاکھ سے زیادہ مشین بنا کر تمام دنیا میں فروخت کر چکا ہے جس کے مقبول عام ہونیکا یہی کافی ثبوت ہے۔ ایام جنگ سے پہلے اس کارخانہ نے اپنا خاص انجینیر ہندوستان میں بھیجا جس نے تمام مشینوں کو ملاحظہ کر کے ان کے مقابلہ کیواسطے ایک اعلیٰ مشین طیار کر کے بھیجی ہے جو تیز رفتاری خوبصورتی اور پائیداری میں نہایت عمدہ ہے جس کی چال گھڑی کی مانند ہے جواب طلب امور کیلئے [illegible] کارڈ آنا چاہیئے۔ نور الدین شیر محمد تاجران قادیان

بنارسی تحفے

ہر قسم کے بنارسی کپڑے دوپٹے (زنانہ مردانہ) ساڑیاں جامے کمخواب، بافتہ، کاشی، سلک [illegible] سلک گوٹہ ٹھپے۔ بہتری بنارسی پائیدار فینسی چوڑیاں لکڑی اور پیتل کے کھلونے ولیرہ وغیرہ کفایت سے فوراً مل سکتے ہیں۔ ایکبار آزمائش کی ضرورت ہے فہرست کارخانہ طلب فرمائیے۔ اور آرڈر کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

قادیان سے باہر والوں کے لئے میعاد بڑھا دی گئی ہے

جو صاحب ہم سے بیع السلم کرنا چاہیں وہ ۱۵ ستمبر تک پانچ روپیہ فی ہزار بیعانہ دے کر کر لیں۔ اینٹ پختہ درجہ اول سائز [illegible] ہزار ۱۰ فروری ۱۹۲۲ء کو دینگے۔ جس میں دس فیصدی درجہ دوم ہو گی۔

ملک محمد افضل عبد الحمید ٹھیکیداران بھٹہ قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان کی خبریں

فسادات مالابار

موپلوں کے فسادات سازش کا نتیجہ ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ مالابار کی بغاوت پہلے سے سوچی ہوئی ایک زبردست تدبیر کا نتیجہ ہے۔ موپلا اپنی خاص وردیاں پہنے ہوئے خندقوں میں بیٹھ کر لڑائی کر رہے ہیں۔ اور ایک نمونہ کی تلوار اور بندوقیں استعمال کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ زمانہ حال کی جنگی کارروائیوں کے مطابق جنگ کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ بم کے استعمال سے بھی چوکتے نہیں۔

موپلوں کے نقصانات پوکوٹر کی لڑائی میں چھ سو موپلوں کا نقصان ہوا۔ باغیوں نے خلافت کا جھنڈا کھڑا کر دیا۔

خندقوں میں جنگ فوج کا ایک رسالہ کچھ ٹھہر گیا۔ اور وہاں ایک وادی میں اپنا خیمہ نصب کیا۔ موپلے خیمہ پر ٹوٹ پڑے اور دائیں بائیں جانب انہوں نے فیر کرنا شروع کر دئے اس کے بعد وہ موپلے یکایک خندقوں سے نکل پڑے اور چند سپاہیوں کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ایک عام غارتگری شروع کر دی گئی۔ مشین گنوں نے باغیوں کو خوفزدہ کرنے میں بڑا حصہ لیا۔ فوج نے باغیوں کو توپ اور بم کا نشانہ بنایا۔ اور آخر وہ اپنے آپ کو مجبور پا کر وہاں سے ہٹ گئے۔ پہلی لڑائی میں چھ سو موپلا مارے گئے۔

پرابرنگدی پر باغیوں کا قبضہ باغی پرابرنگدی پر بڑی تعداد میں جمع ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مار کاٹ ڈالا۔ برٹش فوج کا ایک دستہ پرابرنگدی کو بھیجا گیا۔ موپلا بھک سے اڑ جانے والے ایک قسم کا مہلک گیند استعمال کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تیرورنگدی میں مسجد کے اردگرد خندقوں میں پانچ ہزار سے زائد موپلے مقیم ہیں۔

باغیوں کو بھوکا مارنے کی تدبیر فوجی کارروائیوں میں کسی جائداد سے تعرض نہیں کیا گیا۔ تیرورنگدی کی مسجد کو سامان خوراک سے بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تاکہ باغی بھوک سے تنگ آ کر اطاعت قبول کریں۔

موپلا عورتیں باغیوں کی مددگار کالی کٹ۔ ۳۰ اگست۔ ایک شخص جسے شیرور کے تھانہ میں محصور کر لیا گیا تھا۔ وہ مالابار سپیشل ایڈوکیٹ کو کہتا ہے کہ موپلا عورتیں اور بچے پبلک دفاتر اور ریکارڈ کے جلانے میں باغیوں کی مدد کر رہی ہیں۔ موپلا گھر گھر پھر کر روپیہ جمع کر رہے ہیں۔

کالی کٹ کے لیڈروں کو انتباہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مقامی ہندو مسلمان لیڈروں کا ایک جلسہ طلب کیا جس میں انہیں مالابار کی موجودہ حالت اور مارشل لا کی قوت سے آگاہ کیا۔ اور کہا کہ مارشل لا آرڈیننس کی رو سے مجمعوں کو روکنے میں حکام کو کافی اختیارات ہیں۔ اگر کالی کٹ نے اس آرڈیننس سے کوئی مخالفت کی۔ تو دوسرے مقامات کی طرح یہاں بھی اس آرڈیننس کو جاری کر دیا جائیگا۔ مجسٹریٹ نے لیڈروں سے درخواست کی کہ وہ عوام کو اپنے قابو میں لائیں۔ لیڈروں نے اس کا وعدہ کیا۔

جاسوس کی گرفتاری کالی کٹ میں ایک موپلا جاسوس گرفتار کر لیا گیا جس کے پاس خلافت کے متعدد اشتعال انگیز کاغذات موجود تھے۔

بغیر اجازت کوئی شخص کالی کٹ نہیں چھوڑ سکتا شنبہ کو اعلان کیا گیا کہ کوئی شخص بلا حصول پاس پورٹ کالی کٹ کو چھوڑ نہیں سکتا جسکو افسر کمانڈنگ مالابار رقبہ جاری کرتے ہیں۔

کشوپرولی کو لوٹ لیا گیا سب ڈویژنل مجسٹریٹ پالگھاٹ رپورٹ کرتے ہیں۔ کہ ۳۰ اگست کو باغیوں نے تھانہ ڈاکخانہ اور کچہری کو لوٹ لیا۔ تمام ریکارڈ اور یونیفارم کو ضائع و برباد کر دیا۔

موپلا کی زیادتیاں بیان کیا جاتا ہے کہ موپلا ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنا رہے ہیں۔ اگر کوئی ہندو اسلام کو قبول کرنے سے انکار کرے تو اسکو مار ڈالنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ مسلح موپلاؤں کا ایک دستہ ایک ہندو ساہو دولتمند تاجر کے مکان پر گیا۔ اور اسکو مسلمان ہونے کے لئے کہا۔ وہ ماننے پر وہ مسلمان ہو گیا نائی کو بلا کر اس کی حجامت کرائی گئی۔ اور اسکا ختنہ کیا گیا

۳۵ موپلے عدالت میں کالی کٹ۔ ۳ ستمبر ۳۵ موپلوں کا پہلا گروہ جو تیرورنگادی والی لڑائی کے سلسلہ میں بمقام کنور عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ پولیس نے تمام ملزموں کو شناخت کر لیا۔ مقدمہ کی سماعت جاری ہے۔

۸۲ اور موپلوں کی گرفتاری کالی کٹ ۳ ستمبر کل نانور اور نواحی مقامات ۸۲ موپلے گرفتار کئے گئے۔ پونانی میں کم از کم ۱۴ ڈاکوں کی رپورٹیں آئی ہیں جو گذشتہ دو روز کے عرصہ میں ڈالے گئے

ڈاک اور تار کا خاص انتظام کالی کٹ ۳ ستمبر علاقہ فساد میں فوج کی ضرورت کیلئے خاص ڈاکخانے و تارگھر کھولنے کی منظوری دیدی گئی۔

پنڈت رام بھجدت سے پابندی تقریر دور کر دی گئی پنڈت رام بھجدت کی زبان بندی ۲۰ فروری کو عمل میں آئی تھی۔ بندے ماترم کا بیان ہے کہ اب ڈپٹی کمشنر لاہور کے حکم سے ان کی زبان کھول دی گئی ہے۔

خلاف ورزی قانون کی تیاری دہلی۔ ۳ ستمبر مولوی احمد سعید سکرٹری جمعیت العلماء دہلی نے اعلان کیا ہے کہ جو لوگ ضبط شدہ فتوے تقسیم کرنا چاہیں وہ ۱۵ ستمبر سے پہلے ان کو اپنا نام اور پتہ لکھکر بھیجدیں۔

مزدوروں کا ولایتی مال اٹھانے سے انکار تین ہزار اوڑیا مزدور جو بڑا بازار کلکتہ میں کام کرتے ہیں انھوں نے غیر ملکی کپڑا نہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

سرحد میں دو گاؤں جلا دئے گئے نتھیاگلی۔ ۳ ستمبر ایک اعلان مظہر ہے کہ سرحد کے باہر دو دیہات ٹنڈ دا اور جلائی کے خلاف تعزیری کارروائی کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان دیہات کے لوگوں نے تین غیر مسلح سپاہیوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ یہ حادثہ ملا محمود اخوانزادہ کے ایما سے علی شیرزئی اور مستانوال نامی نے کیا تھا۔

THE ALFAZL QADIAN.

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمانی شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زورآور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

ایڈیٹر - غلام نبی — اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۲۲ | مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۱ء سنہ ۶ | دوشنبہ یوم دو | مطابق ۱۶ محرم سنہ ۱۳۴۰ ہجری | جلد ۹

مدینۃ المسیح

جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم اے کے بمبئی پہنچنے کی خبر دو تین روز ہوئے ۔ پہنچ چکی تھی کہ ۱۶ ستمبر اچانک ان کے بٹالہ پہنچ جانے کی اطلاع ملی۔ بعد نماز عصر مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت قادیان اور مولانا مولوی سرور شاہ صاحب امام الصلوٰۃ معہ ایک کافی مجمع کے قصبہ سے باہر جناب چودہری صاحب کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ اور قریباً دو میل کے فاصلہ پر ملاقات ہوئی۔ جناب چودہری صاحب کی صحت بفضل خدا اچھی ہے۔ آپ ولایت سے آتے ہوئے حج کعبۃ اللہ کر کے آئے ہیں۔ اس سفر میں شریف مکہ سے آپکی ملاقات اور گفتگو بھی ہوئی

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد غربا کی امداد کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے غرباء قادیان کی تکالیف کے متعلق جو قحط کی وجہ سے لاحق ہیں جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب کو جو پہلا خط تحریر فرمایا اسمیں لکھا کہ :-

" قادیان کے خطوط سے غرباء کی نازک حالت معلوم کر کے نہایت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آیندہ تو جو کچھ ہو گا۔ وہ ہو گا۔ سردست ان فاقہ زدوں کی خبر لینی چاہیئے۔ جو سنا ہے۔ کئی کئی وقت کا فاقہ کر رہے ہیں۔ میری طرف سے ایک سو روپیہ کا غلہ خرید کر آپ فوراً غرباء میں تقسیم کرا دیں۔ اور یہ بھی خیال رکھیں۔ کہ بعض لوگ سفید پوش غربا ہوتے ہیں وہ نظر انداز نہ ہو جائیں۔ یہ روپیہ میاں بشیر احمد صاحب سے لے لیں ۔

اسی طرح سٹور سے ایسا انتظام کیا جائے کہ وہ جن خاندانوں کو آٹا دینے کی پرچی دے دی جائے انکو روزانہ نرخ سے آدھ سیر فی روپیہ غلہ زیادہ دیدیا کریں۔ مثلاً ساڑھے تین سیر بکتا ہے۔ تو چار سیر۔ اور چار سیر بکتا ہے تو ساڑھے چار سیر۔ جو کمی روپیہ میں زیادہ فروخت کی وجہ سے ہوگی وہ انشاء اللہ ہم خاص چندہ سے پوری کر دینگے۔ اس کے متعلق میں نے بعض احباب کو یہیں سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۱ء

کجا سنّت یوسفی
اور
کجا مجرمانہ سزایابی

اخبار "زمیندار" کی سرشت میں جو بیہودہ سرائی رکھی گئی ہے۔ اور اسپر اُسے اسقدر ناز ہے۔ کہ اپنی شر انگیزی اور فتنہ پردازی کی وجہ سے اور سلسلہ احمدیہ کی شرارت آمیز سے مخالفت کے باعث بے درپے ذلت و ادبار کے چرکے کھانے اور سارے کنبہ کو جیل خانہ تک پہنچا چکنے کے باوجود ہمارے خلاف نیش زنی سے باز نہیں آتا۔ چنانچہ حال میں جب "زمیندار" کے بعض مضامین کی بنا پر مسٹر ظفر علی کے چچا اور اس کے اکلوتے بیٹے پر بغاوت پھیلانے کا مقدمہ دائر ہوا۔ اور زمیندار کچھ عرصہ بند رہنے کے بعد شائع ہوا۔ تو اس نے پہلے ہی پرچہ میں ہمارے خلاف خواہ مخواہ بیہودہ سرائی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور یہ خیال کرکے کہ ہم اس تازہ ذلت و بربادی کو پیش کرکے "زمیندار" کو عبرت حاصل کرنے کی تلقین کرینگے۔ مسٹر ظفر علی ایڈیٹر کو سنت یوسفی پر عمل کرکے قید ہو جانیوالے قرار دیا۔

اگر "زمیندار" اس موقع پر ہمیں مخاطب کرتا۔ تو ہمیں اس کے متعلق اس نئے عتاب الٰہی پر کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ "زمیندار" کی خانہ ویرانی ایک ایسا کھلا نشان بن چکی ہے۔ کہ دانا اور فرزانہ اصحاب کو اس کے متعلق کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسے صرف بطور خبر شائع کیا۔ اور اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہ لکھا تھا۔ لیکن چونکہ "زمیندار" نے ہمیں مخاطب کرکے اسے "سنت یوسفی" ثابت کرنے کی سعی ناکام کی ہے۔ اسلئے ضرورت ہے کہ اس کی حقیقت ظاہر کی جائے۔ اور بتایا جائے کہ کجا "سنت یوسفی" اور کجا "مجرمانہ سزایابی"۔

اس بات کے سمجھنے کے لئے ناظرین کرام کو حسب ذیل مثال پر توجہ فرمانی چاہئے۔

عمر فاروق۔ عثمان غنی۔ اسد اللہ علی رضوان اللہ علیہم دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہوکر جان بحق تسلیم ہوئے۔ ان کو شہید کہا جاتا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی کے ہاتھوں قتل کئے گئے۔ اسی وحشی نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ مگر اس کے ہاتھ کا اول الذکر مقتول تو سید الشہداء کہلاتا ہے۔ اور آخر الذکر مقتول ملعون و مقہور۔ بتا ہر بدر۔ احد۔ تبوک اور یرموک اور حنین وغیرہ میدانوں میں دو صفیں متقابل صف آرا ہوئیں۔ دونوں طرف سے تیر و تفنگ شمشیر و نیزہ سے کام لیا گیا۔ دونوں صفوں میں خاک و خون میں تڑپتے ہوئے انسانی جسم نظر آئے۔ مگر ایک صف کے بسملوں کو حق و صداقت کی قربان گاہ پر قربان ہونیوالے اور دوسروں کو باطل پر مرنے والے قرار دیا جاتا ہے۔ ان باتوں میں جو اختلاف ہے۔ وہ اگر درست ہے۔ اور یقیناً درست ہے۔ تو اسی طرح یوسف ابن یعقوب نبی اللہ گو مصر کے جیل خانہ میں گیا۔ مگر وہ جیل میں رہنے کے باوجود دنیا کی نظروں میں صدیق ہے۔ اور ہر وہ شخص جو مجرم بن کر جیل میں جاتا ہے۔ اس کا منہ نہیں ہے کہ اپنے آپ کو سنت یوسفی پر عمل کرنیوالا سمجھ لے۔

حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بے شک قتل ہوئے ہیں۔ مگر ان کی موت ان کو اس اعلےٰ مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ جو ان کی زندگی کا مقصد اور مدعا تھا۔ کیوں؟ محض اسلئے کہ انھوں نے حق کے مقابلہ میں باطل کو بلند نہ ہونے دیا۔ اور نازک سے نازک مقام اور خطرناک سے خطرناک وقت میں راستی سے ایک بال برابر بھی ادھر ادھر نہ ہوئے اور جس بات کو انہوں نے حق سمجھ لیا۔ اس پر ایک مضبوط چٹان کی طرح ہر ایک سازش کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔ پھر یہ درست ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید کی سختیاں برداشت کیں۔ مگر کیا انھوں نے کوئی قانونی اخلاقی۔ انسانی شرعی جرم کیا تھا۔ نہیں بلکہ ان کا جرم محض یہ تھا کہ وہ مجرم نہ تھے۔ امرأۃ العزیز چاہتی تھی کہ اپنے حسن کا شکار یوسف کنعان کو بنالے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی۔ اور وہ انتہا درجہ کے مجبور کن حالات میں بھی بال بال بچ گئے۔ اور جب اس عورت نے ناکامی اور نامرادی کی ذلت سے جھنجھلا کر اپنے خاوند کے سامنے ان پر اُلٹا الزام لگایا۔ تو اس وقت انھوں نے یہ نہ کہا کہ "میں جواب دینا نہیں چاہتا"۔ بلکہ اصل حقیقت کو ظاہر کر دی۔ اور ان کی صفائی میں بھی اسی عورت کے اہل میں سے ایک نے گواہی دی۔ اس کے بعد بھی جب اس عورت کی ترغیبات جاری رہیں۔ اور اس نے قید کی دھمکیاں بھی دیں۔ تو حضرت یوسف نے اس کے پھندے میں پھنسنے کی بجائے قید کو ترجیح دی۔ اور بے گناہ یوسف زندان مصیبت میں ڈال دئیے گئے۔ جہاں وہ کئی سال نہایت صبر و شکر کے ساتھ رہے۔ اور ان کے علم و فضل کی شہرت جیل سے نکل کر دربار تک پہنچ گئے۔ آخر بادشاہ نے انہیں جیل سے لانے کے لئے آدمی بھیجے۔ اسپر حضرت یوسف نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ انھوں نے کہا میں جیل سے اسوقت تک نہیں نکلوں گا۔ جب تک اس تنازع کا قطعی فیصلہ نہ ہو جائے۔ جس کے باعث میں اتنے سال سے جیل میں ہوں۔ تحقیقات کیجئے اس معاملہ میں میں مجرم ہوں یا وہ عورت۔ جب بادشاہ نے تحقیقات کی۔ تو حق ظاہر ہو گیا۔ اور امرأۃ العزیز خود بول اٹھی۔ کہ یوسف سچا بے قصور اور پاک ہے۔ جو کچھ ہوا میری طرف سے ہی ہوا۔ اس طرح جب حضرت یوسف کی پاکبازی مستغیثہ کی زبان سے ظاہر ہو گئی اور وہ ہر قسم کے الزام سے بری ثابت ہو گئے۔ تب جیل سے باہر آئے۔ اور تمام ملک میں عزت اور توقیر کی نگاہوں سے دیکھے اور سر آنکھوں پر بٹھائے گئے۔ یہ تھی قید عزت۔ کہ اس سے حضرت یوسف کی عزت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ بلکہ ان کی عزت اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور ان کی شرافت نفس اور بزرگی کا

حکام مصر میں پہنچ گیا تھا کیونکہ ابتداء سے انتہا تک ان کے رویہ میں کوئی شرمیہ نقص نہ پایا گیا۔

اس کے مقابلہ میں وہ قید جو عزت کے بلند مقام کو گرا کر ذلت میں ملا دیتی ہے۔ ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کا اصول صداقت نہیں۔ بلکہ محض نفس پرستی ہوتا ہے۔ وہ کسی کی مخالفت بڑے زور شور سے کرتے ہیں۔ لیکن سمجھتے ہیں کہ واقعی ان کے نزدیک وہ شخص اسی سلوک کا مستحق ہوتا ہے۔ یا محض اس لئے کہ اس کے ذریعہ نفسانی فوائد حاصل ہوں۔ تب ان کو حاصل ہونے کی توقع ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کی ایک بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے بڑے اور کبر وغرور کے ہوتے ہیں کہ ذرا سی بات ان کے پاؤں میں تزلزل پیدا کر دیتی ہے۔ اور ایک وقت وہ جسے صواب سمجھتے ہیں۔ دوسرے وقت اسی کا کلمہ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں میں سے ایک مسٹر ظفر علی ہیں۔ ایک دفعہ پہلے گورنمنٹ نے شورش انگیزی کی وجہ سے انہیں نظر بند کر دیا تھا۔ اگر وہ بااصول انسان ہوتے۔ تو کبھی اپنی نظر بندی کے مقام سے باہر نہ نکلتے۔ جب تک گورنمنٹ ان کے بے قصور ہونے کا اعتراف نہ کر لیتی لیکن یہ تو بڑی بات تھی۔ انہوں نے یہاں تک کمزوری دکھائی۔ کہ شملہ کی بلند و بالا چوٹی پر پہنچ کر اپنی پیشانی اسی حاکم کے پاؤں میں رکھ دی۔ جس کے خلاف ان کا قلم آتش فشانی کر رہا تھا۔ اور اس طرح مشروط آزادی حاصل کی۔ جس کی ایک بڑی شرط سیاسیات سے علیحدہ رہنا تھی۔ چنانچہ انہوں نے سیاسیات کو دور از کار مشغلہ قرار دیکر اس سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہی مسٹر ظفر علی جسے عوام میں ایک خاص درجہ حاصل تھا۔ لوگوں کی نظروں سے بالکل گر گیا۔ کیونکہ انہوں نے اس کی ذلت انگیز کمزوری کو دیکھ لیا۔

کیا کوئی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسٹر ظفر علی نے سنت یوسفی پر عمل کیا تو ہرگز نہیں۔ اب رہی موجودہ قید۔ اس کے متعلق بھی سن لیجئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ انہوں نے از خود ایسا موقع نہیں پیدا کیا تھا کہ جیل خانہ میں بھیجے جائیں۔ پھر جب ان پر الزام لگایا گیا۔ تو بیان دینے سے انکار نہ کیا۔ بلکہ صاف طور پر حقیقت ظاہر کر دی۔ اور ایک گواہ بھی ان کی صفائی کے متعلق گذرا۔ اس پر بھی جب انہیں جیل میں ڈال دیا گیا۔ تو آخر کار اس وقت جیل سے نکلے۔ جب الزام لگانے والی نے ان کی بریت کا اقرار کیا۔ اور انہیں صادق اور پاک ٹھہرایا۔

اس کے مقابلہ میں مسٹر ظفر علی اینڈ سن کو دیکھو وہ مسٹر گاندھی کی ہدایات کے ماتحت موجودہ گورنمنٹ کے خلاف نفرت اور بددلی پھیلانا حتی کہ ایسے اکسیر پہننا اپنا فرض بتاتے ہیں۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ نہ صرف گورنمنٹ کے نزدیک بلکہ اسلام کی رو سے بھی یہ سخت جرم ہے۔ اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تاکہ جیل میں جا کر عوام کی خوشنودی مزاج کا پروانہ حاصل کریں۔ اور جب ان پر باقاعدہ عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا۔ اور جرم بتا کر بیان کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو فرماتے ہیں۔ "میں جواب دینا نہیں چاہتا۔" پھر موقع ملنے کے باوجود اپنی صفائی میں کوئی گواہ نہیں پیش نہیں کرتے۔ کیا انہیں سنت یوسفی پر عمل کرنے والے کہا جا سکتا ہے

یاد رہنا چاہیئے۔ کہ جس طرح ہر ایک قتیل ہونے والا شہید نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر ایک جیل میں جانے والا سنت یوسفی پر عمل کرنیوالا نہیں کہلا سکتا۔ ورنہ ہر ایک شریر فتنہ انگیز۔ اور بدمعاش جو جیل میں جاتا ہے۔ اسے یوسف اور معصوم یوسف قرار دینا پڑیگا۔ اگر زمیندار ایسا کرنے کے لئے تیار ہے۔ تو اس کا حق ہے۔ کہ مسٹر ظفر علی اور ان کے صاحبزادہ کو بھی سنت یوسفی پر عمل کرنے والے قرار دے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اور حضرت یوسف کی قید اور دوسرے مجرموں کی قید میں کوئی امتیاز سمجھتا ہے۔ تو اسے یہ بھی مان لینا چاہیئے کہ حقیقت بین اصحاب کے نزدیک یہی امتیاز مسٹر ظفر علی کے متعلق بھی موجود ہے۔

خودکشی

محققین علم و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جانوروں میں خودکشی کی وجہ تا نہیں پائی جاتی جس سے معلوم ہوا کہ یہ غیر طبعی امر ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان جسے خدا نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور حیرت یہ ہے کہ بعض مذاہب بھی خودکشی کی اجازت دیتے۔ یا کم از کم خودکشی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مثلاً ہندوؤں میں ستی کی رسم کو بڑا متبرک سمجھا جاتا ہے۔ مگر اسلام ایسا مذہب ہے۔ جو خودکشی کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ اور خودکشی کرنیوالے کو جہنمی قرار دیتا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ تمنائے موت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا بلکہ زندگی کی تمام تلخیوں کو مردانہ وار برداشت کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام موجودہ مذاہب کے مقابلہ میں اس تعلیم کے لحاظ سے بھی فطرت کے مطابق مذہب ہے۔ اور یہ اس بات کا ایک اور ثبوت ہے۔ کہ ان الدین عند اللہ الاسلام خدا تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی سچا دین ہے۔

ذیل میں ہم اس تحقیق کو درج کرتے ہیں۔ جو جانوروں میں خودکشی کے متعلق کی گئی ہے جسے "انگلشمین" کلکتہ سے ترجمہ کر کے معاصر ہمدم نے شائع کیا ہے۔

"یہ تو بہت صحیح ہے۔ کہ جانوروں میں قتل کے واقعے بہت نادر ہیں۔ مگر جرم خودکشی بھی مشہور نہیں جن ممالک میں بچھو پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ جب اس زہریلے کیڑے کو کسی ایسے گوشے میں گھیر لیا جاتا ہے۔ جہاں سے وہ باہر نہیں نکل سکتا۔ تو وہ اپنی پیٹھ پر خود ڈنک مار کر اپنے کو ہلاک کر لیتا ہے۔ اس خیال کو مسٹر جے۔ اے۔ لیبر نے تجربہ کر کے غلط ثابت کیا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اور بہت سے زہریلے کیڑوں کی طرح کسی بچھو کا ڈنک نہ خود اس کے جسم پر اثر کرتا ہے۔ اور نہ دوسرے بچھو کے جسم پر۔ لیکن اگر بچھو کسی جانور کو کاٹے تو وہ بہت جلد بے حس و حرکت ہو کر مر جاتا ہے یہ خیال کہ بچھو خودکشی کر لیتا ہے۔ اس طرح پیدا ہوا کہ جب لوگوں نے بچھو کو گھیر کر اس کے چاروں طرف

دیکھتے ہوئے انگاروں نے اس کا راستہ مسدود کر دیا۔ تو بچھو خلاف توقع زیادہ گرمی کو پورے طور پر محسوس کر سکتا ہے۔ وہ ایک جگہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور عاجز ہو کر زمین پر پڑ جانے سے قبل وہ اپنی خمیدہ دُم کو کوڑے کی طرح کھینچ کر نہایت شان کے ساتھ اپنی پشت پر رکھ لیتا ہے۔ آخر کار اس پر ایک حالت غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اسکو لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ مر گیا۔ چونکہ کسی نے اس کے چلنے سے قبل یہ تحقیقات نہیں کی کہ دیکھے آیا وہ مُردہ ہے یا زندہ۔ اس لئے بچھو کی خودکشی کا فسانہ مشہور ہو گیا۔

اسی طرح ناروے کی مچھلیوں پر بھی خودکشی کا الزام لگایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نقل وطن کی بہت مشتاق ہوتی ہیں۔ اور یہ شوق ان کو اکثر دریا یا سمندر میں غرق کئے رہتا ہے۔ انہیں نقل وطن کی ضرورت آبادی کے بڑھ جانے کے باعث پیش آتی ہے۔ اور ایسے خاص موقعہ میں یہ جتھہ کا جتھا پہاڑوں سے اُتر کر لاکھوں کی تعداد میں میدان میں آتے۔ اور مغربی جانب جاتے ہیں۔ راستہ میں جو چیز ان کو ملتی ہے۔ وہ سب چٹ کر جاتے ہیں۔ اگر ان کے اس سفر میں کوئی دریا حائل ہوتا ہے۔ تو وہ اسکو عبور کر جاتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ اکثر واقع ہوتا ہے اگر وہ ساحل سمندر پر پہنچتے ہیں۔ تو ان کی اولوالعزم طبیعت اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ کوئی چیز ان کے مقابلہ میں آئے۔ اور انکو روک اور وہ فوراً پورا تہ طریقہ پر سمندر کو عبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب تک تیرنے کی قوت ہوتی ہے۔ تیرتے ہیں۔ اس کے بعد ڈوب جاتے ہیں۔ مگر یہ زندہ رہنے کی کوشش کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور اس لئے یہ خودکشی سے بالکل علیحدہ چیز ہے۔ ان کو اس دوران میں بہت سی بھیانک مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض لوگوں نے دیکھا ہے۔ کہ یہ جانور اپنی روانگی کے وقت سے دو دو سال بعد اپنے نئے قیام گاہ تک۔

پہنچتے ہیں۔ مگر افسوس ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ حتے کہ بعض اوقات اتنی کم جیسی کہ نپولین کے باقیماندہ لشکر کا آدمی دوسروں کا فسانہ بیان کرنے کو باقی رہ گئے تھے ۔"

(ہمدم ۱۶ اگست از سٹیٹسمین کلکتہ)

اس لمبے اقتباس کے نقل کرنے سے ہماری غرض اسلام کے ایک ارشاد کی حقانیت ظاہر کر کے اسلام کی عظمت کو نمایاں کرنا ہے۔

آریہ سماج کا زوال

آریہ گزٹ نے اپنی اشاعت ۱۱ اگست میں جو لیڈنگ آرٹیکل بعنوان "قحط زدہ علاقہ کے چشمہ پر" لکھا ہے اس میں رقمطراز ہے:۔

"لوگ اب آریہ سماج میں دلچسپی نہیں لیتے۔ ہفتہ واری جلسوں میں رونق کم ہوتی ہے۔ انترنگ سبھاؤں کے اجلاس بار بار کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی ہوتے رہتے ہیں۔ سالانہ جلسے نمائش بلکہ انسٹی ٹیوشن ڈھانچے رہ گئے ہیں۔ پرانے آریہ تھک چکے ہیں۔ نئے نظر نہیں آتے۔ آریہ اپنے خاندانوں کی پرورش کرتے ہیں۔ روپیہ کمانے میں مصروف ہونے میں اور عہدے حاصل کرنے میں ہی معروف رہتے ہیں۔ آریہ سماج کا کام Overtime work "التو وقت کا کام" سمجھا جانے لگا ہے۔ کوئی اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں کیا ہو جانیوالا ہے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

کیا آریہ صاحبان تسلیم نہیں کرینگے کہ وہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے جو خدا کے مسیح موعود کے منہ پر جاری ہوئی تھی کہ تم میں سے ابھی کئی لوگ زندہ ہونگے کہ آریہ سماج کا زوال دیکھ لینگے۔ صدق اللہ ورسولہ

اسلام اور آریہ سماج

آریہ گزٹ اپنے اسی مضمون میں ایک طرف تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ آریوں نے آریہ سماج کو چھوڑ دیا ہے اور دوسری طرف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ غیر مذاہب کے لوگ آریہ سماج کا کام کر رہے ہیں چنانچہ لکھتا ہے

"مسلمان بھائی آریہ سماج کا کام کر رہے ہیں جبکہ وہ قرآن شریف کی آیات کی آریہ سماج کے اصولوں کے مطابق تاویلیں بنا رہے ہیں۔ اور قرآن کی پہیلی خلاف از عقل۔ بعید از قیاس۔ دور از سائنس باتوں کو توڑ مروڑ کر عین ویدک دھرم کے نیتوں کے ساتھ لگا کھانیوالی بنا رہے ہیں۔ وقت آئیگا جب کل مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائینگی۔ اور وہ یک زبان ہو کر کہہ اٹھینگے۔ کہ تاویلیں بنانے کی کیا ضرورت ہے اُلٹے ہاتھ سے ناک پکڑنے کی کیا حاجت۔ کیوں نہ سیدھے سہل۔ ویدانت چشمہ پر چلے جائیں جس کے ساتھ تعلق کرنے کے لئے یہ کل پرپنچ رچے جاتے ہیں۔"

(آریہ گزٹ۔ ۱۱ اگست)

اگر واقعی آریہ سماج میں کوئی ایسی کشش ہوتی کہ مسلمان اپنی مذہبی کتاب مقدس کو اس کیلئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ آریہ اس سے علیحدگی اختیار کرتے اور پھر خود اقرار کرتے۔ کہ سماج کے کاروبار میں ابتری اور تنزل اور انحطاط آگیا ہے۔

آریہ گزٹ اگر اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کوئی ثبوت پیش کرتا۔ اور قرآن کریم کی کوئی ایک ہی ایسی بات بتاتا۔ جسے توڑ مروڑ کر ویدک دھرم کے نیموں کے ساتھ لگا کھانیوالی بنایا گیا ہے۔ تو ایک بات تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اور نہ کر سکتا ہے۔ اگر اسمیں ہمت ہے تو اب ہی کوئی مثال پیش کرے۔ صرف دعویٰ کر دینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ برخلاف اس کے ہم بتاتے ہیں کہ آریہ اپنے دھرم کو اسلام کے اصول کے تحت بدل رہے ہیں۔

بیوہ کی شادی کرنا ہندوؤں میں سخت معیوب ہے اور سوامی دیانند صاحب نے بھی اس کی قطعاً اجازت نہیں دی لیکن آریہ صاحبان آئے دن بیوہ عورتوں کی شادی کرتے رہتے ہیں۔ اور اسپر بڑا زور دے رہے ہیں۔ کیا یہ وید کو چھوڑ کر صریح طور پر قرآن کریم کے اس حکم کی پابندی نہیں ہے کہ انکحوا الایامیٰ۔ بیوہ عورتوں کی شادی کرو۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ شیشے کے مکان میں بیٹھ کر قلعے میں رہنے والوں پر پتھر پھینکنے کی کیوں جرأت کیجاتی

خطبہ جمعہ

امتحان کا وقت اور تقویٰ اللہ کی ضرورت

از مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۱۶ ستمبر ۱۹۲۱ء

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

خدا کا غضب اس سُورۃ میں جس کو فاتحہ کہتے ہیں اور جو جامع دُعا ہے۔ جس طرح ہر ایک مقصد میں صحیح اور آسان راستے کے متعلق دُعا مانگنے کے لئے یہ بتایا گیا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم اسی طرح آگے مغضوب اور ضال کے رستے سے بھی بچنے کی بھی دعا سکھائی گئی ہے۔ مغضوب کون ہوتا ہے۔ وہ جس پر خدا کا غضب ہو۔ اور خدا کا غضب دو طرح ہوتا ہے۔ (۱) یہ کہ دُکھ دینے والی چیزیں پیش کی جائیں جن سے بیرونی طور پر اس پر کوئی دُکھ درد اور مصیبت کا نزول ہو۔ دوسری قسم غضب الٰہی کی یہ ہوتی ہے کہ وہ نعمتیں جو انسان کو حاصل ہوتی ہیں جن سے راحت پاتا ہے۔ وہ چھین لی جاتی ہیں۔ مثلاً کسی کا بیٹا ہو وہ فوت ہو جائے۔ یہ مُصیبت بیرونی نہیں بلکہ جو کچھ پہلے میسّر تھا۔ وہ گم ہو گیا۔ مگر یہ عذاب الٰہی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ادنیٰ اور اعلیٰ۔ خواہ وہ بیرونی باعث سے ہو یا اندرونی سے۔ مثلاً اپنا بیٹا فوت ہو تو تکلیف زیادہ ہوگی۔ لیکن اگر دُور کا رشتہ دار فوت ہو۔ تو تکلیف تو ہوگی۔ مگر بیٹے کی نسبت کم۔ پھر دونوں میں سے کسی قسم کی تکلیف ہو۔ اس کے آگے دو نتیجے ہوتے ہیں۔ یا تو اس تکلیف اور عذاب اور مُصیبت سے انسان نصیحت پکڑ لیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے یا اور بگڑ جاتا ہے۔ اور بُرے کاموں کا مرتکب ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص پر رزق کی تنگی آتی ہے۔ اگر خدا کا فضل نہ ہو۔ تو وہ نفس اور شیطان کے دھوکے میں آجاتا ہے اور اس ابتلاء میں وہ چوری وغیرہ کی طرف مائل ہو جاتا اور اپنے نفس کو تسلی دیتا ہے۔ کہ اس حال میں تو مُردار کھانا بھی جائز ہے۔ پھر کیوں نہ ہمت کر کے اپنا رزق حاصل کروں۔ اور آخر میں وہ خدا سے بھی منکر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک گناہ دل پر ایک داغ چھوڑتا ہے ؛

ابتلاء سے سبق لیکن اگر وہ پہلی غفلت پر بیدار ہو جائے۔ تو پھر وہ ابتلاء اسکی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک راستہ پر ایک شخص چلا جاتا ہے۔ جہاں ایک خطرناک سانپ پوشیدہ ہے۔ اگر وہ شخص اس سانپ تک پہنچے۔ تو وہ سانپ اسکو ہلاک کر سکتا ہے لیکن ایک شخص اس کو دھکا دے کر پرے کر دیتا ہے گو اس دھکے سے اسکو چوٹ آئے۔ مگر سانپ کے حملے سے بچ جاتا ہے۔ وہ دھکا اس کے لئے تکلیف دہ نہیں۔ بلکہ اس کے لئے رحمت ہوتا ہے۔ اسی کے مطابق ایک واقعہ ہے۔ امیر عبدالرحمٰن خان دربار میں بیٹھا تھا۔ پاس ہی اس کا ولیعہد امیر حبیب اللہ خان بھی تھا۔ امیر عبدالرحمٰن خان کے ایک رشتہ دار نے جس کو میں نے بھی دیکھا ہے اس پر پستول کا فائر کرنا چاہا۔ مگر حبیب اللہ خان نے اس شخص کے ارادہ کو معلوم کر لیا اور فوراً اس زور سے باپ کو دھکا دیا۔ کہ وہ اپنی جگہ سے پرے جا گرا۔ اور پستول کا وار خطا گیا۔ گو بیٹے کی اس حرکت سے باپ کو ضرور تکلیف ہوئی۔ مگر اس کی جان بچ گئی ؛

مومن کی صفت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اذا مسھم طائف من الشیطٰن تذکروا (پارہ نہم رکوع ۱۴) جب مومنوں کو گھوسنے والا شیطان مس کرتا ہے۔ تو وہ فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً آج کل قحط ہے اگر کوئی شخص ایسی بات کر گذرے۔ جو جائز نہ ہو۔ تو علاوہ دنیا میں عذاب کے عاقبت بھی خراب کریگا کیونکہ یہ دن ہمیشہ نہیں رہینگے۔ لیکن یہ بدنامی کا داغ نہیں جائے گا۔ اسلئے مومن کو چاہیئے کہ دونوں رنگ سے بچے۔ مومن میں خود داری ہوتی ہے۔ وہ ذلیل نہیں ہوتا وہ کسی حالت میں بھی ہو۔ ذلّت کے کام سے بچتا ہے۔ مجھے ایک واقعہ جب یاد آتا ہے۔ تو میں حضرت خلیفہ اول کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ ایک زمانہ میں میرا ایک غریب رشتہ دار آیا۔ اب تو غرباء اور مسافروں کو ہمارے خزانے سے کچھ مدد مل جاتی ہے۔ مگر اسوقت یہ انتظام نہ تھا۔ جب وہ جانے لگا۔ تو میں نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کیا۔ کہ یہ میرا رشتہ دار ہے۔ اور اس کے پاس کرایہ نہیں اگر آپ ارشاد فرمائیں۔ تو اس کے لئے چندہ کر دیا جائے آپ نے فرمایا۔ یہ وقت گذر جائیگا۔ مگر تم پر ایک داغ لگ جائیگا۔ تم خود جو کچھ دے سکتے ہو۔ دیدو۔ اسوقت میری تنخواہ صرف ۱۵ روپیہ تھی۔ میں نے اس کے جانے کا خود بندوبست کیا۔ اب وہ وقت نہ رہا۔ اس کے لئے چندہ ہو سکتا تھا۔ لیکن مجھ پر ضرور داغ لگ جاتا۔ کہ میرے ایک رشتہ دار کے لئے چندہ کیا گیا ؛

نیکی بدی کو دُور کرتی ہے مومن کو ہر وقت چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ اور ایسے مواقع پر توبہ و استغفار اور دُعا کی ضرورت ہوتی ہے تا ایسا نہ ہو۔ کہ یہ ابتلاء ہم پر ایک بدنما داغ چھوڑ جائیں۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیاٰت۔ جس طرح سیل میل کچیل کو لیجاتا ہے اسی طرح نیکیاں بدیوں کو دھو دیتی ہیں۔ اگر انسان ابتلاؤں میں ثابت قدم نکلے۔ اور وساوس کو پاس نہ آنے دے تو میرے نزدیک اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کی عارضی جُدائی میں نے بتایا ہے۔ تکالیف مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ اور ان کے اثرات کم و بیش ہوتے ہیں۔ میں نے یہ بھی بتایا ہے۔ کہ کسی زیادہ عزیز کے گم ہونے کا جو صدمہ ہوتا ہے۔ وہ دُور کے رشتہ دار کے صدمہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ جتنا کوئی زیادہ پیارا ہوگا۔ اس کی جدائی سے اتنی ہی تکلیف زیادہ ہوگی۔ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود پر مقدمات کا سلسلہ چلا۔ چونکہ بار بار

گورداسپور جانا پڑتا تھا۔ اسلئے حضرت صاحب گورداسپور ہی میں ایک عرصہ کے لئے مقیم ہو گئے۔ ان دنوں بعض احباب قادیان ہی سے جنہیں مولوی عبدالکریم صاحب بھی تھے۔ آپ نے ایک خطبہ پڑھا۔ اور جس طرح ہمیں کہتے ہیں۔ گویا اسی طرح انہوں نے حضرت مسیح موعود کی جدائی میں کیا اور کہا کہ مخالفوں نے ہماری کیسی عزیز چیز کو ہماری نگاہوں سے اوجھل کر دیا ہے۔ یہ خطبہ الحکم میں چھپا۔ میں گورداسپور میں تھا۔ میں نے پڑھا۔ تو میں نے کہا کہ یہ درست نہیں کہ مخالفوں نے ہم سے اوجھل کر دی۔ بلکہ خود ہماری غلطیوں کا یہ نتیجہ ہے۔

اسوقت مسیح موعود تو نہیں۔ مگر آپ کے خلیفہ ہم میں موجود ہیں۔ کئی سال سے آپ کی صحت اس قسم کی ہو گئی ہے۔ کہ آپ کو پہاڑ پر جانا پڑتا ہے۔ آپ کے دیکھنے سے ہماری کلفتیں دور ہوتی تھیں۔ اور ہمیں آپ کے دیکھنے سے تسلی ہوتی تھی۔ آپ ہمارے لئے دعا کرتے تھے۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تھی یا کسی کے عزیز کو تکلیف ہوتی تھی۔ تو وہ آپ کو دعا کے لئے لکھتا تھا۔ اور اسکو ایک تسلی ہو جاتی تھی کہ حضرت صاحب کو دعا کے لئے لکھ دیا ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ میرا کوئی بچہ بیمار نہیں ہوا۔ کہ میں نے حضرت کو دعا کے لئے عرض کیا ہو۔ اور اسکو شفا نہ ہوئی ہو۔

یہ لوگ اپنے نفس کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ بلکہ خدا ہی ان سے جو کچھ کراتا ہے کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے بار بار عرض کیا کہ کشمیر چلیں۔ مگر حضور خاموش رہے۔ آخر بہت زور دینے پر فرمایا۔ مولوی صاحب! اگر خدا کوئی کام نکالدے گا تو ہم چلے جائینگے۔ یہ لوگ اپنے لئے نہیں جاتے یا تو خدا کوئی کام پیدا کر دے۔ تب جاتے ہیں یا دوسرے رنگ میں خدا ہی کی طرف سے مجبور ہو جائیں۔ تب جاتے ہیں لیکن کچھ بھی ہو۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ہم سے علیحدہ کئے جاتے ہیں۔ اسلئے ہمیں استغفار کی ضرورت ہے۔ اور بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ جدائی کا عرصہ لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ ۲۸ اگست کو کشمیر میں جلسہ ہے۔ اس سے فارغ ہو کر واپس آجائینگے۔ ہم منتظر تھے کہ اب چند روز میں حضرت خلیفۃ المسیح آجائینگے۔ جلسہ تو ہو چکا۔ مگر آپ کے گھر میں ایسی تکلیف شروع ہو گئی۔ جس کے باعث کم از کم دس پندرہ روز اور وہاں ٹھہرنا ناگزیر ہو گیا۔

ہمنے بتلایا ہے کہ ابتلاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک بیرونی ایک اندرونی۔ اسوقت دونوں قسم کے ابتلاء ہم پر ہیں۔ لیکن ابتلاء ایک تو عذاب ہوتے ہیں۔ ایک رحمت ہو جاتے ہیں۔ ابتلاء کے وقت میں لوگ شیطان اور نفس کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ میرے والد کا ایک دوست تھا۔ جو بہت بوڑھا تھا۔ اس کی بہت سی اولاد تھی۔ لیکن آخر وقت میں کہتا تھا کہ میرا جی چاہتا ہے۔ سب بیٹوں کو قتل کر ڈالوں بیٹے سبب پوچھا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ کشمیر میں ایک دفعہ میں قحط پڑا۔ اور میں نے ان لڑکوں کی پرورش کے لئے چوریاں کیں۔ یہ تو پرورش پا گئے۔ مگر میں نے اپنی عاقبت خراب کر لی۔

چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کی جائے کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو جلد بالخیر واپس لائے کیونکہ انکو دیکھنے سے ہمارے زنگ دور ہونگے۔ وہ زنگ جو بڑے بڑے لوگوں کے دلوں پر خلاف مناسبت مجالس میں بیٹھنے سے لگا کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا خط

حضرت خلیفۃ المسیح کو جب قحط وغیرہ تکالیف کے متعلق معلوم ہوا۔ کہ قادیان کے لوگ مبتلا ہیں۔ تو آپ نے حضرت امیر (مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان) کے نام ایک خط لکھا۔ جس کا اقتباس میں آپ کو سناتا ہوں۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں۔

"سب احباب کو جمع کر کے نصیحت کریں کہ تقویٰ اختیار کریں۔ اور استغفار کثرت سے کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو دور کرے۔ اور اس امر سے بچیں کہ مصیبت ان کو کسی اور گناہ پر آمادہ کرکے اور زیادہ خدا کی ناراضگی کو بھڑکا دے یہ مشکل چند روزہ ہے۔ اور انشاء اللہ یونہی گذر جائیگی۔ مگر اس کے اثرات جو دل پر پڑینگے۔ خواہ نیک خواہ بد۔ وہ بعد میں قائم رہینگے پس نفس کی شرارتوں اور اسکے دھوکوں سے بچیں۔ اور اپنی عاقبت کی فکر رکھیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں پیدا کریں"

یہی وقت ہے جسمیں ہم کامیاب ہو سکتے ہیں یا ناکام۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کے متعلق فرماتا ہے وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ وہ اگر تنگی میں بھی ہوں تاہم اپنی ضرورتوں پر دوسرے کی ضرورت کو مقدم کرتے ہیں۔ اگرچہ تنگی کا زمانہ ہے۔ مگر یہی وقت کام کا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری دستگیری فرمائے۔ تو ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ لکھنؤ کا شاندار جلسہ

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انجمن احمدیہ لکھنؤ کا تبلیغی جلسہ رفاہ عام گولہ گنج لکھنؤ کی مشہور و معروف عمارت میں ۲۰ اگست لغایت ۲۲ اگست ۱۹۲۱ء نہایت کامیابی سے ہوا۔ مختصر حالات جلسہ حسب ذیل ہیں۔ ۱۸ اگست ۱۹۲۱ء کو بارہ بجے دن کے مکرم جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور رونق افروز لکھنؤ ہوئے۔ اور ۲۰ اگست ۱۹۲۱ء کو صبح پنجاب میل سے سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بہمراہی مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی اور مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری بریلی سے تشریف لائے۔ منجانب جماعت احمدیہ لکھنؤ کے پیش امام سید ارتضیٰ علی صاحب اسٹیشن پر معزز مہمانوں کی پیشوائی کے لئے موجود تھے۔ وفد کے آنے سے قبل بذریعہ اشتہارات اردو وانگریزی دعوتی کارڈ پورے طور پر اعلان کردیا

تھا۔ علاوہ مذکورہ بالا حضرات کے آگرہ، فیروز پور، جالندھر، کانپور سے معزز احمدی صاحبان بھی بغرض شرکت جلسہ تشریف لائے تھے۔

پہلے روز ۱۲؍ کا جلسہ بصدارت جناب مسٹر سید نبی اللہ صاحب بیرسٹرایٹ لاء ۵ بجے شروع ہوا۔ اور ۷ بجے ختم ہوا۔ اس دن جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور نے بعنوان "موجودہ عالمگیر بے چینی اور اس کا علاج" انگریزی میں لیکچر دیا۔ اور آخر میں صدر صاحب نے اپنی رائے لیکچر کی بابت ظاہر کی۔ اور حاضرین کو توجہ دلائی۔ کہ وہ معزز لیکچرار کے پاکیزہ خیالات سے فائدہ اٹھائیں۔ معزز لیکچرار کے لیکچر کا خلاصہ یہ تھا کہ مادیات نے روحانیات پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس لئے تمام فسادات پھیل رہے ہیں۔ اور اب اس کا یہی علاج ہے۔ کہ روحانیات مادیات پر قابض ہوں۔ لیکچر قابل تعریف تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ قابل لیکچرار کو زبان انگریزی پر عبور کامل حاصل ہے۔

دوسرے روز ۱۴؍ اگست ۱۹۲۱ء کو صبح ۸ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جلسہ کے صدر جناب ... حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری تھے اور اس عنوان پر کہ "اسلام دوبارہ کس طرح ترقی کر سکتا ہے" جناب مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے گیارہ بجے تک تقریر فرمائی۔ اور گیارہ بجے سے ۱۲ بجے تک جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے عربی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل بیان فرمائے۔ اور جلسہ ختم ہوا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی ۳ بجے شروع ہوئی اور مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے قرآن کریم سے وفات مسیح ناصری کے دلائل اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت اور صادق مدعیوں کی شناخت کے معیار پیش کئے۔ خاتمہ تقریر پر حضرات شیعہ میں سے جناب مولوی محمد سجاد صاحب نے حسب قرارداد جناب مولانا ممدوح کی تقریر پر اعتراض کئے۔ اگرچہ ایسے موقعوں پر معترض کو کم اور مجیب کو زیادہ وقت دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اعتراض میں جس قدر وقت خرچ ہوتا ہے۔ جواب میں اس سے بہت زیادہ وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جناب مولوی صاحب کے اصرار پر فریقین کو سوال و جواب کے واسطے مساوی وقت یعنی آدھ آدھ گھنٹہ دیا گیا۔ پہلے جناب مولوی محمد سجاد صاحب نے آدھ گھنٹہ تقریر فرمائی۔ جو مولوی محمد ابراہیم صاحب کی تقریر کے جواب میں تھی۔ لیکن تعجب ہے کہ نہ تو مولوی صاحب موصوف نے وفات مسیح علیہ السلام کے ان دلائل میں سے جو مولوی محمد ابراہیم صاحب نے قرآن کریم سے پیش کئے تھے۔ کسی دلیل کو رد فرمانے کی طرف توجہ فرمائی۔ اور نہ حیات حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ثبوت میں کوئی آیت پیش کی۔ اور نہ معیار ہائے صداقت میں سے جو مولوی محمد ابراہیم صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحب کے صادق ہونے کے ثبوت میں قرآن شریف سے پیش کئے تھے کسی معیار کو غلط ثابت کیا۔ نہ خود یہ بتایا کہ صادق مدعیان نبوت و رسالت کی شناخت کے معیار کیا ہیں۔ اور جھوٹے مدعیوں کے علامات کیا ہوتے ہیں۔ آخر تک یہی فرماتے رہے۔ کہ جو دلائل و معیار پیش کئے گئے ہیں۔ وہ غلط و ناقابل قبول ہیں۔ اور ہم پر حجت نہیں اور اس کے متعلق صرف اپنے خیالات پیش کرتے رہے۔ قرآن کریم کی کسی آیت سے استدلال نہ کیا۔

نصف گھنٹہ ختم ہو جانے پر مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے جو دلائل وفات مسیح و معیار صداقت قرآن کریم سے پیش کئے تھے۔ معزز معترض نے ان کی طرف مطلق توجہ نہیں فرمائی۔ حالانکہ ان کا فرض تھا کہ وہ ان دلائل وفات مسیح اور معیار صداقت کا غلط ہونا قرآن کریم سے ثابت فرماتے۔ کیونکہ صرف غلط کہہ دینے سے وہ غلط نہیں ہو سکتے۔ اور نہ قرآن کریم کی آیات کے مقابلہ میں کسی کے ذاتی خیالات قابل التفات ہیں۔ پھر آپ نے مولوی محمد سجاد صاحب کے تمام خیالات کا جواب دیا اور وقت ختم ہونے پر بیٹھ گئے۔ امید تھی کہ اب تو مولوی محمد سجاد صاحب ضرور ہی ان دلائل و معیار صداقت کی طرف جو ان کے سامنے پیش کئے گئے تھے توجہ فرمائیں گے۔ مگر نہایت تعجب ہے کہ مولوی محمد سجاد صاحب کے بجائے جناب مولوی کفایت حسین صاحب نے (جو قرآن کریم بیان کرتے ہیں) مولوی فاضل کہلاتے ہوئے اور تعجب اور بھی ترقی کر گیا جب مولوی فاضل صاحب نے بھی قرآن کریم جواب دینے کی طرف توجہ نہ کی۔ اور ایک آیت بھی اپنے خیالات کی تائید میں پیش نہ کر سکے۔

مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے اپنے وقت میں مولوی فاضل صاحب کے خیالات کا جواب دیکر پھر ظاہر فرمایا کہ ہماری طرف سے جو دلائل و معیار پیش کئے گئے۔ وہ بدستور قائم ہیں۔ ان میں سے ایک کو بھی غلط ہونا ثابت نہیں کیا گیا۔ اتنی کارروائی پر اس دن کا جلسہ ختم ہوا۔ اور فریق ثانی کی خواہش پر اعلان کر دیا گیا کہ کل بھی مولانا غلام رسول صاحب کی تقریر کے بعد جو ختم نبوت پر ہوگی۔ ۸ بجے تک سوال و جواب کا سلسلہ منجانب شیعہ صاحبان جاری رہیگا۔ چنانچہ ۲۲؍ اگست ۱۹۲۱ء کو بھی ایسا ہی ہوا۔ یعنی مولانا مولوی غلام رسول صاحب کی تقریر کے بعد مولوی کفایت حسین صاحب نے پھر اعتراض شروع کئے اور مولانا صاحب ان کا جواب دیتے رہے جلسہ کا وقت ۸ بجے تک تھا۔ مگر ۸ بجنے میں ابھی ۱۰ منٹ باقی تھے کہ مولوی غلام رسول صاحب کا وقت ہو گیا۔ فریق ثانی کی طرف سے درخواست کی گئی کہ ۸ بجنے میں ابھی ۱۰ منٹ باقی ہیں اور جلسہ کا وقت ۸ بجے تک ہے۔ پس یہ ۱۰ منٹ ہم کو تقریر کیلئے ملنا چاہیئے۔ ان کو جواب دیا گیا کہ آخری تقریر کرنے کا حق تو مجیب کا ہوتا ہے نہ کہ معترض کا اور آپ معترض ہیں نہ کہ مجیب۔ پس یہ ہو سکتا ہے کہ ۵ منٹ آپکو دیئے جائیں اور ۵ منٹ مولانا مولوی غلام رسول صاحب کو۔ اور اگر ۱۰ منٹ آپکو۔ تو پھر ۱۰ منٹ انکو۔ صرف آپکو ۱۰ منٹ نہیں مل سکتے۔ کچھ گفتگو کے بعد مولوی کفایت حسین صاحب نے رضامندی ظاہر کی۔ مگر بجائے قرآن کریم سے دلائل یا معیار صداقت کی تردید پیش کرنے کے ایک کتاب اٹھا کر پڑھنی شروع کر دی مضمون یہ تھا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "خود عبد الحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا" مولانا مولوی ظہیر الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ کھڑے ہوئے۔ اور مولوی صاحب سے درخواست کی کہ ذرا اس کتاب اور اس کے مصنف کا نام بھی بتا دیجئے۔ مگر مولوی صاحب نے نام نہ بتایا اور مولوی ثناء اللہ کا ذکر چھیڑ دیا۔ یہ کہا یہی کر اس وقت اصل تقریر کرنیوالے مولوی صاحب نہ تھے بلکہ آپکو اپنی پشت پر سے جو چھوٹے چھوٹے پرچے ادھر ادھر سے ملتے تھے وہ آپ بغیر دیکھے بھالے جلدی میں پیش کر دیتے تھے۔ اب ۸ بج گئے۔ اور مولانا صاحب نے کہا

(اشتہارات)

ہمارا کسی اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

لے لیجئے بڑی مشین سیٹویاں تیار ہوگئی

قیمت مشین لوہا ہینڈل پیتل سوراخ چھلنی ۱۰ بیلنے تین روپیہ چودہ آنہ۔ نمبر ۲ لوہا سوراخ چھلنی ۸۱ مع غم شدہ ۵ معہ پرزہ کڑچھال مرمتی ۶/۔ چسپاں کرکے کام لیں۔ قیمت ۶ روپے۔ نمبر ۳ مشین پیتل سوراخ چھلنی ۸۱ معہ پرزہ آٹھ روپیہ آٹھ آنہ۔ نمبر ۴ مشین پیتل سوراخ چھلنی ۱۵۰ معہ پرزہ دس روپیہ۔ نمبر ۵ مشین پیتل سوراخ چھلنی ۳۵۰ معہ پرزہ قیمت بارہ روپیہ آٹھ آنہ (بڑی مشین کو بھی نابالغ بچہ چلا سکیگا) بسہ سہولت ہو

فضل حکیم عبدالکریم قادیان پنجاب

جرمن ۸/۸

کے مشہور و معروف کارخانہ کی گریز مشین سلائی جس کا کارخانہ ۱۸۶۳ء سے جاری ہے اور چالیس سال کے عرصہ میں تین لاکھ سے زیادہ مشین بنا کر تمام دنیا میں فروخت کر چکا ہے جسکے مقبول عام ہونے کا یہی کافی ثبوت ہے ایام جنگ سے پہلے اس کارخانہ نے اپنا خاص انجنیئر ہندوستان میں بھیجا تھا جس نے تمام مشینوں کو ملاحظہ کر کے ان کے مقابلہ کیواسطے ایک اعلیٰ طرز تیار کر کے بھیجی ہے جو تیز رفتاری خوبصورتی اور پائیداری میں نہایت عمدہ ہے جسکی عالی قدر کو چھپا ہے۔ جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔ نورالدین نمبر محمد تاجر قادیان

بنارسی تحفے ۱۲/۱۲

ہر قسم کے بنارسی کپڑے دوپٹے (زنانہ و مردانہ) ساڑیاں عمامے۔ کمخواب تھان۔ کالنی سائز نمبر۔ سلک گوٹہ لچکے۔ پنڑی۔ بنارسی پائدار نیلیاں چوڑیاں۔ کلائی بہت اچھے کھلونے وغیرہ وغیرہ کفایت سے فوراً مل سکتے ہیں۔ ایک بار آزمائش کی ضرورت ہے۔ فہرست کارخانہ طلب فرمائیے۔ اور آئندہ کیونت اخبار کا حوالہ ضرور دیکئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

سلسلہ دعوت صدق

اسرار حق ۱/

مؤلفہ

محمد الیاس برنی ایم اے۔ ایل ایل بی (علیگ) حیدرآباد دکن

آیات قرآنیہ۔ احادیث نبویہ۔ ارشادات صدیقین و اکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان سب کا نہایت جامع اور مربوط انتخاب۔ اور ان کے مقابل یورپ کے جدید سائنس فلسفہ کی انتہائی تحقیقات کا لب لباب۔ خود بخود اسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے

جدید سائنس و فلسفہ کا اقرار نارسائی اور احساس ایمان بالغیب۔ اسلام میں علم باطن۔ توحید اور اس کے مقامات احدیت کی وحدت اور عبدیت کی نزاکت۔ نبوت اور ولایت کے مراتب۔ کشف و کرامات کی ماہیت اور دیگر معارف متعلقہ۔ ایک ایک نظر میں اسلام کی روحانی تنظیم کا عجیب نظام دل نشین ہوتا ہے۔ اور کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون ۝ لھم ما یشاؤن عند ربھم ذالک جزاؤ المحسنین ۝

جن علوم کو اللہ تعالیٰ نے شانہ صدق اور دین کے عالموں کو صادقین و مصدقین سے تعبیر فرماتا ہے۔ اور اسلامی ادب میں بالعموم عارف اور صوفی کہلاتے ہیں۔ انکی تحقیق اور تصدیق میں بعض لحاظ سے یہ اپنے طرز کی پہلی کتاب ہے۔ قابل مطالعہ ہے۔ حجم تقریباً ۲۰۰ صفحہ جلد پاکیزہ قیمت صرف تین روپے علاوہ محصول۔ ملنے کا پتہ

محمد الیاس برنی پروفیسر معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد

دوائی خانہ احمدی بگہ کلاں ضلع امرتسر

خضاب احمدی سے پانچ منٹ میں بال سیاہ ہو جاتے ہیں۔ رنگ کپڑے یا جسم پر نہیں جاتا۔ بال نرم ہو جاتے ہیں خراب ہو تو قیمت واپس۔ قیمت فی شیشی ۱۲ عمر بہار زندگی۔ یہ بہت سی بیماریوں کیلئے بیماری پر مجرب ہے۔ یعنی ہاضمہ پیٹ۔ معدہ و سر درد پاؤں تک اگر آرام نہ ہو تو قیمت واپس۔ قیمت فی شیشی ۱۲ عمر۔ انسان کی پوری طاقت کی محبوب گولیاں آزمائش شرط ہے قیمت ۸ گولیاں ۱۲ عمر محصول بذمہ خریدار

پتہ۔ حکیم رحمت اللہ احمدی۔ بگہ ضلع امرتسر

ضروری اناج اور ذخیرہ خوراک کی باربرداری ۲/

بڑھی ہوئی قیمتوں کا خیال کر کے ضروری اناج اور خوراک کی آمد و رفت میں آسانی بہم پہنچانے کی غرض سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے عملہ کو ہدایات جاری کی جارہی ہیں۔ کہ ان اشیاء کی روانگی میں دیر لگنے سے بچنے کی طرف خاص توجہ دیں ۔

چونکہ آجکل اسباب تجارت کی آمد و رفت کم ہے۔ اس لئے تمام ضرورتوں کے لئے کافی گاڑیاں مل سکتی ہیں۔ تاہم وہ اشخاص جن کو مال بھیجا جائے۔ وہ زیادہ مقدار کی بلٹیاں پیش کریں۔ کیونکہ تھوڑے مال کی روانگی میں دیر کا احتمال ہے ۔

ضروری اناج اور ذخائر خوراک میں روانگی یا باب کرانے کی دیر کے متعلق جو کسی اسٹیشن پر پیش آئے۔ شکایت ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ متعلقہ سٹیشن کے پاس بھیجی جائے۔

دستخط

ایف آر ہیڈ و سیاحب ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے

لاہور ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء

عجیب اور خوشنما انگوٹھی ۱۲/۱۲

چاندی کی اس منقش انگوٹھی کا خوبصورت اور چھوٹا نگینہ خاص طور کا ہے جس پر حضرت اقدس کا مشہور الہام الیس اللہ بکاف عبدہ بار یک خوشنما نگینہ اور ابھار دار حروف میں ایسی صنعت کے ساتھ تحریر ہے کہ حیرت ہو جاتی ہے قیمت عمر فی انگوٹھی اگر اپنا نام بھی ساتھ کھدوائیں تو دو روپیہ فی انگوٹھی جس پر قل ھو اللہ تحریر ہے عمر مع نام عہ ملنے کا پتہ

شیخ محمد اسمٰعیل احمدی پانی پت

تجرید بخاری اُردو

"صحیح بخاری" اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کی جاتی ہے۔ مگر امام بخاری رح نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی ناکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔ پھر عن فلاں و عن فلاں کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے۔ جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ سنہ ۸۸۹ھ میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت بخاری رح کی تمام متصل مستند حدیثوں کو یکجا لکھ کے ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے چنانچہ علمائے عرب و شام نے اس کی سندیں عطا فرمائیں۔ اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اُردو ترجمہ اعلیٰ ڈمئی کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ جو عاشقان کلام رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ حجم سوا پانسو صفحے۔ کتاب مجلد قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک ۸ر ؁

درخواستیں بہت جلد مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کٹرہ ولی شاہ کے نام آنی چاہئیں۔

کوڑیوں کے مول جواہرات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہارات کا مجموعہ جو حضور نے اتمام حجت کے لئے تمام مخالفین اندرونی و بیرونی کے نام شائع کر کے اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ظاہر کر دیا۔ یہ نایاب اشتہارات بڑی محنت سے جمع کر کے اسوقت تک ترتیب وار سنہ ۱۸۷۸ء سے لیکر سنہ ۱۸۹۵ء تک چار جلدوں میں محفوظ کر دئے ہیں۔ بوجہ گرانی کاغذ صرف پانچ پانچ سو نسخہ طبع کرایا ہے ۴۰۰ صفحات پر یہ چار جلدیں ختم ہوئی۔ اور صرف ۶۰ نسخے باقی ہیں۔ جو بعد تلاش پھر دستیاب نہ ہو سکیں گے۔ شائقین بہت جلد اس گوہر بے بہا اور در نایاب کو منگا لیں۔ قیمت چاروں جلدوں کی صرف پانچ روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے ؁

پتہ

مینیجر فاروق بک ڈپو۔ قادیان ضلع گورداسپور

اعجازی پریس ؁

یہ نوایجاد پریس نہایت عمدہ ہے اسمیں بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جو دیگر دستی پریسوں میں نہیں۔ گرمی سردی میں یکساں کام دیتا ہے۔ بڑی آسانی سے ایک نو عمر بھی چھپائی کا کام کر سکتا ہے۔ ایک کاپی لگا کر پچاس ساٹھ کاغذ بہت شستہ اور اعلیٰ چھپ جاتے ہیں۔ تمام ایسے حضرات کو جو اشتہارات اور چٹھیاں چھاپنا چاہیں۔ یہ پریس بہت آرام دہ اور مفید ہے۔ مدارس میں پرچے چھاپنے والوں اور تاجروں اور تبلیغ کرنے کے شائقوں کو بھی چاہیئے۔ کہ یہ پریس خرید کر اپنے پاس رکھیں اور ہفتہ وار جب چاہیں مضمون لکھ کر چھاپ کر شائع کریں یہ ایک اچھا ذریعہ تبلیغ ہوگا۔ مختلف سائزوں کی قیمت حسب ذیل ہے۔ کارڈ سائز تین روپے لیٹر سائز صہ نوٹ پیپر سائز معہ فلس کیپ سائز لعہ سیاہی فی شیشی ۸ تولہ

محمد عامل مالک کارخانہ اعجازی پریس قادیان

آجکل ہیضہ اور موسمی بخار

اس کے لئے تریاق الامراض کے چند قطرے کافی ہیں۔ جس کی بڑی شیشی صرف ایک روپے میں اور چھوٹی ۸ر میں ملیگی۔ یہ وہی نیر بہدف دوائی ہے جس کے مختلف نام رکھ کر جیبیں خالی کی جاتی ہیں میں قریباً اصل لاگت پر دیتا ہوں۔ دانتوں کا پوڈر۔ مسوڑوں کی سوجن۔ دانت کا درد۔ منہ میں پانی جملہ امراض کا علاج شیشی کلاں ۸ر خورد ۴ر۔ محصولڈاک علاوہ

سردار سراج الدین احمد قادیان پنجاب

ہاں شمر ذی الجوشن بھی شیعہ تھا۔

یہ معرکۃ الآراء مضمون تشحیذ میں نکلا ہے۔ عہ/ میں خریدار بنکر ایسے ایسے نادر علمی مضامین دیکھئے مباحثہ بمبئی ۴ر۔ مباحثہ سرگودہا ۲ر۔ تشریح نزول آدم ۲ر

تشحیذ۔ قادیان

ہندوستان کی خبریں

مسٹر گاندھی کی برسی پر ولایتی کپڑوں کو آگ کی نذر کلکتہ ۲۲ ستمبر۔ مسز بسنتی دیوی۔ لالہ لاجپت رائے۔ موتی لال نہرو۔ راجندر پرشاد۔ جمنا لال بجاج۔ مولوی ابوالکلام آزاد۔ اور مسٹر محمد علی کی دستخطی ایک اعلان شایع ہوا ہے۔ جس میں تجویز پیش کی گئی ہے کہ ۲۹ ستمبر کو مسٹر گاندھی کی برسی پر ایک گاؤں شہر اور قصبہ میں غیر ملکی کپڑے جلا کر منائی جائے۔ تارکان موالات اور دوسرے لوگوں پر زور ڈالا جائے کہ وہ اس خیال سے اتفاق کریں۔ اور اس غرض کیلئے غیر ملکی کپڑے جمع کرنے کا کام شروع کر دیں۔

علی برادران کی گرفتاری اخبار نیو انڈیا کا خاص نامہ نگار شملہ سے رقمطراز ہے کہ آئندہ چند روز میں علی برادران یقیناً گرفتار ہو جائیں گے۔ اور غالباً ان پر موپلوں کو فساد پر برانگیختہ کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

کوئی سکھ رہا نہ ہو سنگھ سبھا کے ایک اجلاس بمقام راولپنڈی میں گورنمنٹ کے اعلان مجریہ ۔ ستمبر کے خلاف اعتراض کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اس اعلان سے سکھ فرقہ کو تازہ زخم لگا ہے۔ جو سکھ گورنمنٹ کی پیش کردہ شرائط پر رہائی حاصل کریں گے ان کے ساتھ سکھ فرقہ کو کچھ ہمدردی نہ ہوگی۔

تارکان موالات اور گورنمنٹ میں مصالحت کی کوشش وائسریگل کونسل کے اجلاس میں سوال کیا گیا کہ گورنمنٹ اور حامیان قطع تعلق کے درمیان مصالحت کی کسقدر کوشش عمل میں لائی گئی ہے؟

اس کے جواب میں سرکاری ممبر سر ولیم وینسنٹ نے بیان کیا۔ کہ اس بارے میں گورنمنٹ کی رائے وہی ہے۔ جو کونسل کے اجلاس دہلی میں ظاہر کی گئی تھی۔ پھر پوچھا گیا۔ کیا شملہ میں مسٹر گاندھی اور گورنمنٹ کے درمیان کسی قسم کی مصالحت کی کوشش کی گئی تھی؟ سر ولیم وینسنٹ حیرت سے کہنے لگے۔ کس کی طرف سے کیا گیا۔ دونوں طرف سے۔ جواب ملا۔ بہرحال گورنمنٹ کی طرف سے کوئی کوشش نہیں ہوئی۔

قانون انتقال اراضی کی منسوخی کا سوال مسٹر نندلال وائسریگل کونسل میں قانون انتقال اراضی کے منسوخ کئے جانے کی نسبت ریزولیوشن پیش کرنے والے ہیں۔

سرحدیوں نے ایک سال میں کس قدر نقصان پہنچایا گورنمنٹ کی سالانہ رپورٹ مظہر ہے کہ سنہ ۱۹۱۹ء و سنہ ۱۹۲۰ء میں پشاور کوہاٹ۔ بنوں اور ڈیرہ اسمعیل خاں کے اضلاع میں تقریباً ۶۱۱ حملے ہوئے۔ جن میں ۲۹۸ اشخاص مقتول اور ۳۹۲ مجروح ہوئے۔ ان حملوں میں تقریباً ۲۰ لاکھ روپیہ کا مال سرحدی لوٹ کر لے گئے۔

روئی کے گراں ہونے کا خطرہ خبر ہے۔ کہ امریکہ کی کئی ریاستوں میں روئی کی فصل کو نقصان پہنچا ہے۔ چنانچہ ولایت کے سوت اور کپڑے کے کارخانہ داروں میں جو اپنی ضروریات کیلئے زیادہ تر امریکہ سے روئی حاصل کرتے ہیں۔ سخت اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ لورپول میں روئی کا نرخ یکا یک بہت چڑھ گیا ہے اور اس کا اثر ہندوستان پر بھی پڑیگا۔ قوی اندیشہ ہے۔ کہ بھاؤ بڑھ جائیگا۔

سر ٹامس ہالینڈ کا جانشین شملہ ۱۰ ستمبر۔ مسٹر سی۔ اے۔ انز سکرٹری محکمہ تجارت عارضی طور پر سر ٹامس ہالینڈ کی جگہ وائسرائے کی انتظامی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے ہیں۔

پریس ایکٹ کی منسوخی کا مسودہ شملہ ۱۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ کل لیجسلیٹو اسمبلی میں سر ولیم وینسنٹ پریس ایکٹ اور قانون اخبارات کی منسوخی کا مسودہ قانون پیش کرینگے۔

ڈاکٹر کچلو کی گرفتاری ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ء کو بوقت ۱۱ بجے دن کے ڈاکٹر کچلو کو شملہ میں دفعتاً گرفتار کر لیا گیا۔ یہ گرفتاری زیر دفعہ ۱۲۰ ب و ۱۳۱ تعزیرات ہند عمل میں آئی ہے۔ اسی دن ۴ بجے سہ پہر کراچی پولیس انہیں لیکر روانہ ہو گئی۔ معلوم ہوا ہے۔ خلافت کانفرنس کراچی کی تقریر وجہ گرفتاری ہے۔

مقدمہ ننکانہ کے متعلق اسیسروں کا فیصلہ لاہور ۱۵ ستمبر۔ مقدمہ قتل ننکانہ میں اسیسروں نے ایک گھنٹہ تک غور و خوض کرنے کے بعد اتفاق رائے سے فیصلہ دیا اور مہنت کو دونوں الزامات میں مجرم قرار دیا۔ الزامات یہ ہیں اول یہ کہ وہ ایک خلاف قانون مجمع کا ممبر تھا جس کا مشترکہ مقصد سکھوں کو ہلاک کرنا تھا۔ اور دوسرا الزام لاشوں کو جلا کر ایسے قتلوں کے متعلق شہادت کو تلف کرنا تھا۔ اسیسروں نے تسلیم کیا کہ کل ۱۳۰ سکھ مارے گئے تھے۔ جن میں سے ۱۲۰ گوردوارہ کے اندر اور دس باہر مارے گئے۔

مزید برآں اسیسروں نے ظاہر کیا۔ کہ مہنت نے واقعی پستول چلایا تھا۔ اور یہ اپنی حفاظت میں نہیں بلکہ مخالفوں کو ہلاک کرنے کے لئے چلایا تھا۔

صرف ایک اسیسر نے ذاتی رائے ظاہر کی۔ کہ مہنت ایک پاگل آدمی ہے اور باقی ملزمان محض اس کے زیر اثر تھے اس کے بعد جج نے اسیسروں کی تعریف کی کہ انہوں نے بڑی توجہ سے مقدمہ کی کارروائی کو سنا ہے اور وکلا کا شکر ادا کیا۔

مالابار میں کس قدر ہندوؤں کو مسلمان بنایا گیا اخبار پرتاپ لاہور ۲۰ ستمبر کالی کٹ کی حسب ذیل خبر نقل کرتا ہے۔ کالی کٹ ۹ ستمبر۔ اس وقت تک جو اطلاع اور اعداد موصول ہوئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہزار اور ۲۰۰۰ کے درمیان ہندو جبراً مسلمان بنائے گئے ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد موضع میلوری نے مہیا کی۔ جہاں ہندوؤں کی کل آبادی ۳۰۰ کی تھی۔ اور یہ تین سو کے تین سو جبراً مسلمان بنائے گئے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان اخبار میں صرف تین اشخاص کے مسلمان ہونے کا ذکر ہے۔

دفتر خلافت کمیٹی پنجاب اور زمیندار کی تلاشی زیر نگرانی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور انسپکٹر کوتوالی انارکلی و انسپکٹر نولکھا خلافت کمیٹی پنجاب اور اخبار زمیندار کے دفتر کی تلاشی لی گئی۔ علاوہ ازیں فتوے کی جتنی کاپیاں ملیں۔ ضبط کر لی گئیں۔

غیر ممالک کی خبریں

قسطنطنیہ میں انقلاب انگیز سازش قسطنطنیہ ۱۲ر ستمبر۔ خبر ہے کہ برطانی محکمہ تفتیش نے ایک منظم سازش کا پتہ لگایا ہے جس کو انگورا سے مدد ملتی تھی۔ یہ سازش دراصل ترک افسروں کے درمیان پھیل رہی تھی کہ قسطنطنیہ میں انقلاب پیدا کیا جائے۔ حوالہ کردہ سامان جنگ پر قبضہ کر لیا جائے۔ اور اتحادی فوجوں کے سرکردہ افسران کو قتل کر دیا جائے۔

سازش کرنے والوں کے متعلق حوالگی کا مطالبہ پیغام میں یہ بھی کہا ہے کہ جنرل ہیرنگٹن نے ایک فہرست پیش کی ہے۔ جس میں مطالبہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے ایک ہفتہ کے اندر اندر حوالہ کیا جائے۔ تاکہ اتحادی عدالت میں ان کے مقدمہ کی سماعت ہو۔

ترکی کی مالی مشکلات قسطنطنیہ ۱۱ر ستمبر۔ اطلاع ہے کہ لڑائیوں نے ملک کی تجارت کو برباد کر دیا ہے ترکی خزانہ کو سخت مشکل کا سامنا ہے۔ افسران کی تنخواہ کا دینا نہایت وقت طلب ہو گیا ہے۔ وزیر مالیات اخراجات گھٹانے اور ٹیکسوں میں اضافہ کر کے آمدنی کو بڑھانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں اس وقت اشیائے خوردنی سب سے زیادہ گراں ہیں۔

لندن میں باد و باران کا طوفان لندن ۱۱ر ستمبر۔ لندن اور جنوب مشرقی انگلستان میں طوفان باد و باران آیا جس میں رعد و برق بھی تھی بعض مقامات میں ڈھائی انچ بارش ہوئی اور بڑے لندن میں طوفان آگیا جس سے سخت نقصان ہوا۔ ایک دو دکانوں کے گر جانے سے ایک لڑکا مر گیا۔ اور دو لڑکیاں زخمی ہوئیں۔

امریکہ میں طوفان آب سان انٹونیو (ٹیکساس) ۱۱ر ستمبر۔ کثرت باران کی وجہ سے پانی کاروباری حلقوں میں پھر رہا ہے۔ کئی بازار تو پندرہ پندرہ فٹ تک ڈوب گئے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ کئی سو جانیں ہلاک ہو گئی ہیں دو ہزار بے خانماں ہو گئے ہیں۔ نقصان کا اندازہ ایک کروڑ ڈالر کا کیا جاتا ہے۔

آئرش قیدیوں کا فرار لندن ۹ر ستمبر۔ کراغ کے مقام کیمپ میں ڈیڑھ ہزار آئرش قیدی تھے ان میں سے چالیس کئی ہفتوں سے سرنگ کھودنے کا کام کر رہے تھے۔ چالیس کے چالیس فرار ہو گئے۔ پتہ اس وقت چلا جب کل ان سب کی حاضری لی گئی۔

جنگ یونان و انگورا کا التوا لندن ۱۱ر ستمبر۔ سمرنا کا تار مظہر ہے کہ حال کی شدید جنگ کے باعث متحارب فریقین تھک کر چور ہو گئے ہیں۔ اور اسلئے اب جنگ رک گئی ہے۔

انگورا کے خلاف کردوں کی بغاوت لندن ۱۱ر ستمبر۔ قسطنطنیہ کا تار مظہر ہے کہ کرد لوگ حکومت انگورا کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں کردوں نے انگورہ حکومت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اتحادیوں کی قائم کردہ حدود کے مطابق ولایت کردستان میں ان کو اندرونی آزادی دی جائے اور کردستان میں جو ترکی افسر اور ترکی جندرمہ موجود ہے واپس بلا لیا جائے فوجی خدمات سے آزادی کا ٹیکس جو وہ ادا کرتے تھے۔ اسکی واپسی اور ترکی فوجوں میں جو کرد لڑ رہے ہیں۔ انکی علیحدگی کا مطالبہ بھی کیا ہے۔

ترکوں، بلغاریوں اور روسیوں کا اتحاد ایتھنس ۱۱ر ستمبر۔ یونانی اخبار کراتیا کا وقائع نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ ترکی، بلغاریہ اور روس کے درمیان خفیہ گفتگوئے صلح ہو رہی ہے۔ جسکا مقصد یہ ہے کہ یہ تینوں حکومتیں اب متحد ہو کر بلقان اور اناطولیہ میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں کہا جاتا ہے کہ بالشویک فوجیں شمال میں رومانیہ کے خلاف جنگی کارروائیاں شروع کریں گی اور جنوب میں تھریس اور مقدونیہ میں بلغاری اور ترکی فوجیں سرویہ اور یونان کے مقابلہ میں فوج کشی کرنے والی ہیں۔

بائیسکل کے ذریعہ رود بار انگلستان کا عبور ۹ر ستمبر۔ بولون۔ ایک شخص بائیسکل پر سوار ہو کر رود بار انگلستان کو عبور کرنے کیلئے پہنچا ہے یہ بائیسکل بالکل عام قسم کی بائیسکل تھی۔ فرق صرف یہ تھا کہ اس میں تیرنے والے آلات لگے ہوئے تھے۔

برطانوی جواب مسٹر ڈی ولیرا کو لندن ۹ر ستمبر۔ مجلس وزراء نے مسٹر ڈی ولیرا کی چٹھی کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ برطانیہ کی آئینی نشوونما کا بنیادی اصول ہے کہ حکومت رعایا کی مرضی کے مطابق ہو۔ لیکن ہم آپکے اصول کو منظور نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس طرح پر ہم اس امر کے پابند ہو جائیں گے کہ آپ کے تمام مطالبات کو منظور کر لیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس اصول پر کانفرنس کرنا ناممکن ہے۔ ہم نے آپ کو جو شرائط پیش کی تھیں ان سے آئرلینڈ کو سلطنت برطانیہ کے اندر کامل آزادی اور خود مختاری مل سکتی تھی۔ اگر آپ کو یہ شک ہو کہ یہ شرائط آئرلینڈ کو سلطنت کے اندر کامل آزادی اور خود مختاری نہیں دیتیں۔ تو آپ اپنے شکوک ایک کانفرنس میں آ کے رفع کر سکتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ خط و کتابت کرتے کرتے بہت عرصہ گذر گیا ہے۔ اس لئے اگر آپ اس اصول پر کانفرنس کرنا منظور کریں تو ہم تجویز کرتے ہیں کہ ۲۰ر ستمبر کو انورنیس میں کانفرنس کی جائے۔

اگر آئرلینڈ نے یہ شرائط منظور نہ کیں لندن ۹ر ستمبر۔ انورنیس میں مجلس وزراء کے ایک ممبر نے ایک ملاقات کے دوران میں ایک سوال کے جواب میں کہ اگر آئرلینڈ نے گورنمنٹ برطانیہ کی آخری دعوت کو منظور نہ کیا تو پھر گورنمنٹ برطانیہ کیا کرے گی۔ کہا کہ اس صورت میں گورنمنٹ آئرلینڈ کے مسودہ قانون کو پاس کر کے آئرلینڈ پر حکومت کرے گی۔

سن فائنروں کی مجلس وزراء کا اجلاس لندن ۹ر ستمبر۔ گورنمنٹ برطانیہ نے مسٹر ڈی ولیرا کو کانفرنس کی جو دعوت دی ہے۔ اس پر غور کرنے کیلئے سن فائنروں کی مجلس وزراء کا اجلاس ہوا۔ مسٹر ڈی ولیرا اس اجلاس کے پریزیڈنٹ تھے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۹ ستمبر ۱۹۲۱ء

عیسائیت کی بنیاد پر ضرب
الوہیت مسیح کا انکار
معزز انگریز پادریوں کی آراء

موجودہ عیسائی مذہب کی بنیاد جس مسئلہ پر ہے وہ الوہیت مسیح کا مسئلہ ہے۔ اگرچہ اس کے ثبوت میں عیسائی پادریوں نے کبھی ایسے دلائل اور براہین پیش ہی نہیں کئے اور نہ کر سکتے ہیں۔ جو کسی کی تسلی اور اطمینان کا باعث ہو سکیں۔ اور سب سے یہ خیال رائج ہوا ہے۔ اسی وقت سے یہ ان کا اعتقاد محض خوش فہمی کی وجہ سے رہا ہے۔ لیکن اب جبکہ عیسائی پادریوں نے اس کے متعلق عقل و فکر سے کام لینا شروع کیا ہے۔ وہ علی الاعلان اور بڑے زور کے ساتھ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ یسوع مسیح میں الوہیت کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا۔ وہ انسان اور محض انسان ہی تھا۔ چنانچہ گذشتہ ماہ میں آجکل کے مذہبی آدمیوں کی ایک کانگرس منعقدہ کیمبرج میں بڑے بڑے پادریوں نے الوہیت مسیح کے خلاف ایسی دھواں دھار تقریریں کی ہیں کہ جن کی وجہ سے سارے ملک میں ایک تہلکہ مچ گیا ہے۔

ان تقریروں کا ذکر کرتے ہوئے لنڈن کا باتصویر روزانہ اخبار گرافک جس نے مقرر پادری صاحبان کی تصویریں بھی شائع کی ہیں۔ ۱۵۔ اگست ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"کل لنڈن کے سینکڑوں گرجوں میں ایک عجیب ایجنڈا ارتعاش تھا۔ وجہ یہ کہ دو اعلیٰ درجہ کے معزز پادریوں ڈاکٹر رشڈل ڈین آف کارلائل اور ڈاکٹر بیتھون بیکر لیڈی مارگریٹ پروفیسر آف ڈوینیٹی نے عیسائیت پر بم کا گولہ گرایا تھا"

یہ بم کا گولہ کیا تھا۔ جو مذکورہ بالا معزز ترین عیسائی پادریوں نے عیسائیت پر گرا دیا۔ یہ تھا کہ اول الذکر پادری صاحب نے کہا:۔

"یسوع مسیح ایک انسان تھا جس کا جسم انسانی تھا جس کی روح انسانی تھی جس کا دماغ انسانی تھا اور جس کی خواہش انسانی تھی۔ اگر اس کا کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونا تاریخی طور پر ثابت بھی ہو جائے۔ تو یسوع کی الوہیت کا ثبوت نہیں ہو گا"

موخر الذکر پادری صاحب نے کہا کہ:۔

"ہمیں اس پرانے عقیدہ کو بکلی ترک کر دینا چاہیئے کہ یسوع مسیح کا وجود انسانی نہیں تھا۔ بلکہ خدا کا وجود تھا"

الوہیت مسیح کے خلاف ایسے پُرزور الفاظ استعمال کرنا فی الواقع عیسائی مذہب پر بم کا گولہ گرانا اور اس کی بنیاد کو اکھیڑ پھینکنا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کا جو عیسائیت کے علم بردار ہونے کی وجہ سے بہت بڑا درجہ اور رتبہ رکھتے ہیں۔ ایسا کرنا معاملہ کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے۔

مذکورہ بالا پادری صاحبان کس حیثیت اور درجہ کے ہیں۔ اس کا پتہ اخبار گرافک کے حسب ذیل الفاظ سے لگتا ہے:۔

"یہ دونوں پادری مذہبی علوم میں نہایت اعلیٰ رتبہ رکھتے ہیں۔ ریورنڈ رشڈل۔ کارلائل کا چار سال ڈین رہ چکا ہے۔ وہ ایک درجن القاب اپنے نام کے ساتھ رکھتا ہے اور تمام قسم کے لیکچر شپ اور فیلو شپ کی عزت حاصل کر چکا ہے۔ نیز ایک درجن کے قریب مذہبی کتابوں کا مصنف ہے۔ ریورنڈ بیتھون بیکر بھی عیسائی عقائد کے متعلق ایک درجن کے قریب کتابوں کا مصنف ہے اس کا دل پسند تفریحی کام باغبانی اور مچھلیاں پکڑنا ہے اور یہ بھی بہت سے ممتاز انعامات بحیثیت پادری کے اپنی ملکیت میں رکھتا ہے"

ایسے ممتاز پادریوں کے الوہیت مسیح کے خلاف آواز اٹھانے کا جو اثر ہوا۔ وہ اخبار مذکور کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ:۔

"لنڈن کوئی مذہبی شہر نہیں ہے۔ چند سال گذرے جبکہ باحتیاط حساب لگانے سے یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ لنڈن کی عبادت گاہوں میں دس میں سے ایک سے زیادہ لوگ کبھی کسی اتوار نہیں گئے۔ لیکن کل بہت سے مقامات پر خاص طور سے کثرت سے لوگ دیکھے گئے جو یہ سننے کے لئے آئے کہ ان اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی باتوں کے جواب میں لیکچرار کیا کہتے ہیں۔

مسٹر بورجر کہتے ہیں۔ ڈین آف کارلائل کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ اگر صحیح ہے تو یہ عیسائی گرجوں کے درمیان بہت خطرناک بم کا گولہ پھینکا گیا ہے۔ اگر اس کی بات صحیح مان لی جائے تو گویا انگلن اور کیتھولک چرچ کا ماتمی گھنٹہ بج گیا۔ یسوع مسیح اگر فی الواقع خدا نہ تھا۔ تو وہ بہت بڑا مکار اور افترا پرداز تھا۔ اور دوسری طرف اگر وہ خدا کا بیٹا نہ تھا تو تمام بائبل بے معنی ٹھہر جاتی ہے۔

دنیا اہم بین (دس لاکھ آدمی اس شہر میں کل جس کے متعلق یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ دائمی خدا کا بیٹا ہے۔ عبادت کے لئے گئے۔ اسے ڈین آف کارلائل نیچے گرا کر بینمبر سے والے رہنما کے درجہ میں لاتا ہے۔ پادریوں کی رائیں حد درجہ کی حیرت انگیز ہیں۔ اور ان سے عیسائیت کی عین بنیاد پر ضرب لگتی ہے۔"

ریورنڈ بی۔ جی بورجر کہتے ہیں:۔

"وہ غلط خیال جو ڈین آف کارلائل نے پیش کیا ہے جو کہ یسوع کو محض انسان ہونے کے درجہ پر گراتا ہے یہ اگر قطعی طور پر الہام (بائبل) کے خلاف ہو کر کہ اگر اسے مان لیا جائے تو بہتر ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے عیسائی چرچ اپنے دروازہ بند کر دے۔ کیونکہ اس حالت میں ہمارا تمام مذہب ایک وحشیانہ فسانے پر مبنی ہے"

جن دو معزز پادریوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ان کے علاوہ بعض اوروں نے بھی الوہیت مسیح کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی ہے چنانچہ ریورنڈ آر۔ جی پارسنز کہتے ہیں اور کیسے زوردار الفاظ میں کہتے ہیں

بیا سوال جو ضروریات سے زائد تھے ۔ انکو کیوں جمع رکھا گیا اور کیوں پہلے ہی لوگوں کو جن کے پاس ضروریات کے پورا کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا نہ دیا گیا ۔

(۴) وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ و من قتل مؤمنا خطأ فتحریر رقبة مؤمنة و دیة مسلمة الی اھلہ (نساء ع ۱۳)

اگر ضروریات سے زائد مال رکھنا جائز نہیں تھا تو دیت کا حکم کیوں دیا گیا یہ مال وہ کہاں سے لائیگا ۔ جبکہ وہ ضروریات سے زائد مال نہیں رکھتا ۔ غرضکہ قرآن مجید میں مطلقاً جمع مال سے کہیں منع نہیں کیا گیا ۔

خاکسار جلال الدین (مولوی فاضل) قادیان

مسیحؑ کے متعلق ثنائی جوابات اور اُن پر تنقید

اہلحدیث نمبر ۳۳ مورخہ ۲۹ جولائی میں " سوالات مع ان کے جواب " کے عنوان کے ماتحت ایک مراسلت شایع کرتے ہوئے لکھا ہے :-
" ایک مرزائی یہ سوال کرکے بہت دق کرتا ہے ۔ براہ مہربانی ان کے جوابات درج اخبار فرماویں ۔ اس کے بعد پانچ سوالات لکھے گئے ہیں ۔ اور آخر پر " سائل عثمان از شملہ " مرقوم ہے ۔ دوسری سطر سے " اہلحدیث " کے عنوان سے پانچ جوابات لکھے گئے ہیں ۔ مجھے یہاں دلائل کی خالی رنگینی سے سروکار نہیں ہے ۔ بلکہ صرف یہ بتلانا ہے ۔ کہ جواب دیتے وقت دیانت سے کس قدر کام لیا گیا ہے ۔ اس کے لئے سوال اور جواب کو مختصراً لکھ کر مختصر سی تنقید کی جاویگی ۔ وبہ التوفیق ۔

سوال نمبر ۱ ۔ حضرت عیسیٰ اگر امت کی حیثیت سے دوبارہ تشریف لائینگے ۔ تو نبوت سے کیوں معزول ہونگے (۲) اور اگر نبوت کی حیثیت سے آوینگے ۔ تو خاتم النبیین کے کیا معنے کروگے ۔

جواب نمبر ۱ ۔ حضرت عیسیٰ کی دوبارہ زندگی مثل حضرت ہارون کے ہوگی ۔ یعنی اسلامی احکام کی تبلیغ اور قرآن و حدیث احکام کی بوحی الٰہی صحیح تفسیر کرکے اختلافات علماء کو دور فرما دینگے ۔ نہ نبوت سے معزول ہونگے نہ جدید نبوت سے ممتاز بلکہ وہی سابقہ نبوت ہوگی جو قبل نبوت محمدیہ انکو ملی ہوئی تھی ۔

تنقید ۱ ۔ کوئی خدا لگتی کہے ۔ سوال کی دوسری شق کا جواب ہوا ؟ ایک طرف آپ مانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آویگا ۔ اور دوسری طرف آپ یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ سابقہ نبوت کے ساتھ آوینگے (ب) ہارون والی مثال بھی خوب کہی ۔ حضرت ہارون تو حضرت موسیٰ کی زندگی میں نبی تھے ۔ اور یہاں تو سوال آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد کا ہے ۔ اور ذرا وہ حدیث نکالئے ۔ حضرت علی سید المعصومین فرماتے ہیں ۔ انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ ولکن لا نبی بعدی ۔ اپنے معتقدات کے مطابق لا نفی جنس کا مانتے ہوئے ذرا لا نبی بعدی کا ترجمہ فرمائیے ۔ کیا اب بھی حضرت مسیح ہارونی مثال کی آڑ میں آنحضرت صلعم کے بعد آسکتے ہیں ؟

(ج) نہ جدید نبوت " یا " نبوت سابقہ " کا ساز ناحق آپ چھیڑتے ہیں ۔ سوال تو یہ تھا کہ نبی کریم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے یا نہیں ؟ اور اگر آسکے ۔ تو لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی " لا " اور " ال " کے معانی میں کچھ فرق پڑیگا یا نہیں ۔ جدید جدید چہ قدر ؟ (د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سابقہ جو قبل نبوت محمدیہ علی صاحبہا التحیة والصلوٰة والسلام ان کو ملی ہوئی تھی " وہ با تباع توریت تھی ۔ نہ کوئی جدید نبوت ۔ لیکن ادھر آپ فرماتے ہیں ۔ کہ ان کا کام " قرآن و حدیث کی تفسیر " اور " تبلیغ احکام اسلامی " تو گویا اب " دوبارہ زندگی " میں تابع قرآن ہوئے ۔ بلکہ تابع حدیث تو بتلائیے " نبوت سابقہ " کہاں رہی ۔ نبوت جدیدہ ہوئی جس کا آپ کو انکار ہے ۔ اور " خاتم النبیین " کے خلاف ہونے کا اقرار (ھ) حضرت علی بھی تبلیغ احکام اسلامی اور تفسیر قرآن و حدیث میں مشغول تھے ۔ اور اس عالی پایہ کی سے مشغول تھے کہ مثیل موسیٰ نے انہیں بمنزلة ھارون کا عظیم الشان خطاب دیا ۔ مگر لا کن لا نبی بعدی کا حرف استدراک اور لفظ بعد انہیں نبی کہنے سے روکتا ہے حضرت عیسیٰ کے فرائض جب وہی ہوئے جو حضرت علی

کے تھے ۔ تو ان کو نبی کس طرح کہا جا سکتا ہے ۔ حضور جبکہ شریعت موسوی منسوخ اور حضرت عیسیٰ کی انجیل منسوخ ۔

(و) آپ نے جو ہارون والی مثال دی ہے ۔ علماء و ائمہ سلف میں کوئی آپ کا ہم آہنگ ہے ؟ حدیث ۔ اقوال صحابہ میں اس مثال کا ذکر ہے ؟ یا یہ جناب کا اجتہاد ۔

(ز) " دوبارہ زندگی " اصلاح فرمائیے ۔ " دوبارہ آمد " ورنہ یہ مطلب ہوگا ۔ کہ انکی پہلی زندگی ختم ہو گئی ۔ وہ وفات پاگئے اور پھر دوبارہ زندگی حاصل کی ۔

سوال نمبر ۲ یہ سوال جن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ۔ ان کی صداقت میں شک ہے ۔ اس لئے اس کے جواب پر تنقید کی ضرورت نہیں ۔

سوال نمبر ۳ ۔ قرآن یا حدیث سے دکھاؤ ۔ جہاں رفع کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو ۔ وہاں اُٹھانے کے معنے ہوں ۔

جواب نمبر ۳ ۔ جہاں رفع کے ساتھ " الیٰ " صلہ ہوگا وہاں یہی معنے ہونگے ۔ جیسے حضرت عیسیٰ کی شان میں آیا ۔ رافعک الیّ ۔ بل رفعہ اللہ الیہ ۔

تنقید ۔ حضرت " ہی کا معاملہ تو زیر بحث ہے کوئی اور مثال بتائیے ۔

سوال نمبر ۴ ۔ حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی اور ۳۳ برس میں آپ صلیب پر چڑھائے گئے ۔ باقی عمر کہاں گذاری ۔

جواب نمبر ۴ ۔ ان معنوں کی کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی بلکہ سند بھی پیش نہیں ہوئی ۔ ہم اس کے متعلق آیندہ مزید بحث کرینگے ۔

تنقید ۔ یار زندہ صحبت باقی ۔

سوال نمبر ۵ ۔ قرآن مجید میں ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ حضرت عیسیٰ سے سوال کریگا ۔ کہ کیا تو نے تعلیم دی تھی کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بناؤ ۔ تو وہ جواب دینگے ۔ کہ جب تک میں ان میں تھا ۔ میں وہی کہتا رہا ۔ جو تو نے مجھے حکم دیا مگر جب تو نے مجھے وفات دیدی ۔ تو تو نگہبان تھا ۔ تو اس لحاظ سے آیا ان کی قوم کا عقیدہ ۔ ۔ ت کو بگڑا بگا یا انکی حیات میں ۔ اگر ان کی زندگی میں بگڑ چکا تھا ۔ تو پھر حضرت عیسیٰ نعوذ باللہ جھوٹ کیوں خدا کے سامنے کہینگے ۔

شہید مرحوم

صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے حالات زندگی چھپ گئے

سید احمد نور صاحب مہاجر کابلی نے یہ حالات زندگی نہایت دلچسپ پیرائے میں لکھے ہیں۔ ۴۲ صفحے حجم۔ اس رسالہ کے پڑھنے سے احمدیت پر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ عجائبات قدرت الہٰی نظر آتے ہیں۔ ایسا دلآویز بیان ہے۔ کہ اول سے آخر تک پڑھنے کے بغیر رسالہ ہاتھ سے نہیں رکھا جائیگا۔ ساڑھے تین آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگوالیں۔ وی پی طلب کرنا ہو تو کم از کم تین کتابوں کا۔ درخواستیں بنام

سید احمد نور مہاجر کابلی۔ قادیان پنجاب

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب مدظلہ کا بنایا ہوا ہے آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ جالا۔ پھولا۔ پڑبال سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند گکروں کیلئے اور موسم گرما میں آنکھیں دکھتی ہوں۔ آنکھوں سے پانی بہتا ہو۔ بینائی نظر بڑھانے کیلئے بے حد مفید ہے۔ اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عہ۔ اصلی ممیرا اصلی قیمت عہ روپیہ فی تولہ ہے۔ ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کے یا سرمہ کیطرح باریک پیسکر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ خاص کر جسکی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید و مجرب ہے۔ ترکیب استعمال صبح و شام دو وقت سلائی ڈالا کریں۔ آٹھ روز کے استعمال کے بعد فائدہ ثابت نہ ہوا تو سرمہ واپس کر کے قیمت واپس کروالیں۔ المشتہر

احمد نور کابلی۔ مہاجر سوداگر قادیان۔

جناب ڈاکٹر متھرا داس صاحب

اسسٹنٹ سرجن قیصر ہند میڈلسٹ جو کہ آنکھوں کے علاج میں تمام ہندوستان بھر میں لاثانی ہے جنہیں لقمان زمان دھنونتری دوراں کہا جائے بجا ہے۔ جن کے ہسپتال میں ہر سال ہندوستان کے ہر کونے سے ہزارہا مریض دور دراز کے سفر طے کر کے علاج کیلئے آتے ہیں۔ جن کے نام سے بچہ بچہ واقف ہے۔ ان کے ہسپتال موگا میں میں نے سات سال تک کام کیا ہے آنکھوں کے ہزارہا مریض میرے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں یہاں وسیع تجربہ حاصل کر کے میں نے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دیکر یہاں الگ شفاخانہ کھول رکھا ہے جس میں ہزارہا مریضوں نے فائدہ اٹھایا۔ آنکھ نہایت قیمتی چیز ہے اس کا علاج ہمیشہ کسی ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹر یا حکیم سے کروایا کریں۔ معمولی ادویات استعمال کر کے مرض کو بڑھا کر آنکھیں نہ خراب کر لیں۔ اس خیال سے کہ میرے احمدی بھائی میرے تجربہ سے فائدہ اٹھائیں میں نے الفضل میں اشتہار دیا ہے۔

دوائی آئی کیور جس سے شروع موتیا بند۔ دھند یعنی گرے۔ پڑبال۔ سلائی۔ آنکھ دکھنا۔ خارش چشم۔ قریب یا دور کی نظر کی خرابی دھندلا غبار۔ پانی بہنا۔ ضعف بصر وغیرہ ہزارہا مریضوں نے فائدہ اٹھایا جس کی تصدیق و تعریف درمانگیں یہاں ہندوستان کے ہر کونے سے شفا یافتہ مریضوں کے بھیجے ہوئے بکثرت خطوط موجود ہیں۔ گویا موگا کی شہرت کو اس دوائی نے چار چاند لگا دئیے ہیں آپ استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں قیمت فی تولہ تین روپیہ نوٹ چار ماشے سے کم دوائی باہر نہیں بھیجی جائیگی اپنی اور بچوں کی تندرست آنکھوں میں اب لگائیں نظر کو تیز رکھیگی اور آنکھوں کو ہر مرض سے محفوظ رکھیگی۔ گویا بیماروں اور تندرستوں کیلئے مفید چیز ہے

لیوکو ماکیور۔ اسی شفاخانہ کی دوسری مجرب دوائی ہے صرف تین بیماریوں میں جادو کا اثر دکھاتی ہے۔ پرانی۔ سفیدی۔ پھولا۔ ناخونہ کے دور کرنے میں کمال رکھتی ہے۔ اگر آپکو تینوں بیماریوں میں سے کوئی ہو۔ اسے استعمال کر کے تندرست ہو جاویں۔ قیمت بڑی شیشی دو روپے چھوٹی شیشی ایک روپیہ نوٹ۔ سنا ہے میری شہرت سے ناجائز فائدہ لینے کیلئے بہت آدمی اپنے آپکو میرے ایجنٹ ثابت کرتے ہیں جو بالکل جھوٹے ہیں میرا کوئی ایجنٹ نہیں ان سے بچیں۔

ڈاکٹر عبد الرحمن مالک شفاخانہ رحمانی موگا۔ پنجاب

عرق خضاب

اس کے واسطے صرف اتنی قدر لکھنا کافی ہوگا کہ اس نسخہ کا عرق خضاب جو بالوں کو قدرتی رنگ کے مانند سیاہ کرتا ہے۔ اس میں کسی مذہب کے خلاف کوئی جزو نہیں۔ اور نہ ہی نزلہ وغیرہ کرتا ہے

عرصہ بیس سال سے

بڑی کامیابی کے ساتھ تمام ہندوستان میں مشہور ہے ہزاروں سندات ہونے پر بھی اس پر کاربند ہوں کہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ایک دفعہ منگوا کر تجربہ کریں۔ دھوکہ بازی کو ہم مذہبی و اخلاقی و قانونی جرم سمجھتے ہیں۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ شیشی ارسال کیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی آٹھ آنے۔ علاوہ محصول پیکنگ۔

نوٹ:۔ تین شیشی منگوانے والوں کو محصول میں کفایت ہوگی

خاکسار۔ ایجنٹ محمد عامل مالک کارخانہ دستی چھاپہ کی پریس قادیان (پنجاب)

کوڑیوں کے مول جواہرات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اشتہارات کا مجموعہ جو حضور نے اتمام حجت کے لئے تمام مخالفین اندرونی بیرونی کے نام شائع کر کے اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ظاہر کر دیا۔ یہ نایاب اشتہارات بڑی محنت سے جمع کر کے اسوقت تک ترتیب وار ۱۸۷۸ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک چار جلدوں میں محفوظ کر دئے ہیں۔ بوجہ گرانی کاغذ صرف پانچ پانچ سو نسخہ طبع کرایا ہے۔ ۴۰۰ صفحات پر یہ چار جلدیں ختم ہوئی۔ اور صرف ۱۶۰ نسخے باقی ہیں۔ جو بعد تلاش پھر دستیاب نہ ہونگے۔ شائقین بہت جلد اس گوہر بے بہا اور درِّ نایاب کو منگالیں قیمت چاروں جلدوں کی پانچ روپے علاوہ محصولڈاک ہے۔

پتہ

مینجر فاروق بک ڈپو۔ قادیان ضلع گورداسپور

اسلام اور حریت و مساوات

(نمبر ۲)

کیا انجمنیں اصول حریت و مساوات پر قائم ہو سکتی ہیں خواجہ صاحب لکھتے ہیں "ہر انجمن ہر ایک سبھا ہر ایک سماج "اصول" مساوات اور حریت پر قائم ہوتی ہے۔ یعنی "ارکان" انجمن خواہ انکے بعض ونیز بعض بھی ہوں۔ آزادانہ مساوی رائے کا حق رکھتی ہیں۔ کوئی انجمن اصول حریت و مساوات کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی اور اسکے اغراض و مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے"۔

اگر انجمنوں کے اصول مساوات اور حریت پر قائم ہونے سے مراد (بعد اجازت پریذیڈنٹ) آزادانہ رائے دینا ہے تو تسلیم ہے۔ مگر رائے کا مساوی ہونا بلحاظ نتائج کے مسلم نہیں۔ کیونکہ بعض کی آرا اعلیٰ پایہ کی ہوتی ہے جو مانی جاتی ہیں۔ اور بعض کی ایسی ہوتی ہیں جو رد کی جاتی ہیں۔ اسیطرح اراکین انجمن میں بھی مساوات نہیں ہوتی۔ کوئی اس میں پریذیڈنٹ ہوتا ہے کوئی سکرٹری۔ کوئی محاسب کوئی امین وغیرہ انہیں بھی بعض ایسے درجات ہوتے ہیں۔ جو ایک کو دوسرے سے ممتاز رکھتے ہیں پس یہ دعوےٰ کہ ہر ایک بات میں مساوات ہے صحیح نہ ہوا۔

تعصب بہت بری بلا ہے تعصب انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے۔ اور کسطرح خلاف عقیدہ باتیں منہ سے نکلواتا ہے۔

حضرت صاحب نے اپنے مضمون مندرجہ الفضل ۱۸ دارچ سلسلہ احمدیہ کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"(۵) عملی کامیابی کو نظر انداز کر کے علمی ناکامی کو اصل کامیابی کا راستہ قرار دینا ایک ایسا فعل ہے جسکی حقیقت کو خواجہ صاحب یا انکے ہم خیال ہی سمجھ سکتے ہیں"

اس کے جواب میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔

" یہ لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ انگلستان کامیاب ہو رہا ہے۔ حالانکہ باطل بھی کامیاب ہوتا ہے"

بتائیے؟ کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے۔ یا اسکا یہ عقیدہ ہو سکتا ہے۔ کہ باطل بھی حق کے مقابلہ میں کامیاب ہوا کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ تو فرماتا ہے۔ فمن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون کہ جو ظالم ہوتے ہیں اور انبیاء کے مقابلہ میں آیات کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور باطل کو اپنا پیشرو بناتے ہیں۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے اور بھی بہت سی آیات اسی مضمون پر دال ہیں۔ جو قرآن کریم میں موجود ہیں۔ انکو جانتے ہوئے ایک قرآن دان کیسے لکھ سکتا ہے کہ باطل بھی کامیاب ہو جایا کرتا ہے۔

خواجہ صاحب کا یہ لکھنا دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو وہ قرآن مجید سے واقف نہیں یا محض تعصب سے لکھ دیا ہے۔ دونوں صورتوں سے کوئی ہو۔ ایک مسلمان ذی علم کے مناسب حال نہیں ہے۔

دوسرے اگر خواجہ صاحب کا قول "باطل بھی کامیاب ہو جایا کرتا ہے" صحیح تسلیم کیا جائے۔ تو انبیاء کی کامیابی صداقت کا معیار نہیں ہو سکتی حالانکہ قرآن مجید میں انکی کامیابی کو معیار صداقت قرار دیا گیا ہے۔

صحابہ پر عربی سے ناواقف ہونے کا الزام خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔

"حضرت ابوذر غفاری نے آیت والذین یکنزون الخ سے جو کچھ استدلال کیا تھا ہم نے میاں صاحب ممدوح کی تحقیق و تدقیق کیلئے پیش کیا تھا۔ میاں صاحب بھول گئے۔ کہ یہ استدلال غریب مزاج صحابی کا ہے۔ اور بجا یا لتہیہ ہے۔ کہ یہ استدلال بوجہ عربی زبان سے ناواقفیت کے ہے"

حضرت صاحب نے حضرت ابوذر غفاریؓ کی نسبت کہیں نہیں لکھا۔ کہ آپ کا استدلال بوجہ عربی زبان سے ناواقفیت کے تھا۔ بلکہ جس پر یہ فقرہ لکھا گیا تھا۔ وہ جناب والا کا ہی استدلال تھا۔ نہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا۔ جیسے آپ نے مضمون مندرجہ وکیل مہر جنوری صفحہ ۱ کالم ۳ میں لکھا ہے۔

"ان آیات میں دو باتیں قابل توجہ ہیں ایک تو جمع شدہ کل تمام و کمال خرچ کرنا چاہیئے۔ نہ کہ اس کا کچھ حصہ جیسا کہ میاں صاحب ممدوح کا استدلال ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو "ھا" نہ ہوتا۔ بلکہ "من ھا" ہوتا"

اس استدلال کے جواب میں (جو آپکا استدلال ہے۔ کہ بعضھا تب مراد ہو سکتا ہے جب منھا ہو) حضرت صاحب نے لکھا تھا کہ "یہ بوجہ عربی زبان سے ناواقفیت کے ہے۔ عربی زبان کا قاعدہ ہے۔ کہ کل اور بعض اور ایسے ہی عام الفاظ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ اور کبھی عام الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور اس سے بعض حصہ مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کی نسبت فرماتا ہے۔ "جعلکم ملوکا" اور تمکو بادشاہ بنا دیا۔ حالانکہ سب بنی اسرائیل بادشاہ نہ تھے بلکہ انہیں سے بعض بادشاہ تھے"

کنز کیا چیز ہے خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

"اگر "ھا" سے یہ استنباط کرنا کہ سبیل اللہ میں تقسیم کر دینے کا حکم ہے۔ درست نہیں۔ تو آپ کے عربی قاعدہ کے مطابق یہ استنباط کرنا درست ہو کہ مال بعضھا تقسیم کرنا چاہیئے۔ اور بعضھا کنز"

اول تو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا ہر مال جمع شدہ کو کنز کہا جاتا ہے۔ یا خاص اموال کو۔ یہ غلط ہے کہ ہر ایک ضرورت سے زائد مال کا جمع کرنا کنز کہلاتا ہے۔

پہلی وجہ کنز جس کے معنے جوڑنے کے ہیں جسے انگریزی میں ہورڈنگ کہا جاتا ہے۔ وہ تو عیب ہے۔ لیکن مالدار ہونیکو کوئی عیب نہیں قرار دیتا۔ پس مالدار ہونا۔ اور کنز بنانا دو الگ الگ چیزیں ہوئیں۔

دوسری وجہ کنز سے ہر ایک مال مراد نہ ہونیکی صحابہ میں جلیل القدر صحابہ کا مالدار ہونا ہے۔ مثلاً حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف جو دونوں عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کا نام غنی اسی لئے مشہور ہے کہ آپ مالدار تھے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی نسبت وکیل ۱۸ ارچ میں جناب خواجہ صاحب نے خود تحریر فرما دیا ہے کہ "حضرت عبدالرحمٰن بن عوف صحابہ میں مالدار تھے"

تیسری وجہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک قسم کے مال کو جمع کرنا منع نہیں ٹھیرایا۔ بلکہ کنز کی تعریف یہ کی ہے۔

"ما ادی زکاتہ فلیس بکنز وان کان باطنا وما بلغ ان یزکی ولم یزک فھو کنز وان کان ظاھرا"

جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ اگرچہ پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ کنز نہیں ہے۔ اور جو مال نصاب زکوٰۃ کو پہنچا ہوا ہو۔ اور اسکی زکوٰۃ نہ ادا کی جائے تو وہ اگرچہ ظاہر ہو۔ وہ کنز ہے۔

اسیطرح اسکی تفسیر عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن عمر اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

پس کنز وہ مال ہے جس سے وہ حقوق جو اس مال پر واجب ہیں۔ ادا نہ کئے جائیں۔ لیکن جب اس جمع شدہ مال سے زکوٰۃ دے دی جائے۔ تو پھر وہ کنز نہیں رہتا۔ اور ثابت ہوا کہ جب اس کا بعض حصہ خرچ کر دیا جائیگا۔ تو وہ کنز نہیں کہلائیگا۔

چوتھی وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد کو یہ فرمانا ہے کہ تیرا اپنے وارثوں کو غنی چھوڑنا انکے فقیر چھوڑنے سے بہتر ہے۔ اسلئے اسکو ثلث مال سے زائد وصیت کرنے سے روکا۔

ضرورت سے زائد مال اور مالی مساوات اب میں مالی مساوات کے متعلق لکھتا ہوں کہ کیا مالی مساوات ہونی چاہئیے۔ یا نہیں اور ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینے کا حکم شریعت میں دیا گیا ہے۔ یا نہیں۔ سو اگر اس اصول کو کہ ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینا چاہئیے اور مالی مساوات ہونی ضروری ہے۔ تسلیم کریں تو مندرجہ ذیل نقائص لازم آئینگے۔

پہلا نقص اول تو اس مالی مساوات کا نتیجہ ہوگا کہ دنیا کی ترقی رکجائیگی۔ اور لوگ کام کرنے سے رکینگے۔ اور اتنا ہی کام کرینگے جس کے ساتھ انکی ضروریات پوری ہو سکیں۔ کیونکہ انکو معلوم ہوگا۔ کہ ضروریات سے زائد مال اپنے پاس رکھنے کا حکم نہیں ہے۔ اسلئے بہتر ہے۔ کہ اتنا ہی کام کریں جس کے ساتھ ضروریات ہی پوری ہو سکیں۔ پھر بعض لوگ ایسے ہوں گے۔ کہ جو اس بھروسہ پر کہ کمانیوالے لوگوں سے ہمیں زیادہ مل جائیگا۔ کام کرنا چھوڑ دینگے۔ بہرحال دونوں صورتوں میں خیر نہیں ہے۔

دوسرا نقص دوسرا نقص مالی مساوات سے یہ لازم آئیگا۔ کہ دنیا میں بغاوت اور فساد پھیل جائیگا۔ اور دنیا کا امن بالکل قائم نہیں رہ سکیگا جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ

اگر خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو رزق میں فراخی دیدے اور سب کو مال یکساں مل جائے۔ تو اس مساوات کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ زمین میں بغاوت کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ اندازے کے مطابق جتنا چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے مالی مساوات نہ ہونے اور ایک دوسرے سے احتیاج رکھنے میں یہ حکمت بتائی ہے کہ اسطرح بغاوت نہیں پھیلتی۔ مالی مساوات پیدا کرنا اس حکمت کو ضائع کرنیکی کوشش کرنا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے عدم مالی مساوات میں رکھی ہے۔ قرآن کریم کی اور بھی بہت سی آیات اسی مضمون پر دلالت کرتی ہیں جن سے ظاہر ہے۔ کہ عدم مساوات مالی میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کیلئے آیات رکھی ہیں۔ لیکن اکثر لوگ انکو نہیں جانتے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے۔ اسلئے وہ ہر ایک کو رزق میں فراخی نہیں دیتا پس جو شخص مالی مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ غلط رستے پر ہے۔

تیسرا نقص تیسرا نقص یہ لازم آئیگا کہ تمام علوم بیکار ہو جائینگے۔ اور تمام صنائع باطل ہو جائینگی۔ اسلئے کہ جب مال اپنے پاس رکھنا نہیں تو مثلاً ڈاکٹر کو کیا ضرورت کہ وہ مریض کا قارورہ دیکھے اور اسکا پرہیز وغیرہ کرے جبکہ اسکو مال کی ضرورت نہیں۔ اور بقدر ضرورت اسکے پاس مال ہے۔

ضرورت سے زائد مال کی اصطلاح مبہم ہے اگر اس ڈاکٹر کو اسکا عوض لے تو پھر یہ سوال ہے کہ عوض جو اسکو ملیگا وہ مال مریض کے پاس اپنی ضروریات سے زائد ہوگا یا نہیں اگر ضروریات سے زائد نہیں ہوگا تو اس صورت میں اگر وہ ڈاکٹر کی ضروریات کو پورا کرے تو پھر بھی مساوات نہ رہیگی۔ اور اگر زائد ہوگا تو وہ اسکو پہلے ہی دیدینا چاہیئے تھا نہ کہ طور پر وہ اسے کیوں دیتا ہے۔

اسیطرح دنیا کی تمام صنعتیں باطل ہو جائینگی۔ جنہیں مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اور اگر کہو کہ مریض پر خرچ کرنا بھی تو اسکی ضرورت ہی سے ہے تو ماننا پڑیگا۔ کہ ضروریات کی اصطلاح مبہم ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے بھی بالوضاحت اپنے مضمون میں ثابت کیا تھا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کا چار دن کے بعد مکان گر پڑے اور ہو سکتا ہے کہ نہ گرے۔ مگر وہ اس ضرورت کو مد نظر رکھ کر مال اپنے پاس جمع رکھے۔ اور پھر مکان نہ گرے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اس نے مال جمع کیا ہوا ہے۔ اور اسیطرح کسی کو مرض کا علم نہیں کہ وہ کب بیمار ہو جائیگا۔ یا اسیطرح اس سے غلطی ہو جائے کسی کو قتل کر دے تو اسکی دیت دینی پڑے تو وہ کیسے ادا کرے اگر اسنے موجودہ ضروریات سے زائد مال دیدیا ہو۔ لہٰذا ضروریات سے زائد مال کی اصطلاح خود مبہم ہے۔

چوتھا نقص چوتھا نقص یہ لازم آئیگا۔ کہ زکوٰۃ جو معینہ نصاب کے پورا ہونے پر پڑتی ہے۔ کسی پر فرض نہیں ہوگی۔ اور یہ حکم دینا عبث ہوگا۔ کیونکہ جو ضروریات سے زائد مال ہوگا۔ وہ تو روزانہ لوگوں کو دیدیا جایا کریگا۔ پھر کیا پاس ہوگا۔ کہ زکوٰۃ دے۔ پس یہ عقیدہ کہ مالی مساوات ہونی چاہئیے از روئے عقل بھی جائز نہیں ہے۔

کیا ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینا چاہئیے ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینا مال کے جمع نہ ہونیکو مستلزم ہے حالانکہ قرآن مجید کی کئی آیات میں جمع مال جائز رکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

جبکہ مال جمع کرنا جائز نہیں تو پھر وصیت کے کیا معنے؟ اور مال چھوڑنا کیسا؟ پس خدا تعالیٰ کا مال کے چھوڑنے میں وصیت کرنیکا حکم دینا مال کے جمع ہونیکو مستلزم ہے۔

(۲) اسیطرح يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ میں وصیت کا حکم دیا گیا ہے۔

(۳) وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰـمًا وَّارْزُقُوْھُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْھُمْ ... فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْھُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَھُمْ

ہندوستان کی خبریں

جمعیۃ العلماء کا اجلاس لاہور میں جمعیۃ العلماء ہند کا آئندہ اجلاس ماہ اکتوبر ۱۹۳۱ء کے آخری جمعہ ہفتہ و اتوار کو لاہور میں منعقد ہوگا۔

سنٹرل خلافت کمیٹی کی سکرٹری شپ سنٹرل خلافت کمیٹی کے سکرٹری کی جگہ جو مسٹر شوکت علی کی گرفتاری سے خالی ہوگئی تھی۔ سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کی مجلس منتظمہ کی درخواست پر مولوی ابوالکلام صاحب آزاد نے منظور کرلی ہے۔

دفتر مرکزی خلافت کمیٹی کی خانہ تلاشی سیٹھ حاجی محمد صدیق کھتری صاحب کا ۲۱ ستمبر کا تار مظہر ہے کہ ان کو ڈپٹی کمشنر پولیس صیغہ سی۔ آئی۔ ڈی نے بلایا۔ اور مرکزی خلافت کمیٹی کے دفتر میں بعض کاغذات کی تلاشی کا وارنٹ دکھایا۔ چنانچہ ڈھائی بجے ان افسروں نے تلاشی لی۔ افسران پولیس خلافت لٹریچر کے اسٹاک رجسٹر اور روئداد کمیٹی کے دو صفحہ جن میں مسٹر شوکت علی کے سکرٹری منتخب ہونے کی یادداشت ثبت تھی ہمراہ لے گئے۔ بعد میں پولیس نے اس کمرے کی بھی تلاشی لی جس میں ان دنوں مسٹر شوکت علی مقیم تھے۔

ہندوستان کو ۹ سال کے بعد سوراجیہ دینے کا مطالبہ شملہ ۲۳ ستمبر آج لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں رائے بہادر مسٹر موز مدار نے یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ موجودہ کونسلوں کے خاتمہ پر صوبوں کو خود مختار بنا دیا جائے۔ اور گورنمنٹ ہند میں ذمہ داری کا عنصر داخل کیا جائے۔ اور ۹ سال یعنی اسمبلی کی تین میعادوں کے بعد ہندوستان کو نو آبادیوں کی طرز کا ہوم رول دیا جائے۔ مسٹر موز مدار نے یہ رزولیوشن پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس وقت ملک میں سوراجیہ کا عام مطالبہ ہو رہا ہے۔ سر ولیم ولسنٹ نے گورنمنٹ کی طرف سے وعدہ کیا کہ اس رزولیوشن پر اسی سلسلہ اجلاس میں بحث کی جائیگی۔ اور تحریک کی کہ سردست بحث کو ۲۹ ستمبر پر ملتوی کیا جائے۔

زبردستی مسلمان بنائے جانے والوں کے متعلق ہندوؤں کا جلسہ ناگپور میں ۱۹ ستمبر ہندوؤں کا ایک پبلک جلسہ زیر صدارت آنریبل سر گنگا دھر راؤ چٹ نویس منعقد ہوا۔ جس میں پاس ہوا کہ جگت گرو شنکر آچاریہ سے درخواست کی جائے کہ وہ ان ہندوؤں کو ہندو مذہب میں لانے کی اجازت دیں جنکو موپلوں نے زبردستی مسلمان بنا لیا۔

سردار کرتار سنگھ جھبر وغیرہ کی رہائی پر نفرت کا اظہار ۱۵ تا ۱۸ ستمبر کو اکالی جتھا لدھیانہ کا ایک دیوان بمقام چھپار منعقد ہوا۔ ۵ ہزار اکالیوں کی بھرتی کیلئے اپیل کی گئی۔ اور سردار کرتار سنگھ و دیگر سکھ قیدیوں کی مشروط آزادی پر اظہار نفرت کا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

[illegible]ت اور سکھ قیدیوں کی رہائی شملہ ۲۳ ستمبر گورنمنٹ پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ [illegible]ت اور سکھ قیدیوں کو اس تحریری معاہدے پر رہا کردیا گیا ہے کہ وہ بقیہ میعاد قید کے دوران میں نیک چلن رہینگے۔ اور بالخصوص مذہبی اسٹیبلشمنٹوں کے مہنتوں وغیرہ کے جائز قبضوں میں دخل اندازی نہ کرینگے۔

سات سو سے زیادہ موپلوں کی سزایابی کالی کٹ ۱۸ ستمبر کل تک تیز رو کی خاص عدالتوں سے خفیف جرائم کے لئے سات سو سے زیادہ موپلے سزایاب ہوچکے ہیں۔

سر چمن لال سیتلواد اور ابراہیم رحمت اللہ کا پروٹسٹ بمبئی ۲۱ ستمبر معاصر بمبئی کرانیکل مظہر ہے کہ سر چمن لال سیتلواد اور ابراہیم رحمت اللہ گورنمنٹ بمبئی کی ایگزیکٹو کونسل کی ممبری سے اس وجہ سے مستعفی ہونے والے ہیں۔ کہ گورنمنٹ نے علی برادران کی گرفتاری کے متعلق ان کے پروٹسٹ کی پرواہ نہیں کی۔

فوجی محکمہ ملبوسات میں حیرت انگیز انکشافات کی توقع الہ آباد ۲۲ ستمبر عنقریب الہ آباد میں بعض حیرت انگیز انکشافات ہونے والے ہیں۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کئی گھروں پر چھاپا مارا جہاں سے فوجی محکمہ ملبوسات کا سامان برآمد ہوا۔ بہت سے یورپین اور ہندوستانی اس معاملہ میں ماخوذ ہوں گے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کئی گرفتاریاں عمل میں آگئی ہیں۔

ہندوستان کے لئے قومی جھنڈا لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس منعقدہ شملہ میں منشی ایشور سرن صاحب کے سوال کے جواب میں سر ولیم ولسنٹ نے کہا کہ ہندوستان کے لئے گورنمنٹ کسی قومی علم کی ضرورت نہیں سمجھتی۔

محرم پر کلکتہ میں فساد شیعہ اخبار ذوالفقار کا بیان ہے کہ محرم پر کلکتہ میں امسال دو شیعہ فریق آپس میں دست و گریبان ہوگئے۔ چنانچہ پہلے دن پانچ آدمی زخمی ہوئے۔ اور ایک آتشگیر مادہ پھٹنے کے باعث لقمہ اجل ہوگیا۔ ۵۴ گرفتاریاں تا دم تحریر ہو چکی ہیں۔

مسٹر گاندھی نے ٹوپی کرتا اتار دیا مدراس ۲۲ ستمبر مسٹر گاندھی نے غریبوں کے لئے نمونہ بننے کی خاطر ۳۱ اکتوبر تک اپنی ٹوپی اور کرتا اتار دیا ہے۔ اب وہ صرف دھوتی اور ایک چادر میں گذارہ کرینگے۔

سرحد پر حملے پشاور ۲۱ ستمبر گیارہ ستمبر کی رات کو وزیری حملہ آوروں کی ایک جماعت نے شہر تھل پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ ادھر اطلاع پہنچ گئی تھی۔ فوج سے جب مقابلہ ہوا تو بھاگ گئے۔ وزیریوں کا ایک ہلاک اور دو زخمی ہوئے۔ ۱۰ ستمبر کو بھی ایک جھڑپ ہوئی تھی۔ مگر حملہ آور فرار ہوگئے۔ کلیں والوں کا لیڈر موسیٰ خان جو دو سال سے ان کو لڑا رہا تھا۔ آخر افغانستان کو بھاگ گئے۔

ایک اور پیر کی گرفتاری کراچی ۲۳ ستمبر پیر تراب علی شاہ صدر ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی لاڑکانہ کو بغاوت کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

انگلستان جانیوالے اسلامی ڈیپوٹیشن پر خرچ کونسل میں مسٹر کبیر احمد کے سوال کا جواب دیتے ہوئے سر ولیم ولسنٹ نے کہا کہ جو اسلامی ڈیپوٹیشن انگلستان گیا تھا۔ اس پر دو اور تین ہزار پونڈ کے درمیان خرچ آیا ہے۔ اور چونکہ یہ معاملہ تمام ہندوستان کے مفاد کے متعلق تھا۔ اس لئے اس ڈیپوٹیشن کا خرچ گورنمنٹ ہند نے دیا ہے۔

مدراس میں بم بازی مدراس ۲۵ ستمبر کارخانجات کے رقبہ میں ابھی امن نہیں ہوا۔ اور جو لوگ کام پر آگئے ہیں ان پر حملے جاری ہیں۔ جب آدمی کام پر جا رہے تھے۔ تو دیا سلائی کے بکسے دو بم پھینکے گئے جن سے صرف ایک مسلمان لڑکا [illegible]

غیر ممالک کی خبریں

ترکی میں سازش کنندگان کی گرفتاریاں لندن ۲۰ ستمبر قسطنطنیہ کا تار مظہر ہے کہ جنرل ابراہیم عثمان نے وزیر جنگ کے سامنے ترکی گورنمنٹ کے وفادارانہ طور پر کام کی تشریح کی اور کہا کہ اس نے میرے مطالبوں کو جو بیتنے حال کی سازش کے متعلق کئے تھے - پورا کیا ہے جنرل مذکور نے کہا کہ میں نے سازش کنندگان کی گرفتاری کے لئے ایک ہفتہ کی میعاد مقرر کی تھی - بشرطیکہ گورنمنٹ نے اپنی کوششوں کو جاری رکھا اور اس قسم کی دیگر سازشیں نہ ہونے دیں - ایک نیا مظہر ہے کہ متعدد سازش کرنے والے اشخاص جو طلب کئے گئے تھے - وہ حوالہ کر دیئے گئے ہیں۔

یونان اور ترکی نے لیگ اقوام سے داخلت نہیں چاہی لندن ۲۰ ستمبر جینیوا کا تار مظہر ہے کہ معتبر ذرائع سے بیان کیا گیا ہے کہ یونان یا ترکی نے لیگ اقوام سے داخلت کے لئے اپیل نہیں کی۔

بلفاسٹ میں ہنگامہ لندن ۱۱ ستمبر بلفاسٹ میں جو معمولی ہنگامہ ہوا تھا - اور جس میں ایک ہی گولی سے دو لڑکیاں مہلک طریقہ پر زخمی ہوئیں اسکے باعث اضلاع میں جہاں ہنگامے برپا ہوئے عوام کے لئے باہر نکلنے کے اوقات مقرر کر دیئے گئے ہیں - یعنی ساڑھے دس کے بجائے اب وہ ۹ بجے کے بعد باہر نہ نکل سکینگے

آئرلینڈ میں حالت بہت نازک ہو گئی ہے لندن ۱۷ ستمبر ڈی ویلرا نے اپنے اس مطالبہ سے دست بردار ہونے سے قطعاً انکار کر دیا کہ - جو "سن فینز" مسٹر لائیڈ جارج کی کانفرنس میں شریک ہوں وہ ایک آزاد سلطنت کے قائمقام سمجھے جائیں۔

بولشویکوں کی ہندوستان میں ریشہ دوانیاں برطانیہ کلاں نے روس کو ایک نوٹ بھیجا ہے جس میں بالشویکوں کے ہندوستان - ایران - ترکستان مجوزہ روس افغانستان میں تجارتی معاہدے کی حفاظت ورزی کرنے کی خاص مثالیں درج کی گئی ہیں جنکا خلاصہ مقصد یہ ہے - برطانوی نو آبادیوں اور ہندوستان میں عداوتیں پھیلائی جائیں - اس نوٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے - کہ برطانیہ ان گہرے مقاصد سے بھی واقف ہے - جو سوویٹ کے ترکی قوم پرستوں کی مدد کرنے کی تہ میں موجود ہیں۔

ہندوستانی انقلاب پسند دفتر خارجیہ نے اس بارہ میں شہادت بہم پہنچائی ہے - کہ بولشویکوں نے یورپ کے ہندوستانی انقلاب پسندوں کے ساتھ متواتر سازش کی ہے - اور ظاہر کیا ہے کہ مسٹر چچرن ان کے ساتھ گفتگو کا یہی نتیجہ تھا - کہ کچھ اشخاص جو برلن اور دیگر مقامات میں پناہ گزین تھے - انھیں بولشویکوں نے ۲۵ مئی کو ماسکو میں ایک جلسہ میں یہ غور کرنے کے لئے مدعو کیا - کہ ہندوستان میں کس طرح انقلاب کیا جا سکتا ہے - اور بولشویک قائم مقام ایم - کوپ نے سب کے لئے روپیہ بہم پہنچایا -

ہندوستان کی سرحد پر کارخانہ بم اس نوٹ میں یہ بھی اعلان کیا گیا ہے - کہ سوویٹ گورنمنٹ ایک لمبے عرصہ سے ایک ناکسلے کو اس بات کی ترغیب دینے کی کوشش کرتی رہی ہے - کہ وہ افغانستان جا کر ہندوستان کی سرحد پر ایک کارخانہ بم سازی کی نگرانی کرے - تاکہ ہندوستان میں بسہولت ان کی درآمد ہو سکے -

وفد افغانستان لندن میں لندن ۲۰ ستمبر رئیس وفد افغانستان نے لارڈ کرزن سے ملاقات کی اور امیر کے خطوط پیش کئے - جن میں محمد ولی خاں کو لندن میں سفیر مقرر کیا گیا تھا - مگر چونکہ وفد نے انڈیا آفس سے اس کے متعلق گفت و شنید کرنے سے انکار کر دیا اس لئے ان کی خواہش پوری نہیں کی گئی - لارڈ کرزن نے کہا - کہ لندن میں سفیر کا رہنا موجودہ مجوزہ معاہدے کے انجام پانے پر منحصر ہے -

آذربائیجان میں بغاوت آذربائیجان میں بالشویکوں کے خلاف تحریک زور پکڑ رہی ہے - بعض کا بزغ اور تخت جیوان میں تاتاریوں نے بغاوت کر دی ہے - اور زنگزور میں ارمنی تاتاریوں کی مدد پر ہیں۔

یونانیوں کی خستہ حالت لندن ۲۲ ستمبر لندن میں جو خبر موصول ہوئی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ موسیو گوناریس وزیر یونان غالباً لندن جائیگا - اور مسٹر لائڈ جارج اور لارڈ کرزن سے ملاقات کر کے وہ شرائط پیش کرے گا جن پر یونان صلح کرنے پر آمادہ ہے۔

اپاؤ میں ہیبت ناک نقصان جان اپاؤ (جرمنی) کے قصبہ میں نائٹروجن کے کارخانوں میں نہایت خوفناک دھماکا ہوا جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی - جس دھماکے سے آٹھ سو آدمی مر گئے - لندن ۲۲ ستمبر کی خبر ہے کہ ان دھماکوں کا اثر لندن کے سارے علاقے میں محسوس کیا گیا - اپاؤ کا گاؤں چند لمحوں میں جل کر خاک سیاہ ہو گیا - اس کا زلزلہ زہریلی گیس کا ایک بادل چھایا ہوا ہے جس کی وجہ سے وہاں جانا ناممکن ہے - یہ دھماکا دو والبتہ گیس کے ہواؤں پر حد سے زیادہ دباؤ پڑ جانے سے پیدا ہوا - اندازہ لگایا گیا ہے کہ ڈیڑھ ہزار آدمی مارے گئے - اپاؤ کے مقام پر جرمنوں نے محاربہ عظیم میں زہریلی گیس تیار کی تھی - اب ان کارخانوں میں زمین کو زرخیز بنانے کے لئے نائٹروجن کے مرکبات تیار کئے جاتے تھے - جہاں گیس کے پیمانے پھٹے ہیں - اب وہاں ایک سو میٹر گز چوڑا اور ساٹھ گز گہرا شگاف ہو گیا ہے - ان کارخانوں کی تباہی سے ڈیڑھ کروڑ مارک کا نقصان ہوا ہے - اس دھماکے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے - کہ ایک نئی گیس کی قوۃ انقباض کی آزمائش ہو رہی تھی کہ گیس پیما پھٹ گیا۔

ترکوں کی عظیم الشان فتح لندن ۱۷ ستمبر یونانیوں کو ایک غیر معمولی شکست ہوئی ہے - اور یونانی فوجیں ہر سمت سے نہایت تعجیل کے ساتھ بھاگ رہی ہیں ترک جانبازی اور سرگرمی سے ان پر حملہ کر رہے ہیں اور ان کو کچل رہے ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۲۱ء

غیر مبایعین مسٹر گاندھی کے پیچھے

(۲)

حال میں ایک غیر مبایع ملک محمد امین صاحب ایم اے نے غالباً اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم اے کی دو رنگی چال سے متنفر ہو کر بعض موجودہ مسائل کے متعلق مولوی محمد احسن صاحب امروہی سے استفسار کیا ہے ۔ اور ان کے جوابات کو "پیغام صلح" کی بجائے "زمیندار" کی دو اشاعتوں میں شائع کرایا ہے ۔

مولوی محمد احسن صاحب کے "ملفوظات" پیغام کی بجائے کسی اور اخبار میں درج ہوں ۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ مولوی صاحب کی ناشن گفتاری پیغام کو پسند نہیں آئی ۔ ورنہ اس میں کوئی کلام نہیں ۔ کہ مولوی صاحب نے دراصل غیر مبایعین کے خیالات کی صحیح ترجمانی کی ہے ۔ اور جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں ہے ۔ وہ مولوی صاحب کی تحریر میں آ گیا ہے ۔

گو مولوی محمد احسن صاحب بقول خود اس حالت میں ہیں کہ "مفلوج بھی ہوں ۔ اور عمر بھی قریباً نوے سال پہنچ گئی ہے ۔ خود مجھ سے پڑھا لکھا نہیں جاتا" تاہم انہوں نے ضروری سمجھا ۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے ضروری معاملات پر اپنی رائے ظاہر کر دیں دیکھئے غیر مبایعین ان کی اس تکلیف فرمائی کی کہاں تک قدر کرتے ہیں ۔

مولوی صاحب سے سوال کیا گیا ہے کہ مسلمان جو کچھ حفاظت خلافت کے لئے کر رہے ہیں ۔ اسمیں احمدیوں کو شامل ہونا چاہیئے یا نہیں ۔ مولانا ارشاد فرماتے ہیں :-

"جبکہ خلافت کی حفاظت اور اس کی حفاظت کی تدابیر بمنزلہ قلب اسلام کے حسب تحریر حضرت امیر سلسلہ احمدیہ مندرجہ رسالہ "خلافت اسلامیہ" قرار پائی ۔ تو اندریں صورت جماعت احمدیہ پر بھی ضروری ہوا ۔ کہ وہ بھی اس کی تدابیر حفاظت میں ان لوگوں کے شریک حال رہیں" (زمیندار ۲۳ اکتوبر)

یہ حقیقت تو آج پہلے پہل واضح ہوئی کہ حضرت امیر یعنی انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پریذیڈنٹ کی تحریر بھی "جماعت احمدیہ" پر حجت ہو سکتی ہے تبھی تو جناب مولانا فرماتے ہیں ۔ کہ "حفاظت خلافت اور اس کی تدابیر بمنزلہ قلب اسلام کے حسب تحریر حضرت امیر قرار پائی ۔ تو اندریں صورت جماعت احمدیہ پر بھی ضروری ہوا ۔ کہ وہ بھی اس کی تدابیر حفاظت میں ان لوگوں کے شریک حال رہیں" ۔ آج تک تو مبایعین اور غیر مبایعین میں جھگڑا اسی بات پر تھا کہ ایک غیر مامور شخص کے ہاتھ کس طرح تمام جماعت کی باگ دی جا سکتی ہے ۔ مامور کے بعد انجمن ہی جماعت کی سربراہ ہو سکتی ہے ۔ لیکن اب مولانا نے یہ غضب ڈھایا کہ ایک انجمن کے پریذیڈنٹ کو مامور کے برابر درجہ دے دیا ۔

علاوہ ازیں ایک اور بات بھی قابل لحاظ ہے ۔ اور وہ یہ کہ مانا کہ "حضرت امیر" خلافت ترکیہ کو قلب اسلام قرار دیکر اس کی حفاظت کو لازمی و لابدی ٹھہراتے ہیں مگر ظاہر ہے ۔ کہ جماعت احمدیہ "حضرت امیر" کی جماعت نہیں ۔ بلکہ مسیح موعود کی جماعت ہے ۔ اسلئے دیکھنا یہ ہے کہ کیا مسیح موعود بھی ترکی خلافت کو "قلب اسلام" قرار دیتے ہیں ۔ اور ترکی حکومت کو خلافت منصوصہ موعودہ ٹھہرا کر اس کے لئے ہر ممکن کوشش کرنے کا حکم فرماتے ہیں ۔ اس بارے میں ہم متعدد مضمون حضرت مسیح موعود کے حوالجات کی بناء پر شائع کر چکے ہیں ۔ اور ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ہرگز ترکی حکومت کو خلافت اسلامیہ نہیں ٹھہراتے ۔ اس وقت صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"میں سلطان روم کو اسلامی شرائط سے خلیفہ نہیں مانتا ۔ کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور ایسے خلیفوں کا قریش میں سے ہونا ضروری ہے لیکن یہ میرا قول اسلامی تعلیم کے مخالف نہیں ۔ بلکہ حدیث الائمۃ من قریش سے سراسر مطابق ہے"

(کشف الغطاء صفحہ ۲۳)

پس حضرت مسیح موعود کے ایسے صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف کسی شخص کی بات کب قابل قبول ہو سکتی ہے ۔ خواہ وہ جناب مولوی محمد علی صاحب "حضرت امیر قوم" ہی کیوں نہ ہوں ۔

پھر جناب مولانا کا ارشاد ہے کہ :-

"ہمارے نزدیک کل اہل اسلام کو خواہ وہ شیعہ ہوں یا سنی یا احمدی ۔ ان تدابیر میں شریک ہونا چاہئے وہ آیات و احادیث بآواز بلند کہہ رہی ہیں ۔ کہ ان کا ایمان نہایت ضعیف ہے"

احمدیوں کے متعلق تو ہم بتا چکے ہیں کہ ان پر جناب مولوی صاحب کا خیال حجت ہو سکتا ہے ۔ نہ جناب کے امیر کا ۔ بلکہ وہ تبع ہیں ۔ حضرت مسیح موعود نبی اللہ کے اسلئے جو بات حضرت مسیح موعود کے نزدیک جائز اور درست ہے ۔ احمدی بے چون و چرا اس کے آگے اپنی گردنیں جھکا دینگے ۔ اور جس بات کو حضرت مسیح موعود رد فرما چکے ہیں ۔ اسے رد ہی سمجھیں گے ۔ باقی رہے شیعہ و سنی ۔ وہ مولوی صاحب کی بات کب مانینگے ۔ ہاں حضرات پیغام صحیح مخاطب ہو سکتے ہیں ۔ ممکن ہے ان میں سے بعض ایسے لوگ جنہیں مولوی صاحب پر کسی امر کی وجہ سے کوئی حسن ظن نہ ہو ۔ اور جو ایسے شوخ طبع ہیں کہ اس وقت جبکہ مولوی صاحب "حضرت امیر" سے منسلک نہ تھے ۔ ان کے حق میں یہ آیت پڑھتے تھے کہ ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا وہ اب بھی ان کے ارشاد کو ٹھکرا دیں ۔ لیکن غیر مبایعین کے ذمہ وار اشخاص جو مولوی صاحب کا درجہ اور رتبہ بیان کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں ان کے لئے مولوی صاحب کا ارشاد ضرور قابل عمل ہے ۔

اب ہم پوچھتے ہیں ۔ مولانا انصاف سے فرمائیے خود دیکھ کر انصاف فرما سکتے ہوں ۔ تو کسی قریبی سے پوچھ لیجئے ۔ حضرات اہل پیام کہاں تک ان تدابیر پر عمل پیرا ہیں جو حامیان و لیڈران مسئلہ خلافت

جو اپنے پیروان کے سامنے رکھتے ہیں۔ کیا ملازمین سرکار غیر مبایعین نے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیئے۔ کیا غیر مبایع وکیلوں نے وکالتیں ترک کر دیں کیا سرکاری مدارس کو بائیکاٹ کیا گیا۔ کیا لاہور کے کسی ایسے کالج میں جو یونیورسٹی سے ملحق ہو۔ کوئی غیر مبایع نہیں پڑھتا۔ کیا اشاعت اسلام ہائی سکول کا پنجاب یونیورسٹی سے تعلق قطع کر لیا گیا۔ کیا مرزا داؤد ولایت سے واپس آ گئے۔ اور کیا آپ برخوردار یعقوب سب نے اور جنود ولایتی بوٹوں کو اپنے محل سرا سے نکال پھینکا۔ اور کیا خود جناب مولانا نے گھر کے ولایتی کپڑوں کو آگ لگا دی شملہ کی چوٹیوں پر بسنے والے "حضرت امیر" تو یقیناً کھدر پوش ہو گئے ہوں گے۔ اور ترکی ٹوپی کی بجائے "سودیشی کیپ" ان کے سر کو زینت دے رہی ہوگی "خانصاحب" غلام رسول تیمم نے خطاب کب کا واپس کر دیا ہو گا۔ اور پولیس کی "ملعون" اور "ناپاک" ملازمت سے کب کے مستعفی ہو گئے ہوں گے

غرض پیغام بلڈنگس کے ساکنین و متعلقین میں سے ایک بھی تو ایسا باقی نہ رہا ہو گا۔ جو ان پاک تدابیر حفاظت خلافت حقہ ترکیہ کی عملاً خلاف ورزی کر رہا ہو۔ اگر کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ "حضرت امیر" بھی۔ تو مولانا کو ذرا زور سے کھنکار کر فرمانا چاہیئے۔ کہ ان کا ایمان نہایت ضعیف ... ہے۔"

سوراج کے حصول کے لئے کوشش کرنے کی اجازت کے متعلق جناب مولوی صاحب فرماتے ہیں:-

"جہاد کی شرائط تو اب یہاں موجود نہیں۔ لیکن تدابیر میں ہم مجاز ہیں۔ اس لئے جو تدابیر تجاویز مہاتما گاندھی صاحب بمشورہ اہل اسلام و موافقت ایشان درباره تحفظ خلافت جو قلب اسلام ہے۔ کر رہے ہیں۔ انہیں ہمارا شریک ہونا بھی ضروری ہے۔ اور وہ بغیر حصول آزادی۔ یعنی سوراج کے اس قوم کو جس نے تمام اہل اسلام کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ نجات نہ پا سکینگے۔ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جو خیال علماء اور سیاست دانوں کا ہے۔ کہ جب تک مسلمانوں و ہندوؤں کو ہندوستان میں آزادی حاصل نہ ہو۔ وہ خلافت اسلامیہ کی پوری پوری مدد نہیں کر سکتے۔ میں اس خیال میں ان سے متفق ہوں۔"

غنیمت ہے کہ مولانا نے اسوقت جہاد کی شرائط پوری ہونے کا انکار کر دیا۔ ورنہ اگر یہ حضرت بھی جناب مولوی عبد الباری صاحب اور جناب مولوی ابو الکلام صاحب آزاد کی طرح عدم تشدد کو چھوڑ کر تشدد اختیار کرنے پر کمر کس لیتے۔ تو نہ معلوم کیا ہو جاتا؟

جناب مولانا کو شکایت ہے۔ کہ انگریزوں نے تمام اہل اسلام کو غلام بنا لیا ہے۔ اور اس غلامی سے نکلنے یعنی گورنمنٹ انگریزی کو نکال دینے کے لئے وہ مہاتما گاندھی کی ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مگر جناب مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی زبان سے بارہا سنا اور کتب میں ضرور پڑھا ہو گا۔ کہ مسیح موعود انگریزوں کو غلامی سے آزاد کرانے والا یقین فرماتے رہے لیکن شاید بتقاضائے عمر ع

جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے وہ سب اے صنم بھلا دیا

اسلئے ذیل میں صرف ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"سولہ برس سے میں اپنی جماعت کو یہی سمجھا رہا ہوں۔ کہ گورنمنٹ انگریزی کے سچے خیرخواہ بنے رہو۔ اور دل سے اس کا شکر کرو کیونکہ اس گورنمنٹ کی برکت اور توجہ سے ہماری تکلیفیں دور ہوئیں۔ ہم مظلوم تھے۔ ہمارے لئے عدالت کے دروازے کھلے۔ ہم قیدی تھے۔ ہمارے لئے آزادی حاصل ہوئی۔ اور ہمارے حقوق زائل کئے گئے تھے۔ اور پھر وہ قائم کئے گئے۔ کیا کوئی شریف انسان ایسی بدذاتی کرے گا کہ اپنے محسن سے دل میں کینہ رکھے۔ اور نیکی کی جگہ بدی کرنے کے لئے تاک میں رہے ہرگز نہیں۔ پس جو شخص ہم میں سے ہے اور ہماری جماعت میں سے ہے۔ چاہیئے کہ اس نصیحت کو ہماری آخری نصیحت سمجھ رکھے۔ اور ہمیشہ دم تک اسی کا پابند رہے۔ اور جو شخص اس اصول کو اپنا دستور العمل نہ بناوے۔ وہ ایک ناپاک طبع اور ہم سے خارج ہے۔ اور ہم میں سے وہی ہے اور وہی ہو گا۔ جو اس نصیحت کا پابند رہے گا۔"

(از اشتہار ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء)

ایک طرف اس تعلیم کو رکھئے اور دوسری طرف مولانا صاحب کی اس بات کو رکھنے سے کہ مسٹر گاندھی جو کچھ کہیں اس پر بلا چون و چرا عمل کرنا چاہیئے۔ ظاہر ہو جاتا ہے کہ غیر مبایعین کس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ اور کس کو چھوڑ رہے ہیں۔

جناب مولوی صاحب مسٹر گاندھی کی پوری پوری تقلید کرنے کی کارروائی کو پُر زور بنانے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں:

"مہاتما گاندھی تو ایک موحد شخص ہیں۔ اور حضرت خاتم النبیین صلعم اور قرآن شریف کو صحیح و سچا سمجھتے ہیں .... اور وہ کام کر رہے ہیں۔ جس کے انجام دینے کو حضرت خاتم النبیین نے ہر مسلمان کو حکم فرمایا۔"

"مہاتما گاندھی ایک موحد شخص ہیں" اگر یہ صحیح ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ مگر ان کی توحید وہی تو نہیں۔ جس کا وہ ینگ انڈیا میں اظہار فرما چکے ہیں۔ کہ ان کا خدا انہیں سوراج نہیں دلا سکتا۔ باقی رہا ان کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن شریف کو صحیح اور سچا سمجھنا یہ اگر منہ کی باتیں ہیں۔ تو خیر۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ مسٹر گاندھی ایک راسخ الاعتقاد ہندو ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ایک حال کی تقریر میں ان ہندوؤں کے متعلق جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ مالابار میں انہیں جبراً مسلمان بنا لیا گیا مدراس کے ایک عظیم الشان جلسہ میں فرمایا:-

"ایک دھارمک ہندو کی حیثیت سے یہ محسوس کرتا ہوا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ان ہندوؤں میں سے ایک کا بھی حق ہندو دھرم میں رہنے کا زائل نہیں ہوا۔"

(ہندو سے مترجم ۲۵ ستمبر ۱۹۲۱ء)

نمبر ۲۶ جلد ۹ — ۱۹۲۱ء

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ مسٹر گاندھی اپنے آپ کو مالک ہند سمجھتے ہیں۔ مسلمان شدہ ہندوؤں کو پھر ہندو بنانے کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور جن کے ہندو محروم ہیں۔ اپنے کے حق کا خود ہندو دھرم زائل قرار دیتا ہے۔ ان کو یہ حق دلاتے ہیں۔ اور یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی ہندو اور ساتھ ہی اعتقاد ہندو بھی رکھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا اور قرآن شریف کو صحیح بھی تسلیم کرے۔ کیونکہ رسول کریم کو سچا ماننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے۔ اور آپ کے تمام احکام پر عمل کرے۔ کیا مسٹر گاندھی ایسا کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم کے بیان کردہ احکام پر عمل پیرا ہیں۔ اگر مولوی صاحب اس کا کوئی ثبوت پیش کر سکیں۔ تو ان کی بات قابل توجہ ہو سکتی ہے۔ ورنہ صاف ظاہر ہے کہ غیر مبائعین کو ایک غیر مسلم کے پیچھے چلانے کے لئے وہ مسٹر گاندھی کی ایسی پوزیشن ظاہر کر رہے ہیں۔ جو کسی کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہے۔

ایڈیٹر کے نام گمنام خط

مخالفین کی طرف سے کبھی کبھی ایسے گمنام خط تو پہنچتے ہی ہیں۔ جو گالیوں سے پر ہوتے ہیں۔ لیکن حال میں ایک ایسا گمنام خط ملا ہے۔ جس کے لکھنے والے صاحب اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگرچہ اس میں کسی قسم کی درشت کلامی سے کام نہیں لیا گیا۔ بلکہ ایڈیٹر کو مضامین کے متعلق بعض نصائح کی گئی ہیں۔ اور یہ اس قسم کی پہلی ہی مثال ہے۔ لیکن چونکہ اس سے بزدلی اور جرأت کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔ جو کسی احمدی کی شان کے شایاں نہیں۔ اسلئے ضروری [illegible] گیا ہے۔ کہ اس پر نوٹس لیا جائے۔

ہمیں اپنے اندر اسقدر جرأت اور دلیری ضرور پیدا کرنی چاہیئے۔ کہ جس بات کو صحیح اور ضروری سمجھیں۔ اسے گمنام ہو کر نہیں بلکہ علانیہ طور پر پیش کریں۔ ہاں پیش کرنے کا طریق ایسا ہو جس میں دل آزاری کا شائبہ نہ پایا جائے۔ بلکہ نیک نیتی اور خیر خواہی ظاہر ہو۔

ایڈیٹر ہر جرح اور ہر رائے نقل کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اس کا دل اتنا وسیع ضرور ہوتا ہے۔ کہ انکے متعلق دوسروں کی رائے نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر سکے۔ اسلئے اس بارے میں ایڈیٹر کو مخاطب کرتے وقت گمنامی کی چادر اوڑھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ اسمیں ایک بڑا نقص یہ ہے۔ کہ اگر ایڈیٹر کو کسی ایسی بات کی طرف توجہ دلائی جائے۔ جسے وہ غلط نہ سمجھتا ہو اور جسکے صحیح اور درست ہونے کے اس کے پاس دلائل ہوں۔ تو اسکی نسبت وہ توجہ دلانے والے کو مطمئن کرنے کی کوشش بھی نہیں کر سکتا۔

امید ہے کہ آئندہ کسی صاحب کو نیک نیتی کے ساتھ ایڈیٹر کو کسی بات کیطرف متوجہ کرنے کی ضرورت پیش آئیگی۔ تو وہ اپنے آپ کو گمنام رکھنے کی ضرورت نہ سمجھینگے۔

ہندوؤں کی نظر میں مسلمانوں کی ترقی

مولویوں کے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانے کی خبروں پر مسلمان لیڈروں اور علماء نے جو اعلان کئے تھے اور جن کے متعلق ہم ہر پرچہ کے اخبار میں مفصل لکھ چکے ہیں ان کو زیر نظر رکھکر اخبار بندے ماترم لکھتا ہے۔

"اب ان علاقوں میں بھی جو ہندو ریاستوں کے قدامت پسند ہیں۔ یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ مسلمان ایک شخص اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب وہ اپنی مرضی سے مذہب کی تبدیلی کرے۔ یہی خیال مسلمانوں کے دل میں بھی پیدا ہو جائیگا اور وہ اندیشہ جو اس وقت ہندوؤں کے دل میں پیدا ہو رہا ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کی کہیں طاقت بڑھ گئی۔ تو یہ سب ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنا لینگے دور ہو جائیگا۔ اور ہندو مسلم اتحاد کی جڑیں مضبوط ہو جائینگی" (۲۵ ستمبر)

بندے ماترم ایک سیاسی پرچہ ہے۔ اور لالہ لاجپت رائے جی کا اخبار۔ اس میں اس بات کا اعلان کہ ہندوؤں کے دل میں اس وقت یہ اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کی کہیں طاقت بڑھ گئی۔ تو یہ سب ہندوؤں کو زبردستی مسلمان کر لینگے۔ بتاتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے پنپنے کے کہاں تک خواہشمند ہیں۔ اور مسلمانوں کی کہیں طاقت بڑھانے کے لئے وہ کس قدر مدد کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں وہ لوگ جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ ہندوؤں کی مدد سے خلافت حاصل کر سکینگے۔ اور اس طرح کہیں ایک زبردست اسلامی سلطنت قائم کر لینگے۔ وہ کس قدر سادہ لوحی سے کام لے رہے ہیں۔ ہندو ہرگز گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ مسلمانوں کی کہیں طاقت بڑھ سکے۔ اور جب انہیں یہ گوارا نہیں۔ تو خلافت لے کر دینے کا کیا مطلب۔

ہندوؤں کو مسلمانوں سے اندیشہ

رہی یہ بات کہ ہندوؤں کا یہ خطرہ دور ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کہ انہیں زبردستی مسلمان نہیں بنایا جائیگا۔ جب تک مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ امام مہدی آکر سب کو زبردستی مسلمان بنا لینگے۔ اس وقت تک چند لیڈروں کے اعلان سے ہندوؤں کا خطرہ دور نہیں ہو سکتا۔ اگر مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے اس خطرہ کو دور کریں۔ تو انہیں فوراً ان غلط خیالات سے دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ اور امام مہدی کے متعلق رکھتے ہیں۔ اور عوام کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دینا چاہیئے۔ کہ نہ امام مہدی آکر تلوار چلائینگے۔ اور نہ کسی کو زبردستی مسلمان بنائینگے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ لوگ جو سالہا سال سے امام مہدی کے متعلق بڑی بڑی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔ اور جو ان کے ذریعہ ساری دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ آسانی سے اپنے خیالات کو بدلنے کے لئے تیار نہیں ہو سکینگے۔

جمعیۃ العلماء اور تبلیغ اسلام

جمعیۃ العلماء نے اپنے حال کے خفیہ جلسہ دہلی میں اس بنا پر قانون کی خلاف ورزی کرنے کا ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ علماء کے ضبط شدہ فتویٰ میں جو کچھ لکھا گیا ہے اور علی برادران نے کراچی میں جو کچھ کہا ہے۔ وہ اسلام کی تعلیم ہے جس کی اشاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ "علماء" کہاں تک اس ریزولیوشن پر عمل کرینگے۔ یہ حالات بتا دینگے۔ لیکن اس موقع پر ہم ان کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اسلام نے غیر مذاہب کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا مسلمانوں کا فرض رکھا ہے یا نہیں۔ اگر رکھا ہے تو کیا علماء کی جمعیت بتا سکتی ہے۔ کہ وہ اس فرض کو کہاں تک ادا کر رہی ہے۔ اس وقت تک کس قدر ہندوؤں عیسائیوں وغیرہ کو

اسلام میں حریت اور مساوات

(نمبر ۹)

صحابہ کی ہتک کرنے کا الزام ایک اور الزام نارو اجو خواجہ صاحب نے حضرت صاحب پر لگایا ہے وہ یہ ہے۔ کہ آپ نے صحابہ اور تابعین کو شریر کے لفظ سے نامزد کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"ہمارے میاں صاحب ممدوح نے بوجہ ناواقفیت ان لوگوں کو شریروں کی جماعت سے تعبیر کیا ہے۔ جو فتنہ مذکورہ کے برپا کرنے کے موجب ہوئے۔ ..... ہم اس ناگوار بحث کو طول نہیں دینا چاہتے صرف یہ ظاہر کرینگے۔ کہ جماعت اشرار نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد صحابہ اور تابعین ہی تھے"

اول تو اس الزام کا جواب حضرت صاحب الفضل امہ رابع میں دے چکے ہیں۔

"کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ میں نے صحابہ کرام اور تابعین کو شریروں سے تعبیر کیا ہے۔ خواجہ صاحب آپ جانتے ہیں اور وہ سب لوگ جو میرے خیالات سے واقف ہیں یا جنہوں نے میرا وہ مضمون پڑھا ہے جسکی طرف آپ اشارہ کرتے ہیں جانتے ہیں۔ کہ یہ خطرناک بہتان ہے۔ میں نے ہرگز کسی صحابی یا تابعی کو شریر نہیں کہا۔ بلکہ میں صحابی یا تابعین کو شریر کہنے یا سمجھنے والے کو شریر سمجھتا ہوں میرے مضمون کا کوئی فقرہ یا جملہ نہ صراحتاً نہ اشارتاً نہ کنایۃً اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی صحابی یا تابعی شریر ہے .... میں نے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بعض شریروں نے جو صحابہ کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ لوگوں میں انکے خلاف جوش پیدا کرنا شروع کیا۔ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جو ایک غریب مزاج آدمی تھے۔ اور زیادہ مال کا رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن دوسروں کو بھی مجبور نہیں کرتے تھے بھڑکا دیا"

پھر حضور نے لکھا۔

"اگر خواجہ صاحب کو تاریخ سے ادنیٰ درجہ کی واقفیت بھی ہوتی تو وہ جان لیتے کہ میں نے جس جماعت کی طرف اپنے مضمون میں اشارہ کیا ہے وہ عبداللہ بن سبا اور اسکے پیروؤں کی جماعت ہے۔ اور انکے شریر اور مفسد ہونیکے صحابہ بھی اور بعد کے بزرگان اسلام بھی قائل ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو الدرداء اور حضرت عبادہ بن صامت جیسے معزز صحابہ نے اسے مفسد اور منافق قرار دیا ہے اور اسکی تمام زندگی ہی اسلام میں فتنہ اور نفاق پھیلانے میں خرچ ہوئی"

ان عبارتوں کے موجود ہوتے ہوئے بھی خواجہ صاحب الزام لگانے سے باز نہ آئے۔ جب کہ شریر کے لفظ کا مصداق بتا دیا گیا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ خواجہ صاحب عبداللہ بن سبا اور اسکے پیروؤں کو نیک اور صالح اور متقی پرہیزگار ثابت کرتے۔ اور پھر الزام لگاتے۔ خواہ مخواہ تفسیر القول بما لا یرضی قائلہ کر کے الزام دینا کار خردمنداں نیست۔

عبداللہ بن سبا کون تھا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ عبداللہ بن سبا کا بھی مختصر سا انٹروڈیوس کرا دیا جائے۔ کہ وہ کون شخص تھا۔

امام عینی نے اپنی کتاب عقود الجمان میں لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔

کہ مؤرخین جیسے ہشام۔ واقدی۔ سیف وغیرہم نے عن عقبہ عن یزید الفقعسی بیان کیا ہے۔ کہ عبداللہ بن سبا یہودی صنعاء کا باشندہ تھا۔ اور اسکی والدہ حبشیہ سوداء تھی۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آغاز خلافت میں اسلام لایا تھا۔ اور اسکا قصد اسلام کو ہلاک کرنا تھا۔ اس ارادہ سے اسنے شہروں میں چکر لگایا۔ اور حجاز۔ شام۔ عراق۔ مصر۔ اور اسکے نواحی میں پھرا اور لوگوں کو حضرت عثمانؓ سے نفرت دلاتا رہا۔ اسطرح پر اسکے ساتھ کچھ آدمی بھی مل گئے۔ جو فتنہ کا موجب بنے۔ پس یہ شخص جسنے اپنی زندگی کا مقصد اسلام کی ہلاکت ٹھہرایا تھا۔ وہ شریر نہیں تو اور کون تھا۔

فتنہ میں شامل ہونے اور اسکے موجب بننے میں فرق خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ آپ نے بوجہ ناواقفیت ان لوگوں کو شریروں کی جماعت سے تعبیر کیا ہے۔ جو اس فتنہ کے برپا کرنے کے موجب ہوئے۔ کیونکہ اس فتنہ میں صحابی اور تابعی بھی شامل تھے۔

معلوم ہوتا ہے خواجہ صاحب نے "فتنہ میں شامل ہونے" اور اسکے "برپا کرنیکا موجب" بننے کو ایک بات سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں فرق ہے۔ فتنہ کو برپا کرنیکا "موجب" ہونا اور ہے۔ اور پھر اس ایجاب کا نتیجہ جو فتنہ رونما ہے وہ اور ہے۔ فتنہ کے برپا کرنیکے موجب جو لوگ تھے۔ انہیں صحابہ اور تابعین سے کوئی شخص نہیں تھا۔ برپا کرنیکے موجب وہی عبداللہ بن سبا اور اسکے پیرو تھے۔

پھر خواجہ صاحب محمد بن ابی بکرؓ کا حوالہ دیکر لکھتے ہیں کہ یہ بھی قتل عثمان کے فتنہ کے برپا کرنیکے موجب تھے۔ اور یہ حضرت علی کے سچے متبع تھے۔ اور اپنے کئے پر پشیمان بھی نہیں ہوئے۔ اور حضرت علیؓ نے ان (محمد بن ابی بکر) کو حضرت عثمانؓ کے عامل عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے حکومت مصر تفویض فرمائی۔ اس سے بھی شبہ پڑتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کے نزدیک حضرت علیؓ بھی قتل عثمانؓ پر راضی تھے۔ کیونکہ بقول خواجہ صاحب انہوں نے اس شخص کو جو قتل عثمان میں شریک ہوا۔ مصر کا گورنر مقرر کر دیا۔ حالانکہ جو شخص تاریخ سے تھوڑی بھی واقفیت رکھتا ہو۔ وہ کبھی ایسا نہیں لکھ سکتا کیونکہ حضرت علیؓ کا قتل عثمانؓ سے راضی ہونا باطل ہے۔ فمستلزم الباطل باطل۔

رجعت حضرت صاحب نے لکھا تھا۔ "کہ عبداللہ بن سبا ہی وہ شخص تھا جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رجعت کا مسئلہ ایجاد کیا تھا۔ اور لوگوں میں یہ بات پھیلاتا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پھر دوبارہ اسی جسد عنصری کے ساتھ تشریف لاوینگے"

اسکے جواب میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔

"رہا یہ امر کہ وہ رجعت کا قائل تھا۔ کیا میاں صاحب

صموع رجعت کے قائل نہیں۔ کیا یہ مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کو تسلیم نہیں کرتے ...... یہ اور بات ہے کہ بروزی رنگ میں ہیں "

کیفیت کے بدلنے سے احکام بھی بدل جاتے ہیں

خواجہ صاحب جسد عنصری کے ساتھ رجعت اور بروزی رنگ کی رجعت کو ایک ہی حکم میں بتا رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ جسد عنصری کے ساتھ آنا محال ہے۔ لیکن کسی کا بروز اور مثیل ہو نا ممکن بات ہے کیفیت کے بدلنے سے حکم بھی بدلجاتا ہے۔ مثلاً کھجور کے نبیذ کا پینا شریعت میں جائز ہے۔ لیکن وہی اگر دو تین دن تک پڑا رہے۔ تو اسکی کیفیت بدلجاتی ہے کیونکہ مسکر یعنی نشہ دینے والا بنجاتا ہے۔ پھر اسکا پینا حرام ہوجاتا ہے۔ پس کیفیت کے بدلنے سے حکم بھی تبدیل ہو گیا۔ تو رجعت بروزی رنگ میں اور جسد عنصری کے ساتھ دو کیفیتیں ہیں۔ جنکا علیحدہ علیحدہ حکم ہے۔

خواجہ صاحب تمام مسلمانوں کے خلاف

خواجہ صاحب بعض جگہہ تو احادیث کو قرآن مجید کے بعد کا درجہ دیتے ہیں۔ اور بعض جگہہ اس سے انکار کردیتے ہیں۔ اور بعض جگہہ اسے اجتہاد نبی کریم مانتے ہیں۔ اور خاص حالات و واقعات کے ساتھ مقید کرتے ہیں۔ اور بعض جگہہ کہتے ہیں۔ کہ اکثر احادیث خاص حالات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ساری کی ساری نہیں۔

اب خواجہ صاحب تمام مسلمانوں کے خلاف اپنا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

" مسیح ابن مریم کی آمد ثانی کا انتظار تو دو ہزار برس سے ہو رہا تھا۔ آمد ثانی کے آنجناب بھی معتقد ہیں یہ اور بات ہے کہ بروزی رنگ میں ہیں۔ دنیا میں ایسی خوش اعتقادوں کی کمی نہیں۔ اور کسی فرقہ میں کمی نہیں جو اوتاروں اور انبیاء اور رسلوں اور ولیوں کی رجعت کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم نہیں کرتے۔ اصول سب ایک ہی تخیل کے بچے ہیں۔ ایسا ہی عبداللہ بن سبا ایک تھا۔ یہود و نصاری رجعت کے قائل ہیں۔ ہندو رجعت کے قائل ہیں۔ اور اب مسلمان انہی کی سی باتیں بنا کے ہیں۔ کتاب اللہ میں اسکی کوئی سند نہیں۔ تلک امانیہم "

اس جگہ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ آیا کتاب اللہ یا احادیث میں نبی کریم یا مسیح کی کسی قسم کی رجعت کا ذکر ہے یا نہیں۔ میں صرف مسلمانوں کو خواجہ صاحب کے عقیدہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ ان کا عقیدہ ہے کہ سب مسلمان نزول مسیح کے عقیدہ میں غلطی پر ہیں۔ کیا مسلمان خواجہ صاحب کی اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اور کیا یہ ان کردہ مسلمان اور خصوصاً مولوی ان امرتسری عبداللہ بن سبا بننے کے لئے تیار ہیں۔ اور کیا خواجہ صاحب کو وہ نزول مسیح کے دلائل نہیں بتا سکتے کہ انھوں نے ایسا عقیدہ پیش کیا۔ جو قرآن مجید و حدیث کے صریح خلاف ہے ؎

مومن کون ہوتا ہے

حضرت صاحب نے صحابی کی یہ تعریف کی تھی " کہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اور جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مومنوں میں شامل کیا "

اسپر خواجہ صاحب دو واقعات پیش کرتے ہیں۔ کہ صرف لا الہ الا اللہ کہدینے والا مومن ہوتا ہے جیسے مالک نے حضرت ابوبکر صدیق کے گھر نہ آنے پر (جبکہ نبی کریم آپ کے گھر سفر سے تشریف لائے تھے) کسی نے یہ کہدیا۔ کہ وہ بوجہ منافق ہونے کے حاضر نہیں ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ لا تقل ذالك الا تراه قد قال لا اله الا الله يريد بذالك وجه الله اس شخص نے عرض کی کہ بلا شبہ اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کے ساتھ زیادہ دیکھنے میں آئی ہے۔ فرمایا فان الله عز و جل قد حرم النار من قال لا اله الا الله يبتغي بذالك وجه الله۔

میں پوچھتا ہوں۔ ان واقعات کے پیش کرنے سے صحابی کی پیش کردہ تعریف کیسے باطل ہو گئی۔ اسمیں تو اسی شخص کے لئے جو نبی کریم کی شہادت کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے سے وجہ اللہ چاہتا ہے۔ منافق نہیں ہے زبان لا الہ الا اللہ کہنے سے نجات نہیں ملتی۔ بلکہ اصول و ارکان اسلام کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور یہ سب کچھ لا الہ الا اللہ میں اجمالاً بتا دیا گیا ہے اس کے معنے ہیں۔ خدا کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ یعنی اسمیں بندہ خدا تعالیٰ کو معبود اور اپنے آپکو عبد قرار دیتا ہے۔ اور وہ اس کا عبد کامل بن نہیں سکتا جب تک کہ اس کے احکام پر عمل نہ کرے۔ اور احکام کے لئے رسول اور کتاب اور فرشتوں کی ضرورت ہے۔ اصل مقصود بالذات انسان کا خدا ہی ہے۔ باقی اصول ایمان رسول فرشتے اور کتاب خدا تعالیٰ کا منشاء معلوم کرنے کے ذرائع ہیں۔ اور ان کے نتیجہ کیلئے یوم آخرت مقرر کی پھر ان ذرائع کو ماننا بھی خدا تعالیٰ نے فرض اور اصل ایمان قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو شخص ان میں سے کسی کو نہیں مانتا۔ وہ کافر ہے۔ مسلمان نہیں۔ جب ارکان اسلام نہ ماننے والا قرآن مجید کی رو سے مسلمان ہی نہیں ہو سکتا تو اگر کوئی کسی حدیث کا مفہوم اس کے مخالف ہو۔ تو وہ حدیث قابل اعتبار نہیں ہوگی ؎

مسلمانوں میں تفرقہ کی وجہ حسد مال تھی یا محبت مال؟

حضرت صاحب نے لکھا تھا۔ " کہ تفرقہ کی وجہ حسد مال تھی "

اسپر خواجہ صاحب یوں گوہر فشاں ہیں:۔

" اسلام میں تفرقہ اور نفاق کی وجہ بقول میاں صاحب ممدوح حسد مال نہ تھا۔ بلکہ محبت مال تھی فی الحقیقت حسد مال اس محبت مال کا نتیجہ تھی وجہ نہیں ہو سکتی "

خواجہ صاحب۔ اسلام میں تفرقہ کی وجہ محبت مال نہیں تھی۔ کیونکہ جو لوگ فتنہ کے برپا کرنے کے موجب ہوئے انھوں نے صحابہ کو مالدار دیکھ کر حضرت ابوذر غفاری کو اسلئے اکسایا کہ مال جمع کیا جائے۔ تو پھر وہ خود کیسے جمع کر سکتے تھے۔ محبت مال تو اس بات کی مقتضی ہے کہ وہ اموال کو جمع کرنے کی کوئی تدبیر نکالتے۔ اور اپنے پاس مال رکھتے۔ وہاں حسد ہی کی وجہ صادق آسکتی ہے کیونکہ حسد کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ دوسرے کے پاس محسود علیہ چیز نہ رہے یہ شرط نہیں کہ حاسد کو وہ چیز مل بھی جائے۔ حاسد کی صرف یہ غرض ہوتی ہے کہ مجھکو چیز ملے یا نہ ملے لیکن محسود کے پاس نہ رہے۔ اور محبت مال چاہتی ہے کہ وہ مال ان کے پاس آجائے۔ مگر یہ ان کا منشاء ہی نہیں تھا۔ پس حسد مال ہی تفرقہ کی وجہ تھی نہ محبت مال ؎

خاکسار جلال الدین (مولوی فاضل) قادیان

روغن زرد کے متعلق اعلان

(۱)

اخبار الفضل مورخہ ۲۹ اور ۸ کے پرچوں میں روغن زرد کے وعدے درج کر چکا ہوں۔ اب بقیہ وعدے ناظرین کے سامنے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ بجائے دس من گھی کے زیادہ وعدے ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ آئندہ ہم کو گھی کے وعدوں کی ضرورت نہیں۔ ہاں اپنی مرضی سے کوئی صاحب دینا چاہیں تو انکار نہیں۔ کاعفی عن لغیۃ ربنا۔

نمبر شمار	نام معطی مع پتہ	وزن روغن زرد
۱	میاں غلام مصطفیٰ صاحب پنشنر ڈپٹی انسپکٹر پولیس گھیالہ	۱۵
۲	قاضی محمد عالم صاحب قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ	۲۰
۳	جماعت چک نمبر ۳۵	۲۰
۴	جماعت چک نمبر ۸۷ ڈاکخانہ مشتاک	۲۰
۵	جماعت چک نمبر ۹۸ شمالی سرگودہا	۲۰
۶	جماعت چک نمبر ۳۰ احمدیا نوالہ	۲۰
۷	چودہری مرزا خان صاحب	۲۰
۸	عنایت اللہ صاحب سب انسپکٹر ایکسائز بہلولپور	۱۰
۹	جماعت چک نمبر ۳۷ - سرگودہا	۳۶

میزان ۳ من ۱۳ سیر

سابقہ میزان ۸ من ۳۵ سیر۔ کل میزان ۱۳ من ۶ سیر

سید محمد اسحٰق افسر جلسہ سالانہ۔

احمدی قلعی گر احباب توجہ فرمائیں

(۲)

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لوگوں سے جو دیگیں اور دیگچے اور دیگر تانبہ کے برتن بطور مستعار رکھے جاتے ہیں انکو قلعی کروالیا جاتا ہے۔ ورنہ وہ استعمال کے قابل نہیں ہوتے۔ قلعی پر کافی خرچ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ پچھلے جلسہ پر قلعی کرائی پر (رقم) خرچ ہوا ہے۔ اس دفعہ میری تجویز ہے۔ کہ اگر احمدی جماعت کے وہ دوست جو قلعی کرنا جانتے ہیں۔ ہم سے قلعی اور نوشادر اور کوئلے لیں۔ اور بطور امداد محنت قلعی کر دیں۔ تو بہت سی بچت ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں ان سطور کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ جو دوست قلعی کرنا جانتے ہوں اور مفت قلعی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ مجھ کو بواپسی اطلاع دیں۔ تاکہ ان کا نام یادداشت میں رکھ لیا جائے۔

سید محمد اسحٰق۔ افسر جلسہ سالانہ

تمام سکرٹری صاحبان بواپسی مطلع فرمائیں

(۳)

پچھلے جلسوں پر یہ قاعدہ رہا ہے کہ ہر جماعت کے کھانا کھلانے وغیرہ کے لئے ہماری طرف سے طلبار متعین کئے جاتے رہے ہیں۔ لیکن اس دفعہ احباب کے زیادہ آرام پہنچانے کے لئے یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ ہر جماعت کا منتظم انہیں کا ایک فرد ہو۔ جسے ہر جماعت خود منتخب کر کے جلسہ سے تین روز قبل قادیان بھیج دے۔ یعنی ۲۱ دسمبر کو ہمارے پاس پہنچ جائے ہم اس کو گھڑے لوٹے پیالے۔ دسترخوان سلفچی کا سامان اور کمرہ کا قفل و چابی سپرد کر دیں۔ اور تمام ضروری ہدایات اسکو سمجھا دیں۔ جلسہ کے دنوں میں اسی کی پرچی پر جتنی وہ تعداد لکھے۔ آدمیوں کا کھانا بھیجا جائے۔ اس کی مدد کے لئے ہم بھی والنٹیر دینگے مگر منتظم اصلی وہی ہو گا۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ مہمان بے تکلفی سے اپنی ضروریات کا اس سے اظہار کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ ان کا اپنا بے تکلف آدمی ہو گا۔ لیکن ضروری ہے۔ کہ ایسا آدمی جلسہ کے بعد بھی دو دو روز تک رہے۔ تاکہ سامان کی باقاعدہ واپسی ہو سکے۔ اور آئندہ جلسہ کے لئے حتی الوسع مٹی کے برتن تک بھی محفوظ رہیں۔ میں ان سطور کے ذریعہ تمام جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں سے مشورہ کر کے مجھے مطلع فرما دیں کہ ان کی جماعت کی طرف سے کونسا آدمی ۲۱ دسمبر سے ۳۱ دسمبر تک قادیان میں جلسہ کے انتظام کے لئے ہمارے پاس آ سکتا ہے۔ عموماً ایسی تحریکوں کے جواب دس فیصدی آیا کرتے ہیں مگر براہ مہربانی ایسا کیا جائے کہ سو فیصدی جواب آویں یعنی تمام جماعتوں کی طرف سے جواب آنا چاہیئے۔ میرے اس نوٹ میں جماعتوں سے مراد وہ مجموعہ افراد ہے۔ جو عموماً ایک جگہ ٹھہرا کرتا ہے۔ مثلاً جماعت ہندوستان کہ وہ باوجود مختلف جگہوں کے ہونے کے بسبب اپنی قلت کے ایک ہی جگہ ٹھہرتے ہیں۔ والسلام

سید محمد اسحٰق۔ افسر جلسہ سالانہ

زنانہ وارڈ کا چندہ

جناب مکرم اڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکو خوشخبری ہو۔ کہ الحمد للہ میری محترم اور عزیز بہنوں نے اس ناچیز کی صدا پر لبیک کہی یعنی باہر کی احمدیہ خواتین میں سے بہتیری بہنوں نے زنانہ وارڈ کی قادیان میں ضرورت محسوس کی۔ اور امداد کا وعدہ فرمایا اپنی بیمار اور معذور بہنوں کی ہمدردی کے لئے ان کے دل میں تڑپ پیدا ہوئی۔ انہیں سے ہمشیرہ اہلیہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب۔ عزیزہ بہن سلیمہ بیگم حیدر آباد اور فہمیدہ بیگم شاہجہانپور اور عزیزہ صفیہ سلطان اہلیہ سید محمد حسین شاہ صاحب نے کچھ چندہ بھیجدیا۔ اور عزیزہ محمودہ نے نارکوٹ سے اور اہلیہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے لدھیانہ سے وعدے لکھے کہ عنقریب بھیجدینگی۔ اور بھی بہت سی بہنوں نے وعدے کئے۔ جن سے نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی قابل ذکر ہیں۔ چونکہ زیادہ تر ہماری مقامی بہنوں نے ہسپتال سے فائدہ اٹھانا ہے۔ اسلئے انکو پرزور اپیل کے طور پر عرض کرتی ہوں کہ وہ سب سے بڑھ چڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لیں۔ بیشک سالانہ جلسہ بھی قریب ہے اور اسمیں امداد ضروری ہے مگر یہ اپیل صرف ہمدردی نسواں کے لئے اپنی ہی محترم بہنوں سے ہے۔ اور اسکی تکمیل ان کا فرض ہونا چاہیئے۔ خیر خواہ سکینۃ النساء قادیان

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے۔ (اڈیٹر)

تریاق چشم

ہمارا مجرب تیار کردہ تریاق چشم ککروں کو زائل کرتا۔ سرخی کو آنکھ کے اندر ہو یا باہر کاٹ دیتا۔ اور چھپروں کے متورم ہونے کو دفع کرکے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کر دیتا ہے۔ سوزش اور کھجلی کے واسطے اکسیر ہے۔ آنکھیں ہر وقت میں فاسد مادہ کی وجہ سے نکلتی ہوں یا گرمی کی وجہ سے بند ہو گئی ہوں یا گل گئی ہوں۔ یا کثرت سے پھنسیاں لگ کر بال نکلتی ہوں۔ یا گیڈ اور پانی کثرت سے جاری رہتا ہو۔ یا ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں زخم ہو گئے ہوں۔ اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ یا دھند اور غبار یا جالا سا چھایا رہتا ہو۔ یا شب کوری ہو۔ تو تھوڑے دنوں کے استعمال سے خدا کے فضل سے صحت ہو جاتی ہے۔ اور اگر پلکیں گر گئی ہوں تو از سر نو پیدا ہو جاتی ہیں۔ شیر خوار بچہ سے لیکر بوڑھے تک سب کو یکساں مفید اور بے ضرر ہے۔ کیونکہ نباتات کا مرکب ہے۔ اس کے اجزاء لطیف اور نایاب ہیں۔ اور بمشکل تمام سال میں صرف ایک دفعہ تیار ہوتا ہے۔ اور وہ بھی قلیل مقدار میں۔ کئی معززین نے منگا کر تجربہ کیا اور اکسیر پایا۔ دوا منگانے سے پیشتر لکھا کہ ہم دیسی اور ڈاکٹری علاج کرا کر مایوس ہو چکے ہیں۔ ہم کو اشتہاری دواؤں سے اسی طرح نفرت ہے جس طرح مسلمان کو خنزیر سے۔ کثیر المصارف کیا۔ کئی کئی ماہ ہسپتال میں پڑے رہے اور راولوں (جوگیوں) کو گھر بلا کر رکھا مگر بے سود لیکن تریاق چشم کی قیمت پر لکھا کہ اگر پانچ روپیہ تولہ کے بجائے پچیس روپیہ فی تولہ ہو تو بھی کم ہے۔ جن کے سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر کسی کو شک و شبہ ہو۔ تو مندرجہ ذیل معززین سے دریافت کریں۔

۱۔ ارباب محمد عباس خانصاحب۔ بی۔ اے۔ لنڈی نواب صاحب پشاور (غیر احمدی)

۲۔ لالہ رام سرن داس صاحب پلیڈر گجرات (ہندو)

۳۔ خان اکرم علی خانصاحب انسپکٹر پولیس محکمہ اقوام جرائم پیشہ لاہور۔ پنجاب (غیر احمدی)

۴۔ چوہدری جلال خانصاحب نائب تحصیلدار سرگودھا

۵۔ سیٹھ چراغ الدین صاحب سابق آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر۔ گجرات (غیر احمدی)

۶۔ خان شاہنواز خانصاحب ہیڈ کلرک محکمہ نہر گجرات (غیر احمدی)

۷۔ پیر فضل حسین شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت شاہدولہ صاحب گجرات (غیر احمدی)

۸۔ میاں میراں بخش صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ شیخپور گجرات (احمدی)

۹۔ منشی عنایت حسن خانصاحب سب انسپکٹر پولیس علی گڑھ (اصل) یو۔ پی۔ (احمدی)

۱۰۔ مرزا ابو سعید صاحب سب انسپکٹر پولیس کیمبل پور (ریڈر صاحب جیلا ور پولیس) (احمدی)

۱۱۔ بابو غلام محمد صاحب ریکارڈ کیپر محکمہ چیف کمشنر آفس پشاور (احمدی)

۱۲۔ بابو محمد عالم صاحب جنرل اکونٹنٹ سیکنڈ ویسٹ یارک رجمنٹ پشاور (احمدی)

۱۳۔ منشی عطاء اللہ خانصاحب دفتر قانون گوئی تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غازیخاں (احمدی)

۱۴۔ مرزا غلام سرور صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول چوٹی ضلع ڈیرہ غازیخاں (احمدی)

۱۵۔ مستری حاجی محمد صدیق صاحب والسرائے گل لاج دہلی (احمدی)

۱۶۔ مستری مہر الدین صاحب ریلوے اسٹیشن بہریارو ڈاکخانہ انشٹر لاکنگ ضلع نوابشاہ ملک سندھ (احمدی)

۱۷۔ بابو اسعد اللہ صاحب پنشن کلرک چھاؤنی وارڈ دونی براستہ منوں (احمدی)

۱۸۔ منشی کرم الٰہی صاحب پٹواری بائی جنڈراں ضلع گوجرانوالہ (احمدی)

اس کے علاوہ اور بہت سے سارٹیفکیٹ اور شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ پس لعنت ہے اس شخص پر جو جھوٹا اشتہار دیوے اور پھر اسے بغیر تجربہ کے بزنس کرے ہاں اگر خدا نخواستہ کسی کو مفید ثابت نہ ہو۔ تو ہم عہد شرعی و قانونی کرتے ہیں۔ کہ حلفیہ تحریر آنے پر قیمت (باقیماندہ تریاق واپس کرنے پر) فی الفور واپس کر دینگے۔ اب تریاق چشم صرف ... درخواست کیلئے رہ گیا ہے۔ قیمت فی تولہ پانچ روپیہ محصول ۶ر بذمہ خریدار۔

المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گڑھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب

اعجازی پریس

اس نو ایجاد پریس پر نہایت عمدہ بڑی آسانی سے ایک نوکر بھی چھاپ لیتا ہے ایک کاپی لگا کر پچاس سو فٹ کاغذ چھپ جاتے ہیں۔ علی العموم تمام ایسے حضرات کے لئے جو چٹھیاں یا اشتہارات چھاپنا چاہیں۔ خصوصاً مسٹر تاجروں اور تبلیغ کرنے کے شائقوں کے لئے نہایت کفایت اور کارآمد اور آرام دہ و مفید ہے۔ کارڈ سائز لیٹر سائز نوٹ پیپر سائز۔ فلسکیپ سائز۔ سیاہی فی تولہ ...

محمد عالم مالک کارخانہ اعجازی پریس قادیان پنجاب

خوشنما جھالر دار سروتہ

اس کارخانہ کا ساختہ پتیلی سروتہ اپنی مضبوطی نقش و نگاری اور انوکھی وضع قطع کی خاطر خاص شہرت و پسندیدگی حاصل کر چکا ہے۔ اس میں دھار کار نہایت پختہ مضبوط تیز اور چمکدار رکھا جاتا ہے کے علاوہ خوشنما جھالر اور نقش و نگار سے آراستہ اور ایسا خوشنما سبک نفیس اور چمکدار ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی فوراً طبیعت خوش ہو جاتی ہے اس کی ڈنڈی گول مضبوط ... سادہ ہے۔ دوست احباب کیلئے کارآمد تحفہ ہے۔ سروتہ ... وغیرہ سروتی ... محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

شیخ محمد محی الدین خوبصورت سروتہ فیکٹری پانی پت

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعودؑ کا بتایا ہوا جو امراض شکم کیواسطے بے حد مفید ہے آپ نے فرمایا یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ میرے والد صاحب ... نے ستر برس کی عمر تک استعمال کیا ہے جس سے ثابت ہوا ہے کہ قبض اور پیٹ کی صفائی کیلئے مفید ہے۔ بلکہ مینے مرض انفلوئنزا میں جس مریض کو استعمال کرایا شفایاب ہوا اس لئے لکھا ہے کہ بکثرت گولیاں احباب کے گھر ہونی چاہئیں جو ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شب کو سوتے وقت کھانے سے قبض وغیرہ کی شکایت رفع ہوتی ہے قیمت گولیاں فی سیکڑہ معہ محصولڈاک ...

المشتہر

افضال احمد عزیز ہوٹل قادیان۔ پنجاب

تجرید بخاری اردو

صحیح بخاری اصح الکتاب بعد کلام اللہ تسلیم کی جاتی ہے مگر امام بخاریؒ نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔ پھر متن خلاف و متن کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے۔ جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ ۸۹۳ھ میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت بخاریؒ کی تمام متصل سند حدیثوں کو یکجا کر کے ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے۔ چنانچہ علمائے عرب و شام نے اس کی سندیں عطا فرمائیں۔ اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ۔ اعلیٰ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے جو عاشقان کلام رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے

حجم سوا پانسو صفحے۔ کتاب مجلد قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک ۸ ر

درخواستیں بہت جلد **مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کٹڑہ ولی شاہ** کے نام آنی چاہیئیں۔

سابق بادشاہ سوات کا سرٹیفکیٹ

آپ کی دوائی نرا ایجاد اکسیر اور ایک شیشی منگوا کر استعمال کی گئی ہے۔ نہایت ہی کامیاب اور بہت مفید دوائی ہے ایک شیشی اور براہ مہربانی بذریعہ ویلیو پی پارسل جس قدر جلد ممکن ہو ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ راقم سید عبدالجبار شاہ نرا ایجاد اکسیر اور قیمت فی شیشی ایک روپیہ پر خاکسار سے طلب فرمائیں۔

اکسیر بواسیر خونی و بادی یہ گولیاں ہم نے بڑی محنت سے تیار کی ہیں

بواسیر خونی و بادی کا مکمل علاج ہیں۔ خون کو فی الفور بند کرتی ہیں مسوں کو دور کرتی ہیں۔ اور قبض کو رفع کرتی ہیں۔ بارہا تجربہ کیا گیا اور نہایت ہی مفید پایا۔ قیمت فی ڈبیہ جو کہ ایک مریض کیلئے کافی ہوتی ہے صرف تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔ پیشگی قیمت بھیجنے والے احباب کو محصولڈاک میں رعایت کی جاوے گی۔

ملنے کا پتہ:-

حکیم میر احمد قریشی قادیان پنجاب

اپنے تین مکانوں سے ایک مکان فروخت کرتا ہوں

—*—

۱- اندرون شہر متصل مکان شیخ یعقوب علی صاحب دو منزلہ پختہ مع صحن باورچی خانہ دو کوٹھری دالان۔ ۲ مرلہ

۲- برلب سڑک متصل ہائی سکول۔ ۳ عدد دوکانیں پانچ کمرے نیچے۔ باورچی خانہ۔ بیٹھک مردانہ۔ اوپر کیطرف غرب تین کمرے۔ طرف شرق دو کمرے۔ ڈیوڑی پختہ۔ ۱۵ مرلہ

۳- قریب لب سڑک آٹھ کمرے مع برآمدہ پختہ۔ باورچی خانہ پختہ۔ قطعہ زمین ۱½ کنال

مفصل بذریعہ خط و کتابت

ن بمعرفت مینیجر الفضل قادیان

لایق احمدی ایجنٹوں کی ضرورت

ہم کو اپنے فرم کے لئے ایسے چار لایق ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو اپنے کام میں خوب ہوشیار ہوں شرط یہ ہے کہ وہ احمدی ہوں۔ تصدیق کیلئے اپنی جماعت کے سکرٹری سے تحریر کرائیں۔ کمیشن وغیرہ بذریعہ خط و کتابت بپتہ ذیل سے طے کریں۔

شیخ الٰہی بخش رحیم بخش احمدی تاجران کتب محلہ شاہ کھوہ لاہور

الخطبہ

معزز ارائیں خاندان کی لڑکی ہندو سال تعلیم یافتہ سلیقہ شعار اور خانہ داری سے بکلی واقف ہے لڑکا معزز ارائیں خاندان نیک دیندار۔ برسر روزگار ہو کم از کم انٹرنس پاس ہو صاحب جائداد بھی ہو۔ عمر ۲۰-۲۱ سال خط و کتابت بمعرفت

سکرٹری صیغہ تبلیغ فیروزپور شہر

ہندوستان کی خبریں

علی برادران وغیرہ کا مقدمہ کراچی یکم ۲۶ ستمبر سے ۸ ستمبر تک خالق دینا ہال میں مسٹر الیس بدیع الزماں سٹی مجسٹریٹ کراچی نے مسٹر محمد علی و شوکت علی و ڈاکٹر کچلو و پیر غلام مجدد و مولوی حسین احمد مدنی و نثار احمد و سوامی بھارتی کرشن تیرتھ معروف شنکر اچاریہ صاحبان پر دفعات ۱۲۰ (ب) ۱۳۱ - ۵۰۵ تعزیرات ہند اس تحریک اور تائید کے الزام میں مقدمہ کی سماعت کی جو ان ملزموں نے آل انڈیا خلافت کانفرنس کراچی منعقدہ ۹ - ۱۰ جولائی میں ایک ریزولیوشن کی کی تھی جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اس وقت کسی مسلمان کا انگریزی فوج میں رہنا - بھرتی ہونا یا دوسروں کو بھرتی ہونے کی ترغیب دینا حرام ہے اور ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر ایک مسلمان کو جو کہ فوج میں ہے - اس فیصلہ سے آگاہ کرے - علاوہ دفعات مذکورہ بالا کے علی برادران پر دفعات ۱۲۴ الف اور ۵۰۵ تعزیرات ہند بھی ... مقدمہ ہذا کے پبلک پراسیکیوٹر مسٹر ... نے گورنمنٹ کی طرف سے مقدمہ کی پیروی کی - لوگوں نے ایک جلسہ کر کے فیصلہ کیا کہ عدالت میں نہیں جانا چاہیئے تاہم پھر بھی لوگ کمرہ عدالت میں شامل ہوئے استغاثہ کی طرف سے پولیس و فوجی افسران نے جن میں مسلم اور غیر مسلم سب قسم کے لوگ تھے - گواہی دی - اور غیر سرکاری لوگ بھی گواہی میں پیش ہوئے - ملزمین نے گواہوں پر کوئی جرح نہیں کی - البتہ مسٹر محمد علی بعض اوقات حاکم کو گواہ کے بیان کے بعض حصوں پر توجہ دلا دیتے تھے - گواہوں کے بیان لیے جانے کے بعد مجسٹریٹ نے مسٹر محمد علی سے کہا کہ کیا آپ بیان دینگے اس کے جواب میں مسٹر محمد علی نے ایک تقریر کی آخر ان کا تحریری بیان داخل مثل کیا گیا مولوی حسین احمد نے اردو میں اور پیر صاحب نے سندھی میں تقریر کی ڈاکٹر کچلو نے بوجہ نان کوآپریٹر ہونے کے انگریزی میں تقریر کرنے سے انکار کیا -

بنگال میں چالیس ہزار طلباء سکول و کالج چھوڑ چکے ہیں کلکتہ ۲۴ ستمبر - کلکتہ یونیورسٹی کے سینٹ کا ایک اجلاس آج منعقد ہوا - جس میں وائس چانسلر سر آشوتوش مکرجی نے بتلایا کہ بنگال میں تحریک عدم تعاون کی وجہ سے ۴۰ اور ۵۰ ہزار کے درمیان طلباء سکولوں کو چھوڑ چکے ہیں - اور یونیورسٹی کے امتحانوں کی فیسوں سے جو روپیہ حاصل ہوتا تھا - اس میں امسال یونیورسٹی کو ۲ لاکھ ۶۳ ہزار روپیہ کا گھاٹا رہیگا -

موپلوں کو خاص کمشنروں کی عدالت میں سزائیں کالی کٹ - ۲۶ ستمبر - خاص کمشنروں کی عدالت میں موپلوں کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے - عدالت نے اتفاق رائے سے سب کے سب ملزموں کو مجرم قرار دیا - ان میں سے سات کو سات سات سال کالے پانی اور باقی کو پانچ پانچ سال قید سخت کی سزا دی +

ہندوستانیوں کو سکرٹری کے عہدے دیئے جائیں کونسل آف سٹیٹ میں سید رضا علی کے ریزولیوشن پر بحث کی جنکی یہ خواہش تھی کہ گورنمنٹ ایک پالیسی اختیار کرے جس کی رو سے گورنمنٹ آف انڈیا محکمہ جات ... تعلیم - فارن پولیٹیکل اور پبلک ورکس میں سکرٹری یا اسسٹنٹ سکرٹری اور ڈپٹی سکرٹری کے عہدوں پر ہندوستانیوں کو مقرر کیا جائے مسٹر کریک نے ایک ترمیم پیش کی کہ ہندوستانیوں کو موقعے دیئے جائیں کہ وہ مذکورہ بالا آسامیوں کے لئے قابل ہو سکیں - تمام ہاؤس عام طور پر اس ترمیم کے حق میں تھا جو منظور ہو گئی -

مدراس کی ہڑتال ختم مدراس ۲۶ ستمبر اطلاع ہے کہ کارخانہ جات کے ہڑتالی مزدوروں میں پھوٹ واقع ہو گئی ہے اور ان میں سے قریباً تین سو غیر مشروط طور سے کام پر واپس آ گئے ہیں - بظاہر انہیں ہڑتال جاری رکھنے میں کوئی فائدہ دکھائی نہ دیتا تھا -

سودیشی ٹوپیاں پہننے پر ڈیڑھ سو طلبا کی معطلی مدراس ۲۶ ستمبر سودیشی ٹوپیاں پہننے پر وزیگا پٹم میڈیکل سکول کے قریباً ڈیڑھ سو طلبا کے معطل کئے جانے پر ... میڈیکل سکول کے اندر ... میڈیکل طلبا نے وزیگا پٹم کے اپنے دوستوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کا ریزولیوشن پاس کیا ہے - اور فیصلہ کیا ہے کہ ہسپتال اور جماعتوں میں آئندہ وہ بھی سودیشی ٹوپیاں پہن کر جایا کریں گے -

جے - این سین گپتا کی گرفتاری کلکتہ ۲۶ ستمبر - جے این سین گپتا بیرسٹر، سکرٹری چٹا گانگ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی کو اتوار کی دوپہر کو سٹرائیک کے دنوں میں آسام بنگال ریلوے کوارٹروں میں فسادات کے تعلق میں گرفتار کر لیا گیا ہے -

ضبطی جائداد کی سزا منسوخ شملہ ۲۴ ستمبر - تعزیرات ہند میں ترمیم کا مسودہ قانون مجلس وضع قوانین میں منظور ہو گیا - اس ترمیم کے بعد ملک معظم کے خلاف جنگ کرنے کے جرم میں ضبطی جائداد کی جگہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے -

الموڑہ اور گڑھوال کے قحط زدوں کی امداد ۲۴ ستمبر - گورنمنٹ ممالک متحدہ کی درخواست پر توجہ کر کے آل انڈیا بورڈ نے الموڑہ اور گڑھوال کے قحط زدوں کی امداد کے لئے ۵ ہزار روپیہ منظور کیا ہے -

مدراس میں مزید بم بازی مدراس - ۲۷ ستمبر - خبر ہے کہ پولیس ایک بم کے حادثہ کی تحقیق و تفتیش کر رہی ہے - جو گذشتہ شب رونما ہوا - بیان کیا جاتا ہے - کہ دو بم پولیس کی بارکوں پر پھینکے گئے مگر نقصان کچھ نہیں ہوا -

لوکشاہی اخبار کے ایڈیٹر و پرنٹر کو سزا بمبئی - ۲۷ ستمبر لوکشاہی اخبار کے ایڈیٹر و پرنٹر پر جو بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا تھا - عدالت نے ایڈیٹر کو ایک سال قید سخت اور پرنٹر کو نو ماہ قید سخت کی سزا دی ہے -

قابل فروخت گندم چاول اور چنا محکمہ زراعت پنجاب لاہور کی ۲۷ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ (۱) کار آمد گندم اور (۲) چاول بہت بڑی مقدار میں تلسی پور (بی - این - ڈبلیو - آر - وائی) میں موجود ہے ۲۴ ستمبر کو گندم کا نرخ ... اور چاول کا نرخ ... فی من تھا تلسی پور سے لاہور تک ریلوے کرایہ ۱۲ آنہ ۹ پائی فی من ہے تلسی پور میں بڑے تاجر ... چند ... دوسری اطلاع مظہر ہے کہ یہاں چنا بھی بڑی مقدار میں ... فی من کے حساب سے دستیاب ہو سکتا ہے -

عراق عرب کیلئے محصول ڈاک عراق عرب کو جو خطوط جائیں ان پر مندرجہ ذیل شرح سے ٹکٹ لگائے جائیں - لفافہ ... کارڈ ... رجسٹری ... اب اس ملک میں تمام محکمہ جات سول ہو گئے ہیں -

غیر ممالک کی خبریں

واشنگٹن کانفرنس میں برطانوی نمائندے لندن ۱۶ ستمبر۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ خود انگلستان میں بعض ضروری مسائل درپیش ہیں اسلئے واشنگٹن کانفرنس میں نہ تو لائیڈ جارج جاسکینگے اور نہ مارکوئیس کرزن۔ غالباً مسٹر بالفور بھی برطانوی نمائندوں سے ایک ہونگے۔ دیگر نمائندے جنکا نام آزاد (?) بیان کردیا گیا ہے۔ مسٹر بالفور۔ سرو رڈگلمن ایلالنس بارڈلی اور سر ولیم ٹائریل ہیں۔

روڈس کے وظائف ہندوستانی طلباء کو نہیں مل سکتے لندن ۱۶ ستمبر۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ کونسل آف سٹیٹ کے اس تجویز کا جو ہندوستان کے لئے روڈس کے وظائف سے متعلق تھا کوئی عملی نتیجہ مرتب ہونا غیر ممکن ہے۔ جو وظائف پیشتر جرمنی کو دئے گئے تھے وہ ٹرسٹیوں نے مستقل طور پر سلطنت برطانیہ کے مختلف حصص کو تقسیم کردئے جنمیں ٹرانسوال نوآبادی دریائے اورینج شامل ہیں روڈس کے جدید وظائف کا ہندوستان کے لئے از سر نو قائم کرنا بھی ناممکن ہے۔

ٹڈی دل نے روسی قحط کو اور بھی گراں کردیا ریگا ۱۰ ستمبر۔ ضلع آرنبرگ میں ٹڈی دل کے گھٹا کی طرح چھا جانے سے قحط سالی۔ روس کی حالت بد سے بدتر ہوگئی ہے۔ ٹڈیاں تیزی سے دوڑ رہی ہیں۔ اور کھیتی باڑی کو تلف کر رہی ہیں۔ لاوارث بچوں کے واسطے آرنبرگ میں جو مکانات ہیں وہ ایسے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ جنکے والدین حالت مایوسی میں انکو اپنے سے جدا کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ سمارا کے قریب ۱۷ ہزار آدمی اپنے گھر چھوڑکر زیادہ زرخیز اضلاع چلے گئے ہیں۔ جرمنی کا پہلا امدادی جہاز ادویہ و دیگر طبی سامان لیکر پیٹروگراڈ پہنچ گیا ہے۔

عراق عرب میں انگریزوں اور کردوں کی لڑائی لندن ۲۳ ستمبر دفتر امور مستعمرات نے اعلان کیا ہے۔ کہ روونڈوز کے رقبہ میں جو فساد برپا ہوا تھا۔ اور جس کی وجہ یہ تھی کہ ترکوں نے عراق عرب کے کرد قبائل میں سازشوں کا جال بچھایا تھا۔ اور ایک چھوٹے سے ترکی لشکر نے عراق عرب کے علاقے پر حملہ کیا تھا۔ وہ فساد اب فرو کردیا گیا ہے۔ دو سو مقامی سپاہی اور پولیس کے آدمی برطانوی افسروں کے ماتحت ۱۰ ستمبر کو اربیل سے روانہ ہوئے۔ اور ہوائی جہازوں کی مدد سے ۱۴ ستمبر کو بتال اور روونڈوز پر قبضہ کرلیا۔ ایک مقام پر کردیوں کی زبردست مزاحمت ہوئی۔ ہمارے تین آدمی اور چار گھوڑے مرگئے۔ غنیم کا نقصان جان ہمارے سے بیس تک تھا۔ ہماری ایک ہوائی مشین کو اترنا پڑا۔ اور وہ بہت ٹوٹ پھوٹ گئی۔ ناخدا اور ہمراہی جہاز زخمی ہوئے۔ کرد باغیوں کا سرغنہ عبید اللہ قبول اطاعت کیلئے اربیل میں آگیا ہے۔

مسئلہ آئرلینڈ میں مسٹر چرچل کے یاس انگیز خیالات لندن ۲۴ ستمبر۔ آج مسٹر چرچل وزیر نوآبادیات نے ڈنڈی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے مسٹر ڈی ویلرا کے انکار سے جو انہوں نے نوآبادیوں کی طرز کی سیلف گورنمنٹ لینے سے کیا ہے۔ سخت مایوسی ہوئی ہے۔ آئرلینڈ کو جو رعایت پیش کیگئی ہے وہ فیاضانہ۔ صادقانہ اور انصاف پر مبنی ہے اور اسکو فوراً عملی جامہ پہنایا جائیگا۔ لیکن تاج برطانیہ کے ساتھ آئرلینڈ کی وفاداری نہایت ضروری ہے۔

برطانیہ میں بیکاری کا سوال لندن ۲۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ بیکاروں کو فوری امداد دینے کے علاوہ گورنمنٹ بیکاری کے سوال کے متعلق ایک زیادہ وسیع الاثر سکیم پر غور کررہی ہے اگر تجارت بحال نہ ہو تو بیکاروں کو مدد دینے میں قومی خزانہ پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔ اس سکیم کا مقصد یہ ہوگا کہ صنعت وحرفت اور تجارت کو مالی امداد دیکر بحال کیا جائے۔ مسٹر چرچل نے ڈنڈی میں ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا کہ گورنمنٹ التوائے جنگ کے بعد سے بیکاروں کی امداد کیلئے ۱۰ کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ صرف کرچکی ہے۔

برطانیہ کے کان کنوں میں پھر بے چینی لندن ۲۲ ستمبر برطانیہ کی صنعتی دنیا میں اس قسم کے آثار نمودار ہو رہے ہیں جس سے پایا جاتا ہے کہ حالت غیر یقینی ہے۔ سب سے زیادہ بے چینی کوئلہ کی کانوں کے مزدوروں میں ہے۔ انکو تشویش ہے کہ انکی اجرتوں میں تخفیف

فلسطین میں یہودی جلاوطنوں کی تعداد مسٹر وڈ انڈر سکریٹری نوآبادیات نے مسٹر مدبرشگوٹے کے جواب میں بیان کیا کہ ستمبر ۱۹۲۰ء اور ستمبر ۱۹۲۱ء کے درمیان فلسطین میں یہودی جلاوطنوں کی تعداد اندازاً ۱۵ ہزار تھی۔

صدر جمہوریہ پولینڈ کے قتل کی کوشش پیرس ۲۵ ستمبر۔ لیمبرگ (گلیشیا) سے خبر آئی ہے کہ مارشل پلسڈسکی صدر جمہوریہ پولینڈ پر کسی شخص نے آج ریوالور سے تین فائر کئے جو بعد میں خود کشی کرتا ہوا پکڑا گیا۔ مارشل کو تو کوئی گزند نہیں پہنچا۔ مگر اس کا ساتھی زخمی ہوا۔ آجکل پولینڈ اور لتھوینیا کے درمیان ولنا کے قبضہ کے متعلق جھگڑا برپا ہے۔

یونانیوں کی بربادکن پالیسی یونانیوں نے انگورا سے واپسی میں بہت سے گاؤں تباہ کردئے ہیں۔ اور اسکی شہر کے درمیان ایک وسیع برباد شدہ رقبہ بنادیا ہے۔

امیر فیصل کے خلاف تیاریاں قسطنطنیہ کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ کمالین نہال پاشا کے تحت ایک فوج ترتیب دے رہے ہیں۔ جس سے ان کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ موصل کو پامال کیا جائے۔ اور نیز امیر فیصل کے خلاف شمالی عراق میں شورش پیدا کیجائے۔ اور اسکی جگہ کسی ترکی سردار کو تخت نشین کیا جائے۔

بالشویکوں کا برطانوی الزامات سے قطعی انکار لندن ۲۶ ستمبر۔ تار آیا ہے کہ بالشویکوں کو جو یادداشت بھیجی گئی تھی۔ بالشویکوں نے اسکا جواب دیا ہے اور ان تمام الزامات سے انکار کیا ہے جو ان پر لگائے گئے تھے۔

کمال پاشا کا عزم بالجزم قسطنطنیہ ۲۷ ستمبر۔ انگورہ کی پارلیمنٹ نے کمال پاشا کو مارشل کا عہدہ عطا کیا ہے۔ اور غازی کا خطاب دیا ہے۔ کمال پاشا نے اعلان کیا ہے کہ جبتک ایک ایک یونانی ترکی علاقہ سے نہ نکال دیا جائیگا۔ اس وقت تک وہ تلوار میان میں نہیں کرینگے۔

شاہ یونان کی واپسی ایتھنز ۲۷ ستمبر۔ شاہ یونان اور ولیعہد یونان ۲۹ ستمبر کو اناطولیہ سے واپس آجائینگے ان کے خیر مقدم کیلئے عظیم الشان تیاریاں کیجارہی ہیں۔

پیٹروگراڈ میں باورچی خانے ریگا ۱۷ ستمبر۔ امریکنوں نے پیٹروگراڈ میں ۱۲۰ باورچی خانوں کا انتظام کیا ہے جو فاقہ کش بچوں کے لئے روزانہ ۴۰ ہزار روٹیاں تیار کرتے ہیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر الفضل کے لئے شائع ہوا)

THE ALFAZL QADIAN.

Reg. No. 835

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۭ وَاللّٰهُ

اب گیا وقت | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے

دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر :- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۲۷ | مورخہ ۶ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۳ر صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد

فہرست

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ نے مولانا مولوی سرور شاہ صاحب نے روزانہ عصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں درس قرآن کریم دینا شروع کر دیا ہے ٭

جناب قاضی امیر حسین صاحب روزانہ بخاری شریف کا درس دیتے ہیں۔ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب آجکل مکتوبات مسیح موعود سناتے ہیں ٭

دونوں سکولوں کے طلبا پہنچ گئے ہیں۔ اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے ٭

نظم

افکار گوہر

(از جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رامپوری)

شہید حسن احساں تیرے یارب ہر طرف دیکھے
جدھر دیکھے تیرے اخلاص والے سربکف دیکھے

نگاہ لطف سے ساقی اگر تو اس طرف دیکھے
تو اپنے رنگ میں رنگین پیاری صف کی صف دیکھے

بنے ہیں نقش حیرت تیری صورت دیکھنے والے
تجلی دیکھ کر تیری کوئی پھر کس طرف دیکھے

تیرے عشاق کے آنسو بنے ہیں عرش کے تارے
یہ وہ موتی نہیں جن کو کبھی چشم صدف دیکھے

کوئی ایسا نہ دیکھا راز دل ہم جس سے کہہ دیتے
تمہاری چاہنے والے ہی دیکھے جس طرف دیکھے

بدل لے اپنی قسمت اس سے تو اے اشک حسرت
کہ جو قطرہ فلک سے گر کے آغوش صدف دیکھے

پتہ کیا پا سکیں افراط اور تفریط کی آنکھیں
بصیرت ہو جسے وہ رتبہ شاہ نجف دیکھے

میرا تیر دعا تیر نظر تیرا نہیں ساقی
تعجب اس کے کہاں ایسے کہ بیرونِ ہدف دیکھے

نگاہیں پاک کر لے اپنی پہلے آب کوثر سے
کسی کا دیدۂ پُرشوق پھر تیری طرف دیکھے

تقابل سے کھلیگی انقلاب قوم کی حالت
سلف دیکھے ہوں جس نے اب وہ احوال خلف دیکھے

مدینہ دیکھنا جس کو ہو اے گوہر یہاں آئے
ہمارا قادیاں دار الاماں دار الشرف دیکھے

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

۲۹ر ستمبر بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور مولوی عبدالحکیم صاحب حیدرآبادی نے اپنی نظم مبارکباد پڑھی۔ اور اسی دن نماز مغرب کے وقت میاں نظام الدین صاحب ٹیلر نے اپنی نظم پڑھ کر سنائی۔

جناب میر قاسم علی صاحب نے "ہدایات الدین" پیش کی۔ جس کو ملاحظہ فرماتے ہوئے اس کے نام کے متعلق فرمایا کہ اس کا نام "ہدایات مبلغین" ہوتا تو اچھا تھا۔ اور پھر ارشاد فرمایا کہ یا یوں کا اصول ہے۔ کہ یا تو کتاب چھپوائی نہ جائے۔ اگر چھپوائی جائے تو خوبصورت۔

یکم اکتوبر کو عصر کی نماز کے بعد مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے نئے دو ورقہ ٹریکٹ اتمام حجت کا ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ کتنی بڑی غلطی ہے۔ کہ ان اصحاب کی تحریروں سے یہ نتیجہ نکالا جائے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے منکر تھے۔ اگرچہ ان لوگوں نے یہ کہا کہ پہلے مجددین بھی نبی تھے اور پھر کہا وہ نبی نہیں۔ کیونکہ کثرت امور غیبیہ پر اطلاع بجز مسیح موعود کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آیا۔ کہ ان کے نزدیک مسیح موعود بھی نبی نہیں۔ پھر فرمایا کہ اس بات کو حقیقۃ الوحی کے اس حوالہ نے واضح کیا ہے۔ کہ پہلے اولیاء و اقطاب نبوت کے نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ ان کو کثرت امور غیبیہ نہیں ملی۔

۲ر اکتوبر کو بعد نماز عصر جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے اپنی نئی کتاب "راست ایڈیشن" بجواب "تکذیب قادیانی" مصنفہ ایڈیٹر صاحب لائٹ گزٹ پیش کی۔

اخبار احمدیہ

طبّی امداد چوہدری الٰہی بخش صاحب احمدی صوبیدار پنشنر موضع بھینی بنڈیچیاں ماہ رمضان سے بیماری چشم ہو رہے ہیں۔ خون اور کچھ سفیدی کی رطوبت بھی خارج ہوتی رہتی ہے۔ چوہدری صاحب مذکور بڑے مخلص ہیں۔ سلسلہ کے تبلیغی امور میں بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ اسلئے درخواست ہے کہ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ نیز اگر کوئی صاحب مجرب نسخہ بتا سکتے ہوں تو براہ مہربانی اطلاع دیں۔ زیادہ تر شکایت یہ ہے کہ معدہ اپنا کام بخوبی نہیں کرتا۔

خاکسار دوباد سلیمان احمدی کاتب اخبار وکیل امرتسر

ولادت ماسٹر محبوب عالم صاحب شمس آباد (اٹک) کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ بخشا ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ آپ نے ایک روپیہ غریب فنڈ میں دیا ہے۔

بابو رحمت اللہ صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر مریدکے کے ہاں ۲۰ر ستمبر کو فرزند نرینہ ہوا۔ حضرت صاحب نے نام نعمت اللہ رکھا۔ عہ غریب فنڈ میں داخل کیا۔ جزاہ اللہ

درخواست دعا میرے ماموں محمد سعید صاحب سعدی (لاہور) کا لڑکا مبارک احمد کئی دنوں سے سخت بیمار ہے۔ اور نیز خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ چند یوم سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ التماس ہے کہ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم احمدی۔ لاہور

میری اہلیہ عرصہ دو ہفتہ سے سخت علیل ہے۔ طاقت نے جواب دے دیا ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔ محمد اسحٰق علیخان احمدی۔ آگرہ

خاکسار کی والدہ صاحبہ اور میاں قاسم علی صاحب احمدی محمود پوری بہت سخت بیمار ہیں۔ صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ فضل الرحمٰن۔ سکرٹری انجمن احمدیہ سیانہ

تارکان حقہ کے اسماء گذشتہ ناموں کے بعد کی حقہ چھوڑنے والوں کی فہرست حسب ذیل ہے:- (۱۷۰) محمد عبداللہ خان صاحب موضع بسی ابرخان ضلع ہوشیارپور (۱۷۱) میاں طالب دین صاحب احمدی گھنوکے ججہ (۱۷۲) میاں روشن دین صاحب گھنوکے ججہ۔ (۱۷۳) محمد افضل شاہ صاحب واچ میکر۔ ملاکنڈ (۱۷۴) منشی عبدالعزیز صاحب ملازم محمد صاحب بہادر افسر مال گجرات۔ (۱۷۵) چوہدری غلام رسول صاحب گکھڑانیاں (۱۷۶) مساۃ کرم بی بی گکھڑانیاں (۱۷۷) میاں دی کہنی مالابار (۱۷۸) میاں محمود مالابار (۱۷۹) میاں محمد زین العابدین۔ مالابار (۱۸۰) میاں عبدالعزیز صاحب سیلونی (۱۸۱) میاں ایم۔ ایل۔ ایم محمد شریف صاحب سیلونی (۱۸۲) میاں کے سید محمد او مسکین۔ سیلونی۔ (ناظم تربیت۔ قادیان)

نماز جنازہ موضع قتال پور ضلع ملتان میں میاں لعل دین باغبان مخلص اور نیک احمدی تھے۔ عاشورہ کی رات فوت ہو گئے ہیں۔ خدا مغفرت کرے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

الراقم محمد حیات خان احمدی سلامت پور

فتح دین ولد عبداللہ زمیندار شادیوال خورد ضلع گجرات فوت ہو گیا ہے۔ جنازہ غائب پڑھا جائے۔ محمد دین امام مسجد احمدیہ شادیوال۔ ضلع گجرات

میرا لڑکا بقضائے الٰہی فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ غائب کے لئے احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ ماسٹر محمد سلیمان اشرف منصورپور۔

اس جگہ ایک احمدی عورت اور ایک میری ہمشیرہ معہ اپنی دو دختروں کے جو احمدی تھیں۔ فوت ہو گئی ہیں۔ نماز جنازہ غائب کے لئے تبلیغ فرما کر مشکور کریں۔ فضل دین سکنہ اتہال

ڈاکٹر اسلیم الدین صاحب بھاگلپوری جو عرصہ سے بیمار تھے انکا ۲۰ر ستمبر کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

خاکسار محمد عاصل بھاگلپوری۔ قادیان

مساۃ دولت بی بی اہلیہ چوہدری محمد منیر صاحب احمدی سکنہ گکھڑانیاں جو کہ دیندار و مخلصہ تھی ۲۰ر ستمبر

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - ۶ - اکتوبر ۱۹۲۱ء

مسلمانوں کے لئے دنیا کے قابل عبرت واقعات

(از جناب مکرم مفتی محمد صادق صاحب۔ اسلامی مبلغ امریکہ)

بدقسمت یہود ایک عیسائی اپنی سرکشی اور بغاوت کی سزا پاتے ہوئے کسی اسلامی ملک میں قتل ہو جائے۔ تو سارا یورپ امریکہ چیخ پکار کرتا ہوا آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے۔ لیکن اگر لاکھوں یہودی عین یورپ کے وسط میں عیسائیوں کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں تو کوئی چوں نہیں کرتا۔ ۳ جولائی کے لنڈن تار میں خبر آئی ہے کہ اکرانیا علاقہ روس میں ایک لاکھ یہودی عیسائیوں نے قتل کر دیا۔ صرف اس واسطے کہ وہ عیسائی نہیں تھے۔ یونان کس بے رحمی سے ایشیائے کوچک میں مسلمانوں کے گاؤں کے گاؤں جلا رہا ہے اور بچوں عورتوں اور بوڑھوں کو تہ تیغ کر رہا ہے۔ مگر یورپ و امریکہ میں کوئی آواز یونان کے خلاف نہیں اٹھتی۔ یہودیوں اور مسلمانوں کی قسمت برابر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ہر دو مظلوم اور ان کی کوئی دادرسی کرنیوالا نہیں۔ یہودیوں پر تو عذاب مسیح کے انکار اور ارادہ قتل سے شروع ہوا تھا۔ کہیں مسلمانوں نے بھی بھولے سے کسی ابن مسیح کا انکار نہ کر دیا ہو۔ سوچنا چاہیئے۔ اور مصائب کے روحانی اسباب کو تلاش کر کے ان کا ازالہ کرنا چاہیئے۔

یہودی نقصان میں یہود ہزارہا بیت المقدس کو جا رہے ہیں۔ کہ وہاں اپنا یہودی گھر بنائیں۔ اور لاکھوں روپیہ اس پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ لیکن بعض بڑے مدبر یہودی اس تحریک کے سخت مخالف ہیں۔ مسٹر ہنری مارگن تھا جو ایک بڑے معروف یہودی ٹرکی پر [illegible] گئے ہیں۔ انہوں نے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ کہ یورپ امریکہ کے آزاد اور دولت مند ملکوں میں صدیوں کی کوششوں کے بعد جو حقوق سیاسی اور تمدنی یہودیوں کو حاصل ہو چکے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر فلسطین کی وادی میں جا آباد ہونا ہماری قوم کے واسطے ایک بڑی بھاری حماقت ہو گی۔ جس کی نظیر یہودی تاریخ میں پہلے نہیں۔ مسٹر مارگن تھا کا خیال ہے کہ یورپ کے عیسائیوں نے یہودیوں کو نقصان پہنچانے کے واسطے یہ نئی تحریک ایجاد کی ہے۔ اور یہود بے وقوفی سے ایک مذہبی جوش کے ماتحت اس پر خوش ہو رہے ہیں۔

طوفان اور نوح باوجود ان تجارب اور احتیاطوں اور سائنٹفک کوششوں کے جو انسانی جان کے بچانے کے واسطے مغربی ممالک میں کی جاتی ہیں۔ خدائی ہاتھ کو جب وہ انسان کو اس کی بدیوں کی سزا دینا چاہتا ہے۔ کوئی روک نہیں سکتا یہاں ایک شہر پیوبلو میں ۳ جون ۱۹۲۱ء کو طوفان سے پانچ سو آدمی غرق ہو گئے۔ اور اندازہ کیا گیا ہے کہ چار کروڑ روپیہ کا مالی نقصان ہوا ہے۔ ایک اخبار نویس نے نو مشہور طوفانوں کا نقشہ دیا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔ یہ سب ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء تک سات سال کے اندر واقع ہوئے۔ کیا اسقدر طوفانوں کے لحاظ سے یہ زمانہ ایام طوفان نہیں کہلا سکتا۔ اور اگر کہلا سکتا ہے۔ تو پھر اس طوفان کا نوح کون ہے سوچو اور غور کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کام حکمتوں سے خالی نہیں۔

اپریل ۱۹۰۸ء۔ شہر ہانو۔ ملک چین میں طوفان آیا دو ہزار آدمی غرق ہوئے۔

ستمبر ۱۹۰۸ء۔ گالوسٹن۔ ملک یونائیٹڈ اسٹیٹس میں طوفان سے چھ ہزار آدمی غرق ہوا۔

اکتوبر ۱۹۰۸ء۔ حیدرآباد دکن ہند میں طوفان سے دس ہزار آدمی غرق ہوا۔

۱۹۰۹ء۔ مونٹریری۔ ملک میکسیکو میں طوفان سے آٹھ سو آدمی غرق ہوئے۔

۱۹۱۲ء۔ گیو ناجیوا۔ ملک میکسیکو میں طوفان سے ایکہزار آدمی ہلاک ہوا۔

مارچ ۱۹۱۳ء۔ ڈیٹن۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس میں طوفان سے پانچہزار آدمی غرق ہوا۔

" " ۔ ہیملٹن ملک یونائیٹڈ اسٹیٹس میں طوفان سے ایک ہزار آدمی ہلاک ہوا۔

" " ۔ ریاست انڈیانا ما۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس میں طوفان سے ایک ہزار آدمی ہلاک ہوا۔

مارچ ۱۹۱۴ء۔ بحیرہ آزدہ میں طوفان سے ایک ہزار آدمی ہلاک ہوا۔

کالے گورے کا سوال یہود نے مسیح کو صلیب پر چڑھایا اور دلیری سے کہا کہ اس کا گناہ ہم پر ہماری اولاد پر۔ پھر شہر مدینہ میں رہ کر حضرت محمد ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر کے دغا کیا اور نتیجہ یہ ہے کہ آج تک یہود قوم دربدر پھر رہی ہے۔ اور یورپ کی ایسی اعلیٰ تہذیب کے دعووں کے باوجود یہودی آئے دن قتل کئے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں۔ انبیاء کی مخالفت اور انکار ایک خوفناک لعنت ہے۔ اور افسوس اور غم کا مقام ہے۔ کہ ہماری قوم نے بھی اس زمانہ میں خدا کے ایک نبی کا انکار کیا ہے دیکھئے یہ انکار انہیں کہاں تک پہنچاتا ہے۔ ہمارے لئے یہ خوشی نہیں۔ بلکہ رنج کا مقام ہے۔ کہ قوم نے ایسی حرکت کی۔ اللہ انکو ہدایت دے۔ اور برکات احمدؑ سے مالا مال کرے۔

غرض انبیاء کی مخالفت میں بڑا بھاری نقصان ہے۔ اور معلوم نہیں۔ کہ افریقہ کے باشندوں نے کس نبی کی مخالفت میں یہ سزا پائی ہے۔ کہ جب سے تاریخ زمانہ ملتی ہے۔ وہ ہمیشہ غلامی اور ماتحتی اور ذلت میں دکھلائی دیتے ہیں۔ اس ملک میں لاکھوں افریقی نیگرو صدیوں سے رہتے۔ اور ملک کے قانون کے مطابق آزادی کے اکثر حقوق ان کو حاصل ہیں۔ پھر بھی آئے دن گوروں کے ہاتھوں بہت ظلم اٹھاتے اور قتل کئے جاتے ہیں۔ تازہ خبر یکم جون ۱۹۲۱ء کا تار ریاست اوکلاہاما سے اخباروں میں چھپا ہے کہ ایک گوری لڑکی کے سبب نیگرو اور گوری آبادی میں لڑائی ہو گئی۔ ایک دن میں ۷۵ اکثر طرفین سے

قتل ہو چکے ہیں۔ سنگڑوں گورے بہت مجروح کئے گئے ہیں۔ اور کالے بہت زیادہ ہیں گئے ہیں۔ اس شہر میں مارشل لا جاری ہو گیا ہے۔ کاش! یہ لوگ دین اسلام کی پیروی کریں۔ تاکہ کالے گورے کا سوال ہی درمیان سے اٹھ جائے ؂

مظلوم نیگرو

ایسی ہی ایک اور خبر ہے۔ کہ شہر سیاٹل کا مک میں ایک نیگرو پر یہ الزام تھا کہ اس نے کسی گوری کو چھیڑا ہے جس پر وہ حوالہ پولیس تھا۔ تاکہ اس پر مقدمہ چلایا جائے گورے لوگ اسے پولیس سے چھین کر ایک میدان میں لے گئے۔ اور جبرا ایک درخت پر چڑھا کر درخت کو آگ لگا دی۔ اس کے مرنے کا تماشہ خداوند یسوع کی ہزار ہا حلیم بھیڑیں اس خوشی سے دیکھ رہی تھیں جس خوشی سے سنا گیا ہے۔ کہ کسی زمانہ میں وحشی لوگ اجنبی آدمی کو مارا کرتے تھے۔ کیا یہی اناجیل کی دو ہزار سال کی تعلیم کا اثر ہے۔ ترکوں کے مظالم کے افسانوں پر شور مچانے والے اس پر غور کریں ؂

اس سے بھی بڑھ کر یہ ایک بیان سینٹ میں پیش ہوا ہے۔ کہ آئندہ کوئی نیگرو بحری یا بری فوج میں بھرتی نہ کیا جائے ؂

ہم کب خدا کے دین کی اشاعت کے لئے نکلینگے؟

"ہندوستان میں اسوقت پولیٹیکل لیڈروں کی دو جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت کونسلوں کے ممبر اور گورنمنٹ کے وزیر ہیں دوم وہ جو انڈین نیشنل کانگریس کا کام کرتے ہیں۔ اول الذکر کو عموماً تنخواہ و خرچ سرکاری خزانہ سے ملتا ہے۔ وہ درجہ اول میں سفر کرتے ہیں۔ شملہ میں جاکر عالی شان ہوٹلوں یا کوٹھیوں میں رہتے ہیں۔ ہزاروں روپیہ کی تنخواہ سرکار سے لیتے ہیں۔ اور خوب موجیں اڑاتے ہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے آرام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ تیسرے اور درجہ ثانی اور ڈیوڑھے درجہ میں سفر کرتے ہیں۔ ہر روز قریباً ادھر اُدھر مارے پھرتے ہیں۔ مئی۔ جون۔ جولائی۔ اگست کے مہینوں میں بجائے کسی پہاڑ پر آرام کرنے کے پرچار کرتے ہیں۔ اس تمام محنت کے عوض ہیں انکو پتھر کا رسے ضرور ملتے ہیں۔ بعض جگہ عقیدتمند ان کی گاڑیاں کھینچنے پر اصرار کرتے ہیں۔ گو اب یہ مرض قریباً قریباً دور ہو گیا ہے۔ ان باتوں کو انھوں نے نہیں دیکھا۔ یہ لوگ گاڑھے کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور کئی دفعہ انکو کھانا بھی وقت پر نہیں ملتا۔ اگر ملتا ہے۔ تو سڑی ہوئی پوریاں۔ انہیں سے بعض نوجوانوں کو کانگریس فنڈ سے قلیل تنخواہیں بھی ملتی ہیں۔ گو بڑے بڑے لیڈر عموماً سب بے تنخواہ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے ہزاروں و لاکھوں روپیہ کی آمدنی پر لات مار کر فقیری اختیار کی ہے"

(لالہ لاجپت رائے۔ بندے ماترم ۲۸ ستمبر)

دونوں قسم کے لیڈر "جن کا لالہ صاحب نے ذکر کیا ہے۔ ان کا منتہائے نظر اور نصب العین۔ "حیاۃ الدنیا" اور "زینتہا" کا جلب کرنا ہے پہلی قسم کے لوگوں کو ان کے نقطۂ نگاہ سے یہ چیزیں حاصل ہیں۔ اور موخر الذکر کے نزدیک مقدم الذکر کو جو حاصل ہوا ہے۔ وہ کافی نہیں۔ اس لئے وہ زیادہ حاصل کرنے کے لئے جو کچھ ملتا ہے اسکو چھوڑ کر سرگرم عمل ہیں۔ ہم اس وقت دونوں میں سے کسی کے فعل پر نکتہ چینی یا کسی کے رویہ کے جواز یا عدم جواز یا نصب العین کی درستی یا غلطی پر بحث کرنا نہیں چاہتے البتہ ہم کو موخر الذکر لوگوں کے عمل سے ایک نتیجہ نکالنا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم مانتے ہیں۔ کہ ان کا مقصد ہمارے نزدیک بہت ادنیٰ ہے۔ مگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنے ادنیٰ مقصد کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں اسکے مقابلہ میں ہم یقین کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد بہت اعلیٰ اور بہت ہی ارفع ہے۔ جس کا نام "دین" ہے۔ اور ہم بارہا نہایت بلند آہنگی سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے مسیح اور اس کے خلفاء کے ہاتھوں پر اقرار کیا ہے۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے تو پھر کیا ہمیں نظر نہیں آرہا کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

کیا ہم نہیں دیکھ رہے کہ ؎

پیش چشمان شما اسلام در خاک اوفتاد

اسوقت کیا ہم سے یہ سوال برمحل نہیں کہ ؎

چیست عذرے پیش حق اے مجمع المتنعمین

یہ سوال ہے۔ جو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے نفس سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ اس نے کیا قربانی کی۔ اس نے کہاں تک دقتیں اور کلفتیں اور سختیاں برداشت کیں۔ کہاں ہم نے کفن سر کو لپیٹا۔ اور میدان عمل میں نکلے۔

پہلوں کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ اب ضرورت یہ ہے۔ کہ ان کے طریق عمل کو کام میں لائیں۔ جب تک ہم میدان عمل میں نکلنے کے لئے خزانے کی طرف دیکھتے رہینگے اسوقت تک ہم کچھ نہ کر سکیں گے۔ ہم نے دین حق کی اشاعت کرنی ہے۔ ہم پہلے مجاہدوں کے جانشین ہیں ہم پر لازم ہے۔ کہ ان کے نقش قدم پر چلیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ چھوٹے مقصد والے اپنے مدعا کے حصول کے لئے کیا کیا مشقتیں برداشت کر رہے ہیں۔ کیا ہم اپنے بڑے مقصد کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں نہیں کرینگے؟

دنیا ہماری طرف تک رہی ہے۔ فرزندان آدم ابن مانۂ آدم کا پیغام سننے کے لئے تیار ہیں۔ ہم کب یہ پیغام حق ان لوگوں تک پہنچائینگے۔ اور وہ امانت جو ہمیں سپرد کی گئی ہے۔ انکے ان کے سپرد کرینگے۔ مسیح موعود نے ہمیں دوسروں پر بھروسہ کرنا نہیں سکھایا۔ بلکہ ہم میں سے ہر ایک کو ذمہ وار ٹھہرایا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خطرناک جنگل اور پرخار وادی ہمارے درپیش ہیں۔ مگر ہمیں اس مہم کو سر کرنا ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ ورنہ ہمیں اس صف سے ہٹ جانا پڑیگا۔ اور ہمارا مقام وہ مقام ہوگا جہاں رونا اور دانت پیسنا ہے۔ سو حضرت مسیح موعود کیا خوب فرماتے ہیں؎

سے بہت گرو یا باہم میں کمزوریاں ہوئیں۔ تو پھر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہماری تمام کوششیں نضمل ہو جائیں گی۔

مسیحی تاریخ کی ایک جھلک

میں نے بنی اسرائیل اور حضرت مسیح اور ان کے بعد کی تاریخ پڑھی ہے۔ حضرت مسیح بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت مسیح کے بعد پطرس ان کا خلیفہ ہوا۔ بعض لوگوں نے غیروں میں تبلیغ کرنا چاہی اس نے روک دیا۔ بوجہ اس کی وجاہت کے وہ رک گئے رہے۔ پھر یعقوب حضرت مسیح کے بھائی خلیفہ ہوئے۔ یہ نوجوان تھے۔ لوگوں نے پھر وہی کوشش کی۔ وہ رک گئے۔ غیروں میں تبلیغ کے نہ ہونے کی دلیل یہ تھی۔ کہ یہود مانتے نہیں۔ یہ لوگ جو مان چکے ہیں۔ کب تک رہیں گے۔ پھر اگر تبلیغ نہ کی گئی۔ تو کیا ہو گا۔ میں نے معلوم کر لیا تھا۔ جبکہ لاہوری دوست جدا نہ ہوئے تھے۔ کہ ہم میں کیا ہو گا۔ میرٹھ میں ہم لوگ گئے۔ خواجہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ ان کے لیکچر کی تعریف ہوئی۔ انہوں نے کہا۔ اب کسی کے لیکچر کی ضرورت نہیں۔ کہ اس کا اثر بھی زائل نہ ہو جائے کیونکہ یہ لوگ غیروں سے ملنے کے خواہش مند تھے اپنے اندر ان کو جذب کرنے کے متمنی نہ تھے۔ پولوس نے بھی یہی کیا تھا۔ جب وہ یونان میں گیا۔ لوگوں نے نہ سنی۔ تو اس نے کہا کہ پہلے میں الگ رہا۔ انہوں نے میری نہیں سنی۔ اب میں جاؤں گا اور ان میں مل جاؤں گا۔ پھر ان کو لاؤں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ لوگ نام نہاد عیسائی ہو گئے۔ وہ لوگ تین دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے۔ پولوس نے ان کو باپ۔ بیٹے۔ روح القدس کا سبق دیا۔ جب وہ مذہب میں داخل ہو گئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ہمیں تو کہا گیا تھا کہ یہ مذہب اور یونان کا مروجہ مذہب ایک ہی ہے۔ مگر یہاں تو شراب اور خنزیر حرام ہیں۔ اور وہ لوگ شراب خنزیر کے عادی تھے۔ انہوں نے اعتراض کیا۔ پولوس نے کہدیا۔ کیا ہوا۔ مسیح کے حواری چونکہ یہود سے تھے۔ اسلئے ان کی رعایت ضرور تھی۔ ورنہ مسیح تو شریعت کی لعنت سے چھڑانے آیا تھا۔ اب جو چاہو کھاؤ۔ اور جو چاہو پیو۔ چونکہ ان لوگوں نے خلیفوں کی مخالفت کی تھی۔ مذہب بگڑ گیا۔ مگر ترویج مذہب کے لئے کوشش کی۔ اسلئے کامیاب ہوئے۔

بنی اسرائیل کے ساتھ بھی ہوا۔ موسیٰ کے ساتھیوں نے نافرمانی کی۔ ہلاک ہوئے۔ مگر یوشع بن نون اور کالب کا بیٹا فرمانبردار رہے۔ کامیاب ہوئے اور سردار بنے۔ حضرت موسیٰ نے انکو ایک جگہ دریافت حالات کے لئے بھیجا۔ اور کہا۔ عوام کو حالات نہ بتانا سب کچھ بتایا مگر ان دو نے نہ بتایا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ ساری قوم بوجہ نافرمانی کے مقصد میں ناکام ہوئی۔ اور وہ ہلاک ہوئے۔ حتیٰ کہ حتی وعدے سے محض التواء میں پڑ گئے۔ اور سب ہلاک ہو گئے۔

پس اسوقت ہر ایک اپنے ایمان کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ نیکوں کی صحبت اختیار کرو۔ بدیوں سے احتراز کرو۔ مقصد العین کو سامنے رکھو۔ اور خدا سے بدظنی مت کرو۔ کیونکہ آتا ہے۔ انا بظن عبدی بی۔ تم خدا کے متعلق جیسا خیال کرو گے۔ ویسا ہی تم سے سلوک ہو گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اصلاح کی توفیق دے۔ آمین

اصحاب کبار مسیح موعودؑ کا مذہب

دربارہ مسئلہ نبوت

جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک دو ورقہ شائع کیا ہے جس میں بعض دوستوں کی تحریروں کا حوالہ دیکر یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ متقدمین جماعت احمدیہ کا مذہب یہی تھا کہ حضرت مسیح موعود جماعت انبیاء میں داخل نہیں بلکہ محدث ہیں۔ میں ایک حوالہ "مسلمانوں کے لیڈر" حضرت مولانا عبد الکریم رضی جنکی نسبت حضور فرماتے ہیں "دیکے تو اس کو دن شمار خیر کی عبد الکریم" کی تحریر سے پیش کرتا ہوں۔ یہ ایک ٹریکٹ ہے جس کا عنوان ہے "منشی الہی بخش صاحب اور رفیق ہیں اور ہم میں ایک فیصلہ کی راہ نکل آئی" اس کے اخیر میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتیات کی نسبت سب سے بڑا اور اہم ادعا ان کے نزدیک ناقابل جواب اعتراض انتخاب کریں اور اسے مشتہر کریں۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہی اعتراض بالکم وکاست ان معترضوں کی فہرست میں دکھا دینگے۔ جنھوں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ باعموم نبیوں کے ذاتیات پر نکتہ چینی کی ہے۔ اسلئے کہ علی وجہ البصیرۃ ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی برگزیدہ جماعت کے ایک کامل فرد ہیں۔ بنا بریں علی ہذا ضروری ہے کہ انکی ذات کی نسبت بھی وہی نکتہ چینی اور اعتراض ہو۔ جو ان برگزیدوں کی نسبت ہو۔ تاکہ سارے خدائی سلسلوں میں پوری مطابقت اور مشابہت ثابت ہو جائے۔ اور کوئی بھی ایسا اعتراض ہمارے امام کی ذات پر نہیں۔ جو کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ اور ہم خدا کے حاضر ناظر کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ ہم ایمان اور بصیرت سے اسپر قائم ہیں۔ اب اس ہمارے دعویٰ کو توڑ دینا گویا ہمارے اعتقاد اور ہمارے سلسلہ کی بنیاد میں پانی پھیر دینا ہے۔"

عبارت محولہ بالا میں یہ امور قابل ملاحظہ ہیں:۔

۱۔ حضرت مسیح موعود کی ذاتیات کی نسبت ناقابل جواب اعتراض منتخب کریں۔

۲۔ ہم وہ اعتراض بلاکم وکاست ان معترضوں کی فہرست میں دکھا دینگے جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ باعموم نبیوں کی ذاتیات پر کئے گئے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کیوں؟ فرماتے ہیں کہ "ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی برگزیدہ جماعت کے کامل فرد ہیں۔" وہ برگزیدہ جماعت کونسی ہے؟ صاف ظاہر ہے باعموم نبیوں کی جماعت۔ کیونکہ اسی کا پہلے ذکر ہے۔ سوال کے متعلق حضرت مولانا عبد الکریم رضی فرماتے ہیں:۔ کہ حضرت مسیح موعود اسی برگزیدہ جماعت باعموم انبیاء کے ایک کامل فرد ہیں۔ پھر یہ فرما کر کہ "کوئی بھی ایسا اعتراض ہمارے امام کی ذات پر نہیں جو کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو"۔ اور یہ بھی امر کھول دیا کہ آپ ایسے ہی نبی ہیں جیسے انبیاء سابقین۔ پھر یہ فرما کر کہ ہمارے اس دعویٰ کو توڑ دینا ہمارے سلسلہ کی بنیاد میں پانی پھیر دینا ہے۔ خوب متنبہ کیا کہ ہمارے سلسلہ کی بنیاد ہی نبوت مسیح موعود پر ہے۔ پس وا بر حال غیر مبائعین جو نبوت مسیح موعود کو بیخ کن اسلام قرار دیتے ہیں۔ کیا؟ جناب

خطبہ جمعہ

ہمارا نصب العین

از مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب

۱۶ ستمبر ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہمارا مقصد دنیا میں جتنے مقاصد بھی انسانوں کے ہیں۔ ان کے حصول کے لئے قدرت نے ذرائع رکھے ہیں۔ جو لوگ ان ذرائع کو استعمال کرتے ہیں۔ کامیاب ہوتے ہیں۔ جو نہیں کرتے وہ ناکام۔ خواہ ان کو کتنا ہی شوق اور لگاؤ ہو۔ ہمارا دینی مقصد ایک۔ اور بڑا ہی ہے۔ جو ہم پانچوں وقت نمازوں میں ظاہر کرتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ کہ اے مولا ہمیں اپنی رضا کی راہ پر چلا ان کی راہ پر جن پر تیرا انعام ہوا۔ وہ کون لوگ ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوئے۔ وہ انبیاء۔ صدیق۔ شہداء اور صلحاء ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک اس کی لگن نہ لگ جائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو کرتا ہے۔ اسی کو ملتا ہے۔ مقصد میں کامیابی کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ پختہ عزم اور مصمم ارادہ ہو۔ نہ کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسی ممبر پر کھڑے ہو کر توجہ دلائی تھی۔ کہ ہمارا کوئی نصب العین ہونا چاہیئے۔ جب تک نصب العین نہ ہو۔ تمام محنت اکارت جاتی ہے۔ آپ نے اسوقت نہیں بتایا تھا کہ ہمارا کیا نصب العین ہے۔ حضرت خلیفہ اول بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ کہ ایک بات کی طرف توجہ دلاتے اور پھر چھوڑ دیتے۔ اور اس سے غرض یہ ہوتی تھی کہ معلوم کریں۔ کہ لوگوں میں اس بات کے معلوم کرنے کا کہاں تک شوق ہے۔ اسی طرح آپ نے بھی سوال کر کے چھوڑ دیا۔ میں اگرچہ یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ آپ کیا نصب العین بتاتے۔ مگر میرے نزدیک جو نصب العین ہمارا ہے۔ وہ میں بتاتا ہوں۔ قاعدہ ہے کہ لوگ وعظ کرتے ہیں۔ اور کچھ باتوں کی تعریف اور کچھ کی مذمت کرتے ہیں۔ مگر بری باتوں سے بچنا۔ اور اچھی باتوں کو اسوقت حاصل کیا جاتا ہے جب اپنی توجہ ادھر ہو۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ نصب العین معلوم ہو کیونکہ جب نصب العین معلوم ہو گا تو اس کے معلوم ہونے سے بھی ادھر توجہ ہو جایا کرتی ہے۔

انبیاء کے جانشین قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے دو قسم کے خلیفے ہوتے ہیں۔ ایک شخصی خلیفہ ہوتا ہے۔ جو منتظم ہوتا ہے۔ دوسرے انبیاء کی جانشین ان کی جماعت ہوتی ہے۔ جس کو وہ تیار کرتے ہیں۔ انبیاء خود سارے زمانہ کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ اس لئے خدا تعالیٰ انبیاء کے ذریعہ ایک جماعت تیار کرتا ہے۔ اور اس نبی کے مقصد کو نبی کی وفات کے بعد وہ جماعت پورا کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کی غرض بعثت حضرت مسیح موعود کی غرض بعثت یہ تھی کہ تمام جہان کی سعید روحوں کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا حلقہ بگوش بنایا جائے۔ حضرت مسیح موعود اپنی تمام زندگی میں اس مقصد کے حصول میں کوشاں اور اس نصب العین کی طرف بڑھتے رہے اور اب آپ کی جماعت کا بھی یہی کام ہونا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ کے ذریعہ جو جماعت قائم ہوئی۔ اس کے متعلق کہا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔ لفظ امۃ کے سات معنے ہیں۔ جنہیں سے ایک معنے معلم الخیر کے بھی ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم کے حق میں آیا ہے۔ کان ابراہیم امۃ۔ لوگ اس کے معنوں میں بہت الجھے ہیں۔ مگر لغت کے رو سے معنے صاف ہیں کہ ابراہیم ایک معلم خیر بزرگ تھے۔ بس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم بہترین معلم الخیر ہو۔ جو لوگوں کے فائدے کے لئے نکالے گئے ہو۔ کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرو۔ بدی سے منع کرو۔ یہی مقصد مسیح موعود کا تھا۔ کیونکہ آپ حضرت نبی کریم کے بروز تھے۔ اور یہی مقصد آپ کی جماعت کا ہے کہ ہر ایک قوم میں جو سعید روح ہے۔ وہ اس طرف آ جائے۔ اور حق کو قبول کرے۔

ایک ذاتی واقعہ اس کے متعلق میں آپ کو اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ میرے والد صاحب کا مجھے پڑھانے کا منشاء نہ تھا بلکہ میرے دوسرے بھائی تھے۔ ان کو پڑھانا چاہتے تھے۔ اور ہمارے متعلق خیال تھا کہ ہمیں اپنی زمینداری کے کام میں لگائیں۔ ہمارے خاندان میں آٹھویں پشت میں ایک بزرگ تھے۔ جو شاہ محمد غوث لاہوری کے بڑے بھائی تھے۔ ان کا نام تھا شاہ زین العابدین۔ ان کی ایک کتاب قلمی لکھی ہوئی ہمارے ہاں تھی اس پر لکھا تھا۔ کہ جو شخص اس کتاب کو پڑھیگا یا سنیگا وہ لوگوں کا مقتدا بنیگا۔ میں نے جب اس کو پڑھا۔ تو میرے دل میں خواہش ہوئی۔ کہ میں بھی مقتدا بنوں۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ کہ جب میں کسی کھیل میں لگا ہوتا تھا یا کوئی اور کام کرنے لگتا تھا۔ تو مجھے یہ خیال ہر ایک لغویت سے روک دیتا تھا کہ وہ جو آگے بزرگ مقتدا بنے تھے۔ وہ ایسے کام نہ کرتے تھے۔ اس سے مجھے یہ فائدہ ہوا۔ کہ میں کئی قسم کے گناہوں سے محض اس خیال کی وجہ سے بچ گیا۔ جرمن کے لوگوں کو یہ خیال تھا کہ وہ دنیا میں تہذیب پھیلائینگے۔ یہ ان کا خیال صحیح تھا یا غلط۔ مگر تھا ضرور۔ اسی کے مطابق ایک دستور بنایا۔ کہ جرمن کے لوگ جب کسی مجلس میں بیٹھتے تھے تو اس طرح جس طرح کوئی استاد بیٹھتا ہے۔ پس جب مقصد اور نصب العین معلوم ہو۔ تو انسان بہت سی کمزوریوں سے بچ جاتا ہے۔ یہ باتیں میں نے اسلئے بیان کی ہیں۔ کہ اگر ہمیں اپنا مقصد معلوم ہو۔ تو جیسا ہمیں حضرت صاحب بنانا چاہتے ہیں۔ اور جس قسم کے انسان قرآن و حدیث ہمیں بنانا چاہتے ہیں۔ ضرور بن جائیں اور جو غلطیاں اور کمزوریاں ہم میں ہیں۔ ہم ان سے باز آ جائیں۔ اگر ہم اپنے مقصد اور نصب العین

اسلام میں حریت اور مساوات

نمبر ۲

حریت و مساوات خواجہ صاحب آیت ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"حریت و مساوات کی تعریف ان آیات میں جامع و مانع شکل میں ہے"

مگر اس آیت سے خواجہ صاحب کا یہ مطلب تو کسی طرح حل نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر ایک چیز میں حریت و مساوات ہو۔ کیونکہ اس آیت میں تو خدا تعالیٰ انسان کو تین باتوں کا حکم دیتا ہے۔ اول عدل کا کہ اگر تم سے کوئی معاملہ کرے تو اسکو برابر بدلہ دو اور اسکا حق نہ مارو۔ اگر ایک نوکر ہے۔ تو اسکو چاہیئے کہ وہ نوکری کے بدلہ میں کام بھی ویسا ہی کر کے دکھائے۔ غرضیکہ ہر ایک وہ فائدہ جو کسی کو پہنچتا ہے اسکا فرض ہے کہ دوسرے کو بھی ویسا ہی فائدہ پہنچائے۔ اس سے اوپر دوسرا درجہ احسان ہے کہ تم بدلہ لینے کی خواہش نہ کرو تیسرا درجہ ایتاء ذی القربیٰ ہے۔ اور یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ کیونکہ احسان کرتے وقت بھی بعض دفعہ انسان اپنے دل میں یہ خواہش رکھتا ہے۔ کہ دوسرا بھی مجھ سے ایسا ہی کرے۔ لیکن ایتاء ذی القربیٰ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ تم ایسا احسان کرو۔ جیسے ماں بچے پر کرتی ہے۔ وہ کسی خواہش کیلئے نہیں کرتی۔ خدا نے اسکی طبیعت ہی میں محبت رکھی ہے۔ عدل میں تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ مساوات ہو گئی ہے۔ کہ دونوں نے ایک دوسرے سے یکساں معاملہ کیا۔ اور یہ صرف معاملہ کرنے میں مساوات ہوئی۔ لیکن احسان اور ایتاء ذی القربیٰ میں کیسے مساوات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایک احسان کرنیوالا اور دینے والا ہے۔ اور دوسرا لینے والا اور زیر احسان ہے۔ وہ دونو کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

گورنمنٹ کی بیجا حمایت کرنے کا الزام خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ "آخر میں ہم میاں صاحب ممدوح کو ایک نیک مشورہ دیتے ہیں۔ کہ ہماری رائے میں یہ مناسب نہیں۔ کہ وفاداری بیجا خوشامد کی حد تک پہنچ جائے"۔

یہ بھی خواجہ صاحب نے الزام لگایا ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم نے گورنمنٹ کی کبھی بیجا خوشامد نہیں کی۔ بلکہ ہم جو کچھ کرتے ہیں محض خدا تعالیٰ اور اسکے رسول کی رضا کیلئے کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو اسکے کرنیکا حکم دیتے رہتے ہیں۔ لوگوں نے بغاوتیں برپا کیں۔ شورشیں مچائیں۔ اور قانون کی خلاف ورزی کی اور گورنمنٹ کے خلاف صدائیں بلند کیں۔ لیکن ہم نے بطور ہمدردی انہیں روکا۔ اور بتایا کہ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ اس حد تک کہ جس سے اسلام کا کوئی حکم نہ ٹوٹے بادشاہ کی اطاعت کرنیکا حکم دیتا ہے۔ بہتر تھا۔ کہ خواجہ صاحب کو اگر یہ وہم ہے۔ کہ ہم بیجا خوشامد کرتے ہیں۔ تو وہ ایک دو مثالیں پیش کر دیتے۔ تاکہ ہمیں بھی اور دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہو جاتا۔ کہ ہم بیجا خوشامد کرنے والے ہیں۔ ورنہ ایسے ہی الزام دیدینے سے کیا فائدہ؟

حریت و مساوات کا مفہوم خواجہ صاحب شراب کی مثال دیکر لکھتے ہیں کہ شراب کا پینا تو گورنمنٹ نے جرم قرار نہیں دیا۔ لیکن "شراب کشید کرنا جرم قرار دیا ہے۔ اور خود شراب کشید کرتی ہے۔ تاکہ منافع کثیر ہو تو حریت و مساوات کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو فعل ایک شخص سے سرزد ہونا جرم ہے۔ تو وہی فعل دوسرے کیلئے بھی جرم ہے اگر شراب کشید کرنا جرم ہے۔ تو راعی اور رعیت دونوں کیلئے یکساں جرم ہونا چاہیئے۔ گر یجوئیٹ صاحب کا یہ مدعا ہے۔ کہ کیا آنجناب کی خلافت کا یہ منشا نہیں۔ کہ گورنمنٹ کو راہ راست پر لانیکی کوشش فرمائیں"۔

اس اصول سے ہم متفق ہیں۔ کہ جو فعل ایک شخص سے سرزد ہونا جرم ہے۔ تو وہی فعل انہی حالات میں دوسرے کیلئے بھی جرم ہے۔ اور جو مثال شراب نوشی و کشیدگی کی پیش کی گئی ہے اسمیں مسلمان سوائے اسکے کیا کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ شراب نوشی و کشیدگی دونوں کو جرم قرار دے۔ کیونکہ اسلام میں شراب نوشی و کشیدگی دونوں منع ہیں۔ لیکن گورنمنٹ کے نزدیک جو مسلمان نہیں۔ دونو امر جائز ہیں۔ پس اگر ہم گورنمنٹ کو بند کرنیکے لئے کہیں۔ تو وہ جائز سمجھتی ہوئی اسے بند نہیں کر سکتی اور اگر کہیں کہ عام اجازت ہو۔ اور شراب کشیدگی بھی جرم نہ ہو۔ تو اس سے اور شراب نوشی پھیلتی ہے۔ ان حالات میں جتنی ممانعت ہے۔ وہ بھی قابل شکریہ ہے۔ رہی یہ بات کہ کیا خلافت کا یہ منشا نہیں۔ کہ گورنمنٹ کو راہ راست پر لانے کی کوشش فرمائیں۔ اس کا جواب حضرت صاحب الفضل ۳۰ دسمبر میں دیچکے ہیں۔

"میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ کہ اسلام نے کس حد تک اور کن معنوں میں حریت و مساوات کی تعلیم دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسکے احکام کے مطابق اسلامی حریت کو جس حد تک جسکا قیام میری ذات سے متعلق ہے قائم کرنیکی کوشش کرتا رہتا ہوں"۔

خواجہ صاحب کے ایک سوال کا جواب خواجہ صاحب آیات یسئلونک عن الیتامیٰ اور واتوا الیتامیٰ اموالھم الخ اور وابتلوا الیتامیٰ لکھکر سوال کرتے ہیں

"ان آیات میں جس دستور العمل کی تشریح کیگئی ہے کیا اس پر یورپ کاربند ہے؟"

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یورپ تو علیحدہ رہا میں آپسے پوچھتا ہوں کیا ہندوستان پورے طور سے اس پر کاربند ہے؟ اگر یورپ اس پر کاربند ہے۔ تو پھر کوئی سوال نہیں۔ اگر وہ کاربند نہیں ہے۔ تو اس پر کاربند کرنیکی یہی صورت ہے کہ ان پر اسلام کی سچائی ثابت کیجائے۔ اور قرآن مجید کی حقانیت کا اظہار کیا جائے۔ اور وہ اُسے مانیں اور ان احکام پر کاربند ہوں۔ اسکے لئے ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ہزار ہا روپیہ اشاعت اسلام پر ہمارا خرچ ہوتا ہے۔ اور یورپ کے ممالک میں اسی لئے مشن قائم کئے ہوئے ہیں۔ تاکہ قرآن مجید کی تعلیم پہنچائی جائے۔

ہر ایک بات میں مساوات نہیں ہے اب میں خواجہ صاحب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اصل مضمون پر آئیں۔ اور ادھر ادھر کی باتوں میں نہ الجھیں۔ سنیئے! اور بگوش ہوش سنیئے۔ ہم مطلق مساوات اور حریت کے منکر نہیں ہیں۔ بلکہ جس جگہ اسلام نے مساوات قرار دی ہے۔ وہاں مساوات مانتے ہیں۔ اور جس جگہ نہیں اس جگہ نہیں۔ لیکن آپکا دعویٰ یہ ہے۔ کہ اسلام میں ہر جگہ ہر ایک بات میں مساوات ہے۔ اسکی تردید میں آپکے سامنے ایک مثال کسی قوم کا کسی وجہ سے دوسری قوموں پر ممتاز ہونا بھی بیان کی گئی تھی

دریافت کیا گیا تھا کہ حضرت ابراہیم کی قوم کو فضیلت حاصل تھی نیز زمانہ کے متعلق جو کہا گیا یا دخلنا فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا۔ یہ بات فرمانا اور اسی طرح خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا ہے۔ وانی فضلتکم علی العالمین تو بنی اسرائیل بھی اپنے وقت میں دوسری قوموں پر فضیلت رکھتے تھے۔

بعض احکام میں بھی مساوات نہیں رکھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام ؎ اس آیت میں اہل مکہ اور باہر سے آنیوالوں میں فرق کیا ہے کہ باہر سے آنیوالے اگر قربانی نہ پائیں تو اسکی بجائے دس روزے رکھیں۔ لیکن اہل مکہ قربانی کی بجائے روزے نہیں رکھ سکتے۔

رسل کے درمیان اسکے علاوہ رسولوں کے درمیان **بھی مساوات نہیں** بھی درجات کے لحاظ سے مساوات نہیں۔ کوئی افضل ہے کوئی مفضول علیہ۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض ؎ کہ ہم نے رسل سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور خواجہ صاحب بھی نبی کریم کی ایک فضیلت اپنے خیال کے مطابق آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ میں بیان کر چکے ہیں۔

عورت اور مرد میں بلحاظ گواہی کے مساوات نہیں پھر عورت اور مرد میں بلحاظ گواہ ہونیکے مساوات نہیں۔ ایک مرد کو دو عورتوں کے مقابل رکھا گیا ہے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؎

اولی الامر اور رعایا میں بعض باتوں میں مساوات نہیں اولی الامر اور رعایا کے درمیان ہر ایک بات میں مساوات نہیں رکھی گئی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۚ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (نساء ع)

کہ اگر کوئی بات امن یا خوف کی ہوتی ہے۔ تو وہ اسے مشہور کر دیتے ہیں۔ حالانکہ انکو ایسی باتیں رسول یا اولی الامر کے پاس پہنچانی چاہئیں۔ رعایا کا حق نہیں کہ وہ مشہور کرے۔ اور اولی الامر تک پہنچائے۔ پس ہر ایک بات کے فیصلہ کرنے کا رعایا حق نہیں رکھتی۔

بعض حدود میں بھی مساوات نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب ؎ (نساء ع) اس آیت میں خدا تعالیٰ نے زنا کی سزا حرہ عورت سے نصف رکھی ہے۔ اگرچہ نبی اپنی نوع کے لحاظ سے کہ تمام حرائر کی سزا اور تمام لونڈیوں کی سزا میں مساوات ہے۔ لیکن لونڈیاں اور حرائر میں عورتیں ہونیکے لحاظ سے انکی سزا میں مساوات نہیں رکھی گئی۔ بلکہ ایک کی سزا کامل اور ایک کی نصف مقرر کی ہے۔

اسیطرح آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (نساء ع ۱۳)

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے مقتول مومن کے قتل کی سزا مختلف فرمائی ہے۔ فرمایا ہے۔ کہ کسی مومن کا حق نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے ہاں اگر کوئی خطاءً مومن کو قتل کر بھی دے۔ تو اسکو ایک مومن کی گردن آزاد کرنی چاہئیے۔ اور مقتول کے اہل کو دیت بھی دینی ہوگی۔ اور اگر مقتول مومن ایسی قوم سے ہو جو تمہارا دشمن ہے۔ تو اسکی دیت صرف مومن کی گردن کا آزاد کرنا ہے۔ اور اگر وہ ایسی قوم سے ہے جن سے تمہارا معاہدہ ہے۔ تو اسکی دیت بھی دینی پڑیگی۔ اور ایک مومن کی گردن بھی آزاد کرنا ہوگی۔ مقتول سب میں مومن ہے لیکن صرف مکان کی تبدیلی سے انکی سزا میں مساوات نہیں رکھی گئی۔ اس لئے خواجہ صاحب کا یہ لکھنا کہ ہر ایک جگہ حریت و مساوات ہے۔ غلط ہے۔

عورت اور مرد کے حقوق میں کلی مساوات نہیں حضرت صاحب نے اپنے مضمون مندرجہ الفضل ۱۲ مارچ میں خواجہ صاحب کے چیلنج کے جواب میں یہ ثابت کیا تھا کہ عورت اور مرد کے تمام حقوق مساوی نہیں۔ جیسے عورت اور مرد کے وارث ہو کر ورثہ حاصل کرنے اور اصلاح کیلئے مارنے میں مرد عورت کو مار سکتا ہے۔ عورت نہیں۔ شریعت نے مساوات نہیں رکھی اسیطرح مرد کو تعدد ازدواج کی اجازت ہے۔ عورت کو نہیں۔ مرد نفلی روزہ بغیر اجازت زوجہ رکھ سکتا ہے لیکن زوجہ بغیر اجازت خاوند نہیں رکھ سکتی۔ عورت کیلئے نکاح کے وقت ولی کی ضرورت ہے۔ مرد کیلئے نہیں۔ ان باتوں کا خواجہ صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔

خواجہ صاحب کا چیلنج منظور خواجہ صاحب مذکورہ بالا باتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آیت ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع لکھ کر چیلنج دیتے ہیں۔ کہ اس آیت میں بھی حریت و مساوات کے اصول اپنا کام کر رہے ہیں۔ اگر تحقیق مطلوب ہو۔ تو چیلنج منظور کر سکتے ہیں۔ خواجہ صاحب کو چاہئیے تھا۔ کہ وہ اسکے متعلق اپنی تحقیق لکھ دیتے۔ جبکہ الفضل ۱۲ مارچ میں لکھا گیا تھا۔ کہ عورت اور مرد کے درمیان تعدد ازدواج میں بھی مساوات نہیں رکھی گئی۔ چونکہ خواجہ صاحب نے جواب دینے کی بجائے پھر چیلنج دیا ہے۔ سو میں انکے چیلنج کو منظور کرتا ہوں اور خواجہ صاحب سے تحقیق کیلئے ایک بات پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اس بحث کو چلانا چاہتے ہیں۔ تو باقاعدہ بپابندی اصول مناظرہ چاہئیے کہ پہلے اپنا دعوےٰ لکھیں۔ پھر اسکے دلائل تحریر کریں۔ اور ہم کو جواب طلب کریں۔ ہم جو مناسب ہوگا۔ اسکا جواب دینگے آخر میں خواجہ صاحب سے یہی گذارش ہے۔ کہ وہ ادھر ادھر کی بحثوں میں نہ الجھیں اور اصل مسئلہ کے متعلق لکھیں اگر اسی طرح دوسری بحثوں میں الجھینگے اور اصل مسئلہ پر نہیں آئینگے۔ تو اصل مقصد فوت ہو جائیگا۔

والسلام علی من اتبع الھدےٰ

خاکسار

جلال الدین مولوی فاضل شمس

قادیان

ہندوستان کی خبریں

لاہور میں غیر ملکی کپڑے کو آگ میں ۔ ۳۰ ستمبر کو لاہور میں راوی کے کنارے ایک بڑا مجمع ہوا۔ یہ دن مسٹر گاندھی کی پیدائش کا دن تھا۔ غیر ملکی کپڑا جس کی قیمت کا اندازہ ہزار کم دو لاکھ لگایا گیا ہے۔ ایک چھان کی صورت میں ترتیب دیا گیا۔ لالہ لاجپت رائے اور سردار پریم سنگھ نے تقریریں کیں۔ اور ہیرالال صاحب نے اس ڈھیر کو آگ لگائی۔ مجمع ہونے والوں کا اندازہ ایک لاکھ کے قریب کیا جاتا ہے۔

دس ہزار مسلح موپلے لڑ رہے ہیں ۔ شملہ ۲۹ ستمبر آج کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں مسٹر کریک ہوم سکرٹری نے سید رضا علی کے جواب میں بیان کیا کہ مالابار کے متعلق تازہ اطلاع یہ ہے کہ مسلح موپلے جو لڑ رہے ہیں ان کی غالباً تعداد دس ہزار ہے۔ ان کی مزاحمت دن بدن سخت ہو رہی ہے۔ ان کا طریق جنگ ادھر بھاگ پر مبنی ہے ممکن ہے فوجی نقل و حرکت طول کھینچے۔ اور نہیں معلوم مارشل لا کب ہٹایا جائے۔

افیون کی فروخت کے متعلق پابندی ۔ افیون کی فروخت کے متعلق جو ایڈیشنل قواعد مرتب کئے گئے ہیں ان کے بموجب تمام لائسنس یافتوں کو نو بجے شام تک اپنی دوکانوں کو بند کر دینا چاہیئے۔ اور ایک شخص کو تین تولہ سے زیادہ نہ دینا چاہیئے۔

سول قوانین کی نامتابعت ۔ سندھ کے کارکنان خلافت اور کانگریس کی کانفرنس نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے جس میں کانگریس کی کارکن کمیٹی سے درخواست کی ہے کہ یکم نومبر سے سول قوانین کی نامتابعت پر عمل درآمد شروع کیا جائے۔

قانون گوؤں کی تنخواہ میں اضافہ ۔ شملہ ۲۳ ستمبر ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ یکم اپریل ۱۹۲۱ء سے تنخواہ میں اضافہ کیا اور یکم اکتوبر ۱۹۲۱ء سے سفر خرچ وغیرہ بھی منظور کیا گیا ہے۔

کونسل کی ممبری سے استعفیٰ ۔ بمبئی ۲۴ ستمبر مسٹر السماعیل خطیب امام ناسک نے مجلس وضع قوانین بمبئی سے لیڈروں کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کے طور پر استعفیٰ دیدیا ہے۔

پونا کا شہزادہ ویلز کو ایڈریس دینے سے انکار ۔ پونا شہر ۲۱ ستمبر فیجی منڈی کے احاطے میں زیر صدارت مسٹر کرندیکر ایک جلسہ ہوا۔ ریزولیوشن پاس ہوا۔ مطلب کا یہ پاس ہوا کہ میونسپلٹی کی طرف سے شہزادہ ویلز کو ایڈریس نہ دیا جاوے۔ اور نہ اس کیلئے کوئی رقم منظور کی جائے۔ ڈاکٹر دیکار سے اور مسٹر تاتا کر نے جو میونسپل کمیٹی کے ممبر ہیں۔ کہا کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔

دہلی اور برہان پور میں کراچی والا ریزولیوشن دہرایا گیا ۔ شرکت میدان میں تقریباً پانچ ہزار ہندوؤں اور مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا۔ مولوی عبدالقادر صدیقی نے اس صورت حالات کا ذکر کیا جس سے کراچی کانفرنس کے انعقاد کی ضرورت پیدا ہو گئی تھی۔ آپ نے فتوے کا وہ حصہ بھی پڑھ کر سنایا۔ جو سرکاری ملازمتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ قرارداد بھی پڑھی جس کی وجہ سے لیڈران گرفتار کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد اجلاس جمعیۃ العلماء سورخہ ۲۱ ستمبر کا متفقہ فتوے بھی مفصل سنایا جس میں ہر مسلمان کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ ہر ممکن طریق سے وہ فتوے شائع کرے۔ بالخصوص اس کا وہ حصہ جو فوجی ملازمت سے متعلق ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ اس کی اشاعت کو روک دینا چاہتی ہے۔ ایک شخص فتوے کے اس حصہ کو پڑھتا گیا۔ اور باقی حاضرین جلسہ اس کو دہراتے گئے۔

دہلی ۔ ۲۴ ستمبر کل پالوری ہاؤس میں پراونشل خلافت کمیٹی کی زیر سرپرستی اور ڈاکٹر انصاری کی زیر صدارت ایک عظیم الشان عام جلسہ منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی۔ دوسری قرارداد یہ تھی کہ یہ عام جلسہ اعلان کرتا ہے۔ کہ کراچی کی قرارداد کے وہ الفاظ جو گرفتار شدہ لیڈروں نے استعمال کئے۔ جن کے باعث ان پر مقدمہ دائر ہے۔ ان مذہبی احکام اور اسلام کے ان ناقابل تغیر و ترمیم اور مسلمہ اصول کے مظہر ہیں قرارداد کو لفظ بہ لفظ دہرایا ہوا مسلمانوں سے زبردست اپیل کرتا ہے۔ کہ ہر مسلمان اسکی تبلیغ کرے۔ حاضرین نے اس ریزولیوشن کو منظور کیا! اور لفظ بہ لفظ دہرایا جلسے میں زبردست جوش پھیلا ہوا تھا۔ کمیٹی نے فوجی ملازمت کے متعلق علماء کے فتوے کی دس ہزار کاپیاں لوگوں میں تقسیم کیں۔ ان فارموں پر ہزار ہا مسلمانوں کے دستخط لئے جا رہے ہیں۔ جو اسی غرض کیلئے چھپوائی گئی ہیں۔ اور جن پر کراچی کا ریزولیوشن لفظ بہ لفظ درج ہے۔

امرت سر میں بدیشی کپڑے کی ہولی ۔ ۳۰ ستمبر کو دفتر کانگریس کمیٹی امرتسر سے بدیشی کپڑے کا ایک بڑا جلوس نکلا۔ دو چھکڑے بدیشی مال سے بھرے ہوئے جلوس کے ہمراہ تھے۔ جلوس جلیانوالہ باغ پہنچا۔ اور بدیشی مال کو آگ لگا دی گئی۔ جو چند ہی منٹوں میں جلکر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

لیڈران کے خلاف عدالت سشن میں مقدمہ کی سماعت ۔ کراچی۔ ۳۰ ستمبر ملزمان کی درخواست اور حکام کی مرضی کے مطابق عدالت سشن میں مقدمہ کی سماعت جتنی جلدی ممکن ہے ۔ غالباً ۵ اکتوبر سے پہلے شروع ہو جائیگی۔

پنجاب میں غلہ کی درآمد و برآمد ۔ پنجاب کے وزیر زراعت جو ہفتہ وار رپورٹ شائع کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہفتہ مختتمہ ۲۴ ستمبر میں زیادہ تر صوبجات متحدہ سے ۷۰۰۰ من گندم اور آٹا ۴۲۴۲۲ من ۔ دالیں اور چنے ۴۴۰۴ من مکی اور ۳۴۹۵ میں چاول اور مونجی آئی اس عرصہ میں پنجاب سے اتنا غلہ گیا ۔ ۲۲۹۰۵ من گندم اور آٹا ۔ ۲۲۲۴ من چنے ، دال ۵۰ من جوار اور باجرہ ۹۰۰۱ من چاول اور مونجی ۔ یہ غلہ زیادہ تر سرحدی صوبہ کو گیا۔

کانپور میں جلسہ ۔ کانپور ۔ ۳۰ ستمبر خلافت کمیٹی کی طرف سے خورد محل پارک میں ایک جلسہ زیر صدارت مولوی حسرت موہانی منعقد ہوا ۔ دس ہزار کی حاضری تھی۔ بیگم حسرت موہانی نے کراچی کا مشہور ریزولیوشن پیش کیا اور اس امر پر زور دیا کہ موجودہ حالت میں شریعت ہر مسلمان کو فوج میں کام کرنے ۔ بھرتی ہونے یا رنگروٹ بھرتی کرنے سے منع کرتی ہے ۔ پنڈت رام پرشاد صاحب نے تائید مزید کرتے ہوئے کہا کہ ہر ایک سچا ہندو جگت گرو کی پیروی کرنے کیلئے تیار ہے ۔ جن پر اس وقت کراچی میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

جمعیت العلماء اور پراونشل خلافت کے سکرٹری کی گرفتاری ۔ جمعیۃ العلماء کے صدر مولوی کفایت اللہ صاحب دہلی نے انجمنا نا کو اطلاع دی کہ مولوی احمد سعید سکرٹری جمعیۃ العلماء ہند اور مولوی عبدالعزیز سکرٹری پراونشل خلافت کمیٹی دہلی کو زیر دفعات ۱۰۸-۱۰۸ ایکم اکتوبر بوقت شام گرفتار کر لیا گیا۔

غیر ممالک کی خبریں

قسطنطین ثانی اناطولیہ سے رخصت لندن ۲۸ ستمبر۔ ایتھنز کا ایک تار مظہر ہے کہ شاہ قسطنطین مع ولیعہد کے ۲۵ ستمبر کو اناطولیہ سے واپس آ رہے ہیں۔

پیرس میں ہلاکت آفرین آگ پیرس کے ایک تجارتی علاقہ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ پیرس کا سارا بریگیڈ اس کے بجھانے میں مصروف ہے۔ آگ ایک دکان سے شروع ہوئی۔ جو عمارت کے سب سے اوپر کی منزل میں تھی۔ نیا محلہ جو حال ہی میں بنا تھا جس کی تین ایکڑ زمین پر پانچ منزل مکان تھے۔ سارے کا سارا جل گیا ہے دو فائرمین زخمی ہوئے۔ نقصان مال کا اندازہ کئی ملین ڈالر کیا جاتا ہے۔ بے شمار قیمت کا ریشم اور ریشمی [illegible] تباہ ہو گیا۔

جرمن فوج میں تخفیف کرنے کی تجویز برلن ۲۸ ستمبر۔ جرمنی سے بین الاتحادی کمیشن کی ایک یادداشت مظہر ہے کہ جرمن پولیس فوج میں اتحادیوں کی مرضی کے مطابق فی الفور تخفیف کی جائے۔

سربیہ نے البانیہ کو الٹی میٹم دیدیا لندن ۲۵ ستمبر۔ مشرقی یورپ میں سربیہ و البانیہ کے سرحدی تنازع کے سلسلہ میں ایک نئی جنگ بلقان شروع ہو گئی۔ مالٹہ کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ دریائے ڈریک سرحدی فوجوں کے کمانڈر نے اہل البانیہ کو نوٹس دیدیا کہ وہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر سرحد کے ان مقامات کو جو فوجی اہمیت رکھتے ہیں خالی کر دیں۔ البانیوں نے اس نوٹس پر عمل نہیں کیا۔ جس پر سربی فوجوں نے ۲۴ گھنٹے تک سخت گولہ باری کر کے علاقہ مذکور پر قبضہ کر لیا ہے۔

البانیوں کو شکست البانیوں نے سربیوں پر جوابی حملہ کیا اور شدید جنگ ہوئی۔ فریقین کو بہت نقصان ہوا۔ اور آخر کو البانی پسپا ہو گئے۔

مسٹر ڈی ویلرا کو وزیر اعظم کا جواب لندن ۲۹ ستمبر۔ مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ نے مسٹر ڈی ویلرا کو لکھا ہے کہ ہمارے درمیان جو خط و کتابت آئرلینڈ کیس میں کانفرنس کرنے کی تجویز کے بعد ہوئی ہے۔ گورنمنٹ نے اسکا غور سے مطالعہ کیا ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ صلح کی تہ دل سے خواہشمند ہے۔ اور آپ کا لہجہ بھی مصالحانہ ہے۔ تاہم وہ اس خط و کتابت کی بنا پر آپ کے ساتھ کانفرنس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اگرچہ آپ نے ذاتی طور پر اطمینان دلایا ہے۔ اور گورنمنٹ اس کی قدر کرتی ہے تاہم بعد میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس اصول پر کانفرنس کرنے کے یہ معنے ہیں کہ آئرلینڈ کی خود مختاری اور علیحدہ ہستی کو تسلیم کر لیا گیا۔ برطانیہ کی گورنمنٹ ایسا نہیں کر سکتی۔ اس لئے میرے واسطے ہر ایک قسم کے شبہ کے خلاف احتیاط لازمی ہے۔ ملک معظم کی گورنمنٹ نے جو پوزیشن اختیار کی ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کیجا سکتی۔ تاہم میرے ہم جنس [illegible] آپ کے اہل ملکوں کے ساتھ [illegible] بحث کے ذریعہ تصفیہ کی صورت نکالنے کے خواہشمند ہیں۔ ہم نے جو شرائط پیش کی ہیں۔ وہ تصفیہ کے لئے ہیں نہ کہ خالی خولی باتوں کے لئے ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی تصفیہ خط و کتابت سے نہیں ہو سکیگا۔ بلکہ کانفرنس میں بیٹھ کر ہی ہو سکیگا۔ اسلئے ہم آپ کے سامنے جو تجویز پیش کرتے ہیں۔ کہ ۱۱ اکتوبر کو لندن میں کانفرنس کیجائے۔ آپ اس کانفرنس میں اپنے نمائندے بھیجدیں۔

فوجوں کی تخفیف کا ریزولیوشن اور قوموں کی لیگ جنیوا ۲۰ ستمبر۔ قوموں کی لیگ کی سولہویں کمیٹی نے ایک ریزولیوشن لارڈ رابرٹ سیسل کی تحریک پر جو برطانیہ کے قائم مقام ہیں اس مطلب کا پاس کیا کہ فوجی کمیشن فوجوں کی تخفیف کے متعلق کسی عہدنامہ یا تخفیف کا مسودہ کونسل کے سامنے پیش کرے۔

ترکوں اور یونانیوں کی جنگ سمرنا ۲۰ ستمبر۔ اگست میں اناطولیہ میں جو لڑائیاں ہوئیں ان پر نظر ثانی کرتا ہوا رائٹر کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ یونانیوں کو اپنے حملہ میں جو ناکامی ہوئی اس سے ان کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ یونانیوں کا دایاں بازو دریائے سکاریہ کو عبور کرتے وقت سب سے زیادہ پھیلا ہوا تھا۔ اور ترکوں نے جوابی حملہ میں یونانی فوج کے ڈویژنوں کو جن میں یونانیوں کا زیادہ تر توپخانہ بھی شامل تھا۔ بحالت انتشار پسپا کر دیا۔ ترکوں کی دوسری لائن پر یونانی بالکل رک گئے۔ اس لائن پر ترکوں کا جوابی حملہ غیر معمولی طور پر تیز ہو گیا۔ ان کو [illegible] اندر سے یونانیوں کے خلاف بے شمار محفوظ فوج کی کمک حاصل ہو گئی۔ اسپر یونانیوں کو جنگی مجلس کر کے دریائے سکاریہ پر پیچھے ہٹنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ یونانیوں کے نقصان جان کا اندازہ ۲۵۰۰۰ ہزار ہے۔ ترکوں کا نقصان جان بھی بہت ہوا ہے۔

امریکہ میں شراب کے متعلق پولیس کی عجیب چالیں نیویارک ۲۹ ستمبر۔ گرانڈ جیوری کے سامنے شکاگو کی پولیس کے خلاف عجیب و غریب الزامات لگائے گئے ہیں۔ شہادت میں بیان کیا گیا ہے کہ پولیس والے شراب ضبط کر لیتے ہیں۔ اور پھر اسکو اپنے طور پر کم قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں۔ شکاگو پولیس نے یہ عمل کم از کم ۲ مرتبہ کیا ہے۔

ایرانی وزیر اعظم کو قتل کرنیکی سازش [illegible] طہران ۲۷ ستمبر کا ایک تار مظہر ہے کہ وزیر اعظم اور سردار سپاہ کو قتل کرنیکی ایک قیاسی سازش معلوم کرنے پر کل طہران میں کئی اشخاص گرفتار کر لئے گئے۔ ظہیر الملک نے شاہ کے پاس [illegible] کے گرمائی محل میں جا کر پناہ لی۔ گرفتار شدہ اشخاص میں ظہیر الملک سابق منتظم مشہد مقدس بھی شامل ہے۔

واشنگٹن کی کانفرنس واشنگٹن ۲۳ ستمبر۔ واشنگٹن میں بحر الکاہل اور فوجوں کی تخفیف کے سوال پر غور کرنے کے لئے جو کانفرنس ہونے والی ہے۔ اسکے لئے جاپان نے مندرجہ ذیل ڈیلیگیٹ مقرر کئے ہیں۔ ایم شیداہارا سفیر جاپان مقیم واشنگٹن پرنس ٹوکوگاوا پریزیڈنٹ اپر ہوس بیرن کاٹو وزیر بحری۔

ترکوں کی پیشقدمی جاری ہے انگورہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ترکوں نے [illegible] میں یونانیوں کو سخت شکست دی ہے۔ ترک آگے بڑھ رہے ہیں اور "[illegible]" پر قبضہ کر کے پیشقدمی کو برابر جاری رکھنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔

بالشویک امداد کا شکریہ رومہ کی ایجنسی سے معلوم ہوا ہے کہ مصطفٰے کمال پاشا نے بالشویک سفیر مقیم انگورہ کے سامنے بالشویک گورنمنٹ کی اس امداد کا شکریہ ادا کیا ہے۔ جو اس نے موجودہ جنگ

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام مشین پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا)

Reg. No. L 35 **THE ALFAZL QADIAN.** رجسٹرڈ ایل

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

ایڈیٹر۔ غلام نبی ✿ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان۔

نمبر ۲۸	مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۷ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ	جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت ایام زیر رپورٹ میں ناساز رہی۔ ۵، ۶ تاریخ کو تشریف نہ لا سکے لیکن بفضل ۷ تاریخ ایک درد انگیز خطبہ جمعہ حضور نے خود ارشاد فرمایا۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دست بدعا رہیں۔

ایک آریہ لیکچرار صاحب سے جو پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے نئے مقرر ہوئے ہیں۔ ۸ اکتوبر کی رات کو جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا مسئلہ تناسخ پر مباحثہ ہوا۔ اور ۹ کی رات کو جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے قرآن کریم الہامی ہے یا وید پر تین گھنٹے باقاعدہ مباحثہ کیا۔ مفصل روئداد انشاء اللہ آئندہ درج کی جاوے گی۔

نامۂ صادق ۱۲

امریکہ میں تبلیغ احمدیت

اجرائے رسالہ معلوم نہیں ایسی حالت میں جبکہ اجرائے رسالہ کے متعلق جو چندہ ہندوستان میں ہوا ہے۔ وہ بھی تا حال مجھے نہیں پہنچا (سوائے چندہ جماعت پشاور کے) بلکہ ماہوار خرچ بھی بقایوں میں ہے۔ میں نے کیونکر ایسی جرأت کی کہ رسالہ کا مضمون لکھ کر صاحب مطبع کے حوالہ کر دیا۔ اور تین ہزار چھپوا کر روانہ کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ پہلا پرچہ ہے قریباً سب کا سب مفت ہی بھیجا جا رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ مفت بھیجا بیکار نہ جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ خریدار پہنچانے میں یا قیوں کو کم از کم تبلیغ ہی ہو جائیگی۔ ایسی ناداری کی حالت میں رسالے کا چھپ جانا اور شایع ہونا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور احباب کرام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ جس سے کام چل رہا ہے ورنہ فنڈس کی موجودہ کمزوری کی طرف دیکھا جائے۔ تو شاید اگلے کام بھی بند ہو جائیں وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

نام رسالہ رسالہ کا نام میں نے مسلم سن رائز (طلوع آفتاب اسلامی) رکھا ہے۔ ٹائٹل پر ملک امریکہ کا نقشہ بنا کر اس پر سورج چڑھایا ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب سے نکلیگا اس کا پورا ہونا ظاہر ہو۔ کیونکہ اصل مغرب تو ملک امریکہ ہی ہے۔ اگرچہ یورپ کو بھی نسبتاً مغربی بلاد کہتے ہیں۔ مگر در اصل جو مغربی کرہ ہے وہ امریکہ ہی ہے۔ علاوہ ازیں یورپ میں اسلام بالکل نئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ یورپ میں اسلام کئی صدیوں سے قبل ازیں

تجرید بخاری اردو

"صحیح بخاری" اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کیجاتی ہے۔ مگر امام بخاریؒ نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کردی ہیں پھر عن فلان و عن فلان کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کردیا ہے جس سے اختلاف دقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ کہ نویں صدی ہجری میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت پہلے تو بخاریؒ کی تمام مستند متصل حدیثوں کو یکجا کیا۔ اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے چنانچہ ملک عرب و شام نے مصنف کو اسکی سندیں عطا فرمائیں اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا پہلیس اردو ترجمہ اعلیٰ ولایتی کاغذ پر چھاپا گیا ہے جسے دیکھکر ہر ایک کو حیرت ہو جاتی ہے۔ کہ اتنی بڑی کتاب کا اتنا مختصر انتخاب؟ عاشقان کلام رسول مقبول صلعم کیلئے ایک بے بہا تحفہ ہے

حجم ۔/ ڈھائی سو صفحہ | تمام فرمائشیں مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل ڈاکخانہ ولیشاہ کے نام آنی چاہئیں | قیمت عہ محصول ۔/

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اعلان

یکم جنوری ۱۹۲۲ء سے اول اور میانہ درجوں کے مسافروں سے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر مندرجہ ذیل شرح کے حساب سے کرایہ لیا جاویگا۔

درجہ	فاصلہ	کرایہ
درجہ اول	پہلے ۳۰۰ میل کے واسطے	۲۴ پائی فی میل کے حساب سے
درجہ اول	ہر زائد فاصلہ کے واسطے	۱۸ پائی فی میل کے حساب سے
درجہ دوم	پہلے ۳۰۰ میل کے واسطے	۱۲ پائی فی میل کے حساب سے
درجہ دوم	ہر زائد فاصلہ کے واسطے	۹ پائی فی میل کے حساب سے

(ڈاک گاڑیوں میں لاہور اور دہلی کے مابین)

درجہ	فاصلہ	کرایہ
درمیانہ درجہ	پہلے ۳۰۰ میل کے واسطے	۶ پائی فی میل کے حساب سے
درمیانہ درجہ	ہر زائد فاصلہ کے واسطے	۴½ پائی فی میل کے حساب سے

باقی تمام دوسری پسنجر گاڑیوں میں جیسا کہ آجکل کرایہ لیا جاتا ہے۔

حسب الحکم
دی۔ ایچ بولتھ صاحب بہادر
ٹریفک منیجر

دفتر ٹریفک منیجر
لاہور
مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۱ء

لائق احمدی ایجنٹوں کی ضرورت

ہم کو اپنے فرم کے لئے ایسے چار لائق ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو اپنے کام میں خوب ہوشیار ہوں۔ شرط یہ ہے کہ وہ احمدی ہوں۔ تصدیق کیلئے اپنی جماعت کے سکرٹری سے تحریر لائیں۔ کمیشن وغیرہ بذریعہ خط و کتابت پتہ ذیل پر طے کریں۔

شیخ الٰہی بخش رحیم بخش احمدی تاجران کتب
محلہ شاہ کنشہ لاہور

الخطبہ ۲

معزز ارائیں خاندان کی لڑکی پندرہ سالہ تعلیم یافتہ سلیقہ شعار امور خانہ داری سے لکھی واقف ہے لڑکا معزز ارائیں خاندان نیک دیندار۔ برسر روزگار ہو کم از کم انٹرنس پاس ہو۔ صاحب جائداد بھی ہو۔ عمر ۲۰-۲۲ سال خط و کتابت بذریعہ

سکرٹری صیغہ تبلیغ فیروزپور شہر

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۰ - اکتوبر ۱۹۲۱ء

وید نامکمل اور ناقص ہیں

آریہ اخبارات میں کچھ عرصہ سے یہ بحث ہو رہی ہے کہ ایک ہندو ایک مسلمان کے ساتھ بیٹھ کر ہندو کا پکایا ہوا کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ کھا سکتا ہے۔ اور بعض اس بنا پر اسے ناجائز قرار دیتے ہیں کہ مسلمان چونکہ گوشت خور قوم ہے۔ اسلئے کوئی ہندو اس کے ساتھ ملکر کھانا نہیں کھا سکتا۔

یہ بحث اس قدر طول ہو گئی ہے۔ اور اتنی اہمیت اختیار کر رہی ہے۔ کہ لنڈن میں بیٹھے ہوئے ایک آریہ پروفیسر بالکرشن صاحب ایم اے کو بھی اسمیں حصہ لینا پڑا ہے اور ۲۵ ستمبر کے پرکاش میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں پروفیسر صاحب نے اول تو بڑے وثوق کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ:-

"کالج پارٹی کے بہت سے آریہ ماس کھاتے ہیں"

اور پھر لکھا ہے :-

"میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کالج پارٹی والے کسی آریہ کے ماتول بنایا ہوا اس کے ساتھ بیٹھ کر کسی نے بھوجن کھانے سے انکار کیا ہو"

اس طرح پروفیسر صاحب نے یہ دکھایا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ملکر کھانے میں جو یہ عذر پیش کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمان گوشت خور ہیں۔ یہ بیہودہ عذر ہے۔ کیونکہ آریوں میں جو لوگ گوشت کھاتے ہیں۔ ان کے ساتھ کھانے میں کوئی پرہیز نہیں کیا جاتا۔

اب رہی یہ بات کہ گوشت کھانا کیسا ہے۔ اور وید مقدس کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر صاحب لکھتے ہیں :-

"وید بھگوان میں ماس کھانے کی اجازت ہے یا نہیں۔ اس بات کا پورا نشچے (فیصلہ) نہیں ہو سکا۔ کالج پارٹی تو اب تک اڑی ہوئی ہے۔ گورو کل پارٹی میں بھی کئی پنڈت ہیں۔ جن کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ جو نشچے سے نہیں کہہ سکتے"

جب وید مقدس نے گوشت خوری کے بارے میں کوئی ناطق فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ وید کے پیرو اس کے جائز ہونے اور جائز نہ ہونے کے بھی تائید پاتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ گوشت خوری کی بنا پر مسلمانوں سے اس قدر نفرت کا اظہار کیا جائے۔ کہ ان کے سایہ سے بھی پرہیز کیا جائے۔

تعجب کی بات ہے۔ کہ گوشت خوری کا مسئلہ جس پر بڑے بڑے آریہ اپدیشک مباحثے کرتے رہتے ہیں اور جسے ناجائز ثابت کرنے کے لئے ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگاتے رہتے ہیں۔ وہ ایسا لاینحل ہے کہ وید بھی اس کے متعلق کوئی تصفیہ کرنے سے عاجز ہیں اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ وید میں گوشت خوری کی اجازت نہیں۔ تو بھی جو لوگ ویدوں کے پیرو کہلا کر گوشت کھاتے ہیں۔ وہ کسی الزام کے نیچے نہیں آتے۔ کیوں؟ اسلئے کہ بڑے بڑے رشیوں منیوں نے نئے حالات اور ضروریات زمانہ سے مجبور ہو کر کئی ایک ایسی باتوں کو جائز اور روا کر دیا ہے۔ جن کے متعلق وید کوئی ناطق فیصلہ نہیں کر سکتے تھے یا ویدوں کا فیصلہ ناقابل تسلیم اور ناقابل عمل تھا۔

یہ بات پروفیسر صاحب موصوف کے نزدیک ایسی صاف اور شک و شبہ سے بالا ہے کہ وہ لکھتے ہیں :-

"اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارے مختلف دھرم شاستر یعنی سمرتی گرنتھ مختلف وقتوں پر لکھے گئے ہیں۔ اور اپنے اپنے وقت اور ملک کے حصے کے نئے حالات کو سامنے رکھ کر قانون بندی کی گئی ہے۔ انہیں بہت سی باتیں ویدوں کے برخلاف ہیں۔ لیکن وہ اسلئے قانون ہیں کہ وہ رسم و رواج پر مبنی ہیں۔ مطلب یہ کہ حسب ضرورت ہمارے رشیوں نے ویدک دھرم کے برخلاف بھی رسم و رواج کو ترجیح دی ہے۔ مثلاً کوئی آریہ سماجی نہیں مانیگا۔ کہ وید میں ایک سے زیادہ استریوں سے شادی کرنا روا ہے۔ مگر سمرتیوں میں اسکی پوری اجازت ہے۔ اور اسی اصول پر جائداد کے بانٹنے کے اصول بنائے گئے ہیں۔ اسی طرح نارد وغیرہ سمرتیوں میں یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کہ اگرچہ دکھن میں برہمن لوگ اپنے ماموں کی لڑکیوں کو شادی کر لیتے ہیں۔ مدھیہ دیش میں کچھ لوگ گئو ماس بھکشک۔ اور سب آدمی ماس بھکشک ہیں۔ اور عورتیں دیہہ جارنی ہیں۔ اُتر میں عورتیں شراب پیتی ہیں۔ دکھن دیش میں لوگ اپنی وِدھوا بھابی سے شادی کر لیتے ہیں۔ ان باتوں کے لئے ان دیشوں کے لوگوں کو کوئی سزا اور نہ ہی کوئی پرائشچت کرانا چاہیئے۔ یہ رواج پرم پرا سے چلے آتے ہیں اسلئے ان رواجوں کے لئے ان لوگوں کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیئے"

مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ:-

(۱) ہندوؤں کی سمرتیاں یعنی مذہبی کتابیں مختلف اوقات میں حالات زمانہ کے مطابق لکھی گئی ہیں۔

(۲) مذہب کو زمانہ کے مطابق بنانے کے لئے ان کتابوں کے مصنفوں کو وید کی صریح تعلیمات کی خلاف ورزی کرنی پڑی ہے۔

(۳) ان کتابوں کی تعلیمات نہ صرف وید کے خلاف ہیں۔ بلکہ ملک کے رسم و رواج کے ماتحت ہیں۔ اس کا مطلب ولیمر صاحب کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ حسب ضرورت ہندو رشیوں نے ویدک دھرم کے برخلاف رسم و رواج کو ترجیح دی ہے۔

(۴) تعدد ازدواج کا مسئلہ جس پر آریہ صاحبان بڑے بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ اور سوامی دیانند صاحب نے بھی جس کی بڑی مذمت کی ہے۔ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ ویدک رشیوں کو ویدکی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے ضروریات زمانہ سے مجبور ہو کر اس کی اجازت دینی ہی پڑی۔ اور اسی کے مطابق تقسیم جائداد کے اصول بنانے پڑے۔

(۵) رشتہ داروں کے ہاں شادی کرنے کو جو نہ [illegible] کے لئے بھی سوامی دیانند صاحب نے بڑا زور مارا ہے۔

لیکن پروفیسر صاحب مذکور کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ رشیوں نے اس کی بھی اجازت دے رکھی ہے۔ اور کھتری بھی معمولی درجہ کے لوگ نہیں۔ بلکہ برہمن اپنے اشرافوں کی لڑکیوں سے شادی کرتے رہے ہیں۔

(۲) اس بیان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ ہندوؤں میں ایسے لوگ بھی تھے۔ جو کسی اور جانور کا گوشت کھانا تو الگ رہا۔ گائے کا گوشت بھی کھاتے تھے اور اس کے لئے انہیں رشیوں کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔

(۳) بیوہ بھابی سے شادی کرنا بھی جائز قرار دیا گیا ہے۔

یہ باتیں کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ بلکہ نہایت وضاحت سے اس امر کو واضح کر رہی ہیں کہ آریہ سماج کا یہ دعویٰ کہ وید ہمیشہ سے ہمیشہ تک سارے جہان کے لئے ہیں۔ اور پرمیشور نے دنیا کی تمام ضروریات اور حالات کے لئے ابتدائے آفرینش ہی میں تمام صحیح تعلیمات ان میں بیان کر دی ہیں۔ کہاں تک قابل تسلیم ہے۔

پروفیسر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ بہت رشیوں نے وید کو حالات زمانہ کے خلاف پاکر اور پرمیشور کی دی ہوئی تعلیمات کو غلط یا ناقابل عمل سمجھ کر اپنی قوم کے لئے خود نئی کتابیں اور نئی تعلیمیں پیش کیں۔ اور اس طرح وید کو ناممکل۔ ناقابل تسلیم قرار دیا۔

پس جب موجودہ زمانہ سے بہت قبل وید ناممکل ثابت ہو گئے۔ اور خود ویدوں کے پیروؤں کو ان کے خلاف چلنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور انہوں نے کئی ایسی باتیں روا قرار دے لیں۔ جو وید کی رُو سے منع تھیں۔ تو اب جبکہ زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ حالات بدل گئے ہیں۔ واقعات نے نئی صورت اور نیا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ وید کس طرح قابل عمل ٹھہر سکتے ہیں۔ اور ان کی تعلیم کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح معقول کہی جا سکتی ہے۔

[illegible] معلوم ہوتی ہے۔ کہ آریہ صاحبان ویدک تعلیم کے [illegible] گن گاتے ہیں۔ اور باوجود مالدار اور [illegible] قوم ہونے کے ویدوں کا ترجمہ پیش کرنے کی جرأت نہیں [illegible] ورنہ اگر ویدوں میں کوئی ایسی بات ہوتی۔ جو موجودہ ترقی یافتہ زمانہ میں قابل تسلیم ہوتی۔ تو آریوں جیسی قوم جو رائی کا پہاڑ بنا کر دکھانے کی عادی ہے۔ کبھی کی کئی زبانوں میں ویدوں کے ترجمے شائع کر دیتی۔

مسٹر گاندھی اپنے پیروؤں سے کیوں علیحدہ رکھے گئے

علی برادران اور دوسرے مسلمان لیڈروں پر جب الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے فوجی ملازموں کو ملازمت ترک کرنے اور دوسروں کو یہ ملازمت اختیار نہ کرنے کی تحریک ایک ریزولیوشن کے ذریعہ کی ہے۔ اس بناء پر اگر گورنمنٹ کو مقدمہ چلانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تو سمجھ میں نہیں آتا۔ مسٹر گاندھی کو ان کے ساتھیوں سے کیوں الگ رکھا گیا ہے۔ جبکہ وہ بھی اسی فعل کا ارتکاب کر چکے ہیں اور علی الاعلان اس کا اقرار بھی کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ترچناپلی میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ:-

"اگر اس قسم کے الفاظ عوام کے روبرو یا فوج کے سپاہیوں کے روبرو کہنا جرم ہے۔ تو میں اس جلسہ کے حاضرین کو اور اس جلسہ کی وساطت سے گورنمنٹ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں نے اس جرم کا بارہا لاتعداد مرتبہ ارتکاب کیا ہے۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ کوئی نیا جرم نہیں ہے۔ میں نے ستمبر ۱۹۲۰ء میں اس کا عمداً ارتکاب کیا تھا۔ اور میرا تو کیا ذکر ہے۔ انڈین کانگریس اس کا کلکتہ اور ناگپور کے اجلاسوں میں ارتکاب کر چکی ہے۔ اگر کانگریس کے کارکن یا خود میں اب تک فوج کے سپاہیوں کے پاس یہ کہنے کے لئے نہیں گیا۔ تو اس کی وجہ یہ نہ سمجھئے۔ کہ میں یا کارکنان کانگریس اس کا ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ اسے ہماری مصروفیت یا ناقابلیت کی دلیل سمجھنا چاہئے۔"

(وکیل ۲۰۔ اکتوبر)

ایسا صاف اور واضح بیان دینے والے کے متعلق گورنمنٹ کا خاموش رہنا اور علی برادران وغیرہ پر مقدمہ چلانا ایسا طرز عمل ہے۔ کہ جب تک گورنمنٹ خود ہی اس کی وضاحت نہ کرے سمجھنا مشکل ہے۔ کیا گورنمنٹ بتائیگی۔ کہ اس امتیاز کی کیا وجہ ہے اور کیوں مسٹر گاندھی اور علی برادران سے ایکسا سلوک نہیں روا رکھا گیا۔

بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کے اُلٹے دن آتے ہیں تو وہی باتیں جو دوسروں کے لئے کسی خطرہ و نقصان کا باعث نہیں ہوتیں۔ اس کے لئے تباہ کن بن جاتی ہیں۔ کاش! مسلمان سوچیں۔ کہ کیوں وہی ذلت و ادبار۔ مشکلات اور مصائب کا ہدف بن رہے ہیں۔

پرائے شگون میں اپنی ناک کٹانا

اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ امرتسر اور بعض دیگر مقامات میں ایسے جلوس نکالے گئے ہیں۔ جنمیں کوٹ پتلون یعنی انگریزی لباس گدھوں کو پہنایا گیا۔ اس تصویری اعلان کے یہی معنے سمجھے جا سکتے ہیں۔ کہ یہ لباس گدھوں کا ہے یا گدھوں کے پہننے کے قابل ہے۔ لیکن بہر صورت اس میں جلوس نکالنے والوں نے انگریزوں کا تمسخر اڑایا ہے۔ اور ان کو گدھے سے تشبیہ دیکر ان کے خلاف حقارت کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ یہ حرکت اگر صرف ہندوؤں یا سکھوں سے سرزد ہوتی۔ تو اس قدر قابل گرفت نہ تھی۔ مگر وائے بر حال مسلمانان کہ پرائے شگون میں اپنی ناک کٹائی۔ جوش میں اندھے ہو کر انگریزوں کو گدھا بنانے کی کوشش کی۔ مگر یہ نہ سوچا کہ "حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین وارث تخت محمدی حافظ حرمین شریفین کیا لباس پہنتے ہیں۔ اور آپ کے وزراء ممبران پارلیمنٹ اور عساکر سلطانیہ کیا لباس زیب تن کرتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی نہ سوچا کہ مصطفےٰ کمال پاشا اور انگورا کے غازیوں نے کیا پہنا ہوا ہے؟ پس مسلمان سوچیں کہ اگر انگریزی لباس پہننے والے گدھے ہیں تو یہ چوٹ کہاں تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ سلطنت ٹرکی میں بادشاہ سے لیکر ادنیٰ مزدور تک سب کوٹ۔ پتلون۔ نکٹائی اور بوٹ استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ کھانا پینا سب میز کرسیوں پر چھری کانٹے سے تناول کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ یہ حرکت خلافت قسطنطنیہ کے

خطبہ جمعہ

مومن کا سفر

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دو آدمی جب آپس میں ملتے ہیں تو انہیں بہت کچھ آپس میں سننا سنانا ہوتا ہے۔ اسی قانون کے ماتحت مجھے آپ لوگوں سے بہت کچھ سننا اور سنانا ہے۔ مگر چونکہ کل ہی میں یہاں پہنچا ہوں اور پانچ دن کے متواتر سفر کے بعد کوفت کی وجہ سے اس لئے میں زیادہ نہیں بول سکتا۔ مگر مختصراً ایک بات بیان کرتا ہوں۔ جو سفر سے تعلق رکھتی ہے۔

انسان جن حالات سے گذرتا ہے انکے مطابق مضامین بھی دماغ میں آتے ہیں۔ میں سفر سے آیا ہوں۔ اور سفر ہی کے متعلق حالات سناتا ہوں۔ لیکن وہ سفر دنیاوی نہیں اور نہ یہاں کا سفر ہے۔ اس سفر کا ذکر سورۃ فاتحہ میں ہے۔ گو بہت ہیں جنہوں نے غور نہیں کیا حالانکہ وہ روزانہ پانچوں وقت متعدد بار پڑھتے ہیں۔ کم از کم ۳۲ دفعہ اور زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس ساٹھ دفعہ۔ مگر کم ہیں جو اس سفر کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ جس کی طرف اس میں توجہ دلائی گئی ہے۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سب کام کو چھوڑ کر تاجر تجارت کو صناع صنعت کو مزدور مزدوری کو طالب علم سبق اور استاد پڑھانے کو چھوڑتا ہے اور وضو کرتا ہے۔ گویا سب کاموں سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اور ایک خاص جگہ جاتا ہے۔ اور اپنے کانوں کی طرف اپنے ہاتھ لیجاتا ہے اور اپنی توجہ کو ایک خاص طرف لگاتا ہے۔ یعنی اپنے خدا سے اپنا معاملہ درست کرتا ہے۔ اور اظہار کرتا ہے کہ میں اس سفر پر جا رہا ہوں۔ اور یہ میرا مقام نہیں۔ بلکہ میں مسافر ہوں۔ کیا ایک سورۃ فاتحہ کے پڑھنے والا یہی نہیں کہتا کہ اھدنا الصراط المستقیم میں مسافر ہوں۔ اور اپنے گھر کی طرف جا رہا ہوں۔ مجھے سیدھا رستہ بتایا جائے یہ گھر نہیں۔ بلکہ اور جگہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں غلطی سے ایسے رستہ پر چل پڑوں کہ گھر کی بجائے ڈکیتوں کے ہاتھوں میں پڑ جاؤں۔ پھر کہتا ہے صراط الذین انعمت علیھم ایک شخص آرام سے سفر طے کرتا ہے۔ مگر جس غرض کے لئے سفر کرتا ہے اس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ دوران سفر کے آرام کو کوئی نہیں پوچھتا بلکہ سفر کے نتیجہ کو پوچھینگے۔

سفر مختلف اغراض کے ماتحت کئے جاتے ہیں کوئی صحت کے لئے کوئی تجارت کے لئے کوئی ملازمت یا تعلیم کے لئے کوئی تبلیغ کیلئے وغیرہ وغیرہ اگر ان اغراض میں سے کسی غرض کے لئے بھی سفر کیا گیا ہو اور وہ پوری نہوئی ہو۔ تو گھر میں سخت مصیبت ہو جاتا ہے۔ خالی ہاتھ مسافر خود کہتا ہے کہ جب گھر جاؤنگا تو گھر والوں کو کیا منہ دکھاؤنگا۔ یہ نکتہ مجھے پٹھان کوٹ کے سٹیشن پر معلوم ہوا۔ وہاں ایک ہندو سٹیشن ماسٹر تھے۔ میں وہاں حضرت خلیفہ اولؓ کے وقت میں صحت کی ہی غرض سے گیا تھا۔ اس سٹیشن ماسٹر کو شکار کا شوق تھا۔ بندوق لیکر وہ بھی ہمارے ساتھ چل پڑا۔ اسنے ایک فاختہ ماری۔ میں نے کہا کہ یونہی ضائع جائیگی۔ اسنے کہا کہ نہیں۔ اس میں کچھ حکمت ہے۔ کئی دفعہ انسان شکار کے لئے نکلتا ہے اور کوئی چھوٹا یا بڑا شکار نہیں ملتا۔ چونکہ بچے گھر میں منتظر ہوتے ہیں۔ کہ ہم شکار لائینگے اس لئے جب واپس جاتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں کہ کیا لائے تو کچھ بھی پاس نہونے کی صورت میں ان کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اس لئے میرا قاعدہ ہے کہ پہلے کچھ نہ کچھ ضرور شکار کر لیتا ہوں تاکہ جب گھر جاؤں اور بچے پوچھیں تو ان کو کہدوں کہ تو یہ شکار ہے۔ چونکہ اس کو محض اپنے بچوں ہی کی خوشی مدنظر تھی۔ اس لئے یہ کہا مگر اس سے مجھے ایک نکتہ معلوم ہو گیا کہ ہم جو دنیا میں ایک حالت سفر میں ہیں۔ اگر ہم اپنے گھر میں خالی ہاتھ جائیں تو ان لوگوں کو جو ہمارے منتظر ہیں ان کو کیسی مایوسی ہوگی۔ قرآن کریم میں آتا ہے الحقنا بھم ذریتھم جو لوگ نیک کام کرینگے اس کی جزا ان کی اولاد کو بھی ملیگی۔

جس طرح سفر سے واپس آنے پر بچے پوچھتے ہیں کیا لائے ہو۔ ایسا ہی سوال ہوگا کہ ہم نے تو جو کچھ کرنا تھا کر چکے تھے۔ اب ہمیں امید تھی کہ ہمارا بیٹا بھائی بہن خاوند ہمارے لئے کچھ لائینگے۔ جس سے ہمارے روحانی مدارج میں ترقی ہوگی۔ اسلئے صرف مومن یہی نہیں کہتا کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ کہ راستہ صاف اور سیدھا ملے اور اس سے ختم ہو۔ کیونکہ گھر میں جانے پر یہی نہیں پوچھا جاتا کہ آپ کا سفر کیسا ختم ہوا بلکہ سوال ہوتا ہے کیا لائے۔ اس لئے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے صراط الذین انعمت علیھم ان لوگوں کی راہ پر چلا جو کچھ کما کر لائے۔ اور خالی ہاتھ اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچے۔ پھر بہت لوگ کماتے ہی ہیں مگر یا تو راستہ گم کر دیتے ہیں۔ یا نعمت کو کھو دیتے ہیں۔ اس لئے سکھایا کہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہ نہ تو ہم راستہ میں ہی بھٹک جائیں نہ ان انعامات کو ضائع کریں۔

لیکن بہت لوگ ہیں جو طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ اور بار بار اقرار کرنے کے باوجود کہ ہم مسافر ہیں۔ اپنے آپ کو مسافر نہیں سمجھتے حالانکہ یہاں کا آرام کوئی چیز نہیں۔ اصل آرام اور راحت وہ ہے جو انجام کار ملتا ہے۔ جو شخص ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ اس دنیا کو مسافر خانہ کی بجائے اپنا گھر ہی سمجھتا ہے۔ اور اصل گھر کی فکر نہیں کرتا نہ یہ سوچتا ہے کہ وہاں کیا لیجائیگا۔ وہ خسران اور حرمان کے سوا کچھ نہیں پائیگا۔ راستہ کا آرام اچھی چیز ہے مگر یہی اصل چیز نہیں۔ مومن کو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ کو مدنظر رکھے۔ وہ سیدھا راستہ ہی مانگے اور انعام یافتوں والا ہی۔ ایسا نہو کہ وہ مغضوب علیھم اور ضال میں شامل ہو جائے۔ وہ نہ گم کردہ راہ ہو نہ انعام کو ضائع کرے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے۔ کہ آپ کے والد صاحب کا قاعدہ تھا کہ ایک موسم میں خاص مقدار میں غرباء میں غلہ اور نقدی تقسیم کرتے ایک شخص بٹالے کا بھی آیا کرتا تھا اسکو آپ نے ایک دفعہ چنے اور کچھ پیسے دیئے۔ وہ چنوں کا بڑا حصہ راستہ ہی میں ختم کر گیا۔ حالانکہ جو کچھ اس کو ملا تھا۔ وہ گھر کے لئے تھا۔

یہ مت خیال کرو کہ صلہ جس طرح یہاں غربی سکیمیں

گذارہ ہوجاتا ہے وہاں بھی ایسا ہی کرینگے تنگی ترشی میں گذارہ کر لینگے۔ خدا تعالیٰ کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں وہاں یا تو انعام یافتہ ہو رہتا ہے یا شیطان کے ساتھ جہنم میں داخل ہوتا ہے۔ لوگوں نے اعراف بنا رکھا تھا لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے وہ بھی نہ رہنے دیا بلکہ بتا دیا کہ وہ درمیانی درجے کے لوگوں کیلئے نہیں بلکہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کے لوگوں کا مقام ہے اور جنت ہی کا اعلیٰ حصہ ہے۔ پس وہاں روکھی سوکھی والوں کا گذارہ نہیں۔ ایک انسان وہاں یا تو خدا کا مہمان ہوگا۔ یا اسکو جیل میں رہنا ہوگا۔ حیرت کا مقام ہے کہ ایک شخص پچاس دفعہ کہتا ہے کہ میں مسافر ہوں۔ ایک دفعہ بھی اسپر غور نہیں کرتا۔ کیا اسکی یہی مثال نہیں کہ وہ اپنے آپ جھوٹ موٹ کہتا ہے کہ میں نوکر ہوں اور وہ کوئی نوکر نہیں کیا اسکا انجام اچھا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسپر غور کرنے اور عمل کرنے کی توفیق دے ہم اپنے آپ کو مسافر سمجھیں اور آخرت کے لئے کچھ کما کر لیجائیں تا خدا کے غضب سے بچیں۔

بہائی مذہب امریکہ میں

(۱)

ابتداء اس ملک میں بہائی مذہب کے خیالات ابتداءً ایک تاجر نے پھیلائے۔ جو اصلاً ایرانی تھا اور شہر شکاگو میں اسکی تجارتی دکان تھی۔ اس نے چند لیکچر دیئے۔ اور کتابیں شائع کیں اور بعض لوگوں کو اس کے خیالات پسندیدہ معلوم ہوئے انہوں نے دوسرے شہروں میں اسکے لیکچر کرائے۔ اور اسطرح رفتہ رفتہ ترقی ہوتی گئی۔ پھر سفیر ایرانی جو اس ملک میں آیا۔ اور اب تک ہے۔ اس کے ذریعہ سے بہائی جماعت کو بہت سی تقویت ملی اور کئی ایک ذی اثر متمول لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے۔ بہائی جماعت کے موجودہ لیڈر عبدالبہاء خود بھی اس ملک میں آئے۔ اور متفرق شہروں میں گئے وعظ ہوئے۔ لوگوں نے انکو وسیع الاخلاق ملنسار۔ اور سب کا خیرخواہ اور مطابق چال زمانہ سمجھ کر اُن کی بہت تعریف کی اور ان کی جماعت میں شامل ہوگئے۔

ترقی جماعت کے اسباب

میرے خیال میں اس جماعت کے ممبروں کی تعداد اسواسطے بڑھ رہی ہے کہ اسمیں داخل ہونیکے واسطے کوئی پابندی اور قیود عملی نہیں لگائی جاتیں اور باہمی برادرانہ ہمدردی کا بہت اظہار کیا جاتا ہے اسواسطے جو لوگ کہ پادریوں کی تنگ خیالی سے تنگ آچکے ہیں۔ اور مسیحی مذہب سے اندرونی طور پر الگ ہوکر آزادانہ خیال کے لوگ ہیں۔ وہ ایک ہمدردانہ سوسائٹی سمجھکر اسمیں داخل ہوجاتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ تعلقات کی زنجیریں انکو اسمیں راسخ اور مقید کردیتی ہیں۔ ایک عیسائی کو کہا جاتا ہے کہ بہائی ہونے کیواسطے عیسائیت چھوڑنا لازمی نہیں۔ تب بیشک گرجے جایا کریں۔ نام تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔ بہائیوں کی فہرست کہیں شائع نہیں کیجاتی۔ صرف ایک ہفتہ وار جلسہ ہے جو اتوار یا کسی اور دن کیا جاسکتا ہے۔ دنیا کے سیاسی اور تمدنی خیالات میں جو خیال عام مقبول ہو اسی کو بہائی جماعت کی رائے کر کے شائع کیا جاتا ہے چنانچہ انکے ایک سرکلر میں شائع ہوا ہے۔

کہ بہائی کے اصول یہ ہیں۔

کہ مرد و عورت کے حقوق مساوی ہیں۔

تعدد ازدواج ناجائز ہے۔ ایک عورت چاہیئے

جنگ بالکل نہیں ہونی چاہیئے۔ فیصلہ کے لئے بین الاقوام کی کورٹ ہونی چاہیئے۔

ایک مرکزی زبان ہونی چاہیئے۔ جو سردست اسپرانٹو ہے

انبیاء خدا کے مظہر ہوتے ہیں۔ عیسیٰ بھی مظہر تھا۔

سب سے بڑا مظہر بہاء اللہ ہے۔

یہ ایسی باتیں ہیں۔ جو بظاہر لوگوں کو اچھی لگتی ہیں اور چونکہ داخلہ کے واسطے کوئی پابندی ضروری نہیں اسواسطے لوگ آسانی سے داخل ہوجاتے ہیں۔

تعداد امریکہ میں چار بہائی رسالے ہیں سب ماہوار ہیں قریب ایک سو بہائی مرکی کتابیں اور رسالے شائع ہوچکے ہیں قریباً پچاس [illegible] میں جن میں ہفتہ وار جلسہ ہوتے ہیں کل تعداد کئی ہزار بتائی جاتی ہے مگر ٹھیک کوئی پتہ نہیں۔ والسلام محمد صادق

از امریکہ

ایک احمدی بزرگ صحابی مسیح موعودؑ کا انتقال

مولوی رئیس الدین صاحب ساکن ناگر گاؤں ضلع میمن سنگھ رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام احمدی جماعتوں سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ مرحوم احمدی سلسلہ کے اولین احمدیوں میں سے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ اپنے احمدی ہونے کا واقعہ جو مرحوم نے مجھے سنایا تھا۔ مختصر یوں ہے کہ آپ برہما کے ایک گاؤں میں پوسٹ ماسٹر تھے اور اس گاؤں کی مسجد کے متولی بھی۔

اتفاقاً دو پنجابی سپاہی احمدی اس مسجد میں نماز کیلئے پہنچ گئے۔ بعد نماز ان احمدی سپاہیوں نے امام مسجد اور متولی یعنی مرحوم مولوی رئیس الدین صاحب کو تبلیغ شروع کی۔ متولی صاحب کو غصہ آیا اور احمدی سپاہیوں کو دھکے دیکر مسجد سے نکال دیا۔ دوسرے روز دونوں احمدی سپاہی متولی صاحب کے پاس پہنچے اور بڑے ادب سے عرض کیا کہ جناب نے کل ہم کو بغیر بات سنے مسجد سے نکال دیا۔ خیر یہ چند رسالے تو ملاحظہ فرمائیں۔ متولی صاحب اور امام مسجد جو ایک بنگالی مولوی تھے۔ دونوں جب وہ رسالے دیکھے تو دلائل سے بہت متاثر ہوئے متولی صاحب مولوی صاحب سے دلائل اور جوابات کے متعلق پوچھتے جاتے تھے اور مولوی صاحب ان کی صحت کا اقرار کرتے جاتے تھے۔ اس پر شوق بڑھا اور کتابیں منگائیں اور مولوی صاحب کی مدد سے ملاحظہ کرتے رہے۔ آخر مولوی صاحب تو کہیں بھاگ گئے مگر متولی صاحب یعنی مرحوم مولوی رئیس الدین لبیک کہتے ہوئے دربار مسیح موعودؑ میں قادیان حاضر ہوگئے اور چند روز قیام کر کے حضور مسیح موعود کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کر کے واپس وطن پہنچے اور ایک زمانہ تک خاموش رہے۔ کہ اچانک مولانا سید عبدالواحد صاحب نے برہمن بڑیہ میں کھڑے ہو کر بشارت مسیح موعودؑ کی صدا بلند کی۔ ملک میں ایک شور برپا ہوگیا۔ مرحوم مولوی رئیس الدین نے بھی تبلیغ شروع کی اور خدا کے فضل سے اپنے گاؤں اور اسکے نواح میں ایک اچھی جماعت قائم کرلی۔

ان واقعات میں خدا کی قدرت کا ایک عجیب نظارہ ہے کہ کسطرح دور دراز ملک کے ایک گاؤں میں خداتعالے نے ایک

جوازِ سُود کے لئے سعی ناکام

(۱)

اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی اور کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے کہ ان کے ذلت و نکبت سے نکلنے کے جو طریق بتائے اور پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ اسلام کے قطعاً خلاف ہونے کی وجہ سے دراصل اور زیادہ قعر مذلت میں گرانے اور تباہ و برباد کرنے والے ہیں۔ اسی قسم کی ایک کوشش حال میں ایک صاحب سید طفیل احمد متوطن منگلور ضلع سہارنپور نے ایک کتاب "مسئلہ سود اور مسلمانوں کا مستقبل" کے نام سے شائع کر کی ہے۔ مصنف نے علاوہ قرآن کریم و احادیث و فقہاء کے اقوال کے موجودہ زمانہ کے بعض ایسے لوگوں کے اقوال سے بھی جو ان کے زعم میں علماء ہیں۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام میں سُود جائز ہے۔ مگر کتاب کو تھوڑی سی سرسری نظر سے دیکھنے والا بھی معلوم کر سکتا ہے کہ کس طرح انہوں نے قرآن کریم کی آیات کے معنے بدل کر اور احادیث کو ان کے مطلوں سے پھیر کر مسئلہ سُود کو جائز ٹھہرانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

چونکہ یہ ایک نہایت خطرناک جرأت اور مسلمانوں کے لئے جو پہلے ہی بربادی کے کنارے پہنچ چکے ہیں۔ تباہ کن تحریک ہے۔ اسلئے تفصیل کے ساتھ اس کا رد کیا جاتا ہے۔ اگرچہ مضمون کسی قدر طویل ہو گیا ہے۔ جو کئی نمبروں میں ختم ہو گا۔ لیکن اس کی اہمیت متقاضی ہے کہ ناظرین غور سے پڑھیں ؀

کیا ابتداء اسلام سے مسئلہ سُود غیر منفصل رہا

مصنف اپنی کتاب کو حضرت عمرؓ کے قول خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا وما سألناه عن الربا سے شروع کرتے ہوئے اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں ابتداء اسلام سے مسئلہ سود غیر منفصل رہا۔ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی اسکو نہ سمجھ سکے۔ اور باقی صحابہ پر بھی یہ مسئلہ مشتبہ رہا۔ جس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیات ربوا کے نزول کے نزدیک بعد فوت ہو گئے"۔ ..... مگر اس بات میں انکو سخت دھوکا لگا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ سا شخص بھی اس مسئلہ میں متردد رہا۔ اور باقی صحابہ پر بھی یہ مسئلہ واضح نہ ہوا۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:-

اوّل یہ ناممکن ہے کہ سُود سے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بڑی سختی سے روکے۔ اور یہاں تک اس کے متعلق فرمائے فاذنوا بحرب من اللہ۔ اگر تم اس سے نہ رکے۔ تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مگر پھر بھی صحابہ پر یہ مسئلہ مشتبہ ہی رہا ہو۔ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر انسان بھی اس مسئلہ میں شک کرتے رہے ہوں۔

دوم۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کے نزول کے بعد حجۃ الوداع کیا۔ اور وہاں ایک خطبہ پڑھا جس میں فرمایا:- الا کل ربا من ربا الجاھلیۃ موضوع لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون الا وان کل دم من دم الجاھلیۃ موضوع واول دم اضع منہا دم الحارث بن عبد المطلب۔ قال اللھم ھل بلغت قالوا نعم ثلاث مرات قال اللھم اشھد ثلاث مرات۔ کہ خبردار ہر ایک ربا جاہلیت کے رباؤں میں سے موقوف ہے۔ تمہارے لئے صرف تمہارے اصلی مال ہیں۔ نہ تم ظلم کرو۔ اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے۔ خبردار ہر خون جاہلیت کے خونوں میں سے موقوف ہے۔ اور پہلا خون جس کو میں موقوف کرتا ہوں وہ حارث بن عبد المطلب کا خون ہے پھر آپ نے فرمایا کیا یہ پیغام پہنچا دیا ہے۔ تمام حاضرین نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ اسی طرح آپ نے تین دفعہ فرمایا اور تین ہی دفعہ صحابہ نے اقرار کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے خدا تو اس امر پر شاہد رہ کہ میں نے یہ پیغام پہنچا دیا۔ یہ بھی تین دفعہ کہا۔ اب دیکھو کتنے بڑے مجمع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف اور کھلے لفظوں میں اعلان فرماتے ہیں اور نہ صرف اعلان فرماتے ہیں۔ بلکہ حاضرین سے اس کا تین دفعہ اقرار بھی کراتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے سید طفیل احمد صاحب کہتے ہیں۔ صحابہ میں یہ مسئلہ مشتبہ ہی رہا۔ میں کہتا ہوں۔ اگر صحابہ میں یہ مسئلہ مشتبہ تھا۔ تو کیوں انہوں نے تین دفعہ اقرار کرنے کی بجائے یہ نہ کہہ دیا۔ کہ یا رسول یہ مسئلہ ابھی مشتبہ ہے طرفہ یہ کہ مصنف صاحب یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ نبی کریمؐ کو وقت ہی نہ ملا کہ آپ مسئلہ سُود کو صحابہ میں واضح کر جاتے۔ حالانکہ اس کے حل کرنے میں برسوں کی ضرورت نہ تھی۔ یہ تو فوراً سمجھایا جا سکتا تھا۔ سو ہزار ہا کے مجمع کو مخاطب کر کے رسول کریمؐ کا فرمانا اور صحابہ کا تین دفعہ اقرار کرنا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ صحابہ اس مسئلہ کو خوب سمجھ گئے تھے ؀

سوم یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ کے متعلق اس قدر سختی کی ہے۔ کہ حدیث میں آتا ہے لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکل الربوا وموکلہ وشاھدہ وکاتبہ۔ لعنت کی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سُود کے کھانے والے اور کھلانیوالے اور اس کے گواہ اور اس کے لکھ کر دینے والے پر۔ کیا اتنا زور ایک ایسی بات پر دیا گیا۔ جس کے جائز و ناجائز ہونے کا تصفیہ ہی نہیں ہوا تھا ؀

چہارم یہ کہ ابتداء اسلام سے صحابہ کا طرزِ عمل ترک سُود رہا ہے۔ اگر اشتباہ ہوتا۔ تو کبھی سُود لینے کی صورت اختیار کرتے اور کبھی دوسری۔ مگر صحابہ کا اور تمام صحابہ کا علی الدوام ترک سُود پر عمل اس بات کی دلیل ہے۔ کہ صحابہ کو اس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ تھا ؀

پنجم یہ کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ عن ابن جندب رضؓ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم رایت اللیلۃ رجلین اتیانی فاخرجانی الی ارض مقدسۃ فانطلقنا حتیٰ اتینا علیٰ نھر من دم فیہ رجل قائم وعلیٰ وسط النھر رجل بین یدیہ حجارۃ فاقبل الرجل الذی فی النھر فاذا اراد ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فیرجع کما کان فقلت

ہندوستان کی خبریں

ملتان کے ہندوؤں کو مالی امداد کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ملتان کے فسادات میں جن ہندوؤں کو مالی نقصانات اٹھانا پڑے ہیں ان کو دس ہزار روپے امداد کئے جائیں۔

عیسائیوں پر حملہ کلکتہ ۱۰ اکتوبر۔ ہاوڑہ کے مقام پر پانسو مسلمانوں نے عیسائیوں پر حملہ کیا۔ ایک عیسائی مارا گیا پانچ زخمی ہوئے۔

ایک شیعہ مولوی کی تقریر ضبط آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے صدر مرزا محمد رحیم کی صدارتی تقریر پر مشتمل پمفلٹ ضبط کئے گئے۔

دو ایرانی سیشن سپرد کئے گئے مسٹر جی پی اور ایس ڈی ڈیفنس جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے مقدمہ قتل میں ملزم تھے۔ ہائی کورٹ میں سیشن سپرد کئے گئے۔

اخبار زمیندار کے پرچے ضبط حکومت پنجاب نے زیر قانون مطابع ۵ اگست ۲۱ء کے روزنامہ زمیندار کے تمام پرچے ضبط کر لئے جانے کا حکم دیا ہے جس میں علماء کا متفقہ فتوے شائع کیا گیا ہے۔

ایک سو سولہ اشخاص گرفتار دہلی پولیس نے ایک سو سولہ اشخاص کو قتل و غارتگری کے جرائم میں گرفتار کیا ہے ان کے خلاف ۲۶ مقدمات دائر کئے گئے ہیں۔

بمبئی میں لیڈروں کی خاص کانفرنس کلکتہ ۳ اکتوبر۔ مسٹر گاندھی نے ہر صوبہ سے کانگریس کے چند مخصوص اور سرکردہ کارکنوں کو بمبئی میں ایک خاص اور خفیہ کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے بلایا تھا۔ یہ کانفرنس ۱ اکتوبر کو ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس میں گذشتہ گرفتاریوں اور کراچی کے مقدمہ سے جو حالت پیدا ہوگئی ہے اس سے عدم تعاون کا پروگرام مکمل کرنے کی ضرورت پر غور کیا گیا۔

ہندوستان میں جاپانی سوداگروں کا وفد مدراس ۱۰ اکتوبر۔ برٹش انڈیا کی طرف سے ۶ جاپانی سوداگر ہندوستان آئے ہوئے ہیں۔ جنکا مقصد ہندوستان میں جاپان کی صنعت کو فروغ دینے پر غور کیا جائے۔ اب یہ مدراس میں مقیم ہیں۔

آسٹریلیا کی گندم آگئی آسٹریلیا سے گندم ہندوستان پہنچ گئی ہے اس کے نمونے ڈائرکٹر زراعت کے دفتر متعلق پنجاب سول سکرٹریٹ کے دفتر متعلق بھیجے گئے ہیں۔

جمعیتہ العلماء ہند کا تیسرا سالانہ جلسہ زیر صدارت مولوی ابوالکلام صاحب آزاد ۲۸ تا ۳۰ اکتوبر لاہور میں منعقد ہوگا۔

ایک گوردوارے پر سکھوں کا جبراً قبضہ پنجاب گورنمنٹ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ سکھوں کی ایک پارٹی نے ضلع گورداسپور میں ایک گوردوارے پر جبراً قبضہ کر لیا ہے۔ اس واقعہ کے متعلق تحقیق ہو رہی ہے۔ گورنمنٹ کو جو گوردواروں کے قیدیوں کو مشروط رہا کرنے کی توقع تھی اس میں اسے مایوسی ہوئی ہے اسلئے گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ اسوقت تک کہ گورداسپور میں گوردوارہ پر جبراً قبضہ کے واقعات صاف طور پر ظاہر نہیں ہوتے ان قیدیوں کے متعلق غور کرنا ملتوی کیا جائے۔

کانگریس کمیٹی کے عہدہ داروں کا استعفیٰ مسٹر گاندھی کے اس اظہار کے بموجب کہ پریکٹس کرنے والے وکلا کانگریس کمیٹی کے عہدے دار نہیں رہ سکتے۔ بابو اگھور چندر دت پریسیڈنٹ اور تمام ممبران شہر کانگریس کمیٹی مستعفی ہو گئے ہیں۔ دیگر اضلاع میں بھی اسی قسم کے استعفے گذریں گے۔

لاہور میں زبان بندی مسٹر اندر سنگھ اور ملک لعل خاں کیلئے بتاریخ ۶ اکتوبر بزیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری زبان بندی کے احکام جاری ہو گئے ہیں جسکی بنا پر یہ لوگ دو مہینے تک ضلع لاہور میں تقریر نہیں کر سکیں گے۔

پچاس حامیان عدم تعاون لیڈروں کا اعلان بمبئی ۵ اکتوبر۔ بر تحریک عدم تعاون کے پچاس لیڈروں کے دستخطوں سے ایک اعلان شائع ہوا جس میں مسٹر گاندھی۔ لالہ لاجپت رائے۔ مولوی عبدالباری۔ مولوی ابوالکلام آزاد۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ مسٹر سٹوکس (انگریز)۔ سیٹھ چھوٹانی۔ سیٹھ یعقوب حسن۔ مسز سروجنی نائیڈو وغیرہ کے بھی دستخط ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ علی برادران کی گرفتاری کے متعلق گورنمنٹ بمبئی نے جو اعلان شائع کیا ہے اس میں جو وجوہات بیان کی ہیں ان پر غور کر کے ہم اپنی آزادی اور شخصی حیثیت سے اعلان کرتے ہیں کہ یہ ہمارا قدرتی حق ہے کہ ہم بلا روک ٹوک اپنی یہ رائے ظاہر کریں کہ کسی شخص کا گورنمنٹ کی کسی سول یا فوجی ملازمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا۔ یا کسی سول یا فوجی محکمے میں ملازم رہنا مناسب ہے یا نہیں اور ہماری رائے میں ہر ایک ہندوستانی کی قومی شان کے برخلاف ہے کہ وہ ایک سویلین یا بالخصوص ایک فوجی سپاہی کے طور پر گورنمنٹ کی خدمت سرانجام دے اس سے آگے اپنی رائے کے وجوہات پیش کر کے آخر میں یہ لکھا ہے۔ کہ ہماری رائے میں ہر ایک ہندوستانی سپاہی اور سویلین کا یہ فرض ہے کہ وہ گورنمنٹ سے قطع تعلق کر کے اپنی بسر اوقات کیلئے کوئی اور ذرائع تلاش کرے۔

لارڈ سنہا شملہ میں شملہ ۵ اکتوبر۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ سنہا اور لیڈی سنہا آج شملہ پہنچ گئے ہیں۔

امریکہ کی گندم کراچی میں پنجاب گورنمنٹ کو معلوم ہوا ہے کہ ۳۰ ستمبر کو امریکہ کی گندم کے متعلق معاہدے ہوئے تھے۔ جو کراچی میں دی جانی تھی۔ ایک جہاز سان فرانسسکو سے کراچی پہنچے گا۔ اور ۸ روپیہ ۱۳ آنے بھاؤ فروخت ہوگی۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ امریکہ کی گندم ۸ روپیہ ۹ آنے لاہور میں بکے گی۔

لنکا پرنس آف ویلز کی آمد پر دو لاکھ خرچ کریگا کولمبو ۳ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ لنکا پرنس آف ویلز کی سیاحت پر ۲ لاکھ روپیہ خرچ کرے گا۔ ایک لاکھ روپیہ تو ملکہ ہوس کے بازو پر ہی خرچ آجائیگا۔

موپلوں نے ایک ہندو کی کھال اتروا دی کالی کٹ ۳ اکتوبر۔ شرقی ارناد میں موپلوں کی کارروائیاں حد انتہا کو پہنچ گئی ہیں۔ ایک ہندو کی اس جرم میں کھال اتروا دی گئی کہ اس نے سرکاری فوجوں کو مدد مہیا کیا تھا۔ ہندوؤں کے خاندان کے خاندان تہ تیغ کئے جا رہے ہیں یا انہیں زبردستی مسلمان کیا جاتا ہے۔ پناہ گزین ملاپورم تیری وغیرہ مقامات کو ہزاروں کی تعداد میں بھاگے جا رہے ہیں۔

THE ALFAZL QADIAN.

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر

ایڈیٹر ۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۲۹ | مورخہ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۰۔ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

فہرست

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

اس ہفتہ کئی ایک اصحاب تشریف لائے۔ چنانچہ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب معہ چند اور دوستوں کے فیروزپور سے۔ بابو جلال الدین صاحب گوجرانوالہ سے۔ ملک [illegible] بخش [illegible] سے اور بعض کالجیٹ صاحبان۔

آریہ اپدیشک تو ایک ہی مباحثہ کر کے خاموش ہو گیا اور آریہ کسی اور کو بلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو تا حال نہیں پہنچا۔ لیکن ہماری طرف سے روزانہ رات کے وقت آریہ دھرم کے متعلق لیکچر شروع ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۱۳۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء۔ بعد نماز ظہر)

کیفیت مزاج

جناب چوہدری فتح محمد صاحب کے دریافت کرنے پر کیفیت مزاج بتلاتے ہوئے فرمایا کہ عموماً مجھے خود بخار کا احساس نہیں ہوتا۔ البتہ مقیاس الحرارت کے ذریعہ یا جب کسی دوسرے شخص کا ہاتھ لگے تب معلوم ہوتا ہے کہ میرا جسم گرم ہے۔

فرمایا۔ لوگوں سے بھی سنا تھا۔ مگر اب خود کشمیر کے متعلق تجربہ ہوا۔ کہ وہاں جا کر تو صحت اچھی ہو جاتی ہے۔ مگر واپس آنے پر پھر خراب۔ چنانچہ ہمارے قافلے والوں میں سے اکثر کی طبیعت واپس آنے کے بعد خراب ہو گئی۔ حافظ صاحب کو زکام ہو گیا۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو زکام ہوا۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی طبیعت پھر خراب ہو گئی۔ ورنہ بہت اچھی ہو گئی تھی کشمیر جانے سے پہلے وہ بہت کمزور ہو گئے تھے۔

فرمایا۔ جس قدر پہاڑ دیکھے ہیں۔ انہیں ڈلہوزی بلحاظ نظارے اور صحت کے اچھی جگہ ہے۔ ڈاکٹری رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈلہوزی پر سینکڑوں میلوں سے ہوا صاف آتی ہے۔

کشمیر کے متعلق فرمایا کہ وہاں کثرت سے پسو ہیں۔ بعض دفعہ تمام رات جاگ کر ختم کی جاتی تھی۔ اور پسو ایسے سخت جان ہیں کہ آدمی آدھی ڈبیا پسو پوڈر چھڑکنے کے باوجود وہ اپنے کام میں لگے رہتے تھے۔ کشمیری لوگ جو اس کا علاج بتلاتے ہیں وہ اس سے بھی عجیب ہے۔ کہ جب بستر میں لیٹے اور پسو تمام بستر میں گھس گئے۔ جلدی سے اٹھے اور تمام کپڑوں کو لپیٹ کر باہر رکھ دیا۔ اور آ کر لیٹ گئے۔ اور اگر پھر کاٹے تو پھر اسی طرح کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۳ - اکتوبر ۱۹۲۱ء

تین باتیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک تقریر

ذیل میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ان کلمات طیبات کا مفہوم اپنے الفاظ میں دیا جاتا ہے۔ جو حضور نے مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۱ء کو بمقام احمدیہ ہوسٹل لاہور احمدی طلباء کو مخاطب کر کے بیان فرمائے۔ اس تقریر میں مخاطب گو طلباء ہی تھے۔ لیکن تمام احمدی احباب اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تقریر کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ ان باتوں کو لکھ کر اخبار میں شائع کرا دو تا دوسرے احباب بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ افسوس ہے کہ تقریر کو مکمل طور پر قلمبند کرنے والا کوئی شخص موجود نہ تھا۔ اسلئے مفہوم اپنے الفاظ میں لکھا گیا ہے

خاکسار بدرالدین احمد عفا اللہ عنہ طالب علم ایم بی بی ایس کلاس احمدیہ ہوسٹل لاہور ❊

حضور نے فرمایا ہمارے طلباء کو تین باتیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔ وہ باتیں اگر ان میں پیدا ہو جائیں تو موجودہ زمانہ کے زہریلے اثرات سے بچ سکتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی احباب کا بھی نہایت احتیاط کے ساتھ خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان تینوں باتوں کو عمل میں لاتے وقت اگر صحیح ضرورت اور موقعہ و محل کا لحاظ نہ رکھا جائے یا ان باتوں کو غلط طریق سے عمل میں لایا جائے تو تین صفات کے مقابلہ پر تین عیوب کے پیدا ہو جانے کا احتمال ہے ❊

سچ بولنا

پہلی بات یہ ہے کہ سچ بولنے کی عادت ڈالی جائے فرمایا۔ اس زمانہ میں سچ بولنے کی عادت بہت کم ہو گئی ہے۔ اور جھوٹ کا رواج بہت عام ہو گیا ہے غیر تعلیم یافتہ لوگ بھی جھوٹ بول لیتے ہیں اور تعلیم یافتہ لوگ بھی جھوٹ بولنے میں ان سے پیچھے نہیں ہیں۔ بلکہ موخر الذکر گروہ کے جھوٹ بولنے کا طریق مقدم الذکر سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ایسے رنگ میں جھوٹ بولتے ہیں کہ سرسری نگاہ سے معلوم بھی نہیں کر سکتے کہ یہ جھوٹ ہے ہمارے طلباء کو چاہیئے کہ اس بارے میں بہت احتیاط سے کام لیں اور جہاں کسی بات کے بیان کرنے کی ضرورت ہو تو خیال رکھیں کہ ہمارا بیان کلی طور پر سچا ہو اور جھوٹ کا شائبہ بھی اسمیں نہ پایا جائے ❊

سچ بولنے کے متعلق احتیاط

لیکن یہ یاد رہے کہ صداقت القول ہونے کی صفت کو حاصل کرنے کے متعلق ایک احتیاط ضروری ہے۔ اس احتیاط کو اگر مدنظر نہ رکھا جائے۔ تو اس صفت کے مقابلہ میں ایک عیب کے پیدا ہو جانے کا احتمال ہے۔ اور وہ عیب سوء اخلاق اور بے ادبی کا عیب ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ وقت ضرورت حق کے موقعہ پر سچی بات کا بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہر جگہ اور ہر وقت بغیر کسی ضرورت کے سچی بات کا اظہار کر دینا بعض اوقات سوء اخلاق کے عیب کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو اپنے کسی ایک بھائی کے بعض عیوب کا علم ہے۔ اگر وہ مجلس میں سب لوگوں کے روبرو اس کے عیوب کا اظہار شروع کر دے۔ تو ایسا شخص اگرچہ سچ ہی بول رہا ہو گا۔ لیکن اخلاق فاضلہ اس کے اس فعل کے متقاضی نہیں ہیں۔ اس شخص کا سچی بات بیان کرنا اس موقعہ پر خدا کی رضا کا نہیں۔ بلکہ خدا کی ناراضگی کا موجب ہو گا انسان خود اپنے متعلق بعض باتوں کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتا مثلاً اسے علم ہو کہ آج اسکی والدہ نے غسل کیا ہے تو کیا ایسی بات کو (اگرچہ سچی ہے) لوگوں کے سامنے بیان کرنا مناسب خیال نہیں کرتا؟ پس جب خود اپنے نفس کے متعلق وہ تمام باتوں کا اظہار نہیں کرتا (اگرچہ وہ باتیں سچی ہی ہوں) تو دوسروں کے متعلق کیوں ایسی باتیں پسند کرتا ہے۔ تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جھوٹ سے بکلی اجتناب ہو۔ لیکن سچ بولنے کے لئے ضرورت اور موقع کا لحاظ رکھا جاوے۔ تا ایسا نہ ہو کہ بد اخلاقی پیدا ہو جائے

طریق اظہار حسن ہو

پھر بعض موقعوں پر ضروری بھی ہوتا ہے کہ سچی بات کا اظہار کر دیا جائے لیکن بات کے بیان کرنے کا ایسا طریق اختیار کیا جاتا ہے کہ بے ادبی کا عیب پیدا ہو جاتا ہے۔ دیکھو ایک ہی مفہوم کو کئی طریق سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کسی کو کہنا ہو کہ کھانا کھا لو۔ تو کئی فقرے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کھانا تناول فرمایئے بھی کہہ سکتے ہیں اور کھانا نوش کیجئے" یا کھانا نگل لیجئے" بھی کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ مطلب ان سب فقروں کا ایک ہی ہے کہ کھانا کھا لو۔ لیکن اس مطلب کو ایک طریق سے ظاہر کیا جائے تو ادب اور اخلاق بھی قائم رہتے ہیں۔ مگر دوسرے طریق میں بے ادبی اور بداخلاقی پائی جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ "لاتقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا"۔ یعنی تم راعنا مت کہو اور انظرنا کہو۔ اب راعنا اور انظرنا کا مطلب ایک ہی ہے یعنی ہماری رعایت رکھئے یا ہماری طرف نظر کرو لیکن پھر بھی راعنا کہنے سے ممانعت کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ راعنا کا مادہ باب مفاعلہ سے ہے۔ اور اس باب میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ تم مقابل میں ایک بات کرو گے تب ہم تمہارے لئے ویسا ہی کریں گے اور راعنا میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ آپ ہماری رعایت رکھیں گے تب ہم بھی آپ کی رعایت ملحوظ رکھیں گے ورنہ نہیں مگر انظرنا کے معنی صرف یہی ہیں کہ آپ ہماری رعایت رکھئے یا ہماری طرف نظر رکھئے پس راعنا کے معنے اگرچہ عام محاورہ میں یہی ہیں کہ آپ ذرا ہماری رعایت رکھئے۔ لیکن اس لفظ کے مادہ میں جو مقابلہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ کیونکہ بڑے آدمی کو جس کا ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ یہ کہنا کہ ہم آپ کی رعایت اور ادب صرف اس صورت میں رکھیں گے۔ جب آپ بھی ہماری رعایت رکھیں گے۔ ایک سخت بے ادبی کا کلام ہے۔ اس لئے اس کی مخالفت فرمائی ہے۔ اور اسی مفہوم کو ایسے لفظ میں ادا کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔ جس میں بے ادبی کا بالکل احتمال نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ایک ہی بات کو بیان کرنے کے لئے ادب کا طریق بھی ہو سکتا ہے اور بے ادبی کا طریق بھی ہو سکتا ہے مومن کے لئے لازم ہے کہ ضرورت پر بات کو سچا سچ بیان کر دے لیکن اس بات کا خیال ضرور رکھو۔ کہ اس کے بیان کے طریق اور الفاظ میں بے ادبی اور بداخلاقی نہ ہو۔

علم دین کی طرف توجہ

دوسری بات یہ ہے کہ دین کی طرف توجہ ہو فرمایا:- یہ مرض کالجوں کے طلباء میں عموماً پایا جاتا ہے کہ وہ دین کی طرف توجہ نہیں کرتے اور دین کو اہم امور میں سے شمار نہیں کرتے۔ عمل پیرا ہونا تو درکنار احکام دین کے علم سے بھی غافل اور بے خبر رہتے ہیں ❊

فرمایا۔ اصل چیز تو علم سے واقفیت ہوتی ہے۔ عام طور پر طلباء یہ خیال کر لیتے ہیں کہ دین کا علم سیکھنے کے لئے کوئی خاص [illegible] کی ضرورت نہیں [illegible] جب چاہیں گے دین کا علم سیکھ لیں گے [illegible] جس طرح کوئی [illegible] میں علم کی ابتداء [illegible] ایسا ہی دین ہے کہ جس چند دن میں جب چاہیں گے تو دین کا علم [illegible] داخل ہو جائیگا۔ دین ان کے خیال میں ایک معمولی چیز ہے۔ [illegible] اور وقت درکار ہے [illegible] علوم [illegible] دین کے لئے کسی خاص وقت کی ضرورت نہیں۔ [illegible] طالب علموں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جب ہم کالج سے فارغ ہو جائیں گے۔ تو ایک مہینہ کے لئے قادیان جائیں گے۔ [illegible] استاد مقرر [illegible] جائیگا جو ہمیں اتنے عرصہ میں دین کے تمام مسائل سے واقف کر دیگا حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ ایک ماہ میں یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ میں دین سیکھا جا سکتا ہے۔ ان کے اس خیال کے پیدا ہونے کی وجہ یہی ہے کہ وہ دین کو تھوڑی سی چیز خیال کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دین کے علم کی وسعت ظاہری علوم کی وسعت سے بہت زیادہ ہے۔ اور دین کے علوم کی تفصیلات اور باریکیاں ظاہری علوم کی تفصیلات اور باریکیوں سے بہت زیادہ ہیں۔ جب ظاہری علوم کے حاصل کرنے میں بھی لمبا عرصہ اور بڑی محنت درکار ہے۔ تو دین کے علوم حاصل کرنے کے لئے بھی لمبا عرصہ اور بڑی محنت درکار ہے۔ [illegible] دین کے علوم حاصل کرنے کے لئے بھی بہت زیادہ عرصہ اور محنت کی ضرورت ہے۔

قبولیت کے لئے مادہ قبولیت کی ضرورت

فرمایا۔ دین کا علم حاصل کرنے کے لئے بہت سی دینی کتب کا پڑھنا ضروری ہے۔ مثلاً قرآن کریم۔ کتب احادیث۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور صوفیاء کی کتابیں وغیرہ وغیرہ۔ اول تو ان سب کتابوں کے پڑھنے کے لئے بھی ایک لمبا عرصہ اور محنت درکار ہے۔ پھر اگر کوئی ان سب کتابوں کو پڑھ لے۔ تب بھی یہ خیال غلط ہے کہ اس نے دین کا علم کامل طور پر سیکھ لیا ہے۔ کیونکہ ان کتابوں کو ایک دفعہ پڑھ لینے سے یہ نہیں ہوتا۔ کہ سب کو سمجھ بھی لیا ہے۔ بلکہ بسا اوقات انسان ایک بات کو بیسیوں دفعہ پڑھتا ہے۔ لیکن اس کا صحیح مفہوم یا اس بات کی خوبی کا علم اس کے ذہن میں نہیں بیٹھتا پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہی بات اس کے سامنے سے گذرتی ہے۔ اور فوراً اس بات کا صحیح مفہوم یا کوئی لطیف معنی اس کے قلب میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب تک انسان کے قلب میں ایک بات کی قبولیت کا مادہ نہ ہو۔ تب تک وہ بات چاہے بیسیوں دفعہ اس کی نظر سے گذرے۔ اس کے قلب میں وہ بات داخل نہیں ہوتی۔ پھر جس وقت کہ اس بات کے لئے قبولیت کا مادہ اس کے قلب میں موجود ہو۔ اگر اتفاقاً کبھی ایسے وقت میں وہ بات اس کے سامنے سے گذر جائے تو ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ بات اس کے قلب پر بجلی کی طرح اثر کرتی ہے۔ وہ بات کے لطیف اور صحیح معنی اس کی سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ [illegible] ہوتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ وہ بات اس نے نئی ہی پڑھی ہے۔ دیکھو مادیات میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ مثلاً آٹھ آدمی ایک جیسے حالات کے ماتحت رہتے ہیں۔ اور ایک ہی کنوئیں سے پانی پیتے ہیں۔ ان میں سے دو کو ہیضہ ہو جاتا ہے۔ اور چھ بالکل صحیح سلامت رہتے ہیں۔ اب اگرچہ ہیضہ کے کیڑوں والا پانی سب نے پیا ہے۔ لیکن سب میں ان کیڑوں کے اثر کی قبولیت کا مادہ موجود نہ تھا۔ ان میں سے دو میں چونکہ اس بیماری کے کیڑوں کے اثر کے لئے قبولیت کا مادہ موجود تھا۔ اور اتفاقاً اس مادہ کی موجودگی میں ہیضہ کے کیڑے بھی داخل ہو گئے۔ اس لئے ان دو کو تو ہیضہ ہو گیا۔ اور باقیوں کو نہ ہوا۔ فرانس کے ایک ڈاکٹر نے جرم تھیوری کو غلط ثابت کرنے کی غرض سے ایک شیشی کی شیشی ہیضہ کے کیڑوں کی کھالی۔ لیکن اُسے ہیضہ نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے اندر ہیضہ کے کیڑوں کے اثر کے لئے قبولیت کا مادہ موجود نہ تھا۔ اسی طرح ییلو فیور (Yellow Fever) کا باعث جس قسم کے مچھر ہوتے ہیں۔ اس قسم کے مچھر ایک ڈاکٹر کے سامنے بدن پر لڑائے گئے۔ لیکن اسے بخار نہ ہوا۔ پھر ایک ڈاکٹر کو ایک مچھر لڑایا گیا اور اسے بخار ہو گیا۔ ان سب باتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب تک کسی بات کیلئے قبولیت کا مادہ موجود نہ ہو۔ تب تک خواہ وہ بات چاہے بیسیوں دفعہ سامنے سے گذرے اس کا اثر انسان قبول نہیں کرتا۔ اور دین کے علوم میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو وفات مسیح کا عقیدہ سمجھانے کے لئے بیس سال تک تبلیغ کی جاتی ہے اور قرآن اور حدیث اور بائبل اور کتب تاریخ وغیرہ سے دلائل اس کے سامنے بار بار پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس کا قلب اس عقیدہ کو قبول نہیں کرتا۔ پھر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اکیسویں سال میں جا کر اسے اس مسئلہ کی سمجھ آ جاتی ہے۔ اب کوئی نئے دلائل تو نہیں تھے۔ جو اسے بیس سال تک نہ سنائے گئے ہوں۔ اور اکیسویں سال میں سنائے گئے۔ اور اسے وفات مسیح پر یقین ہو گیا بلکہ وہی دلائل تھے جو بار بار اسکے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ بات یہ تھی کہ بیس سال تک اس کے قلب میں وفات مسیح کی قبولیت کیلئے مادہ موجود نہ تھا۔ اسلئے دلائل کے پیش کرنے کے باوجود اس نے اس عقیدہ کو قبول نہ کیا۔ پھر جس وقت کہ اس کے قلب میں قبولیت کا مادہ موجود تھا۔ اور اتفاقاً ایسے وقت میں پھر اسکے سامنے یہ بات پیش کی گئی۔ تو اس کے قلب میں یہ عقیدہ داخل ہو گیا۔

پھر دیکھو قرآن کریم کی آیات کے معانی اور معارف سمجھنے میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ایک آیت کو کئی بار انسان پڑھ جاتا ہے۔ اور اسے سمجھ نہیں آتی۔ پھر ایک وقت میں بجلی کی طرح اس کے قلب میں وہ آیت اثر کرتی ہے۔ اور انسان خیال کرتا ہے کہ یہ آیت تو ابھی اُتری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر انسان کی نظر سے کئی بار یہ آیت گذری ہو گی کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ لیکن آپ کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر ہے۔ اور آپ عدم وفات پر قسمیں کھاتے تھے کہ آپ فوت نہیں ہوئے۔ لیکن جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔ تو اس وقت حضرت عمر پر بجلی کی طرح اس آیت کا اثر ہوا۔ اور آپ کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ اس آیت میں رسول کریم کی وفات کا ذکر تھا۔ اور آپ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ آیت اسی وقت آسمان سے نازل ہوئی ہے۔

پس دین کے علوم سیکھنے کے لئے دین کی کتابوں کا صرف ایک دفعہ پڑھ لینا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ چاہیئے کہ انسان انکو بار بار پڑھے تاکہ جس وقت اسکے قلب میں قبولیت کی کیفیت موجود ہو۔ اس وقت بھی اس کی نظر ان کتابوں سے گذرے۔ اور اس طرح سے دین کا علم حاصل ہو۔

روحانی علوم کی وسعت

پھر یہی نہیں۔ بلکہ روحانی علوم بے انتہا ہیں۔ میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک شخص کو سمجھا رہا ہوں کہ علوم روحانی کے دروازے کھلتے رہتے ہیں۔ ایک روحانی مقام ایسا ہوتا ہے کہ اس مقام پر پہنچ کر انسان پر احکام دین کے متعلق نئے علوم کھلتے ہیں جن سے عوام بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچنے والے انسان کے لئے بعض وہ چیزیں جو عوام کے لئے طیب بلکہ الطیب ہوتی ہیں۔ اس کے لئے صرف حلال ہوتی ہیں۔ اور بعض وہ باتیں جو عوام کے لئے حلال ہوتی ہیں۔ اس کیلئے حرام ہو جاتی ہیں بعض وقت اسپر سونا حرام ہوتا ہے اور جاگنا واجب ہوتا ہے اور بعض وقت اسپر جاگنا حرام ہوتا ہے اور سونا واجب ہوتا ہے۔ ایسے انسان کے لئے اپنی صحت قیام کیلئے بعض اوقات سیر کرنا اور آب و ہوا کی تبدیلی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کے لئے گناہ کا موجب بن جاتا ہے۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ دین کے ظاہری احکام کے جان لینے پر ہی دین کے علم کا انتہا نہیں ہے۔ بلکہ اور بھی بے انتہا روحانی علم کا سمندر باقی ہے۔ پس کس قدر غلطی ہے انکی جو یہ خیال کرتے ہیں کہ دین کے علم سیکھنے کے لئے کسی لمبے وقت اور محنت کی ضرورت نہیں ہے فرمایا کرتا ہے طلباء کو چاہیئے کہ دین کے علم کو سہل اور چھوٹی چیز خیال کر کے یہ نہ سمجھیں کہ کالج سے فارغ ہو کر چند ماہ اسے سیکھنے کے لئے کافی ہونگے بلکہ ابھی سے دین سیکھیں۔

احکام دین پر عمل کی ضرورت

پھر احکام دین پر عمل کی بھی ضرورت ہے۔ عمل کے بغیر تو کچھ بھی فائدہ نہیں فرمایا یہ نقص عام طور پر ہماری جماعت میں عمل کرنے والے لوگوں میں پایا جاتا کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسائل کو سمجھ لیا تو ہمارا فرض ادا ہو گیا اور یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کو مان لیا بس ہمارا مقصد حاصل ہو گیا حالانکہ یہ بات خاطر ہی وفات مسیح کے عقیدہ کو اختیار کرنا یا حضرت صاحب کی صداقت پر یقین کرنا یہ چیزیں تو اصل مقصد نہیں ہیں اصل مقصود تو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور وہ تب حاصل ہو گا جب ہم ان باتوں پر عمل کریں گے جو حضرت صاحب نے اپنی تعلیم میں بیان فرمائی ہیں۔ جو لوگ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے مان لینے کو ہی اصل مقصود سمجھکر خوشی منائیں کہ ہم کامیاب ہو گئے ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی پیاسے کو مدت کی تلاش کے بعد ایک چشمہ پانی کا چشمہ مل جائے۔ مگر وہ اس پانی کو پیئے تو نہیں لیکن خوشی منائے کہ میں نے اپنا اصل مقصد حاصل کر لیا۔ اصل مقصد تو پیاس بجھانا تھا جو نہیں بجھے گی جب تک پانی نہ پیئے یا اس کی مثال ایسے شخص کی مثال ہے جو بھوکا ہے اور اسے بڑی تلاش کے بعد کھانا مل گیا ہے مگر وہ اسے کھاتا تو نہیں لیکن خوشی مناتا ہے کہ میں نے مقصد کو پا لیا۔ یا جو شخص ننگا ہے اور اسے کپڑے مل جائیں اب وہ کپڑوں کے مل جانے پر ہی خوشی منائے اور انہیں پہنے نہیں۔ جب تک پیاسا پانی پئیگا نہیں یا بھوکا کھانا کھائیگا نہیں۔ اور ننگا کپڑا پہنیگا نہیں تب تک صرف پانی یا کھانا یا کپڑے مل جانے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح وہ آسمانی پانی جو حضرت مسیح موعود کی معرفت خدا نے اتارا ہے یعنی آپ کی تعلیم۔ جب تک پیا نہ جائے تب تک خدا کی محبت کی پیاس بجھ نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود کی مثال ایک ڈاکٹر کی مثال ہے۔ اگر کسی بیمار کو ایک لائق ڈاکٹر مل جائے تو جب تک وہ اس ڈاکٹر کی بتائی ہوئی دوائیں استعمال نہ کریگا تب تک ہرگز شفا نہ پائیگا۔ جب تک واقعی طور پر اور سچے طور پر اس راستہ پر انسان نہ چلے جو خدا تک پہنچنے کے لئے حضرت صاحب نے بتایا ہے تب تک حقیقی مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کو انسان پا نہیں سکتا۔ پس صرف مسائل کی حقانیت کو سمجھ لینے کو ہی اصل مقصود سمجھنا غلطی ہے۔ اور ضرورت اس بات کی ہے کہ احکام دین پر عمل بھی کیا جائے۔ سو دین کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ دین کا علم سیکھا جائے اور دین کے احکام پر عمل کیا جائے۔

ریاء سے بچو

اب جس طرح یہ بات یعنی تبلیغ پر زور دینے کے متعلق ایک احتیاط ضروری تھی جس کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے اس کے مقابل میں ایک عیب یعنی بداخلاقی کے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ اسی طرح دین کی طرف توجہ کرنے کے متعلق بھی ایک احتیاط ضروری ہے۔ ورنہ اس صفت کے مقابل پر ایک عیب پیدا ہو جائیگا۔ جو ریاء کا عیب ہے اس عیب کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں مادیت کے اثر کے ماتحت لوگ احکام دین کی حقیقت اور مغز کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور محض قشر اور احکام دین کو ظاہری طور پر ادا کر دینے کو ہی کافی سمجھتے ہیں اور اسی پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا حالانکہ حقیقت اور مغز سے محض ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہ نقص نئی تعلیم کے حاصل کرنے والوں میں بہت عام طور پر پایا جاتا ہے۔ مادیت کے اثر کے ماتحت وہ انسان کو کوئی احسن تقویم مخلوق خیال نہیں کرتے جس کیلئے روحانیت میں اعلیٰ ترقی کے میدان کھلے ہیں۔ بلکہ سمجھتے ہیں کہ بندر سے پیدا ہوا ہے اور دوسرے حیوانوں میں اور اس میں صرف یہی فرق ہے کہ اس کا دماغ ذرا زیادہ اعلیٰ قسم کا ہے۔ یا یہ خیال کرتے ہیں کہ روح تو کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ سمجھتے ہیں کہ جسم کی تمام حرکات دماغ اور اعصاب کے ذریعے سے ہیں۔ اور پھر ایسی کتابیں پڑھتے ہیں کہ جنہیں ([illegible]) علم النفس والوں نے یہ لکھا ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے بیرونی حالات سے مجبور ہو کر کرتا ہے اور اس کا اپنا ارادہ کچھ چیز نہیں۔ کیونکہ جس چیز کو یہ اپنا ارادہ سمجھتا ہے وہ بھی پہلے بعض اور حالات کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ گویا یہ سب کام ارادے سے نہیں بلکہ ایک مجبوری سے کرتا ہے۔ غرضیکہ ان باتوں کے پڑھنے سے عام طور پر مادیت کے خیالات دلوں میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور روحانیت کا اثر دلوں پر بہت کم ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چند احکام کو ظاہری طور پر ادا کرنے پر یہ لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ چونکہ خدا کا حکم تھا اسلئے حکم کو بجالانے کیلئے عمل کرتے ہیں کیونکہ حکم کو بجالانے کے بغیر چارہ نہیں اور نہیں خیال کرتے کہ ان احکام پر عمل کرنے کی غرض روحانیت کے ترقی کے مقام کو حاصل کرنا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً خدا کا حکم ہے کہ نماز پڑھو اس لئے ہم نے نماز پڑھ لی بس حکم پورا کر دیا اور یہ خیال نہیں کرتے کہ جب تک نماز کا فائدہ حاصل نہ ہو تب تک گویا یہ صرف قشر پر ہی قناعت کرنا ہے اور مغز کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ان احکام کو ظاہری طور پر ادا کرنا تو گویا ایک سیڑھی کی مانند ہے اب اگر انسان سیڑھی پر ہی کھڑا رہے اور چھت پر نہ پہنچے تو کیا اسے مطمئن ہو جانا چاہیئے۔ کہ اس نے اپنا کام کر لیا۔ اس طور سے حقیقت اور مغز کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نمازیں ریاء کی نمازیں ہو جاتی ہیں۔ اور روزے سمعت کے روزے ہو جاتے ہیں۔

غرضیکہ دین کی طرف توجہ کی جائے۔ لیکن اس عیب سے احتیاط کے ساتھ بچنا چاہیئے کہ ہمارے اعمال ریاء کے طور پر نہ ہو جائیں۔ اور احکام شریعت کو ظاہری طور پر ادا کر لینے پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے۔

کسی سے علم سیکھنے میں ہتک نہ سمجھو

تیسری بات یہ ہے کہ علم کے سیکھنے میں یہ خیال نہ کرو کہ اپنے سے ادنیٰ سے علم سیکھنے میں ہماری ہتک ہے۔ علم کی ترقی میں یہ بات بہت بڑی روک ہو جاتی ہے۔ یہ مرض آجکل کے کالج کے طلباء میں بہت پایا جاتا ہے۔ وہ اگر کسی بات کو قبول کرتے ہیں تو صرف اس بات کو جو ان کے کورس میں ہو۔ اس کے سوا اگر کسی دوسرے سے اس علم کے متعلق جو وہ پڑھ رہے ہوں کوئی بات سنیں تو یا تو اس کی طرف توجہ ہی نہیں کریں گے اس خیال سے کہ بھلا جب ہم اس علم کا کورس پڑھا ہوا ہے تو ہم سے زیادہ دوسرا شخص کس طرح جان سکتا ہے اس کی بات محض لغو اور بالکل بیہودہ ہوگی اور یا پھر اگر کسی دوسرے سے کوئی بات سنیں گے بھی تو خواہ اس سے پہلے وہ بات ان کے وہم میں بھی نہ آئی ہو یہی کہیں گے کہ ہم کو تو اس بات کا پہلے سے علم ہے۔ اپنے علم کو ہر ایک سے زیادہ خیال کریں گے۔ اور سمجھیں گے کہ ہم سے زیادہ کسی کا علم اگر ہو سکتا ہے تو ایسا کورس کا ہی ہو سکتا ہے۔ اس بات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ وہ کسی اور کی بات پر توجہ کرتے ہیں۔ اور نہ ان کا علم ترقی کرتا ہے ان کا علم کورس تک ہی محدود رہتا ہے۔

یہ اگر اپنے ہی استادوں کی طرف دیکھیں جن سے وہ علم سیکھتے ہیں۔ یعنی یورپ کے ماہرین علوم کی طرف دیکھیں جن کی تصانیف میں سے چند کتابیں ان کے کورس میں داخل ہیں۔ تو ان کو معلوم ہو کہ وہ لوگ جو علوم کی تہ تک پہنچے ہیں وہ اسی طرح علوم کے مالک ہوئے ہیں۔ کہ جہاں سے چھوٹی سے چھوٹی چیز سے بھی علم اور سبق حاصل کرنا پڑے تب بھی وہ علم سیکھتے تھے۔ اور سبق حاصل کرتے تھے۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ حیوانات سے بھی وہ علم سیکھتے ہیں چنانچہ آجکل وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں چیونٹیوں سے تمدن اور Socialism کے اصول سیکھنے چاہئیں۔ نئی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ چیونٹیوں میں تمدن کے بڑے پختہ اصول پائے جاتے ہیں۔ چیونٹیوں میں ہر کام ایک انتظام کے ماتحت ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض اس کام کے لئے مقرر ہوتی ہیں کہ غلہ جمع کریں۔ بعض غلہ کے سکھانے کا کام کرتی ہیں۔ بعض انہیں سے ڈاکٹروں کے فرائض [illegible] [illegible]۔ باقاعدہ ہسپتال ہوتے ہیں۔ اور اگر کام کرتے وقت کسی چیونٹی کا بازو یا ٹانگ ٹوٹ جائے تو بعض اور چیونٹیاں اس کام کے لئے مقرر ہوتی ہیں کہ ان کو اٹھا کر آرام گاہ پر لے جائیں۔ غرض کہ ان میں تمدن کے بہت اچھے اصول پائے جاتے ہیں۔ اور یورپ کے لوگ اب کہتے ہیں کہ ان سے تمدن کے اصول سیکھنے چاہئیں۔ ایسا ہی بعض دوسرے کیڑوں کے متعلق بھی تحقیقات ہو رہی ہے۔ کہ اگر ان سے بھی علم سیکھا جا سکتا ہے تو سیکھا جائے۔ تو جو ان علوم کے ماہر ہیں وہ ادنیٰ انسان چھوڑ ادنیٰ سے ادنیٰ حیوان سے بھی علم کے سیکھنے میں عار نہیں سمجھتے۔ اور علم سیکھنے میں لگے ہی رہتے ہیں۔ اور اسی طریق سے انسان علم میں ترقی کرتا ہے۔ اور اسی طریق سے علوم موجودہ وسعت تک پہنچے ہیں۔ دیکھو سنکونا کا درخت جس ملک میں پایا جاتا ہے۔ وہاں جنگلی لوگ آباد تھے۔ وہ لوگ موسمی بخار میں اس درخت کا چھلکا استعمال کرتے تھے۔ یورپ کے ڈاکٹروں نے ان جنگلیوں سے بھی علم سیکھنے میں عار نہ کی۔ اور ان کے چھلکا استعمال کرنے کو تمسخر میں نہ اڑا دیا۔ بلکہ تجربے کئے۔ اور معلوم ہوا کہ واقعی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اور اس چھلکے سے انہوں نے کونین نکالی جو اتنی مفید چیز ہے کہ اب بچہ بچہ اس کے فوائد سے واقف ہے۔ اگر یہ لوگ خیال کر لیتے کہ ہم تو علم پڑھے ہوئے ہیں ہم کو یہ جنگلی لوگ کیا سکھا سکتے ہیں۔ تو کونین جیسی مفید چیز کا علم دنیا میں نہ پھیلتا۔ اسی طرح ایک بادشاہ کا ذکر ہے کہ اس کو کوئی بیماری ہو گئی۔ طبیب نے کئی دواؤں سے علاج کیا۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ اتفاقاً ایک بوڑھی عورت آئی اس نے کہا کہ میں علاج بتاتی ہوں۔ چھلیوں کو ابال کر پانی پلایا جائے۔ طبیب نے اس بڑھیا کی بات کو حقارت سے نہ دیکھا۔ بلکہ اس کی بات پر غور کر کے کہا کہ ہاں بیشک چھلیوں میں ایسے اجزاء پائے جاتے ہیں۔ جو معدہ کے لئے بھی مفید ہیں۔ اور دماغ اور اعصاب پر بھی ان کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ امید ہے کہ ان سے بیماری کو افاقہ ہوگا چنانچہ اس کو چھلیوں کا پانی پلایا گیا اور واقعی بیماری دور ہو گئی۔ دیکھو ایک ان پڑھ بڑھیا کی بات پر غور کیا تو طبیب کے اپنے علم میں اضافہ ہو گیا۔ اور اگر وہ یہ سمجھتا کہ میں تو طب کا عالم ہوں۔ اور یہ بڑھیا جاہل ان پڑھ ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے کہ کسی بات میں مجھے سبق پڑھا سکے۔ تو نہ تو بادشاہ کی بیماری دور ہوتی اور نہ ہی طبیب کے علم میں اضافہ ہوتا۔ پس یاد رکھو کہ کبھی دل میں تکبر پیدا نہ کرو۔ کہ ہم جیسے عالم ہیں ہمیں کون سبق دے سکتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے۔ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے سب سے بڑا سبق کس سے سیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا استاد میرے بہت گزرے ہیں۔ مگر سب سے بڑا سبق میں نے ایک بارہ برس کے بچے سے سیکھا ہے۔ فرمانے لگے۔ ایک دفعہ بارش کے موسم میں میں باہر جا رہا تھا میں نے ایک بارہ برس کے بچے کو دیکھا کہ سڑک پر بھاگا جا رہا تھا زمین پھسلنی تھی۔ میں نے اسے کہا بھئی ذرا سنبھل کے چلنا کہیں گر نہ پڑو۔ اس نے آگے سے جواب دیا کہ اے امام میں گرا تو اکیلا گروں گا۔ اور اگر آپ گرے تو اکیلے نہیں بلکہ ایک دنیا آپ کے ساتھ گرے گی۔ کیونکہ آپ امام و پیشوا ہیں۔ پس آپ بہت ہی سنبھل کے چلئے۔ اب دیکھو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم انسان ایک بارہ برس کے بچے سے سبق سیکھتے ہیں۔

غرض یہ کہ تکبر انسان کو جہالت میں رکھتا ہے۔ اپنے علم کو کامل سمجھنا ہی جہالت ہے۔ کولمبس کے واقعہ کا پہلا ذکر ہے کہ اس نے مسلمانوں سے یہ بات سنی تھی کہ سپین کے مغرب میں جو اٹلانٹک اوشن ہے۔ اس سے پرے بھی زمین ہے اور وہ ملک یورپ سے بھی بڑا ہے۔ کولمبس کے زمانے سے ۴۰۰ سال قبل حضرت محی الدین ابن عربی کو کشف کے ذریعہ اسبات کا علم ہوا تھا کہ اس سمندر کے پرے بھی زمین ہے۔ اور وہ ملک یورپ سے بھی بڑا ہے اور اس کشف کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ وہ کتاب اب بھی موجود ہے اور اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔ اس سے مسلمانوں میں یہ خیال پھیل گیا۔ اور مسلمانوں سے کولمبس نے سنا تھا اس بات کو سن کر کولمبس کو تحقیق کا شوق پیدا ہوا۔ لیکن وہ غریب تھا۔ اس نے حکومت سے مدد حاصل کرنے کے لئے درخواست کی۔ اسپین کے بادشاہ نے

اپنے اصرار و دربار کو جمع کیا اور دریوں کو بھی جمع کیا تا ان سے اس معاملہ میں مشورہ لے کہ آیا کولمبس کو مدد دی جائے یا نہ دی جائے ۔ روم کے پوپ کا جانشین کارڈینل بھی وہاں حاضر ہوا تھا ۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ اگر کولمبس کا خیال درست ہے کہ سمندر کو عبور کر کے زمین پر پہنچا جا سکتا ہے تو وہ زمین تو ہندوستان کی زمین ہی ہوگی کیونکہ اور کوئی ملک تو ہے نہیں ۔ اور اگر ہندوستان تک ادھر سے پہنچا جا سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ زمین گول ہے ۔ اس کارڈینل نے کہا کہ کولمبس پاگل ہے ۔ کیونکہ زمین گول نہیں ہو سکتی کیونکہ زمین کے گول نہ ہونے کیلئے وہ دلیلیں دیتا ہے کہ اگر زمین گول ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ زمین پر بعض حصے ایسے ہونگے جہاں لوگوں کے سر نیچے کی طرف ہونگے اور پاؤں اوپر کی طرف ہونگے ۔ اور بارش وہاں نیچے سے اوپر کو ہوتی ہوگی ۔ اور درخت اوپر سے نیچے کو لٹکتے ہونگے وغیرہ جب یہ باتیں خلاف عقل ہیں تو زمین گول کیسے ہو سکتی ہے پھر اس نے کہا کہ زمین گول نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ توریت میں زمین چپٹی لکھی ہے ۔

دیکھو اس کارڈینل نے تکبر کیا اور کولمبس کو جاہل اور پاگل قرار دیا ۔ حالانکہ خود جہالت میں پھنسا ہوا تھا ۔ آج کل بچہ بچہ جانتا ہے کہ زمین کو چپٹی کہنا جہالت اور پاگل پن ہے ۔

ان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ ادنیٰ آدمی سے علم سیکھنے کو عار سمجھنا اور تکبر کرنا جہالت ہے ۔ آجکل کے طلباء کوئیں کے مینڈک کی طرح اپنے علم کو کامل سمجھ لیتے ہیں ۔ اپنے علم کو کامل سمجھ لینا علم میں بہت بڑی روک ہوتی ہے ۔ بلکہ جوں جوں انسان علم میں ترقی کرتا ہے ۔ توں توں اسے اپنے علم کا نقص اور بھی کھلتا جاتا ہے ۔ دیکھو علوم کے ماہر جب نئی باتیں بیان کرتے ہیں تو اکثر شکی طور پر بیان کرتے ہیں اور تھیوری (Theories) کے رنگ میں بات پیش کرتے ہیں ۔ مگر ایک ان پڑھ آدمی کو کسی بیماری کے ایک نسخہ کا علم ہو تو وہ تحدی کے ساتھ کہتا ہے ۔ کہ بس یہ دوائی استعمال کرو فوراً شرطیہ آرام ہو جائیگا ۔ لیکن ایک ڈاکٹر جب دوا تجویز کریگا ۔ تو یہ نہیں کہیگا کہ شرطیہ آرام آجائیگا ۔ بلکہ وہ کہیگا کہ میں ذمہ نہیں لے سکتا ۔ امید ہے کہ اس سے فائدہ ہوگا ۔

پس اپنے علم کو کامل سمجھ لینا بھی جہالت ہے ۔ طلباء کو اپنی طبیعت میں انکساری پیدا کرنی چاہیئے تا علم میں ترقی ہو ۔

لیکن خیال رہے کہ اس انکساری کے پیدا کرنے کا یہ نتیجہ نہ ہو ۔ کہ طبیعت میں دنائت اور کم ہمتی پیدا ہو جائے ۔ ایسا نہ ہو کہ جو بات سنو اسے فوراً ہی قبول کر لو ۔ بلکہ بات سنو تو ضرور اور اس نیت سے سنو کہ اگر صحیح اور حق بات ہو ۔ تو قبول کر لینگے لیکن بغیر تحقیق کے فوراً قبول کر لینا درست نہیں اس سے دنائت پیدا ہوتی ہے ۔ خدا داد عقل کو بھی استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے ۔

خلاصہ پس (۱) سچ بولنے کی عادت ڈالی جائے ۔ تمہارے کلام میں کسی قسم کا جھوٹ کا شائبہ نہ ہو ۔

لیکن ایسے موقعوں پر جہاں سچی بات کے اظہار کی ضرورت نہ ہو ۔ اور سچی بات کے بیان کرنے سے بد اخلاقی کے عیب کے پیدا ہونے کا احتمال ہو ۔ وہاں سچی بات کا اظہار نہ کرو ۔ اور خاموش رہو ۔ اور جس جگہ سچی بات کا اظہار ضروری ہو وہاں بھی ایسے طریق سے اجتناب چاہیئے جو بے ادبی کا طریق ہو ۔

(۲) دین کی طرف توجہ کرو ۔ دین کے علم کو معمولی نہ سمجھو دین کا علم سیکھو ۔ اور بار بار دینی کتب کا مطالعہ کرو ۔ اور دین کے احکام پر عمل کرو ۔

لیکن چند احکام کو صرف ظاہری طور پر ادا کر لینے کو ہی کافی نہ سمجھو ۔ اور ان احکام کی روحانی حقیقت اور مغز اور فائدہ کے حاصل کرنے کے بغیر مطمئن نہ ہو ۔ ایسا نہ ہو ۔ کہ تمہارے اعمال ریاء کا رنگ سا اختیار کر لیں ۔

(۳) علم سیکھو اور اپنے سے ادنیٰ انسان سے بھی علم سیکھنے میں عار نہ سمجھو ۔ اپنے علم کو کامل نہ سمجھو ۔ اور اپنے اندر تکبر پیدا نہ کرو ۔ بلکہ طبیعت میں انکساری پیدا کرو ۔ لیکن اس انکساری کا یہ نتیجہ نہ ہو ۔ کہ طبیعت میں دنائت اور کم ہمتی پیدا ہو جائے ۔ ایسا نہ ہو کہ جو بات سنو فوراً قبول کر لو ۔ بات کو سنو ضرور اس نیت سے کہ اگر حق ہو ۔ تو قبول کر لینگے ۔ لیکن بغیر تحقیق کے قبول نہ کرو ۔

ایک مسلمان کیا کرے؟

جب آنحضرت صلعم کو پہلی وحی کے نازل ہونے کے بعد اضطراب ہوا ۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہکر تسلی دی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی ذلیل نہیں کریگا

قرآن کریم الہامی ہے یا وید

آریوں سے ایک زبردست مباحثہ

اس مباحثہ کی تقریب اس طرح پیش آئی کہ مہاشہ دھرم بھکشو جو آجکل لکھنؤ سے دو سال کے لئے پنجاب میں تبلیغ کرنے کے لئے بلائے گئے ہیں ۔ دورہ کرتے ہوئے قادیان میں بھی آئے ۔ آتے ہی انہوں نے جو لیکچر دیا ۔ اس میں اپنے علم و فضل و لیاقت و فائق مناظر ہونے کے متعلق اسقدر تعلّی کی کہ کہا میرے سامنے خلیفۃ المسیح کو لاؤ ۔ میں ان کے ساتھ بحث کرونگا ۔ میں نے فلاں عالم کو شکست دی ۔ فلاں کو دی ۔ میں پنڈت لیکھرام کا خاص شاگرد ہوں میں یہاں سال بھر ٹھہر سکتا ہوں ۔ اور دیکھونگا کہ کس طرح پنڈت لیکھرام کے دلائل کو توڑا جا سکتا ہے ۔ اگرچہ اس تعلّی کا جواب تو اسوقت مولوی جلال الدین صاحب نے جو اتفاق سے اس کے لیکچر میں موجود تھے عملی طور پر دیدیا یعنی وہ اسوقت آگے بڑھے اور اس کے چیلنج مباحثہ کو منظور کر کے تقریر حسب منظوری آریہ پریذیڈنٹ کرنے ہی لگے تھے کہ اس نے یہ کہکر روک دیا کہ مجھے سفر کی کوفت ہے اسوقت میں مباحثہ نہیں کر سکتا ۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نے کیوں چیلنج دیا ۔ اور پھر یہ کیوں کہا کہ آپ اسوقت سٹیج پر آ کر تقریر کر سکتے ہیں کہنے لگے مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ اسوقت تیار رکھے ہیں مگر ہم نے مناسب سمجھا کہ باقاعدہ مباحثہ کر کے لوگوں پر اسکی علمیت کی حقیقت واضح کی جائے ۔ اور انکو معلوم کرا دیا جائے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں ۔ چنانچہ ۷ اکتوبر کی صبح کو چند آدمی پنڈت صاحب کی جائے قیام پر گئے ۔ اور شرطیں طے کر کے اس رات مباحثہ کا وقت مقرر کر آئے ۔ مباحثہ کے لئے تین گھنٹہ وقت رکھا گیا ۔ شرطوں میں جو باتیں بھی انہوں نے اپنے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے منوانی چاہیں ۔ منظور کر لی گئیں ۔ چنانچہ ہم نے بہت زور دیا کہ نصف وقت صرف قرآن شریف پر بحث ہو اور نصف وقت صرف وید کے متعلق تبادلہ خیالات کیا جائے لیکن پنڈت صاحب نے اسے ہرگز نہ مانا اور یہی کہا کہ مباحثہ مخلوط ہوگا ۔ ہم نے ان کے اصرار کی وجہ سے اسکو بھی منظور

Reg. No. 635 THE ALFAZL. QADIAN. ٨٣٥

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

دین کی نصرت کے لئے آسمان پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خطوط وکتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر - غلام نبی ۔ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۳۰ | مورخہ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء | مطابق ۱۴ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدرسۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طبیعت علیل ہے

آریہ صاحبان کے تعداد ... پرچار کے آنے پر قادیان میں مباحثات شروع ہو گئے ہیں۔ ۱۴ تاریخ ساڑھے ۸ بجے شام کے بعد ۲ گھنٹے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں مباحثہ ہوا۔ ہماری طرف سے جناب حافظ روشن علی صاحب اور آریوں کی طرف سے مہاشہ دھرم بھکشو صاحب مناظر تھے۔ ۱۴ تاریخ رات کو اول دو گھنٹہ وید کے کامل الہامی ہونے پر اور پھر دو گھنٹے قرآن کریم کے کامل الہامی ہونے پر مباحثہ ہوا۔ ہماری طرف سے جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب دونوں مناظروں میں مباحث تھے۔ اور آریوں کی طرف سے پہلے مضمون پر ... بدھ دیو صاحب اور دوسرے میں مہاشہ دھرم بھکشو صاحب مباحث تھے

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(سلسلہ ۴۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء۔ بعد نماز عصر)

شہید مرحوم کے حالات

فرمایا۔ سید احمد نور صاحب نے حضرت مولوی عبداللطیف مرحوم کے حالات لکھے ہیں۔ جن سے احمدیت پر ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ ایسی کتاب ہے۔ کہ چاہئیے کہ اسکو ہر شخص پڑھے۔ اور اپنے ایمان میں ترقی کرے۔ اسمیں ایک واقعہ لکھا ہے کہ جب وہاں پر شہید مرحوم سے تاریخ خطوط کابل کے امیروں اور وزراء کے نام لکھے۔ آپ نے اپنے شاگردوں میں سے ایک کو کہا کہ ان خطوط کو لے جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں گھر سے کپڑے لے آؤں۔ آپ ناراض ہوئے۔ اور اس سے خط واپس لے لئے۔ میاں عبدالغفار خان مرحوم جو اب بہشتی مقبرے میں مدفون ہیں۔ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں لیجاتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے ان کو خط دے دئے۔ اور وہ لے گئے۔ دیکھو پہلے شخص نے انکار نہیں کیا تھا۔ بلکہ سردی کے خیال سے اپنے گھر سے کپڑے لانے کے متعلق اجازت چاہی تھی۔ ان سے کپڑے طلب نہیں کئے تھے۔ مگر آپ کو یہ بات بھی ناپسند آئی۔ جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو۔ جماعت ترقی نہیں کر سکتی ؛

مبلغ کا کام

فرمایا کہ مبلغ تو وہ ہے۔ جو پیدل چلے اور غیروں کے گھروں میں رہے اور پھر انکو تبلیغ کرے ؛

(۵۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء۔ بعد نماز ظہر)

بیوہ عورت عدت میں

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب سے

اگر تم اصلاح کرو. جیسا کہ یہ اصلاح کا زمانہ ہے۔ تو عرفان کے ایسے ایسے دروازے کھلے ہیں۔ جنہیں اخل ہوکر انسان کی ہستی بالکل بدل جاتی ہے۔ جو شخص استقلال میں اپنی جگہ سے ہل جاتا ہے۔ صاف ہے کہ اس نے ابھی ایمان دیکھا ہی نہیں۔ ایمان تو کیا اس میں بشاشت ایمان بھی داخل نہیں ہوئی۔ کیونکہ رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ جس کے دل میں بشاشت ایمان داخل ہو جائے۔ پھر اگر خود اسکو آگ میں ڈالا جائے۔ تب بھی وہ ایمان سے نہیں پھر سکتا۔ لیکن جس شخص کی آنکھیں قرآن ہو جائیں قرآن ہو۔ اور کان اور منہ قرآن ہو۔ ہاتھ پاؤں اور جسم کے باقی اعضاء قرآن ہوں۔ پھر اسپر ابتلاء اسکے کیا معنے ؟

تمہیں کیا حاصل ہوا تمہاری حالت بہت خطرناک ہے۔ تم نجات کے دروازے سے ابھی بہت دور ہو۔ تمہارے اچھے لکچرار جو بہت اچھا بیان کرتے ہیں۔ اور خوب دلائل دے سکتے ہیں۔ ان کی حالت بھی ایسی ہی ہے۔ کہ وہ اس پیاسے کی مانند ہیں جس نے لق و دق بیابان میں پانی کا چشمہ پا لیا۔ اور اسپر پہنچ کر بجائے پانی پینے کے ناچنے لگ گیا۔ تم اپنی تقریروں میں حقانیت اسلام کے دلائل دیتے ہو۔ جس کے معنے ہیں کہ تم نے چشمہ پالیا۔ لیکن ابھی تشنہ لبی تم نے نہیں بجھائی۔ مسیح کی وفات کی دلیل دینا۔ مسیح موعود کی صداقت کے دلائل بیان کرنا یہی بتاتا ہے کہ حق کیلئے شیریں پانی کا چشمہ کہاں ہے۔ مگر اس سے کیا جبکہ تم پیاسے کے پیاسے ہی رہے۔ تمہارے دلائل سے یہ تو معلوم ہوا۔ کہ تمہیں صحیح بات معلوم ہوگیا۔ مگر جب تم اسپر چلتے نہیں تو کیا حاصل ؟

کسی کے بہت برا ہونے سے تم اچھے نہیں ہو سکتے شاید تم موازنہ کرنے لگو۔ کہ غیر احمدیوں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی نسبت ہم اچھے ہیں۔ مگر یہ غلطی ہوگی۔ کیونکہ خوبی یہ نہیں۔ کہ کہا جائے۔ فلاں اندھا ہے۔ ہم کانے ہیں یا فلاں کے دونوں ہاتھ نہیں۔ ہمارا ایک ہاتھ ہے۔ خوبصورتی یہ ہے۔ کہ دونوں آنکھیں یا دونوں ہاتھ ہوں۔ ضرورت ہے کہ پاس ہونے کے لئے جتنے نمبروں کی ضرورت ہو اُتنے لئے جائیں نہ یہ کہ کسی فیل ہونے والے سے ایک آدھ نمبر میں بڑھ کر اپنے پاس ہونے کی توقع رکھی جائے۔

ہم تمہیں چھوڑ نہیں سکتے [illegible] نذار [illegible] اب مہلت دینے کا وقت نہیں۔ اب [illegible] تم [illegible] سے ہر ایک تمہارے واعظ اور جن کو وعظ کیا جاتا ہے۔ تمہارے استاد اور شاگرد معلم اور متعلم لیڈر اور پیرو مقتدا اور مقتدی امام اور پیچھے چلنے والے۔ چھوٹے اور بڑے غور کریں کہ انہوں نے کہاں تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود کی لائی ہوئی تعلیم کو سمجھا ہے۔ اور اسپر عمل کرتے ہیں اور ان کا کہاں تک خدا سے تعلق ہے۔ اور کہاں تک اسلام ان کے دلوں میں ہے۔ اور ان کی حالتوں سے ظاہر ہے۔ اگر انھوں نے ان باتوں کو نہ چھوڑا جو اسلام کے خلاف ہیں۔ اور اپنی حالتوں میں کوئی تبدیلی نہ کی تو تم نے دو آگوں کو اپنے گرد جمع کرلیا۔ دنیا [illegible] کی اور خدا سے بھی۔ وہاں لوگ جو [illegible] برسر جنگ ہیں۔ اور تم اس صورت میں دنیا سے بھی اور خدا سے بھی برسر جنگ ہو۔ اس حالت کو تم خود سوچ لو۔ کہ تمہاری حالت کس قدر خطرناک ہے

اہلحدیث کے ایک نامہ نگار کی شرارت

اہلحدیث مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۱ء میں ایک مضمون بعنوان "کیا یہ قادیانی امت کی سخت شکست نہیں" محمد شریف خادم جماعت اہلحدیث کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جسمیں اس نے اپنی طبع شریف کو نہایت طولی سے ظاہر کیا ہے۔ گالیاں دینے میں اپنے اُستاد مولوی ثناء اللہ سے پیچھے نہیں رہا اس کے متعلق مختصراً میں چند سطور لکھتا ہوں۔

یہ خادم جماعت اہلحدیث اپنے مضمون میں لکھتا ہے۔ "غور کرو مرزا صاحب نے آخری دم تک مولانا موصوف کو پیارا رفیق بتایا یعنی آخری فیصلہ کہ اپنی صداقت پر مولانا کا وجود مسعود چھوڑ کر چلتے ہیں۔ اور دنیا میں مولانا صاحب کا زندہ رہنا تو ہمیشہ کیلئے ان کا نشان بن گیا۔ بقول مرزا صاحب دعا کہ اے خدا تیری جناب میں تیری رحمت کا دامن پکڑ کر ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ صادق کی زندگی میں کاذب کو دنیا سے اٹھالے یا سخت عذاب میں مبتلا کر۔ آمین "۔

حضرت مسیح موعود کی ایک نامکمل تحریر کو مضمون نویس نے جس رنگ میں اور جس مطلب کے لئے پیش کیا ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن یہی محمد شریف خادم اہلحدیث الفضل ۱۹ اگست ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۱۵ میں ایک مضمون بعنوان "کیا مولوی ثناء اللہ امرتسری جواب دینگے" شائع کرا چکا ہے جسمیں اس نے مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ۔

"میں ایک غیر احمدی ہوں۔ لیکن منصفانہ پہلو میں آخری فیصلہ پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں ... مرزا صاحب نے بلا تعصب اور گالی گلوچ کو مد نظر رکھکر پیغام آخری "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" پیش کیا تھا اگر آپ اسکو قبول کریں تو فیصلہ ہو جاوے لیکن آپ نے اپنے اس پرچہ میں عجیب چالبازی سے کام لیا اور لکھدیا کہ یہ تحریر مجھے منظور نہیں اور کوئی دانا منظور کر سکتا ہے " ..... مولوی صاحب اب تک اس معاملہ کو بعینہ لوگوں کے پیش نہ کرو گے۔ لوگ صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتے میں پوچھتا ہوں مرزا صاحب کا پیش کردہ طریق تو آپ نے منظور نہیں کیا پھر آج ان کے مرنے کے بعد آپ فاتح یا صادق کیسے ہو گئے۔ کیوں آپکے زندہ رہنے کی یہی وجہ قرار دی جائے جو آپ نے مرزا صاحب کے مقابلہ میں ان الفاظ میں پیش کی تھی کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مدت میں اور بھی برے کام کرلیں " یہ آپکے قلم سے لکھے ہوئے الفاظ ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں؟ کہ انکی موجودگی میں خدا تعالیٰ کے آپکو لمبی عمر دینے سے آپ کے حق پر ہونے کا کیونکر ثبوت ملتا ہے "۔

کیا یہ محمد شریف کی چالبازی اور شرارت نہیں ہے کہ ایک وقت جس اشتہار کو پیش کرتے ہوئے اس نے مولوی ثناء اللہ کو جھوٹا

جوازِ سُود کے لئے سعیِ ناکام

(۲)

مختلف زمانوں میں سُود کی لین دین

مصنف "سُود اور مسلمانوں کا مستقبل" نے لکھا ہے کہ یونان کے مشہور مقنن "الی گرگس" نے ۸۸۴ سال قبل حضرت عیسیٰ کے سُود کی ممانعت کر دی تھی تاہم وہ پھر جاری ہو گیا پھر حضرت عیسیٰ کے ۰۰ سال پہلے سُود خواروں کے خلاف سخت بلوہ ہونے کے بعد ڈرکو نے سُود کے خلاف قانون پاس کر دیا۔ جو خونی قانون کے نام سے مشہور ہو گیا پھر بکرسا مرتین جو اپنی کے نام سے موسوم ہے۔ قانوناً شرح سود گھٹاتے گھٹاتے سُود کو بند کر دیا گیا۔ مگر جب سُود کے بغیر کام نہ چل سکا تو پھر کسی کے نام سے شروع ہو گیا۔

پھر عیسائی قوم کے متعلق لکھا ہے کہ عیسائیوں کو بھی سُود لینے کی ممانعت تھی۔ جیسا کہ لوقا کی انجیل آیت میں لکھا ہے "دشمنوں سے محبت کرو۔ اور احسان کرو۔ اور قرض دو۔ اور کسی قسم کی زائد امید نہ رکھو پس تمہارا اجر بڑا ہو گا۔ اور تم خدا کے بیٹے ہو جاؤ گے۔" مگر کچھ مدت کے بعد اس قوم میں بھی پادریوں کی جانب سے اجازت دی گئی۔ اور یہود کے متعلق بھی قرآن شریف سے ثابت ہے کہ سُود کی انہیں ممانعت تھی جیسا کہ آیا ہے۔ واخذھم الربوا وقد نھوا عنہ۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سُود جس کو مصنف نے قوم کی ترقی اور اس کی عزت اور رفعت کا باعث قرار دیا ہے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اگر ایسا ہوتا۔ تو ہر زمانہ کے مصلحین ربانی اس کو کیوں تشدد کے ساتھ بند کرتے۔ ان کا سُود جاری ہونے کے بعد اسکو تشدد سے بند کر دینا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ ہر زمانے کے مصلحین نے اس کو برا جانا ہے۔ اور نفرت سے دیکھا ہے۔ مگر مصنف کا یہ بھی ساتھ تحریر کرنا کہ جب کام نہ چل سکا۔ تو پھر سُود جاری ہو گیا۔ سمجھ میں نہیں آیا۔ کیونکہ مصنف نے خود کئی جگہ اپنی کتاب میں تسلیم کیا ہے کہ پہلے زمانہ میں سُود لینے کی وجہ سے غربا و محتاج لوگ جب سُود کی گرانی میں دب جاتے تھے۔ تو بجز اس کے ان کے لئے کوئی چارہ نہ ہوتا تھا کہ وہ غلامی اختیار کر کے ساری عمر ضائع کر دیتے۔ پھر ایسا ہی یہ بھی لکھا ہے کہ اور بھی طرح طرح کی تکلیفیں انہیں سُود کے باعث برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ بس میرے نزدیک سُود کے جاری ہو جانے کی وجہ یہ تھی کہ جب سُود کی تکالیف دیکھ کر ہر زمانہ میں سُود بند کیا جاتا تھا تو دوسری طرف اس امر کی جدی طور پر کوشش نہ کی جاتی تھی۔ کہ جن غربا و محتاجوں کو مجبوراً سُود پر قرض لینا پڑتا ہے۔ ان کیلئے کوئی بہتر طریقہ نکالا جاوے۔ اور چونکہ عام طور پر بلکہ اکثر قرضہ لینے کی ضرورت اسی قسم کے لوگوں کو ہوتی تھی۔ اس لئے جب انکو سُود کے بند ہو جانے کے بعد کوئی قرضہ بلا سُود نہ ملتا تھا۔ اور نہ ہی کوئی دوسری صورت ہوتی کہ سُود خوری کی وجہ سے لوگوں کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتے تو اس طرح بد امنی اور فساد ملک میں پھیلتا تھا۔ ان تکالیف کو دیکھ کر مجبوراً سُود دینے کی اجازت دینی پڑتی تھی۔ مگر اسلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامل مذہب ہے۔ اس لئے جہاں اس نے سُود سے منع کیا۔ اور سختی کے ساتھ روکا۔ وہاں محتاجوں اور ضرورتمندوں کے لئے صدقہ اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ اور اس طرح ان کی ضرورتوں کو پورا کر دیا۔ ہر صاحب نصاب پر زکوٰۃ واجب کر دی۔ اور اس کو اسلام کا بڑا رکن قرار دیکر قرآن شریف میں بار بار اس کی تاکید کی۔ تاکہ مسلمان اس سے غافل نہ ہو جائیں۔ اور بیت المال مقرر کر دیا کہ اس میں وہ روپیہ جو زکوٰۃ اور صدقات کا ہو۔ آئے۔ اور بیت المال کے ذریعہ غربا و فقراء کو دیا جائے۔ تاکہ اس سے انکو ذلیل اور بے عزت بھی نہ ہونا پڑے۔ اور ان کا کام بھی چل جائے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت اور آپ کے بعد خلفاء کے وقت اور اس کے بعد بھی اسی پر عمل ہوتا رہا۔ سلسلہ آج بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کے رحم سے جماعت احمدیہ میں جو کہ خدا کے ایک برگزیدہ کے ہاتھ سے قائم ہوئی ہے۔ یہ طریق عمل موجود ہے ؛

سُود کے لئے بنکوں میں روپیہ جمع کرانا

مصنف مذکور مسلمانوں کو سُود خواری کی ترکیب بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔ قوم کے افراد اپنی طاقت کے مطابق بنکوں میں روپیہ جمع کرائیں۔ تو وہ روپیہ لاکھوں کروڑوں بلکہ ارب کی تعداد میں مختلف تاجروں کو خفیف شرح سُود پر دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے۔ اور اس سے وہ تاجر بڑا روپیہ کما سکتے ہیں۔ اور ادھر خفیف سُود کا ان کو ادا کرنا مشکل بھی نہیں معلوم ہوتا ؛

گو یہ صورت بظاہر عمدہ اور خوبصورت ہی کیوں نہ معلوم ہو۔ مگر غور سے دیکھنے سے معلوم ہو گا۔ کہ اس میں کتنا بڑا نقصان ہے۔ روپیہ تو وہی ان بنکوں سے تجارت کے لئے لینگے۔ جو کہ محتاج ہونگے۔ اور ان کے پاس نہ ہو گا۔ اور پھر بسا اوقات ان کی تجارت مندی پڑ جائیگی۔ اور انھیں نقصان اٹھانا پڑیگا جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے۔ اس صورت میں وہ جو دولتمند ہیں۔ ان کو تو ہر صورت سُود ملتا رہیگا۔ مگر وہ حاجتمند جنہوں نے سُود پر روپیہ لیا ہو گا۔ وہ نقصان بھی اٹھائینگے۔ اور کبھی فائدہ بھی۔ اس حالت میں ایک کو ہمیشہ فائدہ اور دوسرے کو کبھی فائدہ ہو گا۔ اور کبھی نقصان۔ سو یہ کونسی عقل پسند کرتی ہے کہ اس بے انصافی کو روا رکھا جائے۔ انسانیت کا تو یہ تقاضا ہونا چاہیئے تھا۔ کہ سُود کی بجائے اس طور پر روپیہ دیا جائے۔ کہ تجارت میں جو منافع ہو۔ اس کو تقسیم کر دیا جائے۔ اور جو حصہ مقرر ہو۔ اس کے مطابق دیا جائے۔ تاکہ ایک کو ہی ہمیشہ نقصان نہ پہنچے۔ بلکہ جہاں فائدہ میں دونوں شریک ہوں۔ وہاں نقصان میں بھی دونوں شریک ہو سکیں۔ اس کا ایک بڑا فائدہ جو پبلک کو ہو گا۔ وہ یہ کہ ان کو اشیا سستی میسر آئینگی کیونکہ تاجر اگر سُود کے روپیہ سے تجارت کریگا۔ تو وہ سُود کو بھی اپنی تجارت میں سے پورا کرے گا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ پبلک کو گراں نرخ پر چیزیں خریدنی پڑینگی۔ پھر سُود لینے والوں کے اخلاق پر جو بد اثر پڑیگا۔ اور جس کو میں انشاء اللہ تعالےٰ آگے بیان کرونگا وہ بھی نہ ہو گا۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

(مولوی) ظہور حسین (مولوی فاضل)

قادیان دارالامان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ ۱۷ ۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء

مسلمانوں کی خانہ جنگی میں احمدیوں کا حصہ نہیں

ایک صاحب نے ۵ ۔ اکتوبر کے وکیل میں مسلمانوں کی خانہ جنگی پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ اور دردِ دل سے مجبور ہو کر بہت کچھ لکھا ہے۔ چونکہ اس مضمون میں احمدیوں کا بھی ذکر ہے اسلئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس بارے میں احمدیوں کی جو پوزیشن ہے۔ وہ مضمون نویس صاحب اور عام مسلمانوں پر واضح کر دوں ۔

احمدیت کی بنا ہی اس بات پر ہے۔ کہ نہ صرف مسلمانوں کے نام نہاد فرقوں کو بلکہ دنیا کی تمام قوموں کو کلمہ واحد پر جمع کیا جائے۔ اور انہیں توحید و اتحاد کے ایک جھنڈے تلے لایا جائے۔ پس جو جماعت اس مقصد کیلئے کھڑی ہوئی ہو اس کے لئے یہ کہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کہ وہ بھی دوسرے مدعیان اسلام فرقوں کی مانند خانہ جنگی میں مبتلا ہے۔ وسیع الخیال اور فراخ دل کے لئے کوئی نمونہ قرآن سے لیا جائے تو بہت مختصر ہو گی۔ کیونکہ ہر شخص کے اپنے خیال کے مطابق اس اصل پر کاربند ہونا مشکل ہے۔ ہم بھی جہانتک وسیع الخیالی سے کام لے سکتے ہیں۔ جس حد تک شریعت اسلام اجازت دیتی ہے۔ مثلاً صاحب موصوف نے ایک مثال دی ہے کہ کسی غیر احمدی کی غیر احمدی ماں فوت ہو گئی۔ ایک احمدی نے اس کے لئے کہدیا کہ خدا مغفرت فرمائے بخش دے۔ تو دوسرے احمدی اس کے گرد ہو گئے یا غیر احمدی کا باپ فوت ہوتا ہے۔ اور احمدی نیچے رہتے ہیں۔ مگر جنازہ میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اس کے متعلق میری گذارش یہ ہے کہ یہ طرزِ عمل جس قانون پر مبنی ہے۔ وہ نہ تو کسی احمدی نے بنایا۔ نہ احمدیوں کے مقتدا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نے اس قانون کا لانے والا خاتم النبیین ہے۔ جس کی وسعت قلبی اور فراخ حوصلگی کا ایک زمانہ قائل ہے۔ اور مضمون نگار صاحب بھی اسی کا کلمہ پڑھتے اور اسی کا اتباع لازم سمجھتے ہیں۔ قانون یہ ہے کہ:۔

۱۔ کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے۔ تو انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو۔ بعد از موت اس کے لئے دعا استغفار جائز نہیں ۔

احمدیوں کی پوزیشن یہ ہے کہ:۔

۱۔ کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا ہی نبی (بلحاظ حقیقت نبوت) مانتے ہیں۔ جیسے حضرت محمد مصطفےٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نبی تھے ۔

۲۔ اس لئے جو شخص حضرت مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کے لئے دعا استغفار جائز نہیں۔ اب اس طرز عمل سے جو شخص احمدیوں پر تنگ خیالی کا الزام لگاتا ہے۔ وہ مہربانی فرما کر یہ دیکھے۔ کہ احمدی تو اس قانون الٰہی کے پیرو ہیں۔ جو مرسلین کے خاتم محمد رسول اللہ پر نازل ہوا۔ اسلئے یہ تنگ خیالی کا الزام درحقیقت احمدیوں پر نہیں۔ بلکہ مقنن اعظم حضرت محمد صلعم پر پڑتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ معترض کے نقطہ خیال سے خدا تعالےٰ پر پڑتا ہے۔ پس اس شخص کی وسعت قلبی کا کیا کہنا جو خدا اور اس کے رسول پر بھی تنگ دلی کا الزام لگائے ۔

میں نے ان صاحب کی تحریریں پہلے بھی پڑھی ہیں اور کچھ اور لوگ بھی ایسے ہیں۔ جو اس قسم کے مضمون لکھ کر اپنی وسیع الخیالی کا ثبوت دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ وہ اعتراض کرتے ہوئے احمدیوں کی پوزیشن بالکل بھول جاتے ہیں۔ وہ احمدیوں کو یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ آپ مرزا غلام احمد کو نبی کیوں مانتے ہیں؟ مگر یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ مرزا صاحب کو نبی مان کر نہ ماننے والوں کو کافر کیوں سمجھتے ہو۔ کیونکہ یہ قانون احمدیوں یا ان کے امام نے نہیں بنایا۔ کہ ایک نبی کے انکار سے انسان دائرہ اسلام کے اندر نہیں رہتا۔ باہر ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس قانون کا بانی خداوند زمین و آسمان ہے۔ اور اس قانون کا لانے والا وہ مقدس انسان ہے۔ جس کی وسعت قلبی کو مضمون نویس صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح کسی غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنا یا اس کے لئے استغفار نہ کرنا یہ قانون بھی احمدیوں کا خود ساختہ نہیں۔ وہ قرآن مجید میں صاف پڑھتے ہیں۔ ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم۔ پس وہ اس کی خلاف ورزی کیونکر کر سکتے ہیں۔ اگر کسی کو اس پر اعتراض ہے۔ تو وہ ہماری صحیح پوزیشن پر غور کرتا ہوا ہمیں تو معاف فرمائے۔ اور اسلام پر اعتراض کرے۔ اور اپنی یہ منطق کہ اسقدر تنگدلی جو کلمہ مغفرت سے بھی جاتی ہے۔ وہاں چلائے۔ شاید کوئی صاحب کہدیں کہ یہ تو مشرکین کے لئے ہے۔ مگر میں قرآن مجید سے دکھا سکتا ہوں۔ کہ کلمہ پڑھنے والوں کے لئے بھی [illegible] مغفرت و جنازہ کی ممانعت فرما دی گئی [illegible] ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدًا ولا تقم علیٰ قبرہ۔ آپ زبان سے کلمہ پڑھ لینے اور قبلہ کی طرف منہ کر دینے سے پکا مسلمان بنا دیتے ہیں۔ مگر قرآنی فتویٰ باوجود اس کے یہ ہے۔ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ۔

الغرض صاحب موصوف ہمیں قائل کریں۔ مگر شریعت اسلامیہ کے حدود کے اندر۔ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ پیش کریں۔ ہم اس کے اتباع کے لئے تیار ہیں۔ یہ مثالیں تو ملتی ہیں۔ کہ رسول کریم نے اپنی مسجد میں عیسائیوں کو گرجا کرنے کی اجازت دے دی یا یہودی کا جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ مگر آپ یہ کہیں سے نہیں دکھا سکیں گے کہ رسول کریم یا ان کے صحابہ نے عیسائیوں کے گرجا میں ان کے ساتھ نماز پڑھ لی یا یہودیوں کے صومعہ میں نماز پڑھ لی کا کوئی ثبوت دیا کہ چلو یہ بھی اسی خدائے واحد کو مانتے ہیں آج ان کے ساتھ نماز پڑھ لینے میں [illegible] کیا کہ

مگر دل میں نہیں۔ ایسی بیعت کہ جس سے کچھ حاصل نہیں ہے۔ وہ بہت ہی کم ہیں جن کے دل میں ایمان نظر آتا ہو۔ ان کے دل یقین سے خالی ہیں۔ وہ بیعت جس سے خدا ملتا ہے میں نے تمہاری حالت پر اس وقت بھی غور کیا جبکہ تمہاری کسی قسم کی ذمہ داری نہ تھی اور اس وقت بھی غور کیا جبکہ تمہاری تمام ذمہ داری مجھ پر پڑ گئی۔ لیکن میں نے تمہیں دونوں زمانوں میں کچا پایا۔

مسیح موعودؑ کیا فرماتے ہیں

اور اس بات کو مسیح موعودؑ نے کہا ہے جو مسیح موعودؑ نے تمہارے متعلق لکھی تھی کہ میں جو تمہیں کہنا چاہتا ہوں ابھی تم نے اس طرف منہ بھی نہیں کیا۔ بعض نادان کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس پیشگوئی کو پورا کر چکے ہیں میں کہتا ہوں کہ مومن کے حق میں جو بری پیشگوئی ہو مومن کا فرض نہیں ہوتا کہ اس کو پورا کرے مومن کا یہ فرض ہوتا ہے کہ اگر اسکے متعلق یہ پیشگوئی ہو کہ وہ خدا کی راہ میں روپیہ دیگا یا جائداد کو خدا کی رضا کے لئے لٹا دیگا۔ تو وہ اس کے دینے میں سستی نہ کرے اور اس وقت کا منتظر نہ رہے کہ آسمان سے فرشتہ آئے۔ اور اس سے جائداد چھڑوا دے۔ جائداد کو خود چھوڑ دے تاکہ اسکو ثواب ملے اول یہ کہ اس نے خدا کے دین کی خدمت کی دوسرے یہ کہ اس نے اپنی پیشگوئی کو پورا کیا۔

لیکن ایسی پیشگوئی اگر اسکے متعلق ہو کہ یہ فلاں گناہ کریگا یا اس سے اور کوئی بدی یا گناہ کا کام سرزد ہوگا۔ تو اسکا فرض ہے کہ اسکو ٹلانے کے لئے خدا کے حضور میں سر رکھ دے اور اپنی ناک کو اس قدر رگڑے کہ خواہ وہ گل جائے یا گھس جائے مگر اس وقت تک سر نہ اٹھائے جب تک کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعید اس سے ٹل جائے۔ پس اگر کوئی کہے کہ ہم اس پیشگوئی کو پورا کریں گے۔ تو ایسا کہنا اس کی جہالت اور نادانی ہوگی۔ غرض میں یہ کہتا ہوں کہ مسیح موعودؑ کا جو فرمان کہ جدھر میں بلاتا ہوں یا لیجانا چاہتا ہوں تم میں سے بہتوں نے ادھر منہ بھی نہیں کیا۔ یہ صرف پیشگوئی نہیں ہے۔ بلکہ آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ تم نے ابھی ادھر منہ بھی [illegible] یہ تمہارے [illegible] کی حالت کا اظہار ہے۔ [illegible] مسیح موعودؑ کا زمانہ گزر گیا۔ اور حضرت خلیفہ اول کا زمانہ بھی گزر گیا۔ اب تیسرا دور ہے خلیفہ کے زمانہ میں سے گزر رہے ہو تم نے اب بھی ادھر منہ نہیں کیا پھر تم ہی بتاؤ کہ اگر تم نے اب تک ادھر منہ نہیں کیا تو وہ کونسا وقت آئیگا۔ جب تم ادھر منہ کرو گے تعجب کہ ابھی تم نے منہ بھی ادھر نہیں کیا۔ تو نہیں معلوم وہ کونسا زمانہ ہوگا جب تم اس راستہ پر چلو گے۔ کیا تم لوگوں نے زندگی کا ٹھیکہ لیا ہے۔ کہ تم نہیں مرو گے جب تک کہ تم اپنے مقصد کو نہ پا لو اس لئے تم سستی کرتے ہو کہ موت کے وقت اپنا کام کر لیں گے۔ تمہاری غفلتیں کب دور ہوں گی تم کب اپنے مقصد کو پاؤ گے وہ کیا تبدیلی آئیگی۔ اور کب آئیگی جب تم مسیح موعودؑ کے بتائے ہوئے راستے پر چلو گے۔

کیا ہم مومن اور مسلم ہیں

مومن اور مسلم کے الفاظ سے ہی تمہارے فرائض کا پتہ لگتا ہے مگر تم اس پر غور نہیں کرتے۔ مسلم کہتے ہیں فرمانبردار کو ایسا فرمانبردار جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے۔ مومن اسکو کہتے ہیں جسکو خدا پر کامل یقین ہو۔ جو امن میں ہو اور دنیا کو امن دینے والا ہو لیکن تم میں سے ہر ایک اپنی حالت پر غور کرے کہ کیا تم میں یہ حالت ہے کہ تم ان صفات کو اپنے اندر پاتے ہو؟ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جب کوئی ابتلا آجاتا ہے۔ ترقی نہ ملے تو تمہارا ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ معمولی باتوں پر جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو ابتلا آ گیا وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ وہ ابتلا برداشت نہیں کر سکتے اگر کہیں کہ بڑی بڑی ٹھوکریں انھوں نے کھائیں۔ اور سلامت رہے تو میں کہونگا کہ وہ ٹھوکریں ان کے لئے ابتلا نہ تھیں ان کے لئے یہی ابتلا تھا جس کو برداشت نہ کر سکے۔ کیا ترقی کا نہ ہونا یا کسی اور معاملہ میں ان کی خواہش کا پورا نہ ہونا ایسا ہے جس سے ان کا ایمان متزلزل ہو جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جنکا مسیح موعودؑ کی آمد یا صداقت سے کوئی تعلق نہیں تم میں سے بڑے بڑوں کو یعنی ان کو جو دوسروں کو بڑے اور اہل الرائے نظر آتے ہیں۔ مسیح موعودؑ پر شک پیدا ہو جاتا ہے۔

صحابہ میں ثابت قدم بہت تھے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ایسی کمزوریاں ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتی ہیں تو اس قسم کی کمزوریاں تو صحابہ میں بھی تھیں۔ مگر میں کہتا ہوں بعض صحابہ نے بھی کمزوریاں دکھائیں لیکن کمزوریاں دکھانے والوں کے مقابلہ میں ثبات اور اعلیٰ ایمان دکھانے والوں کی تعداد بہت اور بہت زیادہ ہے۔ تم میں سے تو کمزوریاں دکھانے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور صحابہ میں جرات ایمانی دکھانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے تم میں ثبات دکھانے والے ایک دو ہیں اور وہ بھی ہندوستان سے باہر ہیں۔ تم میں کم ہیں جن کے متعلق میرا دل گواہی دیتا ہو کہ وہ خواہ کیسے ہی حالات میں سے گذریں۔ ان پر کوئی ابتلا نہیں آسکتا۔

تم میں بہت ابتک مؤلفۃ القلوب کے سے سلوک کے متوقع ہیں

تم میں ابھی ایسے لوگ ہیں جو توقع رکھتے ہیں کہ ان سے مؤلفۃ القلوب والا معاملہ کیا جائے۔ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں ایک شخص جو تیس برس سے مسلمان ہو چکا تھا مجھے کہنے لگا مؤلفۃ القلوب سے مراد وہ [illegible] مؤلفۃ القلوب وہ لوگ ہوتے ہیں جو بعض دنیاوی [illegible] سے اسلام کا اظہار نہ کر سکتے ہوں ان دکھوں کے دور کرنے میں ان کی مدد کی جائے۔ تاکہ وہ جرأت سے اسلام کا اظہار کر سکیں۔ اگر تم باوجود زبان سے اقرار اسلام و ایمان کر لینے کے پھر بھی مؤلفۃ القلوب کے سے سلوک کے متوقع ہو تو مومنوں میں کب شامل ہوگے۔ ایسے لوگوں سے مؤلفۃ القلوب اچھے ہیں کیونکہ انکی امید ہے [illegible] اقرار اسکے باوجود پھر پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ [illegible] ایمان پر مضبوط نہیں اور ان کے قدم لڑکھڑا رہے ہیں۔ ابھی تو تمہاری وہ حالت بھی نہیں جو تم دعوے کرو کہ تم مومن ہو۔ اگر خدا کہے کہ تم مومن نہیں بلکہ مسلم ہو۔ گویا ابھی خدا سے مسلم کا خطاب پانے کے لئے ایک اور زمانہ آنے کے امیدوار ہو۔

پس ابتلا وہی ہے جسکو انسان محسوس کر سکے اور قدم لڑکھڑانے لگیں۔ اور پھر ایمان پر ثابت قدمی ہے۔ یہ محض دھوکہ ہے کہ کہا جائے ہم نے فلاں فلاں ابتلا کو برداشت کیا اصل بات یہ ہے کہ جس کو برداشت کیا وہ ابتلا ہی تمہارے لئے نہ تھا۔ بلکہ اوروں کے لئے تھا۔

خدا کے طالب ہو تو مسیح موعودؑ کے پیچھے چلو

اگر تم خدا سے ملنا چاہتے ہو تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم ان قواعد پر عمل کرو جن سے خدا ملتا ہے ورنہ تمہارے مقام [illegible] سراب کے کھڑے ہوں گے۔ جن سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

غیر ممالک کی خبریں

انور پاشا کو وقایہ لندن کی خبر ہے کہ جمہوریہ آذربائیجان میں بالشویکوں کے خلاف غدر ہوا ہو۔ ملیچ کارا باغ میں مشہور آذربائیجان عبدالسلطان ہے کہ مقابلہ میں روسی سپاہ کا بڑا نقصان ہوا۔ ہزار مقتول۔ ۳ ہزار زخمی چھ ملکی توپیں۔ ۱۰ کلدار توپیں ہاتھ لگیں سوویٹ حکومت کے کہنے پر انور پاشا ۲۹ ہمراہیوں کو ساتھ لے کر شمالی کوہ قاف میں آگئے ہیں تاکہ توسم ہزیمت آذربائیجانی دار باغیوں میں گفت و شنید ہو جائے۔

یونانیوں کی پسپائی کی رفتار لندن ۱۱ اکتوبر۔ رائٹر کا بیان ہے کہ یونانی ذرائع سے موجودہ حالت جنگ کی نسبت پتہ چلتا ہے کہ یونانی محاذ بدستور ہے ترک عسکی شہر کے شمال میں یونانی بیسرہ کو دیکھ بھال کر رہے ہیں لیکن ان کی توجہ زیادہ تر جنوب کی جانب قرہ حصار کی طرف مبذول ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یونانی سپاہ مغرب میں ۳ میل روزانہ کی معمولی رفتار سے پسپا ہوئے ہیں۔

ایک قسطنطنیوی خبر مظہر ہے کہ ایشیا کوچک میں جنگ کے شعلے سرد ہو گئے۔ یونانیوں نے اپنی پسپائی کے دوران میں انگورا سے عسکی شہر تک سے میل تک ریلوے لائن تباہ کر ڈالی۔ ترکوں کو اپنی فوجی ضروریات کے لئے اس کو درست کرنا پڑا۔

خراسان کا لیڈر مارا گیا لندن ۹ اکتوبر حکومت ایران کا سرکاری بیان مظہر ہے کہ کرنل تقی نے جس کی سیادت میں صوبہ خراسان نے دو ماہ ہوئے خود مختاری کا اعلان کیا تھا شکست کھائی اور میدان میں مارا گیا اس کے رفقاء نے حکومت کی افواج کے سامنے ہتھیار ڈال دئے۔

روس کی طرف سے برطانیہ کے الزامات کا جواب لندن ۹ اکتوبر۔ بیم الحویائف کی طرف سے برطانیہ کو اپنے مراسلہ ۲۰ ستمبر کا جواب موصول ہو گیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اس بارے میں برطانیہ کے محکمہ خارجہ کو گمراہ کیا گیا ہے عہد نامہ انگلستان و روس کے بعد سے بولشویک حکومت نے ہندوستانی انقلاب پسندوں سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ ایشیائی بولشویک نمایندوں کو تاکید کر دی گئی ہے کہ وہ برطانیہ کے خلاف کسی تحریک میں حصہ لینے سے محترز رہیں۔

مسٹر ہینیکو کی پریشانی لندن ۹ اکتوبر انڈیا آفس نے وہ خط و کتابت شائع کی ہے جو مسٹر ہینیکو اور لارڈ لٹن کے درمیان اس کے بعد ہوئی جبکہ ہندوستان کی لیجسلیٹو اسمبلی نے لارڈ لٹن کی کمیٹی کے اخراجات کے لئے دو لاکھ روپیہ دینا نامنظور کر دیا۔ جسے مسٹر ہینیکو نے ولایت میں تعلیم پانے والے ہندوستانی طلباء کے معاملات پر غور کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔

مسٹر موصوف نے لارڈ لٹن اور اس کے ساتھیوں سے تکلیف اٹھانے کے بارے میں معذرت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں اسمبلی کے اس فیصلہ سے اختلاف کے باوجود اس امر کی شکایت نہیں کرونگا۔ کہ اسمبلی نے ان اختیارات کا استعمال کیا ہے۔ جو میرے مشورے سے پارلیمنٹ نے اسے دئے ہیں۔ اس لئے آپ اس سال کا جانا ملتوی کر دیں۔ آپ نے جو تحقیقات ہندوستانی طلباء کے لئے کی ہے وہ مجھے مہیا کر دیں ممکن ہے آپ کی رپورٹ سے اسمبلی کو معلوم ہو کہ اس کمیٹی کا ہندوستان جانا کس قدر ضروری تھا۔

یونان کا ترکوں سے لڑنے کا مقصد ایتھنز ۹ اکتوبر ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ یونان کا مقصد علاقہ فتح کرنا نہیں۔ بلکہ یہ کہ کمال پاشا واقعات کی پوزیشن کو تسلیم کریں برطانیہ نے اعتدال کا مشورہ دیا تھا۔ اس کے جواب میں یونانی گورنمنٹ کا اعلان ہے کہ ہم علاقہ فتح کرنے کے لئے جنگ نہیں کر رہے۔ ہم اپنے مخالفوں کے ساتھ اعتدال کا سلوک کرینگے۔

پیٹرو گراڈ میں حالت جنگ کا اعلان ریوال ۸ اکتوبر پیٹرو گراڈ کے سوویٹ نے یکم اکتوبر سے پیٹرو گراڈ میں حالت جنگ کا اعلان کیا ہے قحط کی وجہ سے بہت سے کمیونسٹ علیحدہ ہو گئے ہیں۔ کسانوں کی طرف سے جو زمینوں کی پرائیویٹ ملکیت کے حق میں ہیں۔ بہت مخالفت ہو رہی ہے۔

ٹریڈ کمشنر مقرر کرنے کی تجویز

ریگا کا ایک تار مظہر ہے کہ ڈائنامیٹ کے کارتوس گاڑی کو تباہ کرنے کی غرض سے ریلوے پر رکھ دئے گئے۔ لیکن ایک مال گاڑی ٹراٹسکی کی گاڑی کی بجائے جو پیچھے آ رہی تھی۔ اڑ گئی۔ مال گاڑی کی چالیس گاڑیاں بالکل تباہ ہو گئیں متعدد جانوں کا بھی نقصان ہوا ہے۔

فرانس اور جرمنی کا معاہدہ لندن ۱۱ اکتوبر فرانس اور جرمنی کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے جس کی رو سے جرمنی تاوان جنگ کو نقدی کی صورت میں ادا کرنے کی بجائے جنس کی صورت میں ادا کریگا۔

افیون قرا حصار پر یونانیوں کی فتح لندن ۱۱ اکتوبر ایتھنز کا تار مظہر ہے کہ ایک یونانی سرکاری اعلان میں یہ دعوے کیا گیا ہے کہ ۳۰ ستمبر کو افیون قرا حصار کے قریب علاقہ میں جو جنگ شروع ہوئی تھی۔ وہ ۸ اکتوبر کو ختم ہو گئی اور اس میں یونانیوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی ترکوں کو پسپا ہوتے وقت سخت نقصانات اٹھانے پڑے۔

انگریز ایران سے واپس آ رہے ہیں لندن ۱۱ اکتوبر رائٹر کا بیان ہے کہ چونکہ جنوبی ایران سے انگریزی فوجوں کو ہٹا لینا پڑا ہے۔ اس لئے شیراز کی برطانوی قنصل نے حکم دیا ہے کہ اس علاقہ سے تمام انگریز مع اپنے اہل و عیال کے روانہ ہو جائیں کیونکہ ان کی حفاظت کے لئے کوئی فوج نہیں رہی ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

بحوالہ اس دفتر کے نوٹس مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۲۱ء پبلک کو اطلاع دی گئی تھی۔ کہ اب کھانے کی گاڑی ۵۵ اپ اور ۶۸ ڈون بمبئی میل کے ساتھ لاہور اور امرتسر کے درمیان ۱۵ اکتوبر تک چلیگی۔ یہ کھانے کی گاڑی دوسری اطلاع تک اسی طرح چلتی رہے گی۔

دفتر ٹریفک منیجر
لاہور
۱۳ اکتوبر ۱۹۲۱ء

ڈی۔ ایچ بولتھ
ٹریفک منیجر

THE ALFAZL QADIAN
ایل نمبر ۴۲۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

اب گیا وقت نزاع | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | دین کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے
متعلق خط و کتابت بنام
مینیجر ہو

ایڈیٹر - غلام نبی ⁂ اسسٹنٹ - ظہور احمد خان

فہرست

نمبر ۳۱ | مورخہ ۲۰ - اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۷ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ۱۵ تاریخ ۱۰۰ کے قریب حرارت ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ تمام جسم میں درد بھی رہا۔ ۱۶ تاریخ نسبتاً آرام رہا۔ ۱۲ بجے تک بخار رہا ہوا اور اس کے بعد کم ہوا۔ ۱۷ تاریخ سے بفضل خدا حضور کو آرام ہے۔

۱۷ تاریخ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مالیرکوٹلہ سے معہ سارے خاندان تشریف لے آئے۔

دو دن کے جھکڑ کے بعد ۱۶ کی رات کو خوب زور سے بارش ہوئی۔ جس سے موسم میں نمایاں تغیر ہو گیا۔

ہیڈ ماسٹر انسپکٹر آف سکولز نے مدرسہ احمدیہ کا معائنہ کیا۔

نظم

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

بتانِ ہند کو اک روز رام کرینگے
خدا کے فضل سے ہم اپنا کام کرینگے

نگاہِ لطف جو ساقی کی اٹھ گئی ناگاہ
تو بیٹھے بیٹھے یہیں سے سلام کرینگے

ڈرا رہے ہیں کہ یوں ہوگا اور یوں ہوگا
وہ آئیں شوق سے ہم انتظام کرینگے

کریگا کون جہاں میں اشاعتِ اسلام
مرے نبی کے صحابہ کرام کرینگے

یہ جی میں ٹھانی ہے اے حسن پاکباز کہ ہم
تمہارے عشق میں کچھ اپنا نام کرینگے

تری تلاش میں جو پھر رہے ہیں خانہ بدوش
وہی تو جنتِ ماویٰ مقام کرینگے

نصیب ہو نہیں سکتی ہے منزلِ مقصود
ہمارے دوست اگر سست گام کرینگے

سفر ہے دور کا آرام کیا کریں یارو!
بڑھے چلو ابھی۔ آگے قیام کرینگے

رہینگے ہم درِ جاناں پہ ناصیہ فرسا
اسی عبادتِ حق کا دوام کرینگے

نہ بھولتی ہیں نہ بھولینگی نرگسی آنکھیں
ہم ان کی یاد میں سونا حرام کرینگے

مری محبتِ صادق کا کیا صلہ تھا یہی
کہ میل جول رقیبوں سے عام کرینگے

نہ بولینگے نہ کبھی حال دل ہی کھولینگے
بس آج رات سے یہ التزام کرینگے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۰ - اکتوبر ۱۹۳۱ء

افریقہ میں احمدیت کی کامیابی

پندرہ (۱۵) ہزار نفوس احمدیت کے لئے تیار

ایک مسیحی بادشاہ کو تبلیغ

مسیح موعود کے کپڑوں سے بادشاہ برکت ڈھونڈتا ہوا

پرنس سراقہ اگرنگبی کی تار کے ذریعہ دعوت پر میں ابیوکوٹہ گیا۔ یہ قصبہ لیگوس سے ۶۰ میل ہے۔ اس کی آبادی ۰۰۰، ۵۱ نفوس ہے۔ بجلی کی روشنی اور عمدہ سڑکیں ہیں۔ ریاست ابیوکوٹہ کا جس کے فرمانروا قوم ایگبا (Egba) کے نام سے موسوم ہیں۔ دارالریاست ہے۔ مسلمانوں کی آبادی پندرہ ہزار سے زیادہ ہے۔ یہاں میں نے عام دو لیکچر دیئے۔ اور مسیحی والیئے ریاست کو جو اپنے شاہی لباس اور تاج کے ساتھ دربار میں تشریف فرما ہوئے۔ تبلیغ اسلام کی۔ اور مسیح کی آمد ثانی سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بائبل سے سنائیں۔ اور مسلمانوں کی طرف زیادہ توجہ کرنے کی درخواست کی۔ رئیس مذکور روشن خیال ہے۔ یورپ ہو آیا ہے۔ انگریزی خوب بولتا ہے۔ اور الحمدللہ کہ His Royal Highness King alake ademola II ہز رائل ہائینس شاہ ایلیے اڈیمولا ثانی میری تبلیغ سے متاثر ہوئے۔ مجھے ایک شاندار Turban بطور نذر بھیجی۔ صاحب ریزیڈنٹ کو بلا کر اپنے ہاں ملاقات کرائی اور میرے ساتھ فوٹو کھچوایا۔ اور سب سے زیادہ خوشی کی یہ بات ہے کہ اس رئیس نے حضرت مسیح موعود کا

الہام "کپڑوں سے برکت" ڈھونڈنے کے متعلق مجھ سے بھی فوراً درخواست کی ہے

I seek blessings from his clothes give me one میں ان کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈتا ہوں۔ مجھے کوئی کپڑا منگوا دو۔

تمام قصبہ احمدیت کے لئے تیار ہے

میرے جانے سے قبل ابیوکوٹہ میں مخالفین نے مختلف افواہیں اڑا رکھی تھیں۔ عوام کو مجھ سے بدظن کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر وہ تقریریں سننے اور حضرت مسیح موعود کی بعثت کے پیغام سے اطلاع پانے پر شہر میں ایک محبت آمیز جوش پھیل گیا۔ اور بعض حاجی لوگ آئے۔ اور اپنی رؤیا سنائیں۔ حاجی حسن نے فرمایا چار روز ہوئے۔ میں نے آپکو یہاں وعظ کرتے دیکھا تھا۔

حاجی محمد اداس "حج بیت اللہ سے واپسی پر میں نے ایک جماعت کو درس قرآن میں مصروف دیکھا۔ اور مجھے کہا گیا۔ کہ یہ مہدی کی جماعت ہے"۔

خاندان ریاست کے مسلمان ممبر نے کہا کہ "میں نے رات آپکو یہیں پڑھاتے دیکھا"۔

ایک معزز الفا (مولوی) نے رؤیا سنائی کہ میں نے دیکھا کہ ایک وائٹ مین (White man) آیا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میں مہدی ہوں"

ان تمام رؤیا کی بناء پر لوگوں کی ایک بڑی جماعت بلکہ کل قصبہ تیار ہے۔ کہ حق قبول کرے۔ اور وہ سیدنا مسیح موعود کا پیغام قبول کرنے پر آمادہ ہے۔ میں نے صرف رئیس مسلمانان شہزادہ الفاعلی اگرنگبی Prince alfaali کی جو فرمانروا رئیس کے چچا اور سابق فرمانروا کے بھائی ہیں۔ بیعت قبول کی۔ اور ان کو حق پر تیار اور پوری تبلیغ کے بعد احمدیت قبول کرنے پر آمادہ پاکر اور ان کی ضعیف معمر حالت کو دیکھ کر ان کی بیعت لے لی۔ اور مجھے کہا گیا ہے کہ یہ دراصل تمام شہر کی بیعت ہے یعنی پندرہ ہزار نفوس احمدیت میں داخل ہو گیا ہے۔ لیکن میں ابھی تک اسے صرف ایک نہایت اہم شخص کی بیعت تصور کرتا۔ اور کل شہر کے باقاعدہ داخل بیعت ہونے تک اللہ کے فضلوں کا اظہار کرتا ہوا دعا اور التجا کرتا ہوں کہ پندرہ ہزار آدمی انشاءاللہ تیار ہے۔

ناچیز راہیں کام

میرے زندہ خدا کی تعریف ہو۔ اور میرے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے بروز احمد قادیانی علیہ السلام پر صلوٰۃ و سلام ہو کہ مجھ ناتواں کی ادنیٰ خدمات کو قبول کر لیا۔ اور جب شہر لیگوس آئے وقت حالت بے چینی میں پایا۔ اور حاکم و محکوم کے تعلقات کو ناخوشگوار دیکھا۔ اسے ۴ ماہ کے بعد جاتے وقت حالت امن میں ملاحظہ کرتا ہوں۔ اور جس جگہ کہ پہلے قریباً ۱۰۰ احمدی تھے۔ مگر میری آمد کے وقت صرف ۳۰ آدمی باقاعدہ ممبر رہ گئے تھے۔ وہاں ۴ ماہ کی ناچیز کوشش کے بعد محض فضل الٰہی سے دس ہزار کی مخلص جماعت چھوڑ جاتا ہوں۔ جہاں صرف ایک اور وہ بھی کرایہ کی جگہ پر مسجد یا نماز گاہ احمدیہ تھی۔ وہاں اب ۱۰ عمدہ شاندار خوب آراستہ مساجد احمدیہ ہیں۔ جہاں "محمدن" نام ایک گالی تھا۔ اب "احمدی مسلم" معزز نام ہے۔ اور جہاں لوگ احمدیت سے متنفر تھے۔ اب وہ صرف قریب بلکہ عجب نہیں کہ ۳۹ ہزار کی اور جماعت داخل سلسلہ احمدیہ ہو جائے یہ نائیجیریا کی کیفیت ہے۔ مگر اللہ کے فضل سے ابیوکوٹہ اور پورٹ ہارکورٹ میں بھی باقاعدہ جماعتیں قائم ہو گئی ہیں۔

ڈہومی میں مشن

ریاست ڈہومی علاقہ فرانس میں مشن قائم کر دیا جا چکا ہے۔ عزیزی اخویم اسمٰعیل تیشیا وہاں پر تجارت کے ساتھ تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ان کی پہلی رپورٹ دربار خلافت میں ارسال کی ہے۔ باقاعدہ درس قرآن اور لیکچر ہوتے ہیں۔ وحشی مسلمانوں کو مہذب بنانے اور وحشی بت پرستوں کو مسلمان کرنے کی کوشش جاری ہے۔ چونکہ زبان وہاں بھی یوروبا ہے اسلئے تبلیغ کا کام آسان ہے۔ اخویم اسمٰعیل لکھتے ہیں کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک جماعت صرف اس امر کی منتظر ہے کہ لاگوس کی جماعت کوئی فیصلہ کرے تا مخالفت کے سامان جہاں تک ہو سکے کم ہوں۔ "احمد المسیح الموعود" عربی اور انگریزی رسالہ جات فرنچ ٹرانسلیشن اور اسلام کی متعدد کاپیاں وہاں بھیجی جا چکی ہیں۔ اللہ کے فضل سے بہت امید ہے۔ ایک دوسرے سے جنگ کرنیوالے

مسلمان انشاء اللہ وحدت کا جام پیکر ایک امام کے ماتحت ہوجائینگے ۔

ایک اخبار کی رائے

نیگریا کے نصف درجن اخبارات و رسائل میں سے متین و معقول صرف ایک اخبار ہے۔ اور وہ افریقن ہے جو The African Messenger کے نام سے موسوم ہے۔ اس اخبار نے ۴ ۔ اگست ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں بعنوان "جماعت احمدیہ کی سالانہ کانفرنس لیگوس میں آئندہ دسمبر میں ہوگی" حسب ذیل نوٹ لکھا ہے:-

"مسلمانوں کے لئے یہ ایک قابل افسوس امر ہے کہ مولوی اے۔ آر۔ نیر لیگوس سے عنقریب گولڈ کوسٹ جانے والے ہیں۔ تا وہاں کے احمدی مسلمانوں کے ساتھ اپنے وعدہ واپسی کا ایفا کریں۔ چونکہ لیگوس میں اور کوئی مبلغ نہیں ہے۔ اسلئے ان کی عدم موجودگی کا ان ایام میں بہت احساس ہوگا۔

"مولوی صاحب اسلامی سادگی کا ایک عمدہ نمونہ ہیں۔ اور اپنے مختصر قیام کے زمانہ میں انہوں نے مقامی مسلمانوں کے مختلف طبقوں سے خراج عقیدت حاصل کرلیا ہے۔ قیام لیگوس کے زمانہ میں مولوی صاحب نہایت مصروف رہے۔ وہ کبھی شہر کے مسلمانوں کے ساتھ چٹائی پر بیٹھے دکھائی دیتے تھے۔ اور کبھی اونچے ممبر پر سے مسلمانوں اور مسیحیوں کو انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اپنے مجوزہ دورہ میں مولوی صاحب نہ صرف گولڈ کوسٹ اور سیرالیون کا سفر کرنے کی امید کرتے ہیں۔ بلکہ ان کا ارادہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو لائبیریا اور گیمبیا بھی جائیں۔ اور سال کے آخر میں مغربی افریقہ احمدیہ کانفرنس کے لئے لیگوس میں آئیں۔

ہم مولوی صاحب کو ان کے مشن کی کامیابی پر مبارکباد دیتے اور خدا حافظ کہتے ہیں"۔

اخلاص جماعت ۱۰۰ پونڈ چندہ

میں اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ نائجیریا کی جماعت بہت مخلص ہے۔ خدا کے راہ میں خرچ کرنے سے انکو دریغ نہیں۔ ان کے مقامی اخراجات اسقدر ہیں۔ کہ ابھی تک وہ مرکز کی طرف توجہ کرنے کے قابل نہیں ہوئے۔ تاہم میری اپیل پر مندرجہ ذیل سابق ممبران جماعت نے منارۃ المسیح کے لیمپوں کے لئے ۵۱ پونڈ ۲ شلنگ کی رقم حضور خلیفۃ المسیح میں ارسال کردی ہے:-

(۱) مسٹر محمد یعقوب پریذیڈنٹ مجلس منتظم —۰—۷
(۲) مسٹر قاسم اجے امام مسجد و جنرل سیکرٹری ۔۔۔۔۷
(۳) مسٹر جبرائیل مارٹن سیکرٹری جنرل —۰—۷
(۴) مسٹر مشہود ڈیالا تاجر —۰—۷
(۵) مسٹر اشمو ابراہیم کلرک —۰—۷
(۶) مسٹر بدرالدین تیبی سوکون اسسٹنٹ سیکرٹری ۔۔۔۔۷
(۷) مسٹر یوگن واٹس پریذیڈنٹ ۰—۱۰—۳
(۸) مسٹر شو ونڈے کلرک ۰—۱۰—۳
(۹) مسٹر اکیباجی " ۰—۲—۲

کل میزان ۰۰—۲ شلنگ —۵۱ پونڈ

یہ رقم میرے ایک خطبہ جمعہ کا نتیجہ ہے۔ اور یہ اسوقت کا خطبہ ہے۔ جب جماعت کے مخلص افراد صرف ۳۰ تھے اور یہ سب مطلی انہی سابقون میں سے ہیں۔ میرے حریص قلب نے چاہا۔ کہ چونکہ منارۃ المسیح کی تکمیل پر بہت برکات کا نزول ہے۔ اس لئے روشنی کی تکمیل دسمبر سے پہلے ہوجائے اللہ کے مسیح نے ۴۰۰ روپیہ (گھڑیال) اور ۱۰۰ روپیہ لیمپ کیلئے طلب فرمایا تھا۔ مگر اس کے ادنیٰ نائجیرین غلام آج ۱۰۰ کی بجائے ۷۶۶ روپیہ ۱۴ آنے محض لیمپوں کے لئے نذر کرتے ہیں۔ اور اگر ۵۰۰ روپیہ میں محض لیمپ آسکیں۔ تو بقایا رقم مد گھڑیال میں جمع رہیگی۔ جس کے لئے انشاء اللہ نائجیریا اور معقول رقم دیگا اس چندہ کے علاوہ ۰۵ پونڈ نئی جماعت نے اخراجات مبلغ کی مد میں چندہ دیا۔

نظام جماعت

اللہ کی عنایت سے جماعت کو نظام کے نیچے لایا جا رہا ہے آنے سے قبل جو تین مجلسیں یعنی مجلس منتظم۔ مجلس کبریٰ اور مجلس نسوان یہاں مذہب میں نے مقرر کی تھیں۔ وہ اب باقاعدہ کام کرنے لگ گئی ہیں۔ اگرچہ یہ خط میں سالٹ پانڈ سے لکھ رہا ہوں۔ مگر نائجیریا سے جو تازہ ڈاک آئی ہے۔ وہ یہ خوشخبری لائی ہے۔ کہ کام عمدہ بنیاد پر شروع ہے۔ تقریریں باہر ہوتی ہیں۔ درس جاری ہیں۔ مجلس ناظم و مجلس کبریٰ کے اجلاس ہو رہے ہیں سلسلہ رجوع کرنے نئی جماعت کی حسب ہدایات عاجز تربیت کی جارہی ہے عورتوں اور مردوں میں خوب اخلاص ہے۔ عید الضحیٰ کی نماز نہایت شان کے ساتھ جماعت نے ادا کی۔ عورتیں پردہ کا پورا پابند لیگوس کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نماز کے لئے کثیر تعداد میں گئیں۔ ہر شخص اس حیرت انگیز تبدیلی پر احمدیت کی صداقت کا قائل ہے۔ الحمد للہ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

لیگوس سے روانگی

لیگوس سے روانگی کے وقت بہت قلب پر بہت رقت تھی۔ اور نئی پرانی جماعت کا اخلاص دیکھ کر بار بار ان کے لئے دعا اور اپنے محسن مسیح موعود اور ان کی ذریت کے احسانات یاد آتے تھے۔ مجھ کو چھوڑنے آبادی سے ساحل سمندر تک۔ ایک جم غفیر دو رویہ تھا۔ ہر شخص مصافحہ کا متمنی تھا۔ مستورات چاہتی تھیں کہ وہ بندر تک مشایعت کے لئے جائیں۔ مگر میں نے ان کو مسجد سے ہی رخصت کردیا۔ اللہ ان کے ساتھ ہو۔ یہ عورتیں انشاء اللہ آئندہ نسل کو عمدگی سے احمدیت میں تیار کرینگی۔ جہاز پر کشتیاں رات کے دس بجے تک احباب کو لیکر آتی رہیں اور میں اس شہر سے ۴ ماہ کے قیام کے بعد بہت خوش بہت مسرور اور اللہ تعالیٰ کا شاکر ہوکر رخصت ہوا۔ الحمد للہ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

متفرق

ساحل گولڈ کوسٹ پر میں اسوقت دورہ میں مصروف ہوں۔ یہاں کی جماعت بہت پھیلی ہوئی ہے۔ کئی سو میل کے رقبہ میں چار پانچ ہزار احمدی ہیں جو کسی گاؤں میں دو تین کسی میں دس۔ کہیں اس سے زیادہ ہیں میں موٹر میں دورہ کرتا ہوں۔ مگر اکثر مقام ہیں کہ وہاں موٹر نہیں جاسکتی انشاء اللہ پیدل جاؤں گا۔ اس دورہ کی کیفیت اور مفصل حالات اگلے خط میں انشاء اللہ لکھونگا کل ۲۸۔ اگست کی شام کو اندرون ملک سے واپس آیا تھا صبح پھر جاتا ہوں۔ یہ خط رات کے وقت لکھ رہا ہوں۔ اسلئے احباب کرام خطوط کے جواب کا میری طرف سے انتظار نہ کریں۔ ہاں یہ مہربانی ہوگی کہ اس عاجز مسافر کو وطن اور پیاروں دوستوں کے حالات سے آگاہ کرنے کے لئے دوست خط لکھتے رہیں۔ اور یقین رکھیں کہ مجھے سب یاد ہیں۔ سب کے لئے دعا گو ہوں۔

طالب دعا۔ عبد الرحیم نیر از سالٹ پانڈ۔ ۲۹۔ اگست ۱۹۲۱ء

پرکاش نے الفضل کا مطلب غلط سمجھا

کہا جاتا ہے کہ مالابار میں جاہل مسلمانوں نے زبردستی کچھ ہندوؤں کو "مسلمان" بنالیا۔ اسپر انگریزی [illegible] اور جبہ پوش مولویوں نے متفقہ طور پر موپلوں کی اس جاہلانہ کارروائی کو خلاف اسلام بتایا۔ ۲ ستمبر کے الفضل میں "جبراً مسلمان بنانا" کے عنوان سے ایک مفصل نوٹ لکھا گیا۔ اور اس میں وضاحت کی گئی تھی۔ کہ اسلام تو واقعی کسی پر مذہبی معاملہ میں جبر کو روا نہیں رکھتا مگر آجکل کے مسلمان اور بالخصوص علماء اس امید پر جی رہے ہیں کہ حضرت امام مہدی اور جناب عیسیٰ علیہ السلام آکر سب غیر مذاہب کے لوگوں کو تلوار کے ذریعہ مسلمان بنا لینگے۔ جب مولویوں کا یہ فعل ان علماء کے نزدیک خلاف شریعت حقہ اسلامیہ ہے اور واقعی یہ بات بھی درست ہے تو امام مہدی اور جناب مسیح کا فعل کس طرح درست اور شریعت کے مطابق ہوگا۔

۲۱ اکتوبر کے پرکاش نے "الفضل" کے اس مضمون میں سے یہ حصہ نقل کیا ہے۔ کہ

"یہ سب کچھ صحیح ہے کہ اسلام کسی کو جبراً مسلمان بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور صاف طور پر بتاتا ہے کہ دین میں جبر نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن باوجود اس کے ہمارے مسلمان بھائیوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ امام مہدی جب ظاہر ہوں گے اور حضرت عیسیٰ آسمان سے اترینگے۔ تو تلوار کے ذریعہ تمام دنیا کو مسلمان بنائینگے اور ان کے زمانے میں غیر مذہب کا کوئی انسان روئے زمین پر نہیں رہ سکیگا"

پرکاش اس کے متعلق لکھتا ہے۔

"اس کا جواب مسلمان ہی دے سکتے ہیں۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے ہمعصر کی یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے وہ کہتا ہے کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو امام مہدی مان لو تب تو اعتراض دور نہیں ہوتا ورنہ اسلام کے مطابق تو جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو تلوار کے ذریعہ تمام دنیا کو مسلمان بنا لینگے"

نوٹ:- معلوم ہوتا ہے کہ "نہیں" غلطی سے لکھا گیا کیونکہ پرکاش کا جو مطلب ہے وہ اس "نہیں" سے نہیں نکلتا۔ (الفضل) [illegible]

یہ تو صحیح ہے کہ اسکا جواب دینا مسلمانوں کا فرض ہے مگر الفضل کی تحریر کو سمجھتے ہوئے آریہ معاصر نے اسلام پر جو حملہ کیا ہے وہ اول تو بدنیتی ورنہ سخت درجہ کی ناواقفیت پر مبنی ہے اور تعجب یہ ہے کہ آریہ معاصر باوجود الفضل کی عبارت نقل کرنے کے غلط نتیجہ نکالتا ہے۔ الفضل کے مضمون کا جتنا حصہ پرکاش نے نقل کیا ہے وہی اس کے اعتراض کا خود جواب ہے۔ مگر نہیں معلوم کیوں اسے پھر اسلام پر اعتراض کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

الفضل نے مذکورہ بالا مضمون میں صاف طور پر یہ بتایا ہے کہ اسلام تو زبردستی کسی کو مسلمان بنانا روا نہیں رکھتا مگر باوجود اسکے موجودہ مسلمان عوام اور علماء اسلام میں مبعوث ہونے والے مصلحین کی یہ ڈیوٹی بتاتے ہیں کہ وہ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنائینگے لیکن یہ ان کی غلطی ہے اور یہ ان کا عقیدہ اسلام کے خلاف ہے۔ جب اسلام مذہب میں سختی کے خلاف ہے تو امام مہدی اور مسیح کیوں سختی کرینگے۔ اور اگر کرینگے تو وہ اسلام کے خلاف ہوگی معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ علماء کا غلط ہے اس کو چھوڑ کر ان کو سچے مہدی کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ جو کہتا ہے کہ

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

پس الفضل کا ہرگز یہ منشاء نہیں جیسا کہ [illegible] بنا رہا ہے۔ کہ اسلام سختی کا موید ہے۔ الفضل تو یہی کہتا ہے۔ اور یہی اس نے کہا کہ اسلام سختی کا مخالف ہے۔ سختی کے قائل مسلمان علماء ہیں جنہیں اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہئے۔

وحی الٰہی کا دروازہ بند نہیں

مسٹر محمد علی نے اپنے مقدمہ میں جو بیان دیا ہے۔ اس میں ایک جگہ بلا ضرورت اور بلا وجہ الہام الٰہی کو ہمیشہ کے لئے بند قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ

"حضور (رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے وصال کے تین ماہ پہلے جبکہ وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا حج کرنے کے لئے تشریف لیگئے" (زمیندار ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسٹر محمد علی نے یہ ایسی بات بیان کی ہے۔ کہ اگر اسے درست مان لیا جائے تو اسلام بھی ایک ایسا ہی مردہ مذہب ماننا پڑتا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مذاہب ہیں۔ کیونکہ وہ مذہب جو دنیا میں خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں پیدا کرا سکتا۔ جو خدا تعالیٰ کے کلام سے مشرف نہیں کر سکتا۔ جو خدا تعالیٰ سے مشرف مکالمہ نہیں بخش سکتا وہ زندہ مذہب نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ اس کا خدا زندہ خدا ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں مشرکوں کے مقابلہ میں متعدد مقامات پر ان کے معبودوں کے باطل ہونے کی یہ دلیل دی ہے۔ کہ وہ بولتے نہیں۔ وہ اپنے ماننے والوں کی پکار کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اب اگر وحی الٰہی کے دروازہ کو بند مانا جائے۔ تو خدا تعالیٰ پر بھی وہی اعتراض وارد ہوگا۔ جو معبودان باطلہ پر خود خدا تعالیٰ نے کیا۔

سمجھ میں نہیں آتا خدا تعالیٰ کو کلام کرنے کی صفت سے کیوں محروم کیا جاتا ہے۔ اور اس میں کیا فائدہ مدنظر ہے۔ اگر خدا ہمیشہ سے اپنے بندوں کے ساتھ کلام کرتا آیا ہے۔ تو ہمیشہ تک کرتا رہیگا۔ اور اس کی یہ صفت کبھی معطل نہ ہوگی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ اس لئے نہیں آئے تھے۔ کہ آپ کے آنے کے بعد خدا تعالیٰ میں کلام کرنے کی صفت نہ رہے۔ اور نہ آپ اس لئے آئے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ آئندہ اپنے بندوں کو شرف مکالمہ سے محروم کردے۔ اور کسی کو اپنے قرب اور رضامندی کی گود میں نہ لے۔ بلکہ آپ تو لوگوں کو خدا کے محبوب بنانے آئے تھے۔ اور آپ کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کے پیارے بنے اور بنتے رہینگے۔ پھر کیا یہ ممکن ہے کہ خدا اپنے محبوب اور پیاروں سے کلام نہ کرے۔

کاش مسلمان سمجھیں۔ کہ وہ کیسے غلط اور خلاف اسلام عقائد کو اپنے دل میں جگہ دئے ہوئے ہیں۔ اور کس طرح اسلام کی مقدس تعلیم کے خلاف چل رہے ہیں۔ ایسی صورت میں کیونکر امید کی جا سکتی ہے۔ کہ مسلمان بھی کامیابی اور کامرانی کا منہ دیکھ سکینگے۔ اور جن مصائب و آلام میں مبتلا ہیں۔ ان سے رہائی پائینگے۔

ہندو مسلم اتحاد اور گائے کی قربانی

بسلسلہ ملفوظات حضرت مجدد الف ثانی رح

ہمارے اکثر مسلمان بھائی جو اس وقت ہندو مسلم اتحاد کے شیدائی اور دینی و دنیوی ترقیوں کا دارومدار زیادہ تر ہندو لیڈروں کی رہنمائی پر ہی منحصر جانتے ہیں اور بلکہ سننے دو تین سالوں سے ہندو صاحبان کے خوش کرنے کی لئے عید قربان کے موقعہ پر پہلے سے ہی ہر شہر و دیہات میں بڑی مستعدی اور جانفشانی سے مسلمانوں کو متواتر فہمائش کرتے رہے ہیں۔ کہ خدا کے واسطے اس اسلامی شعار سے ایک دم دست بردار ہو جاؤ۔ مبادا ہندو صاحبان مسلمانوں سے ناراض اور آزردہ خاطر ہو جائیں۔ اور پھر ہم مقصد خلافت میں ہمیشہ کے لئے ناکام رہ جائیں گے۔ بعض ملا اور مولوی صاحبان نے تو یہاں تک فتوے دے دیا کہ قربانی کا انقدر و پیہ ہی خلافت فنڈ میں دیدو۔ یہ کافی ہے۔ بعضوں نے مشتہر کر دیا کہ شریعت اسلام میں گائے کی قربانی ایسی ضروری نہیں ہے۔ دوسری حدیثوں میں جانوروں بکری دنبہ کی قربانی بلکہ افضل بتلائی گئی ہے۔ غرض ہر طرح سے عوام اہل اسلام کو روکا گیا کہ اس شعار اسلامی کی بجا آوری سے باز رہیں بلکہ ہندو دنیا کی طرح ایک حد تک اس کی گوشت خوری سے نفرت پھیلانے کی اندر ہی اندر کوشش ہو رہی ہے اور جب کوئی بندۂ خدا بجا طور حرمت و احترام شعار اسلامی انکو فہمائش کرنا چاہتا ہے تو بہت برا مناتے ہیں۔ اور ایسے شخص کو جماعت میں پھوٹ اور نا اتفاق و اتحاد کے رنگ میں بھنگ ڈالنے والا خیال کیا جاتا ہے۔ ایسے حقیقت حال سے بے خبر مسلمانوں اور جوشیلے نوجوانوں کو چونکہ حضرت احمد قادیان کے ایک خادم کی بات تو خواہ قند و نبات ہی کیوں نہ ہو سخت تلخ و بدمزہ معلوم ہوتی ہے لہذا ذیل میں حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرہندی جو ہزار سال ہجری کے گذر جانے کے بعد جہانگیر بادشاہ کے عہد میں اپنے وقت کے مجدد تھے۔ ان کے مکتوبات شریف سے دو تین اقتباسات درج کرتا ہوں جس سے واضح ہو جائے گا کہ ہندو مسلم اتحاد کہاں تک موجب خیر و برکات قابل اعتماد ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ کہ مسئلہ قربانی گائے خاص شعار اسلامی کی شان رکھتا ہے یا نہ اور یہ کہ اس کی بجا آوری کہاں پابندی اس ملک میں ضروری ہے یا نہ؟

۱۔ مکتوب بنام لالہ بیگ

حمد و نعت اور صلوٰۃ کے بعد گذارش ہے کہ مدت تخمیناً ایک صدی سے اسلام پر اس قسم کی غربت چھا رہی ہے کہ کافر لوگ مسلمانوں کے شہروں میں صرف کفر کے احکام جاری کرنے پر راضی نہیں ہوتے۔ بلکہ چاہتے ہیں۔ کہ اسلامیہ احکام بالکل دور ہو جائیں اور اسلام اور اہل اسلام کا کچھ اثر نہ رہے۔ اور اس حد تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان شعار اسلامی کو ظاہر کرتا ہے۔ تو قتل کیا جاتا ہے۔ گائے کا ذبح کرنا ہندوستان میں اسلام کا بڑا شعار ہے۔ کفار جزیہ دینے پر شاید راضی ہو جائیں مگر گائے ذبح کرنے پر ہرگز راضی نہ ہونگے۔ سلطنت کے ابتدا ہی میں اگر مسلمانی نے رواج پا لیا۔ اور مسلمانوں نے اعتبار پیدا کر لیا تو بہتر ورنہ نعوذ باللہ اگر توقف ہو گیا تو مسلمانوں پر کام بہت مشکل ہو جائے گا الغیاث الغیاث الغیاث۔ دیکھئے کون صاحب دولت اس سعادت کو حاصل کرتا ہے اور کون بہادر اس دولت کو چھین لیتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ثبتنا اللہ وایاکم علی متابعۃ سید المرسلین وعلی الہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا مکتوب نمبر ۸۱

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ اردو مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۶۱

۲۔ بنام شیخ فرید صاحب

جس نے اہل کفر کو عزیز رکھا اس نے اہل اسلام کو خوار کیا۔ اپنی مجلسوں میں جگہ دینا اور ان کی ہمنشینی کرنا اور ان کے ساتھ گفتگو کرنا سب اعزاز میں داخل ہے اگر کوئی دنیاوی غرض ان کے متعلق ہو جو ان کے بغیر حاصل نہ ہوتی ہو۔ تو پھر بھی بے اعتباری کے طریق کو مد نظر رکھ کر بقدر ضرورت ان کے ساتھ میل جول رکھنا چاہئے۔ اور کمال اسلام تو یہ ہے کہ اس دنیاوی غرض سے در گذر کریں۔ اور ان کی طرف نہ جائیں۔ حق تعالیٰ نے اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر کا دشمن فرمایا ہے۔ پس ان خدا اور رسول کے دشمنوں کے ساتھ ملنا جلنا اور محبت کرنا بڑا بھاری گناہ ہے کم سے کم ضرر اس کی ہمنشینی اور ملنے جلنے میں یہ ہے کہ احکام شرعی کے جاری کرنے اور کفر کی رسموں کو مٹانے کی طاقت مغلوب ہو جاتی ہے۔ اور دوستی کا حیا اس کا مانع ہو جاتا ہے۔ اور یہ ضرر حقیقت میں بڑا ضرر ہے۔

خواجہ پندارد کہ مرد واصل است
حاصل خواجہ بجز پندار نیست

× × × ہندوستان میں اہل کفر سے جزیہ دور ہونے کا باعث یہی ہے کہ اہل کفر اس ملک کے بادشاہوں کے ساتھ ہمنشین ہیں × × × بادشاہوں کو کیا لائق ہے کہ جزیہ لینے سے منع کریں؟ × × × ان سے کچھ پوچھنا اور اس کے موافق عمل کرنے میں ان دشمنوں کی کمال عزت ہے۔ بھلا جو کوئی ان سے ہمت طلب کرے اور ان کے ذریعے دعا مانگے۔ دیکھیا فائدہ دیگی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے۔ "وما دعاء الکافرین الا فی ضلال" قبولیت کا یہاں کیا احتمال ہے؟ اس استقدر فساد ضرر لازم آتا ہے ان کی عزت بڑھ جاتی ہے۔ اگر یہ دعا بھی کریں گے تو اپنے بتوں کو درمیان میں وسیلہ لائیں گے۔ تو خیال کرنا چاہئے کہ یہ معاملہ کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ اور مسلمانی کی بو بھی رہنے نہیں دیتا۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ جب تک تم میں سے کوئی دیوانہ نہ ہو جائے مسلمانی تک نہیں پہنچتا۔ اس دیوانہ پن سے مراد یہ ہے کہ کلمہ اسلام کے بلند کرنے کیلئے اپنے نفع و ضرر سے در گذر کیا جائے مسلمانی کے ساتھ جو کچھ ہو جائے ہونے دو۔ اگر اس کے ساتھ کچھ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں کیونکہ مسلمانی خدائے تعالیٰ اور اس کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضامندی ہے اور رضا (رضائے الٰہی) سے بڑھکر کوئی دولت نہیں رضینا باللہ تعالیٰ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نبیاً و رسولاً۔ دیکھو مکتوب نمبر ۱۶۲ صفحہ ۲۵۲

۳۔ فاضل مترجم قاضی عالم دین لکھتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ سخت بیمار ہو گیا تھا۔ زندگانی کی کچھ امید باقی نہ رہی تھی۔ حضرت مجدد ہی کی دعا سے خدا نے بادشاہ کو شفا عطا فرمائی۔ تو وہ آخر آپ کے قدموں پر گر کر سلسلہ طریقت میں داخل ہوا اور یہ احکام شرعی بجا لانے لگا ۱۔ سجدہ دربار موقوف کیا گیا۔ ۲۔ گاؤ کشی میں آزادی

قرآن میں قسمیں کھائی گئی ہیں۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ جس پر جو اعتراض ہوتا ہے۔ وہ پیش کیا جائے۔ ناقۃ اللہ کے یہ معنی کرنا کہ خدا اونٹنی پر سوار ہوتا ہے مہاشہ جی کی قرآن دانی کا ثبوت ہے۔ رہی یہ بات کہ اسکی اونٹنی۔ اس پر کیا اعتراض ہے۔ اونٹنی کیا سب مخلوق خدا کی ہے۔ معمولی وجہ سے بھی نسبت دی جاتی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے گھوڑے کی زمین یا میز کا کپڑا۔ حالانکہ زمین گھوڑے کی نہیں ہوتی۔ مالک کی ہوتی ہے۔ اسی طرح چونکہ اس اونٹنی کو خدا نے اپنا نشان بنایا تھا۔ اس لئے اسے خدا کی اونٹنی کہا گیا۔ اس سے یہ کیسے نکلا کہ خدا اونٹنی پر سوار ہوتا ہے۔

مکار کا لفظ عربی ہے۔ اور اس کے معنے تدبیر کرنے والا ہیں۔ اردو کے معنی اس سے نہیں لئے جا سکتے۔ اور اگر دوسری زبان کے لفظ کو اس طرح دوسری زبان میں استعمال کر کے اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ تو کیا مہاشہ جی بتلائیں گے کہ جب وہ سندھیا میں اوم سواہا کہتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ پیشاب پر سواہا یعنی راکھ ڈالتے ہیں کیونکہ پنجابی میں سواہ راکھ کو کہتے ہیں۔

آدم میں روح پھونکنے پر کیا اعتراض ہے۔ ہر ایک روح خدا تعالیٰ کی ہے اور وہی جسم میں ڈالتا ہے۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اس کے سمجھانے کے لئے میں مثال دیتا ہوں۔ اس وقت کہا جا سکتا ہے کہ مناظرین اس مجلس کی رونق ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ مناظرین لوگوں کے منہ کھلے ہوئے دیئے ہیں۔ نہیں۔ اسی طرح خدا کے نور کا ہر ذرہ پر قائم ہے۔ اگر خدا اپنا نور ہٹا لے تو کچھ بھی نہ رہے۔ مہاشہ جی نے کہا۔ کہ قرآن میں کہا ہے آنکھ کے منہ سے خدا کی آواز آئی۔ مہربانی کر کے وہ یہ الفاظ قرآن سے دکھلائیں۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مٹی پھینکنے کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اس لئے منسوب کیا ہے۔ کہ اس کا جو نتیجہ ہوا۔ جو کسی انسان کی مٹی پھینکنے کا نہیں ہو سکتا۔ اس کو خدا نے ہی مرتب کیا۔ اور اس مٹی میں خدا نے ہی ایسا اثر ڈالا۔

میں نے اپنی تقریر میں بتایا تھا۔ اور اب پھر کہتا ہوں۔ کہ سوائے اسلام کے کوئی مذہب ایسا نہیں ہے۔ جو دنیا میں خدا سے تعلق رکھنے والے انسان کا نمونہ پیش کر سکے۔ صرف اسلام کو ہی یہ فضیلت حاصل ہے۔ اور اسی نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو پیش کیا اور اب حضرت خلیفۃ المسیح موجود ہیں۔ اگر ویدک دھرم میں کوئی ایسا ہے۔ جس کا خدا سے تعلق ہے۔ تو اُسے مقابلہ میں لاؤ۔ اور دیکھ لو کہ خدا کس کی مدد کرتا ہے۔ اور کس کے ساتھ اپنے تعلق کا ثبوت دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے چیلنج دیا تھا۔ کہ آؤ دعا کے ذریعہ مقابلہ کرو۔ کس کی دعا خدا منظور کرتا ہے۔ مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ یہی چیلنج اب حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے دیا جا چکا ہے۔ کیا کوئی ہے جو سامنے آئے۔

اس مناظرہ میں آریہ مناظر کے ہر ایک اعتراض کا نہایت مدلل جواب دیکر اس سے پرزور مطالبات کئے گئے۔ لیکن وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ دوران مباحثہ میں قرآن کریم سے تناسخ ثابت کرنے کے لئے چیلنج دیا گیا۔ لیکن اسے انہوں نے منظور نہ کیا۔ حالانکہ پہلے دن غلط سلط آیات پڑھ کر انہوں نے قرآن سے تناسخ نکالنے کے لئے بڑا زور لگایا تھا۔

روح و مادہ قدیم ہے یا حادث

۵ اکتوبر کو روح و مادہ کے قدیم یا حادث ہونے کے متعلق مناظرہ ہوا۔ اسلام کی طرف سے جناب میر قاسم علی صاحب اور آریوں کی طرف سے مہاشہ دھرم بھکشو صاحب تھے۔ مہاشہ جی نے سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی۔ کہ جس طرح کمہار بغیر مٹی اور چاک کے کچھ نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح خدا بھی روح و مادہ کے سوا کچھ نہیں بنا سکتا۔ ان کے متعلق انہیں بتایا گیا۔ کہ خدا کمہار کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر چیز کے بنانے پر قادر ہے۔ اور آریہ بھی اسے سرب شکتیمان کہتے ہیں۔

جناب میر صاحب نے اپنی تقریر میں روح مادہ کی قدامت کے متعلق اعتراضات کا تانتا باندھ دیا۔ آریہ مناظر نے اپنی پوزیشن کو چھوڑ کر جو اعتراض کئے تھے ان کے جواب دے دئے۔ اور ویدوں کے حوالے سے بتایا کہ پہلے کچھ نہیں تھا صرف خدا کی قدرت تھی۔ پھر خدا نے اپنی قدرت سے سب کچھ بنایا۔ مہاشہ جی نے اعتراضات سے گھبرا کر قرآن کریم کی آیات کو غلط طریق سے روح و مادہ کے قدیم ہونے کے متعلق پیش کرنا شروع کیا۔ اور چیلنج دیا۔ کہ قرآن سے روح و مادہ کے مخلوق ہونے کا ثبوت دیا جائے۔ اور اپنی آخری تقریر میں بھی اس چیلنج کو دہرایا۔ لیکن جب ہماری طرف سے اس چیلنج کو منظور کیا گیا۔ اور کہا گیا کہ اسی وقت اس مضمون پر بحث شروع ہو جائے۔ ہم تیار ہیں۔ تو مہاشہ جی نے کہہ دیا کہ میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ میں اپنا پروگرام بنا چکا ہوں اور کل یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اس پر کہا گیا کہ پھر چیلنج کیوں دیا تھا۔ اور یہ کیوں کہا تھا کہ ایک سال تک میں قادیان ٹھہر سکتا ہوں۔ مہاشہ جی نے اس کا جواب یہ دیا کہ چیلنج دینے کا یہ مطلب تھا کہ کوئی علیحدہ مناظرہ کے لئے نہیں دیا تھا۔ بلکہ جو بحث ہو رہی تھی اس میں ثبوت دینے کے لئے دیا تھا۔ اور میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ اگرچہ مہاشہ جی نے چیلنج اپنی آخری تقریر میں دیا تھا جس کے بعد ہماری طرف سے کوئی تقریر نہ تھی اس لئے یہ عذر بالکل بیہودہ تھا کیونکہ مباحثہ ہو رہا تھا۔ اس میں ثبوت دینے کے لئے دیا تھا لیکن مہاشہ جی چونکہ کسی صورت میں بھی گفتگو کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اس لئے ان کی حالت پر رحم کر کے مباحثہ کے لئے زیادہ مجبور نہ کیا گیا۔ اور اس پر یہ مناظرہ ختم ہوئی۔ اور آریہ صاحبان انتظام وغیرہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد چلے گئے۔

نمبر ۳۱ جلد ۹

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(بسلسلہ ۸ - اکتوبر ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر)

ملکی معاملات

ملکی معاملات کے ذکر پر فرمایا - جو لوگ گورنمنٹ کی طرفداری کا دم بھرتے ہیں - اگر وہ ہمت کریں - اور گالیوں اور پتھروں وغیرہ سے نہ ڈریں تو وہ بھی کامیاب ہو سکتے ہیں - مگر گورنمنٹ کے طرفدار بالعموم وہ لوگ ہیں - جو ذاتی فائدہ کے لئے نہ اصول کے طور پر گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں - فرمایا - ماڈریٹ لیڈروں میں بعض لوگوں نے یہ جرأت دکھائی - مثلاً مسٹر شاستری باوجود بمبئی کے نان کوآپریٹروں کی بدسلوکی کے اپنی بات پر ہی رہے - فرمایا میں مسٹر شاستری کو زیادہ دیانتدار اور با اصول سمجھتا ہوں - دیکھو باوجود عزت افزائی کے جہاں ان کو موقعہ ملا ہے - انھوں نے آزادانہ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے - یہ نہیں کہ اپنی عزت افزائی کی خاطر ملک کی بہتری کے خیال کو چھوڑ دیا ہو -

فرمایا - اگر گورنمنٹ کے طرفدار دیانتداری سے بغیر لوٹنا [illegible] کے کام کریں - تو کامیاب ہو جائیں اسکی پرواہ نہ کریں کہ لوگ کیا کہتے ہیں - وہ جرأت سے کام لیں - ان کو ضرور کامیابی ہوگی - فرمایا یہ انبیاء ہی کی شان ہوتی ہے - کہ ایسے ہوتے ہیں - لوگ خواہ کچھ بھی کریں - وہ اپنے اصول کو نہیں چھوڑتے - آخر دنیا ان کی بات مانتی ہے ؎

فرمایا - لوگ ہمارے مخالف ہیں - مگر بہت دفعہ ہماری بات موثر ہوتی ہے - کیونکہ ہم صاف صاف بات کہدیتے ہیں -

فرمایا - جو طریق نان کوآپریٹروں نے اختیار کیا ہے وہ درست نہیں - اس طرح اگر سوراج بھی مل جائے - تو یہ لوگ مطمئن نہیں ہو سکتے - اصل بات یہ ہے کہ ملک سے [illegible] اگر اٹھ سکتے جائیں - اول تو جرم خواہ وہ ہندو کریں یا مسلمان اسکو دونوں قومیں نفرت کی نگاہ سے دیکھیں - یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ مسلمان کریں تو ہندو کہدیں - چھوڑ دو یا ہندو کریں - تو مسلمان کہیں انہیں معاف کر دو - اس طرح جرم کی سزا کا خوف کم ہو رہا ہے - اور لوگ جرم کو معمولی بات سمجھنے لگے ہیں - دوسرے لوگوں میں اطمینان اور عرفان پیدا کیا جائے - جو اس زمانہ میں کم ہے - امن کی بحالی کے لئے جو طریق اختیار کئے جاتے ہیں - وہ غلط ہیں مادیت کا اتنا زور ہے کہ ہمارے ہاں بھی ایثار کی کمی ہے - یا تو ایک وقت وہ تھا کہ لوگ یہاں آکر مفت کام کرتے تھے - اور خوش ہوتے اور فخر کرتے تھے یا اب جو تنخواہ بھی دی جاتی - اسکو کم کہا جاتا ہے - موجودہ طریق جو بے صبری کا ہے - یہ بے چینی کا باعث ہے - یہ خواہ کسی کی حکومت ہو - دور نہیں ہو سکتا - جب تک روحانیت نہ پیدا ہو ؎

(۸ - اکتوبر ۱۹۲۱ء - بعد نماز عصر)

بیعت

مندرجہ ذیل تین شخصوں نے بیعت کی -

(۱) عبدالرحیم خان صاحب ساکن کنجھال - ضلع ہوشیارپور

(۲) اکبر علی صاحب ساکن سجان پور - ضلع گورداسپور

(۳) شیخ احمد صاحب -

فرمایا - یورپین اقوام میں اسوقت تک عملی اسلام داخل نہیں ہو سکتا - جب تک وہ موجودہ حالت سے نہ نکل جائیں ؎

افریقہ پر احمدی

خان صاحب منشی فرزند علی صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے - کہا کہ غیر مبایعین کی طرف سے اعتراض ہوا ہے - کہ افریقہ میں کوئی احمدی نہیں ہوتے - فرمایا انکی تو درسوں اور نمازوں اور بالخصوص عید پڑھنے کی تصویریں آئی ہیں - عید کی تصویر میں ہمارے جلسے کے برابر ان کا مجمع ہے - ماسٹر عبدالرحیم صاحب مقتدی ہیں - اگر وہ امام ہوتے - تو بھی اعتراض ہو سکتا تھا کہ یونہی امام بن گئے - اور ظاہر کیا کہ یہ لوگ ان کے ہاتھ پر سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں - اور احمدی ہو گئے ہیں - مگر امام انہی لوگوں کا [illegible] ہے - اور ماسٹر صاحب مقتدی ہیں -

فرمایا سینما میں وہ فوٹو جو آئے ہیں - دکھائی جائیں تو اچھا ذریعہ تبلیغ ہو سکتا ہے -

مسٹر فضل کریم بی اے لا کالج علی گڈھ نے کہا - پچھلے سال میں نے بمبئی میں سینما دیکھا تھا اس میں دو کنگ کی نماز کی تصویر دکھائی گئی تھی - اور لوگ تو سجدے میں تھے مگر لارڈ ہیڈلے جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے -

(بعد نماز ظہر)

ملک مولا بخش صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپور نے ملاقات کی - فرمایا کہ آپ کا سورہ کہف کے متعلق خط پہنچا تھا میرے پچھلے سال کے درس کے نوٹ ریویو میں چھپے ہیں - کیا آپ نے وہ پرچہ نہیں پڑھا -

ملک صاحب - نہیں میں نے نہیں پڑھا - کیا تحقیق ہو گئی؟

کہف کے متعلق تحقیقات

فرمایا - ہاں میرے نزدیک تحقیقات مکمل ہو گئی ہے - "کہف" عدم میں ہے جو اندر ہی اندر تین سو میل کے رقبہ کو گھیرے ہوئے ہیں - انکو کیٹاکومز کہتے ہیں - وہ ہیں تو ایک شہر کی طرح - لیکن اگر انکو پھیلایا جائے - تو کم از کم تین سو میل کا اندازہ کیا گیا ہے اور زیادہ سے زیادہ نو سو میل کا - ان کے متعلق بہت سی کتب شائع ہو چکی ہیں - اور محققوں نے جو کچھ شائع کیا ہے اور جو تصویریں وغیرہ دی ہیں - ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے عیسائیوں کا مذہب موجودہ عیسائیوں کے بالکل خلاف تھا وہ توحید کے قائل اور تثلیث کے منکر تھے -

فرمایا - عیسائی جہاں بھی گئے ہیں - وہاں انہوں نے اس قسم کی غاریں بنائی ہیں - روم کے علاوہ الکزنڈریا اور سسلی وغیرہ میں بھی یہی طریق رکھا ہے - شاید یہ غاریں بنانے کی رسم حضرت مسیح کے قبر میں رکھے جانے کی یادگار میں ہو ؎

فرمایا - وہ بہت مخفی رستے بناتے تھے - اور سوراخوں پر خاص خاص نشانات ہوتے تھے - جن کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا تھا - بلکہ وہاں کا رہنے والا ہی سمجھ سکتا تھا - پولیس والے حیران ہو جاتے تھے - کیونکہ اگر وہ سخت جدوجہد کے بعد ایک سوراخ بتلانے میں کامیاب ہو جاتے تھے تو آگے بہت سے نشان نظر آتے تھے - اور ان کے لئے فیصلہ کرنا مشکل ہوتا تھا کہ ان نشانوں میں کونسا نشان صحیح راستہ بتلانے کے لئے ہے ؎

فرمایا - ہمارے ہاں جو قصے کہانیاں مشہور تھیں ماہی میر کا بہت سا حصہ تاریخی طور پر ثابت ہو چکا ہے - [illegible]

ہندوستان کی خبریں

کوہ ایورسٹ تک پہنچنے کا راستہ جو پارٹی کوہ ہمالیہ کی ایورسٹ چوٹی پر پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے اس کے سرگروہ کرنیل ہوورڈ بری خبر دیتے ہیں کہ کوہ ایورسٹ پر پہنچنے کا ایک دشوار گذار راستہ معلوم ہو گیا ہے۔

مسٹر ولیم ونسنٹ کا دورۂ مالابار شملہ ۱۳ اکتوبر۔ سر ولیم ونسنٹ ہوم ممبر آج شام کو مالابار کے ایک مختصر دورہ کے لئے شملہ سے روانہ ہو گئے آپ قریباً ۲۷ اکتوبر کو واپس آئینگے۔

علی برادرز کے مقدمہ کی سماعت کراچی ... اکتوبر۔ مسٹر محمد علی کو رجسٹرار جوڈیشل کمشنر کی عدالت نے اطلاع دی ہے کہ ان کا مقدمہ ۲۴ ماہ حال کو شروع ہوگا۔ گورنمنٹ نے مسٹر ماس والسٹن اور اسلامی قوانین کے ایک ماہر کو استغاثہ کی پیروی کرنے کے لئے بلایا ہے اور علی برادرز نے مولوی عبد الباری اور مولوی ابو الکلام صاحب آزاد کو مذہبی مشورے کے لئے طلب کیا ہے۔

وائسرائے بہادر سرینگر میں شملہ ۱۴ اکتوبر۔ لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند مع پارٹی آج سرینگر پہنچ گئے ہیں۔

بمبئی کی ایک ریاست میں سیتہ آگرہ پونا ۱۴ اکتوبر چہارشنبہ اور پنجشنبہ کے روز۔ این سی کیلکر۔ ایڈیٹر "کیسری"۔ دمن لال تیواری ایڈیٹر "ودیان پرکاش"۔ واچند کوٹھاری ایڈیٹر "جاگرت" اور خسرو کار ایڈیٹر "شری خوجی" وغیرہ دکن کی دیسی ریاستوں کی ٹہک کی طرف سے۔ شری وال اور بھور ریاستوں میں لیکچر دینے گئے۔ اول الذکر مقام پر تو انہیں نہیں روکا گیا۔ مگر جب ریاست بھور میں لیکچر دینے گئے تو جلسہ بند کر دیا لیکن انہوں نے سیتہ آگرہ کی ٹھان لی اور لیکچر دیئے اب ان کے خلاف راجہ کی طرف سے مقدمہ دائر کیا گیا ہے جس کی پیشی ۲۸ اکتوبر کو ہوگی۔

طمانچے لگوانے والا مجسٹریٹ علیگڑھ شہر کے مجسٹریٹ نے ایک پولیٹیکل ملزم مہابیر تیاگی کو تھپڑ لگوانے کے متعلق بر سر اجلاس کہا ملزم کو جو طلب کیا گیا مقدمہ کی ابتدائی کارروائی میں صبر سے سنتا رہا۔ لیکن تمہارا رویہ گستاخانہ تھا۔ میں نے تمہارے طمانچہ لگوانے میں غلطی کی میں افسوس کرتا ہوں کہ میں نے ایسا کیوں کیا۔

نواب دیر اور حاکم سوات میں جنگ کا اندیشہ پشاور۔ ۱۲ اکتوبر۔ نواب دیر کے لشکر اور سوات کے کامیابی گل کی فوج کے درمیان ایک اور جنگ ہونے والی ہے۔ متنازعہ کی وجہ وہی چکسر دارہ کے شمال میں واقع اڈین زئی کا علاقہ ہے۔ جو پہلے نواب کا تھا۔ مگر سواتیوں نے ۱۹۱۹ء میں فوکراس پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس سال پھر اسی زمین پر جنگ ہونے والی ہے۔ اور مخالف لشکر اڈین زئی میں جمع ہو رہے ہیں۔ البتہ اس دفعہ یہ ایک خاص بات ہے کہ وہاں کے باشندے میاں گل کی حکومت سے بیزار ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے نواب کی اطاعت کا حلف لیا ہے۔ اور اب کے نواب کا لشکر بھی سواتیوں سے زیادہ ہے۔ اس لئے اغلب معلوم ہوتا ہے۔ کہ نواب جیت جائے۔

مسٹر گاندھی اور انکی گرفتاری بمبئی ۱۴ اکتوبر۔ بمبئی کرانیکل کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ اگرچہ شملہ میں مسٹر گاندھی کی گرفتاری کی افواہ بہت گرم ہے لیکن ذمہ دار حلقوں میں یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ مسٹر گاندھی کی گرفتاری یا تو شہزادہ ویلز کے ہندوستان میں آنے سے بہت پہلے ہو جائیگی یا بالکل ہوگی ہی نہیں۔

لیجسلیٹو کونسل کا غیر سرکاری سکرٹری کنور دلیپ سنگھ بیرسٹر ایٹ لا پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے غیر سرکاری سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ آپ اجلاس کے دنوں میں تمام دن کام کیا کرینگے۔ اور باقی ایام میں کچھ جزوی وقت صرف کیا کرینگے۔

وفد کابل کے اراکین کی انفرادی واپسی شملہ ۱۳ اکتوبر۔ مسٹر اچیسن کے علاوہ جو زہر باد سے بیمار ہیں۔ اور کابل سے ہندوستان واپس آ رہے ہیں۔ وفد کابل کے دو تین اور ممبروں کی صحت بھی کچھ ... غیر تسلی بخش رہی ہے۔ وہ بھی ہندوستان میں آنے والے ہیں۔

زندہ کچھوے کا گوشت بیچنے کا مقدمہ کلکتہ میں سیالدہ کے مجسٹریٹ کے اجلاس میں ایک عجیب مقدمہ پیش ہوا ہے۔ جس میں ایک زندہ کچھوے پر بیرحمی کرنے کے جرم میں ایک اوڑیہ کو گرفتار کیا گیا ہے۔ شہر کے شمالی حصہ کے بازاروں میں یہ عام دستور ہے کہ زندہ کچھوے کا گوشت کاٹ کر بازاروں میں فروخت کیا جاتا ہے کیونکہ خریدار اس وقت تک اس کا گوشت نہیں لیتے۔ جب تک وہ کچھوے کو زندہ نہ دیکھ لیں۔

دو فوجیں توڑ دی گئیں شملہ ۱۲ اکتوبر۔ ۹-۲ رائل جاٹ لائٹ انفنٹری اور ۱۲-۲ پائنیر بالترتیب ۲۰ اور ۲۴ نومبر کو توڑ دی گئی ہیں۔

بمبئی میں بدیشی کپڑے دوبارہ آگ میں الفنسٹن ملز کے قریب اسی مقام پر جہاں پہلے غیر ملکی کپڑے کو آگ لگائی تھی۔ ۱۵ اکتوبر کو دوبارہ آگ لگائی گئی۔ اس موقع پر حاضرین کی تعداد ہزاروں تھی۔ مسز سروجنی نیڈو صدر جلسہ تھیں مسٹر گاندھی۔ اور لالہ راجپت رائے اور مولوی آزاد سبحانی وغیرہ نے تقریریں کیں اور کراچی کے مشہور رزولیوشن کو دہرایا اور بعد میں مسٹر گاندھی نے غیر ملکی کپڑے کے ڈھیر میں آگ لگائی۔

بمبئی کا اعلان جالندھر میں جالندھر ۱۳ اکتوبر۔ کانگریس کمیٹی کے زیر اہتمام ۱۲ اکتوبر کو ایک جلسہ منعقد ہوا۔ سوامی شردھانند نے تقریر کی پانچ ہزار کا مجمع تھا لالہ خوشحال راج نے پچاس لیڈروں کا بمبئی والا اعلان اور مولوی عطاء اللہ نے جمعیت العلماء کا فتویٰ پڑھ کر سنایا۔ اور حاضرین نے اسے دہرایا۔

مقدمہ کراچی کے متعلق پنڈت رام بھجدت کے خیالات شملہ ۱۵ اکتوبر۔ سوامی رامانند سنیاسی جنرل سکرٹری ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی شملہ پنڈت رام بھجدت چودھری کی بیمار پرسی کے لئے گئے۔ اثناء گفتگو میں صاحب موصوف نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے کہ میں کراچی کی کانفرنس میں شریک نہ ہو سکا ورنہ میں اس رزولیوشن کی تحریک یا تائید کرتا اب میری یہ خواہش ہے کہ اس مقدمہ کا نتیجہ کسی نہ کسی طرح سے یہ نکلے کہ ان اصحاب میں سے دو یا تین کو پھانسی کی سزا ملے اور جن اصحاب کو پھانسی کی سزا ملے انہیں سے ایک علی برادر ہو۔ قید ... سے صورت معاملات کا حل نہیں ہوگا۔ ہم میں سے چند کے سر قلم ہونے چاہئیں ... انہیں گولی سے اڑایا جانا [illegible]

THE ALFAZL QADIAN

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | الفضل کے لئے اک آسمان پر شور ہے

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۳۳ | مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۱ء | مطابق ۲۴ صفر ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو ۲۳ تاریخ عصر تک بخار نہ ہوا۔ لیکن اسکے بعد ½ ۹۹ درجہ کی حرارت ہو گئی۔ جو ۲۴ کی رات تک رہی۔ ۲۵ کو [illegible] تھوڑا تھوڑا بخار [illegible] ہو گیا۔ [illegible] حضور عموماً نمازیں خود پڑھاتے اور بعض اوقات دیر تک مسجد میں نشست [illegible]۔

صیغہ تالیف و اشاعت حضرت مسیح موعود کی ختم شدہ تصانیف اور دیگر کتب کی چھپوائی اور اشاعت کا خاص انتظام کر رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی گذشتہ جلسہ کی تقریروں کا مضمون لکھوایا جا رہا ہے۔

قطعہ

دردناک مکالمہ

اخویم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الفضل سلکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مدت سے مُہر خاموشی لب پر لگی ہوئی تھی۔ خدا خدا کر کے توفیق ملی ہے، کہ [illegible] ناظرین الفضل کروں۔ وہ لکچر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے [illegible] میں اسلام میں اختلافات کی ابتدا پر دیا تھا۔ اسمیں سے ایک جگہ یہ مکالمہ نظر سے گذرا۔ کچھ ایسا مؤثر اور دلنشیں بیان تھا کہ دل میں گھر کر گیا۔ اور نظم کا لباس پہنانے کی دل میں گدگدی پیدا ہوئی۔

خاکسار محمد نواب خان ثاقب۔ جیز نایجنی مالیر کوٹلہ

آئے معاویہ درِ عثمانؓ پہ ایک روز
کہنے لگے کہ فتنہ زمین میں ہے بڑھ چلا
کھٹکا ہے سازشوں کا ہے اندیشہ فساد
دل میں خلش ہے یہ نہ ہو فتنہ کوئی بپا
سازش خلاف ذات مقدس ہے زور پر
منصوبے ہو رہے ہیں خلافت کو دو اُٹھا
حاضر ہوا ہے بندۂ درگہ اسی لئے
ترک ادب نہ ہو تو کروں عرض مدعا
حضرت نے سن کے اپنے مدبر کا یہ بیان
فرمایا شوق سے کرو تقریر برملا
کہنے لگے معاویہ ہیں تین ہی اُمور
جس سے دبے گا فتنۂ دجال بن سبا

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قادیان دارالامان - ۲۷ - اکتوبر ۱۹۲۱ء

ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی بنیاد کیا ہونی چاہیئے؟

لالہ لاجپت رائے صاحب نے حال ہی میں ہندو مسلم اتحاد کے متعلق جو مضمون لکھا ہے۔ وہ ان مسلمانوں کو آنکھیں کھولکر پڑھنا چاہیئے۔ جو ہندوؤں کی رفاقت کی خاطر نہ صرف اپنے مذہبی امور کو ترک کر رہے ہیں۔ بلکہ تبلیغ اسلام کو روکنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے محبوب ترین لیڈر کہہ چکے ہیں کہ ہندو ہندو رہیں۔ اور مسلمان مسلمان "کیوں؟ اسلئے کہ اگر مسلمانوں نے ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی کوشش کی۔ اور انہیں اسلام جیسی نعمت سے آشنا کیا گیا۔ تو اتحاد نہیں ہوگا۔

لالہ جی تحریر فرماتے ہیں "میں دل سے اس مسلمان کی زیادہ قدر کرتا ہوں۔ جو اپنے مذہب کے عقیدہ پر پکے ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی کوشش کرتا ہے" (بندے ماترم - ۱۲ - اکتوبر)

کیا مسلمان لیڈروں اور علماء میں سے کوئی ایک بھی ہے۔ جو لالہ صاحب موصوف سے ان کے مذکورہ بالا الفاظ کے مطابق دل سے قدر کرا سکے۔ ہمیں تو انہیں سے کوئی بھی اس شرف کو حاصل کرنیوالا نظر نہیں آتا۔

اشاعت اسلام کی طرف مسلمانوں کو پہلے ہی کوئی توجہ نہ تھی۔ لیکن اب تو انہوں نے ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی خاطر اس کے خیال کو بھی دل سے نکال دیا ہے۔ حالانکہ ہمارے ہندو بھائی اس اتحاد کی خاطر نہ صرف اپنے کسی معمولی سے معمولی مذہبی امر کو نظر انداز کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ بالفاظ لالہ صاحب موصوف اتحاد کے یہ معنے بیان کر رہے ہیں کہ:-

"جو لوگ ہندو مسلم اتحاد کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ مسلمان اپنے مذہب کی تلقین و تعلیم چھوڑ دیں۔ اور ہندو اپنے مذہب کی۔ وہ غلطی پر ہیں۔ میری رائے میں ہندو مسلم اتحاد کے یہ معنے ہیں کہ ہمارے مذہبی اختلافات ہمارے پولیٹیکل اتحاد کے راستہ میں حائل نہ ہوں اور ہم پولیٹیکل پلیٹ فارم پر ایک مشترکہ انڈین پالیسی کی پیروی کر سکیں"

اگر مسلمانوں میں بھی مذہب کے متعلق وہی جذبہ ہوتا جو ہندوؤں میں ہے۔ تو انہیں پولیٹیکل پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونے کیلئے کسی مذہبی امر کو ترک کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن افسوس ان کی نگاہ میں مذہب کی کچھ بھی قیمت نہیں ہے۔ اور انہوں نے ہندوؤں کی خاطر تبلیغ اسلام کے کام سے دست بردار ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور عملی طور پر بالکل چھوڑ بیٹھے ہیں۔

لالہ صاحب نے اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کو ضروری قرار دیتے ہوئے اور مذہبی اختلافات کو تسلیم کرتے ہوئے ہندو مسلمان اتحاد کی یہ صورت بتائی ہے کہ "شخصی و جماعتی مذہبی آزادی کو ایک اپنے روحانی آسمان پر بٹھا کر مذہبی جماعتیں دنیاوی پولیٹیکل ایکانومک اور ان میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ برتاؤ کرنے کے لئے آمادہ ہوں"

لیکن اس سے زیادہ صاف اور واضح صورت وہ ہے جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اسوقت بیان فرمائی۔ جبکہ ایک آریہ پروفیسر کے اسلام پر اعتراضات سنکر مسلمانوں نے یہ کہا تھا۔ کہ اس صلح کے زمانہ میں اس قسم کے اعتراضات کر کے ہندو مسلمان کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضور نے تحریر فرمایا تھا:-

"میرے نزدیک وہ لوگ جو پروفیسر صاحب کے اس لیکچر پر اس رنگ میں معترض ہیں۔ انہوں نے انسانی فطرت کی بناوٹ پر غور ہی نہیں کیا۔ اور دوسروں کو تو انہوں نے کیا سمجھانا تھا۔ خود اپنے نفس کو بھی انہوں نے نہیں سمجھا۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح ہم نے اپنے ہندو بھائیوں کو ساتھ ملانے کے لئے گائے کی قربانی چھوڑ دی ہے۔ وہ بھی اپنے ساتھ ملانے کے لئے اپنے مذہبی خیالات کے اظہار سے باز رہیں اور اسلام کے ساتھ اس کا مقابلہ نہ کریں۔ حالانکہ وہ اتحاد جس میں شرط کی جائے کہ اختلاف آراء کا اظہار نہ ہو۔ دو مختلف الخیال اقوام میں ناممکن ہے۔ ایسا اتحاد لمبے عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا۔ اور ضرور ہے کہ جلد یا بدیر ضمیر اپنی طاقت کو ظاہر کرے۔ اور ایک فریق سے ایسے خیالات کا اظہار کرائے۔ جو دوسرے فریق کے نزدیک درست نہیں ہیں۔ جو لوگ اتحاد کے لئے یہ شرط رکھتے ہیں۔ کہ کسی قسم کا اختلاف نہ ہو۔ وہ انسانی فطرت سے واقف نہیں ہیں۔ اور ہرگز اس قابل نہیں کہ اتحاد قائم کرنے کا کام ان کے ہاتھوں میں دیا جائے۔ اتحاد کے قیام کا ایک ہی ذریعہ ہو سکتا ہے کہ اختلاف کے وجود کو تسلیم کر لیا جائے۔ اور صرف ان امور میں اختلاف کو رد کیا جائے۔ جن پر کہ اتحاد کرنا مدنظر ہے۔ اور اس طرز کے اختلاف کو رد کیا جائے کہ جس اختلاف سے اس کام کا چلنا مشکل ہو جائے جس میں اتحاد کیا گیا ہے" (الفضل ۱۳ ار دسمبر ۱۹۲۰ء)

یہ ہے اصل اور مستقل اتحاد کی صورت۔ لالہ لاجپت رائے جی نے یہ کہتے ہوئے کہ شخصی اور جماعتی اور مذہبی آزادی کو برقرار رکھکر دنیاوی پولیٹیکل ایکانومک میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ سلوک کرنا چاہیئے۔ اسی اصل کی تعلیم کی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح نے بیان فرمایا۔ لیکن کیا عملی طور پر بھی ایسا ہو رہا ہے۔ ہرگز نہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو جانے دیجئے۔ گائے کے ذبح کرنے کے سوال پر ہی غور کیجئے جس کو ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے سلسلہ کی بہت بڑی کڑی سمجھا جاتا ہے۔ کیا اس کے متعلق ہندو صاحبان کا یہ مطالبہ کہ مسلمان اس سے دست بردار ہو جائیں۔ نہ صرف شخصی بلکہ جماعتی مذہبی آزادی میں دست اندازی نہیں ہے۔ جب مسلمانوں کو ان کا مذہب گائے کا گوشت استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور وہ آج تک اس اجازت سے مستفیض ہوتے رہے ہیں تو اس سے انہیں باز رکھنا اور اسلئے باز رکھنا کہ یہ ہندوؤں کے مذہبی احساسات کے خلاف ہے۔ صحیح طور پر مسلمانوں کے مذہبی امور میں مداخلت ہے۔ جو ہندو مذہب

رسیم کی تائید میں کی جا رہی ہے۔ اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہندو صاحبان اپنے مذہبی احساسات کو مسلمانوں کے مذہبی احکام کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اگر گاؤ کے ساتھ ہندوؤں کے مذہبی جذبات وابستہ نہ ہوتے۔ اور وہ اسے اپنے مذہب کے رو سے قابل پرستش نہ قرار دیتے۔ تو ان کے حفاظت گاؤ کا سوال اٹھانے سے یہ نہ سمجھا جاتا کہ اسلام کے مقابلہ میں ہندو دھرم کے اصول منوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اب یہی سمجھا جائیگا۔ کہ ہندو صاحبان کو اسلام میں جو باتیں بھی اپنے مذہب کے خلاف نظر آئینگی مسلمانوں سے اتحاد و اتفاق کے نام پر ان سے دست بردار ہونے کا مطالبہ کرینگے۔ اور جب یہ صورت ہو گی۔ تو اگرچہ مسلمانوں کی توجہ دین کی طرف نہیں ہے۔ تاہم ظاہر ہے کہ روز روز اس قسم کے مطالبات وہ پورے نہیں کر سکینگے۔ اور آخر ایک دن اس سے اتحاد و اتفاق کے رنگ میں بد مزگی پیدا ہو گی۔ اس وجہ سے موجودہ اتحاد کو کوئی بھی دور اندیش انسان مستقل اور دیرپا اتحاد نہیں کہہ سکتا۔ مستقل اتحاد کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر فریق کو مذہبی معاملات میں پوری پوری آزادی حاصل ہو۔ اور ایک فریق دوسرے فریق سے کوئی ایسا مطالبہ نہ کرے جسے وہ مذہبی احکام کو نظر انداز کئے بغیر پورا نہ کر سکے۔

اگر اس بنیاد پر اتحاد کی عمارت تعمیر کی جائے۔ تو امید نہیں بلکہ یقین کیا جا سکتا ہے۔ کہ بہت مضبوط اور بہت دیرپا ہو گی۔

کیا مولوی محمد علی صاحب گورنمنٹ کے خلاف تلوار اٹھانیوالے ہیں

معاصر "الحکم" نے مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے ایک تازہ خط بنام مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کا حسب ذیل اقتباس شائع کیا ہے:۔

"مولانا ہندوستان میں تلوار اُٹھانے کے لئے میں تو کیونکر کہہ سکتا ہوں۔ مگر مہاتما گاندھی اور علی برادران وغیرہ وغیرہ بھی تلوار اُٹھانے کی اجازت ہرگز ہرگز نہیں دیتے۔ جو تدابیر ترک موالات کے وہ شائع کر رہے ہیں۔ ان تجاویز میں کسی جگہ پر کوئی اشارہ بھی نہیں۔ اگر جناب کے اس کا اشارہ کوئی ملا ہو۔ تو ضرور ضرور بالضرور مطلع فرمایا جائے۔"

یہ خط ہماری نظر سے بھی گذرا ہے۔ اور اسی خاص طرز تحریر میں لکھا ہوا ہے۔ جس میں مولوی محمد احسن صاحب خط و کتابت کیا کرتے ہیں۔ اس پر ڈاکخانہ کی مہریں بھی ثبت ہیں۔ جن سے اس کا مولوی محمد علی صاحب کے پاس پہنچنا ثابت ہے۔

مذکورہ بالا الفاظ جس خط کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب کو لکھے گئے ہیں۔ وہ اگرچہ ہمیں پردہ میں ہے تاہم ان سے مترشح ہے کہ گورنمنٹ کے خلاف تلوار اُٹھانے کا معاملہ ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب اس کے جواز کا فتویٰ طلب کر رہے ہیں۔ لیکن مولوی محمد احسن صاحب کسی شرعی دلیل کی بنا پر نہیں۔ بلکہ اسلئے کہ "مہاتما گاندھی اور علی برادران" نے فی الحال تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔ وہ بھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اگر ان کی تجاویز میں سے مولوی محمد علی صاحب تلوار اُٹھانے کا کوئی اشارہ بھی مولوی محمد احسن صاحب کو بتا دیں۔ تو وہ فتویٰ دے سکیں گے۔

چونکہ اب یہ راز منکشف ہو گیا ہے۔ اسلئے بہتر ہو کہ مولوی محمد علی صاحب ساری خط و کتابت جو اس بارے میں انکی مولوی محمد احسن صاحب سے ہوئی ہے بلا کم و کاست شائع کر دیں۔ تاکہ گورنمنٹ کے خلاف ان کی شمشیر زنی کی پوری حقیقت ظاہر ہو جائے۔

اولاد پیدا نہ کرنے کی تجویز اور آریہ صاحبان

کچھ عرصہ ہوا مسٹر گاندھی نے اپنے پیروؤں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ جب تک سوراج نہ حاصل ہو جائے۔ اسوقت تک اولاد پیدا کرنا چھوڑ دیں کیونکہ موجودہ حالت میں بچے پیدا کرنا غلاموں کی تعداد اور ملک کے مصائب میں اضافہ کرنا ہے۔ اس تجویز کو اخبار پرتاپ اس بنا پر "نہایت معقول اور مبنی بر صداقت" قرار دیتا ہے کہ جرمنی میں سینکڑوں لوگ اس قسم کے اشتہار بانٹ رہے ہیں۔ جنمیں مزدوروں کی بیویوں کو ترغیب دی گئی ہے۔ کہ وہ بچے پیدا کرنے کی ممانعت کر دیں۔ کیونکہ آقاؤں نے جرمنی پر اسقدر قرضہ کا بوجھ ڈالدیا ہے۔ کہ کئی سال تک تمام قوم ان کی غلام رہیگی۔ اور بچوں کو مصیبت کی زندگی گذارنے کے لئے دنیا میں نہ لانا چاہیئے۔

جرمنی میں افزائش نسل کے لئے جو نا جائز سے نا جائز طریق زیر عمل لائے جا رہے ہیں۔ اور بغیر خاوند کے پیدا شدہ اولاد کی پرورش کے لئے بھی جو سرکاری امداد اور انعام دیا جاتا ہے۔ اسکے مقابلہ میں اولاد پیدا نہ کرنے کی تجویز کا کامیاب ہونا محال ہے۔ لیکن اگر کسی قدر کامیاب بھی ہو جائے تو یہی کہا جائیگا۔ کہ مغربی لوگوں کے اس طبقہ نے جو شادی اور اولاد کو بھی آزادی اور آرام میں مخل قرار دیتا ہے۔ یہ نیا ڈھنگ نکالا ہے۔ لیکن ہندوستان کے لئے مسٹر گاندھی کی اس تجویز کو ایک ایسے اخبار کا جو سوامی دیانند جی کو اپنا مذہبی راہ نما سمجھتا ہے۔ "نہایت معقول اور مبنی بر صداقت" قرار دینا نہایت حیرت انگیز ہے۔ کیونکہ سوامی جی نے اپنے پیروؤں کے لئے اولاد پیدا کرنا اتنا ضروری قرار دیا ہے۔ کہ اگر کسی خاوند کی نا قابلیت سے اولاد پیدا نہ ہو۔ تو اسکی بیوی کو اجازت دی گئی ہے۔ کہ ایک سے لیکر گیارہ غیر مردوں سے اپنے خاوند کے لئے اولاد حاصل کرے۔ اسی طرح عورت کے اولاد پیدا کرنے کے نا قابل ہونے کی حالت میں مرد کو گیارہ غیر عورتوں سے اولاد جننے کی آگیا دی ہے۔

پس جب سوامی جی نے اولاد پیدا کرنے کے لئے یہاں تک وسعت رکھی ہے۔ تو اس کے خلاف کسی تجویز کو ایک آریہ اخبار کس طرح "نہایت معقول اور مبنی بر صداقت" کہہ سکتا ہے۔

پرتاپ نے کسی ہندو کے مسلمانوں کے ساتھ ایک برتن میں پانی پی لینے پر بڑے زور سے لکھا تھا کہ ہندو اپنے مذہبی اصول کو ترک کر رہے ہیں۔ اور اس پر بڑی سرزنش کی تھی لیکن کیا سوامی دیانند جی کے اولاد پیدا کرنے پر زور دینے کے مقابلہ میں اولاد نہ پیدا کرنے کی تجویز کی تائید کرنا ظاہر نہیں کرتا۔ کہ پرتاپ کو بھی اپنے مذہبی اصول کی کوئی پروا نہیں ہے۔ اور وہ سب آریوں کو ایسا ہی کرنے کی تحریک کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۱۴ اکتوبر بعد نماز مغرب)

طبیعت کی خصوصیت مولانا سید سرور شاہ صاحب کے اس ذکر پر کہ ایک شخص ایک ایسے درخت کا نام سن کر جس کے دودھ یا پتوں کے لگنے سے کھجلی ہونے لگتی ہے۔ اور کپڑے بڑھ جاتے ہیں۔ اپنے جسم کو کھجلانے لگ جاتا اور اسے دانے پڑ جاتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ دو باتیں مجھ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ پالک کا نام سن کر میرے پٹھوں میں تشنج شروع ہو جاتا ہے۔ اور جسم پر کپکپی سی ہونے لگتی ہے۔ آج ہی کھانے میں ساگ تھا۔ جب میں نے اس کے متعلق پوچھا اور بتایا گیا۔ کہ پالک کا ساگ ہے۔ تو یہی حالت ہوئی۔ میں نے اس کے اٹھا لینے کے لئے کہا۔ اور پھر پندرہ بیس منٹ کے بعد میری حالت برقرار ہوئی۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ جب میں کسی بیمار کے پاس جاؤں۔ خود بیمار ہو جاتا ہوں۔ اور بخار ہو جاتا ہے۔

(۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء بعد ظہر)

گم شدہ اشیاء کی بازیابی ایک حمائل شریف اور دو تین چیزیں جو کشمیر سے واپسی کے وقت گم ہو گئی تھیں۔ ان کی گمشدگی فرمایا میرا بستر بھی مل گیا ہے عام طور پر تو اگر ریلوے والوں کو لکھا جائے تو جلد جواب بھی نہیں ملتا۔ مگر میں ان کو لکھنے ہی کو تھا کہ ان کیطرف سے خود اطلاع آگئی کہ آپ کا بستر مل گیا جس کا پتہ یوں لگا کہ بستر کھولا تو اس میں چند خط میرے نام کے تھے۔

(بعد نماز عصر)

خود مبلغ بنو ایک صاحب نے مبلغ کے لئے درخواست کی فرمایا خود تبلیغ کرو اور اپنی اصلاح کرو اتنی جماعت عالموں کے ذریعہ نہیں ہوئی۔ بلکہ تاجروں۔ زمینداروں دوکانداروں وکیلوں طبیبوں کے ذریعہ بنی ہے۔

(۱۶ اکتوبر بعد نماز ظہر)

یورپ کیلئے مسیح موعود کے مضامین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ حضرت صاحب کی کتابیں پڑھاتے ہیں۔ اس قسم کے مضامین انتخاب کریں جن میں حضرت صاحب نے بتایا ہو کہ میں کس کام کے لئے آیا ہوں اور میں دنیا کو کیا سکھانا چاہتا ہوں۔ یا جن میں اعمالی تعلیم پر زور دیا گیا ہو۔

فرمایا خطبہ الہامیہ کے ترجمہ کی ضرورت ہے یہ امریکہ کے لوگوں کے مناسب حال ہے۔

فرمایا اب یورپ میں زیادہ تحقیقات کا اثر نہیں ہوتا بلکہ ان کو بتایا جائے کہ ہم تمہیں کدھر لاتے ہیں۔

حضرت مہدی موعودؑ کی ایک بے نظیر تفسیر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے عرض کیا کہ آئینہ کمالات کے حصہ التبلیغ میں حضرت اقدس نے الطارق کی نہایت لطیف اور پر معارف تفسیر فرمائی ہے اور اس کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ اس تفسیر میں تیرہ سو برس میں منفرد ہوں۔

جو کیس ہو اس سے ضرور فائدہ اٹھایا جائے جناب چودھری نعمت اللہ خاں صاحب وکیل نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ خان صاحب کا خط پیش کیا جو ایف اے میں پڑھتے ہیں کہ ان کو ڈاکٹر مشورہ دیتے ہیں وہ تعلیم چھوڑ دیں کیونکہ ان کی صحت کے خطرے میں پڑ جانیکا اندیشہ ہے۔ حضور سے چودھری صاحب موصوف نے مشورہ طلب کیا۔

حضور نے فرمایا آپ ان کو فوراً دو ماہ یورپ میں بھیجدیں۔ کیونکہ وہاں ان امراض کے اکسپرٹ رہتے ہیں۔ اور فرمایا جو چیز ملک کو میسر ہو کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

اپنے مرض کے متعلق فرمایا کئی ڈاکٹروں نے دیکھا ہے اور کہا کہ ہمیں مرض کا پتہ نہیں لگتا۔ البتہ اعصاب پر اثر ہے۔

(۱۷ اکتوبر بعد نماز عصر)

حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کی ملاقات حضرت نواب محمد علی خاں صاحب اور آپ کے صاحبزادے خان محمد عبد اللہ خاں صاحب نے ملاقات کی حضرت نواب صاحب نے بیٹھتے ہی عرض کیا کہ حضور کی صحت کا کیا حال ہے فرمایا کشمیر میں ابتداء تو اچھی رہی آخر میں خراب ہو گئی۔ یہاں واپس آنے پر اچھی رہی مگر پرسوں سے بخار شروع ہو گیا۔ کل کم ہو گیا تھا۔ اور آج دو بجے تک نہیں تھا۔

دریافت فرمایا کہ مالیر کوٹلہ میں تبلیغ کا کیا حال ہے۔ نواب صاحب نے عرض کیا کچھ نہ کچھ سلسلہ جاری ہے سو وہی اس مباحثہ کے بعد شروع ہوئی ہے۔

ایک شیعہ کا قصہ ایک شیعہ صاحب کے متعلق ذکر فرمایا شیعیت کی اصلاح مشکل ہے حضرت صاحب (مسیح موعودؑ) نے ایک قصہ بیان فرمایا تھا کہ ایک شیعہ مرنے لگا۔ اس کے بیٹے نے کہا کہ آپ مجھے کچھ وصیت کریں اور کوئی نیک کام بتائیں۔ جسپر میں آپ کے بعد عمل کروں۔ اس نے کہا میں تمہیں پہلے جو کچھ بتا چکا ہوں وہی عمل کے لئے کافی ہے۔ یہ فقرہ اس نے اس انداز سے کہا کہ جس سے بیٹے کے دل میں خواہش پیدا ہو کہ کچھ اور بھی بتائیں گے۔ اس لئے اس نے اصرار کیا کہ کچھ اور بھی بتا دیجئے۔ باپ نے کہا کہ میں تمہیں ایک رازکی بات بتاتا ہوں جو کسی کو نہ بتانا۔ اور بیٹے سے کہا تھوڑا سا بغض امام حسنؓ سے بھی رکھنا۔ بیٹے نے حیران ہو کر کہا یہ کیوں۔ اس نے کہا اگر امام حسنؓ اپنی کمزوری نہ دکھاتے جو انہوں نے خلافت سے دست بردار ہو کر دکھائی تو ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ بیٹے نے کہا ہاں یہ تو ہوا۔ کچھ اور بھی بتائیے۔ اس نے کہا بس اور کیا کرو گے یہ کافی ہے۔ بیٹے نے کہا نہیں کچھ اور بھی بتا دیجئے۔ باپ نے کہا اور بات بہت سخت ہے تم اس کو برداشت نہ کر سکو گے بیٹے نے اصرار کیا تو باپ نے کہا۔ کچھ بغض حضرت علیؓ سے بھی رکھنا چاہیئے۔ بیٹے نے کہا۔ ہیں ان سے کیوں۔ باپ نے کہا امام حسنؓ سے بڑھکر قصور حضرت علیؓ کا ہے۔ وہ شیر خدا تھے۔ کیوں دب کر بیٹھ رہے اور ابوبکر۔ عمر۔ عثمان تینوں منافقوں کو خلیفہ بننے دیا چاہیئے تھا کہ تلوار لیکر کھڑے ہو جاتے۔ اور تینوں کو پرے بٹھا دیتے۔ کربلا کے پیاسوں کے خون کا گناہ تو حضرت علیؓ ہی کی گردن پر ہے۔ بیٹے نے کہا یہ بھی سہی۔ کچھ اور۔ باپ نے کہا وہ اس سے بھی بڑی بات ہے۔ بیٹے نے کہا آپ بتائیں میں اسکو بھی برداشت کر لونگا۔ کہنے لگا کچھ کچھ بغض آنحضرتؐ سے بھی رکھنا۔ بیٹے نے کہا یہ کیوں۔ ان کا کیا قصور۔ اس نے کہا قصور نہ امام حسنؓ کا ہے نہ حضرت علیؓ کا قصور تو اصل میں آنحضرتؐ کا ہی ہے۔ جب وہ جانتے تھے۔ کہ ابوبکر عمر۔ عثمان وغیرہ منافق ہیں اور میرے سچے جانشین حضرت علیؓ ہیں تو کیوں نہ انہوں نے سب صحابہ کو اور ان منافقوں کو مجبور کیا کہ حضرت علیؓ کی بیعت کریں۔ بہتر طریق تو یہ تھا۔ کہ اپنے سامنے سب سے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرا دیتے۔

کیوں اشاروں اشاروں میں باتیں کرتے رہے۔ بیٹے نے کہا خیال سے بھی بغض؟ تو کچھ بعد بھی وصیت فرشتے باپ سے کہا کچھ بغض جبرائیل سے بھی رکھنا۔ بیٹے نے پوچھا اس سے کیوں باپ نے کہا موجب فساد تو یہی ہے خدا نے کسی لڑکے کو نبی اور رسول بنایا اور اس کے نام پیغام دیا مگر اس نے بجائے اس شخص کے (مراد حضرت علیؓ) جس کے نام پیغام تھا آنحضرتؐ کو دیدیا اس سے اتنا نہ ہو سکا کہ ایسا اہم پیغام ہے میں دیکھ تو لوں کس کے نام ہے۔ لیکن نہیں بجائے علی کے آنحضرت کو نبی بنا گیا۔ نہ وہ ایسی خطرناک غلطی کرتا۔ نہ یہ تمام آفت آتی۔ اتنے میں اسکا دم آخر ہو گیا۔ پھر کسی نے دیکھا آگئے ہیں اور ملا دیا کہ اسکو ہدایت نہ ملی ورنہ پیر اسنے یہ کہنا تھا کہ اصل نقص تو خدا تعالیٰ کا ہے جس نے ایسے نالائق کی معرفت پیغام بھیجا جس نے اتنی خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا۔

حضرت نواب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں ایک شیعہ ملازم تھا اسنے ایک دفعہ کہا کہ اگر امام مہدی بھی آگر ہمیں تعزیہ داری وغیرہ سے روکیں تو ہم ان کا بھی انکار کر دینگے۔

شیعہ کی واقفیت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ لاہور ہی میں ایک عالم سے تو نہیں ایک شیعہ سے گفتگو ہوئی۔ لوگ بوجہ اس کے کہ وہ بہت باتونی تھا اسکو مولوی صاحب مولوی صاحب کہتے تھے۔ اس نے دریافت کیا کہ الائمۃ من القریش کی حدیث کو آپ مانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ اسپر مجھے خیال آیا کہ یہ خلفاء کو تو مانتے نہیں پھر اس حدیث کو پیش کر کے شاید حضرت صاحب پر اعتراض کرنا مقصود ہو۔ یا خلافت اور امامت پر کوئی بحث کرے۔ مگر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب اس نے کہا کہ اچھا آپ جب مانتے ہیں تو پھر بتائیے کہ ابو بکر و عمر و عثمان کیسے آنحضرت صلعم کے خلیفہ ہو سکتے کیونکہ وہ تو قریش میں سے نہ تھے۔

پھر اسی نے کہا کہ بخاری کا کیا اعتبار ہے اس میں کئی ہزار حدیثیں تو جھوٹی ہیں۔ میں نے کہا کہ تکرار کو چھوڑ کر ہ ہزار تو اس میں حدیثیں ہیں۔ دس ہزار جھوٹی اور کہاں سے آگئیں۔

حضرت نواب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں ایک دفعہ ایک بڑے عالم شیعہ آئے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ مولانا آپ نے کتنے علوم پڑھے ہیں۔ انہوں نے کہا چودہ علوم۔ میں نے کہا قرآن تفسیر دیکھی ہے۔ کہا وہ تو جاہل دیکھتے ہیں یا دیکھ لینگے۔ حدیث اور قرآن وغیرہ سب دینیات کے متعلق انہوں نے یہی کہا کہ وہ عربی میں ہیں جب عربی آتی ہے تو ان کا جاننا کیا مشکل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ شیعہ اور عموماً دوسرے فرقوں کے مولوی قرآن کریم کے ترجمہ کے نزدیک جانا گناہ سمجھتے ہیں۔

بیعت اس کے بعد ان دو اصحاب نے بیعت کی۔

(۱) مولوی عبد القادر صاحب۔ قادرپور۔ ضلع مظفر گڑھ

(۲) مستری نواب الدین صاحب قادیان

غیر احمدیوں کی قرآن دانی بیعت کے بعد پھر وہی سلسلہ کلام شروع ہوا۔ حضور نے فرمایا پہلے ایک اردو کے رسالے میں ایک مضمون چھپا تھا جس میں کل یوم ھو فی شأن[1] کی آیت کو مضمون نگار نے لیپ کا بند بنایا تھا اور اس کے معنے یہ کئے تھے کہ ہر ایک دن کے اثرات جدا ہوتے ہیں اور اس آیت کو اس نے بہت بار دہرایا تھا۔ اسی طرح مولوی ابوالکلام صاحب کے ایک مضمون مندرجہ البلاغ کے متعلق فرمایا کہ انہ لا یفلح الظالمون کے معنے انہوں نے یہ کئے تھے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ ظالموں کو کامیاب نہیں کرتا۔ حالانکہ یہ معنے صریحاً غلط ہیں۔

قرآن اور وفات مسیح اسی ذکر کے دوران میں کہ مولوی صاحبان قرآن کریم سے کس طرح بچتے ہیں۔ فرمایا میاں نظام الدین صاحب لدھیانوی جنہوں نے بہت سے حج کئے تھے۔ اور جن کو ہم حاجی جی حاجی جی کہا کرتے تھے۔ ان کا واقعہ ہے کہ وہ ابتداء میں حضرت صاحبؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے یہ کیا فساد مچا رکھا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں نے تو کوئی فساد نہیں مچایا۔ البتہ اختلاف ضرور ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ قرآن سے روگرداں ہیں آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا اچھا پھر آپ یہی تو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے اگر قرآن کریم کی سو آیت حیات مسیح کے ثبوت میں آپ کو دکھائی جائے۔ تو آپ مان لینگے۔ حضرت صاحب نے فرمایا سو کیا اگر ایک آیت سے بھی حضرت مسیح کی زندگی ثابت ہو جائے تو ہم مان لینگے۔ انہوں نے کہا نہیں ایک میں تو شاید انکار کی گنجائش نکل آئے۔ مگر سو کے بعد تو آپ کو کوئی عذر نہیں رہیگا۔ آپ نے فرمایا میں تو کہتا ہوں کہ اگر ایک آیت بھی حضرت مسیح کی حیات ثابت کرے تو میں اپنے عقیدے کو چھوڑ دونگا۔ انہوں نے کہا کہ بس میں نے آپ کے متعلق مولویوں سے یہی کہا تھا کہ وہ ایسے آدمی نہیں جو قرآن کو نہ مانتے ہوں۔ تو میں ابھی لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ بڑی خوشی سے مولوی محمد حسین کے پاس گئے۔ اور کہا کہ اب میں مرزا صاحب سے توبہ کرا آیا ہوں بس تم تھوڑا سا کام کر دو۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ سو آیتیں حضرت مسیح کی بات کے متعلق لاتا ہوں مگر وہ کہنے لگے ایک ہی ہو تو میں مان لونگا۔ اس لئے تم کم از کم سو آیتیں نکال دو۔ وہ مان لینگے۔ مولوی محمد حسین یہ سنکر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم نے تو کام ہی خراب کر دیا۔ میں تو اتنے عرصہ سے اسکو حدیث کی طرف لا رہا ہوں اور وہ قرآن کی طرف بلا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کیا قرآن سے کوئی ثبوت نہیں ملتا مولوی محمد حسین اسکا کوئی جواب نہ دیں۔ اور یہ کہتے جائیں تو بیوقوف ہے یہ بحثیں تو حدیث ہی میں چلتی ہیں۔ تو نے بہت غلطی کی کہ مرزا سے وعدہ کر آیا۔ کہ میں قرآن کی آیت لاتا ہوں وہ وہاں سے مایوس ہو کر حضرت صاحب کے پاس آئے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

(۱۹ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء بعد تسبیح ظہر)

ایسے لوگ جنہوں نے خلافت اول میں بیعت نہیں کی ڈاک پیش ہوئی ایک صاحب نے بیعت خلافت کا خط لکھا تھا۔ اس کی بناء پر فرمایا کہ ایسے بھی اشخاص ہیں جنہوں نے حضرت صاحب کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اول کی بیعت نہیں کی تھی۔ ان صاحب نے لکھا ہے کہ وہ پہلے قائل نہ تھے۔ مگر اب دل محسوس کرتا ہے کہ بیعت ضرور کر لینی چاہیئے

کھدر پوشی (ر۔۔۔) نائب ایڈیٹر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ لوگوں کی طرف سے سوال کرتے ہیں کہ بعض میونسپلٹیاں اپنے ملازمین کو مجبور کر رہی ہیں کہ وہ کھدر پہنیں اس کے متعلق اعلان کر دیا جائے۔ کہ چونکہ گورنمنٹ کا ابتک کوئی ایسا قانون نہیں ہے جس میں کھدر پہننے سے منع کیا گیا ہو۔ اس لئے اگر کسی ملازم کو اسکا حاکم حکم دیتا ہے۔ کہ وہ کھدر پہنے تو اسکو پہن لینا چاہئے۔ کیونکہ کھدر پہننے میں نہ کوئی شرعی روک ہے نہ یہ حرام ہے نہ منع ہے۔ اپنی ملازمت کے وقت میں بیشک کھدر پہنیں۔ اور اس کے بعد جو چاہیں پہنیں۔

[1] یہ آیت اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے۔ الفضل

نام رکھنے کی رسم | ڈاک کے چند جواب طلب خطوط کے بعد ایسے خطوط پیش ہوئے جن میں احباب نے اپنے بچوں کے نام رکھنے کی درخواست کی تھی۔ چند نام بتلانے کے بعد ابھی جبکہ اور بہت سے خطوط باقی تھے فرمایا کہ ناموں کے اس قدر خطوط سے طبیعت پر بہت بوجھ پڑتا ہے اور برا معلوم ہوتا ہے۔ گویا ہمارا کام نام رکھنا ہی رہ گیا ہے اور فرمایا کہ یہ ایک رسم ہی ہے۔

کشمیریوں کی بجو پرستی اور جھوٹے آثار | اس ذکر میں کہ نعمت اللہ صاحب ولی کہاں ہوئے تھے کشمیر کا بھی ذکر آگیا تبسم ہو کر فرمایا وہ کونسا نبی یا ولی یا بزرگ ہے جو کشمیر میں نہیں ہوا۔

ایک مقام پر کشمیر میں ہمارے حافظ روشن علی صاحب نے وہ علم دیکھا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں تھا۔ حافظ صاحب نے اس علم کے ذکر میں بیان کیا۔ کہ اس کے کشمیر آنے کا قصہ اسطرح سنایا جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ پر ایک حبشی ایمان لایا تھا جب آپ نے آنحضرت کی آمد کی پیشگوئی کی تو اس حبشی نے حضرت عیسیٰ سے درخواست کی کہ دعا کریں۔ میں اس نبی کا زمانہ پاؤں حضرت عیسیٰ نے دعا کی جو مستجاب ہوئی۔ اور اس حبشی نے آنحضرت کا زمانہ پایا۔ پھر آنحضرت نے علی ہمدانی کی پیشگوئی فرمائی۔ اس پر حبشی نے عرض کیا کہ حضور حضرت عیسیٰ نے آپ کے زمانہ تک پہنچایا تھا۔ کیا آپ علی ہمدانی تک نہیں پہنچا سکتے۔ آنحضرت نے دعا کی اس حبشی نے علی ہمدانی کا زمانہ پایا۔ اس طرح یہ علم یہاں پہنچا۔ حافظ صاحب نے کہا کہ میں جب وہاں گیا تو ان لکڑیوں پر کپڑا چڑھا ہوا تھا۔ میں پاس جانے لگا تو مجاوروں نے روکا مگر میں نے کہا بھائی دیکھنے تو دو۔ تھوڑا سا کپڑا اتار کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو یار کی لکڑیاں تھیں۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ دو کیوں ہیں اسنے کہا یہ ٹوٹ گیا تھا دوسرا آیا گو اس نے بتایا کہ ایک علم ہے اور دوسری آنحضرت کے خیمہ کی چوب۔ یہ لکڑیاں بہت موٹی موٹی ہیں۔

بیعت | اس کے بعد ایک شخص علی خاں نے بیعت کی۔

رباعی

دعا صادق کی ہم یہ کیا بھر ستگ نیچا ہیں | امام وقت کی تعلیم کو ہم گھر میں پہنچائیں
جو رحمت اللہ فہم کو خطاب حق ملے ہر کو | رضا اللہ کی پھر ہم بھی سند اللہ پائیں

صادق حسین ...

تمباکو نوشی

(از جناب حکیم ماسٹر عبدالرحمن صاحب خاکی از کو ہری)

جنوبی امریکہ کے اصل باشندوں میں تو زمانہ قدیم سے تمباکو کا استعمال چلا آتا تھا۔ مگر پندرھویں صدی عیسوی کے آخری ماہ رتنال اپنے وقت کی اس نامبارک یادگار کی وجہ سے بدنام ہیں۔ جنہیں کہ تمباکو یورپ میں لایا گیا۔ اور انگلستان میں سب سے اول سر والٹر ریلے نے باپ ایجاد کے پرانی دنیا میں اس سیاہ اور مکروہ بدعت کی بنیاد ڈالی۔ تمباکو آہستہ آہستہ اپنے قدم یورپ میں جماتا تھا حتیٰ کہ وہ وقت آپہنچا۔ جبکہ سترھویں صدی عیسوی کے آغاز میں پرتگالی سوداگروں نے عہد اکبری کی شہرت سن کر ہندوستان کا رخ کیا۔ اور اپنی اشیائے تجارت میں دوسری چیزوں کے علاوہ اس زہریلی بوٹی کو بھی لائے۔ جسے تمباکو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ابتداءً بعض ممالک میں تمباکو کی سرکاری طور پر مخالفت کی گئی۔ چنانچہ انگلستان میں ملکہ الزبتھ، شاہ جیمس اور شاہ چارلس نے تمباکو نوشی کی ممانعت میں تحریری احکام نافذ کئے۔ اور خلاف ورزی کرنیوالوں کو جرمانہ کی سزا دی گئی۔ جہانگیر نے اپنے چودھویں سن جلوس میں تمباکو نوشی کی ممانعت کا حکم نافذ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جو شخص تمباکو پیئیگا۔ اس کے ہونٹ کاٹ دیئے جائینگے۔ چنانچہ کئی ایک خلاف ورزی کرنے والوں کا منہ کالا کرکے اور گدھوں پر سوار کرکے ان کی تشہیر بھی کی گئی۔ (دیکھو خلاصۃ النزار)

غرض ایک طرف یہ تمام مخالفتیں تھی۔ اور دوسری طرف تمباکو نوشی کی ایک لہر تھی۔ جو تمام مخالفتوں کے خس و خاشاک کو بہائے لئے جاتی تھی۔ اور ہنوز سترھویں صدی اپنی انتہا کو نہیں پہنچی تھی۔ کہ تمباکو ایشیا و یورپ کے تمام ممالک میں ایک عام استعمال کی چیز سمجھا جانے لگا۔

تمباکو نوشی کا رواج نہ صرف عوام میں تھا۔ بلکہ صوفی اور فقیر کہلانیوالے بھی اس کی دست برد سے نہ بچ سکے اور ایک ایسا وقت آیا کہ حقے کے دم پر تصوف کے علم کلام اور حقائق کی مشق ہونے لگی۔

واضح ہو کہ تمباکو بھی افیون و بھنگ۔ اجوائن خراسانی کی طرح ایک نباتاتی دوا ہے۔ سو اس کا استعمال حسب ضرورت بطور دوا کے ہونا چاہیئے نہ کہ بطور دل لگی کے۔ ابتداءً جب کوئی شخص تمباکو نوشی شروع کرتا ہے۔ تو اس کا سر چکراتا ہے۔ متلی و قے ہوتی ہے۔ دل ڈوبتا ہے۔ اور جسم پر پسینہ آتا ہے۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمباکو کوئی ایسی چیز نہیں۔ جسے قدرت نے عام استعمال کے لئے پیدا کیا ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو مذکورہ بالا طبعی موانع و عوارض ہرگز پیدا نہ ہوتے۔ مومن چونکہ قدرت کا عاشق ہوتا ہے۔ لہذا یہ بات اس کی شان مومنانہ کے خلاف ہے۔ کہ وہ قدرتی اشیاء کا استعمال قدرت کے قانون کے خلاف کرے۔

علاوہ ازیں اگر ہم حقہ نوش کی اس ہیئت کذائی کا تصور کریں۔ جبکہ حقہ سامنے ہو۔ اور ایک ثقہ انسان کش پر کش لگا رہا ہو۔ دھواں فراٹے بھرتا ہوا اور پیچ و تاب کھاتا ہوا اس کے منہ اور نتھنوں سے نکل رہا ہو۔ تو ایک بھلا چنگا معقول آدمی کسی اخبار کا کارٹون نظر آتا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کی حرکتیں مومنانہ وقار کے خلاف ہیں۔

سرکاری طور پر اور اطباء کی طرف سے بھی تمباکو نوشی کے مضار اور نقصانات بارہا ظاہر کئے جا چکے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ جس قدر تمباکو نوشی کے مضار کی اشاعت زیادہ ہوئی۔ اسی قدر طبائع کا میلان تمباکو نوشی کی طرف زیادہ ہوتا گیا اور

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو
از شما یک تن نہ شد اسرار جو

کا نظارہ دیکھنے میں آیا۔ خاکسار راقم تمباکو نوشی کے ان نقصانات کا خلاصہ درج ذیل کرتا ہوا جن پر کہ مغربی و شرقی اطباء کا اتفاق ہے۔ اُمید کرتا ہے کہ خاکسار کی معروضات کو (جو گذشتہ تحریکات کے لئے بطور تائید مزید کے ہیں) بے نیازی و بے پروائی کے کانوں سے نہیں سنا جائیگا۔ بلکہ ان سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد نہ صرف اپنے دل کے ساتھ ترک عادت کا ایک قطعی فیصلہ کرنا ہوگا۔ بلکہ اس آواز کو اپنے تمام بھائیوں تک بھی پہنچانے کی کوشش کی جائیگی۔

متواتر تجاربے کے بعد یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ اختلاج قلب (دل دھڑکنا) کے سو بیماروں میں سے ۹۰ بیمار ایسے ہوتے ہیں۔ جو حقہ نوش ہوتے ہیں۔ واضح ہو

کہ روغن تمباکو کے تین قطرے چھوٹے پرندوں سے بلی وغیرہ تک کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ نکوٹین کی سنکھیا کی طرح ایک معمولی مقدار بھی سانپ کے منہ میں رکھ دیتے ہیں تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور تمباکو کے ذرہ ذرہ اثر کے جو شائع ہوئے ہیں ضرور ہے کہ بعض بیماروں کو دوبارہ دیا گیا۔ کئی ایک بعض تلف ہو گئے۔ اب غور فرمانے کا مقام ہے کہ اس قسم کی مہلک چیز تمباکو نوشوں کے وجود میں کیا کیا کچھ خرابیاں نہ پیدا کرتی ہوگی۔ عموماً جب تمباکو کے نقصانات بیان کئے جاتے ہیں۔ تو بعض دوست بے پروائی کے ساتھ ہنس کر ٹال دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تمباکو کوئی مضر چیز نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ کہ خال خال اشخاص ہی تمباکو کے نقصانات فوری محسوس نہیں کرتے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کا مضر اثر انہیں ضرور محسوس ہوتا ہے۔ بات فی الحقیقت یہ ہے۔ کہ جس چیز کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس کے نقصانات ظاہری طور پر محسوس نہیں ہوتے۔ اور اس عدم احساس کو بعض لوگ عدم نقصان کی دلیل قرار دے لیتے ہیں جو کسی طرح صحیح نہیں ٭

تمباکو کا استعمال عضلات کو ڈھیلا کر دیتا ہے۔ اور پٹھوں کا کمزور ہو جانا اور رگی ضعف کا پیدا ہونا اس کے لازمی نتائج ہیں۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ تمباکو مخرج بلغم (بلغم خارج کرنیوالا) ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ بلکہ برعکس اس کے تمباکو مولد بلغم (بلغم پیدا کرنیوالا) ہے۔ تمباکو نوشی سے ضعف بصارت کی شکایت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھیپھڑوں پر تمباکو نوشی کا براہ راست اثر پڑتا ہے جس سے عموماً پرانی کھانسی پیدا ہو جاتی ہے۔ سل چونکہ ایک متعدی مرض ہے۔ لہٰذا اس حقہ کے استعمال سے جسے مسلول نے استعمال کیا ہو۔ عموماً سل کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی وارداتیں عموماً ہوتی رہتی ہیں۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف کسی کا خیال نہیں جاتا ٭

تمباکو جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ مسترخی عضلات (عضلات کو ڈھیلا کر دینے والا) ہے۔ لہٰذا آلات تناسلیہ پر اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں دل و دماغ کو کمزور کر کے بالواسطہ طور پر ضعف باہ پیدا کرتا ہے۔

تمباکو قوائے دماغی کا بھی دشمن ہے۔ چنانچہ حافظہ پر اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اور بیخوابی۔ سر چکرانا اور بعض اوقات نازک مزاجوں کی دیوانگی جیسے دماغی عارضے تمباکو نوشی کے اثرات ہیں ٭

غرض تمباکو نوشی نہ صرف صحت کی بنیاد کی غارتگر ہے۔ بلکہ اخلاقی اور اقتصادی طور پر بھی ایک راہزن ثابت ہوئی ہے۔ تمباکو نوشی کی وجہ سے جس قدر اموات دنیا میں واقع ہوتی ہیں۔ اور جس قدر روپیہ محض اسراف کے طور پر اس پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر ہم ان واقعات اور رپورٹوں کو عبرت کی آنکھوں سے دیکھیں۔ اور توجہ کانوں سے سنیں۔ تو ہم ان آفتوں کا کسی قدر تصور کر سکیں گے جو تمباکو نوشی کی وجہ سے بنی نوع انسان کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ مگر حیرانی حیرت میں ڈوب جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ تمباکو نوشی سے پیدا ہونیوالی یہ مصیبتوں کو نہ صرف خوشی سے برداشت کیا جاتا ہے۔ بلکہ مزید برآں زہر کو تریاق کہا جاتا ہے۔ اور تخم حنظل کو شہد فائق کا درجہ دیا جاتا ہے ٭

ہم بصیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ وقت قریب آ گیا ہے۔ کہ دنیا سے تمباکو نوشی کی عادت نافرجام کی بیخ کنی کر دی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۲۰ء میں اپنی تقریر کے دوران میں تمباکو نوشی کی تردید میں چند فقرات بیان فرمائے۔ اور اس عادت کے ترک کر دینے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ جس کا نتیجہ ہم نے اسی روز یہ دیکھا۔ کہ بیسیوں لوگ کہ تمباکو نوشی جن کی طبیعت ثانی ہو گئی تھی۔ حقے سے روگرداں ہو گئے۔ اور جلسہ کے بعد الفضل کے کالموں میں حقہ چھوڑنیوالوں کی فہرستیں شائع ہونی شروع ہو گئیں۔ جن کا سلسلہ آج تک چلا آتا ہے ٭

بعد ازاں ان احمدی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے جو اب تک حقہ نہ ترک کر سکنے کی مجبوری میں ہیں (کیونکہ کوئی احمدی ایسا نہ ہوگا۔ جس کے دل میں تمباکو نوشی کے ترک کرنے کی خواہش نہ ہو) کہ وہ جس قدر جلد ہو سکے۔ تمباکو کی غلامی سے آزاد ہونے کی کوشش کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس بارے میں اپنی خواہش کا اظہار فرما چکے ہیں۔ بعد ازاں الفضل میں متعدد دفعہ تحریک ہو چکی ہے۔ پھر آپکے کثیر التعداد بھائیوں کا عملی نمونہ آپ کے سامنے ہے۔ پس ہر رنگ میں آپ پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ اور کوئی عذر باقی نہیں۔ جو اپنی پردہ پوشی کرنے کے لئے پیش کیا جا سکے۔ پس وقت ہے۔ کہ تمباکو نوشی کی عادت ترک کر کے اپنے تو غیر اقوام کے درمیان ایک امتیاز پیدا کریں۔ کیا یہ بات افسوس آفریں نہ ہوگی۔ کہ جو جماعت کل دنیا کو فتح کرنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ اس کے بعض افراد تمباکو کے مقابلے میں شکست کھا جائیں ٭

آخر میں چند باتیں ایسی تحریر کی جاتی ہیں۔ جو تمباکو نوشی ترک کرنیوالے اشخاص کو مدنظر رکھنی چاہئیں ٭

(ا) چونکہ حقہ ایک مکروہ و بدبودار چیز ہے۔ اور ہر لطیف چیز مکروہ چیز سے نفرت کرتی ہے۔ لہٰذا عبادت کے ذریعہ روح جس قدر زیادہ لطیف ہوگی۔ اسی قدر طبیعت کو تمباکو نوشی سے نفرت ہوگی۔ پس بالخصوص جن ایام میں کہ حقے کی عادت کے خلاف جنگ ہو۔ خشوع و خضوع کے ساتھ فریضہ نماز کے علاوہ نفل پڑھنے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ سے اس عادت کے ترک کرنے کے لئے دعا کرنی چاہیئے ٭

(ب) حقہ وغیرہ چھوڑنیوالے اشخاص کو چاہیئے۔ کہ وہ اسے یکدم چھوڑ دیں۔ وہ لوگ جو اسے بتدریج چھوڑنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ عموماً کامیاب نہیں ہوا کرتے ٭

(ج) ترک عادت کے بعد اگر طبیعت حقہ وغیرہ کی خواہش کرے۔ تو اسوقت الائچی خورد ایک عدد اور سبز پتہ پان ایک عدد میں ڈال کر عرق چوسیں ٭

(د) عزم بالجزم کیا جانا چاہیئے۔ کہ خواہ طبیعت کس قدر میل کیوں نہ کرے۔ اور خواہ کس قدر تکلیف کیوں نہ ہو حقہ وغیرہ ہرگز نہ پئیں گے۔ غور کرنا چاہیئے۔ کہ یہ ایک ضمیر صالح اور نفس امارہ کے درمیان جنگ ہے۔ اگر اس تمام کشمکش کے بعد نفس امارہ پھر غالب آ گیا۔ تو یہ انتہا درجے کی ندامت ہوگی ٭

(ہ) تمباکو پینے کی خواہش پھیپھڑوں میں محسوس ہوا کرتی ہے۔ پس پھیپھڑوں میں صاف ہوا کا گذر جس قدر زیادہ ہوگا۔ اسی قدر ان کو تمباکو کے بدبودار دھوئیں سے نفرت ہوگی۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ کیا گیا ہے کہ ورزش کے بعد تمباکو نوشی کے عادیوں کو بھی کچھ دیر تک

حقہ برا معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر ممکن ہو سکے۔ تو تمباکو نوشی کی عادت کو ترک کرنے کے ایام میں حسب دلخواہ کوئی ہلکی کوئی ورزش بھی شروع کر دیں۔

(س) ترک عادت کے بعد اگر تمباکو نوشی کی عادت کسی وقت غلبہ کرے تو نوافل۔ تسبیح و تہلیل۔ تلاوت قرآن شریف یا کسی اور مذہبی دلچسپ کتاب میں طبیعت کو مصروف کر دینا چاہیئے۔

(ص)۔ اگر تمباکو نوشی یکدم ترک کر دی جائے۔ اور اس وجہ سے بعض اشخاص کو نفخ یا قبض کی شکایت پیدا ہو جائے۔ تو وقتی طور پر کسی خوش ذائقہ اور مطیب جوارش یا چورن کو استعمال کر لینا چاہیئے۔ اور رفع قبض کے لئے کسی مقامی طبیب یا ڈاکٹر سے مشورہ لے لینا چاہیئے۔ یہ تکلیف ایک ہفتہ یا زیادہ سے زیادہ دو ہفتے تک رہیگی۔ بعد ازاں طبیعت خود بخود بحال ہو جائیگی۔ مزید سہولت کے لئے ایک ایک نسخہ قبض و نفخ کا درج کر دیا جاتا ہے۔ اصحاب ضرورت فائدہ اٹھائیں۔

نسخہ قبض۔ صبر سقوطری۔ شحم حنظل۔ ریوند چینی ہر ایک ۱ ماشہ سب کو باریک پیس کر گوند کتیرا کے لعاب میں ۱۲ گولیاں بنائیں۔ ایک یا دو گولیاں رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔

نسخہ دافع نفخ و ہاضم طعام۔ زنجبیل ایک تولہ۔ سازج ہندی ۲ ماشہ دارچینی ۲ ماشہ۔ قرنفل ایک تولہ۔ خولنجان ۲ ماشہ۔ سنبل الطیب ۲ ماشہ۔ جوزبوا ۲ ماشہ ورونج عقربی ۲ تولہ۔ شہد خالص ۱۰ تولہ۔ ادویہ مذکورہ کو خوب باریک پیس کر شہد میں ملائیں۔ مقدار خوراک ۵ ماشہ سے ۹ ماشہ تک۔ ہاضم طعام ہونے کے علاوہ مقوی معدہ اور مشتہی اور مطیب بھی ہے۔

وی پی الفضل کے

جن دوستوں کی قیمت الفضل ماہ اکتوبر میں ختم ہوتی ہے ان کے نام نومبر کے پہلے ہفتے میں وی پی کئے جائینگے وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ وی پی انکاری کرنے سے اخبار نادہندگی قیمت بند رہیگا۔ بعض اصحاب کسی مجبوری سے وی پی واپس کرتے ہیں اور قیمت بھیجنے میں سستی کر بیٹھتے ہیں جن کی وجہ سے خریداران الفضل کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔ مہربانی کر کے ایسا نہ ہونے پائے۔ مینیجر الفضل قادیان

شہادات
ہر ایک مشتہر کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل یا ایڈیٹر

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب منصف درجہ اول رعیہ مقام نارووال

پھمنداس بالغ بذات خاص و نیز ولی مجانب کندن لال و رام چند نابالغان برادران خود پسران بیلی رام برہمن ساکنان تلونڈی بھنداں تحصیل رعیہ

بنام

جواہر ولد عمرا قوم کمہار اصل وشتہ محمد ولد جیندا قوم جٹ مناسن ساکنان میانوالی تحصیل رعیہ

دعوے بمبلغ ۵ روپیہ ۱۲ آنہ بروئے تمسک

بنام جواہر ولد عمرا قوم کمہار ساکن میانوالی تحصیل رعیہ مدعا علیہ

مقدمہ بالا میں نتیجہ تعمیل سمن سے پایا جاتا ہے کہ تم دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہو اسلئے تمہارے نام اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ ۱۵ نومبر کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرو۔ ورنہ تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ آج بتاریخ ۵ ماہ اکتوبر ۱۹۲۱ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ (مہر عدالت)

ایک ضروری اطلاع

نظارت تالیف و اشاعت قادیان نے جو دار الصناعت حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے سیالکوٹ میں کھولا ہے اور جو کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں۔ اور جس کے نفع سے تبلیغی مشنوں کو امداد اور وسعت دیجائیگی۔ یہاں کا بنا ہوا مال یعنی فٹ بال کرکٹ بال اور ہاکی بال وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ مضبوط اور خوبصورت ہوتا ہے۔ اسکے مصالحہ جات میں ہر رنگ میں دیانت داری کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ پس ہر وہ بھائی جسکو کسی رنگ میں بھی کھیلنے کے سامان سے تعلق ہو۔ مثلاً فوج۔ سکول۔ کالج یا دکاندار جہاں کہ یہ سامان لگ سکتا ہے نہایت ضروری ہے کہ وہ کوشش کر کے بھی ہمارے کارخانہ سے مال منگوائیں۔ تمام انجمنوں کے سکرٹری اور بالخصوص تبلیغی سکرٹری صاحبان کی خدمت میں نہایت پرزور درخواست کیجاتی ہے۔ کہ وہ اس کام پر مدد دیں یہ ایک خاص دینی کام ہے۔ ہمارے ہاں کے بنے ہوئے سامان کو اپنے ہاں کے سکولوں۔ دیسی و انگریزی کلبوں۔ کالجوں و فوجی افسروں کے پاس لیجا کر دکھائیں۔ اور آرڈر حاصل کریں ایسے نوجوانوں کو ہم معقول کمیشن دیں گے۔ ہر انجمن کے سکرٹری صاحب کی ذمہ داری پر نمونے حسب ضرورت ارسال کئے جائینگے۔ انہی ذمہ پر بطور قرض سامان بھی ارسال کیا جا سکتا ہے۔ درخواست مینیجر احمدیہ دار الصناعت سید منزل سیالکوٹ شہر کے نام بھیجیں۔

شہید مرحوم علیہ الرحمۃ کے حالات چھپ گئے

سید احمد نور صاحب مہاجر کابلی نے یہ حالات زندگی نہایت دلچسپ پیرائے میں لکھے ہیں۔ ۳۲ صفحہ حجم۔ اس رسالہ کے پڑھنے سے احمدیت پر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ عجائبات قدرت الٰہی نظر آتے ہیں۔ ایسا دل آویز بیان ہے کہ اول سے آخر تک پڑھنے کے بغیر رسالہ ہاتھ سے نہیں رکھا جائیگا۔

سالم تین آنہ کے ٹکٹ بھیج کر منگوالیں۔ وی پی طلب کرنا ہو تو کم از کم تین کتابوں کا۔ نمبر ۳۰ - ۱۰ اکتوبر کے پرچہ الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں سید احمد نور صاحب نے حضرت مولوی عبداللطیف مرحوم کے حالات لکھے ہیں جن سے احمدیت پر ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ ایسی کتاب ہے کہ چاہیئے اسکو ہر شخص پڑھے اور اپنے ایمان میں ترقی کرے۔

سید احمد نور مہاجر کابلی قادیان۔ پنجاب

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء و نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و دق و تیز خیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم و مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و بہوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عہ قسم دوم ۸ فی تولہ

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری۔ بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی اور سوتی لُسری۔ صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان۔ پنجاب

وقت آرہا ہے

جبکہ ان میں سے اکثر کتابیں ڈھونڈی نہ ملینگی۔ کیونکہ ان کی کوئی بڑی تعداد موجود نہیں اور جوں جوں ارباب بصیرت انھیں بغور و توجہ پڑھتے ہیں انکی قدر بفضل خدا روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ موجودہ ذخیرہ ختم ہونے پر خدا جانے پھر کب چھپیں یا نہ چھپیں اسلئے شائقین ان کا ایک ایک نسخہ ابھی منگالیں۔ تو اچھا ہو۔

معین المبلغین ۱۷ فصلوں میں ایک سے ایک بڑھ کر مفید معلومات اور ضروری حوالجات بر تائید سلسلہ حقہ۔ قیمت ۸ر

صبر کا اجر عورتوں کو انہی کی آسان و سلیس زبان میں تبلیغ احمدیت۔ دلچسپ قصہ کی صورت میں پہلا حصہ ۱ر

انوکھی استانی مستورات میں دینی بیداری اور سوجھ بوجھ پیدا کرنے کا موثر ذریعہ۔ پاک مذاق کا ناول۔ دل آویز پیرایہ بیان۔ شریف خواتین کو ان کی اپنی زبان میں دلنشین تلقین دین۔ ۴ر

صفیہ کا خطبہ عورت کی زوردار پر مغز اور نہایت مفید نتیجہ خیز تقریر دین حق کی تائید میں۔ ۲ر

پنجاب کی سوغات ایک مختصر مگر معنی خیز و عبرت انگیز داستان درد۔ شریف عورتوں کی شستہ و سلیس زبان میں ۱ر

اتالیق بچوں کے لئے ایک سے ایک بڑھ کر مفید ضروری اور دلچسپ مضامین۔ عقل و ذہانت بڑھانیوالے سوال و جواب۔ دین۔ اخلاق۔ تندرستی تعلیم و تفریح وغیرہ پر اچھوتے خیالات اور قابل قدر معلومات آٹھ نمبروں سمیت پانچ رسالے۔ عہ

اسباق الاخلاق حصہ اول۔ نونہالان ملک و ملت کے لئے اخلاقی تعلیم و تربیت کا آسان و سلیس کورس جس کے معاین کی قدر و قیمت بغیر پڑھے معلوم نہیں ہو سکتی۔ ہر مذہب ہر قوم کے لڑکے اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ۴ر

کتب بینی۔ احمدی نقطہ نظر سے از مشہل روحانی ہیپنی ٹزم ۱ر

بیت پالٹیکس وغیرہ تین ضروری مضامین مع تبلیغ ۲ر

مسئلہ مسلمان و آریہ اور **اقیموا الصلوٰۃ** بنماز کی فلاسفی وغیرہ ۱ر

تذکرۃ الاسلاف - مدوجزر اسلام پر ایک مخلص اور قدیم خادم سلسلہ احمدیہ کا پُرزور و دل آویز ترکیب بند ۳ر

نور القرآن - از حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲ر

سناتن دھرم " " " " " ۲ر

درثمین فارسی و اردو - حضرت علیہ السلام کے وقت کی نہایت عمدہ چھپی ہوئی ۱ر

خیالات دربارہ مستورات مع تبلیغ احمدیت ۱ر

انشاء فیض منشاء - خطوط نویسی و مضمون نگاری بطرز جدید عہ

حمائل شریف عکسی چھاپہ لنڈن عہ۔ **حمائل اعجاز صنعت** ۸ر

علاوہ ان کے سلسلہ احمدیہ کی جملہ کتب موجود ہیں اس پتہ سے مل سکتی ہیں

پتہ۔ **کتب خانہ فرید آبادی قادیان**

ضرورت نکاح

ایک امیر سوداگر جنکی آمدنی پانچ چھ سو روپیہ ماہوار ہر نیکی علاوہ نہایت لائق اور نیک اعلیٰ خاندان کے سید ہیں۔ بیوی دائم المریض اور ایک بچہ ۱۲ سال کا موجود ہے۔ نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں۔ لڑکی خواہ کسی خاندان کی ہو۔ احمدی ہو۔ اور حسن صورت اور خوبی سیرت کے لحاظ سے موجب اطمینان ہو۔ دیگر حالات دریافت کرنا مطلوب ہوں تو اس پتہ پر بھیجیئے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی احاطہ میاں چراغدین صاحب مرحوم بیرون دہلی دروازہ لاہور

ضرورت ہے

ایسے خریداروں کی جو میرٹھ کی مشہور قینچیاں و لوہیاں و عنال و بوٹ و غیرہ اعلیٰ قسم کے مثل ولایتی کے ہم سے خرید کریں۔ ہر ایک مال جو خریدار کو پسند نہ ہوگا واپس لے لیا جائیگا۔

منیجر احمدی کمرشل ہوس خیر نگر میرٹھ۔

ہندوستان کی خبریں

گاندھی ٹوپی کی تیاری ولایت کو — بدیشی کپڑے کے بائیکاٹ کی نمائش کے سلسلہ میں معلوم ہوا تھا کہ انگلستان اور جاپان سے دیسی کھدر کی نقل ہو آئیگا خطرہ ہے اب ولایت کے اخبار ڈیلی کرانیکل سے معلوم ہوا ہے کہ گاندھی ٹوپی کا ایک نمونہ انگلستان میں اس غرض سے بھیجا گیا ہے کہ اس ٹوپی کی نقل ارزاں قیمت پر تیار کرائی جائے۔

مدیر اخبار "مہاری" کی گرفتاری — کلکتہ ۲۰ اکتوبر کل شام مدیر "مہاری" کو چٹاگانگ میں گرفتار کر لیا گیا۔

ڈلہوزی میں ژالہ باری — ۱۵ اکتوبر کو چار بجکر پانچ منٹ پر بارش شروع ہوئی رات کے دس بجے تک اولے پڑے ہر ایک اولہ چھوٹے اخروٹ کے برابر تھا۔ بازاروں اور سڑکوں پر برف جم گئی۔

گورینک میں ایک لاکھ کی چوری — ۱۹ اکتوبر بمعصر سٹیٹسمین کا نامہ نگار نیلگری سے رقمطراز ہے کہ بنک میں نقب لگا کر ایک لاکھ کی مالیت کا سامان چرایا گیا ہے۔

سرحدیوں کے دو گاؤں کی تباہی — پشاور ۲۰ اکتوبر ایک طویل اعلان میں شائع کیا گیا ہے کہ وزیری ... کے معاون زرتے قانون شکن لوگ ہیں جنکے باعث ... رعایا کو بہت تکلیف پہنچی ہے اس لئے ان کو دبانے کیلئے ۱۲ و ۱۳ اکتوبر کی شب کو ان کے دو گاؤں کو حملہ کر کے بالکل تباہ کر دیا گیا۔ اور ثابت کر دیا کہ گورنمنٹ کے پاس کافی ذرائع ہیں جنکے استعمال کرنے کو تیار ہے۔

شہزادہ ویلز کو اچھوت اقوام کا ایڈریس — بمبئی ۱۹ اکتوبر اچھوت اقوام کی کمیٹی نے شہزادہ ویلز کو لکھا ہے کہ آپ ہمارے جلسہ میں بنفس نفیس شریک ہو کر ہمارا ایڈریس قبول فرمائے۔

ولایتی پارسلوں کا محصول — شملہ ۲۰ اکتوبر ہندوستان اور انگلستان کے پارسلوں کا محصول جو جبرالٹر کی راہ سے جائیں آئندہ سے حسب ذیل ہوگا۔ جو پارسل ۳ پونڈ سے زیادہ وزنی ہو اس پر ایک روپیہ آٹھ آنہ اور جو پارسل ۷ پونڈ سے زیادہ وزنی ہو اس پر دو روپیہ ۸ آنے اور جو ۱۱ پونڈ سے زیادہ ہو اس پر تین روپیہ ۵ آنے۔

لارنس بت کی بے حرمتی کا خطرہ کمشنر لاہور کو — میونسپل کمیٹی لاہور کے فیصلہ دربارہ بت لارنس کمشنر لاہور مسٹر لینگلے نے اعلان کیا ہے کہ میں بعض کاغذات کے ملاحظہ سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ بت حکومت پنجاب کی اجازت کے بغیر موجودہ مقام سے نہیں اٹھایا جا سکتا۔ علاوہ ازیں میں بارے میں میونسپل کمیٹی میں جو بحث ہوئی ہے اس کے لہجے سے میرا خیال ہے کہ میونسپل کمیٹی اس بت کو گرا دینے سے اسکا کافی اور مناسب احترام نہ رکھے جس سے لاہور کا امن خطرناک ہوگا۔ اس لئے اس معاملہ میں گورنمنٹ کے حقوق کے فیصلہ کا انتظار کرتے ہوئے میں اس قرار داد کو جو بت کے اکھاڑنے کے متعلق ہے۔ معرض التوا میں ڈالتا ہوں۔

پیر تراب علیشاہ سندھی نے معافی مانگ لی — نیو ٹائمز کراچی کی اشاعت مورخہ ۲۰ اکتوبر میں اطلاع شائع ہوئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ پیر تراب علی شاہ نے جن پر زیر دفعات ۱۲۴ الف ۱۵۳ الف تعزیرات ہند مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اپنی تقریر نواب شاہ پر اظہار تاسف کر کے معافی طلب کی ہے۔ اور آئندہ کے لئے وعدہ کیا ہے کہ میں ہمیشہ ملک معظم کا وفادار رہونگا۔ اور کبھی ان کے خلاف کچھ نہ کہونگا۔ اسپر حکومت نے مقدمہ واپس لے لیا۔

جاٹ انفنٹری نہیں توڑی جائیگی — شملہ ۲۱ اکتوبر دو بٹالین ششم رائل جاٹ لائٹ انفنٹری کے توڑ دیجانے کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

کلکتہ کی از سر نو مردم شماری — کلکتہ ۲۱ اکتوبر چونکہ ۵ فیصدی میونسپل عمارتوں کو گذشتہ مردم شماری میں شمار کنندوں نے چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے کلکتہ کارپوریشن کی جنرل کمیٹی نے آئندہ مارچ میں از سر نو مردم شماری کرنے کی سفارش کی ہے۔

پنجاب ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کی طرف سے شہزادہ ویلز کے استقبال کی مخالفت — ۲۱ اکتوبر کو شام کے چار بجے لاہور کی ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کا ایک جلسہ زیر صدارت ... منعقد ہوا کہ چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کے اس خط پر غور کیا جائے جس میں مذکورہ بار ایسوسی ایشن کو یہ دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنے نمایندے "سٹیرنگ کمیٹی" کے لئے بھیجیں جو شہزادہ ویلز کے استقبال کیلئے مقرر کی گئی ہے۔ اس دعوتی خط پر کوئی بحث نہیں کیگئی بلکہ صرف رائیں لی گئیں دو سو ساٹھ ووٹ نمایندے بھیجنے کے برخلاف اور ۷ اس حق میں تھے۔ جن میں ۳ یورپین تھے۔ فیصلہ ہوا کہ اس کمیٹی پر بار کی طرف سے نمایندے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

سیٹھ یعقوب حسن کی گرفتاری — مدراس ۱۸ اکتوبر سیٹھ یعقوب حسن کو آج شام کے ۴ بجے زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند تنجور کی پولیس نے مسٹر جگدیش اسسٹنٹ کمشنر پولیس مدراس کی مدد سے گرفتار کر لیا۔

سنٹرل خلافت کمیٹی کے دفتر کی تلاشی — بمبئی ۲۳ اکتوبر کراچی سے جاری شدہ وارنٹ کی بنا پر کل شام کو سنٹرل خلافت کمیٹی کے دفتر کی تلاشی لیگئی۔ جو ۵ گھنٹہ تک جاری رہی۔ تلاشی ڈپٹی کمشنر پولیس کی زیر نگرانی ہوئی۔ اور سی۔ آئی۔ ڈی کے ... افسر بھی تھے۔ ان سرکاری افسروں نے کمیٹی کے جلسہ منعقدہ ۱۱ جولائی کی کارروائی کی رپورٹ لی جس میں ڈاکٹر کچلو کو سکرٹری منتخب کیا گیا تھا۔ نیز ۲۲ نومبر گذشتہ کے جلسہ منعقدہ علیگڈھ کی کارروائی کی رپورٹ لی جس میں مسٹر محمد علی کو ممبر منتخب کیا گیا تھا۔

سودیشی گیتا انجلی کی ضبطی — لکھنؤ ۲۲ اکتوبر سودیشی گیتا انجلی مطبوعہ علیگڈھ ضبط کر لی گئی ہے۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا ناجائز انتخاب — مسٹر بجے راگھو چاری صدر انڈین نیشنل کانگریس نے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے موجودہ انتخاب کو خلاف ضابطہ اور ناجائز قرار دیکر تمام صوبوں کی کانگریس کمیٹیوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ پبلک کی بہتری کا یہ تقاضا ہے۔ کہ موجودہ پولیٹیکل حالت پر ایک ایسی کمیٹی بحث کرے۔ جس کا نئے سرے سے انتخاب ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۱۰ اکتوبر بعد نماز ظہر)

حضرت موسیٰ کا خدا سے کلام مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے سوال کیا کہ حضرت موسیٰ کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔ رب ارنی انظر الیک اور ادھر سے جواب ملا لن ترانی۔ اور پھر آگے آتا ہے فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا کس حالت میں دیدار ہوا۔

فرمایا میرے نزدیک تو جب جبل پر تجلی ہوئی اسی وقت رویت حاصل ہوئی اور یہ صعقا ہو ہوئے وہ رویت کے بعد ہوئے۔ اسکی تائید رسول کریم کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔ جہاں آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب بیہوش ہوں گے ان میں سے سب سے پہلے میں اٹھونگا۔ اور اس وقت حضرت موسیٰ کھڑے ہوں گے اور ان کا اس وقت کھڑے ہونا شاید اس وجہ سے ہو کہ وہ جبل پر بیہوش ہو چکے تھے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت صاحب کا بھی الہام فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا ہے۔ اور اس سے مراد بھاگسو وغیرہ کے زلازل لئے گئے ہیں۔

فرمایا یہ بھی درست ہے مسیح موعود پر اس کے باعث جو تجلی ہوئی وہ آپ کی عرفان میں اور علم میں ترقی کرنیکا موجب تھی اور دشمنوں کے لئے ہی تجلی بھاگسو میں زلزلہ بن گئی ورنہ اس سے یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ موسیٰ جو بے ہوش ہوئے وہ ان کے لئے بطور عذاب کے تھا۔

فرمایا اگرچہ الہام ایک ہو مگر یہ شرط نہیں کہ بعینہ وہی حالت دوسرے ملہم کے متعلق بھی پیدا ہو۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یوسف ہیں۔ مگر آپ کیلئے کنعان میں ہونا اور مصر جانا ضروری نہ تھا۔ ان حالات اسی قسم کے پیش آئے۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام پر جو تجلی ہوئی وہ پہاڑ پر ہوئی اور مسیح موعود کے لئے جبل معرفت پر تجلی ہوئی جس سے آپ کے علوم اور عرفان میں بہت ترقی ہو گئی۔

رسول کریم اور حضرت موسیٰ کی رویت میں فرق مولوی صاحب نے سوال کیا کہ آنحضرت پر بھی تجلی ہوئی۔ اور حضرت موسیٰ پر بھی مگر آنحضرت کے متعلق رویت کے بعد یہ آیا کہ ما زاغ البصر وما طغی اور حضرت موسیٰ کے متعلق کہا کہ خر موسیٰ صعقا یعنی حضرت موسیٰ کے حواس پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ اور آنحضرت کے ہوش بجا ہیں۔

فرمایا دونوں کی حالت میں فرق تھا۔ نبی کریم نے کوئی رویت کی درخواست نہیں کی تھی۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی تھی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صبر سے کام لیا۔ اور جس مقام پر آپ کو کھڑا کیا گیا اس پر قائم رہے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بے صبری سے کام لیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت کو جب رویت حاصل ہوئی۔ تو آپ اسی طرح قائم رہے جس طرح آپ تجلی سے پہلے اپنے مقام پر کھڑے تھے مگر موسیٰ علیہ السلام نے جس طرح بے صبری سے درخواست کی تھی۔ اسی طرح جب درخواست پوری ہوئی تو برداشت نہ کر سکے آنحضرت نے غیبوبت کو جس استقامت سے برداشت کیا وہی استقامت شہود میں رہی لیکن موسیٰ جس طرح غیبوبت میں استقامت نہ دکھا سکے۔ اسی طرح شہود میں بھی برداشت نہ کر سکے۔

فرمایا رویت کے لئے صعقا ہونا ضروری ہے۔ حضرت موسیٰ کو اسوقت زیادہ ہوا آنحضرت کو بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ جیسا کہ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت میرے زانوں پر سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ وحی کی حالت ہوئی آپ پر غنودگی کی حالت طاری ہوئی وہ صحابی کہتے ہیں کہ اسوقت اس قدر بوجھ میری ران پر پڑ گیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ میری ہڈی ٹوٹنے لگی ہے۔ لیکن یہ حالت آپ کی ہمیشہ نہیں ہوتی تھی۔ کئی دفعہ آپ بیٹھے بھی ہوتے تھے۔ کہ آپ پر وحی آتی تھی بعض کمزور روایتوں میں آتا ہے کہ آپ گر پڑتے تھے۔ مگر میرے نزدیک یہ روایتیں معتبر نہیں ان سے مخالفوں نے فائدہ بھی اٹھایا ہے۔ اور کہدیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت کو مرگی کا دورہ پڑتا تھا۔ لیکن وحی کی وجہ سے آپ پر یہ حالت کبھی نہیں آئی۔

فرمایا ہر حالت کشف یا الہام میں ظاہری حواس میں ایک تعطل آ جاتا ہے۔ اور روح جسم سے ایک حد تک الگ ہو جاتی ہے۔ اور جسم کے تمام اعصاب ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور تمام حواس وحی الٰہی کے استقبال کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہی تعطل اعضا تجلی کے وقت حضرت موسیٰ پر بھی وارد ہوا۔

کیا خطبہ الہامیہ وحی الٰہی ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ خطبہ الہامیہ کیا وحی الٰہی ہے۔

فرمایا۔ نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو حضرت صاحب اس میں بعض مقامات پر تغیر نہ فرماتے۔ اور نہ اسکے ساتھ اور ابواب شامل کرتے۔ بلکہ یہ کلام وہ ہے جو مؤید بوحی الٰہی ہے اسکے مضامین الہام سے بتائے گئے ہاں اس میں اور دوسری ان کتابوں میں جو تحدی کیساتھ لکھی گئیں ایک فرق ہے۔ اس کے مضامین میں اجتہادی غلطی بھی نہیں۔ اور ان کتب میں اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے۔ وہ اگرچہ تحدی سے لکھی گئی ہیں۔ مگر ان کی شان وہ نہیں جو خطبہ الہامیہ کی ہے۔

فرمایا الہام وہی ہے جسکو حضرت صاحب نے الہام فرمایا ہے۔ الہام بھی کئی اقسام کے ہوتے ہیں۔ بہت دفعہ فطرۃ صحیحہ کی آواز بھی الہام کہلا سکتی ہے۔ اور وہ پاک قلب کے اندر ایک خاص کیفیت کیساتھ آتی ہے۔ اور یہ مظہر قلب ہی ہوتا ہے۔ اور الہام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ملہم کے عرفان کی ترقی اور اس کے قلب کی صفائی اور تطہیر کے لئے اور دوسرے الہام لوگوں کے متعلق ہیں پہلی قسم کے الہام بتانا ضروری نہیں ہوتے۔ بلکہ بہت دفعہ انکو چھپانے کا حکم ہوتا ہے۔ اور دوسری قسم کے الہامات خواہ کیسی ہی حالت میں ہوں ظاہر کئے جاتے ہیں۔

بارش کی طرح وحی کا مطلب مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مجھ پر ایک پیغامی نے اعتراض کیا تھا کہ حضرت صاحب جو لکھتے ہیں کہ مجھ پر بارش کی طرح وحی ہوئی وہ دکھاؤ کہاں ہے میں نے اسکو ایک عبارت دکھائی جس میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ ایک ہی الہام بکثرت ہوا ہے یہی معنے بارش کیطرح وحی ہونے کے ہیں۔ فرمایا یہی مطلب ہے میں نے خود حضرت صاحب سے سنا ہے فرماتے تھے کہ انی مع الرسول اقوم اور انی معک ومع اہلک یہ دونوں الہام ایک رات میں ہزار بار دفعہ ہوئے ہیں اور فرمایا اگر ذرا غنودگی ہوتی کہ تکیہ پر سر رکھا اور ان الہامات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور صبح کو نماز کیلئے اٹھے تو سلسلہ جاری تھا۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ یقین دلایا جائے کہ واقعی تو تی ہے۔ چنانچہ جب وہ الہام ہوا تھا

احمدی خواتین میں غفلت اور سستی نہیں ہونی چاہیئے

کچھ عرصہ ہوا مکرما ایڈیٹر صاحب "الفضل" نے ایک مختصر تحریر ایک معززہ بہن کے سوال کے متعلق لکھی تھی۔ اور خاص طور سے اپنی احمدی بہنوں سے کہا تھا۔ کہ اس سوال کا جواب دیں۔ سو اپنی ناقص سمجھ کے موافق بحیثیت ایک خادمہ احمدی خواتین کے یہ ناچیز بھی اپنے خیالات ظاہر کرتی ہے ؛

ہماری بہن بنت پیرحاجی احمد صاحب لکھتی ہیں۔ کہ دینی خدمات میں کیوں ہم مستورات بر جوش حصہ نہیں لے سکتیں۔ اور ہمارے راستہ میں کیا روکیں ہیں۔ اس کے متعلق ہم احمدی مستورات کو اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہیئے بات یہ ہے کہ ہم میں وہ جوش نہیں جو صحابیہ خواتین میں سنا گیا ہے۔ وہ ہم اپنے بناؤ سنگار میں زیادہ وقت خرچ ہوتا ہے۔ اور شاید بال بچے خانہ داری کا بوجھ وغیرہ بھی اس کے مانع ہوں۔ مگر میں کہتی ہوں۔ یہ غلط ہے۔ اگر دل میں جوش ہے۔ اگر طبیعت خدمت اسلام پر مائل ہے تو کوئی مشکل نہیں کہ حل نہ ہو سکے۔ ہم نئی تعلیم کے سر بھی الزام دے سکتے ہیں۔ کہ اس میں دینی کی خدمات کی ضرورت بیان ہی نہیں کی گئی۔ انٹرنس و طیرہ تک خواہ لڑکی پڑھ جائے۔ مگر اس سے نہ خانہ داری کا تجربہ ہو سکیگا۔ نہ خدمات دینی کا طریقہ آسکتا ہے۔ ہم لوگوں میں تعلیم اول تو ہے ہی نہیں۔ اگر کسی بہن کو ترقی کا شوق بھی ہوا۔ تو وہ ایسی تعلیم دینے کے درپے ہوئی۔ جو دین کو کھونے والی ہے۔ میں تو چاہتی ہوں۔ خدائے لایزال ایسا زمانہ لائے۔ کہ ہمارے گھر صحابیہ خواتین کی زندگی کا نمونہ ہوں۔ ہمارے کاروبار معاملات وغیرہ ہر ایک حرکت سکون قرآن کریم کے احکام کے موافق ہو۔ سلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مرحبا و جزاک اللہ کا رواج ہماری مجالس میں رواج پا جائے جتنی انگریزی طرز و طریقہ گفتگو وفیشن سے ہماری بہنیں ہماری بچیاں متاثر ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ عربی و اسلامی طریقہ سے متاثر ہوں۔ ہمارے مہربان خیر خواہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے ہمیشہ جلسوں پر خواتین کو سمجھایا۔ قرآن مجید کے درسوں اور تقریروں میں فرمایا کہ عورتوں میں بھی دینی جذبہ اور جوش بڑھنا چاہیئے وہ بھی بہت کچھ ذمہ دار ہیں۔ مگر میں کیا کہوں اپنی بہنوں کو کہ ان کے کان پر جوں نہیں رینگی۔ ادھر سنا ادھر کان سے نکال دیا۔ خدا نے ہم عورتوں کی یہ ناقص عقلی اور کم فہمی کہاں تک ہیں پہنچی ہیں گی۔ مگر میں تو مردوں کو بہت زیادہ ذمہ دار جانتی ہوں کہ وہ بہت کچھ عورتوں کے اس نیکی میں حصہ نہ لینے کا باعث ہیں۔ بیشک وہ روکتے تو نہیں۔ مگر ایک حد تک ذمہ دار ضرور ہیں! کیوں؟ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں مردوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء یعنی مرد عورتوں کے موجب میں حاکم ہیں۔ مالک ہیں۔ مگر مرد بجائے اس کے کہ ادب سکھلاتے۔ دین سیکھنے کا حکم دیتے دوسروں کو دین سکھلانے کا فرمان دیتے۔ ہر ایک نیکی میں حصہ لینے کی ہدایت فرماتے۔ غریب عورتوں کو دنیاوی انتظام اور امور میں ہی محکوم سمجھا۔ کسی عورت نے اگر دین کے معاملات میں کوشش بھی کی۔ تو مردوں نے روک دیا کہ ہم جو حصہ لینے والے ہیں۔ عورتوں سے یہ نہیں ہو سکتا پھر یہ بھی ایک بھاری اور سب سے زیادہ مصیبت ہے کہ ہم عورتوں میں جہالت اور تکبر کی مرض بہت زیادہ ہے دوسروں کو نیکی تو انکساری اور عاجزی سے سکھلائی جا سکتی ہے۔ مگر جن طبیعتوں میں تکبر اور خودی کا مرض ہے۔ وہ سخت نوٹس لیتی ہیں ؛

میں نے شاید بہت سی باتیں غیر متعلق بھی لکھ دیں مگر ایک طرح سے یہ باتیں بھی عورتوں کو دینی معاملات میں حصہ نہ لینے میں ایک حد تک حارج ضرور ہیں۔ ایک اور سبب شاید غریبی اور مفلسی بھی ہو۔ عورتیں خود کوئی کام کرنا جانتی نہیں ہیں۔ آپ مردوں کی مالی محتاج ہیں۔ تو دوسروں کو کیا امداد دے سکتی ہیں۔ خصوصاً نئی پود تو بالکل کام کرنا نہیں جانتی۔ ہماری بچیاں خود علم سیکھنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی بہت سی بیکس بہنوں کی مدد کریں۔ ان کو دین سکھلا دیں۔ ان کو بھی اس چشمۂ فیض سے سیر کریں۔ جو دین و دنیا میں ان کے لئے بہتری کا موجب ہو۔ یہ بناؤ سنگار یہ دنیاوی علم وحشت ہے چند روزہ ہیں نیکی تا قیامت کام آنے والی چیز ہے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت عالی قدر سرور دو جہاں کا سارٹیفکیٹ موجود ہے کہ نصف دین اپنا عائشہ سے سیکھو مگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے دین سیکھا تھا کسی یونیورسٹی کی ڈگری یافتہ نہ تھیں۔

دعا ہے کہ خدائے کریم ہم لوگوں کو خدمت دین کا جوش مرحمت فرمائے۔ ہم سے غفلت و جہالت کے پردے دور کرے۔ قرآن مجید احادیث اور تعلیم حضرت مسیح موعود پر کامل ایمان و عمل عنایت کرے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تربیت و تقاریر پر پورے طور سے عامل کرے۔ مردوں کو بھی ہمارے حال زار پر رحم و کرم کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ والسلام

خیر خواہ ناچیز سکینۃ النساء از قادیان

مولوی محمد علی صاحب کے متعلق نوٹ کی تصحیح

گذشتہ پرچہ میں مولوی محمد علی صاحب کے متعلق نوٹ معاصر الحکم کے شایع کردہ الفاظ کی بنا پر لکھا گیا تھا۔ ان پر مزید غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ غالباً مولوی محمد حسن صاحب کی کسی تحریر سے مولوی محمد علی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ اس میں گورنمنٹ کے خلاف تلوار اٹھانے کی تحریک کی گئی ہے۔ اور اس بات کو وہ مولوی محمد حسن صاحب کے نوٹس میں لائے ہیں۔ جس کے جواب میں انہوں نے اس مفہوم سے انکار کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ہندوستان میں تلوار اٹھانے کے لئے میں تو کیونکر کہہ سکتا ہوں۔ مہاتما گاندھی اور علی برادران وغیرہ بھی اس کی اجازت نہیں دیتے ؛

اگر فی الواقع یہی بات ہے۔ تو ہم اپنے پہلے الفاظ واپس لیتے ہیں ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء

سنہ ۱۳۴۰ھ سے مسلمانوں کی امیدیں

مسلمانوں میں حضرت امام مہدی کی آمد کا انتظار جس شدت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر جناب طرابلس کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے مخصوص طرز تحریر میں چند رسائل شایع کئے۔ اور انہیں مسلمانوں کے اس دیرینہ خواب کی تعبیر ان کے حسب منشا یہ بتائی۔ کہ اب مہدی آ گئے۔ اب مسیح نازل ہوئے۔ اب انگریز بادشاہ مسلمان ہو۔ اب پارلیمنٹ نے اعلان اسلام کیا۔ اب امیر کابل نے ہندوستان کا دھاوا بول دیا۔ اب حبیب اللہ خاں کے لشکروں نے حرکت کی۔ اب نصر اللہ خاں نے میدان مار لیا۔ اب ترکوں نے اپنے دشمنوں کو پامال کیا۔ اب مسلمانوں کی کھوئی ہوئی سلطنت واپس آئی۔

ان تمام واقعات کے ظہور کے لئے خواجہ صاحب نے بہت تھوڑی مدت مقرر کی۔ تاکہ زیادہ عرصہ کے خوف سے لوگوں کا شوق ہی مدہم نہ ہو جائے۔ پہلے سنہ ۱۳۳۰ھ مقرر کیا۔ پھر سنہ ۱۳۳۵ھ جب اسمیں بھی امید نہ برآئی۔ تو ۱۳۳۵ھ رد شدہ شدہ سنہ ۱۳۴۰ھ قرار دیا۔

اب معلوم ہوتا ہے کہ انتظار کی زحمت اٹھانیوالوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اور وہ سنہ ۱۳۴۰ھ کو اپنی امیدوں کے بر آنے کا آخری وقت سمجھ کر فیصلہ کر چکے ہیں کہ اس سے آگے اور انتظار نہیں کرنا پڑیگا۔ کیونکہ اس سال امام مہدی ظاہر ہو جائینگے۔ اور اب مسلمانوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھیگا۔ یہ بات ہمیں زبانی سننے کا بھی موقع ملا ہے۔ اور حال میں اخبار کشمیری لاہور نے ۲۱ اکتوبر کی اشاعت میں ایک نوٹ بعنوان سنہ ۱۳۴۰ھ کے ساتھ مسلمانوں کی کچھ امیدیں شایع کیا ہے۔ جسمیں لکھا ہے:۔

"مسلمانوں کی ان کتابوں میں جو پیشگوئیوں کے لئے مشہور ہیں سنہ ۱۳۴۰ھ کے متعلق بہت زیادہ پیشگوئیاں موجود ہیں۔ گو ہمیں بروئے اسلام اور مطابق شریعت کسی پیشگوئی پر یقین کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم یہ دیکھ کر کہ اس سے پہلے جو پیشگوئیاں ہو چکی ہیں۔ وہ سب پوری اتری ہیں۔ بلا لحاظ یقین کرنا ہی پڑتا ہے۔ حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور قصیدہ فارسی ہندوستان کے اکثر مقامات پر ابتک محفوظ ہے۔ ان کے فرمان کے مطابق سنہ ۱۳۴۰ھ مسلمانوں کے لئے ایک مبارک سال ہے۔ اور اب ہے کہ ممالک غیر میں بھی مسلمان ہر جگہ فتحیاب اور کامیاب ہونگے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ مہدی علیہ السلام اسی سال میں پیدا ہو گئے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اس سال میں ترک اپنے حریفوں پر غالب آئینگے۔ اور مسلمانوں کی سلطنت وسیع تر ہوتی چلی جائیگی۔ مسلمان صدیوں سے ابتر و ذلیل ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ اب اگر خدا انپر اپنا فضل و کرم کرے۔ تو اس کے رحم و لطف سے کچھ بعید نہیں۔"

یہ تحریر بتاتی ہے کہ ایڈیٹر صاحب کشمیری میگزین کو "اسلام اور شریعت" روکتے ہیں کہ وہ کسی پیشگوئی یا اظہار غیب کو تسلیم کریں۔ مگر باوجود اس کے حالات نے یہانتک مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ پیشگوئیوں کی بنا پر خوش آیند توقعات سے معمور سینہ رکھیں۔ یہاں ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ اسلام کی نمایاں صفت ہی یہ ہے۔ کہ اس کا خدا غیب کا عالم اور غیب پر اطلاع بخشنے والا ہے۔ تاہم اس سے پتہ لگتا ہے کہ مایوسیوں نے ہمارے مسلمان بھائیوں کی حالت یہانتک پہنچا دی ہے۔ کہ وہ جن باتوں کو شریعت اسلام کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کو بھی باور کر رہے ہیں۔

پھر مسلمانوں کا ایک اور اخبار۔ جو آگرہ سے شایع ہوتا ہے۔ "ظہور امام الزمان" کے عنوان سے ایک مضمون اپنے ۲۱ اکتوبر کے پرچہ میں لکھا ہوا رقم طراز ہے کہ:۔

"ظہور امام الزمان علیہ السلام بھی اسی قیامت کے آثار قریبہ میں سے ایک نمونہ اور نشان ہے۔ جو عنقریب اور غالباً اسی سال ہونا ہونیوالا ہے۔"

اخبار مذکور کے نزدیک سب علامات پوری ہو چکی ہیں اور اب امام مہدی کی آمد ضروری اور لازمی ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ:۔

"مسلمانوں کا یہ دور ادبار اور اسلام کا یہ حد تنزل اپنی موجودہ حالتوں میں ایک انقلاب چاہتا ہے اور وہ انقلاب اسوقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جبتک کوئی ہادی اور خدا کا بھیجا ہوا پیشوا اس ملت کی گرتی ہوئی دیواروں کو نہ سنبھالے۔"

یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ سنہ ۱۳۴۰ھ کے متعلق مسلمان جو امیدیں رکھتے ہیں۔ کیا وہ پوری بھی ہونگی۔ ان کے تجویز کردہ امام مہدی ظاہر ہونگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریںگے۔ اور امام مہدی کے ساتھ ملکر تمام کفار کو تلوار کے گھاٹ اتار دینگے مسلمانوں کی کھوئی ہوئی سلطنتیں انہیں واپس ملجائینگی؟ اس کا فیصلہ بہت جلد ہو جائے گا۔ کیونکہ سنہ ۱۳۴۰ھ شروع ہے۔ اور اب اس کا دوسرا مہینہ جا رہا ہے۔ دس یا ساڑھے دس مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ جو انشاء اللہ جلدی ہی ختم ہو جائینگے۔ اور ہمارے مسلمان بھائی خودبخود دیکھ لینگے۔ کہ ان کی امیدوں اور آرزوؤں کا کیا انجام ہوا۔ لیکن ہم ابھی سے کہے دیتے ہیں۔ اور پورے وثوق اور ایقان کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ سال بھی یونہی دیگر سالوں کی طرح گذر جائیگا۔ اور انتظار کرنے والوں کو دست تاسف ملنے اور مایوسی کی آہیں کھینچنے کے لئے چھوڑ جائیگا۔ کیونکہ سنت اللہ سے ظاہر ہے۔ کہ جن مامورین اور مصلحین کی آمد کی خبر پہلے صحائف میں دی گئی۔ اور جن کی آمد کے خیال سے خوش ہو کر قومیں خوشی میں جھومتی رہی ہیں۔ ان کی آمد کبھی اس نقشے کے مطابق نہیں ہوئی جو لوگوں کے ذہن تجویز کیا کرتے ہیں۔ اس لئے اس صادق مامور و مصلح کے ظہور پر وہی لوگ جو بڑے شوق سے انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ اپنے خیالی اور مصنوعی نقشہ کے خلاف پا کر مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہی غلطی اور ٹھوکر تھی جس نے یہود سے مسیح ناصری کا انکار کرایا اور نہ صرف انکار کرایا۔ بلکہ اس پاک انسان کو سولی پر چڑھوایا۔ یہود خیال کرتے تھے کہ آنیوالا آتے ہی داؤد کی سلطنت کو قائم کریگا۔ اور یہود غلامی کی حیثیت سے نکلکر تخت و

تک شاہی کے مالک ہو جاتے تھے۔ مگر ہوا یہ کہ بجائے تاج شاہی کے حضرت سلیمانؑ سے ایک فقیرانہ حالت میں ہوا۔ اور وہ سلطنت و تاج اور حکومت و سلطنت جن کی آنکھوں میں شوکت و سطوت کے جلوے رقص کر رہے تھے۔ اس فقیر کو کب قبول کر سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے حقارت سے اسکو ٹھکرا دیا اور ہمیشہ کی لعنت کے مستحق ٹھہر گئے۔ پھر یہی غلطی تھی جس کے باعث یہود اور عیسائی سرور دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کر بیٹھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ آنیوالا اسرائیل کے فرزندوں ہی سے ہوگا۔ ان کے وہم میں بھی نہ تھا کہ وہ ہاجرہ کے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل میں سے ہوگا۔ مگر ہوا وہی جسے وہ نہیں چاہتے تھے۔ اسلئے صاف منکر ہو گئے۔ اب دیکھو۔ کہ یہود کے منہ سے آج تک دردناک چیخوں سے گونج رہے ہیں۔ لیکن نہ ان کے آسمان سے الیاس کو لاتے ہیں۔ نہ ان کا مسیح موعود ظاہر ہوتا ہے نہ وہ نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) جو ان کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی خدا سے علم پاکر فرمایا تھا۔ کہ میری امت کی اصلاح کے لئے مسیح و مہدی نام پاکر ایک شخص ظاہر ہوگا۔ اس موعود کا انتظار کرتے کرتے سینکڑوں نہیں ہزاروں اور لاکھوں انسان دنیا سے گذر گئے۔ اور اس کے دیکھنے اور اس سے فیض پانے کی تمنا کو سینہ میں ہی لے گئے۔ لیکن جب وہ ظاہر ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کی سنت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ نشانات کے مطابق ظاہر ہوا۔ تو وہ لوگ جو اس کے منتظر تھے۔ انہیں سے بہتوں نے اسلئے اس کا انکار کر دیا کہ وہ ان کے خیالی نقشہ پر پورا نہ اترا۔ اور یہ سلوک اختیار کرنے لگے جو ان کی آنکھیں ایک (حضرت عیسیٰ) کو آسمان پر اور دوسرے (امام مہدی) کو غاروں میں تلاش کر رہی ہیں۔ مگر آنیوالا ایک ہی شخص تھا جو نہ کسی غار میں چھپا ہوا تھا۔ نہ کہیں آسمان پر بیٹھا ہوا تھا۔ بلکہ وہ زمین سے ہی ظاہر ہوا۔ ظاہر پرست لوگوں نے بطرز سابق اس کا بھی انکار کر دیا۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ آنیوالا کوئی اور ہے لیکن گذشتہ تجربہ شاہد ہے کہ جس طرح پہلوں کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اور ایک فرستادہ کا انکار کرنے کے بعد ان کو کوئی دوسرا فرستادہ نہ ملا۔ اسی طرح ان لوگوں کے لئے بھی اب فرستادہ خدا بجز اس مہدی معہود اور مسیح موعود کے جو قادیان میں ظاہر ہوا۔ کوئی نہیں آئے گا۔ جو لوگ اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ کسی اور کے منتظر ہیں۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ ان کے لئے اب کوئی سچا مسیح اور کوئی سچا مہدی نہیں ہے۔

آخر میں ہم ان لوگوں سے جو امام مہدی کے آنے کی انتہائی درستگی اعتقاد رکھتے ہیں۔ درخواست کرینگے کہ اگر اس سال بھی ان کی امید پوری نہ ہوئی۔ اور یقیناً پوری نہ ہوگی۔ تو وہ ضد اور تعصب میں آکر پھر انتظار کی گھڑیاں نہ گننا شروع کر دیں۔ بلکہ نہایت ٹھنڈے دل اور غور و فکر سے کام لیکر فیصلہ کریں۔ کہ جس مسیح اور مہدی نے آنا تھا۔ وہ آچکا ہے۔ اور اسی کو قبول کرنے پر انہیں دینی اور دنیاوی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

جب وہ اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی اصلاح اسوقت تک نہیں ہو سکتی۔ جب تک خدا کا کوئی فرستادہ نہ آئے۔ تو پھر انہیں اس انسان کے دعاوی پر غور و فکر کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جس کی صداقت کی گواہی زمین و آسمان دے رہے ہیں۔

کیا ہم امید کر سکتے ہیں۔ کہ ہمارے مسلمان بھائی ہمارے اس مشورہ کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ ہماری خاطر نہیں۔ بلکہ اپنی جانوں کی خاطر۔ کیونکہ مسیح موعود کو قبول کرنے میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہے۔

پروفیسر رام دیو صاحب سے خطاب

پروفیسر صاحب آپ نے اسلامی مسائل کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے تحریری تبادلہ خیالات کرنے کے لئے بڑے جوش و خروش سے آمادگی ظاہر کی تھی۔ اور اس بارے میں جو طریق گفتگو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے پیش فرمایا تھا اسے آپ نے بھی اور ایڈیٹر صاحب پرکاش نے بھی مفید اور نتیجہ خیز قرار دیا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ نے طرز گفتگو کے متعلق بعض شرائط کے متعلق اختلاف ظاہر کرنے اور جنہیں آپ کو اختلاف تھا۔ انہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے آپ کے منشاء کے مطابق واضح کر دینے کے بعد آپ نے بالکل خاموشی اختیار کر لی۔ ۷ اپریل ۱۹۲۱ء کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح نے شرائط کی وضاحت اور تشریح فرمانے کے بعد لکھا تھا کہ:

"سوائے چند باتوں کے جن پر پروفیسر صاحب کو اعتراض تھا۔ باقی سب تصفیہ شدہ ہیں۔ اور چونکہ ان کے متعلق بھی اب میں وضاحت کر چکا ہوں اسلئے اگر پروفیسر صاحب کو میری ان تحریروں سے اتفاق ہو۔ تو وہ ان تین اعتراضات کو شائع کرا دیں۔ جنکی بناء پر قرآن کریم کے الہامی ہونے میں انکو کلام ہے اور ان اعتراضات کو وضاحت سے بیان کر دیں جن کا تصفیہ سب سے پہلے کرنا وہ پسند کرتے ہوں۔ ان کے مضمون کے شائع ہونے پر میں ان کا مضمون الفضل میں شائع کرا دونگا۔ اور اپنا جواب بھی شائع کرا دونگا۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ مطابق شرائط چلا جائیگا"

پروفیسر صاحب! اس مضمون کے جواب میں آج تک نہ تو آپ نے کوئی مضمون شائع کیا۔ اور نہ اپنے اعتراضات شائع کرائے۔ حالانکہ جولائی کے الفضل میں بھی آپ کو توجہ دلائی جا چکی ہے۔

چونکہ اس مرحلہ پر پہنچ کر آپکا اس طرح خاموش ہو جانا نہایت افسوسناک ہے۔ اسلئے خاص طور پر آپ کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ مجوزہ گفتگو کو انجام تک پہنچائیں۔ اور جن اعتراضات پر آپ کو بہت ناز ہے۔ پیش کریں۔ تاکہ نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کے ہم خیال اور بہت سے لوگوں پر بھی ان کی حقیقت واضح ہو جائے۔ اور حق پسند لوگوں کو اسلام کے متعلق فیصلہ کرنے میں آسانی ہو سکے۔ لیکن اگر آپ اس موقع پر سامنے نہ آئے۔ تو پھر آپ کو کوئی حق نہ ہوگا کہ کسی تحریر و تقریر میں اسلام کے خلاف کبھی اعتراض کریں۔ اب اس بات کا فیصلہ آپ خود کر لیں۔ کہ یا تو اعتراض کر کے جواب حاصل کریں۔ یا خاموش ہو کر ہمیشہ کے لئے اپنی معترضانہ پوزیشن چھوڑ دیں۔

کیا ہم آپ کی مہر خموشی کے ٹوٹنے کی توقع رکھیں۔ اور منتظر رہیں۔ کہ آپ مجوزہ گفتگو جلد سے جلد شروع کر دینگے۔ یا ہمیشہ کے لئے آپ کی طرف سے نا امید ہو جائیں۔

ہندوستان کی خبریں

سیکرٹری خلافت کمیٹی کو دس سال قید کالی کٹ۔ ۲۳ اکتوبر۔ فسادات مالابار کے متعلق مولوی عبدالرحمٰن سیکرٹری خلافت کمیٹی کو دس سال قید سخت کی سزا ہوئی ہے۔

عبدالغفور کو پھانسی کی سزا سیشن جج سرگودھا نے عبدالغفور کے متعدد سنگین جرائم کی سماعت کے بعد مندرجات ذیل حسب ذیل سزائیں تجویز کی ہیں۔ ایک جرم میں سات سال قید سخت۔ دوسرے جرم میں کالے پانی کی اور تیسرے جرم میں پھانسی کی سزا۔

لالہ کنور سین چیف جسٹس لالہ کنور سین ایم۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا پرنسپل لا کالج لاہور ریاست جموں و کشمیر کے چیف جسٹس مقرر کئے گئے ہیں۔

انگلستان کے لئے ایک مسلم وفد کی تیاری لکھنؤ ۲۲ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ہز ہائینس آغا خان کے تازہ خط کے جواب میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک جلسہ طلب کیا گیا ہے جس میں علاوہ دیگر اہم معاملات کے مسلم فوائد کی نیابت کی غرض سے انگلستان ایک اور وفد بھیجنے کے مسئلہ پر غور کیا جائیگا۔

مسٹر فیرز پھر لاہور میں مسٹر فیرز ڈپٹی کمشنر لاہور جو کہ چھٹی پر گئے ہوئے تھے پھر واپس آ گئے ہیں۔ اور انہوں نے مسٹر ایڈ گلوی سے جو ان کی بجائے کام کر رہے تھے چارج لے لیا ہے۔

انڈین ریلوے کانفرنس کے فیصلے شملہ۔ ۲۲ اکتوبر۔ انڈین ریلوے کانفرنس کا اجلاس کل ختم ہوا۔ فیصلہ کیا گیا کہ پارسلوں پر کرایہ بڑھا دیا جائے۔ فوجی آمد و رفت اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں کے لئے سپیشل ٹرینوں کا کرایہ بڑھانے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مسافر گاڑیوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس وقت جو مسافر گاڑیاں چل رہی ہیں ان کا چلنا بھی مشکل ہے۔

ذرا مارشل پنجاب میں ملتان میں فوجی نمائش شملہ۔ ۲۶ اکتوبر۔ فوجی صدر مقام ملتان کا مراسلہ نگار مظہر ہے کہ ۲۲ اکتوبر کو ۱۰ بجے رات کے سول حکام نے ڈیڑھ سو افسر اور فوجی سپاہی طلب کئے تھے۔ تاکہ ملتان شہر کے ایک تھیٹر کو صاف کرنے اور باغیوں کے گرفتار کرنے میں پولیس کی مدد کرے۔ کارروائی کامیاب رہی اور آدھی رات کو ختم ہوئی۔ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ مجمع پر شور تھا مگر تشدد نہ تھا۔ ۲۴ تاریخ کو ۱۱ بجے دو کمپنیاں طلب کی گئیں کچہری کے گرد فساد کا اندیشہ تھا۔ انبوہ شور کرتا تھا۔

ہندوستان میں فوجی ہلچل ہمعصر سوراج رقمطراز ہے کہ لکھنؤ کے فوجی کوارٹرس میں [illegible] پہنچ گئے ہیں۔ اور تقریباً ۲۵ فوجی بغیر استعفا دئے بھاگ گئے۔

امرتسر کمیٹی سے شہزادہ ویلز کا خیر مقدم امرتسر میونسپلٹی نے یہ قرارداد منظور کی ہے کہ شہزادہ ویلز کو خیر مقدم کا ایڈریس دیا جائے۔ مگر اس میں جذبات جمہور کی ترجمانی ضرور کی جائے۔

علی برادران کا مقدمہ سیشن میں :- علی برادران اور دیگر پانچ ملزمین کا مقدمہ مسٹر کینیڈی جوڈیشل کمشنر کی عدالت میں ایک جوری کی موجودگی میں شروع ہوا۔ عدالت میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ کمرہ عدالت جو بھاری بھرا ہوا تھا جس میں بہت سی یورپین لیڈیاں بھی تھیں۔ مسٹر راس ایلسٹن مسٹر انغنسٹن سرکاری وکیل کی مدد کرنے کو موجود تھے۔ مولوی عنایت اللہ صاحب فرنگی محل ملزمین کی جانب سے مسائل کی نگرانی کرنے کی غرض سے موجود تھے۔ سرکاری وکیل نے عدالت سے درخواست کی کہ فرد جرم میں کچھ ترمیم کر دی جائے۔ فرد جرم کی صورت یہ ہو کہ ساتوں ملزمین فروری ۱۹۲۰ء اور ستمبر ۱۹۲۱ء کے درمیان ایک ایسی سازش میں شریک تھے جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان افسروں اور سپاہیوں کو ان کے فرائض منصبی کے انجام دینے سے برگشتہ کیا جائے۔ مسٹر محمد علی نے اس ضمنی الزام کے خلاف اعتراض کیا کہ اس سے ماتحت عدالت کی تمام کارروائی کالعدم ہو گئی کیونکہ عدالت ماتحت میں اس الزام کی تائید میں کوئی شہادت نہیں پیش کی گئی اور یہ کہ مجسٹریٹ نے ملزمین کا پورا بیان نہیں لکھا۔ مسٹر محمد علی نے کہا کہ مجسٹریٹ کا طرز عمل ہرگز عدالتی اصول پر مبنی نہ تھا۔ لیکن عدالت نے مسٹر محمد علی کو اس اعتراض کرنے کا مجاز قرار دیا۔ اس کے بعد فرد جرم پڑھ کر سنائی گئی۔ ملزمین نے بحیثیت تارکین موالات کوئی بحث نہ کی۔ ۵۰ منٹ کو بھی کارروائی امن سے ہوئی۔ ۱۰ اکتوبر کو امن و امان کے ساتھ مقدمہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ ملزمین عدالت میں آکر فرش پر بیٹھ گئے۔ یہ دیکھتے ہی مقدمہ [illegible] سپاہی بھی کرسیوں کو چھوڑ کر فرش پر بیٹھ گئے۔ دوپہر تک [illegible]

غیر ممالک کی خبریں

آسٹریا میں خانہ جنگی

سوئٹزرلینڈ سے معزول شہنشاہ آسٹریا کی فراری برن۔ ۲۳ اکتوبر۔ سابق شہنشاہ کارل کے دوبارہ بھاگ جانے کا سوئٹزرلینڈ میں بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ یہ تحقیق ہے کہ فیڈرل کونسل اب اس کو سوئٹزرلینڈ میں آنے دیگی اور اس کے ساتھیوں کو ملک بدر کر دیگی۔

کارل (معزول شاہ) بوڈاپسٹ میں افواہ ہے کہ کارل بوڈاپسٹ میں داخل ہو گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بعض حالتوں میں گورنمنٹ کی فوجیں خاصکر اوڈنبرگ کی تمام فوج اور کچھ حصہ بوڈاپسٹ کی فوج کا کارل سے جا ملا۔ کارل کی فوج کا یہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ تین ڈویژن کے قریب ہے اور امیر البحر ہارتھی کی جمعیت بھی اسی قدر ہے۔

دارالحکومت ہنگری میں مارشل لا بوڈاپسٹ ۲۳ اکتوبر۔ شہر میں مارشل لا کا اعلان کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کارل کے ارادہ کو شکست دینے کی غرض سے سرگرمی سے کام کر رہی ہے۔ ۱۹۲۰ء کے قانون نمبر ا کی رو سے کارل کو ہنگری میں بادشاہی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں رہا۔

بوڈاپسٹ کے قریب جنگ وائنا ۲۳ اکتوبر۔ بوڈاپسٹ کا ایک [illegible] ہے کہ کارل کی حامی فوج دارالحکومت سے ۴۰ میل رہ گئی ہے اور گورنمنٹ کی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا۔ کارل کی فوج کا کمانڈر امیر البحر ہارتھی ہے۔ جنگ جاری ہے۔

اٹلی پر شک :- پیرس کا ایک تار راوی ہے کہ اس شک کے متعلق کہ کارل نے بہ حمایت اٹلی کی پالیسی سے حوصلہ پاکر کیا ہے۔ اٹلی کے سفیر نے بڑے زور سے انکار کیا ہے کہ ہنگری اور اٹلی کے درمیان کوئی عہد نامہ کارل کو بادشاہ بنانے کی نسبت موجود نہیں ہے۔

کارل کی فوج کی فراری لندن ۲۴ اکتوبر۔ بوڈاپسٹ سے تازہ ترین خبر آئی ہے اگرچہ سرکاری طور پر اس کی تصدیق نہیں ہوئی۔ لیکن قرائن سے پایا جاتا ہے

درست ہے۔ شاہی فوج کورن پہنچنے کے بعد فرار ہوگئی اور وہ کارل اور زیٹا کو سرکاری فوج کے رحم پر چھوڑ گئی۔

سابق شاہ آسٹریا کی ناکام سازش لنڈن ۲۰ر اکتوبر معلوم ہوا ہے کہ سابق شاہ کارل کو اس کی اپریل کی کارروائی سے بھی زیادہ اس موقع پہ ناکامی ہوئی ہے جن ممبروں نے اس کے ساتھ سازش کی تھی۔ انہوں نے دغا کی اور جو فوج اس کے ساتھ آ گئی تھی۔ اپنے ہتھیار ڈالدئے۔

سابق شاہ کی نظر بندی کارل کو ہنگری میں نظر بند کیا گیا اور اتحادیوں کے فیصلہ کا انتظار ہے۔ جن کا ارادہ ہے کہ اسکو یورپ کے باہر نظر بند کیا جائے سابق شاہ بالکل مفلس ہے ہنگری میں اسکی جائداد ضبط کرلی گئی۔ اور اسکی نصف فوج کام آئی۔ اور نصف ٹائر کی طرف پسپا ہوگئی۔ عارضی گورنمنٹ کے دو وزراء کو قومی فوج نے گرفتار کرلیا ہے۔

کارل کس طرح گرفتار ہوا مقام کورن جہاں کارل اور زیٹا پکڑے گئے زیچوسلاواک سرحد سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے بات چیت شروع ہوئی۔ کارل نے گورنمنٹ کی شرائط ماننے سے انکار کیا۔ جب اسکی فوج بھاگی۔ تو کارل ایک ٹرین پر سوار ہوکر چلدیا۔ لیکن ریل کی پٹریاں اکھاڑ کر ٹرین کو روک لیا گیا۔ اور اسے قید کرلیا گیا۔ وہ مقام ٹوٹس میں بوڈاپسٹ سے [illegible] میل پر گرفتار ہوا۔

شہزادہ ویلز کی روانگی لنڈن ۲۰ر اکتوبر۔ شہزادہ ویلز بہادر ۲۶ر اکتوبر کو روانہ ہونگے۔ اور ۱۷ر نومبر کو بمبئی پہونچیں گے۔

انگورہ اور فرانس کا معاہدہ انگورا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ فرانس اور انگورا کے باہمی معاہدے پر دستخط ہوگئے ہیں۔ فرانس نے سرحد میں ترمیم منظور کرلی ہے اب یہ سرحد بغداد ریلوے کے ساتھ ساتھ نصیبین تک پہنچی ہے۔ فرانسیسیوں کو ریلوے کے انتظام کے لئے مراعات دیگئی ہیں

یونانیوں کی سفاکی لنڈن ۲۱ر اکتوبر۔ قسطنطنیہ کا تار مظہر ہے کہ ایک کمیونک میں بیان کیا گیا ہے کہ عسکی شہر اور اقیوم قرا حصار کے بہت سے مواضع میں یونانی آگ لگا رہے ہیں۔ جسکے معنے یہ ہیں کہ وہ مذکورہ بالا شہروں کو خالی کرنے والے ہیں۔

ایران کی برطانیہ سے اسلحہ کے لئے درخواست لنڈن ۲۰ر اکتوبر۔ ایرانی وکالت خانہ نے اعلان کیا ہے کہ گورنمنٹ طہران جنوبی ایران والی انگریزی سپاہ کی جگہ نئی فوج ترتیب دے رہی ہے نیز ایرانی گورنمنٹ نے برطانیہ عظمیٰ کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ مطلوبہ فوج کے واسطے ضروری اسلحہ و گولہ بارود ایران کو قیمتاً مہیا کرے اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر یہ درخواست منظور کرلیگئی تو پھر قبائل کی بدامنی کا اندیشہ نہیں جسکے خیال سے برطانوی قونصل نے انگریزی باشندوں کو اس علاقے سے واپس ہونیکا حکم دیا تھا۔

برطانیہ کا انکار لنڈن ۲۱ر اکتوبر اسلحہ و گولہ بارود کی خریداری کے متعلق ایرانی گورنمنٹ نے برطانیہ کو جو دعوت دی تھی اسکی نسبت برطانوی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ چونکہ اس امر کی کوئی ضمانت نہیں کہ یہ سامان کس مقصد کے لئے استعمال ہوگا۔ اس لئے گورنمنٹ برطانیہ اسکو منظور نہیں کرسکتی۔

جرمنی کا دیوالہ لنڈن ۲۰ر اکتوبر لائڈ بنک کی ماہوار رپورٹ میں جرمنی کی اقتصادی حالت پر تنقید کیگئی ہے کہ اگرچہ بعض شعبوں میں خوشحالی ظاہر کرنے کی غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن جرمنی کا دراصل مدت سے دیوالہ نکل چکا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ جلدی یا بدیر وہ معاوضہ نقصانات ادا نہ کرسکیگا۔

بلجیم کی وزارت میں انقلاب برسلز ۱۹ر اکتوبر۔ بوریج میں سوشلسٹوں کا ایک مظاہرہ ہوا۔ بلجیم کی وزارت میں اختلاف ہوگیا سب سے پہلے وزیر جنگ مستعفی ہوا اور آج باقی چار سوشلسٹ وزراء نے بھی استعفے پیش کردئے۔

بے تار سلسلہ پیام رسانی کا کرشمہ لنڈن ۱۹ر اکتوبر اخبار نیویارک ورلڈ میں سابق [illegible] وزیر اعظم فرانس کا ایک دستخطی پیام اصلی خط میں شائع ہوا ہے۔ جو بذریعہ بے تار سلسلہ پیام رسانی جنرل پرشنگ نے بوسٹن سے امریکہ کو بھیجا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ مستقبل قریب میں بے تار پیام رسانی کے ذریعہ بڑی بڑی تصویریں بھی جو بحالت موجودہ بحری تاروں کے ذریعہ بھیجی جاتی ہیں بحیرہ اٹلانٹک کے آرپار بے تار سلسلہ پیام رسانی کے ذریعہ بھیجی جاسکیں گی۔

امریکن ساہوکاروں کے ساتھ بولشویک حکومت کی گفت وشنید ہلسنگفورس [illegible] سے اہم کوریج پہنچ گئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ ان کا ارادہ بولشویک حکومت کی طرف سے امریکہ کے سرمایہ داروں کے ساتھ گفت وشنید کرنے کا ہے۔

امریکہ کے یوم آزادی کی سالگرہ نیویارک۔ ۱۹ر اکتوبر جس روز انگریزوں نے یارک ٹاؤن میں ہتھیار ڈالے تھے اس کی سالگرہ کی تقریب پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر ہارڈنگ پریزیڈنٹ امریکہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ انگلستان اور امریکہ کے درمیان اتحاد ہمیشہ قائم رہیگا۔ یہ بات قابل خیال ہونی چاہئے کہ آئندہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے خلاف تلوار نہ اٹھائیگا۔

چاند کی حرکت میں پراسرار تغیر لنڈن ۲۱ر اکتوبر حال ہی میں جو چاند گہن واقع ہوا ہے اسکا مشاہدہ کرتے ہوئے ڈاکٹر کرمیلن نے رصدگاہ گرینچ میں یہ حیرت انگیز انکشاف کیا ہے۔ کہ اس موقعہ پر چاند اپنے مقررہ مقام سے بقدر ۱۲ میل آگے تھا انھوں نے اعلان کیا ہے کہ یہ تغیر آہستہ آہستہ گذشتہ ۵۰ سال سے پیدا ہوا ہے اس لحاظ سے تمام تقویمیں غلط ہوگئی ہیں چنانچہ ستاروں کی تقویم پر نظرثانی کی گئی ہے۔

پیرس میں ڈاکو عورتوں کے جتھے پچھلے دنوں پیرس میں ڈاکو عورتوں کی کئی جماعتیں جوہریوں کی دوکانوں پر ڈاکہ ڈالنے کی پاداش میں گرفتار ہوکر کیفرکردار کو پہنچ چکی ہیں۔ یہ تمام جماعتیں موٹر پر سوار ہوکر بڑی سرعت کے ساتھ شہر کے ایک حصے سے دوسرے حصے کی طرف جاتی تھیں۔

یونانیوں کا نقصان جان ڈیلی میل رقمطراز ہے کہ جنگ سقاریا میں یونانیوں کی بیس ہزار سے زیادہ سپاہ کام آئی مرض سے جو سپاہی مرے وہ ان کے علاوہ ہیں۔

(باہتمام شیخ [illegible] پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام مشین پریس میں چھپکر قادیان سے شائع ہوا)

THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کیا وباری تور کے

متعلق خط و کتابت بنام

مینیجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ: مہر محمد خان

فہرست مضامین

نمبر ۳۵ | مورخہ ۳ نومبر ۱۹۲۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو خفیف حرارت رہی۔ تاہم حضور خود نمازیں پڑھاتے رہے اور دیگر دینی اشغال میں مصروف رہے ۔

۳۱۔ اکتوبر جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی اپنی بعض خواہشوں کی بناء پر قادیان تشریف لائے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ ان کی اہلیہ صاحبہ اور بچے بھی ہیں۔ بیماری اور بر تقاضائے عمر مولوی صاحب بہت ضعیف اور کمزور ہو گئے ہیں ۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب دورہ سے واپس آگئے ہیں۔ جن کے ساتھ دار جیلنگ سے ایک یوریشین لڑکا بھی آیا ہے

نامہ نیر

(گذشتہ سے پیوستہ)

الٰہی فضل جب انسان اپنے لگائے ہوئے پودے کو بار ور دیکھے اور اپنی نظروں سے اس کے مفید پھل ملاحظہ کرے۔ تو یقیناً اس کا قلب مسرت سے بھر جاتا۔ اور وہ حمد باری کے ترانے گاتا ہے میرے قلب کی یہی کیفیت ہے۔ سات ماہ ہوئے کہ میں ایک نو وارد مسافر کی حیثیت سے سالٹ پانڈ کے غیر مہمان نواز ساحل پر گستاخ امواج بحر سے تھپیڑے کھاتی ہوئی کشتی میں سے اترا تھا اسوقت صرف ایک شخص ساحل پر محبت کے دل کے ساتھ موجود تھا۔ اور دوسرا خاکی وردی میں احکام حکومت کی تعمیل کے لئے حاضر تھا۔ ملک میں مسلمان تھے۔ مگر بت پرستوں سے تھوڑے بہتر۔ لیکن کیا فضل الٰہی ہے کہ اب جو اصلاحات میں نے نافذ کی تھیں سالٹ پانڈ جا بجا عمل ہو رہا ہے (۱) عورتیں لباس پہنتی اور چھاتیاں ڈھانکتی ہیں (۲) نئے بچوں کے منہ پر صلیب کا نشان نہیں لگایا جاتا (۳) ختنہ شروع ہو گیا ہے (۴) پام کے رس کی شراب کوئی مسلمان اب نہیں پیتا (۵) گھٹنوں کے بل سلام کرنا موقوف ہو گیا ہے اور نہ صرف ان اصلاحات پر عمل شروع ہے۔ بلکہ جماعت کے اخلاص کی یہ کیفیت ہے کہ میری بات ان کے لئے "حکم الٰہی" کی صحیح تفسیر ہے۔ اور ہر جگہ مجھ سے یہی کہا جاتا ہے۔ ہم وہ کرینگے۔ جو آپ سکھاتے ہیں۔ نماز میں ہاتھ میری طرح خود بخود باندھنے لگے ہیں۔ اور ان سادہ نو احمدیوں کے اخلاص قلب کی یہ کیفیت ہے۔ کہ میں نے مسجد میں سنتیں پڑھیں۔ اور تمام جماعت میرے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ اور گو میں نے تکبیر نہیں کہی مگر میری حرکات کو دیکھتے رہے۔ اور برابر جماعت کی طرح رکوع و سجود کیا۔ ساتھ

جن کے نتائج نقل کرتا ہوں ؛

دو مثالیں

(۱) ایک گاؤں میں جلسہ تھا۔ اور افریقہ کے جد ہو رہے تھے۔ پادری نے شکایت کی کہ عورتیں نماز نہیں پڑھتیں۔ انکو سمجھایا جائے۔ میں نے وعظ کیا۔ عورتوں نے نہایت توجہ سے سنا۔ اور ان سب نے جنگل کے زرد پھول سروں میں لگا کر میری آمد پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ میرے الفاظ پر کہ عورتیں سر کو ڈھانکیں۔ سب نے فوراً تعمیل کی۔ اور پھول پھینک کر سروں پر کپڑا لے لیا۔ جب میں وعظ ختم کر چکا۔ تو ایک نوجوان عورت نے جس کی کمر پر بچہ تھا۔ (یہاں گود کی بجائے بچے کمر پر باندھے جاتے ہیں) سوال کرنے کی اجازت مانگی۔ اجازت دی گئی تو اس نے کہا کہ میں عورتوں کی نمائندہ ہو کر کہتی ہوں کہ ہمیں شکایت ہے کہ ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن مرد ہم کو کپڑے نہیں دیتے۔ انکو وعظ کیا جائے۔ میں اس جرأت پر خوش ہوا۔ اور مردوں کو وعظ کیا کہ لباس دو۔ کہ تم پر فرض ہے وعظ ختم کرنے پر مردوں نے اعلان کیا کہ آج ہماری نئی پیدائش ہوئی۔

(۲) مجھے بتایا گیا کہ ایک احمدی و غیر احمدی میں بحث تھی۔ موخر الذکر نے کہا۔ تمہارا (Massih Mau'ood) [illegible] سفید آدمی تمہیں گمراہ کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں احمدی نے کہا۔ اچھا اگر ہمارا اُستاد ہمیں دوزخ میں بھی لے جائیگا۔ تو ہم اس کے ساتھ ہی جائینگے۔ مگر تمہاری طرح نہیں بنینگے

یہ دو مثالیں محض اسلئے نقل کرتا ہوں کہ احباب کرام کو یہ معلوم ہو جائے کہ لوگ اصلاح کے لئے تیار ہیں۔ حقیقی مسلم بننا چاہتے ہیں۔ طالب علم بہت موجود ہیں۔ معلم صرف ایک ہے۔ اور وہ بھی تین ملکوں کے لحاظ سے ہاں اور کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب میں ایک ادنیٰ غلام غلام احمدؑ و خادم محمود کی محبت خود بخود ڈالدی ہے ؛

فضلوں کی بارش

میں اپنی ہیچ مداں اعمال اپنی بساط اپنی حیثیت کو ہمیشہ زیر نظر رکھتا ہوا اور ہر روز اللہ کے فضلوں کو بارش کی طرح اُترتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اور اللہ جانتا ہے محبت و اخلاص سے بھرے ہوئے قلب کے ساتھ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہوں ؛

(۱) میں ۱۰ ستمبر کو ایجا سے روانہ ہوا۔ نصف راستہ پر پہنچا تھا۔ اور سالٹ پانڈ سڑک کا پھاٹک بند اس پر Road closed no permits سڑک بند خاص اجازت سے کھلا تھا۔ ۱۵ ستمبر کو عید الفطر تھی۔ اسلئے مجھے اپنے مقام پر پہنچنا چاہیئے تھا۔ راستہ یہاں کوئی واقف نہیں۔ سواری کا کوئی انتظام نہیں۔ سخت فکر لاحق ہوا۔ ابھی ۵ منٹ نہ گذرے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں نے بڑی سفارشوں سے اجازت حاصل کی ہے۔ آپ کو بھی ساتھ لیجاؤں گا۔ اور ہفتہ بھر میں صرف یہ ایک پہلی لاری تھی کہ جسے اجازت ملی ؛

(۲) سالٹ پانڈ پہونچکر دیکھا۔ کہ منزل مقصود والی سڑک پھر بند ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ تو کلاً علی اللہ موٹر کرایہ پر مقرر کر لی۔ اور تمام تیاری کر لی۔ موٹر ڈرائیور میری بیوقوفی پر ہنستا ہوا کہ مجھے ۱۰ ستمبر کو آ گیا۔ اور عاجز سوار ہو کر چل پڑا۔ راستہ میں پھاٹک سے تین فرلانگ کے فاصلہ پر روڈ انجنیئر ملا جو پھاٹک کھولکر واپس آ رہا تھا۔ اور سڑک کھلنے کا اعلان کرانے جا رہا تھا۔ پہلی موٹر جو آج گذری۔ وہ میری تھی۔ اور میں ۱۸ ستمبر کو تیسرے پہر واپس آیا۔ آخری موٹر جو اس دن گذری وہ میری تھی۔ اور اس کے بعد پھر سڑک بند ہو گئی ۔

(۳) ۲۵ ستمبر کو میں نے کیپ کوسٹ کاسل کی طرف روانہ ہونا تھا۔ سڑک کھل گئی۔ اور عاجز چلا گیا۔ تین دن کے بعد بارش ہوئی واپس آیا۔ تو سڑک بند تھی۔ اور پولیس کا کنسٹبل بھی چابی لیکر چلا گیا تھا۔ فکر ہوئی کہ اب کیا کیجیئے۔ میرے خدا نے مجھے فکر میں نہ رہنے دیا۔ معاً روڈ انجنیئر خود آ گیا۔ اور مجھ کو دیکھ کر میری طرف آیا۔ اور ہندوستانی میں بات کرنے لگا۔ اب تو کیا تھا۔ دوستی ہو گئی۔ نہ صرف دروازہ کھُلا۔ بلکہ ایک مفید دوست ہاتھ لگ گیا۔ اور گولڈ کوسٹ میں سفر کی سب سے بڑی مشکل کا حل ہو گیا ؛

(۴) راستہ میں میری موٹر خراب ہو گئی۔ اور حسب پروگرام مجھے سرا نامی موضع میں پہونچنا تھا۔ بارش شروع ہو گئی ہوئی تھی۔ لاری کی امید منقطع ہو رہی تھی۔ کہ جھٹ ایک لاری آ گئی۔ میں سوار ہو گیا۔ اس لاری نے مجھے منزل مقصود سے ۸ میل پہلے اتار دیا۔ اور باقی راستہ لاری کی سڑک پر پیدل چلنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ کہ اسی گاؤں سے ایک لاری معاً آ گئی اور میں اسمیں سوار ہو کر چل پڑا۔ گویا یہ تمام انتظام میرے لئے پہلے سے تھا ؛

لوگوں کے اخلاص کئے روزہ سکھوں کی زیادتی ۔

جماعت کی ترقی اور ظاہری اسباب کا موجود ہونا ایک مومن کے ایمان کو بڑھاتا ہے۔ اور میں نے انکو لکھا ہے۔ اور پھر کہتا ہوں کہ کیا یہ سب اتفاقات میں نے بنا لئے ؟ اللہ نے اور اس اللہ نے جس نے مسیح موعود کو بھیجا۔ لوگوں کو اسلام کی طرف لانے اور مجھے اپنی ہستی کا ثبوت دیکر ایمان میں ترقی کرنے کے لئے یہ سب سامان مہیا کئے ؛

لیکن ! کچھ لوگ ہیں جو مسیح موعود کے زمانہ میں ایسے احمدیوں کو نشان سمجھنے پر استہزا کیا کرتے تھے۔ اور اب وہ اللہ نے انکی استہزا کی ہے۔ کیا وہ اس اشارہ کو سمجھینگے ؛ عبدالرحیم نیر

[illegible]

مسلمانوں کے احسانات سکھوں پر۔

جیسا کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے۔ اسی طرح ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ سکھ اصل میں مسلمانوں کے بھٹکے ہوئے بھائی ہیں۔ جو بعض غلط فہمیوں کے باعث اسلام سے دور ہو کر محسن مسلمانوں کو دشمن سمجھنے لگے۔ مسلمانوں کا سکھ گوروؤں کے ساتھ کیا سلوک رہا۔ اور بعض سکھوں نے سکھوں کے بزرگوں کے مقابلہ میں کیا رویہ اختیار کیا۔ ان مسائل کو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے سکھ تاریخ کی روشنی میں نہایت وضاحت سے لکھا۔ اور بتایا ہے۔ کہ کس طرح قدم قدم پر مسلمان سکھوں اور ان کے مقدس گوروؤں کی عزت کرتے رہے ہیں۔ اور ان پر کتنے احسان کئے ہیں۔ اس مضمون کا بڑا حصہ سکھ اخبار لائل گزٹ نے بھی نور سے نقل کرکے شائع کیا تھا۔ صفحات ۴۴ اور

قیمت صرف ۵ر

ملنے کا پتہ

مینیجر اخبار نور - قادیان

حقیقت لکھتا ہوں۔ یہ حوالے دو قسم کے ہیں۔ اوّل وہ جو محض غلط فہمی سے مولوی صاحب کے عقائد کے خلاف قرار دئے گئے ہیں۔ ورنہ انمیں کوئی ایسی بات نہیں۔ جو ہمارے عقائد کے خلاف پیش ہو سکے۔ دوسرے وہ جو اگر من وجہ ہمارے خلاف سمجھے جا سکتے ہیں۔ تو ساتھ ہی مولوی محمد علی صاحب کے عقائد کے بھی خلاف ہیں۔ قسم اول میں جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب جناب میر قاسم علی صاحب۔ جناب مولوی غلام نبی صاحب کے حوالے ہیں۔ اور قسم دوم میں جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی اور جناب میر محمد سعید صاحب حیدرآبادی کے حوالے آتے ہیں۔

مولوی سرور شاہ صاحب اور نبوت مسیح موعود

جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کا حوالہ پیش کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ "جب کسی مخالف نے لفظ نبی کے استعمال پر اعتراض کیا۔ تو اسوقت مولوی سرور شاہ صاحب نے ذیل کا جواب دیا جسکو اخبار بدر نے "لفظ نبی یا مجدد کا استعمال" کا عنوان قائم کر کے شائع کیا۔

لفظ نبی کے معنے اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں۔ اوّل اپنے خدا سے اخبار غیب پانیوالا۔ دوم۔ عالی رتبہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے۔ اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے۔ وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں" بدر مورخہ ۱۶ فروری [illegible]

یہاں اوّل تو عنوان نے ہی فیصلہ کر دیا کہ اسوقت جماعت کا مذہب یہ تھا۔ اور یہی اخبار نویسوں کا مذہب تھا کہ لفظ نبی کا استعمال ہم بمعنے مجدد کر رہے ہیں۔ پھر مولوی سرور شاہ صاحب نے تمام مجددین سابق کو مختلف مدارج کے انبیاء قرار دیکر یہ واضح کر دیا کہ جس نبوت کو وہ حضرت مسیح موعود میں ثابت کر رہے ہیں۔ وہ وہی ہے جو محدثین اُمت میں جاری و ساری ہے"۔

مولوی محمد علی صاحب نے اس حوالہ سے اور اس کے عنوان سے جو استدلال کئے ہیں۔ ان میں سے پہلا استدلال سراسر تحریف پر مبنی ہے اسمیں شک نہیں کہ اگر عنوان کے وہی الفاظ ہوتے جو انہوں نے بتلائے ہیں تو ان سے بلا شبہ یہ وہم پیدا ہو سکتا کہ شاید نبی یا مجدد کہنے سے مراد یہاں پر لفظ نبی کو بمعنے مجدد قرار دینا ہو لیکن عنوان کے یہ الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ در اصل عنوان یہ ہے "الفاظ نبی و مجدد کا استعمال" جن سے وہ مدعا فاسد ہرگز نہیں حاصل ہو سکتا جو مولوی محمد علی صاحب نے اس عنوان کو بگاڑ کر اور اسمیں تحریف کر کے یعنی بجائے عنوان کے الفاظ "لفظ نبی یا مجدد کا استعمال" رکھکر حاصل کرنا چاہا ہے۔

علاوہ اسکے مذکورہ بالا عنوان اختیار کرنے کی جو وجہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی خوش فہمی سے بتائی ہے (کہ جب کسی مخالف نے مسیح موعود کیلئے لفظ نبی کے استعمال پر اعتراض کیا تو جواب میں یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ آپکے لئے لفظ نبی کا استعمال ہم بمعنے مجدد کر رہے ہیں یہ عنوان اختیار کیا گیا) سراسر خلاف واقعہ اور سراسر غلط ہی ہے۔ کیونکہ اس عنوان کے اختیار کرنے کی وجہ عنوان کے ساتھ ہی اس کے نیچے ایڈیٹر اخبار نے صریح یہ بتائی ہے کہ "ایک شخص نے ان الفاظ (یعنی نبی و مجدد) کی تحقیقات کے متعلق خط لکھا تھا" جس پر ظاہر ہے کہ ان الفاظ کو عنوان میں رکھنے کی بنا انہیں ہم معنی قرار دینے پر نہیں۔ بلکہ اس بنا پر انکو جمع کیا گیا ہے کہ سائل کا سوال ان میں سے ہر ایک کے متعلق ہے۔ پس مولوی محمد علی صاحب کو یا کسی اور کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ صریح بتائی ہوئی وجہ کے خلاف اپنی پاس سے ایک وجہ گھڑ کر پیش کر دیں۔

دوسرا استدلال مولوی محمد علی صاحب کا بھی سراسر مغالطہ ہی پر مبنی ہے۔ اگر وہ جناب سید صاحب کے مذکورہ بالا فقرہ کی بناء پر یہ کہتے۔ کہ اسمیں اگرچہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اقرار ہے جس سے بلا شبہ ثابت ہوتا ہے کہ سید صاحب اس اختلاف سے پہلے ہی حضرت مسیح موعود کو نبی ہی یقین کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی مجددین سابق کو بھی نبی بتایا گیا ہے۔ حالانکہ اب سید صاحب مجددین سابق کو نبی نہیں مانتے۔ تو ایک حد تک انکو اس نتیجہ کے نکالنے میں معذور بھی قرار دیا جا سکتا تھا۔

مگر مولوی صاحب نے تو الٹا اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ گویا سید صاحب نے اس فقرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر کے آپ کو ایک محدث اور غیر نبی مجدد قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس فقرہ میں سید صاحب نے حضرت اقدس کی نبوۃ کا یہ بین ثبوت پیش کیا ہے۔ کہ آپ پر نبی کی تعریف صادق آتی ہے۔ اسلئے آپ یقیناً یقیناً خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں اور یہی نہیں کہ اس مضمون کے اسی فقرہ محولہ بالا میں نبوت کا اثبات کیا گیا ہے۔ بلکہ اس مضمون کے شروع ہی میں سید صاحب نے خاتم النبیین کے یہ معنے ثابت کر کے کہ ہر قسم کے کمالات آپکی ذات مبارک پر ختم ہو گئے۔ کوئی آپ کی برابری کا دم نہیں مار سکتا" بالمقابل لکھے ہیں کہ "اگر خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ تو اس آیت میں اس جملے کے فرمانے کا موقع اور محل کیا تھا۔ خاتم النبیین سے بالاتفاق اعزاز متصور ہے۔ مگر کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ کسی سلسلہ انعامات کے محض اخیر پر آنے میں کونسا اعزاز ہے؟"

اس سے ظاہر ہے کہ جس مضمون سے مولوی محمد علی صاحب نے یہ بات ثابت کرنی چاہی ہے۔ کہ سید صاحب موجودہ اختلاف سے قبل حضرت مسیح موعود کو صرف محدث اور مجدد غیر نبی سمجھتے تھے اور نبوت کا دروازہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر بند قرار دیتے تھے۔ اس مضمون میں تو سید صاحب موصوف نے بڑی شد و مد سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اثبات کیا ہے۔ اور ختم نبوت کے یہ معنی غلط ثابت کئے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ سید صاحب کے جس مضمون کا حوالہ دیکر مولوی صاحب نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ اسمیں حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کیا گیا ہے۔ اسی مضمون کی نسبت مولوی ثناء اللہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اسمیں (حضرت) مرزا صاحب کو نبی ثابت کیا گیا ہے۔ اور بالمقابل جناب مفتی محمد صادق صاحب پر اس نے یہ الزام لگایا ہوا ہے کہ انہوں نے مولوی شبلی صاحب کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ مرزا صاحب نبی اور رسول نہیں ہیں۔ لکھا ہے کہ ان دونوں بیانوں میں اختلاف ہے۔ جس کے جواب میں مفتی صاحب نے ۲ مارچ ۱۹۱۱ء کے پرچہ اخبار بدر میں لکھا ہے کہ "خاتم النبیین پر ابن خضر جو مولوی سرور شاہ صاحب کے ایک مضمون کا حوالہ دیکر اس اظہار پر اعتراض کرتا ہے۔ جو مولوی شبلی کے سامنے ان الفاظ میں کیا گیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد دوسرا نبی آنے والا کوئی نہیں نیا نہ پرانا۔ حالانکہ دونوں میں کوئی تخالف نہیں۔ واقع میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ تو پچھلے نبیوں میں سے کوئی نبی آنیوالا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام پھر بجسدہ العنصری آئینگے۔ اور نہ کوئی ایسا نبی پیدا ہونیوالا ہے۔ جو مستقل نبوت رکھتا ہو۔ بلکہ جو آنیوالا ہے۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض یافتہ اور ان کے لئے بمنزلہ ظل کے فنافی الرسول کے مقام پر ہو گا"

ہی کی سردست صرف ایک تحریر پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہے کہ حقیقۃ النبوۃ کا تو کیا ذکر ہے۔ وہ خود اپنے ہی ٹریکٹ "مسیح کے عقائد" سے پہلے حضرت اقدس مسیح موعود کو محدث نہیں۔ بلکہ حقیقتاً نبی سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ مئی ۱۹۰۶ء میں ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں کہ "جب دنیا میں سخت گمراہی پھیل جاتی ہے۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ کسی فضل و رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے کہ جس کے مقدم خیر سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفخ ہوتی ہے۔ اسی قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرمائے ہیں۔ پھر جب مسیح سے چھ سو برس بعد عیسائی دین پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی۔ جس کو تیرہ سو برس کا زمانہ گذر چکا ہے۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت سرورِ کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح موعود کو قادیان میں نازل فرمایا ہے" (جلد ششم صفحہ ۱۹۱)

یعنے جس طرح حضرت عیسیٰ سے چھ سو برس بعد آنحضرت منصب نبوت پر مبعوث ہوئے۔ اور اس درمیانی عرصہ چھ سو سال میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ ٹھیک اسی طرح آنحضرت سے تیرہ سو برس بعد حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا۔ اور آپ سے قبل تیرہ سو برس کوئی نبی نہیں ہوا جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں۔ نہ زمرۂ محدثین میں۔ پس آپ حقیقتاً نبی ہیں ❊

مولوی محمد علی صاحب کے مطالبہ کو خود انہی کی تحریرات سے پورا کرنے کے بعد اب میں موعودہ چھ حوالے بالمقابل پیش کرتا ہوں :-

پہلا حوالہ سب سے پہلے مولوی محمد علی صاحب کے استاذ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ سید صاحب ۲۵۔ مئی ۱۹۱۱ء کے اخبار بدر میں لکھتے ہیں کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اس زمانہ سے پہلے اس اُمت محمدیہ میں بادشاہ تو ضرور ہوئے ہیں۔ پر نبوت کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا ہے۔ اور اس زمانہ میں ایک مدعی نے نبوۃ کا دعوےٰ تو کیا اسلامی بادشاہت نہایت ضعیف ہیں اور اب تک بھی زمانہ میں یہ دونوں امر جمع نہیں پائے گئے۔ چونکہ پہلے زمانہ میں سلطنت کی سخت ضرورت تھی۔ لہذا وہ اعلیٰ درجہ کی دی اور نبوت کی اشد ضرورت تھی۔ تو اگرچہ الہام سے بعض ہندوؤں کو بھی کم و بیش مشرف کیا۔ پر نبوت کا انعام نہ کیا۔ اور اس زمانہ میں چونکہ نبوت کی اشد ضرورت تھی۔ لہذا وہ انعام فرمائی۔ لیکن سلطنت کی چونکہ اشد ضرورت نہ تھی۔ لہذا وہ اعلےٰ درجہ کی عنایت نہیں کی"

اس حوالے میں جناب سید صاحب نے حضرت مسیح موعود سے قبل کے تمام اولیاء و اقطاب و محدثین و مجددین امت محمدیہ کو غیر نبی اور بالمقابل حضرت مسیح موعود کو نبی بتا کر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ جس نبوت کو وہ حضرت مسیح موعود میں مانتے ہیں۔ وہ حقیقتاً نبوت ہے۔ محدثیت نہیں"

دوسرا حوالہ دوسرا حوالہ جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر کا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ "اور مولویوں کے لیے تو صرف یہ بات مشکل تھی۔ کہ میں نبی ہوں۔ مگر تیرے لئے دو مشکلات تھیں۔ اول تو یہ کہ کوئی نبی آسکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نبی ہوں۔ آخر تو نے چار ناچار انسان کے جزو ایمان میں یہ بات داخل کر دی" (بدر جلد نمبر ۳۰ صفحہ ۱۰) اس حوالہ میں جناب مفتی صاحب نے کھول کر بتا دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود زمرۂ محدثین میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ زمرۂ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔ اسلئے آپکی نبوت حقیقتاً نبوت ہے۔ محدثیت نہیں۔

تیسرا حوالہ تیسرا حوالہ رسالہ تشحیذ الاذہان میں سے جناب قاضی اکمل صاحب موجودہ ایڈیٹر تشحیذ الاذہان کی ایک تحریر سے نقل کرتا ہوں (بجواب سوال) "ایک مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ مرزا صاحب کے نہ ماننے سے کس دلیل سے کافر ہے؟"

الجواب :- جناب اسی دلیل سے جس دلیل سے حضرت موسیٰ کے تابع تورات پر عامل۔ حضرت عیسیٰ خلیفہ امت موسوی کا انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ صوم و صلوٰۃ مشروط بہ شرط ایمان ہے۔ اور ایمان تو صرف وحی کی دشمنی سے بھی سلب ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک نبی کی تکذیب کی جائے برخلاف آیت آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ۔ یہ مسیح موعود بھی رسل میں داخل ہے" (تشحیذ جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۱۲۹۔۱۲۸)

چوتھا حوالہ حضرت مولوی شیر علی صاحب سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر وحال ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی تحریر سے پیش کرتا ہوں۔ یہ حوالہ موجودہ اختلافات سے بہت پہلے کا اور اس زمانہ کا ہے۔ جبکہ مولوی محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے۔ آپ لکھتے ہیں۔ "اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زرتشت ایک نبی تھا۔ اگر بدھ اور کرشن نبی تھے۔ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے۔ تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامات کے ذریعہ سے زرتشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ثابت معلوم ہوا۔ وہ تمام علامتیں حضرت احمد غلام احمد قادیانی میں بتمام و کمال موجود ہیں" (ریویو جلد ۹ صفحہ ۲۴۹ مضمون انبیاء عالم)

پانچواں حوالہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی تحریر سے پیش کرتا ہوں۔ حضرت ممدوح تحریر فرماتے ہیں :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتیات کی نسبت سب سے بڑا اور اہم اور ان کے نزدیک ناقابل جواب اعتراض انتخاب کریں۔ اور اسے مشتہر کریں۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہی اعتراض بلا کم و کاست ان معترضوں کی فہرست میں دکھا دینگے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بالعموم نبیوں کی ذاتیات پر نکتہ چینی کی ہے۔ اسلئے کہ علیٰ وجہ البصیرۃ ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی برگزیدہ جماعت کے ایک فرد کامل ہیں" (ٹریکٹ منشی الہی بخش صاحب اور رفیق ہیں اور ہم میں ایک فیصلہ کی راہ نکل آئی ہے" از حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم)

چھٹا حوالہ سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تقریر سے جو حضور نے ۲۶ دسمبر ۱۹۱۰ء کے جلسہ پر کی تھی نقل کرتا ہوں۔ جو زمانہ اختلاف سے

پس ایک ایسے مضمون کے متعلق جو اہل حدیث اور بدر کے درمیان زیر بحث آچکا ہے اور اس کی نسبت دشمن و دوست نے تسلیم کیا ہے کہ اسمیں مسیح موعودؑ کی نبوت کا اثبات کیا گیا ہے نہ کہ نفی۔ مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا کہ اسمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی نفی کی گئی ہے۔ کس قدر خطرناک مغالطہ دہی ہے۔ علاوہ اسکے سید صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حضور کے سامنے جو مضامین لکھکر شائع کئے ان میں صریح طور پر حضور کی نبوت کا اثبات موجود ہے۔ نمونہ کے طور پر دیکھئے۔ ایک مخالف کے اعتراض کے جواب میں ہی سید صاحب اخبار بدر جلد ۹ نمبر ۲۴ صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں

اعتراض۔ آپ کا حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت یہ آپکا حال ہے۔ اور حال بمقابلہ قرآن مجید اور عمل رسول اللہ دلیل نہیں ہے۔ میری تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ نبی نہیں ہیں۔ آپ سب کام چھوڑ کر علما دین سے نبوت کا فتویٰ حاصل کریں)

"حضرت مرزا صاحب نے ہرگز نہیں کہا۔ اور نہ فرمایا کہ میرے دعویٰ نبوت کی بنا حال پر ہے بلکہ صاف طور پر لکھا ہے کہ میرے دعوے کی بنا ان امور پر ہے کہ جن پر سب انبیاء کے دعوے کی بنا تھی۔ پھر قرآن مجید میں ہرگز نہیں آیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئیگا۔ بلکہ اسکے خلاف ہے۔ کہ ضرور آئیگا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ لوگوں نے لا نبی بعدی کے معنے غلط فہمی سے یہ خیال کرلئے ہیں کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو آپ نے لوگوں کو فرمایا قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدی"

باقی رہی یہ بات کہ کبھی مولوی سید سرور شاہ صاحب کا یہ خیال بھی رہا ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ سے قبل بھی امت محمدیہ میں انبیاء گذرے ہیں۔ سو کچھ بعید نہیں کہ وہ اس بارہ میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر اطلاع پانے سے قبل کبھی ایسا خیال کرتے رہے ہوں۔ مگر ۲۶ مارچ کے پرچہ مندرجہ بالا میں انکا مضمون ایسے خیال کا بالکل ازالہ کر رہا ہے ... کے ... حیثیت میں کسی فرد جماعت کی تحریر جماعت پر کوئی حجت بھی نہیں ہے۔

مفتی محمد صادق صاحب اور نبوت مسیح موعودؑ

جناب مفتی محمد صادق صاحب پر جو الزام مولوی محمد علی صاحب نے مولوی شبلی والی گفتگو کیطرف اشارہ کرکے لگایا ہے۔ اگر یہی الزام اس سے قبل مولوی ثناء اللہ مفتی صاحب پر نہ لگا چکا ہوتا اور مفتی صاحب اسکا جواب خود اپنے قلم سے اسی اخبار بدر میں متعدد مرتبہ شائع کر چکے ہوتے اور آج یہ سوال اٹھتا تو شاید مولوی محمد علی صاحب کو ابلہ فریبی کیلئے کچھ کام دے سکتا۔ مگر جب خود مفتی صاحب مولوی ثناء اللہ کے بار بار کے اعتراضوں پر متعدد مرتبہ اسکی حقیقت کھول چکے اور اسکی اصلیت ظاہر کر چکے ہیں جیسا کہ ۱۶ مارچ ۱۹۱۱ء والے حوالہ مذکورہ بالا سے ظاہر ہے اور جیسا کہ اسکے بعد ۲ اپریل ۱۹۱۱ء کے پرچہ میں اسپر بالتفصیل روشنی ڈال چکے ہیں۔ تو اب اس صاف شدہ بات کو دہراتے چلے جانا اور مفتی صاحب کے جوابات کا ذکر تک بھی نہ کرنا کونسی دیانتداری ہے۔ ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوب اخبار عام کے الفاظ "میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے یہ ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنیوالا اور بغیر کثرت کے یہ معنے متحقق نہیں ہو سکتے" کا حوالہ دیکر جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں "یہی بات نبی کے معنوں کے متعلق جو عربی اور عبرانی زبان میں ہے شبلی صاحب کو سمجھائی تھی۔ جو حق بات ہے اسکے اظہار سے ہم رک نہیں سکتے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس کی نبوت کو خدا تعالیٰ نے زبردست نشانوں سے ثابت کر دیا ہے۔ ہم اسکو کہیں کہ وہ نبی نہیں ہیں"

پس جب ظہور اختلاف سے ایک مدت دراز پہلے جناب مفتی صاحب نے مولوی شبلی والی گفتگو سے پیدا ہونے والی وہم کا ازالہ کرکے اپنے مدعا کو آپ واضح کر دیا تو اب مولوی محمد علی صاحب کا اس تشریح کو نظر انداز کرکے قائل کے منشاء کے خلاف اس گفتگو کو انکار نبوت کے ثبوت میں پیش کرنا اگر عمداً مغالطہ دہی نہیں تو اور کیا ہے؟

میر قاسم علی صاحب اور نبوت مسیح موعودؑ

جناب میر قاسم علی صاحب کے متعلق بھی مولوی محمد علی صاحب کی یہ مغالطہ دہی ہے کہ حقیقۃ النبوۃ کے شائع ہونے سے پہلے وہ حضرت اقدس کی نبوت کے منکر تھے۔ کیا ان کی کتاب "النبوۃ فی خیر امت" حقیقۃ النبوۃ سے بعد کی ہے؟ یا کیا اسمیں حضرت اقدس کی نبوت کو بڑے زبردست دلائل سے ثابت نہیں کیا گیا۔ دین الحق میں بھی کہیں انہوں نے نبوت حضرت مسیح موعودؑ کا انکار نہیں کیا۔ صرف مستقل نبی ہونیکی نفی کی ہے (جو تمام جماعت کا عقیدہ ہے اور جو حقیقۃ النبوۃ میں بھی موجود ہے) چنانچہ وہ اسکے شروع میں لکھتے ہیں "مجھے جہانتک زبانی اور تحریری اعتراضوں کے سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مرزا صاحب نبوۃ اور رسالت مستقلہ کے مدعی ہیں۔

۲۔ مرزا صاحب ختم نبوۃ کے منکر ہیں۔

۳۔ مرزا صاحب بجائے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نیا کلمہ سکھاتے ہیں۔ ان اعتراضات کا مجمل گر مکمل جواب تو صرف یہ ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

(دیباچہ دین الحق صفحہ ۴-۵-۶)

باقی رہی یہ بات کہ اسمیں ازالہ اوہام وغیرہ کے حوالجات مشتمل بر انکار از دعویٰ نبوۃ بھی موجود ہیں۔ سو یہ بات تو حقیقۃ النبوۃ میں بھی موجود ہے۔ جس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ کتاب "حقیقۃ النبوۃ کے شائع ہونے سے پہلے کیا لکھتے رہے ہیں" اور وہاں ایسے حوالے پیش بھی اسی بات کے ثبوت میں کئے گئے تھے۔ کہ کوئی نئی شریعت لانے کا یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے فارغ ہوکر اور اس کے واسطے کے بغیر کوئی منصب پانیکا حضرت اقدس کا دعویٰ ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ حضور نے ہمیشہ ایسے اپنی بیزاری اور بریت ظاہر کی (دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۰۹ لغایت ۱۱۴)

مولوی غلام نبی صاحب اور نبوت مسیح موعودؑ

اسی طرح جناب مولوی غلام نبی صاحب کی ایک ایسی تحریر کا حوالہ دیتے ہیں جو انہوں نے قیام مصر کے زمانہ میں لکھی تھی مولوی محمد علی صاحب نے خطرناک مغالطہ دہی سے کام لیا ہے۔

مکرم مولوی غلام نبی صاحب مصر جانے کے لئے قادیان سے ۱۹۱۰ء کے اواخر میں روانہ ہوئے تھے۔ اور ۲۴ مارچ ۱۹۱۲ء کو یہاں واپس پہنچے۔ اور اس عرصہ میں مصر میں انکو سلسلہ اور مرکز سلسلہ کے حالات سے کسی ذریعہ سے کوئی آگاہی

حاصل نہیں ہوتی تھی۔ مولوی صاحب بتاتے ہیں۔ کہ وہاں مجھے ایک دفعہ کسی ذریعہ سے صرف اتنا معلوم ہوا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کے لوگوں کو دوسروں کے پیچھے نماز پڑھنے سے حتمی طور پر منع فرمایا ہے۔ اس سے زیادہ کبھی کسی بات کی مجھے وہاں اطلاع نہیں ملی تھی۔ غرض اس عمر کی رہائش کے عرصہ میں جبکہ ابھی کہ مولوی صاحب وہاں رہے۔ ان کیلئے ابھی سلسلہ کی عمر کا سنہ ۱۹۰۱ء بھی نہیں آیا تھا۔ اور دراصل آپ اس تمام عرصہ میں سلسلہ احمدیہ کی عمر کے سنہ ۱۹۰۱ء ہی میں تھے پس مولوی محمد علی صاحب کا مولوی غلام نبی صاحب کی اس درمیانی عرصہ کی کسی تحریر کو اس بات کے ثبوت میں پیش کرنا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد انہوں نے نبوۃ مسیح موعود کا انکار کیا ہے۔ صریح مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی عمر دین صاحب اور نبوت مسیح موعودؑ

اسی طرح جناب شیخ عمر دین صاحب کی کتاب حقیقت ختم نبوۃ کو جو مولوی محمد علی صاحب نے ہمارے خلاف اور اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ یہ بھی اس سے کچھ کم مغالطہ نہیں ہے۔ مولوی محمد علی صاحب خود اپنے اسی ٹریکٹ میں تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ۱۹۱۴ء میں خلافت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اوائل میں مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق مولوی عمر دین صاحب کا عقیدہ ابھی جماعت کے عقیدہ کے خلاف یہ تھا کہ منکرین حضرت مسیح موعودؑ ان معنوں میں کافر نہیں جنہیں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا جاتا ہے۔ اور اس وقت خلافت احمدیہ کے بھی وہ منکر تھے۔ اور غیر مبائعین کے ہم خیال تھے اور یہ رسالہ حقیقت ختم نبوۃ اسی زمانہ بعد از ظہور اختلاف یعنی اواخر ۱۹۱۳ء و اوائل ۱۹۱۴ء کا لکھا ہوا ہے۔ پس جب یہ رسالہ ظہور اختلاف کے زمانہ میں لکھا گیا اور ایسے وقت میں لکھا گیا جبکہ اس کے لکھنے والے مولوی صاحب آپ لوگوں کے ہم خیال تھے۔ جس کا آپ کو بھی اعتراف ہے تو پھر ان کا کوئی حوالہ ہمارے خلاف کیونکر حجت ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر یہ رسالہ کسی فریق کے خلاف حجت کے طور پر پیش ہو سکتا ہے تو آپ لوگوں کے خلاف اسے پیش کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ رسالہ مولوی عمر دین صاحب نے آپ لوگوں کے ساتھ ہونے کے وقت میں لکھا تھا۔ اور اس میں آپ کے موجودہ خیالات کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ (نمونہ کے طور پر دیکھو صفحات ۵-۸-۱۱-۱۲) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ لوگ دن بدن عقائد احمدیہ سے دور چلے جا رہے ہیں۔ اور جو آج آپ کی حالت ہے ۱۹۱۴ء میں نہیں ہوئی تھی۔

مولوی محمد سعید صاحب اور نبوت مسیح موعودؑ

باقی رہے جناب مولوی میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی سو اس میں شک نہیں کہ وہ ایک بڑے باخدا اور بزرگ انسان اور عالم و فاضل ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ وہ کتنا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صحبت میں رہے۔ تعجب ہے کہ مصنفین سلسلہ احمدیہ کے شمار کے وقت ایسے مصنفین جو سالہا سال حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر رہے تھے۔ وہ تو مولوی محمد علی صاحب کو بھول گئے۔ اور بالمقابل جو لوگ بہت ہی کم عرصہ حضور کی خدمت میں رہے۔ اور کبھی کبھی انہیں اس زمانہ میں یہاں آنے کا موقع ملا۔ یا اس زمانہ میں وہ کسی اور ہی حیثیت میں تھے۔ وہ آپ کو یاد آگئے۔

حیرت کا مقام ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک مولوی میر محمد سعید صاحب و مولوی غلام نبی صاحب جنہوں نے غالباً عمر بھر میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق سوائے ان تحریروں کے جن کے حوالے مولوی محمد علی صاحب نے دئے ہیں۔ کبھی کوئی کتاب یا رسالہ تصنیف نہیں کیا۔ اور میر قاسم علی صاحب و مولوی عمر الدین صاحب جن کی سلسلہ احمدیہ کے متعلق غالباً سب سے پہلی تصنیفیں وہی ہیں جن کا مولوی محمد علی صاحب نے حوالہ دیا ہے یہ تو مصنفین سلسلہ احمدیہ ہیں۔ مگر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مولوی شیر علی صاحب جناب مولوی عبید اللہ صاحب بسمل۔ جناب قاضی اکمل صاحب۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب اور جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مصنف نہیں۔ اور نہ ہی سیدنا امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ تصنیف کرنا جانتے ہیں۔ اور [illegible] جانے دیجئے۔ کیا خود آپ بھی کسی زمانہ میں سلسلہ احمدیہ کے خاص مصنفین میں سے نہیں تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے ان لوگوں کو چھوڑ کر بالمقابل ایسے لوگوں کی تحریریں لیں۔ جن میں [illegible] بعض تو مصنفین سلسلہ کہلا ہی نہیں سکتے۔ اور بعض اس زمانہ میں جس کی انکی وہ تحریریں ہیں۔ مصنفین سلسلہ ہی نہیں تھے۔ کیا اسکی یہی وجہ نہیں کہ اصل مصنفین کی تحریریں آپکو اپنے مدعا کے خلاف نظر آئیں۔ اس لئے آپ نے ان کو نظر انداز کر کے ان کی بجائے دوسرے لوگوں کا نام مصنفین سلسلہ احمدیہ رکھکر ان کی تحریریں پیش کر دیں۔ کیا یہی طریق حق جوئی ہے۔ کیا ان راہوں پر چل کر کبھی کوئی شخص صحیح نتیجہ پر پہنچ سکا ہے۔ اگر نہیں تو آپ اس کارروائی کے کیوں مرتکب [illegible]

اختلاف سے پہلے کے حوالے

لیجئے اب میں آپ کے چھ حوالوں کے مقابل پر سردست صرف چھ حوالے دیتا ہوں۔ (اور اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ بیسیوں نہیں سینکڑوں حوالے اور پیش کئے جائینگے۔) اور چونکہ آپ کا مغالطہ یہ ہے کہ حقیقۃ النبوۃ کی تاریخ سے پہلے ایک تحریر دکھا دیں۔ جس میں اس لفظ نبوۃ کی تشریح یہ کی گئی ہو کہ اس سے مراد حقیقۃ نبوۃ ہے۔ محدثیت نہیں اس لئے اسی التزام کے ساتھ میں یہ حوالے پیش کرتا ہوں جن میں سے ہر ایک حوالہ حسب تشریح مولوی محمد علی صاحب اندر اس بات کا ثبوت رکھتا ہے کہ اسمیں نبوۃ سے مراد حقیقی نبوۃ ہے نہ کہ محدثیت اور وہ تشریح یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ "القول الفصل" کی ایک غلطی کا اظہار کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ "مجددوں سے الگ کر دینے اور حضرت مسیح موعودؑ کو نبیوں اور رسولوں میں شامل کرنے [illegible] صاف طور پر میاں صاحب کا یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں" جس سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بلحاظ نبوت اس امت کے محدث مجددین سے الگ کر کے آپ کو زمرہ انبیاء میں داخل بتاتا ہے وہ آپ کی نبوت کو حقیقی نبوت قرار دیتا ہے۔ اور آپ کے صرف محدث ہونے کی نفی [illegible]

مولوی محمد علی صاحب کا حوالہ

اس اصل کے قائم ہو چکنے کے بعد مولوی محمد علی صاحب اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے کہ "کوئی حقیقۃ النبوۃ کی تاریخ سے پہلے کی ایک تحریر دکھا دیں۔ جس میں اس لفظ نبوۃ کی تشریح یہ کی گئی ہو کہ اس سے مراد حقیقۃ نبوۃ ہے محدثیت نہیں" موجودہ چھ حوالے پیش کرنے سے پہلے خود مولوی محمد [illegible]

ہندوستان کی خبریں

سکرٹری خلافت کمیٹی دہلی کو ایک سال قید مسٹر عبدالعزیز انصاری ایم۔ اے۔ ایل ایل بی سکرٹری خلافت کمیٹی دہلی کو جن پر دفعات ۱۲۴ الف وغیرہ مقدمہ چل رہا تھا ڈپٹی کمشنر کی عدالت سے ایک سال قید مشقت کی سزا دی گئی ہے۔

اسلامی عہد کی ایک بندوق کلکتہ میں فیری چلیبیس (محل) کے قریب ایک نئی عمارت بن رہی ہے۔ جس کے سلسلہ میں بعض قلی جب افتادہ پتھر کو کھود کر ہٹا رہے تھے۔ تو انہوں نے ایک ایسی ضرب لگائی جو غیر معمولی طور پر سخت تھی۔ جب اسے کھود ڈالا گیا تو اسلامی عہد کی ایک بندوق نکلی۔ جو ۹ فٹ لمبی تھی اور دو ٹن کے قریب تھی۔

اراکین پنجاب کونسل کا الاؤنس پنجاب کونسل کے ۲۵ اکتوبر کے اجلاس میں مسٹر ... نے قرارداد پیش کی کہ اراکین کونسل کو دس یا تیس روپیہ روزانہ الاؤنس ملا کرے لالہ سیوک رام نے تیس کی بجائے پندرہ روپیہ تجویز کیا اور یہ قرارداد منظور ہوگئی۔

پنجاب کونسل میں اردو زبان حکومت پنجاب نے حکومت ہند کی منظوری اور صاحب وزیر ہند کی اجازت سے منظور کر لیا ہے۔ کہ کونسل کے جو اراکین اردو یا کسی دیسی زبان میں تقریر کرنے کیلئے صدر کی اجازت لینی پڑیگی۔

مالابار میں اسلحہ واپس لینے کا حکم کالی کٹ کی خبر ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا ہے کہ جس کسی کے پاس اسلحہ کا لائسنس ہے وہ واپس کر دے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ لائسنس دار باغیوں کو امداد دے رہے ہیں۔

مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ کی صدارت آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے زیر صدارت مسٹر جناح لکھنؤ میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ لیگ کا آئندہ سالانہ جلسہ احمد آباد میں ۳۰۔۳۱ دسمبر کو ہو۔ جس کے صدر مولوی ابو الکلام آزاد ہوں گے۔

آل انڈیا سادھو کانفرنس امرتسر آل انڈیا سادھو کانفرنس کا اجلاس ۲۸ اکتوبر کو امرتسر میں بمقام جلیانوالہ باغ منعقد ہوا۔ صدر کا شاندار استقبال کیا اور جلوس نکالا گیا۔ دوسرے دن کانفرنس نے ریزولیشن پاس کیا جس میں گرفتار شدہ سادھوؤں کو مبارکباد دی گئی اور گورنمنٹ کے فعل پر ناراضگی کا اظہار کیا گیا۔

سنٹرل جیل لاہور میں ہنگامہ بندے ماترم راوی ہے کہ سنٹرل جیل لاہور میں ایک سخت ہنگامے کی بے ربط افواہ شہر میں اڑ رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس ہنگامے میں کئی آدمی مارے بھی گئے ہیں۔

لالہ امیر چند اور اجودھیا ناتھ کو سزا لالہ امیر چند سکرٹری سٹی کانگریس کمیٹی لاہور کو ایک مہینے کی اور لالہ اجودھیا ناتھ کانگریس والنٹیر کو پندرہ یوم کی سزائے قید محض دی گئی ہے۔

سیٹھ یعقوب حسن کا مقدمہ تنجور ۲۹ اکتوبر سیٹھ یعقوب حسن کے مقدمہ میں گورنمنٹ مدراس کا حکم دربارہ منظوری اجرا مقدمہ زیر دفعہ ۱۹۶ ضابطہ فوجداری (جان بوجھ کر جھوٹی شہادت پیش کرنا) و مقدمات زیر دفعات ۱۲۴ الف اور ۱۵۳ الف پیش کیا یہ مقدمات ان کی تقریر پر مدراس پراونشل کانفرنس منعقدہ تنجور کی بنا پر چلائے گئے ہیں۔ جن میں کہا جاتا ہے کہ سیٹھ صاحب نے کہا کہ اب لاکھوں آدمی ہندوستان کے طول و عرض میں اس گورنمنٹ کے خلاف ہتھیار لے کر کھڑے ہو گئے ہیں" وغیرہ

پہلی ہندوستانی وکیل عورت الہ آباد ۲۹ اکتوبر۔ ہائی کورٹ نے مس کارنیلیا سہراب جی کو بطور وکیل پریکٹس کرنے کی اجازت دیدی ہے اور ان کا نام وکلا کے رجسٹر میں درج کر لیا ہے۔ یہ ہندوستان بھر میں پہلی خاتون ہیں۔ جن کو وکالت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

مسٹر لیسی فٹ جانسن مدراس میں مدراس ۲۹ اکتوبر مسٹر لیسی فٹ جانسن آجکل مدراس میں ہیں ان کو وہاں کی کئی ٹریڈ یونین ایسوسی ایشنز نے ایڈریس پیش کئے ہیں۔

غلہ کی درآمد شملہ ۲۸ اکتوبر یکم سے ۱۵ اکتوبر تک برآمد غلہ۔ دالیں۔ آٹا۔ ہندوستان سے باستثنائے برما کے ۲۹۲۷۳۱ ٹن باہر گیا اور یہ چیزیں ۸۴۳۰ ٹن وزن باہر سے آئیں۔

آگرہ میونسپلٹی پر دس ہزار کا دعویٰ آگرہ ۲۸ اکتوبر۔ پنڈت راج ناتھ وکیل نے اپنے موکل چوبے ... کی طرف سے آگرہ میونسپل کمیٹی کو دس ہزار روپیہ ہرجانہ کا نوٹس دیا ہے۔ کیونکہ ایک نالی کے گڑھے میں جو اوپر سے کھلا ہوا تھا۔ گر گئے اور انہیں چوٹیں لگیں۔

قصور میں لالہ گوردھن داس کی زبان بندی ۲۹ اکتوبر کو لالہ گوردھن داس قصور گئے۔ وہاں مسٹر اوگلوی سب ڈویژنل افسر پولیس نے آپ کو دو ماہ تک سب ڈویژن قصور میں کوئی تقریر نہ کرنے کا حکم زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری دیا ہے۔ جس کے جواب میں المعدان نے لکھا ہے کہ میں پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی سے اس حکم کی نافرمانی کی اجازت طلب کر رہا ہوں اگر اجازت مل گئی تو یہاں تقریر کروں گا۔

وائسرائے کشمیر میں سری نگر ۲۷ اکتوبر وائسرائے بہادر نے ریاست کے کارخانہ ریشم اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کا معائنہ کیا۔ جہاں کشمیر کی صنعتوں اور کاریگروں کی نمائش کی گئی تھی۔ کل شام کو ریاست کی طرف سے وائسرائے کے اعزاز میں جلسہ ضیافت مہاراجہ کے محل میں ہوا۔ جہاں دونوں طرف سے جام صحت پر تقریریں ہوئیں۔ اس کے خاتمہ پر آتشبازی چھوڑی گئی۔

تعلقہ داران اودھ کی فتح مزارعان کے خیرخواہ ممبروں اور سرکاری ممبران کی سخت مخالفت کے باوجود آج اجلاس کونسل میں زمینداروں کے قائم مقام ممبروں کی ۱۵ ووٹوں کی کثرت سے یہ ترمیم منظور ہو گئی ہے۔ کہ آئندہ سے زمیندار جب چاہیں خود کاشت کرنے کیلئے اراضی سے مزارعہ کو بیدخل کر دیں مسٹر کنزرو نے کہا کہ اگر لوکل گورنمنٹ نہیں تو گورنمنٹ ہند کو اسے مسترد کرنا پڑے گا۔

میرٹھ ڈسٹرکٹ کانفرنس میرٹھ ۲۹ اکتوبر پنڈت موتی لال صاحب نے کانفرنس کی صدارت منظور کر لی ہے۔ بشرطیکہ حاضرین کھدر پہن کر آئیں۔ یہ کانفرنس ۱۲، ۱۳، ۱۴ نومبر کو ہوگی۔ پنڈت جی کے حکم کی تعمیل کیلئے سخت کوشش کی جا رہی ہے۔

غیر ممالک کی خبریں

امریکی فوجیں جرمنی سے روانگی لندن ۱۳ اکتوبر۔ چونکہ امریکہ اور جرمنی کے درمیان صلح کی تصدیق ہو گئی ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ امریکہ کی فوجیں [illegible] جرمنی سے روانہ ہونی شروع ہو جائیں گی۔

سن فین ملک معظم کی رعایا نہیں رہنا چاہتی لندن ۱۳ اکتوبر۔ چونکہ سن فین جماعت کے قائم مقاموں نے اب صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ وہ ملک معظم کی رعایا بنکر رہنا نہیں چاہتے۔ اس لئے اب یقین کیا جاتا ہے کہ پارلیمنٹ کا انتخاب از سر نو ہو گا۔

مہاراجہ نیپال لندن ۱۳ اکتوبر۔ [illegible] کا تار مظہر ہے کہ شاہ البرٹ نے مہاراجہ نیپال کو [illegible] کیا۔ مہاراجہ [illegible] کی [illegible]

عراق سے ترکی کے تعلق لندن ۲۰ اکتوبر۔ دارالعوام میں مسٹر [illegible] کو جواب دیتے ہوئے [illegible] نے بیان کیا کہ عراق عرب کے تیل کے چشموں کا اجارہ اینگلو پرشین کمپنی کو نہیں دیا گیا۔ معاہدہ سیورے کے ماتحت عراق میں ترکی جو [illegible] سلطنت عراق [illegible] لے سکتی ہے۔ اس لئے جب معاہدہ کی تصدیق ہو جائیگی اسوقت حکومت عراق تمام حقوق حاصل کر لیگی۔ جو ترکوں کو حاصل تھے۔

دارالعوام میں طوفان انگیز بحث لندن ۲۰ اکتوبر۔ بیکاروں کے الاؤنس کی نامنظوری کے خلاف لیبر ممبروں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ مسٹر جیک جونز نے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ تم شریف آدمی ہو۔ مسٹر ولیم تھارن نے جواب دیا "تم سیاسی چالبازوں کا ایک جتھا ہو"۔ دونوں نے اپنے الفاظ واپس لینے سے انکار کیا اس لئے انہیں ایوان سے نکل جانے کا حکم دیا گیا چنانچہ دونوں نکل گئے۔ اور ان کے ساتھ نو لیبر اور بھی چلے گئے۔

معاملات ہند پر پارلیمنٹ میں بحث لندن ۲۰ اکتوبر۔ ہاؤس آف لارڈس میں لارڈ سڈنہم نے کہا کہ جب سے مسٹر مانٹیگو وزیر ہند بنے ہیں۔ بے شمار تباہ کن غلطیاں ظہور میں آ چکی ہیں۔ جن کی وجہ سے حکومت کمزور ہو گئی ہے۔ ہندوستان سر اسر اصلاحات کے ناقابل ہے۔ اور [illegible] بلوؤں کی بغاوت سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کا اثر [illegible] بالکل مٹایا جا رہا ہے۔ اور اسپر فوجوں میں تخفیف کی جا رہی ہے۔

لارڈ [illegible] نے کہا کہ وائسرائے کو قیام امن کیلئے کافی اختیارات حاصل ہیں۔ اور شہزادہ ویلز جو ہندوستان جا رہے ہیں [illegible] کی موجودگی ہندوستانیوں پر خوشگوار اثر ڈالے گی۔

لارڈ [illegible] نے کہا کہ جو کچھ ہندوستان میں ہو رہا ہے [illegible] خلافت تحریک کے سلسلہ میں ہے۔ جو [illegible] ترکوں کی حمایت کر رہی ہیں۔ قطع تعلق کی تحریک کی [illegible] کسی طرح کی ذمہ داری مسٹر مانٹیگو پر عاید نہیں ہوتی [illegible] پالیسی [illegible] قائم کردہ ہے کہ قطع تعلق [illegible] سب سے پہلے ہندوستانیوں کو [illegible] موپلوں کی بغاوت سے مسٹر گاندھی کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

کیا برطانیہ یونان کو مدد دیگا لندن ۲۴ اکتوبر۔ مدیر اعظم یونان جو لندن میں اس امر کی کوشش کر رہا ہے کہ ایشیائے کوچک کی مہمات میں مالی امداد دیجائے۔ اور اس کا دل بڑھا دیا جائے۔ اس کے متعلق عام طور پر یہ خیال ہے کہ برطانیہ عظمی مسلمانوں کے جذبات کو صدمہ پہنچنے کے خیال سے یونان کو مدد نہیں دے سکتا۔

یونانیوں کی امداد کے بارے میں وزراء کی رائے متعدد وزراء بالخصوص مسٹر چرچل اور مسٹر مانٹیگو کی رائے ہے کہ یونانیوں کو ترکی پر حملے کرنے پر ملامت کیجائے۔ اور اسکو اس امر کی ضرورت جتائی جائے۔ کہ وہ ترکی قوم کے استحکام و مضبوطی کا لحاظ کرے۔ یونانی ایشیائے کوچک میں اپنی طاقت کمزور کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہمارے وفادار مسلمانوں کو ہم سے بگاڑ کر ہمیں بھی مشکلات میں ڈال رہے ہیں۔

سائبیریا کا تخلیہ لندن ۲۲ اکتوبر۔ ٹوکیو کا تار مظہر ہے کہ جاپانی گورنمنٹ نے سائبیریا کو خالی کرنیکا ارادہ کر لیا ہے اور وہ اس بارہ میں چینی گورنمنٹ کے ساتھ گفتگو سے مصالحت ہو رہی ہے۔ اس کا بھی [illegible] جاپانی باشندوں [illegible] سائبیریا کی عارضی گورنمنٹ [illegible] دیا گیا ہے۔ تمام اسلحہ اور گولہ بارود واپس کر دیا جائیگا۔

شاہ کارل کو برطانوی حکام کے حوالہ کیا جائیگا لندن ۲۹ اکتوبر۔ بوڈاپسٹ کا تار مظہر ہے کہ گورنمنٹ نے [illegible] کیا ہے کہ اول کارل کو تخت سے دست بردار [illegible] اور اسکے بعد اسکو برطانوی حکام کے حوالہ کر دیا جائیگا۔

جرمنی کی ادائیگی تاوان لندن ۲۴ اکتوبر۔ پیرس کا تار مظہر ہے کہ آج برلن سے دو ریل گاڑیوں میں ۱۲ کروڑ [illegible] پہنچے۔ جو جرمنی نے [illegible] تاوان [illegible] فرانسیسی [illegible] نے [illegible] قبضہ کر لیا ہے۔

قسطنطین کو برقرار رکھنے کی کوشش لندن ۲۳ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر گوناری اور موسیو برائینڈ کی تمام گفتگو قسطنطین کی معزولی کے متعلق تھی۔

موسیو گوناری نے فرانس سے کہا قسطنطین کو بادشاہ تسلیم کرے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلائل بے سود ثابت ہوئے ہیں۔

یونانیوں اور احرار ترک کے درمیان مصالحت کرنے کے متعلق برطانیہ کا خیال یہ ہے کہ اب یونانی تجاویز صلح پیش کر [illegible] کہا گیا ہے کہ برطانیہ عظمی قسطنطین کو بادشاہ تسلیم کرنے میں مخالفت نہ کرے گی۔ بشرطیکہ یونانیوں اور ترکوں کا باہمی قضیہ ختم ہو جائے اور اٹلی اور فرانس رضامند ہوں۔

بتایا گیا ہے کہ ترکوں اور یونانیوں کے قضیہ کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے اتحادیوں کا اتحاد عمل اشد ضروری ہے۔

ایرانی فوج کے اسلحہ تلف لندن ۲۶ اکتوبر۔ دارالعوام میں کرنیل ہیٹ کے سوال کے جواب میں کہا گیا کہ اکتوبر کے آخر تک سابقہ پرشیا رائفلز کو بالکل منتشر کر دیا جائیگا۔ اس کے ساز و سامان کا کچھ حصہ تو حکومت ایران کو دیدیا جائے گا۔ لیکن اکثر اسلحہ وغیرہ واپس لے لئے گئے ہیں۔ یا تلف کر ڈالے گئے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۷ - نومبر ۱۹۲۱ء

حضرت مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کا ذکر

ایک انگریز کے قلم سے

حال میں ایک انگریزی کتاب کا اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے پاس پہنچا ہے۔ جس میں حضرت مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کے واقعہ شہادت کا ذکر ایک ایسے انگریز نے کیا ہے۔ جو ان ایام میں جبکہ شہید مرحوم کا حادثہ پیش آیا۔ کابل میں چیف انجنیئر تھا۔ اس نے اپنے چشم دید حالات کی بنا پر "سلطان امیر کے ماتحت" کے نام سے مذکورہ بالا کتاب لکھی ہے۔ جس کے بارھویں باب بعنوان "یورپین لوگوں کی رہائش کابل میں" میں یہ ذکر ہے۔ ہمیں اس سے کئی ایک باتیں ایسی معلوم ہوئی ہیں۔ جن کا اسوقت تک علم نہ تھا۔ اور بعض ہمارے بیان کی ایسی سندیں ہیں۔ جن کا ہمارے پاس بجز اپنے آدمیوں کے بیان کے کوئی بیرونی ثبوت نہ تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اور آپ کے بعد اور تحریروں میں یہ بات بزور پیش کی گئی ہے۔ کہ شہید مرحوم کی شہادت کا باعث اس مفہوم جہاد کے خلاف وعظ کرنا تھا۔ جو مسلمانوں نے غلطی سے سمجھ رکھا ہے۔ مگر اس بات کی چونکہ ہم کوئی ایسی سند پیش نہ کر سکتے تھے۔ جو دوسروں پر حجت ہو سکے۔ اسلئے یہ بات نہ تو ہمارے مخالف لوگ مانتے تھے۔ اور نہ گورنمنٹ اسپر یقین رکھتی تھی۔ لیکن اس کتاب میں یہی وجہ ان کے قتل کی قرار دی گئی ہے۔ اور یہ ہمارے بیان کی صداقت کی ایک زبردست سند ہے۔ جو ہمارے ہاتھ آئی ہے۔ کیونکہ اس کتاب کا مصنف انگریز نہ ہمارے سلسلہ کا واقف ہے۔ جیسا کہ ان غلطیوں سے پتہ لگتا ہے۔ جو اس کتاب میں ناواقفیت کی وجہ سے سرزد ہوئی ہیں اور نہ اسکو ہم سے کوئی واقفیت تھی۔ بالمقابل اسکے وہ کابل کے گھر کا بھیدی تھا۔ اسلئے اس بارے میں اس کی بات خاص اہمیت رکھتی ہے۔

اس اقتباس میں جو غلطیاں ہیں۔ انہیں سے ایک تو یہ ہے کہ لکھا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یوحنا نبی ہونے کا دعویٰ تھا۔ اس کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے یا تو مصنف مذکور نے کسی سے سنا ہی اسی طرح ہوگا۔ یا اس نے اپنی طرف سے یہ بات پیدا کی ہوگی کیونکہ عیسائی ہونے کی وجہ سے اس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کرنا تو قطعاً محال سمجھا ہوگا۔ اسلئے جب اس نے یہ سنا کہ وہ مدعی مسیحیت تھے۔ تو اس نے سمجھا کہ دراصل بیان کرنیوالوں کو غلطی لگی ہے۔ انھوں نے مسیح ہونے کا نہیں بلکہ یوحنا ہونے کا دعویٰ کیا ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ شہید مرحوم کے اس بیان کو کہ انہیں قادیان میں حج کا نظارہ نظر آیا۔ مصنف نے مسمریزم کا اثر قرار دیا ہے۔ لیکن کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ وہ کشوف کا قائل نہیں۔ اور وہ حالت جو شہید مرحوم کو کشف کے ذریعہ دکھائی گئی۔ اس کا نام اس نے مسمریزم رکھ دیا۔

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے فرمایا۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ حج کا نظارہ دیکھنے کا ذکر شہید مرحوم نے کیا تھا۔ اور مولانا سید سرور شاہ صاحب نے بھی شہادت دی ہے۔ کہ شہید مرحوم نے ان سے خود کہا تھا۔ کہ انہیں حج کا نظارہ نظر آیا ہے۔

بہرحال اس قسم کی غلطیوں کو جو مصنف کی ناواقفیت اور اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے سرزد ہوئیں۔ چھوڑ کر اصل واقعہ شہادت کے متعلق اس کا بیان بہت مفصل ہے۔ اور ان واقعات کو ہم مخالفین کے سامنے ایک غیر شخص کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

ایک خاص بات جو اس بیان سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ شہید مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ کو بحیثیت نبی پیش کیا۔ نہ کہ بحیثیت معمولی مجدد۔

مذکورہ بالا اقتباس کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے۔

شہزادہ (نصر اللہ خان) اور امیر (حبیب اللہ خان) کے اس مرض (ہیضہ) سے خاص طور پر خوف زدہ ہونے کی ایک وجہ تھی۔ اور وہ یہ کہ کابل کے سب سے بڑے نامور اور با اثر علماء میں سے ایک عالم شروع سال میں حج کی نیت سے وہاں سے روانہ ہوا۔ مدینہ جاتے ہوئے جب وہ ہندوستان میں سے گذرا۔ تو اس نے ایک ایسے شخص کی بابت سنا۔ جو مسیح کی آمد کے متعلق وعظ کرتا تھا۔ اور اس کا دعویٰ یہ تھا۔ کہ یوحنا نبی کی طرح وہ مسیح کے لئے راستہ صاف کرنے کے لئے آیا ہے۔ اس شخص کے متعلق اس کے اردگرد کے علاقوں کے لوگ عجیب عجیب باتیں بیان کرتے تھے۔ یہ عالم اس سے ملنے کے لئے گیا۔ اور مدعی نبوت کے الفاظ ایسے مؤثر ثابت ہوئے۔ کہ یہ عالم اس کی بیعت میں داخل ہو گیا۔ اور اس کے تمام دعاوی پر ایمان لے آیا۔ ایک دن جبکہ یہ معلوم ہوا کہ یہ عالم حج کی نیت سے روانہ ہوا تھا۔ مدعی نبوت اسکو ایک اندر کے کمرہ میں لے گیا۔ اور وہاں جیسا کہ اس عالم کا بیان ہے۔ ان دونوں نے مکہ دیکھا۔ اور اس طرح اپنے آپ کو حاجیوں کے اس گروہ میں دیکھا۔ جو کہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ اور یہ کہ اس نے بیت اللہ کی زیارت کی۔ اور جو کچھ وہاں دیکھنے کے قابل تھا دیکھا۔ اور بیت اللہ کے اندر داخل ہونے سے پہلے وہ تمام عبادات جو مختلف مقامات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ بجا لایا۔ قطع نظر اس کے کہ اس کا یہ تخیل مسمریزم کا نتیجہ تھا یا کوئی اور اثر۔ بہرحال اس عالم کا یہ یقین کہ وہ مکے ہو آیا ہے۔ اور یہ کہ اس کا راہ نما ایک سچا نبی ہے۔ اس حد تک پہنچا ہوا تھا۔ کہ موت بھی اس کو اس عقیدہ سے متزلزل نہ کر سکی۔ مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ کہ وہ تمام مذاہب جو مختلف انبیاء (حضرت موسیٰ۔ عیسیٰ۔ رسول کریم) نے اپنے اپنے وقت میں قائم کئے۔ اپنے اپنے زمانہ کے لئے سچے تھے۔ نیز یہ کہ بنی نوع انسان کی بڑھتی ہوئی

حدود ریاست کے مطابق اللہ تعالیٰ نے صاحب موقع پر ایک نیا مذہب قائم کرتا ہے - یہودی مذہب جو مسیح کے آنے سے پہلے پہلے قابل عمل تھا - اور وہ مذہب جس کو مسیح لایا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے آنے تک قابل عمل رہا - اس عقیدہ کی بناء پر مسلمانوں نے خیال کیا - کہ اگر اس مدعی نبوت کا مذہب پھیل گیا - تو یہ ان کے مذہب کو تہ و بالا کر دیگا - چونکہ وہ یہ وعظ کرتا تھا کہ مسلمانوں کو عیسائیوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کرنا چاہیئے - اور ان کو قابل نفرت نہیں سمجھنا چاہیئے - اور یہ بات امیر کے بڑے ہتھیار جہاد کو جو کہ روسی اور انگریزی حملہ کے وقت اس کے کام آسکتا تھا - باطل کرنے والی تھی - اسلئے امیر نے حبیب اللہ خان اس عالم کو بلوا بھیجا - چنانچہ وہ تمام راستہ میں اپنے مذہب کی تلقین کرتا ہوا واپس ہوا - اور جونہی کہ وہ امیر کی سلطنت کے حدود میں پہنچا - اسکو گرفتار کر کے کابل پہنچایا گیا ؞

کابل میں امیر نے اس سے کچھ سوالات دریافت کئے اور اس کے عقیدہ کے متعلق جرح قدح کی - لیکن اس عالم کے بر از ذہانت جوابات پر امیر کوئی ایسی بات نہ کرسکا - جو اسے کافر ثابت کر کے واجب القتل ٹھہرا سکتی کیونکہ قرآن کریم کے حکم کے ماتحت ہر ایک مرتد کو سنگسار کیا جانا چاہیئے - اسپر اسکو سردار نصر اللہ خان کے سپرد کیا گیا - کیونکہ مذہبی امور میں عام علماء سے بڑھکر اس کا درجہ سمجھا جاتا تھا - لیکن شہزادہ بھی اس کے منہ سے کوئی قابل گرفت بات نہ نکلوا سکا - اسلئے بارہ منتخب علماء کی ایک مجلس قائم کی گئی - لیکن وہ بھی اپنی جرح میں ملزم سے کوئی ایسی بات نہ نکلوا سکے - جس سے کہ اسپر قتل کا فتویٰ لگا سکیں - چنانچہ انہوں نے امیر کو اسی امر کی اطلاع دی - لیکن امیر نے کہا کہ اس شخص کو ضرور مجرم قرار دینا چاہیئے - اسلئے وہ دوبارہ علماء کے سامنے پیش کیا گیا - جن کو یہ کہہ دیا گیا تھا کہ انہیں ایک ایسے کاغذ پر دستخط کرنے ہونگے - جسمیں یہ لکھا ہو کہ یہ شخص مرتد ہے - اور واجب القتل ہے - پھر بھی علماء کی کثرت رائے یہی ٹھہری - کہ یہ شخص مذہبی لحاظ سے بالکل بے گناہ ہے - لیکن انمیں سے دو نے جو سردار نصر اللہ خان کے دوست - اور جن سے اسکی اسبارہ میں بات چیت بھی ہو چکی تھی - یہ فیصلہ دیدیا - کہ یہ شخص واجب القتل ہے - اور ان دونکے فتوے کے مطابق امیر نے اسکو مجرم قرار دیکر سنگسار کر دیا - پیشتر اس کے کہ اسے امیر کے دربار سے سنگسار کرنے کے لئے لے جایا جائے - اس نے پیشگوئی کی - کہ اس ملک پر ایک بڑی مصیبت پڑیگی - اور امیر اور اس کا بھائی اسمیں مبتلا ہونگے جس دن اس عالم کو قتل کیا گیا - اسی دن رات کے اندھیرے کے قریب ایک سخت آندھی آئی - جو کہ خطرناک تندی کے ساتھ آدھ گھنٹہ تک چلتی رہی - اور جس طرح اچانک آئی تھی - اسی طرح یکایک بند ہو گئی - چونکہ رات کے وقت ایسی آندھی کابل میں بالکل خلاف معمول تھی اسلئے لوگوں نے سمجھا - کہ یہ اس عالم کے قتل کا نتیجہ ہے - بعد ازاں ہیضہ پھوٹا - حالانکہ اس کے پہلے حملوں کے مطابق ابھی چار برس تک ہیضہ نہیں پڑنا چاہیئے تھا - اسپر لوگوں نے یہی خیال کیا کہ یہ اسی شخص کی پیشگوئی کا نتیجہ ہے ؞

یہی وجہ تھی کہ امیر اور شہزادہ اسقدر خوف زدہ ہو گئے تھے - اور انہیں اسمیں اپنی ہی موت نظر آتی تھی - اور اپنی بیوی کی موت پر شہزادہ کی حواس باختگی اسی وجہ سے تھی - مقتول کے مریدوں کی ایک بھاری اور زبردست جماعت تھی - اور جن دو ملاؤں نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا تھا - وہ ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہے کہ مرید جنھوں نے اپنے پیر کا بدلہ لینے کی قسم کھائی تھی - ان کو قتل نہ کر دیں - انہیں سے ایک کو ہیضہ ہو گیا - جو مرتے مرتے بچا "

بیت المقدس کی تولیت کا مستحق کون ہے

۱۶ر اکتوبر کے پیسہ میں ایک نوٹ بعنوان "بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں ہی رہنا چاہیئے" ایڈیٹر صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے جو قابل ملاحظہ ہے فرماتے ہیں :-

موہمصر مشرق نے نہایت معقول وجہ بیان کی ہے کہ کیوں بیت المقدس عیسائیوں یا یہودیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے قبضہ میں رہنا چاہیئے - مگر کون ایسی وجہ بمقابلہ اپنی اغراض کے سنتا ہے - وہ لکھتا ہے کہ بیت المقدس کی تولیت کے سزاوار مسلمان ہی ہیں - یہودی اور عیسائی کسی طرح نہیں ہو سکتے - جو صرف ایک پیغمبر دو پیغمبر [1] کو مانتے ہیں - برخلاف مسلمانوں کے جو لا نفرق بین احد من رسلہ پر ایمان رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ اور جناب مسیح علیہم السلام اور حضرت رسول اکرم کی تصدیق سے ایمان کی تکمیل کرتے ہیں "

اگر یہودی اسلئے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں - اور عیسائی اس لئے غیر مستحق ہیں کہ انھوں نے خاتم النبیین کی رسالت و نبوت کا انکار کیا ہے - تو یقیناً یقیناً غیر احمدی بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں - کیونکہ یہ بھی اس زمانہ میں مبعوث ہونیوالے خدا کے ایک اولو العزم نبی کے منکر اور مخالف ہیں - اور اگر کہا جائے - کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں - تو سوال ہوگا - کن کے نزدیک ؟ اگر جواب یہ ہو کہ ماننے والوں کے نزدیک تو اسی طرح یہود کے نزدیک مسیح اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور مسیحیوں کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بھی ثابت نہیں - اگر منکرین کے فیصلہ سے ہی ایک نبی غیر نبی ٹھہرتا ہے - تو کرو ڑوں - عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منجانب اللہ نبی اور رسول نہ تھے - پس اگر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصل درست ہے - کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کو ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں - تو ہم اعلان کرتے ہیں - کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں ؞

باقی رہی تولیت - اس سے ہماری مراد کسی جائداد پر قبضہ کرنا یا اوقات اور نذور و نیاز کی آمد لینا نہیں - مگر ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں وہاں لوگوں کو حقیقی اسلام سکھانے کا موقع اور آسانیاں حاصل ہوں ؞

[1] صرف " رسل " چاہیئے ۔ (الفضل)

عورت کے حقوق میں اسلام اور دیگر مذاہب کا اختلاف

پس اسلام نے عورتوں کو حقوق دئے ہیں۔ اور مناسبت سے دئے ہیں۔ اور بعض تعلیمات میں اسلام نے عورتوں کے بارے میں پہلے مذاہب سے اختلاف کیا ہے۔ مثلاً پردہ ہے۔ اسلام سے قبل جس قدر پہلے مذاہب ہیں۔ ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان میں پردہ نہ تھا یا جیسے اسلام میں ہے۔ ایسا نہ تھا۔ مثلاً یہود۔ عیسائی۔ ہندو۔ بدھ۔ زرتشتی وغیرہ اقوام کی پرانی تاریخیں بتاتی ہیں۔ کہ قبل ان میں پردہ نہ تھا۔ اگر تھا تو اس رنگ میں نہ تھا۔ مثلاً ان اقوام میں اسی قسم کے پردے کا پتہ لگتا ہے کہ عوام سے پردہ ہے۔ مگر دربار کے امراء سے پردہ نہیں۔ مگر اسلام میں کسی حد تک تنگی ہے ۔

اسلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کے حقوق انسانیت میں کوئی کمی نہیں کی گئی بلکہ مساوات رکھی ہے۔ مرد سے کوئی فرق نہیں رکھا۔ تمام معاملات میں برابری ہی ہے۔ مگر بعض اور بھی تعلقات ہیں۔ جو انسانیت کے علاوہ اجتماعی حیثیت سے پیدا ہوتے ہیں۔ فرداً فرداً مرد و عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ مگر اجتماعی حیثیت میں نظام کے قیام کے لئے بعض حقوق عورتوں سے لے گئے ہیں۔ کیونکہ جب ایک صف میں کچھ لوگوں کو کھڑا کر دینگے۔ تو نظام چاہتا ہے۔ کوئی اول ہو کوئی آخر۔ ورنہ صف نہیں بن سکتی۔ فرداً فرداً ہر شخص میں مساوات ہے۔ مگر قطار میں وہ باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح اسلام نے حقوق کے بارے میں کیا ہے۔ کہ انفرادی حیثیت میں مرد و عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ مگر اجتماعی حیثیت میں کمی بیشی کی ہے۔ دنیا نے اسکو اب سمجھا ہے۔ مگر اسلام نے اسکو پہلے سے سمجھ لیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان اب تک غافل رہے ہیں۔ جہاں تک انفرادی حیثیت کا تعلق تھا۔ وہ بیان کرتے تھے۔ مگر اجتماعی حیثیت میں جو کمی بیشی ہے۔ اس کی حکمت کو نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ انفرادی طور پر ہر شخص مرد ہو کہ عورت مساوات رکھتا ہے لیکن جب وہ اجتماعی حیثیت میں آئے گا۔ تو ایک کو اول اور دوسرے کو دوم ہونا پڑیگا ۔

اب یہ تبدیلی ہے۔ اور اب جبکہ عورتیں بھی لاکھوں تعلیم یافتہ ہو گئی ہیں۔ وہ سوال کرتی ہیں کہ مردوں میں کیا خصوصیت ہے کہ وہ ہم سے بڑھ کر ہیں ۔

عیسائیت کی تعلیم موجودہ تمدن کے خلاف

میں نے آج ہی اخبار میں ایک مضمون پڑھا ہے کہ ایک جگہ امتحان ہوا تمام بڑے بڑے انعام عورتوں کو ملے۔ ایک پادری نے اس بورڈ کی طرف اشارہ کرکے جس پر نام لکھے تھے۔ کہا کہ وہ لوگ جو عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں ادنیٰ درجہ کا خیال کرتے ہیں۔ آئیں اور آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ اگر میں وہاں ہوتا تو کھڑا ہو جاتا اور کہتا۔ اے کاش! مسیح زندہ ہوتا۔ اور میں یہ بورڈ اس کے سامنے رکھ دیتا ۔

قاعدہ ہے کہ جس چیز کو زور سے دبایا جائے وہ زور ہی سے ابھرتی ہے۔ عورتوں کی اب آنکھیں کھلنے لگی ہیں۔ اور ان کے سامنے ہزاروں سال کی تاریخ ہے جس میں انکو نظر آ رہا ہے۔ کہ مردوں نے عورتوں کے حقوق کو پامال کیا ہے۔ اسلئے ان کے دل میں مردوں کی طرف سے ایک نفرت اور حقارت پیدا ہو رہی ہے۔ اور جب نفرت کا جوش ہو تو عقل ماری جاتی ہے۔ اور جائز و ناجائز کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ اس وقت جہاں تک بھی کہا جایا کرتا ہے کہ فلاں چیز کیوں ہمارا حق نہیں۔ جو درحقیقت ان کا حق نہ ہو۔

مثلاً اسلام نے پردہ رکھا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ غیر مردوں سے مصافحہ نہ کیا جائے۔ اب اگر عورتیں آگے نکل گئیں۔ اور جیسا کہ وہ اس ذلت سے نکل رہی ہیں۔ ان حدود سے بھی جو صحیح ہیں۔ باہر نکل گئیں تو دنیا کی اکثریت آبادی کو حد اعتدال پر لانا مشکل ہو گا ۔

پس میرے نزدیک اگر ہم یہ باتیں منوالیں۔ تو اسلام کی صداقت اسی طرح ثابت ہو سکتی ہیں۔ جس طرح ایک اور ایک دو ۔

دنیا کی حالت مذہبی نقطۂ نظر سے

پس یہ تمدنی روک ہے۔ جو اسلام کے راستے میں حائل ہو رہی ہے۔ جہاں بعض باتوں میں دنیا اسلام کے قریب آ رہی ہے۔ وہاں بعض میں دور سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ کیونکہ جب دنیا کے ایک حصہ نے دیکھا کہ اس کے حقوق سختی سے پامال کئے گئے ہیں۔ تو وہ ضد میں آ گیا۔ اور ان حدود سے نکل گیا۔ جو جائز طور پر اس کے لئے مقرر ہیں۔ اور اگر یہ خیال کیا گیا کہ دنیا تجربہ کے بعد راستی کی طرف آ جائیگی۔ تو میں نے بتایا ہے کہ اول تو ہزارہا سال چاہئیں۔ اور پھر یہ بھی ہو گا کہ اتنے عرصہ میں اور غلطیاں پیدا ہو جائینگی۔ تو یہ طاقتیں ہیں جن کا ہم نے مقابلہ کرنا ہے۔ مگر ابھی لوگ اسکو نہیں سمجھے ۔

ہماری عورتیں

خود ہماری جماعت میں جو عورتیں پڑھی لکھی ہیں۔ اور بیرونی کتابوں اور اخباروں کو پڑھتی ہیں۔ وہ سوال کرتی ہیں کہ ہمارے حقوق کیا ہونے چاہئیں۔ اور بعض اوقات ان کی باتیں اسلام کی تعلیم کے مخالف ہو جاتی ہیں۔ میری عادت ہے کہ میں اپنی بیویوں کو چھیڑ کے طور پر جوش پیدا کرنے کے لئے اور اسلامی تعلیم پر پختہ کرنے کے لئے کہا کرتا ہوں۔ کہ عورتوں میں نقص ہی نقص ہے۔ تاکہ وہ اس کے مقابلہ میں دلائل پیش کریں۔ چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں۔ اور میں ایک ایک کرکے ان کی دلیلوں کو توڑتا ہوں تاکہ وہ تعلیم اسلام پر پختہ ہو جائیں۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں میں بھی پرانے زمانہ کا یہ اثر چلا جاتا ہے۔ کہ وہ عورتوں کے جائز حقوق میں تنگی کرنے لگے ہیں۔ جس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ حضرت صاحب اس بات کو ابتدا میں ہی سمجھ لیا تھا۔ ایک سٹیشن کے پلیٹ فارم پر اپنی بیوی یعنی والدہ کو ساتھ لئے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ مولوی عبد الکریم صاحب خواہ مولوی تھے۔ مگر پچھلے زمانہ کے اثر کے ماتحت تھے حضرت مولوی صاحب سے کہنے لگے کہ دیکھو حضرت صاحب یوں پھرتے ہیں۔ مخالف اعتراض کرینگے۔ ہماری ناک کٹ جائیگی۔ ہم کیا جواب دینگے۔ آپ جاکر روکیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں نہیں جاتا۔ آپ خود چلے جائیں۔ چنانچہ مولوی عبد الکریم صاحب گئے۔ اور حضرت صاحب کو آواز دیکر کہا کہ حضرت لوگ ہم پر اعتراض کرینگے۔ اور ہم اس کا کیا جواب دینگے۔ ہماری ناک کٹ

جائیگی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب کیا آپ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نہیں پڑھا۔ کہ آنحضرت حضرت عائشہ کے ساتھ صحابہ کے سامنے دوڑے تھے۔ اور فرمایا کہ یہ شریعت کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ کی ناک کٹتی ہے۔ تو چلے جائیں۔ مولوی صاحب خاموش ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت مولوی صاحب نے پوچھا کہ بتاؤ کیا جواب ملا۔ مولوی صاحب خاموش تھے ❊

پس پورے حقوق دئے جائیں ہاں جو ناجائز ہیں انکو روک دیا جائے۔ اگر اس قسم کی ایک دو یا سینکڑوں مثالیں پیدا ہو جائیں۔ تو پھر فوراً دنیا کی ادھر توجہ ہو جائیگی۔ ورنہ اب یورپ کی عورتیں آتی ہیں۔ اور مشرق عورتوں کو اندر بند دیکھتی ہیں۔ تو وہ اسکو عیسائی مذہب کی فتح کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ عیسائیت کی تعلیم نہیں ہوتی۔ بلکہ سویلزیشن کا نتیجہ ہوتا ہے مگر چونکہ مغرب سے وہ آتی ہیں۔ اسلئے عیسائیت ہی کی تعلیم خیال کی جاتی ہے ❊

عورتوں کے حقوق انفرادی واجتماعی

پس عورتوں کو اسلام نے حقوق میں مساوات دی ہے۔ مگر انفرادی طور پر۔ اور اجتماعی حیثیت سے قیام کے لئے بعض حقوق لئے ہیں۔ جیسا کہ ہر شخص کا قدرتی حق ہے۔ کہ جس جگہ چاہے جائے۔ مگر حکومتیں نظام کے قیام کے لئے بعض روکیں قائم کر دیتی ہیں۔ اسی طرح عورتوں سے ان کے بعض حقوق قیام نظام کے لئے لئے گئے ہیں۔ یعنی ان کے حقوق کو تسلیم کر کے ان سے لیا گیا ہے ❊

کشمیر میں عورت کی حالت

میں نے کشمیر میں عورتوں کی وہ بُری حالت دیکھی ہے جس کی حد نہیں۔ پردے کے بارے میں تو یہاں تک آزادی کہ ناف تک چھاتی ننگی جو یورپ کی عورتیں بھی نہیں رکھتیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پاجامہ وہ پہنتی نہیں اور کرتا لمبا پہنتی ہیں۔ جس کو اٹھا نہیں سکتیں۔ گریبان لمبا رکھتی ہیں۔ اسی سے بچے کو دودھ پلاتی ہیں۔ گویا ایک آفت سے دوسری آفت آتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں غلو کا یہ حال ہے کہ عورت کو کھانے پینے کی چیزوں تک پر اختیار نہیں۔ اس ملک میں تو یہ بات نہیں دیکھی۔ مگر وہاں یہ عجیب بات دیکھی۔ ایک احمدی دُور کے علاقہ کا آیا۔ اور جلد واپس جانے لگا۔ جب پوچھا گیا کہ کیوں جاتے ہو کہنے لگا کہ میں چاول تول کر گھر دے آیا تھا۔ اگر رہ جاؤں تو گھر والے فاقہ رہینگے۔ اور یہ عام رواج ہے۔ اگر وہاں عورتوں کو ان کی اس حالت کی طرف توجہ دلائی جائے تو وہ بہت جلد اسلام کو چھوڑ سکتی ہیں لیکن اگر اسلام کے دئے ہوئے حقوق ان کو دئے جائیں۔ اور باخبر لوگ انہیں اس تعلیم کو پہنچائیں۔ تو اس غلامی کی حالت سے نکل سکتی ہیں۔ تو یہ اہم سوال ہیں جو قابل غور و توجہ ہے۔ کہ عورتوں کو شریعت کے مطابق حقوق دئے جائیں۔ اور ناجائز آزادی سے روکا جائے۔ اور بھی مسائل ہیں۔ جو اسلام کے راستہ میں روک ہیں۔ مثلاً مسائل سپر چولزم اور سوشلسٹ موومنٹ وغیرہ۔ مگر یہاں اسی کا تعلق ہے۔ جو تکمیل نکاح کا موقعہ ہے۔ اسلئے میں اسپر اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔

واقعہ ڈیرہ نانک کے متعلق نامہ نگار پیغام کی غلط بیانی

غیر احمدیوں کے مقابلہ سے کون بھاگتا ہے ہم یا پیغامی

پیشتر اسکے کہ میں نامہ نگار پیغام کی غلط بیانیوں کا ذکر کروں۔ ایڈیٹر پیغام کی اس جھوٹی خوشی کے متعلق جو اس نے اس مراسلت کے درج کرنے سے پہلے چند سطور میں ظاہر کی ہے۔ کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ایڈیٹر پیغام کو چاہیئے تھا۔ کہ اس مراسلت کے شائع کرنے سے پہلے نامہ نگار کے متعلق اچھی طرح تحقیق کر لیتا۔ کہ آیا وہ کچھ علمی قابلیت بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ ایک جاہل آدمی کی نسبت جو نہ قرآن سے واقف نہ حدیث سے واقف نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے اسے کوئی خبر ایسے آدمی کی نسبت یہ لکھنا کہ احمدی علماء اس کے مقابلے سے بھاگ گئے کیسی بیہودہ بات ہے۔ اس سے اگر کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ تو صرف یہ کہ پیغامی پارٹی ہمارے مقابلہ میں اپنی کامیابی صرف اسی میں سمجھتی ہے۔ کہ جو خبر ہمارے متعلق اسکو پہنچے جسمیں ہماری شکست کا ذکر ہو بغیر تحقیق کئے اور بغیر حدیث کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع کی وعید کا خیال کئے شائع کر دے اور اسپر غلط نتائج نکالکر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالے جیسا کہ ایڈیٹر پیغام نے کیا ہے۔ چنانچہ وہ اس مراسلت پر یہ نوٹ لکھتا ہے کہ محمودی مبلغ اب غیر احمدیوں کے مقابلے سے بھی بھاگ رہے ہیں۔ اور مسئلہ نبوت مسیح موعود پر ان سے بات کرنے سے گھبراتے ہیں ❊

اس فقرہ کے لکھنے سے پہلے اگر ذرا بھی وہ تعصب کی پٹی آنکھوں سے اُتار لیتا۔ اور بغض و کینہ کی حکومت سے نکلکر عقل سے کام لیتا۔ تو اسپر واضح ہو جاتا کہ اس کا یہ لکھنا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ کیا ایڈیٹر پیغام کو اسقدر بھی علم نہیں۔ کہ غیر احمدیوں کے ساتھ اس موضوع پر ہمیشہ ہمارے مناظرے ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مالیر کوٹلہ میں ایک زبردست مناظرہ ہوا ہے۔ اُمید نہیں کہ ایڈیٹر پیغام اس سے ناواقف ہو۔ پس ان واقعات مشہودہ کے ہوتے ہوئے ایک غیر معروف جاہل آدمی کی بات پر اعتبار کر لینا اور پھر صرف اعتبار ہی نہیں بلکہ اسکو پبلک میں شائع کرنا کیا صریح کفیٰ بالمرء کذباً کی وعید کے نیچے نہیں آتا۔ اگر ایڈیٹر پیغام کہے کہ میرا منشاء اس سے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے حضرت صاحب کی نبوت ثابت کرنے سے آپ بھاگتے ہیں۔ تو اس کے متعلق بھی اس کو دیکھ لینا چاہیئے تھا کہ جب یہ لوگ ہمارے مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ تو ایک بے علم اور حضرت صاحب کی کتب سے بالکل ناواقف آدمی کے مقابلہ سے کس طرح بھاگ سکتے ہیں ❊

ایڈیٹر پیغام کو یہ فقرہ لکھتے وقت غالباً یہ نہیں یاد رہا کہ غیر احمدیوں کی طرف سے پیغامی پارٹی کو اس مسئلہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق بحث کرنے پر چیلنج ملچکے ہیں جن کے قبول کرنے سے آجتک وہ فرار کر رہے ہیں۔ اگر اسکو یہ یاد ہوتا تو کبھی وہ شیش محل میں بیٹھکر دوسروں پر پتھر پھینکنے کا ارتکاب نکرتا۔ ایڈیٹر پیغام کو شاید مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج بھول گیا ہو اس لئے یاد دلانے کیلئے ہم اسے اخبار اہلحدیث ۲۱ اکتوبر سے پھر نقل کرتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ غیر مبایعین کو مخاطب کرکے لکھتا ہے

"ہم نے بارہا لکھا کہ بحیثیت تعلیم مرزا قادیانی پارٹی حق پر ہے۔ یہانتک کہ جب کبھی ان دونوں میں مباحثہ کی گفتگو شروع ہوئی تو ہم نے اخود وعظ دیکر کہا کہ نبوت مرزا کا ثبوت انکی تحریروں سے ہم دکھا سکیں گے ہم تیار ہیں۔ .... ہمارا دعوٰی ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوٰے کیا .... اسپر تفصیلی بحث کیلئے ہم اب بھی آمادہ ہیں"

پھر اس چیلنج کو دہراتے ہوئے مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث ۱۶ جولائی ۱۹۲۱ء میں لکھتا ہے

"مرزا جی کی تعلیم وہی ہے جو قادیانی پارٹی کہتی ہے۔ ہم نے بارہا لکھا کہ اس مسئلہ میں بحث کرنیکو ہم حاضر ہیں ۱۹۱۷ء رمضان کو خصوصاً اسبارے میں لاہوری لیڈروں سے بڑی چھیڑ چھاڑ رہی آخر وہ فرار ہو گئے جنانچہ خدا تعالٰے ہم اب بھی تیار ہیں"

کیوں ایڈیٹر صاحب اب بھی آپ کو معلوم ہوا یا نہیں کہ غیر احمدیوں کے مقابلہ میں محمودی مبلغ بھاگ رہے ہیں یا آپ لوگ۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے مسئلہ میں غیر احمدیوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں محمودی مبلغ گھبراتے ہیں یا آپ کیا آپ نے اس وقت تک اس چیلنج کو قبول کیا اگر نہیں تو کیا وجہ ہے حالانکہ ایک جاہل آدمی کیساتھ گفتگو کرنے سے (اگر فرض کر لیا جائے کہ ہم نے گفتگو سے انکار کیا) اعتراض کرنے کی وجہ تو قرآن شریف کا صریح حکم واعرض عن الجاھلین ہو سکتا ہے۔ مگر آپکے پاس تو یہ بھی عذر نہیں کیونکہ آپ کو غیر احمدیوں کا مشہور عالم چیلنج کر رہا ہے اور آپ اس کے سامنے آنیکا نام تک نہیں لیتے اور پھر باوجود اس کے لکھے جاتے ہیں کہ محمودی مبلغ غیر احمدیوں کے مقابلہ سے بھاگتے ہیں کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ آپنے یہ چند سطور محض تعصب کی وجہ سے اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کیلئے لکھی ہیں۔

دوسرا فقرہ ایڈیٹر پیغام نے یہ لکھا ہے کہ محمودی مبلغ کسی احمدی لاہوری مبلغ کا نام سنکر فرار ہوتے ہیں اگر اس فقرہ کے اندر صداقت ہے تو کاش ایڈیٹر پیغام اس فقرہ کو لکھتے وقت اپنے اخبار ۱۷ ستمبر ۱۹۲۱ء کو دیکھتا جس میں انہوں نے اس مباحثہ کی روداد شائع کی ہے جو ساماں میں پیغامی پارٹی کے مبلغ امتر شاہ اور مکرمی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے درمیان ۲ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ہوا تھا۔ کیا ۱۷ ستمبر کے پرچہ میں ایک مباحثہ کا ذکر کرنا اور ۱۲ اکتوبر کے پرچہ میں یہ لکھنا کہ احمدی مبلغ کا نام سنکر فرار ہوتے ہیں۔ لکھنے والے کی دروغ بیانی پر روشنی نہیں ڈالتا۔ اور اگر اس فقرہ سے میری ذات ہی مراد ہے جیسا کہ نامہ نگار کی مراسلت سے ظاہر ہوتا ہے تو پھر بھی ایڈیٹر پیغام کو یہ سوچنا چاہئے تھا۔ کہ احمدی مبلغ جسکو وہ محمودی مبلغ کے نام سے پکارتا ہے۔ تاریخ مقررہ سے ایکدن پہلے مقام مباحثہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ خود اسکے نامہ نگار کی تحریر سے واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ۱۲ و ۱۳ ستمبر جلسہ مباحثہ کے لئے مقرر تھی۔ اور قادیانی علماء ۱۱ ستمبر کو پہنچ گئے۔ اور پیغامی مبلغ باوجود یہ لکھنے کے کہ ۱۲ تاریخ کو میں پہنچ جاؤنگا۔ ۱۲ کی شام تک نہیں آتا۔ بلکہ شام کو اسکا خط پہنچتا ہے۔ کہ میں غالباً نہیں پہنچ سکونگا۔ اب ان دونوں باتوں کو سامنے رکھکر منصف لوگ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ بھاگنے کا الزام اگر کسی فریق پر آسکتا ہے تو کس فریق پر آسکتا ہے۔ اگر میں بھی ایڈیٹر پیغام کی طرح بدظنی سے کام لوں اور جلدبازی سے غلط نتیجہ نکالکر پبلک کے سامنے رکھنا چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ پیغامی مبلغ نے تاریخ مقررہ کو محض اسلئے ٹالدیا تاکہ احمدی مبلغ یہ سنکر کہ پیغامی مبلغ اب نہیں آئیگا۔ وہاں سے چلے جائیں اور بعد میں وہ وہاں پہنچکر کہیا جو چاہے سنا آسکے۔ اور اصل حقیقت لوگوں پر واضح نہو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا بجائے ۱۲ تاریخ کے باوجود اپنے نہ آنیکی اطلاع دینے کے ۱۳ تاریخ کی دوپہر کو وہاں پہنچ گیا۔ لیکن میں ایسا نہیں کرنا چاہتا اور حسن ظنی کی بنا پر یہی کہونگا کہ انکو کوئی روک پیدا ہو گئی ہوگی۔ جس کی وجہ سے انہوں نے سمجھ لیا کہ میں اب نہیں جا سکتا۔ اور بعد میں وہ روک اٹھ گئی۔ اور وہ چلے آئے۔

علاوہ اس بات کے ایڈیٹر پیغام کو اس فقرہ کو لکھتے ہوئے یہ خیال کر لینا چاہئے تھا۔ کہ وہ شخص جو ایڈیٹر صاحب کے موضع بدوملہی میں ایک کامیاب اور زبردست مباحثہ کر چکا ہو اور جو آپ کے سالانہ جلسہ میں آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو اسی مسئلہ پر تبلیغ پہنچا چکا ہو وہ آپ کے امتر شاہ کا نام سنکر جو تمام احمدی جماعت کے سامنے قادیان میں ذلیل ہو چکا ہو۔ کبھی بھاگ سکتا ہے؟

ان تمام باتوں پر اگر ایڈیٹر پیغام ٹھنڈے دل سے غور کرتا تو کبھی اسے یہ الفاظ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اللہ تعالٰے اسے غور کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آیندہ میں ڈیرہ نانک کے واقعہ کے متعلق جو غلط بیان کی گئی ہیں انکی اصلیت پبلک پر واضح کرونگا۔

خاکسار عبد الرحمٰن مصری

ایک مخیر ہمدرد الفضل

میں نے احباب کی خدمت میں یہ گذارش کی تھی کہ الفضل کا خرچ آمد سے زیادہ ہے چنانچہ پچھلے سال ۵۰۵ روپے زائد آمد سے خرچ ہوئے اس لئے ضروری ہے کہ الفضل کی آمد بڑھائی جائے۔ اور وہ اسی طرح بڑھ سکتی ہے کہ خریدار بڑھائے جائیں۔

ہمارے کرم معظم خان بہادر مولوی محمد عبد الحق صاحب نے لکھا ہے کہ میں دسمبر تک پانچ خریدار پیدا کرونگا۔ اگر نام کم رہے تو اپنے پاس سے قیمت دے کر پانچ خریدار پورے کر دونگا۔

امید ہے کہ اس مثال کی تقلید کی جائیگی اور اگر ایک سو ہمدرد بھی الفضل کے نکل آئے تو میں امید کرتا ہوں۔ کہ بہت حد تک آمد خرچ برابر ہو جا(ئیگا) ایسے تمام معاونین کے نام اخبار میں شکریہ کے ساتھ درج ہونگے مینیجر

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۲۳ اکتوبر بعد نماز عصر)

۲۱ اکتوبر کے اہلحدیث میں ایک شخص نے مولانا میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی مقیم مکہ معظمہ اور ہمارے حاجیوں کے متعلق ایک غلط اور لایعنی مضمون لکھا ہے۔

اس کے ذکر پر فرمایا وہاں احمدیوں سے اتنی نفرت لوگوں کو نہیں جس قدر وہابیوں سے ہے۔ ان کے نزدیک تمام عیوب اگر کسی میں ہیں تو وہابی میں ہیں۔

حج میں غلطیاں اسی ذکر میں جو جو غلطیاں حج میں ہوتی ہیں ان کا بھی ذکر آ گیا۔ فرمایا میں نے دیکھا کچھ ہندوستانیوں نے ایک چارپائی اٹھوائی ہوئی ہے۔ اور طواف کرایا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا کیا ہے۔ ایک شخص کہنے لگا ایک آدمی حج کے لئے آیا تھا جو مر گیا ہے اب اسکا "طواف وداع" کرایا جا رہا ہے۔

چوہدری فتح محمد صاحب نے عرض کیا کہ میں نے بھی اس دفعہ بہت سی چارپائیاں دیکھی تھیں میں نے خیال کیا کہ شاید یہ بیمار لوگ ہیں۔

ایک غیر احمدی حافظ صاحب کی ملاقات مولوی حافظ عبدالوارث صاحب جو جناب مولوی عبدالمالک صاحب مشیر مال بہاولپور کے بھائی ہیں ملاقات کی۔ دریافت فرمایا کہ حافظ صاحب آپ کو یہاں آنے کی کیسے تحریک ہوئی۔ حافظ صاحب نے کہا مولوی فضل الدین صاحب (وکیل) سے حضرت کے متعلق اکثر ذکر رہا کرتا تھا۔ حضرت صاحب کے زمانے میں بھی میرا ارادہ حاضر ہونے کا تھا۔ لیکن میں نہ آ سکا۔ اب میں نے کہا کہ آپ ان کے قائمقام ہیں۔ آپ سے کچھ فیض حاصل کر لوں۔ لاہور سے (جناب) مرزا صاحب (سلطان احمد صاحب خان بہادر) کے ساتھ کل آیا ہوں۔ مولوی الٰہی کے پاس مقیم ہوں۔ اور کہا مولوی فضل الدین صاحب کی طرف اشارہ کر کے (یہ) جانتے ہیں جو کہ ہمارے رشتہ دار بھی ہیں۔ کہ میں نے سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ اب میں حضرت یہ چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے نام کی محبت عطا فرمائے۔ اور میں کچھ نہیں چاہتا۔ اور آپ سے یہی دعا کرتا ہوں۔ کہ آپ میرے لئے دعا کریں کیونکہ اگر خدا مل جائے تو کچھ نہ ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ ہاں میں انشاء اللہ دعا کروں گا۔ اصل چیز تو خدا تعالیٰ ہی ہے باقی سب چیزیں فانی ہیں۔

حضور نے جناب چوہدری فتح محمد صاحب کو ایک مدراسی ہندو کا انگریزی خط جواب کے لئے دیا جس نے لکھا تھا کہ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی مگر ایک مجلس میں بحث چھڑی اس سے پہلے خدا پر شک پیدا ہوا اور پھر آنحضرت کی محبت بھی کم ہو گئی اس لئے میں عجیب تذبذب کی حالت میں ہوں۔ اس کی متعلق میری تشفی کی جائے۔

چوہدری صاحب نے موجودہ زمانہ کے ایک انگریز فلسفی کے متعلق عرض کیا کہ اس نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ بحیثیت مذہب عیسائیت کچھ بھی نہیں کئی مذہبوں سے اسلام اچھا ہے مگر مسیح کے مقابلہ میں آنحضرت کی ذات پر بہت معترض ہے۔

رسول کریم کی لائف فرمایا میں نے بارہا پہلے بھی یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک لائف اس غرض کو مدنظر رکھکر لکھی جائے جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے۔ آجتک جو سوانح لکھی گئی ہیں وہ دو طرح کی ہیں یا تو دشمنوں نے لکھی ہیں۔ یا سوانح نگاروں نے صرف سوانح کو جمع کر دیا ہے۔ یا وہ لوگ ہیں جو یورپ کے معترضین کے اعتراضوں کو سامنے رکھکر لکھتے ہیں۔ اس طبقے کی نظر بھی محدود ہوتی ہے چاہئے یہ کہ ایک زبردست تمہید میں آنحضرت کا دعوےٰ بتایا جائے اور وہ باتیں بتائی جائیں جو اس دعوے کے مدعی میں ہونی چاہئیں پھر ایک ایک کر کے آپ کے وجود میں دکھائی جائیں۔ یہ غلط طریق ہے کہ ثابت کر دیا جائے کہ آنحضرت اچھے بادشاہ تھے یا اچھے مدبر تھے۔ کیونکہ اصل کام ان کا بادشاہت وغیرہ نہ تھا۔ اگر اس اصل کے مطابق آنحضرت کی سوانح عمری لکھی جائے تو امید ہے وہ اچھا اثر پیدا کر سکتی ہے۔

(۲۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر)

وہم فرمایا۔ کچھ علم سے بھی وہم ترقی کرتا ہے۔ جب تھرمامیٹر نہ تھے لوگ اسقدر احساس بھی نہ کرتے تھے مگر اب فوراً احساس ہو جاتا ہے۔ کشمیر میں حاجی عمر ڈار مرحوم کے لڑکے میاں عبدالعزیز کو ایک سو چار درجے کے اوپر بخار رہتا۔ مگر وہ مہمانوں کو کھانا کھلاتے پھرتے تھے اس بیچ میں کبھی کبھی بیٹھ بھی جاتے تھے۔

عرب کی سواریاں عرب میں سواری کے ذکر میں فرمایا حج کے دنوں میں میں نے دیکھا تھا کہ ایک ترک اونٹ پر سے گر گیا اور اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ لوگ اسی طرح اس کے اوپر سے گزرتے رہے۔ ہمیں اس وقت بتایا گیا تھا کہ مکہ میں صرف شریف کے پاس دو گھوڑے ہیں باقی لوگوں کے پاس گدھے۔ خچر۔ اور اونٹ ہیں۔ اب گھوڑے زیادہ ہو گئے ہونگے۔ کیونکہ اب شریف "بادشاہ" ہو گئے ہیں۔ فرمایا گدھے سدھے ہوئے اور بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ جن کی رفتار خچر سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ایک شخص کا خچر دیکھا جو چند روز سو روپیہ کو خریدا گیا تھا۔ اور اعلیٰ گدھا تین سو روپیہ پر ملتا تھا۔

فرمایا پہلے تو مجھے وہاں گدھے پر چڑھنے میں شرم آئی اس لئے میں نہ چڑھا۔ لیکن جب منا سے واپسی کے وقت میرے پاؤں میں زخم ہو گیا اور میں نے ہر چند چلنے کی کوشش کی مگر نہ چل سکا تو اس وقت گدھے پر سوار ہوا جو بہت اچھا چلتا تھا۔

شریف کو گورنمنٹ کچھ نہ دیگی چوہدری فتح محمد صاحب نے عرض کیا کہ میں نے پانیر میں پڑھا ہے کہ گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ ہم شریف کو کچھ نہ دینگے فرمایا الحمد للہ اسکی ہم نے ہی پہلے تحریک کی تھی کہ اس طرح عرب کو اپنے ماتحت کرنے کی کوشش نہ کیجائے۔

معاملات ترکی ترکی حکومت کے سوال کے متعلق فرمایا کہ میں نے اپنی پہلے ایک تحریر میں لکھا تھا کہ ترکی سوال کا اصل یہ ہے کہ تھریس اور سمرنا ترکی ماتحت رکھ جائیں۔ کیونکہ بیشتر آبادی وہاں ترکوں کی ہے اس پر مسلمانوں نے ہماری مخالفت کی مگر اب ترک اور سب مسلمان بھی اسی نقطہ پر آگئے ہیں۔ فرمایا اگر تھریس اور سمرنا ترکوں کو مل جائیں تو انکی فوجی طاقت قائم رہیگی۔ اور یونان کے سپرد ہو گئے تو ترکی کا خاتمہ ہے پھر ترک یونانیوں کے ماتحت ہوکر رہینگے۔

(۲۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

رسول کریم کے گیسو چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے نے عرض کیا کہ مجھے ایک شخص نے کہا مسلمان غلطی پر ہیں۔ آنحضرت اور خلفاء اسلام گیسو رکھتے تھے۔ فرمایا آنحضرت کے لمبے تھے مگر گیسوؤں کی شکل میں نہ تھے۔

مسیح موعود کے بال نائب ایڈیٹر نے عرض کیا کہ سنا ہے حضرت صاحب کے بھی لمبے بال تھے

خطبۂ نکاح

عورت مرد کے حقوق و فرائض

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ)

(۲۵ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

آریہ مذہب

خطبہ مسنونہ کے پڑھنے کے بعد فرمایا: اسلام کے رستہ میں جو مشکلات روکیں ہیں اور جنکو ابتک نہ مسلمانوں نے سمجھا ہے۔ نہ مسلمان مبلغوں نے پوری طرح ان کی چھان بین کی ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ عورت اور مرد کے حقوق اور ان کے فرائض کا ہے۔ میرے نزدیک اسلام کے رستہ میں کوئی بھی مذہب حائل نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو۔ آریہ مذہب بوجہ اپنی شورش، تیزی اور تندی کے یورپ کے چند فلاسفروں کی تائیدات کے سوا کچھ اثر نہیں رکھتا۔ کیونکہ اسکی کسی حقیقت پر بنیاد نہیں۔ دنیا ہمیشہ دو باتوں پر جمع ہوا کرتی ہے ۱۔ مادی فوائد پر ۲۔ طبعی یا روحانی فوائد پر لیکن روح و مادہ کی پیدائش کا سوال ایسا نہیں جس سے دنیا کو کوئی مادی یا طبعی فائدہ ہو۔ مذہبی میدان مباحثہ میں یہ کچھ گرمی پیدا کردے تو کردے وہ بھی محض اسلئے کہ ایک پنڈت اچھا بولتا ہے۔ یا ایک مولوی مگر اس کے بعد دنیاوی تعلقات پر اسکا کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔ اور علاوہ باطل ہونے کے اجتماعی اصول کے لحاظ سے اسمیں کچھ بھی اہمیت نہیں۔ نہ یہ بہت سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کرسکتا ہے۔ نہ بہت دیر تک جمع کرسکتا ہے۔ وہی مذاہب دنیا کو اپنے گرد جمع کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں جذبات کو اپیل کرنے والی کوئی چیز پیش کی خواہ وہ جھوٹی تھی یا سچی اور اب بھی جو ہیں ان کی موجودگی کی بھی یہی وجہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ تنقید اور امتحان میں آکر گر جائیں۔

عیسائیت بمقابلہ آریہ سماج

مثلاً عیسائیت میں ایک بات ہے جو لوگوں کو کھینچتی ہے وہ وہ تعلیم ہے جو مسیح کی نسبت بیان کی جاتی ہے کہ وہ دنیا کیلئے قربان ہوا خواہ ایک شخص کتنا ہی پڑھا لکھا ہو فلسفی ہو۔ ایم اے ہو یا سائنس کا اعلیٰ ماہر۔ اسکے سامنے مسیح کے متعلق اس ترتیب کے ساتھ واقعات لائے جاتے ہیں۔ کہ اسکی تمام دانائی پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور وہ ان سوالات پر ذرا کوئی غور نہیں کرتا۔ کہ کیا ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ یا ایسا کیا بھی جاسکتا ہے۔ اس وقت اس کے جائز یا ناجائز ہونے پر غور نہیں کرتا اور مسیح کے دشمنوں کو سمجھ لیتا ہے۔ پھر جب ایک دفعہ محبت ہو جائے تو اس سے پھیر دینا آسان نہیں۔ اس شخص کو ایک تسلی حاصل ہو جاتی ہے۔ جو اگرچہ جھوٹی ہوتی ہے مگر وہ اس تسلی کو دلائل کے زور سے چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بس وہ یہی خیال کرتا ہے کہ خدا یا خدا کا بیٹا آیا اور انسان کیلئے قربان ہو گیا۔ اور اسنے میرے بھی گناہ اٹھالیے مگر اس قسم کی کوئی بات آریہ مذہب میں نہیں پائی جاتی اس لئے یہ مذہب قائم رہنے والا نہیں۔ لیکن ایسے بھی مذاہب ہیں جو یہ باتیں رکھتے ہیں جن میں سے ایک عیسائیت ہی ہے جسکا میں نے ذکر کیا ہے۔ مگر اس سے بھی خطرہ نہیں۔ کیونکہ صحیح طور پر جذبات کو ابھارنے والی تعلیمات اور باتیں اسلام میں بھی ہیں اور بکثرت ہیں۔ گو مسلمانوں نے ان کی طرف سے غفلت کی ہے اور اب خدا نے اپنے مسیح کو بھیجکر اس راز کو کھولدیا ہے اور اب مسلمانوں کے ہاتھوں میں دلائل بھی ہیں اور جذبات کو اپیل کرنے والی باتیں بھی۔ یہ دو دھاری تلوار ہے جسکا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ اسلام تسلی اور مشاہدہ پیش کرسکتا ہے۔ اور وہ سامان بھی دیتا ہے اور اسکے ساتھ دلائل بھی دیتا ہے۔ پس عیسائیت اسلام کا مقابلہ کس طرح کرسکتی ہے۔ یہی دو جارحانہ مذہب خیال کئے جاتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی مگر عوام ہندو بالعموم اس میدان میں نہیں آتے صرف آریہ ہیں جنکو ہندو مذہب کا خلاصہ کہنا چاہیے انکا ہندوستان میں غلو ہے اور باقی دنیا میں عیسائیت اپنا جوش دکھلا رہی ہے۔ لیکن یہ دونوں مذاہب مذہبی طور پر اسلام کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتے۔

اسلام کے راستہ میں روک کا منشا

لیکن ایک اور طاقت ہے جو اسلام کے مقابلہ میں آہستہ آہستہ [illegible] بیج کی طرح نشو و نما پا رہی ہے۔ اور وہ دنیا کی تمدنی حالت ہے۔ دنیا کی تمدنی حالت ایسی بدل گئی ہے جو اسلام کے وقت نہیں تھی۔ بلکہ اب یہ حالت ہوتی جاتی ہے اور لوگ ادھر آرہے ہیں۔ کہ آرام دہ چیزوں کو لیں اور تکلیف دہ کو چھوڑ دیں مبلغین اسلام خوش ہوتے ہیں کہ دنیا نے اب طلاق کے مسئلہ کی صداقت کو تسلیم کر لیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ عیسائیت طلاق کی منکر تھی۔ مگر اب اسی مسئلہ طلاق کو جو اسلام پیش کرتا تھا مان گئی اور اس کے معنے یہ ہوں گے کہ عیسائیت کو شکست ہو گئی۔ لیکن جو احکام اسلام میں اگر دنیا ان کی بھی مخالفت کرے۔ اور ان کی مخالفت میں دنیا کو بظاہر آرام نظر آئے تو ہمارے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں رہتی۔ ہم اس بات کا یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام مفید ہے۔ مگر غور تو کرو۔ دنیا نے اسلامی مسئلہ طلاق کو کب مانا اور اپنی غلطی کو کب محسوس کیا۔ ۱۹ سو سال سے دنیا اس کے خلاف عقیدہ رکھتی تھی۔ اور اگرچہ سو سال پہلے نکال دئے جائیں تو تیرہ سو سال سے اسکی مخالفت میں سرگرم تھی۔ اتنے لمبے عرصے کے بعد اسکو اپنی غلطی محسوس ہوئی ہے۔ اسی طرح اسلام کے دوسرے احکام جو درحقیقت مفید ہیں مگر دنیا ان کو غیر مفید بلکہ نقصان دہ خیال کر رہی ہے۔ کیا ہم انتظار کرتے رہینگے کہ دنیا اپنے تجربہ کے بعد پھر ان مسائل کی حقانیت کی قائل ہو جائیگی۔ اور اس طرح اسلام کامیاب ہوگا۔

عورتوں کے حقوق کا سوال توجہ طلب ہے

ان مسائل میں سے ایک عورتوں کے حقوق کا سوال بھی ہے۔ اسلئے ہمارے عالموں اور لیکچراروں کا فرض ہے کہ وہ دنیا کی رو کا مطالعہ کریں کہ دنیا کدھر جا رہی ہے۔ جدھر وہ غلطی سے چل رہی ہو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکو ادھر سے لوٹائیں۔ قبل اس کے کہ دنیا کو اس غلطی میں پڑے ہوئے صدیاں گذر جائیں اور ہم منتظر رہیں کہ تجربہ کے بعد خود اسلام کی صداقت کو مان لینگے۔ کیونکہ اگر اسی طرح انتظار کیا جائے تو اور واقعات ہو سکتے ہیں۔ جو ان غلطیوں سے نکلنے کے بجائے دوسری غلطیوں میں دنیا کو ڈال سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے جو عادات گھر کر جائیں ان کا چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی طاقت مد نظر ہو۔ یا خدا تعالیٰ اپنے خاص [illegible] کے ماتحت تغیر نہ پیدا کرے۔ تو بالکل ہی ناممکن ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۱۰ نومبر ۱۹۲۱ء

سیاسی لیڈر مذہبی لباس میں

یہ ایک بہت افسوسناک امر ہے۔ جو مدعیان اسلام کو تباہی کے قریب لے جا رہے ہیں۔ کہ سیاسی لیڈروں نے عوام کو بھڑکانے کے لئے مذہبی جامہ پہن لیا ہے۔ جو ان کو زیب نہیں دیتا۔ قرب قیامت کی یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اتخذ الناس رؤسًا جھالًا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ لوگ علم دین سے ناواقفوں کو اپنا سردار بنا لینگے۔ وہ بغیر علم صحیح کے فتوے دینگے۔ جن سے وہ نہ صرف خود گمراہ ہونگے۔ بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے۔

مسٹر محمد علی کامریڈ جو اب مولانا محمد علی کہلاتے ہیں عدالت میں ایک بیان دیتے ہیں۔ ان کے الزام خصوصی پر بحث کرنے سے ہمیں کچھ مطلب نہیں۔ نہ اس کے متعلق ہم کوئی رائے دینگے۔ ہمیں تو صرف یہ دکھانا ہے کہ اپنی سیاسی کارروائی میں خواہ مخواہ مذہب اسلام کو کیوں بدنام کیا جائے۔

مثلاً "مولانا" محمد علی فرماتے ہیں :۔

"اسلام صرف ایک بادشاہ کو مانتا ہے۔ اور وہ بادشاہ خداوند کریم ہے × × × × یہ بات حضرت یوسف کے مندرجہ ذیل کلام سے ظاہر ہے۔ × × × × خدا کے سوا کسی اور کی حکومت نہیں"

اب اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وقت کے بادشاہ (خواہ وہ کافر ہو) کی اطاعت کچھ چیز ہی نہیں۔ اور اسکی ملازمت جائز نہیں۔ کس قدر گمراہ کن خیال ہے۔ حالانکہ اسی سورہ یوسف میں خود حضرت یوسف علیہ السلام کی درخواست کا ذکر ہے۔ جو کافر بادشاہ کے حضور میں گذرانی گئی کہ مجھے اپنا ملازم بنا لیجئے۔ قال اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا۔ ما کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ۔ یعنی حضرت یوسف اس بادشاہ کے قانون کے یہاں تک تابع تھے۔ کہ وہ باوجود ایسے معزز عہدے پر ہونے کے اپنے بھائی کو اپنے پاس نہ رکھ سکتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے خاص اسباب بہم پہنچائے۔ اور وہ امر بادشاہ کے قانون میں جائز ہو گیا۔

پھر بھی "مولانا" فرماتے ہیں :۔

"خلیفہ عمر نے ایک روز جماعت سے جو کہ مسجد میں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے جمع تھی دریافت کیا۔ کہ اگر وہ شخص جو رسول کے جانشینوں میں سے تیسرا خلیفہ ہو۔ تمہیں کوئی ایسا کام کرنے کا حکم دے جو کہ خدا کے حکم اور رسول کی روایات کے برخلاف ہو۔ تم کیا کروگے۔ اس کا جواب ایک واحد مناسب جواب دیا جاسکتا تھا۔ وہی حضرت علی نے دیا جو کہ بعد میں خلیفہ بنائے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے لیکن اگر آپ بھی خدا کے حکم کے برخلاف حکم دیں۔ تو میں آپ کا سر اڑا دونگا"

کیا "مولانا" کے کوئی "مدحت فرما" اس واقعہ کو معتبر و مستند تاریخی کتابوں میں دکھا سکینگے۔ اور مجھے بتا سکینگے کہ حضرت عثمان رض یا حضرت علی رض نے کب یہ فقرات فرمائے تھے۔

جناب ابوالکلام بھی ایک مثال دیا کرتے ہیں کہ خلیفہ پر مسجد میں ممبر پر اعتراض کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ رسول پر بھی کر دیا گیا۔ اسے حریت و مساوات کی تائید میں بیان فرمایا کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں۔ کہ وہ اعتراض کرنیوالے خاص اشخاص نہیں تھے۔ بلکہ بدوی اور معروف تھے ان کا اعتراض کرنا از روئے جہالت تھا۔ اور یہ بے ادبی اور گستاخی ہوئی۔ تو یہ قابل تقلید نہیں۔ بلکہ قابل افسوس و صد ہزار ملامت ہے۔

اسی طرح مسٹر محمد علی نے اپنے بیان میں لکھا۔ اور آغا محمد صفدر صاحب نے حال ہی میں ایک لیکچر کے دوران میں کہا کہ :۔

"جو مسلمان اس وقت جا کر مسلمانوں پر حملہ کرتا ہے اگر مرتا ہے۔ تو ملعون ہے۔ اور اگر فتحمند ہوتا ہے تو قاتل ہے × × ×" (وکیل ۱۷ اکتوبر)

اور میاں سراج الدین صاحب نے کہا کہ :۔

"میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کا حج اور انکی نماز ان کے کام آسکتی ہے۔ جب وہ ایک مسلمان کو تہ تیغ کرتے ہیں"

ایسی باتوں سے متاثر ہو کر معصر البشیر نے لکھ دیا ہے کہ :۔

"گورنمنٹ کے طرفدار اور امان سبھا والوں اور گورنمنٹ کی جانب سے پراپیگنڈا پھیلانے والوں کے پاس بھی اس کا کوئی جواب نہیں کہ آیا قرآن شریف میں صاف آیت موجود نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں کو عمداً قتل کرنیوالا کافر ہے۔ جو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور اس کی ابھی تک کوئی تاویل کی گئی ہے" (وکیل ۱۷ اکتوبر)

ہم بفضلہ گورنمنٹ کے خوشامدی نہیں۔ اور نہ امان سبھا کے ممبر۔ مگر خدا کے فضل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید جانتے ہیں۔ اور اسے سمجھتے ہیں۔

عمداً قتل بغیر الحق کی سزا جہنم ہے۔ خواہ وہ نفس کافر ہو یا مسلم۔ ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ لیکن ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جھنم خالدا فیھا سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مسلمان کو انگریزی فوج میں بھرتی ہونا اس کے رو سے منع ہے۔ بالکل غلط بات ہے۔ کیونکہ دوسرے مقام پر فرمایا۔

فان بغت احداھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفیء الیٰ امر اللہ (۴۹) یعنی جو فریق مسلمانان زیادتی کرے۔ دوسرے تمام اس سے مقاتلہ کریں۔ یہاں تک کہ وہ امر اللہ کی طرف رجوع کرے۔ دیکھئے یہاں صاف حکم ہے کہ زیادتی کرنے والے فریق کو قتل کیا جائے۔ اور طائفتان من المؤمنین فرما کر بتا دیا کہ ہیں مومن

مسلمان۔ اس آیت سے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ ایک مسلمان کے لئے کچھ ایسی صورتیں بھی ہیں۔ جن سے وہ دوسرے مسلمان کو قتل کر سکتا ہے۔ پس ایک آیت کو لیکر دوسری آیت کی طرف دھیان نہ دینا جان بوجھ کر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ سیاسی لیڈر خواہ مخواہ مذہبی لباس پہنکر رونما ہونگے۔ آج تک انہی علماء کی موجودگی میں مسلمان فوج انگریزی میں بھرتی ہوتے رہے ہیں۔ اور انھوں نے یہ فتوے نہ دیا۔ حتٰے کہ ترکوں کی خلافت کے سپاہیوں کے خلاف بھی جنگیں ہوئیں مگر یہ علماء نہ صرف خاموش رہے۔ بلکہ ان کے اقربا و احباب بھی فوج میں ملازمتیں کرتے رہے۔ بلکہ اب بھی کرتے ہیں۔ پس اب نئے طور سے یہ کہنا کہ فوج میں ملازمت جہنم میں گھر بنانا ہے۔ صاف ثابت کر رہا ہے۔ کہ یہ فتوے موجودہ امن میں خلل اندازی کے لئے ہے۔ اگر نیتیں صاف ہیں۔ اور قرآن شریف و حدیث نبوی پر عمل مقصود ہے۔ تو مجھے اس سوال کا جواب دیا جائے۔ کہ اگر امیر کابل ہندوستان پر حملہ کرے۔ تو آپ لوگ کیا کرینگے۔ ابھی پچھلے دنوں یہ جواب دیا گیا تھا کہ ہندوؤں کے ساتھ ملکر تلوار چلائینگے۔ تو کیا اسوقت ان علماء کو یہ آیت من یقتل مؤمنا متعمدًا فجزاءہ جھنم یاد نہ رہی۔ غرض قرآن مجید و احادیث نبوی کا اتباع کیا جائے سو مسٹر گاندھی کی پیروی میں نہیں۔ بلکہ اس صورت میں جیسیں کہ وہ ہے۔ (اکمل قادیان)

مسٹر گاندھی کے نزدیک تشدد کس وقت جائز ہے

مسٹر گاندھی گورنمنٹ کے مقابلہ میں بد سے بدترین الفاظ استعمال کرنے اور اس کے خلاف نفرت اور حقارت پیدا کر کے اسے الٹ دینے کی تدابیر پیش کرنے کے باوجود اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ وہ تشدد کے حامی نہیں ہیں۔ کیونکہ انھیں ان کا دھرم مارنے کی بجائے مرجانے کی تلقین کرتا ہے۔ اور دشمن کی جان لینے کی بجائے اپنی جان دے دینے کا حکم دیتا ہے۔ یہ تعلیم بظاہر ایسی ہی خوشنما ہے۔ جیسی کہ انجیل کی وہ تعلیم جس میں ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا آگے کرنے اور قمیص لینے والے کو چوغہ بھی دے دینے کے لئے کہا گیا ہے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم کر کے بہت تعجب ہوا کہ مسٹر گاندھی کے نزدیک موقع ملنے پر اس کی بھی اسی طرح خلاف ورزی کی جا سکتی ہے۔ جس طرح انجیل کی مذکورہ بالا تعلیم کی عمل حالت میں کی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ ان ہندوؤں کو بزدل قرار دیتے ہوئے جنہوں نے بقول ان کے مالابار میں بکری بن کر کلمہ پڑھ لیا۔ چوٹی کٹوالی۔ اور پاجامہ پہن لیا۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"میں تو ہندوؤں اور مسلمانوں میں شائستہ شائستہ (دلیری) پیدا کرنا" چاہتا ہوں۔ کہ بغیر کسی دوسرے کو ہلاک کرتے ہوئے وہ خود ہی اپنی جان دینے کے لئے تیار رہیں۔ لیکن اگر کسی میں اتنی دلیری اور حوصلہ نہیں۔ تو اس حالت میں میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ ایک بزدل شخص کی طرح خطرے کے سامنے سے دم دبا کر بھاگنے کی بجائے وہ مرنے اور مارنے کا فن سیکھیں۔ کیونکہ اس طرح بزدلی دکھانے والا آدمی بھاگ جانے پر بھی ایک تشدد کرتا ہے۔ اس کے بھاگ جانے کا سبب یہی ہے کہ مارنے کا کام کرتے ہوئے اسمیں مرنے کا حوصلہ نہیں"

(پرتاپ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۲۱ء)

مذکورہ بالا الفاظ کا مطلب صاف ہے کہ مالابار کے ہندوؤں کو ڈر کے مارے مسلمان نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ بلکہ مرنے مارنے کے لئے کھڑا ہو جانا چاہیئے تھا۔ اور آئندہ ہندوؤں کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ چند ہندوؤں کے مسلمان بنائے جانے کی افواہ پر جس کو خود ہندو صاحبان ہی بہت حد تک مشتبہ قرار دے رہے ہیں۔ مسٹر گاندھی کا ہندوؤں کو مارنے کا فن سیکھنے کی تحریک کرنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے مذہب کے لئے دوسروں کو مارنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح ان کا یہ دعوٰی کہ ان کا دھرم انہیں ہر حالت میں زور اور طاقت سے کام لینے سے روکتا ہے بے حقیقت ہو جاتا ہے۔

ستیارتھ پرکاش کی اصلاح

علی برادرس کی لیٹ۔ اینڈریوز (ایک یورپین جسے ہندوستان میں خاص شہرت حاصل ہے۔ اور جس کے آریہ صاحبان بھی مداح ہیں) کا ایک مضمون سوامی دیانند کے متعلق آریہ گزٹ میں شایع ہوا ہے۔ جسمیں وہ ستیارتھ پرکاش کے متعلق حسب ذیل خیالات کا اظہار کرتے ہیں:۔

"مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اب ستیارتھ پرکاش کے آخری حصہ کو شایع کرنا کیوں ضروری سمجھا جاتا ہے جو محض نکتہ چینیوں سے پر ہے۔ اور اس کا بڑا حصہ موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے قدیم پارینہ ہو چکا ہے"

اس کے بعد لکھا ہے:۔

"مجھے یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ ستیارتھ پرکاش کے انگریزی ترجمہ کے نئے ایڈیشن سے اس آخری حصہ کو حذف کر دیا گیا ہے"

ستیارتھ پرکاش کے متعلق آریہ سماج کی یہ کارروائی بشرطیکہ اسے اُردو اور ہندی ایڈیشنوں تک وسعت دی جائے۔ جہاں خوش کن ہیں۔ وہاں یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ آریہ سماج کے بانی کی جسے بہت بڑے مصلح اور ریفارمر کی پوزیشن دی جاتی ہے۔ اپنی پوری اور مکمل قابلیت اور علمیت سے لکھی ہوئی کتاب چند ہی سال کے عرصہ میں قدیم پارینہ ہو کر رہ گئی ہے۔ اور اس کا ایک خاص حصہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ بالفاظ مسٹر اینڈریوز سوامی دیانند نے "جس کسی مذہب پر اعتراض کیا۔ اس کی حقیقت کو غلط سمجھا۔ بلکہ بعض حالتوں میں غیر مذاہب کا مضحکہ اڑایا گیا"

ایک مذہبی ریفارمر کے طرز عمل کو اسقدر قلیل عرصہ میں اس کے پیروؤں ہی کی طرف سے اس طرح کھلم کھلا قابل ترک قرار دینے کی غالباً یہ پہلی مثال ہے جو سوامی دیانند جی کے متعلق دیکھنے میں آئی ہے۔

واقعات ڈیرہ نانک کے متعلق نامہ نگار پیغام کی غلط بیانی

(نمبر ۲)

وجہ تجویز انعقاد مباحثہ ڈیرہ نانک

ڈیرہ نانک کے واقعات صحیحہ بیان کرنے سے پہلے اسباب کا ذکر کرنا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ اس مباحثہ کی تجویز کس طرح ہوئی۔ اور کیوں ہمیں قادیان سے وہاں جانا پڑا۔

بات یہ ہوئی۔ کہ موضع پکھوکے میں جو ڈیرہ نانک کے قریب ایک گاؤں ہے۔ ایک شخص جن کا نام نور احمد ہے۔ احمدی ہو گئے۔ ان کے احمدی ہونے پر پکھوکے اور ڈیرہ نانک کے لوگوں میں شور اٹھا۔ اور انکو احمدیت سے پھیرنے کی تجاویز ہونے لگیں۔ اول تو انکو سخت تکالیف پہنچائی گئیں۔ جو اب بھی پہنچائی جا رہی ہیں۔ مگر یہ کوشش ان کی کامیاب نہ ہوئی۔ پھر انہوں نے چاہا۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بلا کر واعظ کرایا جائے تاکہ اس کے اثر سے وہ واپس آ جائے۔ اسپر وہاں کے احمدیوں نے کہا کہ ہم بھی قادیان سے عالم لائینگے۔ چنانچہ برضامندی فریقین ۱۲-۱۳ ستمبر جو احمدیوں کے جلسہ کی تاریخیں تھیں۔ مباحثہ کی تاریخیں مقرر ہوئیں اس تجویز کے بعد ایک دوست ڈیرہ نانک سے قادیان آئے۔ یہ خاکسار اور مکرمی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب و مکرمی مولوی فضل دین صاحب و مکرمی میر قاسم علی صاحب ۱۱ ستمبر کی رات کو ڈیرہ نانک پہنچ گئے۔

لاہوری کیوں گئے؟

مندرجہ بالا بیان سے ہمارے جانے کی یہ وجہ تو ناظرین کو معلوم ہو گئی کہ غیر احمدی ایک احمدی کو احمدیت سے پھیرنا چاہتے تھے۔ جس کی وجہ سے ہمیں ان کی کوشش کو ناکام رکھنے کے لئے مقابلہ کی ضرورت پیش آئی۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ لاہوری مبلغ وہاں کیوں پہنچا۔ اور پہنچا بھی ایک غیر احمدی کی درخواست پر۔ کیا یہ بھی غیر احمدیوں کے ساتھ بلکہ اس احمدی کو احمدیت سے مرتد کرنے کے لئے کوشش کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ یا کیا اس کی پارٹی کا وہاں کوئی آدمی تھا۔ جس کی نسبت اس کو خطرہ تھا۔ کہ ہمارے لیکچر سنکر شاید اس کا اعتقاد متزلزل ہو جائے۔ یہ وجہ بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کی پارٹی کا کوئی آدمی وہاں نہیں پایا جاتا۔ یا یہ عین اسوقت جبکہ دشمن کے ساتھ مقابلہ ہو رہا ہو۔ لوگوں کو تماشا دکھلانا چاہتا تھا۔ غیر احمدیوں کے انکو بلانے کی وجہ تو سوائے تماشا دیکھنے کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ مجھے لاہوری مبلغ کے وہاں جانے کی نسبت اسوقت بھی حیرت تھی۔ اور اب بھی حیرت ہے۔ کیونکہ اس سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ اب یہ لوگ غیر احمدیوں کے ساتھ کھلم کھلا بلکہ ہماری تبلیغ کے راستہ میں روک ڈالنے کی کوشش کرنے کے درپے ہو گئے ہیں اور نہیں چاہتے۔ کہ کوئی غیر احمدی احمدیت میں داخل ہو۔ امید ہے۔ ایڈیٹر پیغام اسپر روشنی ڈالیگا۔

نامہ نگار پیغام کی غلط بیانیاں۔

اب میں ان غلط بیانیوں کی طرف آتا ہوں۔ جن کا ارتکاب نامہ نگار پیغام نے اپنی مراسلت میں کیا ہے۔

نامہ نگار نے اس گفتگو کو جو اس نے خاکسار کے ساتھ کی۔ دو حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ قبل ظہر اور بعد ظہر۔ سو میں بھی ان ہر دو گفتگوؤں پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈالتا ہوں۔

صبح کی گفتگو

۱۲ ستمبر کی صبح کو جب نامہ نگار مع قاضی دین محمد صاحب کے ہمارے مکان پر آئے۔ تو ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ آپ کے علماء کیوں نہیں آئے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق تو نامہ نگار یعنی شیخ سلطان احمد نے کہا کہ میں نے انکو بلوایا نہیں کیونکہ میں جانتا تھا کہ انکو بلوانے پر انہیں روپیہ دینا پڑیگا اسلئے میں نے تو صرف لاہور درخواست دی۔ چنانچہ وہاں سے میر مدثر شاہ صاحب تشریف لائینگے۔ اور ان کا خط آیا ہوا ہے کہ آج پہنچ جائینگے۔ لیکن قاضی دین محمد صاحب نے کہا کہ ہمارا ارادہ انکو بلوانے کا تھا۔ مگر چندہ کافی نہیں ہو سکا۔ اس لئے انکو خط نہیں لکھا گیا۔ پھر شیخ سلطان احمد سے دریافت کیا گیا کہ آپ کا حضرت مرزا صاحب کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں انکو مسیح موعود مانتا ہوں نہ مہدی۔ میں حیات مسیح کا قائل ہوں۔ میں نے لاہوریوں کو لکھ دیا تھا کہ میں احمدی نہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ کیا یہاں کوئی اور آدمی پیغامیوں سے تعلق رکھنے والا ہے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ پھر ان سے پوچھا گیا۔ کہ آپ نے اپنے عالم کو چھوڑ کر لاہور سے کیوں آدمی بلایا۔ ہمارا اور لاہوری پارٹی کا اس جگہ جہاں ایک بھی پیغامی نہیں۔ مناظرہ کرانے سے آپ کی کیا غرض ہے۔ یہ سوال ہمیں پوچھنے کی ضرورت اسلئے پیش آئی۔ کہ ہم نے اس شخص کی وضع قطع سے سمجھ لیا تھا۔ کہ اسکو مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صرف ایک تماشبین کے طور پر ہم دونوں فریقوں کی لڑائی کرا کر تماشہ دیکھنا چاہتا ہے۔ ہم نے اسکو کہا کہ ہمارے اختلاف سے آپ کو کیا تعلق۔ آپ ہمارے ساتھ پہلے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر بحث کریں۔ جب آپ صداقت کو تسلیم کر لینگے۔ اور آپ پر حضرت مرزا صاحب کا راستباز ہونا کھل جائیگا۔ تب آپ کا حق ہے کہ دونوں پارٹیوں کا مقابلہ کرا کر دیکھیں کہ کونسی پارٹی حضرت مرزا صاحب کی تعلیم پر چل رہی ہے۔ اور آپ اس کے ساتھ ہو جائیں۔ چنانچہ اس سوال کے جواب پر شیخ صاحب سخت حیران ہوئے اور جواب کے لئے دیر تک ہاتھ پاؤں مارتے رہے مگر کوئی معقول جواب بن نہ آیا۔ کیونکہ ان کے مدنظر تو صرف تماشہ دیکھنا ہی تھا۔ اور زبان سے اسے کہنا وہ پسند نہ کرتے تھے۔ مگر مکرمی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے آخر ان سے کہلوا ہی لیا۔ کہ ہاں میں تماشہ ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اسپر لوگ ہنس پڑے۔ اور انکو شرمندہ ہونا پڑا۔ اس پر جب انکو بہت شرمندہ کیا گیا تو پہلے تو انہوں نے یہ جواب بنایا کہ ہمیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ کونسا فریق حق پر ہے۔ ہم نے کہا۔ اول تو آپ کو اسکی ضرورت ہی نہیں۔ یہ ضرورت تو صداقت ماننے کے بعد پیش آئیگی۔ لیکن آپ کو معلوم نہیں۔ کہ آپ کے

علماء خود سیاست کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی تعلیم وہی ہے، جو قادیانی پارٹی پیش کرتی ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ نے ان کو اس کا چیلنج بھی دیا۔ اس کے بعد اس نے یہ بات بنائی کہ آپ لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ آپ کی جماعت لاہوریوں کی نسبت ہم سے زیادہ دور ہے۔ پس لاہوری مبلغ کے ہاتھ سے ایک بھی لاہوری ہو گیا تو ہمیں کافر کہنے والوں کی تعداد میں ایک کی کمی آجائیگی۔ جس کا جواب انہیں یہ دیا گیا کہ فریب کرنے سے بہتر یہ ہے۔ کہ آپ بالکل ان کو اپنے ساتھ ملالیں۔ اس لئے یہی بہتر ہے۔ کہ آپ خود یا اپنے عالم کو بلاکر حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر بحث کرلیں۔ اگر آپ کا عالم حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو غلط ثابت کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ تو یہ لوگ بالکل آپ کے ساتھ ہو جائینگے بجائے آپ کی ہماری بحث حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ہی ہو سکتی ہے۔ اور یہی آپ کے لئے مفید ہے۔ نہ اسبات پر بحث کرانا کہ احمدی جماعت کے دو فریقوں میں سے کونسا حق پر ہے۔ اس کے بعد اس سے کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ اور اس کا یہ کہنا کہ اس کے علاوہ اور فوائد بھی بتلائے بالکل غلط بلکہ اگر سفید جھوٹ کہا جائے۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ ہاں ہم نے کہا کہ جب آپ کی غرض محض تماشہ دیکھنا ہے تو ہم یہاں تماشہ دکھانے نہیں آئے۔ آپ اپنے علماء کو بلائیں۔ اب نہیں پھر سہی۔ ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ میر مدثر شاہ کے ساتھ اسجگہ بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس نے کہا۔ آپ کی جماعت کو فائدہ ہوگا۔ اسپر وہاں کے دوستوں نے کہا کہ ہم سالانہ جلسہ کے موقعہ پر میر مدثر شاہ کی فاش شکست دیکھ چکے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس کے ساتھ بحث دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا تو وہ بھی اس کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ اب بتاؤ کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا کہ اچھا جب وہ آئینگے۔ تو آپ بحث کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کہ ہم بحث سے تو انکار نہیں کرتے۔ مگر ایک عبث کام کے ارتکاب سے بموجب تعلیم قرآن حتی الوسع محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ ہاں ہم ایک شرط پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ یہ کہ آپ لوگ لکھ دیں کہ ہم دونوں فریقوں کی گفتگو سننے کے بعد جس فریق کے دلائل مضبوط پائینگے، اس کے ساتھ ہو جائینگے۔ اس کے بعد خواہ آپ ہمارے ساتھ ہو جائیں یا لاہوری پارٹی کے ساتھ ہو جائیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ مگر افسوس انہوں نے اس صاف اور مبنی بر انصاف شرط کے ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ اور کیوں انکار نہ کرتے۔ جبکہ ان کی غرض ہی محض تماشہ دیکھنا تھا۔ ہم نے کہا۔ خیر میر مدثر شاہ جب آئینگے۔ تو اسوقت دیکھا جائیگا۔ اس گفتگو پر بہت سا وقت گذر گیا اس کے ختم ہونے پر میں نے کہا۔ لو میں تمہیں حضرت مرزا صاحب کی کتاب سے بتاتا ہوں۔ کہ انہوں نے صریح نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ پڑھ کر سنایا۔ جسمیں حضور نے حضرت مسیح علیہ السلام پر اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے وجہ اپنا نبی ہونا بتائی ہے۔ جسپر اس نے وہ حوالہ پیش کیا۔ جہاں حضور نے نبی کا لفظ کاٹ دینے کو لکھا ہے۔ اس کے متعلق میں تقریر کر رہا تھا کہ اس کے بعض ساتھیوں نے یہ دیکھ کر کہ خواہ مخواہ شرمندہ ہونا پڑیگا۔ اس کے کان میں کچھ کہا۔ جسپر اس نے کہا کہ اب بارہ ہو گئے ہیں۔ میں نے کھانا کھانا ہے۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو پھر حاضر ہو جاؤں۔ میں نے کہا جب وقت آپ چاہیں آسکتے ہیں۔ اسپر مجلس برخاست ہوئی۔ یہ ہے صبح کی گفتگو کی اصل حقیقت۔ جس کے متعلق پیغام کا نامہ نگار یوں رقمطراز ہے کہ احمدی علماء نے لاہوری عالم کے ساتھ گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ اس فقرہ میں کہاں تک سچائی سے کام لیا گیا ہے۔ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کرلیں۔

(باقی - باقی)

(عبد الرحمن مصری)

نہایت ضروری اطلاع

گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے فرمایا تھا کہ:۔

"اگر ہر سال ہر ایک احمدی یہ نیت کرے کہ کم از کم ایک شخص کو ہدایت کی طرف لانے کی کوشش کرونگا تو خدا تعالیٰ بہت سے لوگوں کو اسمیں کامیاب ہونے کی توفیق دیگا اور جن کی نیت زیادہ خالص ہوگی۔ انہیں اور بھی زیادہ کامیاب کریگا۔ پس چاہیئے کہ ہر ایک احمدی پہلے دعا اور استخارہ کرے کہ یا اللہ فلاں شخص کو میں سمجھانے کی نیت کرتا ہوں تو مجھے اس کے سمجھانے اور اسے حق قبول کرنے کی توفیق دے۔ اس کے بعد تبلیغ شروع کرے۔"

چنانچہ چار ماہ بعد الفضل کے ذریعہ سے حضور کا یہ ارشاد تمام دوستوں کو یاد دلا کر یہ تحریک کی گئی تھی۔ کہ وہ کم از کم ایک شخص کو ضرور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش کریں۔ اور بعض دوستوں نے اپنی کامیابی کی اطلاع بھی دی تھی۔ اسلئے آئندہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نظارت تالیف و اشاعت کی طرف سے ہر احمدی بھائی سے فرداً فرداً انشاء اللہ یہ دریافت کیا جائیگا کہ اس نے اپنے پیارے امام کی آواز پر کہاں تک لبیک کہا ہے۔ اور اس نے اپنے کتنے دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا ہے۔ اور کتنوں نے ان کے ذریعہ سے اس مبارک پیغام کو قبول کیا ہے پس تمام جماعت ان سوالات کا جواب دینے کے لئے تیار رہے۔

جن دوستوں نے اپنے امام و مطاع کی آواز کو اب تک بالکل بھلا رکھا ہے۔ اور جنہوں نے ابھی تک اس طرف پوری کوشش نہیں کی۔ انکو چاہیئے کہ وہ فوراً ہوشیار ہو جائیں اور سوچ لیں کہ وہ اپنے ہادی و مرشد کی قدم بوسی کے موقعہ پر جبکہ ان کا ہر ذرہ انکی محبت سے سرشار ہوگا۔ اور وہ سو سو جان سے اسپر قربان ہونے کے لئے تیار ہونگے۔ اسوقت وہ اسکے حضور کیا تحفہ پیش کرینگے۔ ابھی ڈیڑھ ماہ باقی ہے۔ اگر پوری کوشش کی جائے تو یقیناً جلسہ تک یہ کمی پوری ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ واریوں کے ادا کرنے

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

بیعت ۱۵ اکتوبر بعد نماز مغرب مستری نور احمد صاحب ... متصل ڈیرہ بابا نانک نے بیعت کی۔

دو شعر ۲۲ اکتوبر بعد نماز عصر چند نظمیں پڑھے جانے کے بعد حضور نے نائب ایڈیٹر کو دو شعر لکھ کر مرحمت فرمائے۔ اور فرمایا دیر ہوئی یہ کہے تھے۔ خوب ساتھ ہیں

مشتبہ کیسیں بڑا رساتی کی * پڑ دی اس نے ہم کو باقی کی
سر میں پیدا کرنے تھے جو جوش جنوں * گر دی کوئی نہ ہ تلافی کی

۲۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء بعد نماز صبح

چاند کی رفتار میں تغیر ان دنوں چاند کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ حال ہی میں جو چاند گرہن واقع ہوا ہے اس کا مشاہدہ کرتے ہوئے ڈاکٹر کریمن نے رصدگاہ گرینچ میں یہ حیرت انگیز انکشاف کیا ہے۔ کہ اس موقع پر چاند اپنے مقررہ مقام سے لقدر ۲ میل آگے تھا۔ انہوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ یہ تغیر آہستہ آہستہ گذشتہ تیس سال سے پیدا ہوا ہے۔ اس وجہ سے تمام تقویمیں غلط ہو گئی ہیں۔ چنانچہ ۱۹۳۳ء کی تقویم پر نظر ثانی کی گئی ہے۔

اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا۔ چاند کی رفتار میں یہ حیرت انگیز فرق واقع ہوا ہے۔ چاند سے مراد اسلامی سلطنت ہوتی ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اس تیزی سے مراد اسلام کی ترقی کی یہ ظاہری علامت مقرر ہوئی ہے۔ اور اس میں فرق پڑنے کا جو عرصہ بتایا گیا ہے۔ وہ قریباً اسی وقت سے شروع ہوتا ہے۔ جبکہ مسیح موعود کے نشان کے طور پر چاند گرہن ہوا۔ کیونکہ یہ چاند گرہن ۱۸۹۴ء میں ہوا تھا۔

پھر ممکن ہے یہ ستاروں کی تباہی کا پہلا قدم رکھا گیا ہو۔ جن کا ٹوٹنا مسیح موعود کی بعثت کی علامت ہے۔

زمین کی حرکت اور عیسائیت میں تحلیل فرمایا ایک زمانہ میں دین اور بے دینی کی بنیاد اسی قسم کی باتوں پر سمجھی گئی تھی۔ جب ایک شخص نے معلوم کیا۔ کہ سورج نہیں چلتا۔ بلکہ زمین حرکت کرتی ہے۔ تو اس کے متعلق اس نے کتابیں لکھیں اور وہ مر گیا۔ اس کے کئی سو سال بعد اس کی کتابوں کا اثر ہوا اور گلیلیو صاحب نے دوربین ایجاد کی۔ کہا کہ جو کچھ وہ کہہ گیا ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اس پر پادریوں نے کفر کا فتویٰ لگایا۔ وہ تو آخر آدمی تھا۔ اس لئے پادریوں کی خواہشات کا شکار نہ ہو سکا لیکن اس کے ساتھیوں کو آگ میں جلایا گیا۔ اور وجہ یہ قرار دی گئی۔ کہ وہ کہتے سارہ مخلوق کی غرض انسان ہے۔ اور انسان کو سب سے اعلیٰ کرے پر رہنا چاہئے اس لئے زمین ہی اعلیٰ کرہ ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ زمین اعلیٰ کرہ ہو کر سورج کے گرد پھرے۔ اگر زمین پھرے تو یہ بے وقعت ہو جائیگی۔ اور جب زمین بے وقعت ہو گئی تو انسان بھی بے وقعت ہو گیا۔ یہ باطل ہے۔ اس لئے زمین کی حرکت ماننا کفر ہے۔ اس بنا پر لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جلایا جاتا۔ اور گلیلیو کو قید میں ڈال دیا گیا۔ قید میں اسنے توبہ نامہ لکھا۔ جو سکالر کے رنگ میں تھا۔ اس میں وہ سوال اٹھاتا ہے کہ زمین کے ساکن ہونے کا خیال کیوں بدلا۔ اس کی کیا وجہ ہوئی پھر اس کا جواب دیتا ہے۔ کہ چونکہ رویت سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ زمین حرکت کرتی ہے۔ اس لئے یہ خیال پیدا ہوا جو خدا کے کلام میں اس کے خلاف آ چکا ہے۔ اسلئے رویت خدا کے کلام کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ اور عقل کو خدا کے کلام میں کوئی دخل نہیں۔ اس لئے اگرچہ یہی ثابت ہے کہ زمین حرکت کرتی ہے۔ اور دوربین کے ذریعہ یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن میں یہی کہونگا۔ کہ شیطان نے دوربین پر قبضہ پا لیا۔ اور خدا کے کلام کے خلاف نظر آنے لگا۔

اس پر پادریوں نے پھر شور مچایا۔ کہ یہ توبہ نامہ نہیں ہے۔ بلکہ اس خیال کی اور زیادہ تشہیر ہے۔

زمین کے گول ہونے کا خیال ظاہر کرنے والوں پر بھی پادریوں نے کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ کہ اگر یہ بات مان لی جائے تو بائیبل باطل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے۔ کہ زمین چپٹی ہے۔

اس قسم کی باتوں پر پادریوں نے جسطرح متفقہ طور پر کفر کے فتوے لگائے۔ اس طرح مسلمانوں [illegible] کسی بات پر نہیں ہوا۔ یعنی سارے کے سارے علماء نے ملکر کوئی فتوے تیار نہیں کیا۔

لاینحل باتیں فرمایا۔ دنیا میں بعض ایسی باتیں ہیں۔ کہ جن کا حل ہی نہیں سکتا۔ مثلاً عام لوگوں نے یہ مثال بنائی ہوئی ہے۔ کہ مرغی پہلے تھی یا انڈا۔ اس بات کی جانچ کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس لئے بعض ایسے لوگوں نے کہ جنہیں بحث کرنے کا شوق تھا۔ ایسے مسائل پکڑ لئے جو کبھی طے ہی نہ ہوں۔ اور ان میں بحث شروع کر دی۔ جو بالکل فضول اور لغو تھی۔ فلسفہ کی بحثیں اسی قسم کی ہوتی ہیں۔ روح مادہ کی بحث بھی ایسی ہی ہے۔ دماغ میں یہ بات آہی نہیں سکتی۔ کہ کوئی چیز بالکل ہی نہ تھی۔ اور پھر پیدا ہو گئی۔ اسی طرح یہ بھی انسان نہیں مان سکتا۔ کہ کوئی چیز ہمیشہ سے ہو۔ اور اسکی کوئی ابتدا ہی نہ ہو۔ اس قسم کی باتیں حل ہی نہیں ہو سکتیں۔ اور فلسفی اس قسم کی بحثوں میں اس لئے پڑے رہتے ہیں۔ کہ اگر ان کی بحث ختم ہو جائے۔ تو انہیں پوچھے کون۔ علمیات تو ان میں ہوتا ہی نہیں۔ جیسا کہ رسول کریم نے بتایا ہے۔ کہ بحث ہو گئی۔ کام شروع کرو۔ اسلئے وہ ایسی بحثوں میں پڑے رہتے ہیں۔ جو کبھی حل نہ ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قسم کی باتوں کے متعلق ایک عجیب گر رکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو باتیں عقل و فکر سے باہر ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ سے پوچھنی چاہئیں اور اس کے لئے ذات باری کی حقیقت کو سمجھا۔ اور اسکی صفات پر ایمان لایا جائے۔ پھر جو باتیں اسکی صفات کے ماتحت ہوں۔ ان کو مانا جائے اور جو خلاف ہوں ان کو چھوڑ دیا جائے۔ اس طرح کوئی بات ایسی نہیں رہ جاتی جو حل نہ ہو سکے۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے پٹواری پیمائش کرنے کیلئے ایک مرکز قرار دے لیتا ہے۔ اور اس کی بنا پر پیمائش کرتا ہے۔ جو ٹھیک اترتی ہے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کو مرکز بنا کر دیکھے۔ کہ یہ باتیں اسکی صفات کے مطابق اترتی ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ٹھیک ہوں تو مان لے۔ اور اگر ٹھیک نہ ہوں۔ تو جانے دے۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے عرض کیا۔ کہ مادہ کے قدیم

خطبۂ نکاح

نکاح میں تقویٰ کی ضرورت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۳ نومبر بعد نماز عصر چند نکاحوں کا اعلان کرنے سے قبل حضور نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

یہ آیات جو نکاح کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں خدا تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ نکاح کا معاملہ دل سے تعلق رکھتا ہے۔ جو لوگ اس پر نگاہ نہیں رکھتے۔ بلکہ ظاہری باتوں کو مد نظر رکھتے ہیں۔ وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ ظاہری باتیں حقیقی آرام اور اطمینان کا باعث نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ ہزاروں بیویاں حسین ہوتی ہیں۔ مگر ان کے خاوند ان سے متنفر ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں بیویاں بدصورت ہوتی ہیں۔ مگر ان کے خاوند ان کے والا و شیدا ہوتے ہیں۔ پھر اسی طرح ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ ہزاروں بیویاں اپنے بدشکل خاوندوں کی عاشق ہوتی ہیں۔ اور ہزاروں بیویاں اپنے خوبصورت خاوندوں سے متنفر ہوتی ہیں۔ مال دنیا میں بڑی اچھی چیز سمجھا جاتا ہے۔ اور لوگ اسکی خواہش اور رغبت رکھتے ہیں۔ لیکن کیا سینکڑوں نہیں ہزاروں اور لاکھوں مثالیں ایسی نہیں ملتیں۔ کہ بڑے مالدار اور باعزت خاندانوں کی عورتیں اپنے غریب خاوندوں کے دل پر قابو نہیں پا سکتیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے خاوند ہوتے ہیں جو بڑے مالدار۔ بڑے دولتمند۔ بڑے رتبہ اور عزت والے ہوتے ہیں۔ ان کے گھر غریب خاندان کی عورتیں آتی ہیں۔ جنہیں اچھا گھر ملتا ہے۔ پہلے سے اچھا کھانے کو میسر آتا ہے۔ پہلے سے اچھا کپڑا پہننے کو ملتا ہے۔ پہلے سے بہت زیادہ آرام و آسائش کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کے دل میں خاوند کی محبت نہیں ہوتی۔

غرض جس قدر باتیں ظاہر میں خوبیاں نظر آتی ہیں۔ عملی زندگی میں آ کر لغو ہو جاتی ہیں۔ اور نکاح کی جو غرض ہوتی ہے۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک غریب اور بدصورت عورت اپنے خاوند کی پسندیدہ ہوتی ہے۔ اور ایک بدصورت اور کنگال خاوند اپنی عورت کا محبوب ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے دیکھا جاتا ہے۔ کہ خوبصورت اور مالدار عورت سے خاوند کو سخت نفرت ہوتی ہے۔ اور مالدار خوبصورت خاوند عورت کے لئے قابل نفرت ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دلوں کی آپس میں کوئی نسبت ہے۔ اور جب تک وہ نسبت قائم نہ ہو جائے۔ اس وقت تک میاں بیوی کو آرام اور اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے تقویٰ سے کام لینے کی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ مال و دولت میاں بیوی میں صلح اور اتحاد نہیں پیدا کر سکتا۔ عزت وجاہت میاں بیوی کو آرام دہ زندگی نہیں دے سکتی۔ خوبصورتی اور جمال کی وجہ سے ان میں تعلق نہیں قائم رہ سکتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی میاں بیوی لڑتے ہیں۔ ان میں ناچاقی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کی شکل سے بیزار ہوتے ہیں۔

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ دلوں کے اسرار ایسے گہرے اور پوشیدہ ہیں کہ ان کے متعلق اندازہ لگانا انسانی قابلیت کے حدود سے باہر ہے۔ اس زمانہ میں علوم نے بڑی ترقی کی ہے۔ مگر اس امر کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکا۔ کہ ایک عورت ایک مرد کیساتھ رہکر کیوں خوش رہتی ہے۔ یا ایک مرد ایک عورت کے ساتھ رہ کر کیوں آرام اور اطمینان کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اور دوسری عورت کیساتھ یا دوسری عورت دوسرے مرد کے ساتھ آرام سے نہیں رہ سکتی۔ یہاں تو نہیں۔ لیکن یورپ میں ایک دوسرے کو دیکھکر اور میل جول کے بعد شادی کی جاتی ہے۔ مگر ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک خوبصورت عورت کی طرف کسی کی رغبت نہیں ہوتی۔ اور کسی کم درجہ کی خوبصورت بلکہ بعض بدصورت عورتوں کی شادی کی درخواست قبول ہو جاتی ہے۔ وہ کیا چیز ہوتی ہے جس کی وجہ سے بدصورت عورتوں کیطرف لوگوں کی رغبت ہو جاتی ہے اور ان سے زیادہ خوبصورت عورت کی طرف کسی کی رغبت نہیں ہوتی۔ یہ نہایت باریک بھید ہے۔ جسے دنیا آئندہ دریافت کر سکیگی۔ ابھی اس کا تو ہمیں علم نہیں۔ مگر اب تک اسے دریافت نہیں کر سکی۔ اور ہرگز اس بات کا پتہ نہیں لگایا جا سکا کہ وہ کیا چیز ہے۔ جس کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے نہایت رغبت اور محبت ہو جاتی ہے۔ مگر اسی کو کسی اور سے سخت نفرت ہوتی ہے۔ ایک عورت ایک مرد سے طلاق لیتی ہے۔ کہ وہ اسے سخت مکروہ نظر آتا ہے۔ [illegible] عورت کو ایک خاوند اس لئے علیحدہ کرتا ہے کہ وہ اسے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ مگر جب اسی مرد کی کسی عورت سے شادی ہو جاتی ہے۔ یا اسی عورت کی کسی اور مرد سے شادی ہو جاتی ہے۔ تو وہ ایک دوسرے کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اس قسم کی باتوں سے پتہ لگتا ہے۔ کہ کوئی مخفی اسرار ہیں۔ جو قلوب کو قلوب سے وابستہ کرتے ہیں۔ اور انسان کو ان کا علم نہیں ہے۔ ان کے عدم علم کی وجہ سے اگر انسان چاہے کہ اپنی کوشش اور سعی سے پیار اور محبت پیدا کر لے۔ آرام و اطمینان کی زندگی حاصل کر سکے۔ تو یہ اس کی نادانی ہوگی۔ اس کے لئے ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔ پھر باوجود ہزاروں کمزوریوں اور نقصوں کے یہ حالت ہوگی۔ کہ بیوی میاں سے اور میاں بیوی سے محبت کریگا۔ اور ان کی زندگی نہایت آرام اور اطمینان سے بسر ہوگی۔ اس لئے اسکو خاص طور پر مد نظر رکھنا چاہئے۔

قرآن اور حدیث کے مقابلہ میں

اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلایل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو۔ اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ (ازالہ اوہام [illegible])

حضرت مسیح موعودؑ

ہندوستان کی خبریں

قدرت کا عجیب و غریب نظارہ پیسہ اخبار راوی ہے کہ لاہور میں عجوبہ روزگار چند بہن آئے ہیں جن کے ساتھ ایک ایسی لڑکی ہے جس کے دو سر ہیں چار ہاتھ اور چار پاؤں لیکن سمجھا جاتا ہے کہ یہ دو لڑکیاں ہیں جن کی کمر ایک ہے ان کی عمر ۶ سال کی بتائی جاتی ہے۔ ایک ان میں سے کسی قدر بڑی اور دوسری چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ دونوں لڑکیاں مدراس کی کناری زبان بولتی ہیں۔ اور دونوں ہندوستانی سمجھتی ہیں۔ ان کے دو دماغ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ دونوں علیحدہ علیحدہ خیالات کا اظہار کر سکتی ہیں۔ اور دونوں منہ سے کھاتی ہیں۔

مالاباری ہندوؤں کی حفاظت کے متعلق قانون پال گھاٹ۔ ۳ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مالابار کے ایما پر مدراس گورنمنٹ ہندوؤں کے مفاد کے تحفظ کے لئے جن کی جائدادیں فساد زدہ علاقہ میں دست و غارت اور جن کے رجسٹروں کو تلف کر کے لوٹ لی گئیں۔ ایک قانون بنانیکا ارادہ کر رہی ہے۔

پنجابی نظم کیلئے انعام پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ مبلغ ۱۰۰ روپیہ کا انعام پنجابی زبان میں سب سے عمدہ اور جدید نظم لکھنے والے کو دیا جائیگا جو کم از کم فلسکیپ کے سو صفحہ کی ہو۔ مضمون تاریخ پنجاب یا پنجابی زندگی کے متعلق ہو۔ تمام نظمیں ۱۵ فروری ۱۹۲۲ء تک پرنسپل اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی کے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ اور تقسیم انعام فروری کے آخری ہفتہ میں ہوگی۔

سول نافرمانی کا ریزولیوشن پاس ہوگیا دہلی۔ ۴ نومبر آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے یہ ریزولیوشن پاس کر دیا ہے۔ کہ ہر ایک صوبہ کو اختیار ہے کہ وہ اپنی ذمہ واری پر سول نافرمانی اختیار کرے جس میں ٹیکسوں کی عدم ادائیگی بھی شامل ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ جو اضلاع یا علاقے اس پر عمل کریں انہوں نے عدم تعاون کے پروگرام کو پورا کیا ہو۔

جس ریزولیوشن کو مسٹر گاندھی نے پیش کیا جس کی نسبت انہوں نے کہا کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے موجودہ اجلاس کا یہ اہم ترین اور تمام ریزولیوشنوں کی روح رواں ہے۔

اخبار ہند کا داخلہ بند تازہ پرچہ گزٹ آف انڈیا میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ لندن کا اخبار ہند آئندہ بحری و بری راستوں سے ہندوستان میں نہ آ سکیگا۔

احمد آباد کانگرس میں پہنچنے کی امید ایک معبر لکھتا ہے۔ کہ جب کراچی کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا۔ لوڈ اکٹر کچلو نے عدالت سے مخاطب ہو کر کہا کہ کچھ بھی ہو۔ ہم احمد آباد کانگرس میں پہنچ جائیں گے۔

مہنت کو پھانسی نہ دی جائے گوجرانوالہ کے اداسی سادھوؤں نے وائسرائے کو ایک تار بھیجا ہے۔ جس میں استدعا کی ہے کہ ننکانہ صاحب کے مہنت کو پھانسی نہ دی جائے۔ کیونکہ وہ بالکل معصوم ہے۔ اور وہاں کے سکھوں نے ان سادھوؤں پر لعنت ملامت کی۔

قانون پنچایت میں انسداد شراب کے متعلق ترمیم کی گورنمنٹ کیطرف سے مخالفت لاہور ۳۔ نومبر۔ مسودہ قانون پنچایت میں مندرجہ ذیل ترمیم پیش کی گئی۔ کہ خواہ اس کے خلاف کوئی قانون موجود ہی کیوں نہ ہو۔ اگر پنچایت اعتراض کرے۔ تو مسکرات کا لائسنس ایسی منشیات اشیاء کی فروخت کیلئے جو قانون منشیات دفعہ ۳ و ۷ کے ماتحت بھی جائیں۔ نہیں دیا جائیگا۔ اور اگر ایسا لائسنس عطا کر دیا گیا ہو۔ تو اگر کلکٹر تحریری وجوہات کی بنا پر یہ معلوم ہو کہ اس گاؤں کے خاص طبقہ نے ناجائز کشید شراب سے اغماض کیا ہے تو ایسے احکام تاریخ قلمبندی سے تین سال تک نافذ پذیر ہوں گے۔ اسکی مخالفت سرکاری ممبروں نے اس بنا پر کی۔

نئے ایڈیٹر و پبلشر زمیندار کی گرفتاری ۴ نومبر کو شام کے وقت منشی ابو رشید عبد الحمید خان سالک اور منشی نذیر احمد صاحبان کو زیر دفعہ ۱۵۳ وارنٹ جاری کر کے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مقدمہ کی سماعت ۱۰ نومبر کو شروع ہوگی۔ اور افواہ ہے کہ مضمون خونخوار انگریز مطبوعہ زمیندار ۲۱ ستمبر ۱۹۲۱ء قابل مواخذہ قرار دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر اخبار قومی رپورٹ کی گرفتاری ایڈیٹر قومی رپورٹ

مدراس ۔ کانفرنس کے گذشتہ خطبۂ صدارت میں بعض مفسدانہ و اشتعال انگیز فقرات کہنے کے الزام پر زیر دفعہ ۱۲۴ اور ۱۵۳ الف مدراس میں گرفتار کیا گیا ہے۔

چلتی ٹرین میں آتش زدگی بمبئی۔ ۴ نومبر۔ سنگل کرپٹیا اسپیشل ٹرین میں آگ لگ گئی جس میں مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی ملکیت پانچ گھوڑے سفر کر رہے تھے۔ جب آخر کار ٹرین ٹھیرائی گئی۔ تو معلوم ہوا ہے کہ پانچوں گھوڑے جل گئے تھے۔

مسٹر گاندھی کا مشورہ بارکوں میں جا کر سپاہیوں کو ترک ملازمت کیلئے کہو دہلی ۵ نومبر کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں ۴ رزولیوشن بمعہ کراچی رزولیوشن کے باتفاق رائے پاس ہوئے۔ مسٹر گاندھی نے کراچی رزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس رزولیوشن میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ سرکاری ملازمت کی بابت وہ اپنا مشورہ کسی شخص کو دے سکے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کانگرس کمیٹی کوئی حکم نہیں جاری کر رہی ہے۔ کہ سب لوگ بارکوں میں جا کر سپاہیوں سے کہیں کہ باہر نکل آؤ۔ تاہم افراد کو ان آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری پر بارکوں میں جائیں۔

تلک سوراجیہ فنڈ میں کتنا روپیہ موجود ہے پنڈت موتی لال نہرو نے دہلی کے اجلاس کانگرس کمیٹی میں بیان کیا کہ تلک سوراجیہ فنڈ میں جملہ صوبہ جات سے ابتک ۶۰ لاکھ روپیہ وصول ہوا ہے۔ اگر سب رقمیں وصول ہو جائیں تو میزان ایک کروڑ سے اوپر پہنچے گی۔

بنارس میں شہزادہ ویلز کے بائیکاٹ کا ریزولیوشن بنارس۔ ۵ نومبر۔ کل ٹاؤن ہال میں ایک جلسہ ہوا۔ کراچی کے ریزولیوشن نمبر ۶ کی تائید کی گئی۔ ایک ریزولیوشن اس مطلب کا بھی پاس کیا گیا کہ شہزادہ ویلز کا بائیکاٹ کیا جائے۔

میلہ ننکانہ میں لاٹھیوں کی سرکاری ممانعت امرتسر ۵ نومبر۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس شیخوپورہ کے اس اعلان کے خلاف جو بذریعہ اشتہارات کیا گیا ہے۔ اظہار ناراضگی کرتی ہے۔ کہ ننکانہ صاحب کے میلہ میں جانیوالے لوگ لاٹھیاں ہاتھ میں نہ لے جائیں۔ اور لاٹھیوں کو جنگی ہتھیار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ تاہم پولیس کے قابل اعتراض

[illegible]

غیر ممالک کی خبریں

مسٹر شاستری پریوی کونسل میں لندن۔ یکم نومبر۔ مسٹر شاستری پریوی کونسل کے رکن مقرر ہوئے ہیں۔

قطب جنوبی کے محقق کی وفات لندن ۔ ۳۰ اکتوبر۔ ڈاکٹر ولیم انسین مشہور محقق قطب جنوبی کا انتقال ہوگیا۔

یونانی جھنڈا سرنگون ہوگیا اتحادی بحری کمشن کے صدر مقام قسطنطنیہ میں اتحادیوں کے جھنڈے کے ساتھ جو یونانی جھنڈا تھا۔ اس کو دو نومبر کو ہائی کمشنر کے فیصلہ کے مطابق جھکا دیا گیا ہے۔

بیت المقدس میں فساد بیت المقدس ۔ ۳ نومبر۔ ایک یہودی محلہ پر حملہ کی جو کوشش کی گئی تھی اس میں بم پھینکا گیا تھا۔ اس کے بعد جو فساد ہوا۔ اس میں چار یہودی اور ایک عرب ہلاک اور تیرہ زخمی ہوئے

کارل کی قید کا انتظام لندن۔ ۳ نومبر۔ کینچل کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ کارل اور اس کی بیوی کو میڈیرو میں نظر بند رکھنے کا انتظام ہوگیا ہے۔ سفیروں کی کانفرنس نے اتحادیین خوردہ سے درخواست کی ہے کہ اس بارے میں جلدی کریں۔

مصری مجلس وضع قانون اور زاغلول پاشا قاہرہ۔ ۳ نومبر۔ مجلس وضع قانون نے زاغلول پاشا کو لکھا ہے۔ کہ تم نے بھی سیاسی غلطیاں کی ہیں۔ اور ہمیں یقین ہو گیا ہے۔ کہ سعد زغلول کی تائید کرنا مصری مفاد کے لئے مفید ہے۔

یونانیوں کی گرفتاری انگورہ کا تار مظہر ہے کہ ہماری فوجیں نہایت مستعدی اور سرعت سے دشمن کا تعاقب کر رہی ہیں۔ ہزار ہا مقتول سپاہیوں بلا کفن دفن کے پڑے ہوئے ہیں اور بے شمار قیدی ہمارے ہاتھ لگے ہیں۔

مسئلہ آئرلینڈ کے تصفیہ کی نئی امید لندن۔ ۳ نومبر۔ اعلان کیا گیا ہے کہ سر جیمز کریگ وزیر اعظم السٹر آج بلفاسٹ سے لندن کو روانہ ہو گئے ہیں۔ ۱۰-۱۶ نومبر تک لندن میں قیام کریں گے۔ لندن سے وہ فرانس جائیں گے۔ اس سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ واقعات کا رخ ایسا ہے۔ جس سے آئرلینڈ کے متعلق نازک مسائل کے حل کی امید پڑتی ہے۔ اصل مشکل یہ ہے کہ مسٹر ڈی ولیرا نے ابتداء میں ایسی کانفرنس میں شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا جس میں السٹر کے قائم مقام شریک ہوں۔ لیکن امید کی جاتی ہے۔ کہ شاید سن فائنرز سر جیمز کریگ کی شرکت کانفرنس پر راضی ہو جائیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مجلس وزراء نے سر جیمز کریگ کی گورنمنٹ سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ فرمانگ اور ٹائرون کے متعلق باشندوں کی رائے لینے کی تجویز منظور کر لے۔ ان علاقوں کی زیادہ تر آبادی رومن کیتھولک ہے۔ محل بکنگھم کی کانفرنس کا انقطاع انہی علاقوں کے الحاق کے سوال پر ہوا تھا۔ یہ اب امید کی جاتی ہے۔ کہ جس طرح سائیلیشیا میں پولینڈ اور جرمنی کے دعووں کے متعلق باشندوں کی رائے لی گئی تھی۔ اسی طرح آئرلینڈ میں بھی لی جائے گی۔

برطانوی وزارت میں مسئلہ آئرلینڈ کے بارے میں اختلاف لندن۔ ۳ نومبر۔ مسٹر بونرلا مسئلہ آئرلینڈ کے متعلق بہت گہری دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مسٹر لائیڈ جارج کی تائید کریں گے۔ مگر لارڈ برکن ہیڈ کا رویہ غیر یقینی ہے وہ السٹر کے متعلق انتہائی پوزیشن اختیار کرنے پر مائل ہیں۔

برطانوی طبی کمشن اناطولیہ میں برطانیہ کی صلیب احمر اناطولیہ کو ایک طبی مشن بھیج رہی ہے۔

برطانوی قیدیوں کی آمد قسطنطنیہ۔ ۳ نومبر۔ پانچ فوجی اور ۱۰ سویلین برطانوی قیدیوں کے یہاں پہنچنے کی توقع ہے۔ تین ہندی مسلمانوں کو اڈالیہ کے راستہ روانہ کیا گیا ہے۔ کمالی سفیر خارجہ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ جو قیدی بھی سہواً رہ جائے گا۔ اسے رہا کر دیا جائے گا۔

ایشیائی ریشہ دوانیوں کے متعلق بالشویکوں کے نام برطانوی یادداشت لندن۔ ۴ نومبر۔ دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں مسٹر [illegible] نے ظاہر کیا۔ کہ سوویٹ حکومت نے ۲۷ اکتوبر کو جو جواب بھیجا تھا۔ اور جس میں بالشویکوں کی ایشیا میں مخالف برطانیہ ریشہ دوانیوں کے متعلق برطانی حکومت کے احتجاج کو منظور نہیں کیا گیا۔ اس کا جواب تیار ہو رہا ہے اس جواب میں اس شہادت کے مستند ہونے کی دوبارہ تصدیق کی گئی ہے۔ جس پر کہ برطانی احتجاج مبنی ہے۔

کمالی تمام سلطنتوں سے کن شرائط پر صلح کرنے کو تیار ہیں لندن۔ یکم نومبر۔ انگورہ کی مجلس ملی نے ایک ریزولیوشن میں یہ اعلان کیا ہے کہ ٹرکی تمام دول غیر سے صلح کرنے کے لئے تیار ہے۔ سوا یونان کے بشرطیکہ یہ طاقتیں ٹرکی اور یونان کی جنگ میں اپنی غیر جانبداری پر قائم رہیں ٹرکی کی کامل آزادی اور خود مختاری کو تسلیم کر لیں اور یونان کے بیڑہ جہازات کو کسی غیر جانبداری حلقہ میں بھیج دیں۔

فرانس اور ٹرکی کے معاہدہ کا اثر روس پر نہیں ہوگا پیرس۔ یکم نومبر۔ انگورہ کے ایک تازہ تار میں مرقوم ہے۔ کہ قوم پرست ترکی گورنمنٹ کے وزیر خارجہ یوسف کمال بے نے روسی گورنمنٹ کو اطلاع دی ہے کہ ٹرکی اور فرانس کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے۔ اس سے ٹرکی اور روس کے تعلقات پر کوئی مضر اثر نہیں پڑتا۔

ایران اور ترک قوم پرستوں کے معاہدے پر دستخط ہو گئے لندن۔ ۳ نومبر۔ قسطنطنیہ کا تار مظہر ہے کہ کمالی ڈیلیگیٹ مقیم طہران نے اطلاع دی ہے۔ کہ ایران کے ساتھ باہمی مفاہمت کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی تھی وہ کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچ گئی ہے فریقین نے ایک راضی نامہ پر دستخط کر دئیے ہیں۔

یورپ اور امریکہ کو ترکوں کے مشن انگورہ کی ترکی جماعت عظمیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ برطانیہ اٹلی۔ فرانس اور ممالک متحدہ امریکہ میں اپنے مشن بھیجے۔ تاکہ ان ممالک میں قوم پرور ترکوں کے ارادوں اور منصوبوں اور ان شرائط کی جن پر کہ احرار صلح کر سکتے ہیں۔ ان ممالک کے روبرو تشریح کی جائے۔ امریکہ کو جانیوالا مشن قرضہ لینے کی کوشش کریگا۔ اس قرضہ کی ضمانت اہل امریکہ کو اقتصادی حقوق دیکر لیجا سکیگی +

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس مشین میں قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(یکم نومبر سنہ ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر)

ولایت میں مخالفت فرمایا ولایت میں بھی اب ہماری مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ کسی لارڈ کا اخبار ہے جسکا نام ہے۔ ڈی پلین انگلش

اس میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں لوگوں کو بہت جوش دلایا ہے۔ اور گورنمنٹ کو زور سے توجہ دلائی ہے کہ یہ لوگ پارکوں میں کھڑے ہو کر ہمارے خداوند یسوع کے خلاف وعظ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خدا نہ تھا۔ اور اگر یہ مذہب اسلام یہاں پھیل گیا تو پھر وہی بربادی دنیا پر آجائیگی۔ جو آج سے پہلے تھی۔ اور لکھا ہے کہ یہ ایشیائی لوگ بھولا سا منہ بنا کر باتیں کرتے ہیں۔ جس سے جاہل دھوکے میں آجاتے ہیں۔ پھر پادریوں کو غیرت دلائی ہے کہ آپ لوگ کیوں نہیں ان کا انسداد کرتے۔ اور گورنمنٹ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ گورنمنٹ کی بزدلی ہے کہ وہ ہندوستانیوں کے خوف سے ان کو منع نہیں کرتی۔

(یکم نومبر بعد نماز عصر)

بہاء اللہ کا دعوےٰ بہائی مذہب کے متعلق ایک خط پیش ہوا حضور وہ خط پڑھ رہے تھے۔ کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے دریافت کیا کہ باب اور بہاء کے متعلق ہم کیا کہیں فرمایا میں یہ خط پڑھ لوں تو جواب دیتا ہوں۔ اس کے بعد مولوی صاحب سے سوال دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم احمدی بہاء اللہ کو مفتری خیال کریں یا کیا کہیں۔ فرمایا اگر مفتری کے یہ معنے ہیں۔ کہ الہام آپ بناتے۔ اور اس کو یقین ہو کہ میں خود بنا رہا ہوں۔ اور اسکو منسوب خدا کی طرف کرے تو بہاء اللہ مفتری نہیں مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری (وال الفقیر میں) مجھکو کہتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ تقول کی آیت بہاء اللہ پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ وہ تئیس سال تک زندہ رہا اور اگر یہ آیت معیار نہیں بلکہ خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے متعلق ہے جیسا کہ لفظ سے ظاہر ہے۔ تو وہی کر جھوٹ بنا لیا اس کے ساتھ تو ایسا ہوگا۔ نہ ان سے

مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہیں ہوتی۔

میں نے ان کو بتایا تھا کہ اس آیت میں لو تقول علینا فرمایا ہے۔ یوں نہیں فرمایا کہ لو تقال الرجل اگر کوئی شخص اللہ بنجائے۔ تب یہ سزا ملیگی۔

اور تقول کے لئے لغت میں دو شرطیں ہیں۔ اول قائل اور ہو اور جسکی طرف قول کو منسوب کیا جائے وہ اور ہو۔ کیونکہ تقول کا صیغہ تکلف کر اور غیریت کو چاہتا ہے یعنی اگر کوئی شخص بات کہے کہ مجھے فلاں نے کہی ہے۔ اور وہ جانتا ہو کہ اس نے نہیں کہی۔ تو یہ تقول ہے لیکن اگر اس کے برعکس ہو۔ اس کو غلطی لگی ہو تو لغت کے رو سے یہ تقول نہیں۔

ان دونوں شرطوں کے لحاظ سے یہ آیت بہاء اللہ پر چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ اول تو وہ خدائی کا مدعی ہے۔ اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ خدائی کا مدعی ہے تو اس پر تقول کی آیت چسپاں کرنا باطل ہے۔ اسلئے کہ اپنی نسبت تقول محال ہے۔ یہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ غیریت ہو لیکن خدائی کا مدعی غیریت کا قائل نہیں ہوتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ غیر بھی ہو اور جانتا بھی ہو کہ جس کی طرف میں کلام منسوب کرتا ہوں۔ اس نے وہ کلام نہیں کہا۔ یہ بھی بہاء اللہ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ بہاء اللہ اپنے آپ کو باب کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور شریعت بابیہ میں کمی بیشی کرتا ہے۔ مگر عقاید میں باب سے مخالفت نہیں کرتا۔ اس کی مثال ناسخ و منسوخ کی سی ہے۔ اور ناسخ و منسوخ اوامر و نواہی میں ہوا کرتا ہے۔ واقعات میں نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی نمازیں چار کی بجائے پانچ۔ پانچ کی بجائے پچاس کر دے مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آدمی کے متعلق کہا جائے کہ وہ آدمی نہیں۔ پس واقعات و عقاید جو بہائیوں میں ہیں وہ باب کے مطابق ہے۔ صرف اس کی شریعت میں کمی بیشی کرتا ہے۔

اب ہم باب کے دعوے کے متعلق دیکھتے ہیں کہ اسکے دعوے کی کیا بنیاد ہے۔ ایران میں ایک شیخیہ فرقہ ہے ان کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک زمانہ میں ایک شخص ہوتا ہے جس کی زبان امام کی زبان ہوتی ہے۔ امام مہدی چونکہ غائب ہیں اس لئے باب امام مہدی کے لئے ایک ذریعہ کے طور پر ہے۔ جس کے ذریعہ دنیا پر امام مہدی کے اقوال اور ارشادات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور مہدی کے قول کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ مہدی کے قول اور خدا کے قول میں کوئی فرق نہیں۔ جو مہدی کہتا ہے وہ خدا کہتا ہے۔ اور باب وہ کہتا ہے جو امام مہدی کا قول ہوتا ہے۔ اس طرح ان کا عقیدہ تھا کہ باب کا قول خدا کا قول ہوتا ہے۔ غرض اس عقیدہ کے مطابق انہیں بہت سے باب گزرے ہیں آخری باب کی وفات کے بعد محمد علی نے باب ہونے کا دعوے کیا اور شیخیہ فرقے کے لوگ بکثرت اسکے ساتھ شامل ہو گئے۔ ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ انسان جب باب کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ تو اس کا کلام خدا کا کلام ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے کلام میں غلطی نہیں کرتا۔ اس لئے وہ لوگ باب کے کلام کو خدا کا کلام قرار دیتے ہیں۔ چونکہ بہاء اللہ محمد علی باب کا مرید تھا۔ اور اسکی پیشگوئیوں کا اپنے آپ کو پورا کرنے والا قرار دیتا تھا۔ تو اس کا عقیدہ اس امر کے متعلق باب کے عقیدہ کے مطابق ہونا چاہئے تھا۔ اور چونکہ بہاء اللہ اپنے آپ کو باب سے بڑا خیال کرتا ہے اسکے عقیدہ کی رو سے اس کا کلام خدا کا کلام کہلانے کا زیادہ مستحق ہونا چاہئے۔ اور چونکہ یہ عقیدہ اس فرقہ میں جس کی بہائی شاخ ہیں نسلاً بعد نسل چلا آرہا ہے۔ اس لئے بہاء اللہ کا دعوے تقول کے ماتحت نہیں آسکتا اور اس کے لئے وہ سزا بھی نہیں ہو سکتی جو اس آیت میں مذکور ہے۔ پس ہم بہاء اللہ کو "مفتری" اور "متقول" نہیں کہہ سکتے البتہ "کاذب" کہینگے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے عرض کیا کہ اسکو قبولیت تو حاصل ہے۔

فرمایا قبولیت تو لوتھر کو بھی حاصل تھی۔ امریکہ میں ایک مشہور شخص گذرا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

(۱) جو رائج الوقت خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔

(۲) وہ جو نئی بات سناتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کی بات پیش کیا کرتے ہیں ان کی قبولیت کوئی تعجب نہیں ہوتی باب نے اس وقت دعوے کیا تھا جبکہ ایران پر برطانیہ اور روس دو قوموں کے دانت تھے۔ باب نے کہا کہ اب

ورنہ ظاہری طور پر اسوقت میرے کپڑوں کو خوشبو نہیں لگی ہوئی تھی۔ اسوقت میں سمجھا کہ یہاں خوشبو سے مراد یہ خطبات ہیں۔ جنہیں دعوت ایمان دی گئی ہے۔

تم کس لیئے اپنے لوگوں سے جدا ہوئے تھے

پس خوب یاد رکھو کہ اجتماع کوئی چیز نہیں۔ تم یہ مت خیال کرو کہ تم تھوڑے تھے۔ اب بہت ہو گئے۔ تم ذلیل تھے۔ اب معزز ہو گئے۔ تمہاری نظر اس طرف مت جائے۔ کہ آج ہندوستان میں پیدا ہونیوالی ہر ایک تحریک تمہاری ہمدردی کی طالب ہوتی ہے۔ اور اس کے محرک چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کے ساتھ ملجاؤ کہ ان کی آواز مؤثر ہو جائے۔ لیکن کیا تم اپنے لوگوں سے اسلیئے علیحدہ ہوئے تھے۔ کہ لوگ تمہاری طرف انگلیاں کرینگے۔ اور لوگوں کی تم پر نظر پڑے گی کہ یہ بھی کوئی ہیں لیکن تم یقین کرو۔ کہ تمہارا یہ کام اس نیت سے نہ تھا۔ جب تم اپنے اصل سے جدا ہوئے تھے۔ تو اسوقت کسی عقل میں نہ آتا تھا کہ تم کو لوگ عزت کی نظر سے دیکھیں گے۔ اور تم سے ہمدردی چاہینگے۔ بلکہ اسوقت تو تمہاری یہ حالت تھی۔ کہ تم پر انگلیاں اٹھنے کی بجائے تم پر سے لوگ گذرتے تھے۔ تاکہ تمہیں کچل دیں۔ پس یہ غلط ہے۔ کہ ہم اسلیئے جدا ہوئے تھے۔ کہ لوگوں کی انگلیاں ہماری طرف اٹھیں۔ بلکہ ہم دیکھتے تھے۔ کہ ہم کو کچلنے کی ہر ایک کوشش ہوتی۔ اور لوگ ہمیں پامال کرنے کے درپے تھے۔ اسوقت اگر ہمارا کوئی مدعا تھا۔ تو سوائے چند مستثنیات کو چھوڑ کر جن کے دل میں عزت کی خواہش ہو۔ ہماری یہ کوشش اور خواہش تھی۔ کہ ہم خدا کو خوش کرینگے۔ اگر خدا تعالیٰ خوش ہو۔ اور وہ ہم سے راضی ہو۔ تو دنیا کی نظر میں معزز ہونا یا ذلیل۔ کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو ہمارا دنیا کی نظر میں معزز ہونا کچھ قیمت نہیں رکھتا۔ چندوں کا بڑھ جانا یا ہمارے کاموں کا پھیل جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اگر ہم ایسی ہی باتوں پر خوش ہو سکتے ہیں۔ تو اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے ملنے کے لئے جاتا ہے۔ مگر راستہ میں اسکو ایک شیشہ کی گولی ملجاتی ہے۔ جس پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں۔ اور وہ چمکتی ہوکر نکلتی ہیں۔ جو بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔ اور وہ بچہ اس پر خوش ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ان کی ملاقات سے بڑھکر وہ محبت کی چیز نہیں۔ پس دنیا کی عزت یا مال کی طرف نظر کرنا خدا کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے۔ جیسے ماں کی محبت کے مقابلہ میں شیشہ کی گولی پر خوش ہو جانا۔ بلکہ اس سے بھی حقیر۔ جو لوگ خدا کے مقابلہ میں دنیا کی عزت میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہ اپنی عمر کو ضائع کرتے ہیں۔ اور ایسا شخص نجات کا مستحق نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص خدا کو مقدم کرتا ہے اور اس کی حالت سے یہ بات ظاہر ہے۔ تو وہ خوش ہونے کا مستحق ہے۔

آنحضرتؐ کا ہر ایک فعل عبادت الٰہی ہے۔

اسمیں شبہ نہیں کہ خدا کا فضل ہی ہوتا ہے۔ جس سے نجات ہوتی ہے۔ اور کوئی شخص اپنے عمل کی بناء پر دعوے نہیں کر سکتا کہ وہ نجات پائیگا۔ کیونکہ سب سے بڑے عامل اور سب سے زیادہ خدا کے فرمانبردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ بھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرتے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہ نے سوال کیا۔ کہ آپ تو اعمال سے ہی بہشت میں جائینگے آپ نے فرمایا نہیں عائشہ میں بھی خدا کے فضل سے ہی جاؤں گا۔ پس جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا انسان جس کا ہر ایک سانس۔ جس کا چلنا۔ پھرنا عبادت میں داخل تھا۔ جس کا سونا اور جاگنا عبادت میں گنا جاتا تھا جس کی ہر حرکت وسکون عبادت تھی۔ حتی کہ جس کا پاخانے پیشاب کیلئے جانا اور اپنی بیویوں کے پاس رہنا بھی عبادت تھا۔ اتنا بڑا عبادت گذار انسان جب کہتا ہے کہ میں اپنے اعمال سے بہشت میں نہ جاؤں گا۔ بلکہ خدا کے فضل سے۔ تو اور کون ہے۔ جو کہے کہ میں عمل سے بہشت میں داخل ہو جاؤں گا۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل کیسے عبادت میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ ان کے متعلق خدا نے یہ بتایا ہے۔ کہ ان کی ہر ایک حالت عبادت تھی۔ ناواقف کہہ سکتا ہے۔ کہ آنحضرت کی ہر حرکت کیسے عبادت ہو گئی مگر تم یاد رکھو۔ کہ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فعل عبادت تھا۔ ان آپکے سوا کسی کا ہر ایک فعل عبادت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق خدا نے فرمایا۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ کہ تمہارے لیئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل میں ایک نمونہ ہے کیا اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ رسول کریم اپنے عمل سے بتلائیں۔ کہ کونسا فعل جائز ہے۔ اور کونسا ناجائز۔ کونسا مستحسن ہے۔ اور کونسا مکروہ۔ اور کونسا حلال ہے اور کونسا حرام۔ پس رسول کریمؐ کا ہر ایک کام ایک بیان ہے۔ اور ایک [illegible] ہے۔ مثلاً آپ کا نماز پڑھنا صرف خدا کے ایک حکم کی تعمیل نہ تھی۔ بلکہ اعلان تھا کہ یہ فرائض ہیں یہ سنتیں ہیں۔ اور یہ نوافل ہیں۔ جو فرائض کے علاوہ ہیں۔ اور جن کا پڑھنا قرب الٰہی کے لئے ضروری ہے۔ آپ کا کھانا کھانا اعلان تھا۔ کہ جو کچھ آپ کھاتے ہیں وہ حلال ہے۔ اور جن چیزوں کو آپ نہیں کھاتے تھے وہ کھانے کے ناقابل تھیں۔

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل چونکہ نمونہ بنایا گیا ہے لوگوں کے لئے۔ اسلیئے آپ جن چیزوں کو جائز بتلاتے تھے۔ اور استعمال فرماتے تھے۔ یہ عبادت تھی۔ اسی طرح جن سے منع فرماتے تھے۔ اور استعمال نہ کرتے تھے۔ یہ بھی عبادت میں شامل تھے۔ غرض آپ کا ہر فعل عبادت تھا۔ کیونکہ خدا کے حکم کے ماتحت تھا۔ چنانچہ اس کی ایک مثال ہے۔ کہ ایک شخص نے عصر کی نماز کا وقت دریافت کیا ظاہر ہے۔ کہ اول وقت پر نماز پڑھنا مستحسن ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی دیر کی کہ وقت نہایت تنگ ہو گیا آپ کا نماز میں یہ دیر کرنا بھی عبادت تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ یہ سبق دے رہے تھے کہ اگر انسان کسی وجہ سے کسی وقت اول وقت پر نماز نہ پڑھ سکے۔ تو اگر آخری وقت تک پڑھ لے۔ تو بھی اس کی نماز ہو جاتی ہے۔ غرض فرائض میں اعلان تھا۔ واجبات میں اعلان تھا۔ نوافل و سنن میں اعلان تھا کہ یہ سب کچھ آگیا ہے۔

[illegible] ہے فرمایا وہ بھی صحیح ہے لیکن ظاہری رنگ میں بھی دنیا کی حالت خراب تھی۔ یورپ والے تو آنحضرتؐ کی کامیابی کی وجہ ہی یہ بتاتے ہیں۔ کہ اس وقت مصلح کی ضرورت تھی۔ آنحضرتؐ نے دعویٰ کیا اور لوگوں نے مان لیا۔

کسی چیز کو اپنے لئے منع کر لینے اور حرام کہنے میں فرق

حکیم صاحب نے دوسرا سوال یہ عرض کیا۔ کہ ایک جگہ آتا ہے۔ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک (التحریم ۲) اے نبی جس چیز کو خدا نے حلال کیا ہے۔ تو کیوں اسکو اپنے لئے حرام ٹھیراتا ہے۔ کہ اپنی بیبیوں کی رضا چاہے۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال و ھذا حرام (النحل ۱۵۶) اور یعنی اپنی زبان سے نہ کہدیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ آخری آیت کے ہوتے ہوئے آنحضرتؐ نے کیوں اسکے خلاف کیا۔

فرمایا حرام کے دو معنے ہیں۔ ایک شریعت کے مطابق کسی چیز کا حرام ہونا۔ اور دوسرے خود کسی شخص کا کسی چیز سے اپنے نفس کو روک لینا۔ نبی کریمؐ نے شہد کو چھوڑ دیا۔ اسلئے کہ آپ کی بیویوں کو بو آتی تھی۔ مگر آپنے دوسروں کیلئے منع نہیں کیا۔ اسکے متعلق پہلی آیت میں ذکر ہے اور دوسری آیت میں اور بات ہے اسمیں ان لوگوں کو روکا گیا ہے۔ جو شریعت خود منع کرتے ہیں اور دوسروں کو کہتے ہیں کہ فلاں چیز حرام ہے۔ اور فلاں حلال۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس بارے میں کچھ نہیں فرمایا ہوتا۔ اسلئے آنحضرتؐ کا فعل اس نہی کے نیچے نہیں آسکتا۔ ہاں خدا تعالیٰ نے آپ کے اس فعل کو بھی پسند نہیں کیا کہ آپ ایسا کریں۔ بیشک جب تک چاہیں کسی چیز کو نہ کھائیں۔ مگر ہمیشہ کیلئے اپنے نفس پر منع کرنا درست نہیں۔ اسلئے کہ ممکن ہے کوئی ایسی وجہ پیدا ہو جسکی وجہ سے وہ چیز اسکے لئے کھانی ضروری ہو جائے۔ مگر وہ بوجہ عہد کے نہ کھا سکے۔ اسلئے فرمایا کہ ایسے عہد درست نہیں۔ کیونکہ پہلے شریعت عقل اور فطرت کے کامل لحاظ کو ملحوظ نہ رکھتی تھی۔ بلکہ ضرورت کے مطابق ہوتی تھی۔ مگر اب شریعت اسلام میں عقل اور فطرت کے پہلو کو مکمل کر دیا گیا۔ اسلئے اب خدا تعالیٰ نے اسطرح کو بھی پسند نہیں فرمایا۔

فرمایا کہ حضرت یعقوب نے جو کچھ اپنے نفس پر حرام کہا تھا۔ وہ اسلئے تھا کہ ان کو اس سے تکلیف ہوتی تھی۔ مگر آنحضرتؐ کا فعل اخلاق پر مبنی تھا۔ کہ دوسرے کی تکلیف کے خیال سے آپنے ایسا کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے کہا کہ یہ بھی درست نہیں۔

خطبہ جمعہ

ایمان کی خوشبو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

۴ر نومبر ۱۹۲۱ء

تشہد کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت کی اور فرمایا

میں جس امر کی طرف آپ لوگوں کو ایک عرصہ سے توجہ دلاتا ہوں اسکا ہی مضمون کی ایک شاخ کیطرف دلاتا ہوں۔ لیکن اصل مضمون کے تسلسل کو ایک حکمت کے ماتحت اگر منشاء الٰہی ہو تو اگلے جمعہ پر ملتوی کرتا ہوں۔ اور اسکی ایک اور شاخ کو لیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے دنوں میں میں نے جو کچھ کہا۔ اور جو کچھ آئندہ کہنے کی نیت ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی کے ارادے کے موافق ہے۔ میں جانتا ہوں میں نے یہ باتیں جس وقت کہنی چاہی ہیں۔ وہ وقت خدا کے نزدیک مناسب اور صحیح ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ انسان جو اب بھی اپنی نفسانی خواہشات میں مبتلا رہیگا۔ اور نیکی کی طرف قدم نہیں اٹھائیگا۔ وہ خدا کے مقربین کے رتبہ سے کاٹ دیا جائیگا۔ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اور وہ لوگ جو سنینگے اور اسکو عمل کرنے کی سعی کریں گے۔ وہ خدا کے فضلوں کے وارث ہوں گے۔ اور ان پر خدا کی رحمت نازل ہوگی۔

تم مجھے کچھ نہیں دے سکتے

میں نے جو کچھ تم لوگوں کو کہا ہے اس میں میرا ذاتی نفع کوئی نہیں۔ نہ مالی نفع ہے۔ نہ اعزازی نفع ہے۔ نہ رتبہ کے طور پر نفع ہے۔ تم زیادہ سے زیادہ جو کچھ کر سکتے تھے وہ تم کر چکے۔ تم میری بیعت کر چکے۔ اور تم نے بیعت کر کے جو اعزاز دینا تھا۔ تم نے یا خدا نے وہ مجھے دیدیا۔ اب یہ معاملہ تمہارے اختیار سے باہر ہو گیا۔ اب تمہارے پاس کوئی چیز نہیں۔ جو تم مجھے دو۔ اور پہلے دے چکے ہو۔ تمہارا جو کچھ تھا۔ وہ تم میں سے بعض ایک سال قبل بعض دو سال بعض تین سال اور بعض سات سال قبل دے چکے۔ تم نے وہ سب کچھ جو تمہارا تھا۔ قربان کر دیا۔ کیونکہ تم نے بیعت کر لی اور بیعت کے بعد بیعت کرنے والے کی کوئی چیز نہیں رہا کرتی۔ نہ اس کی جان اسکی رہتی ہے۔ نہ اسکا مال اسکا رہتا ہے۔ نہ اس کی عزت اسکی رہتی ہے۔ نہ اسکی جائداد اسکی رہتی ہے۔ غرض جو کچھ تمہارا تھا وہ کچھ مدت پہلے تم دے چکے۔ پس اب تم سے میرا کوئی خواہش کرنا عبث فعل ہے۔ اگر تم سچے ہو اور تم نے بیعت کے اقرار میں فریب نہیں کیا۔ اور تم جھوٹے نہیں ہو۔ تو اب تمہارے پاس تمہارا کچھ نہیں رہا۔ کیونکہ تم کہہ چکے ہو۔ کہ ہم وہ قربان کر چکے۔

میں جو کچھ کہتا ہوں تمہارے فائدے کے لئے کہتا ہوں

اس لئے میں جو کچھ تمہیں کہتا ہوں وہ اپنے ذاتی نفع اور فائدہ کیلئے نہیں۔ بلکہ محض اس لئے کہتا ہوں کہ تم نے جو مجھ سے معاہدہ کیا ہے تمہیں بھی اس سے کوئی فائدہ ہو۔ اور جو کچھ مجھے ملا ہے میں تمہیں بھی دیدوں۔ مجھ سے دیانتداری تقاضا کرتی ہے کہ جو معاہدہ تم نے مجھ سے کیا ہے۔ اسکے مطابق تمہیں وہ کچھ دوں۔ جو مجھے ملا۔ اور تمہیں صحیح راستہ دکھاؤں۔ اور تمہیں بتاؤں کہ اگر تم اس راستہ کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتے ہو۔ پس میں نے جو کچھ کہا اور آئندہ جو کچھ کہونگا۔ وہ اسلئے نہیں بلکہ تمہارے ہی فائدہ کیلئے ہے۔

رویا میں خوشبو سے مراد ایمان ہے

میں نے تمہیں بتایا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ وہ خدا کے منشاء کے مطابق ہے۔ میں نے ایک رویا میں ایک شخص کو دیکھا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ وہ کون شخص ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اسلئے کہ تم خوشبو سے محبت کرتے ہو۔ میں نے اسی وقت اپنے کپڑوں کو سونگھا تو مجھے ان میں خوشبو معلوم نہیں ہوئی۔ میں نے اسی حالت رویا میں سمجھا کہ اس خوشبو سے مراد وہ خطبے ہیں جو میں نے ایمان کی مضبوطی کے لئے بیان کئے ہیں۔ کیونکہ ایمان کو خوشبو سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چونکہ میں ایمان کو دنیا میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ اس لئے اس شخص نے کہا۔ کہ چونکہ تم خوشبو سے محبت رکھتے ہو۔ اسلئے میں تم سے محبت رکھتا ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

۱۰ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر

بیعت سیاں سنگھ صاحب ۔ ساکن بھراؤں ضلع گورداسپور ۔

۱۳ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر

مہدی کا نشان مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے جو کہ حافظ محمد صاحب لکھوکے والے کے شاگرد ہیں عرض کیا کہ حافظ محمد صاحب نے احوال الآخرۃ میں جو مہدی کے نشانات لکھے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ۔ ع

"بولن لگا اڑکر بولے بتاں نے تھو ار سے"

اس کے متعلق ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ کیا حضرت مرزا صاحب میں یہ بات پائی جاتی تھی ۔ میں نے ان کو بتایا تھا ۔ کہ اڑکر بولنے کا محاورہ پنجابی میں ان معنوں میں بھی آتا ہے کہ میدان میں کھڑے ہو کر مقابلہ کو بلانا ۔ اور حضرت مرزا صاحب نے جس زور کے ساتھ مخالفین کو مقابلہ کے چیلنج دئے ہیں ۔ وہ ہر ایک جانتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا یہی بات نہیں بلکہ حضرت صاحب میں یہ بات اپنے اصل معنوں کے لحاظ سے بھی پائی جاتی تھی ۔ حضرت صاحب جب جوش سے کلام فرماتے تھے ۔ تو بعض اوقات کسی قدر الفاظ میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی ۔ اور اس وقت آپ کا ہاتھ ران پر بھی پڑتا تھا ۔ اور یہ ہمارے سارے خاندان کی حالت ہے کہ جوشِ تقریر میں بعض اوقات الفاظ رک جایا کرتے ہیں ۔ مولانا سرور شاہ صاحب کے ذکر کرنے پر فرمایا کہ بعض اوقات (ر) کی بجائے (ڑ) مثلاً (کرنا) کی جگہ (کڑنا) حضرت صاحب کی زبان سے نکلتا تھا ۔

عذاب اور بعثت رسول حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری سے فرمایا کل آپ نے سوالات کے متعلق کہا تھا وہ کہتا ہیں ۔ حکیم صاحب نے عرض کیا قرآن کریم میں جو آتا ہے ۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عذاب سے پہلے نبی کا آنا ضروری ہے ۔ اب سوال ہوتا ہے کہ ہلاکو کے وقت میں مسلمانوں پر جو عذاب آیا اس وقت کون نبی تھا ۔

فرمایا سب سے پہلے یہ سوال حل طلب ہے کہ عذاب کسکو کہتے ہیں ۔ سو معلوم ہونا چاہئیے ۔ کہ ہر قسم کی تکلیف جو خدا کی طرف سے نازل ہو وہ عذاب ہی لفظ عذاب انتقام کے معنے بھی اپنے اندر رکھتا ہی اور عذاب کے معنے میں وہ سزا شامل ہے جو کسی جرم کے بدلے میں آئے ۔ یہ شرط نہیں کہ وہ کتنوں پر آئے اگر ایک شخص پر بھی اس کے جرم کی پاداش میں سزا کا نزول ہوتا ہے ۔ تو وہ اس کے لئے عذاب ہے ۔ اگر اس آیت کے یہ معنے کئے جائیں کہ ہر عذاب کے وقت نبی آنا چاہئیے ۔ تو پھر ضروری ہوگا کہ ہر شخص کو عذاب آنے سے پہلے ایک نبی کی بعثت ہو ۔ مگر یہ نہ عقل تجویز کرتی ہے ۔ نہ ایسا ہو سکتا ہے ۔ اسلئے یہ بالبداہت باطل ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ۹۹ فیصدی ایسے شخص ہوتے ہیں جنہیں کوئی نہ کوئی عذاب کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے ۔ ایسی حالت میں ضرورت ہے کہ اتنے ہی نبی ہوں اس لئے ہمیں اس کے معنوں میں حد بندی کرنی پڑیگی ۔ اور وہ اسطرح کہ اگر کوئی عذاب ایک قوم کی طرف آئے ۔ تو بہ قومی عذاب نہیں آسکتا ۔ جب تک پہلے ایک نبی اس قوم کی طرف مبعوث نہ ہو لے ۔ مثلاً جب بنو اسرائیل میں نبی آسکتے تھے ۔ تو ان کے انکار کے باعث کسی خاندان کے صرف افراد پر عذاب نہیں آیا ۔ بلکہ جس گروہ کی طرف نبی ہوتا تھا اس تمام پر نہ ماننے کے باعث عذاب نازل ہوا کرتا تھا ۔ یعنی اس وقت عذاب کا نزول اس دائرہ میں محیط ہوتا تھا جسکے لئے نبی کی بعثت ہوتی تھی ۔ مثلاً نبی کی بعثت سارے بنی اسرائیل کے لئے ہے ۔ اگر ایک خاندان پر عذاب آتا ہے جسکے لئے تو نبی کی ضرورت نہیں ۔ اگر نبی سب کیلئے ہے تو سب پر عذاب کا آنا ضروری ہے ۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام جہان کیلئے نبی ہیں ۔ اور آپ کے بعد جو نبی ہوگا وہ آپ کا مظہر اور بروز ہونے کی حیثیت میں تمام دنیا کے لئے ہوگا ۔ اس کے بعد اگر عذاب آئیگا تو سارے جہان پر آئیگا ۔ اگر ایک ملک یا قوم پر عذاب آتا ہے تو اس کی نسبت ایک خاندان یا ایک فرد کی ہوگی ۔ جس کیلئے نبی کی ضرورت نہیں ۔ مگر سارے جہان کیلئے عذاب بد تو نبی پہلے ضرور آئیگا ۔ کیونکہ اب نبی کی بعثت سارے جہان کے لئے ہو سکتی ہے ۔ ہلاکو کے وقت کا عذاب ایک محدود دائرے میں تھا ۔ مثلاً عراق میں اور ایک اور علاقے میں ۔ تمام دنیا کے مقابلہ میں اتنے علاقہ پر عذاب کیلئے نبی کریمؐ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں تھی ۔ کیونکہ تمام دنیا کے مقابلہ میں اس پر عذاب کی حیثیت نبی کی بعثت کے دائرے کی وسعت کے لحاظ سے وہی ہے ۔ جو بنی اسرائیل کے مختص القوم نبی کے زمانہ بعثت میں بنی اسرائیل میں سے ایک خاندان یا ایک فرد کی تھی ۔ اگر اس طرح حد بندی نہیں کی جائیگی تو ماننا پڑیگا کہ ہر ایک شخص پر عذاب آنے سے پہلے ایک نبی آنا چاہئیے ۔

اس اصول کے لحاظ سے یہی زمانہ ہے جس میں ایک نبی مبعوث ہونا چاہئے تھا ۔ اور اس زمانہ میں جیسا کہ میں نے بتایا وہی شخص نبی ہو سکتا ہے ۔ جو تمام جہان کے لئے ہو ۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا پر عذاب مستولی ہے ۔ اور ایک قسم کا عذاب نہیں بلکہ گوناگوں رنگ کے عذاب آرہے ہیں ۔ سیاسی عذاب ہیں ۔ تمدنی عذاب ہیں ۔ صحت کے بارے میں دنیا عذاب میں ہے ۔ قرآن میں جو عذاب آتے ہیں ان کا نام ہے ۔ مثلاً زلازل بیماریاں پھیل رہی ہیں ۔ اور عالمگیر ہیں ۔ طاعون ہے ۔ تو اسنے ہر طرف پیر پھیلائے ہوئے ہیں ۔ اور بخاروں کے دورے ہیں ۔ غرض ان دنوں آفتوں اور مصیبتوں کی کوئی حد بندی نہیں ۔

حکیم صاحب نے عرض کیا کہ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی دنیا کی یہی کیفیت ہوئی تھی ۔

فرمایا ہاں قرآن کریم شہادت دے رہا ہے کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کہ اس وقت بھی عالمگیر عذاب تھا ۔ حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اس سے حضرت صاحب مثلاً تو نہیں رہ گئی

کہ سنت نبوی پر چلنے کا کیا مطلب ہے ؟

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں اسلئے نہیں رونق افروز ہوئے تھے۔ کہ لوگوں کو خدا تعالے کی بخشی ہوئی نعمتوں کے استعمال کرنے سے روک دیں۔ جائز اور مفید اشیاء کو ترک کرا دیں۔ اور ہر قسم کے آرام و آسایش کے سامانوں سے فائدہ اٹھانا بند کر دیں۔ بلکہ اسلئے تشریف لائے تھے۔ کہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی نعمتیں صحیح طور پر استعمال کرنا سکھائیں چنانچہ اسبارے میں آپ کے فرمودہ نہایت مفصل احکام موجود ہیں۔ اور پھر اسلئے تشریف لائے تھے کہ لوگوں کو وحدہ لاشریک خدا کے پرستار بنائیں۔ اور ایک خدا کی پرستش کی حقیقت اپنے قول اور طرز عمل سے سمجھائیں۔ پس جو شخص اس بارے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی تقلید کرتا ہے۔ آپ کے احکام بجا لاتا ہے۔ وہ سنت نبوی پر چلنے والا کہلا سکتا ہے۔ نہ کہ وہ جو اپنی خواہشات کی بنا پر کوئی طرز عمل اختیار کرے۔ اسے سنت نبوی کا عامل کہہ دیا جائے ؟

مسٹر گاندھی نے حال میں ہی اپنے جو عقائد شائع کئے ہیں۔ ان میں اور باتوں کے علاوہ بت پرستی پر بھی اپنا اعتقاد بیان کیا ہے۔ ان حالات میں انکو سنت نبوی کا واحد عامل قرار دینے والوں کو دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر سنت نبوی پر عمل کرنے والے ایسے ہی لوگ ہوں۔ تو اسلام کی کیا صورت ہو۔

پکڑنا تشدد چھوڑنا کمزوری

دنیادار لیڈروں اور روحانی راہنماؤں کے طرز عمل میں ایک نمایاں فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ دنیادار لیڈر جس کی مخالفت پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ ہر وقت ہر حالت اور ہر پہلو سے اس کی مخالفت ہی کئے جاتے ہیں۔ اور اس کی ہر بات ہر قول اور ہر عمل میں نقص نکالنے کے درپے رہتے ہیں۔ لیکن روحانی راہنما اپنے بڑے سے بڑے دشمنوں اور شریر سے شریر مخالفوں کے بھی صرف انہی افعال پر ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ جو نہ صرف دوسروں کے

[illegible] لئے بھی سخت مضرت رساں ہوتے ہیں۔ وہ سخت سے سخت مخالفین کے مقابلہ میں بھی عدل و انصاف کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے ؟

یہ ایک ایسا صاف اور بین فرق ہے کہ ہر ایک شخص جو اس بارے میں غور کرے۔ بآسانی اس پر آگاہ ہو سکتا ہے ؟

اسوقت مسٹر گاندھی عوام میں اثر و رسوخ کے لحاظ سے خاص پوزیشن رکھتے ہیں۔ اور بعض خوش اعتقاد تو انہیں مذہبی لحاظ سے بھی خاص درجہ دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ باوجود بڑے بڑے دعاوی کے ان کے طرز عمل سے یہی ظاہر ہے کہ انہیں اپنے مخالف کے ہر ایک فعل اور عمل میں عیب اور نقص ہی نظر آتے ہیں ؟

گورنمنٹ کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانے کی جو کوششیں پیروان عدم تعاون کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ ان کے انسداد کے لئے جب گورنمنٹ نے بعض لوگوں پر مقدمات قائم کئے۔ اور سزائیں دیں تو نہ صرف دوسروں نے بلکہ خود مسٹر گاندھی نے اسے گورنمنٹ کا تشدد اور ظلم قرار دیا۔ لیکن اب وہ گورنمنٹ کے سب کو گرفتار نہ کرنے کو بھی ایک عیب بتا رہے ہیں۔ اور اسے گورنمنٹ کی کمزوری اور بے بسی کا ثبوت ٹھہراتے ہوئے لکھتے ہیں :-

" اب تک کسی گورنمنٹ نے ایسی کھلم کھلا مخالفت خواہ وہ کیسی ہی موذبانہ کیوں نہ ہو۔ برداشت نہیں کی " (ینگ انڈیا ترجمہ از زمیندار)

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر گورنمنٹ گرفتار کرتی ہے۔ تو اسے سختی اور تشدد کہا جاتا ہے۔ اور اگر درگذر کرتی ہے۔ تو اسے اس کی کمزوری ٹھہرایا جاتا ہے۔ یہ حد سے بڑھی ہوئی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ کہ ہر حالت میں گورنمنٹ پر الزام لگانے کی کوشش کی جاتی ہے ؟

"ہم مسلمان نہ رہے صاحب ایمان نہ رہے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی ایک بڑی غرض یہ

" مسلماں را مسلماں باز کردند " تھی

لیکن جن لوگوں کی قسمت میں محرومی لکھی ہو۔ انھیں کون سمجھا سکتا ہے۔ مسلمانوں نے اچھی طرح سمجھتے اور جانتے ہوئے محض ضد اور عداوت میں آکر کہہ دیا کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ ہم میں کوئی نقص نہیں۔ حتیٰ کہ مولوی ثناء اللہ کے اخبار "اہلحدیث" میں تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہم سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ بتاؤ مسلمانوں میں کونسے نقائص پیدا ہو گئے تھے۔ جن کی اصلاح کے لئے مرزا صاحب آئے تھے۔ لیکن اب دیرینہ خمار اتر رہا ہے اور زمانہ کے تھپیڑے ہوش میں لا رہے ہیں۔ اور مسلمان اپنی حالت کے قابل اصلاح ہونے کا خود اعتراف کر رہے ہیں ؟

۲۸ اکتوبر کے مدینہ میں ایک صاحب "مولوی شاہ ناصر الحق صاحب انبہٹوی" کی ایک نظم بعنوان " تم وہی لوگ ہو جو عامل قرآن نہ رہے " چھپی ہے جسمیں وہ لکھتے ہیں :-

ہاں دکھا دیتے ابھی شوکت اسلام مگر
ہم مسلمان نہ رہے صاحب ایمان نہ رہے
تم کو حق کیا ہے کہ اپنے کو مسلمان کہو
تم وہی لوگ ہو جو عامل قرآن نہ رہے

یہ حالت زار بیان کرنے کے بعد ناظم صاحب نے ایک پتے کی بات کہی ہے۔ اور وہ یہ کہ

قوم وہ قوم نہیں جس کا نہ رہبر کوئی
ملک وہ ملک نہیں جس کا نگہبان نہ رہے
تم سے بڑھکر تو ذلیل آج کوئی قوم نہیں
تم سا بدبخت جہاں میں کوئی انسان نہ رہے

کاش ! مسلمان ایک رہبر کی پیروی اختیار کریں اور ایک سلک میں منسلک ہو کر دین و دنیا میں عزت حاصل کر سکیں۔ لیکن اگر اب بھی جبکہ انہیں اپنی خطرناک حالت کا احساس ہو رہا ہے۔ اور اپنی تباہی و بربادی پر آگاہ ہو چکے ہیں اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو سوائے اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ ان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۴ - نومبر ۱۹۲۱ء

سنت نبوی اور مسٹر گاندھی

مسلمانوں کی اس سے بڑھکر اسلام سے بیگانگت کیا ہوگی۔ کہ ان کے نزدیک اسوقت اگر کوئی شخص اسلام کی صحیح تعلیم پر چلنے والا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنیوالا ہے۔ تو صرف مسٹر گاندھی ہے۔ چنانچہ بمبئی کا ایک روزانہ مسلمان اخبار جس کا نام "خلافت" ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی چند ایسی احادیث (جنمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی مشکلات کا ذکر ہے) کا ترجمہ درج کرنے کے بعد لکھتا ہے۔

"آج ہزاروں علماء و صلحا ہیں۔ ہزارہا عاشق نبوی اور حبیب رسول کا دعوے کرتے ہیں۔ لاکھوں اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ مگر کون ہے۔ جو آج اس سنت نبوی پر عمل پیرا ہو۔ اگر ہماری متجسس نگاہیں ہندوستان کے طول و عرض میں کسی مسلمان کو دیکھنا چاہتی ہیں جو حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان حدیثوں پر عمل کرنے والا ہو۔ تو افسوس کہ وہ بصد حسرت و یاس واپس آجاتی ہیں۔ اور پھر یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوتی ہیں۔ کہ پیغمبر اسلام کی اس سنت پر عمل کرنیوالا صرف ایک غیر مسلم ہے۔ جسے گاندھی کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مہاتما گاندھی جو جوار کی روکھی سوکھی روٹی کھاتے ہیں۔ گاڑھا پہنتے ہیں۔ تھرڈ کلاس کی گاڑی میں سفر کرتے ہیں۔ اور جس طرح حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود دونوں جہان کی شہنشاہی کے اپنے آپ کو غریب مسکین بنا رکھا تھا۔ اور فقر و فاقہ پر گذر ہوتی تھی۔ اسی طرح آج مہاتما گاندھی بھی اپنے وطن کی محبت میں [illegible] تلاش بنے جاسکتے ہیں ؟" (خلافت ۵ نومبر)

اس اقتباس کو پڑھ کر پہلا سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کا جنمیں آپ کے وقت کی مشکلات اور تنگدستیوں کا ذکر ہے۔ یہ مطلب ہے۔ کہ مسلمانوں کو جان بوجھکر اسی قسم کی مشکلات میں اپنے آپ کو ڈالے رکھنا چاہیئے۔ اور باوجود سامان میسر ہونے کے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنا چاہیئے تو پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کا کیا مطلب ہے جن سے صاف اور واضح طور پر ثابت ہے کہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھے کھانے نہ صرف پسند فرماتے تھے۔ بلکہ تناول بھی فرماتے رہے ہیں۔ جیسا کہ مرغی اور بکری کا گوشت کھانے کا احادیث میں بکثرت ذکر ہے۔ اور گوشت کی پسندیدگی کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ ان اطیب اللحم لحم الظھر سب سے اچھا گوشت پیٹھ کا گوشت ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ:۔ قالت کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ یحب الحلواء والعسل۔ انہوں نے فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز اور شہد کو بہت پسند فرماتے تھے۔

یہ تو کھانے کے متعلق ہوا۔ اور پہننے کے متعلق بھی احادیث سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قمیص پہنی اور رنگدار چادریں اوڑھی ہیں۔ اور اس کے علاوہ اور بھی جو اچھا کپڑا میسر آسکا۔ استعمال فرمایا ہے ان احادیث کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے مشکلات کے اوقات کی احادیث کو پیش کرکے یہ ثابت کرنا کہ اسوقت صرف مسٹر گاندھی ہیں۔ جو سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں نہ صرف سنت نبوی کے ساتھ تمسخر کرنا ہے۔ بلکہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر حملہ کرنا ہے۔ کیونکہ رسول کریم نے نہ کہیں یہ فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی جو نعمت حاصل ہو۔ اس سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔ اور وسعت و مقدرت کے ہوتے ہوئے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرو۔ اور نہ اپنے طرز عمل سے یہ بات ظاہر فرمائی ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ فرمایا ہے۔ اور یہی بات آپکے عمل سے ظاہر ہے کہ من انعم اللہ علیہ نعمۃ فان اللہ یحب ان یرے نعمتہ علے عبدہ کہ جب انسان پر خدا اپنی کوئی نعمت کرے۔ اس کے متعلق وہ چاہتا ہے۔ کہ اس نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی جو نعمت انسان کو حاصل ہو۔ اس سے مستفید ہونا خدا تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا باعث ہے نہ کہ باوجود استطاعت فقر و فاقہ کی حالت میں رہنا اور تنگ و ترش زندگی بسر کرنا خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کا ذریعہ ہے۔

پھر اگر روکھی سوکھی روٹی کھانا اور فقر و فاقہ کی حالت میں رہنا سنت نبوی ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اس سنت کی خلاف ورزی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے گھر سے ہی شروع ہوگئی تھی کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے متعلق رسول کریم نے اپنی اُمت کو فرمایا کہ آدھا دین ان سے سیکھو۔ وہ فرماتی ہیں کہ:۔ ما اشبع من طعام فاشاء ان ابکی الا بکیت۔ کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھانے پر اگر چاہوں کہ رو دوں۔ تو رو پڑتی ہوں۔ کیوں؟ اسلئے کہ اذکر الحال التی فارق علیھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الدنیا۔ اس حال کو یاد کرکے جسمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے علیحدہ ہوئے وہ کیا حال تھا۔ یہ کہ واللہ ما شبع من خبز و لحم مرتین فی یوم۔ خدا کی قسم ایک دن میں دو دفعہ آپ نے سیر ہو کر گوشت روٹی نہیں کھائی۔

یہ حدیث بتاتی ہے۔ کہ حضرت عائشہ سیر ہو کر کھانے پر اسلئے رو پڑتی ہیں کہ کاش! یہ سامان رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میسر ہوسکے۔ اور آپ بھی ایک دن میں دو دفعہ گوشت روٹی سیر ہوکر کھاتے۔

یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ میسر ہوتا۔ اسے آپ بخوشی استعمال فرماتے۔ خواہ وہ کھانے کی چیز ہوتی یا پہننے کی۔ ہاں جو چیز میسر نہ تھی۔ وہ آپ کے استعمال میں نہیں آئی۔ اس سے ہرایک جائز اور پاک چیز استعمال نہ کرنے کو سنت نبوی قرار دینا۔ اور اس سنت کا عامل صرف مسٹر گاندھی کو بتانا ایسے ہی لوگوں کا کام ہوسکتا ہے جو اسلام کو ایک کھیل سمجھتے ہیں۔ اور انھیں علم کا [illegible]

عجائبات امریکہ

(از قلم جناب مفتی محمد صادق صاحب مبلغ اسلام)

فضول خرچی کی ایک بے نظیر مثال مسز سمتھ ولکنس ایک انگریز عورت لنڈن کی رہنے والی ہے۔ جس نے شہر پیرس میں تین ہفتہ کے اندر اپنے ذاتی اخراجات پر دو کروڑ روپیہ صرف کر دیا۔ اس کے کھانے کے برتن اور غسل کے ٹپ سب پر جواہرات اور موتی جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ آجکل امریکہ آنے والی ہے۔ اور امریکن سوداگر خوش ہیں کیونکہ وہ بہت روپیہ یہاں خرچ کریگی۔ اس کے خادم ابھی سے نیویارک میں موجود ہیں۔ تاکہ اس کے لئے اعلےٰ سے اعلےٰ مکان خرید کر اس کے ذوق کے مطابق اسے آراستہ کریں۔

مسٹر ولسن وکیل بن گئے مسٹر وڈرو ولسن نے آٹھ سال امریکہ کی پریذیڈنٹی کرنے کے بعد اب پیشہ وکالت اختیار کیا ہے۔ اس کے زمانہ پریذیڈنٹی کے اسٹیٹ سکرٹری اور پرائیویٹ سکرٹری جو لازماً اس کے ساتھ ہی اپنے عہدوں سے الگ ہو گئے ہیں۔ اب اس کے ساتھ پیشہ وکالت میں امداد کے واسطے شامل ہو گئے ہیں۔ مسٹر ٹافٹ کا جو ولسن سے قبل اس ملک کے پریذیڈنٹ تھے۔ عہدہ سپریم کورٹ کی صدر ججی پر تقرر ہوا ہے۔

نئی زمین جغرافیہ کی اسقدر تحقیقات کے بعد گویا چپہ چپہ زمین کی پیمائش ہو چکی ہے۔ اب بھی کوئی نہ کوئی بات ایسی نکلتی رہتی ہے جو بالکل نئی ہوتی ہے۔ بحیرہ انٹارکٹکا میں پہلے پہلے ڈاکٹر کوپ نے ایک لمبا پر منظم دریافت کیا ہے۔ جو تین لاکھ مربع میل کا ہے۔ وہاں عجیب شکل کے پرندے بڑے قد کے پائے گئے ہیں۔

جنگلوں کا خاتمہ ہو تو کیونکر جبکہ یورپ کے فاضل اپنی تمام علمی طاقتوں کو رات دن اس فکر میں صرف کر رہے ہیں کہ انسانی جانوں اور اموال کو تلف کرنے کے مہیب آلات ایجاد کئے جائیں۔ امریکہ کے ڈاکٹر ہچنسن صاحب نے ایک توپ ایجاد کی ہے۔ جس سے بغیر آواز کے گولے تین سو میل کے فاصلہ پر جا گرتے ہیں۔ آج تک اتنی دور پھینکنے والی کوئی توپ ایجاد نہ ہوئی تھی۔

کلیسائے حیوانات مسٹر رائل ڈکسن صاحب جنہوں نے اپنی زندگی حیوانات اور نباتات کے عجائبات کے مطالعہ میں گذاری ہے۔ اور اس مضمون پر متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ انہوں نے حفاظت حقوق نباتات و حیوانات کا ایک نیا گرجا قائم کیا ہے۔ جس کے ممبر اتوار کے روز اس غرض کے واسطے جمع ہوا کرینگے۔ اور چندہ جمع کر کے ان کے مشنری تمام ملکوں کو بھیجے جائینگے۔

قحط سالی کیلیفورنیا میں بہت سے ہندوستانی۔ مسلمان، سکھ اور ہندو زراعت پیشہ ہیں وہاں سے یہ افسوسناک خبر آئی ہے۔ کہ کثرت باران کے سبب فصل مارے گئے ہیں۔ اور لوگ بہت تنگی کی حالت میں ہیں۔

شدت گرمی اس ملک کی اور خصوصاً اس علاقہ کی جس میں عاجز آجکل مقیم ہے۔ سردی لنڈن کی سردی سے کئی درجہ بڑھکر ہے۔ اور گرمی پنجاب کی گرمی سے بڑھکر۔ سوائے اس کے کہ گرم ہوا نہیں چلتی اور رات نسبتاً ٹھنڈی ہوتی ہے۔ ۱۰ جولائی کے قریب میں گرمی ۹۰ اور ۱۰۰ درجہ کے درمیان رہی۔ ایک ہفتہ کے اندر شہر ڈیٹرائٹ میں سات آدمی جن کا گو میں نام بتا نہیں سکتا اور ریاست اوہایو میں چالیس آدمی شدت گرمی سے گر کر مر گئے۔ شدت گرمی کے وقت عموماً ہوا بند ہوتی ہے۔ اور غالباً اسی سبب سے گرمی مہلک ہو جاتی ہے۔ نہ بہت گرمی اچھی نہ بہت سردی اچھی۔ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اپنے حفظ اور امن میں رکھے۔

آزادی کی عید ۴ جولائی ۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس میں ملکی عید کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے جس دن بہت سی لڑائیوں کے بعد بالآخر یہ ملک سلطنت برطانیہ سے الگ بالکل ایک آزاد ملک اور جمہوری حکومت کی بنیاد رکھنے والا ہوا۔ اس دن کو بڑی دھوم سے منایا کرتے ہیں۔ تمام کاروبار اس دن بند رہتے ہیں سوائے کھیلوں اور تماشہ گاہوں کے۔ ہندوستان میں چھٹی کے دن کا مفہوم صرف یہ ہوتا ہے کہ اس دن سرکاری دفاتر اور کچہریاں بند رہیں۔ یہاں چھٹی میں تمام دکانیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ تاکہ تاجر اور ان کے ملازمین بھی چھٹی منائیں۔ صرف نان بائیوں کی دوکان اور چائے شربت پلانے والوں کی دکانیں کھلی رہتی ہیں۔ تاکہ لوگ کھا پی سکیں۔ اس دن بچے آتشبازی چلاتے ہیں جو بہت خوفناک ہوتی ہے۔ اور چونکہ اکثر مکان لکڑی کے بنے ہیں۔ اسواسطے بہت جگہ آگ لگ جاتی ہے۔ گذشتہ ۴ جولائی کو صرف شہر ڈیٹرائٹ میں پینتیس مکان میں آگ لگی۔ آگ بجھانے کے انجن سب جگہ بروقت پہنچ نہ سکے۔ اور بہت سی جانیں تلف ہوئیں۔ نعوذ باللہ من النار وغضب الجبار۔

آدمی چوری ہو گیا جن دنوں عاجز اسکول میں تعلیم پاتا تھا مدارس میں فارسی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ معلوم نہیں۔ اب فارسی زبان کا کیا حال ہے لوئر پرائمری میں ایک کتاب پڑھائی جاتی تھی جس میں ایک حکایت تھی۔ کہ ایک شخص کا گدھا چوری ہو گیا اس نے جب سنا۔ تو مسجد میں جا کر سر بسجدہ اللہ تعالےٰ کا شکر کرنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ شکر کیسا۔ تو اس نے کہا کہ شکر اس بات کا کہ جب گدھا چوری ہوا اسوقت میں اس پر سوار نہ تھا۔ ورنہ میں بھی چرایا جاتا۔ اس قصہ کو پڑھ کر ہم ہنسا کرتے تھے۔ کہ کیا کبھی آدمی بھی چرائے جاتے ہیں۔ مگر یہاں کوئی دن ایسا خالی نہیں جاتا۔ جس دن اخبارات میں ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں ایک دو آدمیوں کے چرائے جانے کی خبر درج نہ ہو۔ چوری بعض جگہ فقط مال کی خاطر اور بعض عداوت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایک امیر کے مکان پر ایک شخص دوپہر کے وقت آیا۔ اور اس کی بہن کا نام لیکر کہا کہ اس کو ایک عورت اتفاقاً ایک موٹر سے ٹکرا کر راستہ میں گر گئی اور بیہوش پڑی ہے۔ بعض لوگوں نے پہچانا ہے کہ وہ آپ کی ہمشیرہ

پادری والٹر صاحب ایم اے
اور
سلسلہ احمدیہ

پادری ایچ اے والٹر صاحب ایم اے کی تصنیف "احمدیہ موومنٹ" میری نظر سے گذری۔ یہ کتاب عیسائی نقطۂ نگاہ سے لکھی گئی ہے۔ اور بعض مقامات سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حقیقتاً مصنف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو یا تو سمجھا ہی نہیں۔ یا پادریانہ طرز عمل سے کام لیکر حضور کے کلام کو ایسے معنے پہنائے ہیں جو حضور کی منشا کے بالکل خلاف ہیں۔ مثلاً حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا ذکر تین پہلوؤں سے فرمایا ہے۔ ایک تو آپ کا وہ نقشہ کھینچا ہے۔ جو عیسائیوں کے اعتقادات اور کتب سے نظر آتا ہے۔ دوسرا وہ جو عام غیر احمدی مسلمانوں کے اعتقادات کی رو سے بنتا ہے۔ اور تیسری اصل تصویر کھینچی ہے۔ اور یہی وہ نقشہ ہے۔ جو حضور اور حضور کے خدام کے اعتقاد کے مطابق ہے۔ چونکہ پہلے دونوں نقشے غلط تھے۔ انہیں غلط ثابت کرنے کے لئے لکھا اور جب وہ غلط ثابت ہو گئے۔ تو اصل صورت پیش کرنی ضروری تھی۔ لیکن پادری صاحب موصوف نے جناب مسیح علیہ السلام کے متعلق جو کچھ حضور مسیح موعودؑ نے عیسائی منشاء کو سامنے رکھ کر لکھا۔ اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا اعتقاد کہہ کر اسمیں تناقض ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن جیسا کہ کتاب کا نام ظاہر کرتا ہے۔ آگے چلکر اسمیں جماعت احمدیہ کے اندرونی اختلافات پر بھی بحث کی گئی ہے۔ چونکہ اس اختلاف سے مصنف کو نہ کوئی تعلق ہے۔ اور نہ نفرت۔ اسلئے میرا خیال ہے۔ کہ اس کی رائے کا مطالعہ ایک حد تک ضرور مفید ہو گا۔ اس لئے اس کتاب کے چند چیدہ مقامات کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ - نیاز مند بشیر احمد

بانی سلسلہ کی وفات کے بعد جماعت کی راہنمائی حکیم نور الدین رضؓ (جو سب سے پہلے مرید تھے) سے متعلق ہوئی۔ حکیم نور الدین ایک عالم ہوشیار اور محنتی آدمی تھے۔ بانی سلسلہ کی آخری وصیت کے مطابق جماعت احمدیہ کے امور ایک کمیٹی کے ماتحت رکھے گئے۔ جس کا نام صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اور جسکو (اگرچہ وصیت میں صریح طور پر اس کا مذکور نہیں۔ مگر ہر شخص یہی سمجھتا تھا) جماعت کے منتخب سردار یعنے خلیفۃ المسیح کے ماتحت کام کرنا ہو گا۔ نور الدین اپنی خلافت کی وجہ سے ناجائز اختیارات برتنے سے پرہیز کرتے رہے اور اپنے آپ کو فقط ایک فاؤنڈر انجمن کا سمجھتے رہے۔ باوجودیکہ جماعت کے بانی کی جاذب ہستی اب موجود نہ تھی۔ تاہم اس روش کی وجہ سے جماعت خاصی ترقی کرتی رہی۔ مگر جوں جوں وقت گذرتا گیا پھوٹ کے آثار نمایاں ہوتے گئے۔ ۱۹۱۳ء میں جب [illegible] میں کانپور کی مسجد کے متعلق شورش پھیلی۔ تو جماعت احمدیہ کی پھوٹ پہلی دفعہ نمایاں طور پر ظاہر ہوئی۔ اسوقت اس کے متعلق سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ اور ان لوگوں میں جنہوں نے اس مضمون کے متعلق اپنے خیالات کا بہت جوش سے اظہار کیا تھا۔ خواجہ کمال الدین (جنہوں نے تھوڑے ہی دنوں سے انگلستان میں ایک اسلامی رسالہ کا اجرا کیا تھا) بھی تھے۔ چونکہ خواجہ کمال الدین کا یہ فعل مرزا غلام احمد صاحب کی اس تعلیم کے کہ ان کے مرید ہر طرح کے سیاسی جھگڑوں سے بالکل الگ رہیں۔ اور اپنی پوری طاقت صرف مذہبی پہلو پر خرچ کریں۔ بالکل مخالف پڑتا تھا۔ اسلئے یہ امید کی جاتی تھی۔ کہ جماعت احمدیہ کے بعض افراد خواجہ صاحب کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ چنانچہ احمدیہ اخبار "الفضل" نے جس کے مدیر مرزا غلام احمد صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادہ تھے۔ خواجہ صاحب کے اس فعل کے خلاف بڑے زوردار الفاظ میں لکھا بیشتر اسکے کہ جماعت احمدیہ کا یہ اندرونی جھگڑا بڑھنے پاتا۔ لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند کے فیصلہ سے اصل تنازعہ کی جڑ ہی کٹ گئی۔ تاہم جماعت احمدیہ

سکتے۔ اور ان دنوں میں کا فاصلہ جیسے صاحبزادے کے متعلق ہو کر نفرت پیدا ہو گئی کہ ان کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کے صاحبزادہ ہوتے ہوئے ... مزا شاعت ذریعہ ... دوسری طرف اکثر کنزرویٹو احمدیوں نے یہ محسوس کیا کہ خواجہ کمال الدین اور ان کی پارٹی نے سیاسی تنازعات میں عام مسلمانوں کا ساتھ دیکر اور آل انڈیا مسلم لیگ کی شمولیت اختیار کر کے جسے خود مرزا صاحب زہر آلود سمجھتے تھے۔ بانی سلسلہ سے بغاوت اختیار کی ہے۔

عام طور پر موخر الذکر (لاہوری) ان اختلافات کو جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ہیں۔ گھٹاتے ہیں۔ لیکن قادیان والے انہیں اصولی سمجھتے ہیں۔ یہ بات بہت طرح سے واضح ہے۔

قادیان والے اب تک حضرت مرزا صاحب کے ان حکموں کو کہ سچے احمدی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ غیر احمدیوں کے جنازوں میں شریک نہ ہوں۔ اور غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہ دیں۔ ان کی لڑکیاں بے شک لیں۔ قابل عمل سمجھتے ہیں۔ اور ان پر بہت زور دیتے ہیں۔

لیکن اب لاہوری یہ یقین رکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے یہ احکام صرف احمدیت کے زمانہ آغاز تک ہی قابل عمل تھے۔ اور مختص الوقت تھے۔ ان کی تصنیفات اور مشنری کاموں میں مرزا صاحب کے دعاوی اور ان کی ذات (والاصفات) کا کہیں پتہ نہیں۔

قادیان کی انجمنیں اس چندہ پر چلتی ہیں۔ جو سارے ہندوستان کے احمدی بھیجتے ہیں۔ علاوہ اس چندہ کے ہر مخلص احمدی سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ترکہ کا کم از کم دسواں حصہ وصیت کر جائے۔ قادیان کی جماعت عام مسلمانوں کے سامنے دست سوال ہرگز نہیں پھیلاتی۔

لاہوری گروہ کے لیڈروں اور واعظوں کی اپیل عام مسلمانوں کی طرف ہوتی ہے۔ اور انہیں اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے۔ کہ آپس کے تنازعات کو بھلا دیں۔ اور ساری دنیا میں اسلام پھیلانے کی متفقہ کوشش کریں۔

میں نے ۱۹۱۶ء میں قادیان جاکر حالانکہ اسوقت

احمدؑ کی وفات کو ۱۰ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ ایک ایسی جماعت دیکھی۔ جس میں مذہب کیلئے وہ سچا اور زبردست جوش تھا۔ جو ہندوستان کے عام مسلمانوں میں آج بالکل مفقود ہے۔ قادیان میں اگر انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایک مسلمان جیسے عام مولویوں سے بوجہ ان کی جہالت اور بے ایمانی کے جن کے نزدیک مذہب بلحاظ تاریخ صرف ایک گذشتہ ہستی اور بلحاظ جغرافیہ کے دور دراز شہر ہے۔ نفرت پیدا ہوگئی ہو۔ محبت اور ایمان کی وہ روح جسے وہ عام مسلمانوں میں بے فائدہ تلاش کرتا رہا۔ پا لیا ہوگا۔

خواجہ کمال الدین اور انکے مرتد ساتھی اسقدر دنیا کے بندے ہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو برخلاف وابستگان قادیان کے تقاضا مذہبی معاملات میں بکلی سنبھال نہیں کر سکے۔

اب یہ یقینی نظر آتا ہے کہ لاہوری پارٹی ہندوستان کے عام مسلمانوں کے اس فرقہ میں جس کا نام آل انڈیا مسلم لیگ ہے۔ جذب ہو جائیگی۔

لیکن قادیان کی جماعت وسیع دائرہ اسلام کی ایک مستقل اور غالباً بڑھنے والی قوت کی شکل میں رہیگی۔

چندہ مستورات

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے ماتحت بعض انجمنوں میں چندہ مستورات کا خاص طور پر انتظام کیا گیا ہے۔ مگر بہت سے مقامات پر اس چندہ کی طرف توجہ نہیں ہوئی ہے۔ امید ہے۔ کہ کل سال ہر جگہ یہ انتظام مکمل ہو جائیگا۔ اور اگر مرد اس کی طرف کم توجہ کرینگے۔ تو خود مستورات اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر مکمل کر دینگی۔ بلکہ خود مردوں کو بھی اپنے عمدہ نمونہ سے چوکس کرینگی۔ مستورات کا چندہ متعدد مقامات پر باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ لیکن لدھیانہ سے ایک خاص رپورٹ پہنچی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس انجمن کی مستورات دصولی چندہ میں مردوں کی تحریک کی مطلق محتاج نہیں رہی ہیں۔ بلکہ اکثر موقعوں پر انہوں نے اپنے عمدہ طریق عمل سے خود مردوں کو بھی امداد پہونچائی ہے۔ مردوں کے چندہ سے اس انجمن کی مستورات کے چندہ کی نسبت اوسے کی نیتی ہے۔ نقد چندہ کے علاوہ خود صیانہ کے زنانہ دار ڈے کے لئے عہد چندہ دیا ہے۔ اور جلسہ سالانہ کے لئے لالٹینیں جو جماعت لدھیانہ نے فراہم کی ہیں۔ انہیں مستورات کا حصہ ہو گا۔ غرض اس جماعت کی مستورات اپنی باقاعدگی میں اپنی دوسری بہنوں کے لئے ایک نہایت اچھا نمونہ ہیں۔

آپس میں جلسے بھی کرتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کو مناسب موقعوں پر دعوت کر کے ملاقات بڑھا کر تقریر و ترغیب میں مصروف رہتی ہیں۔ اور یہ مردوں کی دینی دلچسپی معلوم کرتی اور بڑھانے کی تحریک کرتی ہیں۔

امید ہے کہ اور مقامات کی بہنیں بھی اسی طرح خدمت دین میں حصہ لینگی۔ والسلام

نیاز مند ناظر بیت المال۔ قادیان

ایک حافظ قرآن

ایک حافظ قرآن جو آنکھوں سے نابینا ہیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ اور کچھ صرف و نحو عربی بھی جانتے ہیں۔ متلاشی روزگار ہیں۔ یا حافظ صاحب کی ایک بیوی (جو وہ بھی نابینا ہے) اور لڑکا ہے۔ اگر کسی صاحب یا انجمن احمدیہ کو بچوں کو قرآن شریف حفظ کرانے کے لئے ضرورت ہو۔ تو ان کو بلالیں۔ کھانا اور متفرق اخراجات کے لئے کچھ نقدی پر وہ رہ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق بہت جلد امور عامہ سے خط و کتابت کی جائے۔ ناظر امور عامہ قادیان

تلاش عزیز

میرا لڑکا شریف احمد عمر ۱۲ سال رنگ گندم چشم موٹی۔ قد میانہ ایک ٹانگ پر کتے کے کاٹنے کا داغ ہے۔ پرائمری انگریزی پاس شدہ۔ دار الصناعت سیالکوٹ سے نومبر شروع سے مفقود الخبر ہے۔ اگر کسی بھائی کو اس کا پتہ لگے۔ تو مجھے اطلاع دیں۔ بہت ہی ممنون ہونگا۔ خاکسار اللہ دتا۔ درگا لوہار۔ صدر سیالکوٹ

بزم محمودؑ

(از نائب ایڈیٹر)

یہ نظم ۲۶ر اکتوبر ۱۹۲۲ء بروز جمعہ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں بحضور خلیفۃ المسیح (پڑھی گئی تھی)

بزم محمودؑ کا نقشہ دیکھو ۔۔۔ شان معبود کا جلوہ دیکھو

عرش سے نور اترتا دیکھو ۔۔۔ رنگ سے کفر کا اڑتا دیکھو

کون بیٹھا ہے سر سجادہ ۔۔۔ جسکے کس نور کا چہرہ دیکھو

باغ عالم میں بہار تازہ ۔۔۔ جسکے دم سے ہے ہرا پودا دیکھو

تم نے احمدؑ کو نہیں گر دیکھا ۔۔۔ آؤ! محمود سا بیٹا دیکھو

پیکر نور نظر آتا ہے ۔۔۔ میری آنکھوں سے تماشا دیکھو

سر سجادہ جوان رعنا ۔۔۔ دلربا شان سے بیٹھا دیکھو

آنکھ نیچی ہے نہاں ہے خاطر ما ۔۔۔ اسے تلقین میطرف دیکھو

بدر کامل کا نہیں میں سنکر ۔۔۔ دیکھنے والو! یہ چہرہ دیکھو

قلب جاتی ہے کہ اک منبع نور ۔۔۔ اس سے بہتا ہوا دریا دیکھو

اسکے الفاظ میں تاثیر تضاد ۔۔۔ مرگ غیر اور مرا احیا دیکھو

بزم محمود میں اصحاب مسیحؑ ۔۔۔ چاند کے گرد ہے ہالا دیکھو

ساری دنیا کو سمجھتا ہے حقیر ۔۔۔ اس کے مجنون کا تماشا دیکھو

کس کی فرقت میں مرا دل بیکار ۔۔۔ ہو گیا تھا جیسے مرا لا دیکھو

(قطعہ بند)

وہ نہ آتا تو یہ کھویا جاتا ۔۔۔ کس کی آمد نے بچایا دیکھو

کر دیا جس نے منور دل کو ۔۔۔ سر سے مردہ ہوئی زندہ دیکھو

کس کی زلفوں میں الجھنے کیلئے ۔۔۔ اڑ رہا ہے دل شیدا دیکھو

میرے پہلو سے ہوا دل غائب ۔۔۔ کبھی فتراک میں اٹکا دیکھو

لطف ساقی سے خرابات نشین ۔۔۔ صاحب ہوش سے گویا دیکھو

ہے یہ وہ بزم مقدس جس میں ۔۔۔ عقل کا پاؤں الجھتا دیکھو

آپ کی ایک دعا کا طالب ۔۔۔ یہ کھڑا ہے یہ سوالا دیکھو

طالب وصل الٰہی ہے شہاب

اے خداوندا! خدارا دیکھو

آریہ سماج سے مطالبہ

عرصہ قریباً چوالیس ۴۴ سال کا ہوا کہ قادیان میں پنڈت کھڑک سنگھ صاحب آریہ مبلغ سب سے پہلے تشریف لائے تھے اور دیگر آریوں کی طرح لاف زنی کرتے تھے اور دعوے کرتے تھے کہ وید ہی سب ست ودیاؤں کا پستک ہے لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ سے اپنی لاف زنیوں کے جواب میں زبردست تقریریں سنیں تو لاجواب ہو کر ایسے شرمندہ ہوئے کہ آریہ دھرم سے دست بردار ہو گئے مگر شرم کے اسلام کو نصیب ہوا لیکن عیسائی ہو گئے۔ اور آریہ دھرم کے خلاف چند زبردست لیکچر چھپا کر شائع کئے۔

اب ہم اسی قدیم چیلنج کو جس نے اس وقت آریہ سماج اور پنڈت کھڑک سنگھ کو خاموش کر دیا تھا پھر آریہ صاحبان کے سامنے پیش کر کے عرض کرتے ہیں کہ اگر واقعی وید مقدس ست ودیاؤں کا پستک ہے تو ہمیں اس مدلل مطالبہ کا جواب ملنا چاہیئے۔

کچھ عرصہ ہوا کہ میں نے یہی مضمون (عظمت القرآن) آریوں کے سامنے پیش کیا اور بطور قرضہ کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ میں نے کہا کہ اخبار پرکاش یا آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے ہی اس کا جواب دلایا جاوے۔ لیکن ان کے رویہ نے ظاہر کر دیا کہ آریہ سماج قرآنی خوبیوں اور دلائل کا مقابلہ وید پستک اور دیگر کتب سماوی کی مدد سے بھی نہیں کر سکتی۔ اب میں اس رسالہ عظمت القرآن کا وہی مطالبہ اختصار سے درج اخبار کرتا ہوں شاید یہ آریہ صاحبان اور دیگر متلاشیان حق کو فائدہ پہنچاوے۔

(۱) اول یہ کہ اس روشنی کے زمانہ میں صرف قرآن شریف ہی ایک الٰہی آسمانی کتاب ہے جو بنی نوع انسان کی ضروریات اور اصلاح خلق کیلئے کافی اور کامل ترین ہے اور موجودہ خرابیوں اور ظلمتوں کیلئے اس میں جو ہدایات اور احکام مع بیان ان سب کے قرآن شریف عقلی دلائل اور براہین قائم کرتا ہے اور کوئی دعوے اور حکم بلا دلیل کے پیش نہیں کرتا۔ لیکن دوسری سماوی کتب مثل وید توریت انجیل وغیرہ مثل کتھا کے ہیں جو عقلی دلائل اور براہین قاطعہ سے محض بے نصیب اور تہیدست ہیں۔ قرآن شریف ایسی مفصل اور مدلل کتاب ہے کہ اس کی طرح وید میں نہ انجیل و توریت میں یہ طاقت ہے کہ کسی فرقہ مخالف کا رد - دہریہ - طبیعیہ - ملحد - منکر الہام - منکر نبوت کی تردید اور نیز بت پرست وغیرہم کا ابطال عقلیہ دلائل سے کیا ہو۔ قرآن شریف کے مقابل میں دوسری کتابیں مثل مردہ کے ہیں کہ جس میں ایمان نہ ہو۔ لیس امید نہیں کہ ایسی کامل مدلل اور مکمل کتاب کے ہوتے ہوئے انسان کسی اور کتاب کی طرف اصلاح نفس کیلئے توجہ کرے۔

(۲) قرآن شریف اگرچہ چھوٹی سی کتاب ہے جو لاکھوں افراد کو از بر یاد ہے لیکن اس میں اس قدر احکام اور اس قدر ہدایتیں موجود ہیں کہ اتنی ہدایتیں اور احکام مع ادلہ کاملہ وید انجیل و توریت میں ہرگز نہیں اگر ہیں تو آریہ صاحبان اور پادری صاحبان ان احکام اور ہدایتوں کو اپنی اپنی کتابوں سے مع پتہ و نشان نکال کر شائع کریں۔ جو رسالہ عظمت القرآن میں ۴۵ برس سے شائع و متعارف ہیں اگر وہ احکام ان کے نزدیک غلط اور غیر صحیح ہیں تو ان کا ابطال بحوالہ اپنی الہامی کتابوں کے شائع کریں۔ اور لکھیں کہ فلاں احکام صحیح نہیں بلکہ اس کے بجائے فلاں فلاں احکام مع ادلہ کاملہ موجود ہیں۔

(۳) جس قدر نئے مذاہب باطلہ اور موجودہ زمانہ کی خرابیاں انسانی ترقی کی سد راہ ہیں یا اور نئے مذاہب باطلہ جو آئندہ زمانہ میں پیدا ہونگے ان سب کی تردید عقلیہ دلائل سے قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن شریف کا یہ لاثانی اور عظیم الشان معجزہ ہے۔ کہ جو مذاہب باطلہ انیسویں اور بیسویں صدی میں پیدا ہوئے ان کی تردید مع ادلہ کاملہ اور براہین ساطعہ قرآن شریف میں ۱۳۰۰ سال سے موجود ہے۔ جو ہم بحوالہ نمبر و سطر پیش کر سکتے ہیں۔ (اور ہم پیش کرنے کو) تیار اور مستعد ہیں (لبفضلہ تعالیٰ) لیکن اس کے مقابلہ میں دوسری کتابیں اور ٹریڈیشن کے رنگ میں ضعیف اور کمزور ہیں جو فی الواقعہ مردہ کے حکم میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ختم المرسلینؐ پر ایسا جامع کلام نازل ہوا۔ جس کے بعد نہ نئی کتاب کی ضرورت رہی نہ نئی شریعت ہی کی حاجت۔

اس میں شک نہیں کہ دوسری کتابیں وقتی اور مکانی ضروریات کی خاطر نازل ہو کر عرصہ ہوا کہ اپنا فرض ادا کر چکیں اب موجودہ زمانہ کے لئے عالمگیر ضروریات کو ہرگز پورا نہیں کر سکتیں اور مزید براں اب محرف مبدل ہونے کی وجہ سے اور بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گئیں۔

پنڈت کھڑک سنگھ اور پنڈت دیانند صاحب دونوں کو اس چیلنج میں مخاطب کیا گیا تھا۔ مگر وہ بھی ناکام رہے۔ ہم نے اکثر آریوں اور عیسائیوں کو دیکھا ہے کہ وہ بعض مسائل اور احکام جنہیں وہ اپنی الہامی کتب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ان کے ثبوت اور دلائل اپنی ناقص عقل اور تجربہ سے دیتے ہیں۔ اور اپنی الہامی کتابوں سے انہیں دلائل نہیں ملتے۔ اس لئے خجلت اٹھاتے ہیں۔ مگر اپنی طرف سے دلائل دینا گویا مردہ کو سہارا دیکر کھڑا کرنا ہے اور اس بات کا اقرار کہ ہماری کتابیں دلائل اور براہین سے بے نصیب ہیں۔

اس زبردست چیلنج کو ٹالنے کے لئے اکثر پادری اور مہاشے اپدیشک خارج از بحث امور اور مسائل پر اعتراض کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ تاکہ پردہ پوشی ہی رہے۔ پس اس مطالبہ کو نظر انداز کر کے اسلام و قرآن شریف پر اعتراض کرنا ایسی حماقت ہوگی۔ جیسے ایسی معقول بحث اور مطالبہ کے دوران میں ہماری طرف سے مسئلہ نیوگ لے بیٹھنا غلطی ہوگی۔ پس مطالبہ کا جواب یہاں اصل مطالبہ کا جواب بحوالہ وید منتر دیا جاوے۔ اور پبلک کو مشکور فرمایا جاوے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

عبدالرحمن (مہر سنگھ) عفی عنہ از قادیان

سلہ یہ زبردست مضمون جو قرآن شریف کی عظمت اور دوسری سماوی کتب سے اعلیٰ اور برتر ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے ۱۸۸۶ء میں تمام آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں شائع کیا تھا۔ اسے دوبارہ مولوی عنایت اللہ صاحب تاجر کتب قادیان نے چھاپا ہے۔ قیمت ۱ر

آیۂ وخاتم النبیین کا صحیح مفہوم

تصدیق احمدیت از مولانائے رومؒ

باخبر اصحاب سے مخفی نہیں ہے۔ کہ جس طرح ہمارے مخالفین عقیدہ ختم نبوت کو آیہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ سے استدلال کرتے ہوئے قرار دیتے ہیں کہ بعد محمد صلعم کے اب آئندہ ہمیشہ کے لئے باب نبوت وحی بند ہو چکا ہے۔ اسی طرح احمدی علماء بلحاظ سیاق و سباق و ربط کلام ثابت کرتے ہیں۔ کہ بجائے مطلق ختم نبوت کے اس آیہ سے آنحضرت صلعم کی ذات پر جملہ مراتب الکمالات نبوت کا ختم ہونا مراد ہے۔ یعنی آپ ایک نہایت عظیم الشان رسول اور بے نظیر کامل نبیؐ ہیں۔ مختصراً یہ کہ اس آیہ کے پہلے حصہ سے جس طرح ہر امت کو مخاطب کر کے آنحضرت صلعم کے جسمانی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے جس سے ایک قسم کی مایوسی اور تشویش پیدا ہو سکتی تھی۔ دوسرے حصہ سے جو حرف لکن کے بعد مذکور ہے۔ اس کی تسلی بخش تلافی یوں کر دی کہ آنحضرت صلعم تمہارے روحانی باپ ضرور ہیں اگر تم میں طلب صادق ہے۔ اور محبوب خدا بننا چاہتے ہو۔ تو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلو۔ اور حسب توفیق اجر و انعام پاؤ۔ لیکن ہمارے مخالف ہیں کہ مارے تعصب کے ہماری ہر ایک بات کو خلاف عقیدہ اسلام جانتے ہیں۔ چنانچہ امر عقیدہ ختم نبوت میں بھی وہ جانتے ہیں کہ گویا نعوذ باللہ ہم احمدی قرآن کے منکر اور نبی کریم صلعم کی شان اور عظمت ختم نبوت میں رخنہ انداز ہو گئے ہیں۔ حاشا وکلا۔

خداوند کریم ہمارے مخالفین کو ہدایت کرے کاش کہ ایسے بدگمانوں کو قرآن و حدیث کے مطالب پر حاوی ہونے کا موقعہ نہیں مل سکا۔ تو اپنے بعض علمائے دین کی تصانیف و ملفوظات پر ہی کم از کم عبور ہوتا۔ زیفین ہے کہ وہ ناحق ایک دم ہی ہمارے عقاید پر استہزاء طیرت زدہ ہو کر سیخ پا و برافروختہ نہ ہوا کرتے۔ مثلاً دیکھئے اسی مسئلہ ختم نبوت اور آیہ خاتم النبیین کی مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ جیسے مسلم بزرگ نے بھی وہی تشریح ارشاد فرمائی ہے۔

اور پھر بکمال صراحت و وضاحت۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

بہر ایں خاتم شدست او کہ بجود ✤ مثل او نے بود نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست ✤ نے تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست

یعنی نبی کریمؐ اس لئے خاتم ہوتے ہیں کہ بخشش میں ان کی مانند کوئی پہلے ہوا اور نہ آئندہ ہی ہوگا۔ دیکھو جب کوئی کاریگر کسی صنعت میں سبقت لے جاتا ہے۔ تو تم لوگ اسکو یہ کہتے ہو کہ نہیں؟ کہ (اجی) یہ کاریگری تم پر ختم ہو گئی ہے

در کشاد ختمہا تو خاتمی ✤ در جہان روح بخشان حاتمی

مولانا نے پہلے تو فرمایا تھا کہ حضرت خاتم النبیین صلعم بوجہ فیض رسانی و تکمیل مدارج کمالات روحانی کے خاتم ہیں یہاں فرماتے ہیں کہ طالبان ہدایت کے قلوب پر جو لگی استعداد کے جو مہریں لگی ہوئی تھیں۔ ان مہروں کے کھولنے دینے میں بھی آپ خاتم ہیں یعنی سب امتوں کے لئے ہادی کامل و اکمل آپ ہیں ✤ اور مردہ دلوں کو روح بخشنے والوں یعنی انبیاء کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں آپ بلحاظ عطا و جود و سخا کے حاتم ہیں

صد ہزاراں آفریں بر جان او ✤ بر قدوم و دور فرزندان او

آں خلیفہ زادگان مقبلش ✤ زادہ اند از عنصر جان و دلش

ہزاروں لاکھوں آفریں آپ کی جان پاک پر آپ کی بعثت مبارک اور آپ کے بعد آپ کے روحانی فرزندوں آپ کے شاہزادے بلند اقبال آپ کے عنصر خاکی سے نہیں یعنی اولاد نسبی مراد نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے روح و دل کے پاک عنصر سے پیدا ہوتے ہیں یعنی روحانی اولاد ہیں۔ اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد

گر ز بغداد و ہری یا از ریند ✤ بے مزاج آب و گل نسل وے اند

شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل است ✤ خم مُل ہر جا کہ جوشد ہم مُل است

یعنی نسبی اولاد کی طرح یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ فرزندان و خلیفہ زادگان آپ۔ کہ ہم وطن ہی ہوں۔ بلکہ خواہ وہ بغداد کے ہوں یا ہرات کی خاک کے یا رے کے باشندے ہوں۔ پانی مٹی کے میل ملاپ کے سوا بھی آپ کی نسل میں۔ یعنی روحانی اولاد ہیں۔

دیکھو پھول کی ٹہنی اپنے پھول کے پودہ سے کٹ کر جہاں بھی لگے گی پھول ہی ہوگی۔ خم شراب کا جہاں بھی جوش مارے شراب ہی ہے۔

اسی طرح وہ فرزندان روحانی خواہ کسی ملک و قوم کے کیوں نہ ہوں۔ پھر بھی وہ آپ ہی کی نسب میں شمار کئے جائیں گے

گر ز مغرب بر زند خورشید سر ✤ عین خورشید است نے چیزے دگر

یعنی اگر سورج جو ہمیشہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے مغرب کی طرف سے جا نکلے پھر بھی خورشید ہی ہے۔ نہ کہ کوئی اور دوسری چیز جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ مہدی کا ظہور ہندوستان کفرستان میں کہاں۔ ان کا ظہور تو بیت المقدس یا مدینہ یا مصر میں ہونا چاہیئے۔ وہ مولانا کے ان ابیات شیریں تر از قند و نبات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

دیکھو مثنوی شریف دفتر ششم حکایت سوال کردن سائل واعظے را کہ مرغ بر سر دیوار شہرے نشست الخ صفحہ ۹ مطبوعہ چھاپ قدیم بمبئی ۱۲۶۶ھ

(خادم حسین خادم)

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب لالہ؟ اوم چند صاحب منصف

درجہ اول ضلع سیالکوٹ

کرم چند ولد جگت رام قوم مہاجن ساکن صابیج پور بدعی	بنام	جو ہڑا ولد تتھو قوم سانسی پیشہ وانی ساکن رڑکالہ مدعا علیہ

$$\frac{۶۶۲}{223/0/0}$$

بنام جو ہڑا ولد تتھو قوم سانسی پیشہ واہی ساکن رڑکالہ مدعا علیہ

ہرگاہ بمقدمہ مندرجہ بالا عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے اس کے برخلاف اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور روبرو ۲۲ کو بوقت ۱۰ بجے صبح کے حاضر عدالت نہ ہو کر جوابدہی و پیروی مقدمہ کی نہ کریگا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ الخ

(مہر عدالت)

THE ALFAZL QADIAN

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا | اب گیا وقت خزاں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر: ... اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان۔

نمبر ۳۳ | مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۲۱ء | یکشنبہ | مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے احکامات جلد حاصل کرنے اور کام میں سہولت پیدا کرنیکے لئے دفاتر میں ٹیلیفون لگانے کا جو لائسنس حاصل کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق فی الحال حضور کے دفتر اور دفتر تالیف و اشاعت و ڈاک میں ٹیلیفون لگ گیا ہے۔

۱۷ تاریخ پرنس آف ویلز کی آمد کے دن قادیان کے ہندوؤں سکھوں اور غیر احمدیوں نے مکمل ہڑتال کی لیکن ہماری جماعت کے کسی فرد نے اس میں کوئی حصہ نہ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے خوش آمدید کا تار پرنس آف ویلز کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اور اس تقریب کی خوشی میں غربا کو کھانا کھلایا گیا۔

جماعت احمدیہ اپنے امام کے حضور

ہر مصیبت میں وفا کرنے کو تیار ہیں ہم
ساری دنیا کے خفا کرنے کو تیار ہیں ہم

دل میں رہ جائے نہ محمود کوئی تیرے امنگ
زندگی تجھ پہ فدا کرنے کو تیار ہیں ہم

جس طرح چاہے جہاں چاہے تو چاہے کہدے
جو کہے تو بجا لانے کو تیار ہیں ہم

چھوڑ کر خویش و اقارب کو چلے جائینگے
حق تبلیغ ادا کرنے کو تیار ہیں ہم

سر میں ہے جوش جنوں دل میں ہے نور یقین
کفر و بدعت کے فنا کرنے کو تیار ہیں ہم

صبر کرنے نہیں دیتی ہیں بیتابی دل
حشر دنیا میں بپا کرنے کو تیار ہیں ہم

دل تو مدت سے کیا تیرے حوالے پیارے
جان بھی تن سے جدا کرنے کو تیار ہیں ہم

"مال کیا چیز ہے اور جاں کی حقیقت کیا ہے
آبرو تجھ پہ فدا کرنے کو تیار ہیں ہم"

شرم تو ہم سے گنہگار کی رکھنا یارب
دعوی عشق و وفا کرنے کو تیار ہیں ہم

کوئی کلفت نہ رہے آپ جو اپنا کہدیں
درد کی تجھ سے دوا کرنے کو تیار ہیں ہم

اخبار احمدیہ

لنکا میں تبلیغ احمدیت

لنکا کے مختلف شہروں میں ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے نے انگریزی میں لیکچر دئیے۔ جو احمدی اخبار Message میں چھپ چکے ہیں۔ اور قریبًا تیس ہزار تعلیم یافتہ افراد تک پیغام مسیح موعود پہنچا دیا گیا ہے۔ لارڈ بشپ صاحب کولمبو اور پادری ریورینڈ لک کاک ایم اے اور ریورینڈ ایچ اے فیلڈ ایم اے وغیرہ دعویداران لنکا کو اس امر کا چیلنج دیا گیا ہے۔ کہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے وفات مسیح اور صداقت مسیح موعود پیر یا بذریعہ پرچہ ایک مخالف سے بحث کرنے کو طیار ہیں۔ چیلنج حسب ذیل ہے:۔

اے آسمان! تو گواہ رہ کہ میں نے اپنا فرض تبلیغ باشندگان لنکا کو پہنچا دیا۔ اور اپنے متواتر لیکچروں کے ذریعہ کھول کر بتلا دیا کہ دنیا کا مصلح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے امام مہدی و مسیح موعود ہے۔ اور بدھ مذہب والوں کے لئے میتریا بدھ ہے۔ اور ہندوؤں کے لئے کرشن رودرگوپال ہے۔ آچکا۔ اور اپنا کام کر گیا۔ اور یہ کہ وہ تمام علامات جو مذکورہ بالا مذاہب کی کتب مقدسہ میں مندرج ہیں وہ پوری ہوچکی ہیں۔ اور معین وقت اور ضرورت کے وقت جری اللہ فی حلل الانبیاء آگیا۔ اور وہی مقدس وجود تھا۔ جو تمام مذاہب کے لئے حکم اور عدل ہوکر آیا اور تمام مذاہب کے بانیوں نے اس مقدس مصلح کی آمد کے بارے میں جو پیشگوئیاں کی تھیں۔ وہ سب پوری ہوچکی ہیں۔ اور اس مصلح ربانی نے زندہ مذہب اسلام پیش کیا۔ اور زندہ خدا ثابت کیا۔ جو کروڑوں نگاہوں سے دور اور پوشیدہ ہے۔

میں اب ریورینڈ فادر لک کاک ایم اے بالقابہ ریورینڈ ایچ اے فیلڈ ایم اے بالقابہ اور لنکا کے مولویوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ہمت ہے۔ تو جو کچھ میں نے حضرت عیسےٰ اور عیسائیت اور مسیح موعود کے بارے میں اپنے سلسلہ تقاریر میں کہا ہے اس کے دلائل کے ساتھ تردید کریں۔ میں نے اپنے آخری دو لیکچروں میں ثابت کر دیا۔ کہ حضرت عیسےٰ فوت ہوگئے۔ جن کا مزار سرینگر محلہ خانیار کشمیر میں موجود ہے۔ اور آنیوالا آگیا۔ جیسے یوحنا بپتسمہ دینے والا ایلیا نبی کا بروز ہوکر آیا تھا۔ اور کہ احمد قادیانی نے ایسے زبردست اور آسمانی نشان دکھائے جو طاقت اور شوکت میں مسیح ناصری کے معجزات سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔

اے مغربی مشنری صاحبو اپنے ضمیر قلب سے فتویٰ لیکر باطل کو ترک کردو۔ اور حق کو قبول کرو۔ لیکن اگر اب بھی اپنی لیاقتوں اور علوم کو خلق اللہ کی گمراہ کرنے میں صرف کروگے۔ تو پھر ان سب جانوں کا گناہ جنہیں آپ گمراہ کرینگے۔ آپ کی گردن پر ہوگا۔ اے خدا تو گواہ رہ کہ میں نے حق پہنچا دیا۔ عبدالرحمٰن عفا اللہ عنہ

حافظ، درزی، نائی یا طبیب

اگر کوئی جفاکش سفید رنگ نوجوان جو قرآن کریم کے حافظ ہوں سادہ درزی یا نائی یا طبیب کا پیشہ جانتے ہوں تو وہ اللہ تعالےٰ کے لئے اس ملک میں جلد آنے کا ارادہ کریں۔ خدا انکی روزی کا سامان کر دیگا۔ ایسے لوگ بہت کچھ روپیہ بھی کما سکیں گے۔ اور سفید بھی ہوں قرآن پاک کے حفاظ کی بہت ضرورت ہے۔ اگر کوئی صاحب حافظ نہ بھی ہوں۔ عربی جانتے ہوں اور پیشہ ور ہوں وہ بھی آسکتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی درخواستیں حضرت خلیفۃ المسیح کے ناظر تالیف و اشاعت کو بھجوائیں۔ اور عاجز کو بھی اطلاع دیں۔ مگر جاپان کو لید دُعا و نگا محتاج مسافر نیر

تصحیح

الفضل نمبر ۶ ۳ کے صفحہ ۲ پر جو "اعلان نکاح" درج ہوا ہے۔ وہ غلط ہے۔ صحیح یوں ہے۔ کہ حکیم محمد ابراہیم صاحب نے حکیم شاہنواز کا نکاح پڑھا۔

جلسہ سالانہ کے متعلق نہایت ہی قابل توجہ اعلان

میں نے اخبار الفضل کے ذریعہ آٹے کے متعلق تحریک کی تھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمام حصص جو مطلوب تھے وہ احباب نے پورے کردئیے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء اسی طرح گھی۔ لکڑی۔ دالیں اور گوشت وغیرہ کا انتظام ہوچکا ہے۔ اور جلسہ کے بڑے اخراجات سے بھی حضور میں خدا کے فضل سے فارغ ہوچکا ہوں۔ لیکن ان اشیاء کے علاوہ اور بہت سے اخراجات ہیں۔ جنھیں متفرق اخراجات کہا جاسکتا ہے۔ جن کی مختصر سی تفصیل بطور نمونہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ (۱) کیہ و کھوری کا خرچ (۲) لکڑی کٹوانے کا خرچ (۳) اسباب کے ٹھکانے کا خرچ (۴) مزدوروں کی مزدوری (۵) لکڑی کا کرایہ (۶) چٹائیاں لکڑیاں وغیرہ (۷) مکانوں کے لیپ کا خرچ (۸) گڈوں کا کرایہ۔

غرض ان متفرق اخراجات پر بھی بہت سا روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اسلئے میں ایک تجویز اس کے متعلق احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ وہ میرا یہ نوٹ ملاحظہ فرماکر ایک ایک روپیہ فی آدمی دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں بھیجدیں۔ خواہ بذریعہ منی آرڈر اور خواہ ایک روپیہ کے ٹکٹ لفافہ میں رکھ کر بھیجیں یہ چندہ صرف ان لوگوں سے نہیں مانگا جاتا۔ جنھوں نے آٹے وغیرہ میں حصہ نہیں لیا۔ بلکہ یہ چندہ ہر احمدی بھائی سے طلب کرتا ہوں۔ خواہ وہ جلسہ کے لئے اس سے قبل کوئی چندہ دے چکے ہیں یا نہیں۔ اور چونکہ ایک تاریخ معین کردینے سے زیادہ اہتمام ہوا کرتا ہے اسلئے میں تمام احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ ہر صاحب ٹھیک یکم دسمبر ۱۹۲۱ء کو اپنی طرف سے ایک روپیہ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرمادیں۔ اور تصریح سے لکھ دیں۔ کہ یہ جلسہ سالانہ کے متفرق اخراجات کے لئے ہے۔ یکم دسمبر کو جمعرات کا روز ہوگا۔ سو سب صاحب جمعرات کو منی آرڈر بھیجدیں یا ٹکٹ اور جمعہ کے روز تمام سکرٹری صاحبان خوب اچھی طرح دریافت کرلیں کہ کوئی بھائی رہ تو نہیں گئے۔ اگر ایسا ہو تو جمعہ کے یا ہفتہ کے روز انکی طرف سے ایک ایک روپیہ بھجوادیں۔ اللہ تعالیٰ میری اس تحریک کو اثر عطا فرمائے اور احمدی احباب کے قلوب میں وسعت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

سید محمد اسحٰق افسر جلسہ سالانہ قادیان

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قادیان دارالامان ۲۱ نومبر ۱۹۲۱ء

مشکلات کی کسوٹی

ہم آگے بڑھینگے یا پیچھے ہٹینگے؟

جس طرح پہلے انبیاء کرام کی جماعتوں کو ہر قسم کی مشکلات اور تکالیف کا سامنا ہوا۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ کی قائم کردہ پہلی جماعتوں کو گوناگوں مصائب و آلام میں سے گذرنا پڑا۔ اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ بنائی ہوئی خدا تعالیٰ کی جماعت پر بھی مشکلات اور مصائب کے ایام آئے۔ اور اسے بھی تکلیف دہ حالات سے گذرنا پڑا۔ جن کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ اور اسوقت تک جاری رہے گا۔ جب تک خدا تعالیٰ اس جماعت میں داخل ہونے والوں کو بھی اسی معیار پر نہ پرکھ لے جو اس نے اپنے فرستادوں کے ذریعہ قائم ہونیوالی جماعتوں کے لئے رکھا ہوا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ کیا وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور جنہوں نے اپنے نام خدا کی جماعت میں داخل کرائے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ وہ آزمائش میں نہ ڈالے جائینگے۔ اور انہیں مشکلات اور تکالیف کا سامنا نہیں ہوگا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ان کو یقیناً ایسے ہی حالات میں سے گذرنا ہوگا۔ جن کے ذریعہ کھوٹے اور کھرے میں، بناوٹی اور حقیقی میں تمیز ہو کر کھڑا ہونے والے اور قائم رہنے والے ہیں اپنے دعویٰ میں جھوٹے اور سچے میں امتیاز ہو جاتا ہے۔ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین۔

پس چونکہ ہماری جماعت پر بھی مصائب اور آلام کا آنا لازمی اور لابدی تھا۔ اسلئے آئے۔ لیکن یہ بھی یقینی اور لازمی ہے۔ کہ کامیابی اور کامرانی بھی ہمیں حاصل ہو اور ہم خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے وارث بنیں۔ چنانچہ ہم نہ صرف اس کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ بلکہ ہر روز اس کا مشاہدہ بھی کر رہے ہیں۔ اور ہر موقعہ پر خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد اپنے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ ناحال ہمیں کوئی ایسی کامیابی اور کامرانی حاصل نہیں ہوئی۔ جسے ظاہرین اور دور بین لوگ بھی خاص وقعت کی نظر سے دیکھ سکیں۔ لیکن اسمیں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ ہم نے بحیثیت مجموعی مشکلات اور تکالیف برداشت کرتے ہوئے اس قربانی اور فداکاری کے ظاہر کرنے کا موقع نہیں پایا جس کے نتیجہ میں عظیم الشان اور ہر کس و ناکس کو نظر آنیوالی کامیابی حاصل ہوا کرتی ہے۔

لیکن اب وقت آگیا ہے۔ جبکہ کئی طرح کی مشکلات اور صعوبات کا کوہ گراں ہمارے سامنے کھڑا ہے۔ اور ہم نے خدا کے فضل کے بھروسہ پر اسے عبور کرکے میدان فتح مندی میں داخل ہونے کا عزم بالجزم کر لیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق بخشے۔ اور ہمارے پاؤں کو اس وادیٔ پرخار میں ثبات و استقلال عطا فرمائے آمین

اسوقت گرانی اور قحط سالی کی وجہ سے دنیا کی جو حالت ہو رہی ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کے باعث ایک شور قیامت ہے۔ جو اطراف عالم میں بپا ہے۔ جس کا اثر ہماری جیسی مختصر اور غریب جماعت پر بہت زیادہ پڑا۔ اور اسقدر پڑا۔ کہ ہمارا وہ کام جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ اور ہمارا وہ مقصد جو ہماری زندگی کا منتہا ہے۔ اسمیں روکاوٹیں پیدا ہوگئیں۔

اس نہایت نازک اور خطرناک حالت میں اور ان افسوسناک اور افسردہ کر دینے والے حالات میں ہماری جماعت کے کارکن اصحاب نے اپنے مقدس امام کی بے نظیر شخصیت کے [illegible] قربانی اور [illegible] کا ثبوت

دیا ہے۔ وہ ایسا بے نظیر ہے۔ کہ ہماری آئندہ نسلیں اس پر جس قدر بھی فخر کریں۔ بجا ہوگا۔ اور اپنے اسلاف کے اس فعل کو جس قدر بھی عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھیں۔ درست ہوگا۔

مرکز میں رہنے والے یا مرکز کے ماتحت باہر کام کرنے والے اصحاب کو گذارہ کے لئے جو کچھ ملتا ہے۔ اسے ملازمت پیشہ اصحاب کے مشاہروں سے پہلے ہی کوئی نسبت نہ تھی۔ معمولی معمولی کام کرنیوالوں کو جو کچھ ملتا ہے۔ وہ ہمارے بڑے بڑے کارکنوں کو بھی نہیں ملتا تھا۔ لیکن اسوقت جبکہ گرانی نے سخت خطرناک حالت پیدا کر رکھی ہے۔ اور بڑی بڑی آمدنیوں والے مشکلات اور مصائب کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور ہر جگہ اور ہر مقام پر اخراجات کی مشکلات پیش کرکے اضافہ کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ اور نہ صرف مطالبہ ہو رہا ہے۔ بلکہ اضافہ ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ اسوقت ہمارے ہاں جو سوال اٹھتا ہے وہ اضافہ کا نہیں۔ بلکہ تخفیف کا سوال ہے۔ اور اس سوال کا ایسا جواب تجویز ہو کر زیر عمل آگیا ہے۔ جو اسوقت تمام دنیا کے تختہ پر اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

یہ جواب بہت مفصل اور بہت طویل ہے۔ اور اگر مناسب اور ضروری سمجھا گیا۔ تو ممکن ہے۔ دوسرا صحبت بالتفصیل پیش کریں۔ ہم اسمیں سے صرف چند باتیں عرض کرتے ہیں ؛۔

(۱) قرار دیا گیا ہے۔ کہ سو روپیہ یا اس سے زیادہ مشاہرہ لینے والے اصحاب تین فیصدی ماہوار چندہ خاص دیں۔ اور اس کے علاوہ معمولی چندے بدستور دیں۔ جس کسی کو انجمن کی طرف سے مکان ملا ہوا ہے۔ اس کا ۵ فیصدی تنخواہ پر کرایہ وضع کرائے۔

(۲) جن کی تنخواہ ۴۰ اور سو کے درمیان ہے۔ وہ ۵ فیصدی ماہوار چندہ خاص وضع کرائیں۔ اور چندہ عام بدستور دیں۔

(۳) کسی کارکن کو ایک سال تک کوئی ترقی نہ دی جائے۔

(۴) پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ایک سال تک بند کر دی جائے۔

(۵) سفر خاص حالات میں اشد ضرورت پر کیا جائے۔

(۶) بیرونی مبلغین کو اپنا خرچ آپ برداشت کرنا چاہیئے اور جہاں ہوں۔ وہاں سے تبلیغی اخراجات وہیں سے مہیا کرنے چاہئیں۔ آئندہ انہیں کوئی رقم نہیں بھیجی جائیگی

(۷) دفاتر کے عملے بہت مختصر کر دئے گئے ہیں اسلئے کارکنوں کو پہلے کی نسبت زیادہ کام کرنا ہوگا۔

(۸) دفاتر کے اخراجات پہلے کی نسبت بہت گھٹا دئے گئے ہیں ؟

ان چند ایک موٹی موٹی باتوں سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ موجودہ حالات میں جماعت کے کارکن افراد نے ان باتوں پر عمل کرتے ہوئے کس قدر ایثار کا ثبوت دیا ہے ؟

بے شک جس مقدس جماعت کے یہ افراد ہیں اس کے کسی کارکن کو اپنی کسی بڑی سے بڑی قربانی پر بھی فخر کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے کسی پر احسان نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے مولا کی رضامندی حاصل کرنے۔ اور اپنی آخرت سنوار لینے کے لئے کرتا ہے۔ اور اس عہد کو پورا کرنے کا ثبوت دیتا ہے۔ جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرکے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا کیا۔ اس صورت میں دینی خدمات بجالاتے ہوئے جو کچھ بھی اسے اپنی ذاتی ضروریات کے لئے ملتا ہے۔ وہ بھی خدا کے خاص فضل کے ماتحت ہے۔ لیکن کیا یہ ضروری نہیں کہ اس قسم کی باتیں دوسروں کے اندر بھی دین کے لئے ایثار اور قربانی کے جذبات پیدا کریں۔ اور وہ بھی جان و مال کو خدا کی راہ میں صرف کرنے میں لگ جائیں۔

جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا گیا ہے۔ یہ ایام ہماری جماعت کے لئے خاص مشکلات کے ایام ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ کامیابی کی شاہراہ تک پہنچنے کے لئے ان مشکلات کو عبور کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ تاکہ جہاں ہم اپنے عمل سے اپنے قول کو صحیح اور درست ثابت کرکے وہ مقام حاصل کر سکیں۔ جس کا پانا ہمارا مدعا ہے۔ وہاں ہم عظیم الشان کامیابی حاصل کرکے دنیا پر ثابت کر دیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور نصرت کو جذب کرنیوالے ہم ہی ہیں۔ اور ہماری جماعت ہی وہ جماعت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی عظمت اور شان کا ثبوت دے رہی ہے ؟

موجودہ حالات میں اگر کوئی بات ہمارے لئے اطمینان قلب کا باعث ہو سکتی ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ مالی لحاظ سے ہماری جماعت کا قدم پیچھے نہیں۔ بلکہ آگے ہی ہے اور گذشتہ سالوں میں جس قدر روپیہ تبلیغ دین کے لئے مہیا کیا جاتا رہا ہے۔ اب اس سے کم نہیں۔ بلکہ زیادہ ہی ہے لیکن باوجود اس کے مشکلات درپیش ہیں۔ اور کانپتے ہوئے ہاتھ اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ ہم یہ لکھنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔ کہ انہی مشکلات کی وجہ سے بعض نہایت ضروری کام ملتوی کر دینے پڑے۔ اور بعض بند کر دئے گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اخراجات کے مقابلہ میں آمدنی کافی نہیں ہے۔ اور جس رفتار کے ساتھ ضروریات بڑھ رہی ہیں۔ اس رفتار سے آمدنی میں اضافہ نہیں ہوا۔ اگر اضافہ کی رفتار بھی وہی ہوتی جو ضروریات کی ہے۔ تو آج ہمیں ان ناخوشگوار حالات سے نہ گذرنا پڑتا ؟

اسوقت ہماری جماعت مشکلات کی کسوٹی پر پرکھی جا رہی ہے۔ اور اب وقت ہے۔ کہ ہم اپنے خالص اور کھرے ہونے کا ثبوت دیں۔ اور ایسا ثبوت دیں کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کریں ؟

لیکن اگر ہم نے اب بھی سستی دکھائی۔ اور غفلت سے کام لیا۔ تو یاد رہنا چاہیئے کہ کامیابی کا وہ مینار جس تک ہم پہنچنا چاہتے ہیں۔ اور کامرانی کا وہ زینہ جس پر ہم چڑھنا چاہتے ہیں۔ ہم سے دور اور بہت دور ہو جائیگا ؟

اس بات کا ثبوت کہ ہم آگے بڑھنا چاہتے ہیں یا پیچھے ہٹنا ہمارا آئندہ طرز عمل دیگا۔ خدا کرے ہم ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹیں۔ بلکہ سرگرمی کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جائیں۔ کوئی دن ہم پر ایسا طلوع نہ ہو۔ اور کوئی رات ہم پر ایسی نہ آئے۔ کہ ہمارا قدم آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹے۔ یا جہاں پہنچا ہوا ہے وہیں ٹھہر جائے ؟

مسلمانوں کے لئے گائے چھوڑ کر ہندو کیا چھوڑ دینگے!

ہندو مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کے لئے مسلمانوں سے گائے کا گوشت استعمال کرنے کی مذہبی اجازت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ جس زور و شور سے کیا جا رہا ہے۔ وہ ہر ایک ہندو لیڈر کی تحریر و تقریر سے ظاہر ہے۔ اور اسے پورا کئے بغیر اتحاد ہونا قطعاً ناممکن بتایا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہندو جو کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اب تک تو صرف مسئلہ خلافت میں ان کی زبانی ہمدردی تک محدود تھا۔ مگر اس سے آگے بڑھ کر عملی طور پر جو سب سے بڑی قربانی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بالفاظ "آریہ گزٹ" یہ ہے :-

"ہم ہندوؤں میں پرچار کرینگے۔ کہ وہ اول تو ماس کو ہی قطعی چھوڑ دیں۔ تاکہ مسلمان بھائیوں کو تسلی کر سکیں۔ اور خاص کر سؤر کا ماس تو ہندوؤں کو چھوڑنا ہی پڑیگا۔ تاکہ مسلمان بھائیوں کا دل نہ دکھے"

(۱۰ نومبر ۱۹۲۱ء)

لیکن اس قربانی کی حقیقت اس سے ظاہر ہے کہ ہندوؤں کا اور خاص کر آریہ صاحبان کا دعویٰ ہے۔ کہ ان کا مذہب انہیں اس قسم کے گوشت استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اب اگر وہ اس کے چھوڑنے کی تحریک کرینگے۔ تو کسی پر احسان نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے مذہب کے ایک بھولے ہوئے حکم پر عمل کرینگے۔ باقی رہا سؤر کا گوشت استعمال نہ کرنا اس کے متعلق افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ کسی کے سؤر کا گوشت استعمال کرنے کی مسلمانوں کو قطعاً پروا نہیں۔ وہ مسلمانوں کے اتحاد کے مجوز کہلاتے ہیں۔ اگر کوئی اسے استعمال کرتا ہے۔ تو وہ صرف انہیں مسلمانوں کی کسی قسم کی دل آزاری نہیں۔ بلکہ ایک طرح سے خوشی ہو سکتی ہے کہ یہ ناپاک چیز جس قدر کم ہو اسی قدر اچھا ہے۔

پس گائے کو چھوڑنے کے مقابلہ میں گوشت کا استعمال ترک کرنا اور سؤر کے گوشت کو بالکل چھوڑنا کوئی ایسی بات نہیں۔ جس سے مسلمان مطمئن ہو سکیں۔ بلکہ اس قسم کی تجاویز اس سے بھی زیادہ شکوک اور شبہات پیدا کرنے کا باعث ہونگی کہ ہندو صاحبان اتفاق و اتحاد کو عملی طور پر پورا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں؟

اگرچہ میں ان کی خواہشات پر بحث نہ کرونگا۔ ہاں اگر بعض خوبیاں کا ذکر آجائے۔ تو خیر۔ جہانتک میں نے غور کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ہم نوکروں سے ملکر کام نہیں کر سکتے۔ حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ میں نوکر نہیں رکھ سکتا۔ یہ طریق صحیح ہے یا غلط یہ بحث الگ ہے۔ مگر میں جو کام لینے والا ہوں۔ اسپر غور کرنے سے کہتا ہوں۔ کہ میرے نزدیک نوکروں سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ جہانتک میں نے غور کیا ہے۔ مجھے اسلام میں اسلام کا کام کرانے کے لئے نوکروں کا پتہ نہیں ملتا۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اسلام کی خدمت نوکروں کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ اور وہ شخص جو کسی مقررہ رقم کی خاطر خدمت اسلام کر رہا ہے۔ اسکی خدمات پر ترقی اسلام کی بنیاد رکھنا لغو ہے۔ خدا کے جلال کی اظہار ایسے شخص کے کام پر رکھنا جس کے نزدیک روپیہ نہیں تو کچھ نہیں بالکل عبث ہے۔ روپیہ کا رشتہ سب سے کمزور رشتہ ہے۔ اور خدا کے جلال کا رشتہ بہت ہی بڑا اور اہم رشتہ ہے میں کبھی پسند نہیں کرونگا کہ میرے بچوں کی تربیت نوکروں کے ذمے ہو۔ میں کبھی نہیں چاہتا کہ میرے آرام کی اشیاء کی کنجی نوکر کے پاس ہو۔ بلکہ میں اپنے بچوں کی تربیت اور اپنے آرام کی چیزیں اگر کسی کے سپرد کرونگا تو اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ اور قریب سے قریب کے رشتہ داروں میں سے ایک کے ذمہ کرونگا۔ یعنی اپنی بیوی کے سپرد۔ بچوں کی تربیت کروں گا۔ اور میری آرام دہ اشیاء بھی اسی کے قبضہ میں ہوں گی۔ جس طرح میری ذات سے متعلق ہر ذمہ داری کا کام نوکر کے سپرد نہیں۔ بلکہ بیوی کے سپرد ہو گا۔ اسی طرح میری بیوی کبھی پسند نہ کریگی۔ کہ اس کے آرام کا سوال نوکروں کے سپرد ہو۔ بلکہ وہ اپنے آرام کا انتظام میرے سپرد کریگی ٭

پس جب ہم اپنے گھر کی کوئی قیمتی چیز نوکروں کے سپرد نہیں کر سکتے۔ . . . . تو خدا اور اس کے رسول کے تعلق کو کیسے نوکروں کے سپرد کر دیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح نے کہا ہے۔ کہ میں موتی کتوں اور سوروں کے آگے نہیں ڈال سکتا۔ اسی طرح خدا کے تعلق کی ایسی قیمتی چیز ملازموں کے سپرد نہیں کی جا سکتی۔ نوکر خواہ ہزاروں کا ہو یا چند روپیہ کا۔ تاہم نوکر ہے۔ اسلئے ذاتی آرام کا کام اس کے سپرد نہیں کیا جا سکتا اسی طرح دین کا کام بھی قطعاً قطعاً نوکر کے سپرد نہیں ہو سکتا ٭

خدمت دین کے لئے اصحاب کی ضرورت ہے۔ نہ کہ نوکروں کی

اگر یہ سلسلہ الٰہی ہے اور ضرور الٰہی ہے۔ تو اسلام اٹھ گیا تھا۔ اور اسکو حضرت مرزا صاحب قائم فرمانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ تو اس کا کام اور اس کی خدمت اور حفاظت کا کام نوکروں کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر کیا جائے تو جرم ہوگا۔ رشو اور تجوز کرو۔ میں اسوقت کوئی ایسی زبان نہیں بول رہا۔ جس کو تم نہ سمجھ سکو۔ نہ میں ایسی عبارت میں باتیں کر رہا ہوں۔ جو تمہارے فہم سے بالا ہو۔ تحریر جس قدر اظہار مدعا کی قابلیت ہے۔ اس کے مطابق میں صاف صاف بغیر کسی الجھاؤ کے کہتا ہوں۔ کہ خدمت دین ایک ایسا خزانہ ہے۔ میں کوئی نوکروں کے سپرد کرنا خلاف تجربہ اور خلاف عقل سمجھتا ہوں۔ نوکری کا رشتہ نہایت ادنیٰ اور بہت ہی کمزور رشتہ ہے۔ اور یہ کام ان کے سپرد نہیں ہو سکتا۔ جن کا اسکے ساتھ اتنا کمزور رشتہ ہو۔ بلکہ اس کام کے لئے ان لوگوں کی ضرورت ہے۔ جو عربی میں اصحاب کہلاتے ہیں یا جن کو پرانے زمانے میں حواری بھی کہتے تھے۔ خدمت دین کا کام ملازموں کے سپرد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اصحاب کے سپرد ہو سکتا ہے۔ صحابی وہ ہے۔ جو صرف صحبت چاہتا ہے۔ وہ کوئی مقررہ رقم نہیں مانگتا۔

آنحضرت صلعم کے وقت کام کرنیوالے صحابی تھے نوکر نہ تھے۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو لوگ تھے اور جنہوں نے خدمت دین کی وہ مال کے لئے آپ کے پاس نہ آئے تھے انہیں سے وہ لوگ جو مٹتے ہوئے دولت پیچھے چھوڑ کر آئے وہ اس دولت کے لئے نہ آئے تھے۔ نہ بادشاہت ان کا مقصد تھا۔ نہ گورنریاں۔ یہ دولت اور رتبے جو ان کو ملے محض بطور تحفہ تھے نہ کہ بطور بدلہ کے۔ وہ لوگ صرف محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت چاہتے تھے۔ وہ اصحاب تھے۔ ملازم نہ تھے۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک کام ایسے کو تیار تھے جس کو ملازم نہیں کر سکتا بادشاہ کا ملازم بھی اگر ہو تو اسکا اٹھاتے ہوئے شاہی تک ایک نفرت محسوس کرتا ہے۔ مگر ان لوگوں کو موقع پڑے۔ تو اس کے اٹھانے میں بھی کراہت نہ تھی۔ نہ صرف کراہت نہ تھی بلکہ فخر سمجھتے تھے ٭

صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ والوں نے اپنے میں سے ایک امیر کو شرائط صلح کے تصفیہ کے لئے بھیجا۔ وہ آیا اور اسنے کہا کہ کیا تم ان لوگوں پر جو تمہارے گرد جمع ہیں بھروسہ کرتے ہو۔ وقت پر یہ تمہیں چھوڑ کر بھاگ جائینگے بھروسہ بھائیوں پر ہوتا ہے۔ کیا تم ان کی خاطر بھائیوں سے بگاڑتے ہو۔ اس نے تو یہ کہا۔ مگر ان لوگوں کی جو اصحاب تھے ملازم نہ تھے۔ کیا حالت تھی۔ یہ کہ آنحضرت صلعم کے تھوک کو زمین پر نہ گرنے دیتے تھے۔ بلکہ ہاتھوں پر لیتے اور جسم پر مل لیتے تھے۔ اور وضو کے پانی کا ایک قطرہ تک زمین پر نہ پڑنے دیتے تھے۔ ہر ایک اسے حاصل کرنا چاہتا تھا اور ایسی حالت تھی کہ قریب تھا اس کشمکش میں ان میں تلوار چل جائے۔ وہ واپس گیا اور جا کر کہا۔ کہ میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار دیکھے ہیں۔ مگر ان کے درباری بھی اتنے جانثار نہ تھے جتنے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی ہیں۔

یہ کیا بات تھی۔ یہی کہ قیصر و کسریٰ کے دربار میں ملازم تھے۔ اور آنحضرت کے ساتھ اصحاب تھے ملازم نہ تھے۔

وہ رسول کریم کے گرد کسی معاوضہ کے لئے جمع نہ تھے۔ بلکہ آپ کی صحبت کے لئے تھے۔ اسلئے وہ اس بات کی پرواہ نہ کرتے تھے کہ انکو کچھ ملتا ہے یا نہیں۔ پس جب تک یہ خصوصیت نہ ہو۔ اور اس بنیاد پر کام نہ ہو۔ کچھ نہیں ہو سکتا ٭

احمدیت نئی چیز نہیں

اسلئے میں کھول کر بتاتا ہوں کہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی چیز ہے جو دوبارہ واپس آئی ہے۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ ایک طرح نئی بھی کہلا سکتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ دوبارہ

آسمان سے آئی ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق کہا گیا تھا لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء الفارس۔ اور نئی نہیں بھی۔ اسلئے کہ اس کی شکل وہی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھی۔ پس جب یہ وہی چیز ہے۔ جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ اور صرف فرق یہ ہے۔ کہ یہ آسمان پر چڑھ گئی تھی۔ اور اس کی بازیابی کے لئے ایک ماسور و مرسل مبعوث ہوا۔ اور پھر وہ ثریا سے واپس لائی گئی۔ تو پھر میری سخت غلطی ہوگی۔ کہ میں اس کی حفاظت نوکروں کے سپرد کروں۔ جس طرح اس کی حفاظت پہلی آمد پر کی گئی اب بھی اس کی حفاظت اسی طرح پر ہو سکتی ہے ؛

دین کا کام صحابہ کرینگے یہ کام جب میرے سپرد کیا گیا۔ تو میں نے ان لوگوں کے سپرد کیا۔ جن کو میں "اصحاب" سمجھتا تھا۔ میں نے یہ کام صحابہ کی جماعت کے سپرد کیا۔ مگر بعضوں نے اپنے رتبہ کو نہ سمجھا۔ انہوں نے اصحاب بننا نہ چاہا بلکہ نوکر بننا چاہا۔ حالانکہ وہ شخص جو صحابیت پر نوکری کو ترجیح دے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ ہم اسکو آسمان پر بٹھائیں۔ اور وہ گڑھے میں نیچے گرنا پسند کرے۔ پس ابتدا سے دین کا کام صحابہ سے لیا جا رہا ہے۔ اور اب بھی اسکو صحابہ ہی کرینگے۔ جو شخص صحابی بنکر رہنا چاہتا ہے۔ وہ ہمارا بھائی ہے۔ اور جو روپیہ کے لئے یہاں رہنا چاہتا ہے۔ وہ سن لے کہ یہاں نوکروں کے لئے جگہ نہیں۔ کیونکہ ہم نوکروں سے کام لینا نہیں چاہتے۔ اسکو خواہ کوئی کسی نام سے یاد کرے اسکو ہماری غلطی کہے یا خود پسندی یا خوشامد پسندی کا نام دے۔ جیسا کہ ایک دشمن نے لکھا تھا کہ چونکہ یہ مسیح موعود کے بیٹے ہیں۔ اسلئے صاحبزادے بنے ہیں اور خوشامد سے عادت خراب ہو گئی ہے۔ غرض خواہ کوئی کچھ کہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ اور صاف صاف کھلے لفظوں میں کہتا ہوں۔ کہ ہم نوکر نہیں رکھ سکتے ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہم خدا کے کام کے لئے نوکر رکھیں گے۔ تو ہمیں خدا ہی کے حضور جوابدہی کرنی ہوگی۔ پس اس بات کو سامنے رکھکر ہر ایک شخص فیصلہ کرلے۔ کہ اگر وہ یہاں رہنا چاہتا ہے تو کس طرح آیا صحابی بنکر یا نوکر بنکر۔ اگر صحابی بنکر رہنا ہے تو سو۔ پچاس کا سوال نہیں رہیگا۔ نہ اس کی یہ غرض ہوگی۔ کہ ہم جو اسکو دینگے۔ وہ اس کے اخراجات کے لئے ہوگا۔ جس کی کمی بیشی سے اسکو کوئی تعلق نہ ہوگا اور چاہے ہم اسکو کچھ بھی نہ دیں ؛

اس کی مثال محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی سی ہوگی۔ جو ایک جنگ میں خالی ہاتھ رہے۔ اور وہ دشمن جن کے خلاف وہ تلوار لیکر گھر سے نکلے تھے انہوں کی قطاریں لے گئے۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم سائنٹی نوکر رکھتے۔ تو مجھے اسی خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ایک بھی اونٹ مکہ میں نہ جاتا۔ بلکہ سب ان کو ملتے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر دیانتدار کوئی نہیں۔ ایک منافق طبع نے اسوقت کہہ ہی دیا تھا کہ خون اب تک ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مال مکہ والے لے گئے۔ اور ایک دوسرے نے کہدیا تھا کہ آپ کی تقسیم منصفانہ نہیں جس کے جواب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس شخص کی نسل سے وہ لوگ ہونگے جن کے منہ پر ایمان ہوگا۔ مگر دل ایمان سے خالی ہونگے ؛

جو صحابہ بننا چاہتے ہیں وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں پس خوب کان کھولکر سنو۔ کہ وہ جو دین کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے قادیان میں رہتے ہیں۔ اور جو ہمارے لئے یہاں آئے ہیں۔ اور انکی غرض خدا کے دین کی خدمت ہے۔ اگر انکو یہ باتیں میسر ہیں۔ ان کے گذارہ کے لئے ہم جس قدر دے سکینگے دینگے۔ جسکو وہ شکرگذاری سے قبول کرینگے۔ اس روپیہ میں ان کی خواہش کو دخل نہ ہوگا۔ لیکن جو نوکری کے لئے یہاں آیا ہو وہ یہاں سے چلا جائے۔ کیونکہ ہم نوکر نہیں چاہتے ہم انکو جلا وطن نہیں کرتے ہاں صحابہ چاہتے ہیں۔ ہم ملازم چاہتے ہیں۔ ملازم نہیں چاہتے۔ جن کی غرض ملازمت نہیں۔ بلکہ جو دین کی خدمت کے لئے یہاں آگئے ہیں۔ اور صحابی بننا چاہتے ہیں وہ ہماری آنکھوں کا نور اور دل کی ٹھنڈک ہیں۔ صحابی تنخواہ نہیں پایا کرتا۔ اور جو تنخواہ کے لئے آئے ہیں میں انکو کہتا ہوں۔ خواہ وہ موصی ہی ہوں کہ تمہارا راستہ وہ ہے اور ہمارا یہ ؛

اگر تم سب الگ ہو جاؤ تو خدا یہ کام خود کریگا اپنے دلوں کو ٹٹولو۔ جس طرح میں نے صاف صاف کہدیا ہے۔ اسی طرح صفائی دیانتداری کو مدنظر رکھکر کہدو کہ دونوں میں سے کیا چاہتے ہو۔ اگر تم روپیہ نہیں چاہتے۔ عزت نہیں مطلوب نہیں۔ جاہ و حشم تمہاری غرض نہیں بلکہ خدا اور اسکے رسول کی خوشنودی کے حصول کے لئے اسکے خلیفہ کی صحبت اور معیت چاہتے ہو تو تم ہمارے بھائی ہو۔ اور دنیاوی بھائی سے بھی بڑھکر پیارے ہو۔ لیکن اگر یہ نہیں کر سکتے۔ تو تم صاف صاف کہدو۔ کہ اذهب انت وربك فقاتلا انا هٰهنا قاعدون جس طرح یہ کہنے والے بیٹھے رہے۔ اور خدا اور خدا کے رسول نے موعود ملک کو فتح کیا۔ اسی طرح اگر تم میں ایسا کہنے والے پیدا ہو جائیں۔ اور وہ صاف کہدیں۔ تو میرا دل نہیں گھبرائے گا۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں۔ اگر سارے بھی یہ کہدیں۔ اور ایک بھی صحابی نہ رہے۔ تو بھی میرا دل نہیں گھبرائے گا۔ بلکہ وہ کام جو تمہارے ہوتے ہوئے اس حالت میں ہو رہا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں۔ جب تم نہیں رہوگے۔ اس سے بہت جلد مجھ اکیلے سے خدا کرائیگا۔ کیونکہ اب توکل پر انسانوں کے واسطے کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ اور تب یہ پردہ ہٹ جائیگا۔ اور اس کام کو انجام دیگا۔ پس تم اپنے دلوں کو ٹٹولو۔ اور دونوں صورتوں میں سے جس صورت کو تم پسند کرتے ہو اسکے متعلق صاف طور پر جس طرح میں نے بتا دیا ہے۔ تم مجھے بتا دو ؛

تصحیح ۲۷ اکتوبر ۲۱ء کے اخبار میں حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری کے زیر عنوان جو یہ الفاظ شائع ہوئے ہیں کہ یہ آئینہ کمالات کے حصہ التبلیغ میں حضرت اقدس نے الطارق کی نہایت لطیف اور پُر معارف تفسیر فرمائی ہے" اصل میں یوں ہے ؛۔

حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء یعنی صحابہ کرام کا مذہب

مولوی محمد علی صاحب نے ہم سے (مبایعین) بعض دوستوں کی تحریرات پیش کی ہیں اور ان سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ پہلے سب کا مذہب یہی تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہ تھے حالانکہ بعض انہیں سے ایسے ہیں جو حضرت مسیح موعود کی صحبت سے قادیان دارالامان میں مستفیض نہیں ہوئے اور بعض وہ کہ نہ صرف یہ کہ قادیان میں نہیں رہے۔ بلکہ پہلے اپنی غیر مبایعین کے ساتھ تھے اور بعد میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ پھر ان کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں ان کا وہ مطلب ہی نہیں نکلتا۔ جو مولوی صاحب نے نکالا ہے۔ دوم وہ تحریریں بعض حالات کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہیں۔

میں مولوی محمد علی صاحب کی خواہش کے مطابق چند بزرگوں کی تحریریں پیش کرتا ہوں یہ تحریریں کسی خلافت کے زمانے کی نہیں بلکہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے کی ہیں تاکہ کسی قسم کا اشتباہ واقع نہ ہو حق ہونے پر غور ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا عبدالکریمؓ (جن کو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کا لیڈر کے خطاب سے سرفراز فرمایا) کی تحریر الفضل مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں پیش کر چکا ہوں جس میں صرف نبی کا لفظ نہیں بلکہ یہ ثبوت بھی ہے کہ آپ مسیح موعود کو ایسا نبی یقین کرتے تھے کہ انبیاء سلف کا ایک کامل فرد سمجھتے تھے۔ اس تحریر سے اگر دوسرا مطلب نکل سکتا ہو تو مولوی محمد علی صاحب پیش کریں۔ مولوی عبدالکریم کے صحابی ہونے سے مولوی صاحب انکار نہیں کر سکتے حضرت اقدس نے ان کی شان میں یہاں تک لکھا ہے کے تواں کردن شمار خوبی عبدالکریم۔

اسی سلسلہ میں دوسرا نام جناب سید محمد احسن صاحب امروہوی کا پیش کرتا ہوں۔ وہ اب آپ کے رفیق ہیں۔ مگر مجھے صرف یہ دکھانا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ حیات میں ان کے سامنے دارالامان میں ان کا کیا مذہب کیا عقیدہ تھا۔ یہ خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ میں مولانا سید محمد احسن صاحب کو بطور ایک اتھارٹی کے نہیں پیش کر رہا۔ بلکہ میں آپ کی طرح یہ دکھا رہا ہوں کہ اس وقت جو بڑے اور قریبی سمجھے جاتے تھے ان کا مذہب کیا تھا۔ ملاحظہ ہو۔ بدر ۱۴ فروری ۱۹۰۸ء نمبر ۷ جلد ۷ صفحہ اول زیر عنوان الامام کے ماتحت یہ عبارت پڑھئے۔

جناب رسالتمآب لاہور والے لیکچر کے ضمیمے کی تصنیف میں مصروف تھے۔ پھر یہ مولوی سید محمد احسن صاحب کا خطبہ جمعہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے مسجد مبارک میں۔ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" پڑھا گیا۔ اس سے پہلے جو الذین یبلغون رسالات اللہ وارد ہے جس میں یبلغون سے جو استقبال کو بھی شامل ہے یہ مترشح ہے کہ وحی والہام کا سلسلہ خاتم النبیین کے بعد بھی جاری رہے گا۔ پھر ابلغکم رسالات ربی کی بہت سی مثالیں ذکر بیان فرمائیں کہ تبلیغ رسالات رسل کیلئے مخصوص ہے۔

پس آنحضرت صلعم کے بعد کسی رسول کا آنا ان کے ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ تمام کمالات و مراتب نبوت ذات مبارک پر ختم ہو گئے۔ اب کوئی درجہ باقی نہیں جو کسی اولو العزم نبی کو دیا گیا ہو اور ان کو نہیں دیا گیا۔ مشکوۃ میں ایک حدیث ہے۔ کہ ثم تکون الخلافۃ علی منہاج النبوۃ جس میں صاف اشارہ ہے کہ خلیفہ آخری نبی ہوگا۔ پھر اس کے بعد تلاوت فرمایا آپ نے لقد جاءکم یوسف من قبل بالبینت فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ پھر سمجھایا کہ اس میں پیشگوئی تھی کہ امت محمدیہ بھی ایک وقت ایسا ہی کہے گی۔ کہ اب تیرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا۔ حالانکہ حق بات وہی ہے جو حضرت عائشہ کا مذہب ہے۔ کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ (یہ تو کہو کہ خاتم النبیین ہے۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین

اب اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت صدیق شہید اور صالح ہو جانا تو سب مانتے ہیں مگر نبی ہونا کیوں ناممکن جانتے ہیں۔ حالانکہ من النبیین اسی آیت میں مذکور ہے۔ ۱۴ فروری ۱۹۰۸ء

کیا اس خطبہ کے الفاظ اس سے صاف ظاہر نہیں کہ اس وقت نہ صرف سید محمد احسن صاحب امروہوی کا بلکہ تمام صحابہ مسیح موعودؑ اور خود حضرت مسیح موعود کا یہی مذہب تھا کہ خاتم النبیین کے بعد نبی آسکتا ہے۔ اور نبی بھی ایسا کہ جس کی نبوت اور دیگر انبیاء کی نبوت میں باعتبار نفس نبوت کچھ بھی فرق نہیں۔ کیا ہم دوسرے سید محمد احسن صاحب کے دئے ہوئے دلائل ہیں جو اب ہم دیتے ہیں اگر یہ عقیدہ خلاف اسلام تھا اور اس پر آنحضرتؐ کی ہتک لازم آتی تھی۔ تو اس وقت حضرت مسیح موعود نے کیوں نہ روک دیا۔ کیونکہ نبی کریم کی عزت قائم کرنے کیلئے ہی آپ کی بعثت تھی پھر مولوی محمد علی صاحب خود مسجد میں بیٹھے تھے مگر سید امروہوی کا یہ خطبہ زور شور سے چھپنا اور حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر تمام صحابہ کرام کا سننا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس وقت جماعت کا یہی مذہب تھا۔ کہ خدا نے حضرت مرزا صاحب کو نبی بنایا ہے + اکمل قادیانی

خطبہ جمعہ

صحابی بننا چاہتے ہو یا ملازم

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

(فرمودہ ۱۸ / نومبر ۱۹۲۱ء)

(حضور کی نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا)

تلاوت سورہ فاتحہ کے بعد فرمایا

دیانت داری

دنیا میں بہت بڑی نعمتوں میں سے ایک دیانت داری بھی ہے۔ ایک کروڑ پتی بددیانت وہ عزت نہیں حاصل کر سکتا جو ایک فاقہ مرنے والا دیانت دار حاصل کر سکتا ہے۔ عزت قلب سے تعلق رکھتی ہے۔ اور منہ کی تعریفیں عزت بڑھانے میں ممد نہیں ہوتیں۔ منہ سے کسی کی کتنی ہی تعریف کرے۔ مگر دل قائل نہ ہو۔ یا ممدوح کے پیٹھ پھیرتے ہی اور باتوں میں مشغول ہو جائے۔ تو اس سے ممدوح معزز نہیں بنتا۔ اگر کسی کی منہ سے تعریف کرنے والے دس ہزار ہوں مگر ان کے دل میں اس شخص کے لئے عزت نہیں اور اس کے مقابلہ میں ایک اور شخص ہے جس کی تعریف کرنے والا صرف ایک ہے اور وہ دل سے کرتا ہے تو وہ شخص معزز نہیں جس کی منہ سے تعریف کرنے والے دس ہزار ہیں۔ اور یہ شخص معزز ہے جس کی تعریف کرنے والا۔ ایک ہی ہے۔ مگر دل سے کرتا ہے۔ مقدم الذکر کی عزت نقلی ہے۔ اور موخر الذکر کی اصلی۔ کیونکہ منہ سے دس ہزار تعریفیں کرنے والے موقعہ پر کام نہیں آئینگے۔ اور دل سے عزت کرنے والا ایک شخص موقعہ پر کام آئیگا۔ اور اپنے ممدوح کے لئے جان دیدیگا۔ اور سچا دوست وہی ہے جو موقع پر کام آوے

سچے دوست کی ایک مثال

مثل مشہور ہے کہ کوئی امیر تھا اسکے پاس بہت سے لوگ آتے تھے لیکن اس کی توجہ زیادہ تر ایک غریب پر تھی جو اس سے ملنے کیلئے آیا کرتا تھا۔ امیر کی بیوی اسکو ملامت کیا کرتی تھی۔ کہ تم جس سے زیادہ محبت سے ملتے ہو وہ ایک ذلیل آدمی ہے۔ امیر ہمیشہ ٹالتا رہتا تھا اور صرف یہ کہدیا کرتا تھا کہ اس میں بھی ایک حکمت ہے۔ آخر جب اسکی بیوی کا اصرار بہت بڑھا تو اس نے کہا چلو میں تمہیں دکھاؤں۔ بیوی کو ساتھ لیا۔ اور دونوں میاں بیوی نے غریبانہ لباس پہنا اور بیوی کو ایک بوسیدہ چادر اوڑھا کر چلے اپنے امیر دوستوں میں سے سب سے بڑے کے گھر گیا۔ اور دروازے پر جا کر اطلاع کرائی کہ مجھے سخت نقصان پہنچا ہے۔ آپ سے ملنے کی ضرورت ہے۔ امیر دوست نے کہلا بھیجا کہ کہدو کہ میں تو آپ سے واقف نہیں۔ دوسرے کے ہاں گیا۔ اس نے بھی اندر سے کہلا بھیجا کہ وہ گھر نہیں۔ اسی طرح سب امیر دوستوں میں سے کسی نے کوئی عذر کیا کسی نے کوئی۔ اس نے بیوی کو کہا کہ ان امیر دوستوں کو دیکھ لیا۔ اب اس غریب کے پاس چل کر دیکھو۔ بیوی نے کہا کہ جب امیروں کی یہ حالت ہے تو اس غریب کی ان سے بدتر ہوگی۔ خاوند نے کہا کہ چلو تو سہی۔ آخر اس غریب کے گھر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی وہ اندر سے آیا۔ کواڑ کھولتے ہی جب اس نے میاں بیوی کو اس حال میں کھڑے دیکھا تو فوراً اندر واپس چلا گیا۔ بیوی نے کہا اس شخص کو بھی دیکھ لیا یہ بھی ویسا ہی ہے۔ امیر نے جواب دیا ابھی صبر کرو۔ دیکھو ہوتا کیا ہے۔ اگر یہ بھی ویسا ہی نکلا۔ تو ہمارا کوئی حرج نہیں۔ اور اگر ان کے خلاف ہوا تو ظاہر ہو جائیگا۔ تھوڑی دیر میں وہ شخص گھر سے نکلا۔ وردی اس نے پہنی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ میں تلوار تھی اور دوسرے میں ایک تھیلی روپیوں سے بھری امیر کے سامنے آیا۔ اور کہا کہ اگر تمہیں مالی نقصان پہنچا ہے تو یہ میری ساری عمر کا اندوختہ ہے اسکو اپنا سمجھو اور اگر کسی شخص نے تم پر ظلم کیا ہے اور اس طرح تمہارے مال کو نقصان پہنچایا ہے تو یہ میری تلوار ہے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اور اس ظلم کا بدلہ لیتا ہوں

اس وقت اس امیر نے اپنی بیوی کو کہا کہ دیکھو یہ باعث ہے۔ میرے اس شخص کو زیادہ عزیز رکھنے کا۔ کیا اس غریب شخص کی محبت اور اخلاص عزت بڑھانے والا تھا۔ یا گھٹانے والا۔ سنو سچے دوست کی عزت دل سے ہوتی ہے۔ جو شخص بناوٹ سے عزت کرتا ہے۔ وہ عزت حقیقی نہیں ہوتی۔ جو عزت ایک دیانتدار غریب شخص کی ہوتی ہے۔ وہ ایک بددیانت امیر کی نہیں ہوتی۔

دیانت دار شخص کی عزت مخالف بھی کرتے ہیں

دیانت دار شخص کی عزت تو دشمن بھی کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت صاحب کے مخالف بھی آپ کی عزت کرتے تھے۔ اور آپ پر بھروسہ کرتے تھے۔ جائداد کے مقدمات میں مخالفوں نے آپ کے فیصلہ کو تسلیم کیا۔ اور رشتہ دار آمادہ اس لئے نہ ہوتے تھے۔ کہ آپ سچ کہینگے۔ اور جائداد جاتی رہیگی۔ چنانچہ دعوے سے قبل اسی قسم کے فیصلہ جب مخالفوں نے آپ پر منحصر کئے تو آپ نے صاف صاف بات کہدی۔ اور اس طرح جائداد مقبوضہ کا ایک حصہ آپ کے خاندان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ تو میں نے بتایا ہے کہ دیانتدار شخص کی عزت اس کا دشمن بھی کرتا ہے۔ اگر کوئی حقیقی عزت کا طالب ہے تو اسکو چاہئیے کہ دیانت کو اختیار کرے۔ یہی نکتہ ہے جس پر میری تمام سیاسی تجاویز کی بنیاد ہوتی ہے۔ میں لوگوں کو کہتا ہوں کہ گورنمنٹ سے دیانت سے معاملہ کرو۔ اگر گورنمنٹ واقعی ایسی بری ہو تو دیانتداری سے اسکو بتا دینا چاہئیے۔ مگر میری یہ نصیحت سیاست تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ میں ہر ایک شخص کو یہی کہتا ہوں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو بھی یہی کہتا ہوں۔ کہ وہ دیانتداری سے اعمال بجا لائیں۔ وہ دیکھیں کہ ان کی اعمال میں دیانت کہاں تک ہے۔ اگر ایک شخص کے نزدیک ایک بات غلط ہے تو وہ دیانتداری سے کہدے کہ میں اسکو غلط سمجھتا ہوں۔ یہ بات جدا ہے کہ ایک شخص ایک دوسرے شخص کو زیادہ دانا سمجھ کر اس کے پیچھے چل پڑے۔ اور کہے کہ گو میں اس بات کو نہیں سمجھا

مگر چونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ دانا شخص ہے۔ اس لئے میں اپنی رائے کو اس شخص کی رائے پر قربان کرتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی شخص ایک بات کو غلط سمجھکر اور اسکی غلطی پر مصر ہونے کے باوجود بظاہر اس کے مطابق کام کرتا ہے۔ مگر باطن میں اس کا مخالف رہتا ہے اور موقعہ کا متلاشی رہتا ہے۔ تو اس کا یہ فعل ناواجب ہے۔ اور دیانت کے خلاف ہے۔ جب تک تم میں یہ بات پیدا نہ ہو کہ تم خواہ سیاسی معاملات ہوں یا دینی یا تمدنی یا کوئی اور ان میں دیانت کے پہلو کو مدنظر رکھو۔ تم مستحق عزت نہیں ہوگے۔ نہ انسانوں کی نظر میں نہ خدا کی نظر میں۔

کیا مسٹر گاندھی مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں۔

دیانت تو دیانت اگر بددیانتی کی شکل بھی اختیار کی جاوے تو انسان کی ایک عزت قائم ہو جاتی ہے۔ مثلاً مسٹر گاندھی ہیں۔ میرے نزدیک اس وقت ان کے سب کے سب افعال دیانتدارانہ نہیں۔ پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ ان کا ہر ایک فعل دیانتداری سے ہے مگر اب اس قسم کے واقعات پیدا ہوئے ہیں۔ جن کے باعث میں نے اپنی رائے کو بدل لیا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ مسٹر گاندھی کے رویہ میں خاص ہندو مسلم سوال کام کر رہا ہے۔ اور وہ درحقیقت ہندوؤں کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں سے ان کو کوئی سچی ہمدردی نہیں۔ چنانچہ ابھی جو سول نافرمانی کا رزولیوشن پاس ہوا ہے۔ اس میں شرائط اس قسم کے رکھے گئے ہیں جن کی وجہ سے بالعموم مسلمان ہی اس فیصلہ پر اول کاربند ہونے والوں میں سے ہوں گے۔ اور اس کا برا نتیجہ بھی زیادہ انہی کو بھگتنا پڑیگا۔ ایک شرط یہ ہے کہ جو لوگ سول نافرمانی کرنے کیلئے آمادہ ہوں۔ چھوت چھات ترک کر دیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں نے تو جیسا کہ ہزاروں سال سے تجربہ ہو چکا ہے اس امر کو چھوڑنا نہیں اور اسطرح اس کام کے وہ مجاز بھی نہ ہونگے پس مسلمانوں پر ہی بالعموم (مستثنیات کو علیحدہ کر کے) اسکا بار پڑیگا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہ کہ سب سے پہلے جو قوم توپ کے منہ کے آگے رکھی جائیگی وہ مسلمان قوم ہوگی۔ اسی طرح محمد علی شوکت علی صاحبان کے معاملہ میں ان کی قید کے بعد جو رویہ مسٹر گاندھی نے اختیار کیا ہے وہ ان کی بہت بڑی ہمدردی کا پتہ نہیں دیتا۔ ان تمام باتوں کے باوجود مسٹر گاندھی کے اعمال کی ظاہری شکل دیانتدارانہ ہے۔ اس لئے گورنمنٹ بھی یہی کہتی ہے اور انگریزی اخبار بھی گورنمنٹ اور انگریزی اخبار محمد علی شوکت علی کے ہر فعل کو شرارت سمجھتے ہیں۔ اور مسٹر گاندھی کو دھوکہ خوردہ۔ اس سے سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ اگر انسان کے اکثر اعمال دیانتداری پر مبنی ہوں اور وہ اپنی وضع دیانتدارانہ رکھے تو وہ بھی عزت حاصل کر لیتا ہے۔ اس نصیحت کے بعد ایک امر کے متعلق خاص نصیحت کرتا ہوں۔

معاہدہ

جس طرح رعایا کا گورنمنٹ سے ایک معاہدہ ہوتا ہے۔ اسی رنگ میں مذہبی سلسلوں میں بھی ہے جو لوگ ایک ملک میں رہتے ہیں۔ وہاں کی قائم شدہ گورنمنٹ سے انکا ایک معاہدہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس معاہدہ پر دستخط بھی ہوں بلکہ ہر ایک عقلمند اپنے آپ کو ایک معاہدہ کا پابند خیال کرتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ مذہبی سلسلوں کو قبول کرتے ہیں۔ ان کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ کہ یہ اس سلسلہ کے احکام کے پابند اور اس انتظام کے ماتحت ہیں۔ جو اس سلسلہ کے منتظموں یا منتظم نے قائم کیا ہے جس طرح دنیاوی گورنمنٹوں کے ماتحت رہنے والوں کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ کہ یہ اس کے احکام کے پابند رہینگے۔ اسی طرح مذہبی سلسلوں میں داخل ہونے والوں کے متعلق بھی یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ پابندی کرینگے۔ اگر کوئی شخص اس انتظام کی پابندی نہ کر سکتا ہو تو دیانتداری چاہتی ہے کہ وہ کہدے کہ میں پابندی نہیں کر سکتا۔ اور اگر کر سکتا ہے تو کرے۔

ہمارے سلسلہ کے قیام کی غرض

اب میں بتاتا ہوں کہ ہمارا بھی ایک روحانی سلسلہ اور ایک انتظام ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ اسلام کی ترقی اور اشاعت ہو۔ اور ہماری آئندہ نسلوں میں دین کی محبت اور دین کا جوش اور دین کیلئے خلوص پیدا ہو۔ اور تمام ارواح خدا تعالیٰ کے مقدس دین کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں۔ اور دشمن بھی آمادہ کریں۔ کہ وہ اس حق کو قبول کریں۔ اور اسلام کی منتشر طاقتوں کو ایک اقتدار کی بندش کے اندر باندھ دیں۔ یہ غرض ہے جس کیلئے یہ سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ جو شخص اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے۔ اسکا ایک معاہدہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ ان طریقوں کا پابند رہیگا جو اس انتظام کے ذمہ وار قائم کریں جس طرح دنیاوی بادشاہ اور رعایا کا تعلق ہوتا ہے۔ اسی طرح منتظموں کے خیالات کی پابندی منسلکین سلسلہ کے لئے لازم ہے۔ اگر ان کو وہ طریق جو منتظمین پیش کرتے ہیں۔ ناپسند ہو۔ اور وہ اس کے مخالف ہوں اور دل میں اسکی خرابی کو محسوس کرتے ہوں۔ تو دیانت کے خلاف ہوگا۔ کہ وہ ظاہری طور پر اسکی پابندی کریں۔ اور دل سے اس کی تباہی کے منصوبے سوچیں یا ایسا رویہ اختیار کریں جس سے وہ کام خراب ہو جاوے۔

جو ہم سے ملکر کام نہ کر سکیں وہ جدا ہو جائیں

اب میں بتاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ مجھ سے پہلے جو تھے۔ ان کے کیا خیالات تھے میں اس بارے میں بحث نہ کرونگا۔ اور جو آئندہ ہوں گے نہ ان کے بارے میں۔ بلکہ میں کھولکر بتاتا ہوں۔ کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ تا کہ جو ہم سے ملکر کام نہ کر سکیں وہ صاف کہدیں کہ ہم متفق نہیں۔ اور اگر وہ متفق ہوں تو بھی بنیاد میں اگر وہ نہ کر سکیں گے تو وہ کہدیں اور دیانتداری چاہتی ہے کہ کہدیں کہ ہم ملکر کام نہیں کر سکتے۔ اس وقت ہم کہدینگے ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکُمْ تمہارا راستہ وہ ہے اور ہمارا یہ ہے۔

سنو ہر ایک شخص جو قادیان میں آتا ہے اور اس کے سپرد سلسلہ کا کوئی کام کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ بڑی تنخواہ پاتا ہو یا چھوٹی خواہ اسکو الاؤنس ملتا ہو۔ یا کچھ اور ان میں سے ہر ایک کو میں بتاتا ہوں کہ جس قسم کے آدمی ہم چاہتے ہیں۔ ان کی کیا شرائط ہیں۔ جو شخص ان شرائط کو سنکر محسوس کرے کہ وہ ان کی پابندی نہیں کر سکتا۔ وہ صاف صاف کہدے۔

ہم لوگوں سے ملکر کام نہیں کر سکتے

وہ شرائط کیا ہیں؟ میں نے اپنے نفس پر غور کیا ہے اور ان سب کے نفس پر بھی غور کیا ہے۔ جو مجھ سے پہلے تھے

ہندوستان کی خبریں

مسٹر سنگرن نائر کا جانشین حکومت دہلی کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ مسٹر سنگرن نائر نائٹ سی آئی ای کے وزیر ہند کی کونسل سے مستعفی ہو جانے پر ان کی جگہ مسٹر دادا بھائی [illegible] دلال سی [illegible] بیرسٹر مقرر کئے جائینگے۔

دو تعلقوں کو سول نافرمانی شروع کرنے کی اجازت بمبئی۔ ۱۴ر نومبر۔ احمد آباد پراونشل کانگریس کمیٹی نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ یہ کمیٹی ضلع سورت کے تعلقہ بردولی اور ضلع کھیڑا کے تعلقہ آنند کو اجازت دیتی ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹیوں کے پریزیڈنٹ اور سیکرٹریوں کے یہ تصدیق کر دینے کے بعد کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے جو شرائط مقرر کی تھیں۔ وہ پوری کر دیگئی ہیں۔ سول نافرمانی شروع کر سکتے ہیں۔

فوجی کپڑے کے غبن کا دوسرا مقدمہ الہ آباد ۱۴ر نومبر۔ فوجی کپڑے کے غبن کے متعلق دوسرا مقدمہ آج جائنٹ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوا۔ ملزمان حسب ذیل ہیں۔ سیکنڈ کنڈکٹر فرڈ کپتان دائیں کول اور سارجنٹ ویلے جن کے خلاف یہ الزام ہے کہ انہوں نے سرکاری ملازم ہوتے ہوئے امانت میں مجرمانہ خیانت کی اور رابرٹ اور مارٹن آنریری مجسٹریٹ و زمیندار جن کے خلاف یہ الزام ہے۔ کہ انہوں نے مال مسروقہ اپنے قبضہ میں رکھا۔ اور دیگر جرائم میں اعانت کی۔ شہادت لی گئی مقدمہ چل رہا ہے۔

پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس ایک اعلان مظہر ہے کہ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس آئندہ تاریخ تک جو بعد میں اعلان کی جائے گی۔ ملتوی کیا گیا ہے

سرحدی ڈاکوؤں کی گرفتاری دہلی۔ ۱۴ر نومبر۔ پشاور کے ڈسٹرکٹ آفیسر نے فرنٹیئر کانسٹیبولری کے ایک دستہ کیساتھ ضلع پشاور کی شمالی سرحد پر اچانک حملہ کیا اور کئی ڈاکوؤں کو گرفتار کیا جن میں ایک وہ بھی ڈاکو شامل ہیں۔ جن کی ایک قتل کی واردات کے متعلق تلاش ہو رہی تھی۔

برار واپس نہیں کیا جائیگا ناگپور۔ ۱۴ر نومبر۔ مقامی حکومت نے ہتاوادا کو اطلاع دی ہے کہ حکام اعلیٰ کی طرف سے برار کی واپسی کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لوگوں کا منشا معلوم کئے بغیر کوئی قدم اس بارہ میں نہیں اٹھایا جائیگا۔

[illegible] [illegible] کا بیان ہے۔ کہ لاہور کی بہت سی [illegible] زنانہ دستہ [illegible] ہٹانے کیلئے ایک دستہ میں بھرتی ہو رہی ہے اور بہت سی خواتین نے اپنے نام لکھوا دئیے ہیں۔

مسلم یونیورسٹی شہزادہ ویلز کو ڈگری دے گی لکھنؤ۔ ۱۵ر نومبر۔ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی کورٹ کے پہلے جلسہ میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ شہزادہ ویلز کو علیگڈھ بلا کر انہیں اعزازی ڈگری دی جائے۔

کلکتہ میں ٹرام وے ہڑتالیوں سے فساد کلکتہ۔ ۱۴ر نومبر۔ آج صبح کلکتہ کے شمالی حصہ میں بلوہ ہو گیا جبکہ کمپنی والے گاڑیوں کو رستہ دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ بلوہ میں ڈپٹی کمشنر پولیس بری طرح مجروح ہوا۔ اور پولیس کے تقریباً دس اور آدمیوں کو بھی ضربات آئیں۔ مسٹر بارٹلے ڈپٹی کمشنر پولیس کے سر میں ایک پتھر لگا۔ اور وہ وہیں لیٹ گئے۔ لیکن آخر کار لاٹھیوں سے انبوہ کو منتشر کیا گیا۔ معلوم ہوا ہے۔ چار ہڑتالی زخمی ہوئے ہیں۔ ۱۰ یا ۱۲ گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ نواح کے بعض ٹیلیفون تار بھی کاٹ دئے گئے تھے۔

دہلی میں خلاف ورزی قانون کی تیاریاں دہلی۔ ۱۵ر نومبر۔ دہلی پراونشل کانگریس کمیٹی کا اجلاس منعقدہ گڑھ مکتسر (ضلع میرٹھ) میں یہ قرار داد منظور کی گئی ہے۔ کہ آئندہ چار ہفتوں میں دہلی کو خلاف ورزی قانون کے لئے تیار کیا جائے۔

دربار صاحب کی کنجیوں کا [illegible] آنریری کپتان سردار بہادر سنگھ جن کو حکام امرتسر نے دربار صاحب کی کنجیاں سپرد کی ہیں۔ ۱۵ر نومبر کو جاڈ (گوروپرب) کے موقعہ پر چاندنیاں وغیرہ لگانے کی رسم ادا کرنے کے وقت دربار صاحب میں آئے۔ اور انہوں نے سکھوں سے چاندنیاں لگانے کے لئے کئی بار کہا۔ لیکن سکھوں نے جن میں دربار صاحب کی کنجیاں حکام کے لینے پر بڑا ہی جوش پیدا ہو گیا تھا۔ کپتان صاحب کا حکم نہیں مانا۔ اس لئے کپتان صاحب واپس چلے آئے۔

پولیس مینوں کو نوکری چھوڑنے کی ترغیب کلکتہ۔ ۱۴ر نومبر۔ تارکان موالات اشتہارات اور تقاریر کے ذریعہ کانسٹیبلوں کو نوکری چھوڑنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ کل کلکتہ کے میدان میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں تین سو سپاہی اور بہت سے ملاح شریک ہوئے۔ ان کو نوکری چھوڑنے کی ترغیب دی گئی۔

زلزلے کے جھٹکے ۱۵ اور ۱۶ر ستمبر کی درمیانی رات کو اکثر مقامات پر تقریباً ۲ بجکر ۱۰ منٹ کے قریب زلزلہ آیا۔ جو خاصہ زور کا تھا۔ اور اس کا آخری جھٹکا تو اس زور کا تھا۔ کہ تمام در و دیوار ہلنے لگے۔ یہ زلزلہ کوئی دو تین سکنڈ تک رہا۔

مشاغل تفریح پر محصول ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ حکومت ہند نے مشاغل تفریح پر ٹیکس لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جس میں تھیٹر۔ سینما اور موسیقی وغیرہ شامل ہیں۔

شہزادہ ویلز کی آمد بمبئی۔ ۱۷ر نومبر۔ ۷ بجے صبح سے پیشتر شہزادہ ویلز کا جہاز داخل بندرگاہ بمبئی ہوا اور توپوں کی سلامی دی گئی۔

بابا گوردت سنگھ ظاہر ہو گئے ۱۵ر نومبر کو ننکانہ میں عام میلہ تھا۔ مختلف سکھ صاحبان نے تقریریں کیں۔ اور بابا گوردت سنگھ جو جہاز کوماگاٹا مارو کے مالک ہیں۔ اور جو حادثہ بج بج کے بعد سے روپوش تھے۔ وہاں ظاہر ہو گئے۔ انہوں نے دو تین مختصر تقریریں بھی کیں۔ جن میں سے ایک میں کہا کہ حادثہ بج بج کے متعلق میں نے تاریخ لکھی ہے جو عنقریب شائع ہو گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۴ نومبر ۱۹۲۱ء

غیر مبایعین سے صلح

اخبار "وکیل" نے اپنے ۱۸ نومبر کے پرچہ میں ایک نوٹ بعنوان "احمدی فرقے" لکھا ہے جس میں ظاہر کیا ہے کہ مبایعین اور غیر مبایعین میں صلح ہو گئی ہے۔ معلوم نہیں اس کے متعلق "وکیل" کے ذرائع معلومات کیا ہیں۔ اور کس بنا پر اس نے یہ لکھا ہے۔ ممکن ہے پیغام صلح میں جناب مولوی محمد احسن صاحب کے قادیان تشریف لانے کو جس رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہو۔

چونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جس کی حقیقت سے آگاہ ہونے کا اکثر لوگوں کو اشتیاق ہو گا۔ اور اس کا جماعت احمدیہ پر بھی خاص اثر پڑ سکتا ہے۔ اسلئے اصولی طور پر یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مبایعین اور غیر مبایعین میں صلح کا مفہوم کیا ہو سکتا ہے۔ اور کس بنا پر صلح ہو سکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ صلح ایک بہت اچھی چیز ہے مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ صلح جس کے نیچے فتنہ و فساد کی چنگاریاں دبی ہوں۔ اور جو صرف ظاہری صلح ہو۔ باطن پر اس کا کوئی اثر نہ ہو۔ اور دل اس کے ساتھ متفق نہ ہوں۔ وہ سخت خطرناک اور نقصان رساں فعل ہوتا ہے۔

غیر مبایعین کے متعلق صلح کی سلسلہ جنبانی جس کے متعلق جناب مولوی محمد احسن صاحب کا قادیان تشریف لانا بتایا گیا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ یہ سوال قبل ازیں بھی کئی بار پیش ہو چکا ہے۔ اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار فرما چکے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختلاف کے بعد پہلے ہی جلسہ میں "صلح" کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا۔ اس سے جہاں یہ ظاہر ہے کہ حضور "صلح" کے کس قدر متمنی ہیں۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ "صلح" کیونکر اور کس طرح ہو سکتی ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

"بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ا بہم صلح ہو جانی چاہیئے کیا ان لوگوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے وہ اسکو چھوڑ دینگے یا ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ ہونا چاہیئے۔ ہم اسے چھوڑ دینگے۔ اگر نہیں چھوڑینگے تو دو متضاد خیالات کے لوگوں کا اکٹھا کام کرنا اور ہر ایک کا یہ خیال کرنا کہ دوسرے فریق کے خیالات سلسلہ کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔ اور زیادہ اختلاف کا باعث ہو گا یا امن کا۔ میں تو صلح کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اس باپ کا بیٹا ہوں۔ جس کو صلح کا شہزادہ کہا گیا ہے۔ لیکن وہ صلح جو دین کی تباہی کا باعث ہوتی ہو۔ وہ میں کبھی قبول نہیں کر سکتا۔ مگر وہ صلح جس میں راستی کو نہ چھوڑنا پڑے۔ اس کے کرنے کے لئے مجھ سے زیادہ اور کوئی تیار نہیں ہے۔"

"میں بہت وسعت حوصلہ رکھتا ہوں۔ اگر کوئی پچھتاتا ہوا آئے۔ تو میں اسکی آمد پر بہ نسبت ان کے بہت خوش ہونگا۔ جنہوں نے پہلے دن بیعت کر لی تھی کیونکہ وہ گمراہ نہیں ہوئے تھے۔ اور یہ گمراہ ہو گیا تھا وہ کھوئے نہیں گئے تھے۔ اور یہ کھویا گیا تھا لیکن پھر مل گیا ہے۔ باپ اپنے بیٹوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ مگر اس باپ سے بیٹے کے دیکھنے کی خوشی پوچھو۔ جس کا بیٹا بیمار ہو کر تندرست ہو گیا ہو۔ میں نفاق کی صلح ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ہاں جو صاف دل ہو کر اور اپنی غلطی کو چھوڑ کر صلح کے لئے آگے بڑھے۔ میں اس سے زیادہ اس کی طرف بڑھونگا۔"

(برکات خلافت صفحہ ۲۵-۲۶)

"صلح" کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے مذکورہ بالا خیالات سے آگاہ ہونے کے باوجود جب ۱۹۱۹ء میں مولوی محمد علی صاحب نے چند شرائط پیش کئے۔ تو ان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مارچ ۱۹۱۹ء میں سالانہ جلسہ پر مفصل تقریر فرمائی۔ اور ان کے معروضات بیان کرنے کے بعد فرمایا:۔

"ہمارا اور ان (غیر مبایعین) کا اختلاف کوئی معمولی اختلاف نہیں۔ بلکہ بہت بڑا اختلاف ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ کے اختلاف سے سینکڑوں گنے زیادہ ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب معاویہ رض نے خط لکھا کہ میں آپ کی زیارت کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ زیارت اسی طرح ہو سکتی ہے کہ یا میں تمہارے پاس آؤں یا تم میرے پاس آؤ۔ اگر میں آیا۔ تو لشکر سمیت آؤنگا۔ اور اگر تم آئے تو تلوار تمہارا مقابلہ کریگی۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس اختلاف کو مذہبی اختلاف سمجھتے تھے۔ اور معاویہ کو اس کا بانی۔ اور ان کے ساتھ صلح کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ پس ہم کو تو ان سے زیادہ اختلاف ہے۔ اور معاویہ سے زیادہ انہوں نے اُمت اسلامیہ میں شقاق پیدا کیا ہے۔ پس جب تک اس شقاق کو یہ لوگ دور نہ کریں۔ ان سے صلح ہم کس طرح کر سکتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ غیروں کے ساتھ صلح ہو سکتی ہے۔ لیکن ان اپنوں سے جو معاند ہوں اور مفسد ہوں۔ اسوقت تک صلح نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ فساد نہ ترک کریں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ ملکر اپنے جوش نکالیں اور منصوبے چلائیں۔ لیکن چونکہ اس قسم کے تجربے ہم سے پہلے لوگ کر کے نقصان اٹھا چکے ہیں اسلئے ہم تجربہ کرنا نہیں چاہتے۔ بے شک ہمیں یہ منظور ہے۔ کہ سخت کلامی نہ ہو۔ کیونکہ سخت کلامی شرفا کا کام نہیں۔ اور اگر وہ اس سے باز آجائیں تو گو ہم نے پہلے ہی روکا ہوا ہے۔ اب اور بھی تاکید کر دینگے۔ لیکن اس کے سوا ان کی شرائط میں اور کوئی بات نہیں جو قابل قبول ہو۔"

(عرفان الٰہی ص ۹۶)

ان بیانات کو پیش کرنے کے بعد یہ بتانے کی ضرورت

نہیں ہتی۔ کہ مبایعین اور غیر مبایعین میں اگر صلح ہو۔ تو کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور اسکی نوعیت کیا ہوگی۔

باقی رہی درشت کلامی اس کے لئے ضروری نہیں کہ جب تک "صلح کا معاہدہ" طے ہو جائے اس وقت تک ترک نہیں کی جا سکتی۔ ہمیں عموماً اپنی جوابی تحریروں میں مجبوراً عبارت سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور پھر بھی ہم شرافت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ لیکن برخلاف اس کے ہمارے متعلق اسقدر سخت کلامی سے کام لیا جاتا ہے۔ کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اس کا تازہ ثبوت اسی پرچہ سے مل سکتا ہے۔ جسمیں مولوی محمد احسن صاحب کے قادیان تشریف لانے کی غرض صلح کرانا بتائی گئی ہے۔ اسمیں "میاں صاحب کے رؤیا و الہامات" کے عنوان سے جو ایک لمبا مضمون درج ہے اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے متعلق ایسے ناپاک اور گندے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ جن کو پڑھ کر ہر ایک احمدی کا دل پاش پاش ہو جاتا ہے ۔

چنانچہ اس مضمون کے پہلے حصہ میں جو ۶ اکتوبر کے پیغام صلح میں شائع ہوا ہے۔ اول تو حضرت مسیح موعود کی کتاب حقیقۃ الوحی کی وہ عبارت حضرت خلیفہ ثانی پر چسپاں کی گئی ہے۔ جسمیں جھوٹی خوابیں بنانے والوں کو شیطان کے پنجہ میں گرفتار بتایا گیا ہے اور پھر لکھا ہے ؛۔

"یقیناً یقیناً ان الفاظ کی میاں صاحب کے قلب پر القا کرنیوالی کوئی سخت ... حاسد روح تھی۔ جس نے کسی شدید روحانی مناسبت کی وجہ سے خلافت آب کے اطمینان قلب کے لئے یہ الفاظ ان کے کان میں کہے "!

اور ۸ نومبر کے پرچہ میں جو حصہ چھپا ہے۔ اسمیں حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق لکھا ہے ؛۔

"اپنے دیوانوں کے مشغلہ کے لئے مباہلوں کا سلسلہ جاری کر دیا "

پھر لکھا ہے ؛۔

"اب جبکہ ہر طرف سے زک کھا کر مباہلہ کے ڈورے ڈالنے کی بھی گنجایش نہ رہی۔ اور ادھر سے سیدنا مولوی محمد علی صاحب نے اتمام حجت کے ذریعہ محمودی کیمپ پر گولہ باری شروع کر دی۔ تو پھر میاں صاحب کو رؤیا و الہامات کا جال بچھانے کی ضرورت پڑی۔ تاکہ گمراہ امت محمودیہ تقدس کے رعب میں پھنسی رہ جائے "!

پھر لکھا ہے ؛۔

"میاں صاحب کی ہیبت کوئی شیطانی وسوسہ ہے جو نوواردوں میں اگر اب ہماری پریشانی کا موجب ہو رہا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ قل اعوذ برب الناس کی کثرت سے تلاوت کرے"

یہ تو اس شیریں زبانی کا نمونہ ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق استعمال کی گئی ہے۔ اور ہماری جماعت کو جو جو القاب عطا کئے گئے ہیں۔ وہ علیحدہ ہیں۔ چونکہ ابھی اس مضمون کا سلسلہ جاری ہے۔ اسلئے نامعلوم اور کیا کیا گل فشانی کی جائیگی ۔

جن لوگوں کی اپنی حالت یہ ہو۔ ان کی طرف سے درشت کلامی کی شرط پیش ہونا کیسی عجیب بات ہے ہمیں غیر مبایعین کی اس جرأت پر ہمیشہ تعجب آیا کرتا ہے کہ ایک طرف تو وہ نہایت درشت کلامی اور دل آزادی سے کام لیتے ہیں۔ اور دوسری طرف عین اسی وقت صلح کی شرائط پیش کرتے ہوئے درشت کلامی ترک کرنا ایک ضروری شرط بتاتے ہیں۔

کاش! ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی حقیقی صلح کے جویاں ہوں۔ اور اسی طرح گلے مل جائیں۔ جس طرح خلافت اولیٰ کے زمانہ میں چھ سال تک ملے رہے۔

اودھ کی سنگلاخ زمین

اخبار حقیقت نے اودھ کے کسی نام ونشان گاؤں کے متعلق یہ خبر درج کرتے ہوئے کہ وہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ لکھا ؛

"اگر یہ بزرگ پنجاب کی پیغمبر خیز زمین میں پیدا ہوئے ہوتے۔ تو شاید ان کو وہاں کچھ قدر بھی نہ ہوتی (کیا مطلب؟) لیکن اودھ میں تو انہیں اپنی امت جمع کرنے میں سخت دشواریاں لاحق ہونگی۔ بہرکیف ہم اس "فرستادہ خدا" اور "نبی برحق" کو صرف اسقدر مشورہ دے سکتے ہیں کہ وہ قادیان چلے جائیں۔ اور وہاں کی مسجد اقصیٰ کے کسی گوشہ میں بیٹھ کر "مرزا محمود احمد صاحب" کی صحبت میں اپنے "دین حق" کی اشاعت کی تدابیر پر غور کریں۔ تو شاید کامیابی کی کوئی صورت نکل آوے "!

اسپر شیعہ اخبار اثنا عشری اپنی طرف سے لکھتا ہے ؛۔

"ہم بھی معاصر موصوف کے اس زریں مشورہ کی تائید کرتے ہیں۔ ورنہ ہمیں معلوم ہے کہ اودھ میں اس قسم کے لوگ کبھی بھی نہیں پنپ سکتے "!

اگر دونوں معاصر عقل سے کام لیتے۔ تو انہیں معلوم ہوتا کہ ہر جگہ اپنے اپنے وقت میں نبی پیدا ہوتے رہے ہیں اور سچے نبی کے وقت میں جھوٹے مدعی نبوت بھی کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ ذرا تاریخ دیکھ لیجئے۔ عرب میں بھی ایک سچے کے ساتھ کئی جھوٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ پس اس زمانہ میں جبکہ پنجاب میں ایک سچا نبی مبعوث ہوا۔ تو مسیلمہ اور ابن صیاد جیسوں کا پیدا ہونا کوئی عجیب بات نہیں۔ ہاں افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت جھوٹے مدعیان نبوت کے دعوؤں کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شبہ نہیں رکھتے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایسی حالت میں عقل و فکر ترک کر کے طعنہ زنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ معاصر شیعہ معاف فرمائے۔ کہ ہم نے اس کی توجہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال کی طرف مبذول کرائی۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نے ہی تو شیعوں کے دلوں میں ناسور ڈالے ہوئے ہیں۔ پھر اسی منہاج پر آنے والے کسی اور سے وہ کب خوش ہو سکتے ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ شیعہ معاصر کے دن اس قسم کی نیش زنی کے لئے تو موقع نکال لیتا ہے۔ لیکن وہ زبردست مضامین جو شیعہ عقائد کے متعلق ہمارے اخبار و رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۱ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

سالانہ جلسہ کیلئے خدمات پیش کرنے کی تحریک

میرا منشا ہے۔ کہ آج بھی اس سلسلہ مضامین کی ایک اور شاخ کے متعلق میں آپ لوگوں کو کچھ سناؤں جس کے متعلق میں کئی ہفتوں سے بیان کر رہا ہوں۔ مگر اس دفعہ بھی میں ایک شاخ کو ہی لینا پسند کرتا ہوں۔ اور اصل مضمون کو اور پیچھے ڈالتا ہوں۔ تاکہ وقفے وقفے سے بات کانوں میں پڑے اور اس پر آپ لوگوں کو زیادہ غور کرنے کا موقع مل سکے لیکن پیشتر اس کے کہ میں اس شاخ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں ایک اور بات جو اس وقت کی ضروریات کے متعلق ہے۔ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

سالانہ جلسہ پھر قریب آ رہا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت صاحب کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے۔ یہاں کے لوگوں کا مہمان نوازی کرنا ضروری فرض ہے۔ اور اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مہمان نوازی چونکہ فرائض اسلام میں سے ایک فرض ہے۔ اس لئے اس کے متعلق میں کچھ زیادہ بیان کرنا نہیں چاہتا۔ اور جو کچھ بیان کرنا ہے۔ اسے بھی میں اس وقت کے لئے چھوڑتا ہوں۔ جو جلسہ کے زیادہ قریب ہوگا۔ اس وقت میں ایک اور بات بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

ہر کام کے لئے مشق کی ضرورت

میں نے پچھلے سال بیان کیا تھا۔ کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور معمولی سے معمولی کام بھی بغیر مشق کے نہیں آ سکتا۔ ایک مزدور جو ایک جگہ سے ٹوکری اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دیتا ہے۔ اسے دیکھنے والا سمجھتا ہے۔ یہ بہت معمولی کام ہے۔ اور میں اسے بآسانی کر سکتا ہوں۔ تم میں سے بیسیوں نے مزدور کو ٹوکری اٹھاتے دیکھا ہوگا۔ اور وہ کہتے ہونگے کہ اس کے لئے کسی مشق کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ذرا ڈھو کر دکھاؤ۔ تو حقیقت معلوم ہو۔ تین چار ہی بار جب ٹوکری اٹھانے کے لئے جھکو گے اور اٹھا کر دوسری جگہ ڈالو گے تو پتہ لگ جائیگا۔ کہ یہ کام بھی ایسا نہیں ہے کہ یونہی آ جائے۔ بلکہ ٹوکری اٹھانے والے مزدور کی بڑی مشقوں کے بعد ایسی ہی ہے۔ کہ وہ دیر تک ٹوکری کی مشقت برداشت کر سکتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ تم اس سے زیادہ طاقتور ہو۔ اسے اٹھا کر زمین پر گرا سکو۔ اس کی گردن ہاتھ سے پکڑ کر اس قدر زور سے دبا سکو۔ کہ اسکی چیخیں نکل جائیں۔ اور وہ چھڑا نہ سکے مگر اس کے مقابلہ میں تم ٹوکری نہیں اٹھا سکو گے۔ ایک پہلوان جو بڑے طاقتور انسان کو گرا سکتا ہے۔ یا کلائی پکڑنے کا ماہر جو مضبوط سے مضبوط آدمی کی کلائی پکڑ کر چھوڑتا نہیں۔ اور اس کی ہڈی ٹوٹنے کے قریب کر دیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک مزدور جو نہ تو کشتی کر سکتا ہے۔ اور نہ کلائی پکڑنا جانتا ہے۔ جب ٹوکری اٹھائیگا تو پہلوان اور کلائی کا ماہر رہ جائیگا۔ اور ہرگز مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ کیونکہ ٹوکری اٹھانے کی اسے مشق نہیں ہوگی۔ اور مزدور کو اس کام کی مشق ہوگی۔

جلسہ کے انتظام میں نقائص کی وجہ

پس کوئی معمولی سے معمولی کام بھی بغیر مشق کے نہیں آ سکتا۔ میں نے بتایا تھا کہ ہمارے جلسہ کے انتظامی معاملات میں جو نقص رہ جاتے ہیں۔ وہ اس لئے نہیں کہ کام کرنے والوں میں اخلاص اور محبت کی کمی ہے۔ یا وہ اپنی طرف سے پوری کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ اسکی وجہ مشق کی کمی ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسے کام کو کرنے لگتے ہیں۔ جو انہوں نے سال بھر نہ کیا ہوتا۔ اور بغیر مشق کے کام پر کھڑے کر دئے جاتے ہیں۔

ماہرین فن بھی مشق کرتے ہیں

میں تو ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں مجھے ایسی باتوں کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ اور ہمارے ہاں تو شہروں میں بھی ایسی باتیں دیکھی نہیں جا سکتیں۔ مگر میں کتابوں کے پڑھنے کا بہت شائق ہوں۔ اور اتنا کہ کتابوں کا کیڑا کہنا چاہیئے۔ میں ہر فن ہر مذاق اور ہر رنگ کی کتابیں پڑھتا رہتا ہوں میں نے پڑھا ہے۔ کہ بڑے بڑے مشاق ایکٹر (Actors) بھی جب کوئی کھیل کرنے لگتے ہیں۔ تو پہلے اس کی مشق کر لیتے ہیں۔ اور اپنے طور پر وہ کھیل کر کے دیکھ لیتے ہیں۔ کہ کوئی نقص اور کمی تو نہیں رہ گئی حالانکہ اس فن میں وہ بہت ماہر ہوتے ہیں۔ بات یہی ہے۔ کہ ہر کام کے کرنے سے پہلے اس کی مشق ضروری ہے

ایک مشاق کی مثال

دیکھو ایک پولیس مین جو اکیلا کھڑا ہوتا ہے۔ ہزاروں گاڑیوں کو اپنے مقام سے ہاتھ کی حرکت سے گزار دیتا ہے۔ جہاں پورا ہجوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ بمبئی جیسے شہروں میں ایک مقام پر کئی کئی رستے ملتے ہیں۔ اگر وہ ذرا بے احتیاطی سے کام لے۔ تو ایک دن ایسا نہ گزرے جس میں بیسیوں خون نہ ہو جائیں۔ ایک طرف سے بیل گاڑی آتی ہے۔ دوسری طرف سے گھوڑا گاڑی۔ تیسری طرف سے موٹر۔ لیکن اکیلا پولیس مین ایک سینی سے سب پر حکومت جمائے رکھتا ہے۔ اس کی نظر چاروں طرف پڑتی ہے۔ اور وہ عمدگی سے سب کو اپنے انتظام کے نیچے رکھتا ہے۔ اور احتیاط کے ساتھ گزارتا ہے۔ لیکن اگر کسی ایسے شخص کو جو پولیس مین نہیں اسے بھی کھڑے کر دئے جائیں۔ تو کچھ نہیں کر سکینگے۔ کیونکہ انھیں اس کام کی مشق نہ ہوگی۔ عقل۔ فہم۔ فراست اور علم اس موقع پر کچھ کام نہ دیگا۔ بلکہ وہی پولیس مین کام کر سکیگا۔ جو مشاق ہوگا۔

دوسری مثال

اسی طرح ایک زمیندار جو پڑھا لکھا نہیں جانتا۔ اور فی الواقع نہیں جانتا۔ کہ بیج سے سبزہ کس طرح نکلتا ہے۔ وہ ہر سال بیج ڈالتا ہے اور کھیتی کاٹتا ہے۔ اس سے اگر پوچھو کہ کیونکر بیج سے سبزہ نکلتا ہے۔ کس طرح کھیتی بڑھتی ہے۔ ایک چھوٹی سی چیز (بیج) کس طرح ایک بڑے پودے کا باعث بنتی ہے۔ ایک دانے سے سو بلکہ اس سے بھی زیادہ کس طرح بن جاتے ہیں۔ تو اول تو وہ کچھ جواب نہ دے سکیگا۔ اور اگر زیادہ سے زیادہ کچھ کہیگا۔ تو یہ کہے گا۔ کہ اللہ کی باتیں اللہ ہی جانے۔ بیشک یہ اللہ کی باتیں ہیں۔ لیکن ایسی نہیں کہ اللہ ہی جانتا ہے۔ بلکہ ایسی ہیں۔ کہ بندہ بھی جان سکتا ہے۔

کہ سائنس کی معمولی باتیں ہیں۔ مگر جس طرح ایک زمیندار محنت سے بیج بوتا اور کھیتی کاٹتا ہے۔ اس طرح زراعتی کالج کے پروفیسر سے بھی نہیں ہو سکیگا۔ کیونکہ اسے علم تو حاصل ہے۔ لیکن مشق نہیں۔ اور مشق کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جا سکتا۔

مشق کس طرح ہو

پس چونکہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی مشق سے ہی آسکتی ہیں۔ اس لئے میں نے کہا تھا۔ کہ جلسہ پر جو کام کرنے ہوتے ہیں۔ ان کی پہلے مشق کرائی جائے۔ مثلاً لوگوں کو ریسیو کرنا۔ ان کا اسباب اٹھانا۔ زیادہ تعداد میں آجائیں۔ تو ان کا انتظام کرنا۔ یہ سب باتیں مشق چاہتی ہیں۔ ورنہ خواہ مہمانوں کو ریسیو کرنے کے لئے بی۔ اے چلے جائیں۔ کچھ نہیں کر سکینگے۔ اور انتظام میں نقص ہی رہیگا۔

سٹیشنوں پر دیکھا ہے۔ اسباب کے لئے جب قلی کئے جائیں۔ اور پھر کوئی خود کوئی چیز اٹھانے لگے۔ تو قلی شور مچا دیتے ہیں۔ کہ نہ اٹھاؤ۔ حالانکہ اس میں انہی کا فائدہ ہوتا ہے۔ کہ بوجھ کم ہو جاتا ہے۔ مگر چونکہ دوسرا آدمی بوجھ اٹھانے کا مشاق نہیں ہوتا۔ اس لئے ایسے رنگ سے اٹھاتا ہے۔ جو ٹھیک نہیں ہوتا۔ اور انہیں آسانی نہیں ہوتی۔ قلی مشاق ہوتے ہیں۔ اور ترکیب سے کئی کئی چیزیں ایک بار اٹھا لیتے ہیں۔

میں نے گذشتہ سال نصیحت کی تھی۔ کہ جلسہ کے کام کے لئے مشق کی جائے۔ جو جو کام کسی نے کرنا ہو وہ تقسیم کر دیا جائے۔ مثلاً سالن کون تقسیم کریگا۔ روٹی کون تقسیم کریگا۔ اسباب کے لئے کون کون جائیگا۔ مہمانوں کو اتارنے کا کام کون کریگا۔ اسی طرح سب کاموں کی تقسیم کر دی جائے۔ اور جن کے ذمے یہ کام لگائے جائیں۔ وہ مشق کریں۔ سرکاری درباروں میں جو جو کام کسی کے سپرد ہوتا ہے۔ اس کی کئی کئی بار مشق کرائی جاتی ہے۔ جنہوں نے پہرہ دینا ہوتا ہے۔ یا راستہ کا انتظام کرنا ہوتا ہے۔ انہیں وہاں کھڑا کر کے مشق کراتے ہیں۔ اور جو غلطیاں ہوں۔ ان کی اصلاح کرتے ہیں۔

اسی رنگ میں یہاں بھی مشق ہونی چاہئے۔ مگر پچھلے سال جو خطبہ میں نے پڑھا تھا۔ وہ تو ہوا میں ہی اڑ گیا۔ کیونکہ زمین پر مجھے اس کا کوئی نشان نہ ملا۔ اور جس طرح پہلے شکایتیں ہوتی تھیں۔ اسی طرح اس سال بھی ہوئیں۔

جلسہ کے کام کیلئے خدمات پیش کرو

اس سال پھر میں نے بتایا ہے۔ کہ اس طرف توجہ کرو افسر نے تو توجہ کی ہے۔ اس نے مجھے یاد دلایا ہے۔ کہ آپ نے گذشتہ سال یہ کہا تھا۔ اس سے معلوم ہوا۔ اسکو تو یاد ہے۔ اب میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ جن جن سے ممکن ہو۔ حتیٰ کہ وہ بھی جنہیں اپنا کام ترک کر کے حصہ لینا پڑے۔ سوائے ان کے جو سارا سال کام کرتے ہیں۔ وہ ریزرو کے طور پر اس وقت تک رہینگے۔ جب تک ان کے کام کرنے کا موقع نہیں آتا۔ وہ اپنا کام کریں۔ باقی اپنے آپ کو پیش کریں۔ اور جو جو خدمت ان کے لئے مقرر ہو انہوں کے ماتحت اس کی مشق کریں۔ اور اپنے آپ کو کام کرنے کا عادی اور مشاق بنائیں۔

میں نے دیکھا ہے۔ بہت سی شکایات اسی وجہ سے ہوتی ہیں۔ کہ کام کرنے والوں کو اس کام کی مشق نہیں ہوتی۔ مثلاً اسباب کے متعلق ہی شکایت ہوتی ہے۔ کہ سٹیشن پر آدمی موجود نہیں ہوتے۔ اسکی بڑی وجہ یہی ہے۔ کہ جن کو وہاں مقرر کیا جاتا ہے انہیں ایک جگہ بہت دیر تک کھڑے رہنے کی عادت نہیں ہوتی۔ وہاں طالب علموں کو بھیجا جاتا ہے۔ ایک طالب علم یہ تو کر سکتا ہے کہ پندرہ گھنٹے ایک کتاب کے پڑھنے میں لگا دے۔ لیکن یہ نہیں کر سکتا کہ اتنا عرصہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا رہ سکے۔ کبھی اسے پیشاب آجائیگا۔ کبھی پاخانہ۔ کبھی کوئی اور بات پیدا ہو جائیگی۔ اور ایسا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کی طبیعت اور مشق کے خلاف کام ہے۔ لیکن جو کھڑا رہنے کا عادی ہوگا۔ وہ باقاعدہ کھڑا رہ سکیگا۔

یا اور کام ہیں۔ مثلاً کھانا کھلانا۔ دیکھا گیا ہے۔ کہ پرچیاں تقسیم کرنے والے گھبرا جاتے ہیں۔ اور اسی طرح ان کے کام نہ کر سکنے کی وجہ سے شکایتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ انہیں مشق نہیں ہوتی۔ اور وہ ایسا کام کرنے کے عادی نہیں ہوتے۔ لیکن اگر مشق کرائی جائے۔ اور زیادہ نہیں پچاس ہی آدمی ہوں۔ جو بار بار پرچیاں مانگیں۔ اور ہجوم بن کر ان کے گرد جمع ہو جائیں۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کام کرنے والوں میں کیا کیا نقص ہیں۔ اور پھر ان کو دور کیا جا سکتا ہے۔

پس پہلے تو میں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جن جن سے ممکن ہو سکے۔ اور اکثر سے ممکن ہے۔ اور چند مستثنیات کو چھوڑ کر باقی کام کر سکتے ہیں۔ اور انہیں کرنا چاہئے انہیں جلسہ کے افسر کے پاس اپنی خدمات پیش کرنی چاہئیں۔ اور افسروں کے ماتحت مشق شروع کر دینی چاہئیے۔ تاکہ موقع اور وقت پر مفید ثابت ہو سکیں۔

سلسلہ کے کام کرنیوالے ملازم نہیں کارکن ہیں

اب میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں جس کا بیان کرنا آج میرا مقصد ہے۔ لیکن اس کے شروع کرنے سے پہلے میں ایک فرع بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

اصلی حقیقت اور اثرات

ہم دیکھتے ہیں۔ دنیا میں جتنے کام ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ تو اصل حقیقت ہوتی ہے۔ اور کچھ ارد گرد کے اثرات ہوتے ہیں۔ مثلاً انسان کا ارادہ اور نیت اصل ہے۔ مگر اور کئی چیزیں ایسی ہیں جو ارادہ اور نیت پر اثر ڈالتی ہیں۔ یہ چیزیں چونکہ ضمنی ہوتی ہیں۔ اور نظر نہیں آتیں۔ اس لئے ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اور یہ تباہی کا زیادہ باعث ہوتی ہیں۔ مثلاً پاخانہ کو لوگ [illegible] دیکھتے اور اس سے کراہت کرتے ہیں۔ اور ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ کہ یہ نہ تو کپڑوں کو لگے۔ اور نہ کھانے کی چیزوں کو۔ یہ تو اس کے براہ راست علم کی وجہ سے ہے۔ لیکن کبھی ضمنی طور پر یہ لگ جاتا ہے اور اس وقت کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ مکھیاں اس پر بیٹھتی ہیں۔ اور پھر کھانے پر آبیٹھتی ہیں۔ ان کے جسم کے ساتھ جو گندگی لگی ہوتی ہے۔ وہ چونکہ نظر نہیں آتی۔ اسلئے اس سے کراہت نہیں کی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible] گندی چیز کھا کر بیمار ہونے والے کم نظر آئینگے۔ لیکن

مکھیوں کے ذریعہ گندگی کھانے والے ہزاروں اور لاکھوں بیمار ہوتے ہیں۔ مکھیاں کہیں گلے سڑے زخم پر کہیں پیپ پر، کہیں پاخانے پر کہیں کسی اور گندی چیز پر بیٹھتی ہیں۔ اور پھر کھانے پر آ بیٹھتی ہیں۔ اور اس طرح اس میں گندگی داخل کر دیتی ہیں۔ یہ مخفی چیزیں ہیں۔ مگر ان کے نقصانات ہیں۔ وہ ظاہر گندگی سے نہیں ہیں۔ تو مخفی باتوں سے بہ نسبت نظر آنے والی چیزوں کے زیادہ نقصان ہوتے ہیں۔ مکھی نظر آتی ہے۔ اور کھانے پر آ بیٹھتی ہے۔ مگر اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ کیونکہ اس کے ذریعہ جو گند آتا ہے۔ وہ ایسا باریک ہوتا ہے کہ نظر نہیں آتا۔

نیکیوں میں اصل اور ضمن

نیکیوں کے متعلق بھی یہی بات ہوتی ہے۔ کہ ایک حصہ چیز اصل ہوتی ہے اور ایک حصہ ضمنی۔ جن کے ذریعہ نیکی مل جاتی ہے۔ مثلاً کسی نیکی کے لئے نیت اور ارادہ ہوتا ہے۔ لیکن انسان کر نہیں سکتا۔ کیونکہ ارادہ اور نیت کمزور ہوتی ہے۔ مگر بعض اوقات ایسی ضمنی باتیں شامل ہو جاتی ہیں۔ کہ انسان کر لیتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ ارادہ تو مضبوط ہوتا ہے۔ مگر ضمنی باتیں ایسی آ جاتی ہیں۔ کہ انسان ان کی وجہ سے کر نہیں سکتا۔

مثالیں

اصل اور ضمنی باتوں کی ایک مثال یہ ہے کہ فوجی لوگ لڑائی میں لڑنے کے لئے جاتے ہیں۔ جن میں سے بعض بہت ڈرپوک ہوتے ہیں ان کی اصل نیت تو یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی طرح اپنی جان بچائیں۔ مگر دوسروں کی بہادری دیکھ کر وہ بھی لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات بڑی بہادری کا کام کر لیتے ہیں۔ یا اس طرح کہ پچھلی فوج بہت بہادر ہوتی ہے۔ وہ آگے بڑھتی ہے۔ اور اس کے آگے جو فوج ہوتی ہے۔ اسے بھی مجبوراً آگے بڑھنا پڑتا ہے۔ باہر لوگ اسے دیکھ کر کہتے ہیں۔ کہ یہ فوج بڑی بہادر ہے جو آگے آگے جا رہی ہے۔ لیکن دراصل وہ پچھلی فوج کے مجبور کرنے سے آگے بڑھ رہی ہوتی ہے لیکن کبھی اس کے الٹ بھی ہو جاتا ہے۔ کہ بہادر بزدلوں کے حلقہ میں آ جاتے ہیں۔ اور ان کے قدم اکھڑ جاتے ہیں۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت غزوۂ حنین میں ہوا تھا۔ ایسے لوگ جو تازہ تازہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور جن کے حوصلے ایسے نہ تھے جیسے کہ دوسرے لوگوں کے۔ وہ وقت پر بھاگ نکلے۔ اور ان کے بھاگنے پر صحابہ کے قدم اکھڑ گئے۔ ان کے ارادے تو قربان ہونے کے تھے۔ اور اس کے لئے وہ کوشش بھی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک صحابی کہتے ہیں بھاگتے اونٹ کو پیچھے موڑنے کے لئے اس کی رسی اس زور سے کھینچتا کہ اس کا سر پیچھے آ لگتا۔ مگر پھر جب میں چھوڑتا تو آگے کو ہی بھاگ پڑتا۔ تو ان کی تو خواہش تھی۔ کہ جان دیدیں۔ اور میدان سے نہ ہلیں۔ مگر حالات ایسے ہو گئے۔ کہ بزدلی دکھانی پڑی۔ تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کام کے کرنے کی نیت اور ارادہ تو ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود ایسے مخالف حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ ارادہ کے خلاف انسان کر بیٹھتا ہے اور کبھی ایک کام کے کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ مگر حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ انسان کر لیتا ہے مثلاً کوئی ایسی مجلس میں جائے۔ جہاں ہنسی مذاق کی باتیں ہو رہی ہوں۔ مگر وہاں کوئی دیندار آدمی آ گیا۔ اور اس نے دین کے متعلق گفتگو شروع کر دی۔ اب وہ شخص جو ہنسی مذاق کی باتیں سننے کے لئے آیا تھا اٹھنے سے شرم کرتا ہے۔ اور بیٹھا رہتا ہے۔ اور دینی باتوں سے فائدہ اٹھا لیتا ہے یا ایسا ہو کہ ایک شخص نماز کے لئے جانے لگے۔ رستہ کے درمیان کوئی برات آ رہی ہو یا اور تماشہ ہو رہا ہو اسے دیکھنے لگ جائے۔ اور نماز کے لئے نہ جا سکے اگرچہ وہ نماز پڑھنے کی نیت اور ارادہ کر کے گھر سے نکلا تھا۔ لیکن حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ وہ نیک کام نہ کر سکا تو ضمنی حالات ایسے ہوتے ہیں کہ کبھی تو نیکی کو بدی بنا دیتے ہیں اور کبھی بدی کو نیکی۔ اس بات کو خوب اچھی طرح مدنظر رکھنا چاہیئے۔

اصل کام سے غافل کرنے والے اسباب

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں ہمارا اصل کام تو وہ ہے جس کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اور آپ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں۔ جن کی وجہ سے آنکھوں پر پردہ پڑ جائے۔ اور غفلت کی ہوا ہمیں تھپک تھپک کر سلا دے۔ اور ہم اس وقت اٹھیں جب سورج بہت چڑھ گیا ہو۔ اس لئے ان حالات کو بغور دیکھنا اور ان کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ملازمت کا سوال

یہ حالات کئی طرح کے ہیں۔ مثلاً ایک جس کا لوگوں پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ ملازمت کا سوال ہے۔ جب کام کرنے والوں کے نام کاغذات میں بطور ملازم کے لکھے جاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ انجمن کا ملازم ہے۔ اور یہ نظارت کا ملازم۔ یہ فلاں صیغہ کا نوکر ہے۔ اور یہ فلاں دفتر کا نوکر۔ تو یہ "ملازم" اور "نوکر" کا لفظ بولتے ہی وہ تمام باتیں ذہن میں آ جاتی ہیں جو دنیاوی کاروبار کرنے والے نوکروں سے تعلق رکھتی ہیں۔ بادشاہ کے نوکروں اور ملازموں کے جو حالات ہوتے ہیں۔ ان کو سامنے لا کر یہ لوگ بھی خیال کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ایسے ہی حالات میں ہونا چاہیئے۔ اور اس وجہ سے وہ اپنا اصل کام جو خدمت دین ہے۔ بھول جاتے ہیں۔ ان کی ایسی ہی حالت ہو جاتی ہے جیسے بچے کھیلتے ہوئے ایک کھیل کا نام "ہوا" رکھتے ہیں۔ مگر جب انہی میں کا کوئی لڑکا ہوا بن کر ہو ہو کرتا ہے۔ تو بعض لڑکے واقعہ میں ڈر جاتے اور رونے لگتے ہیں۔ حتیٰ کہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ انہوں نے جس کا نام ہوا رکھا ہے۔ وہ اصل بھول جاتا ہے۔ اور نام غالب آ جاتا ہے۔ حالانکہ اصل تو وہ اسے شروع ہی کھیل کے طور پر رکھتے ہیں۔ اور پھر دیکھتے ہیں۔ کہ ہم میں سے ہی ایک لڑکا ہے۔ لیکن نام کا ان پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ رونے لگتے ہیں یہی حال ایسے لوگوں کا ہوتا ہے۔ ان پر بعض باتیں ایسا اثر کرتی ہیں کہ وہ حقیقت کو بھول جاتے ہیں۔ اور یہ بات دنیا کے کاموں میں اس کثرت کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے کہ مجھے مثالوں کے ذریعہ اسے واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے پھر یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ اگر میں اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تو جو بات آج بیان کر رہا ہوں۔ یہ رہ جائیگی۔

نام کا اثر

بات یہ ہے۔ کہ لوگ جو نام اختیار کرتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ اس کی خصوصیات ان میں نہ پائی جائیں۔ اس کا ان پر اثر ہوتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ اس کی خصوصیات ان میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کسی کو

بادشاہ بادشاہ کہنے لگ جاؤ۔ کچھ عرصہ میں اس کی چال رفتار اور گفتار میں زمین آسمان کا فرق پڑ جائیگا ۔

نوکر اور ملازم کا لفظ ایسا ہے کہ اپنے اندر کچھ خصوصیات رکھتا ہے۔ بعض ایسے بھی الفاظ ہوتے ہیں۔ جن کی خصوصیات کم ظاہر ہوتی ہیں۔ اور انکی خصوصیات سے کم لوگ واقف ہوتے ہیں۔ لیکن نوکر کا لفظ چونکہ عام ہے۔ لوگ خود نوکر رکھتے ہیں۔ اور نوکر رہتے ہیں۔ دوسروں کو نوکر ہوتا دیکھتے ہیں۔ نوکروں سے ملتے ہیں۔ گفتگو کرتے ہیں اسلئے اس کی خصوصیات سے سارے لوگ واقف ہیں۔ اور جب یہی لفظ ہمارے ہاں کام کرنیوالے اپنے متعلق سنتے ہیں۔ تو یہ بات ہی بھول جاتے ہیں۔ کہ وہ قادیان کس غرض کے لئے آئے ۔ اور ان کا کام اور مقصد کیا ہے ۔ نوکر نوکر اور ملازم ملازم کا لفظ آہستہ آہستہ ان کی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اور وہ بھول جاتے ہیں۔ کہ وہ کیوں یہاں آئے ۔

یہاں کام کرنے والوں میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو ۔ جو ملازمت کی غرض سے یہاں آیا ہو۔ اور ان میں سے کئی ایسے ہیں۔ کہ اگر باہر کام کرتے ۔ تو انھیں بہت زیادہ تنخواہ ملتی۔ اور اچھی ملازمت حاصل کر لیتے۔ مگر اس لفظ نے ان کی عقل پر پردہ ڈال دیا اور وہ اپنے آپ کو ایک ملازم کی حیثیت میں سمجھنے لگ گئے ۔

ملازم کی بجائے کارکن

ان حالات کے پیدا ہونے کی وجہ سے میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ انجمن اور نظارت کے ماتحت جتنے کام کرنیوالے ہیں۔ انھیں آیندہ ملازم نہ کہا جائے۔ بلکہ کارکن کہا جائے۔ "کارکن" کے لفظ میں تنخواہ کا خیال ہی نہیں آتا۔ اور ہمارے ہاں بہت سے کام ایسے ہیں جو بغیر تنخواہ کے کرائے جاتے ہیں۔ اور اگر کچھ دیا بھی جاتا ہے۔ تو وہ بدلہ کے طور پر نہیں ہوتا۔ بلکہ محض گذارہ کے طور پر ہوتا ہے۔ ورنہ اگر نوکری کا معاملہ ہو تو پھر ماننا پڑیگا۔ کہ انھیں بہت کم تنخواہ ملتی ہے اور زیادہ تنخواہ کا مطالبہ کرنے کا انھیں حق ہے۔ لیکن اگر نوکر کا لفظ ہی نہ رہے۔ تو ملازمت کے حقوق کا سوال ہی نہیں اٹھیگا۔ کیونکہ یہ خدا کا کام ہے۔ اور اس کے کرنے پر جس کو جو کچھ بھی ملتا ہے۔ اس کا نام تنخواہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ انعام ہے۔ اور بہت بڑا انعام ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسکے بدلہ تو پہلے ہی دیا ہوا ہے۔ اب جو کچھ دیتا ہے وہ زاید انعام کے طور پر دیتا ہے۔ اس طرح بالکل نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔ ایک صورت میں تو یہ نقشہ ہوتا ہے۔ کہ تنخواہیں کم ہیں اور کام زیادہ۔ مگر دوسری صورت میں تنخواہ کا سوال ہی نہیں رہتا۔ جو کچھ کوئی کرتا ہے خدا کے لئے کرتا ہے۔ اسلئے میں نے حکم دیا ہے۔ کہ آیندہ کے لئے ملازم کا لفظ ہی اڑا دیا جائے اور کام کرنے والوں کو کارکن کہا جائے ۔

کوئی احمدی غیر کارکن نہیں

لیکن مجھے اس ایک شکایت پہنچی ہے۔ اور جائز شکایت ہے۔ کہ جو لوگ ریزرو (Reserve) ہیں۔ اور یہاں رہتے ہیں۔ انکو ایک اعلان میں غیر کارکن کہا گیا ہے۔ اس طرح وہ غرض پھر فوت ہو جائیگی جس کے لئے میں نے کارکن کا لفظ تجویز کیا ہے۔ کیونکہ جب ایسے لوگوں کو غیر کارکن کہا جائیگا۔ تو وہ اپنے آپ کو بے کار سمجھ لینگے۔ اور کام کرنے کے ناقابل ہو جائینگے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ بعض ایسے نام ہوتے ہیں۔ جن کا الٹ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً مجاہد کا لفظ ہے۔ مجاہد عربی میں اسکو کہتے ہیں جو دین کی خدمت میں اپنی جان تک لگا دے۔ مگر دوسروں کو غیر مجاہد نہیں کہا جا سکتا۔ ایک شخص جو دینی جنگ پر گیا ہے۔ مجاہد ہے۔ لیکن ایک کمزور جو جنگ پر نہیں جا سکا۔ غیر مجاہد نہیں ہو گا۔ اور یہ لفظ اس کے متعلق استعمال نہیں کیا جائیگا کیونکہ اس سے اسکے ایمان پر اثر پڑتا ہے۔ بس جس طرح مجاہد کے لفظ کا الٹ غیر مجاہد ان لوگوں کیلئے استعمال نہیں کیا جا سکتا جو جہاد میں شامل نہ ہوں۔ اسی طرح کارکن کے لفظ کا الٹ غیر کارکن نہیں استعمال ہو سکتا۔ کارکن سے مراد صرف یہی ہے کہ وہ لوگ جو کام پر لگے ہوئے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو منتظر ہیں کہ انہیں کام پر لگایا جائے مگر ابھی لگائے نہیں گئے۔ غیر کارکن کا لفظ سستی اور غفلت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس کے استعمال کا نتیجہ بھی اچھا نہیں نکل سکتا۔ اسلئے یہ استعمال نہیں ہونا چاہیئے۔ کارکن کا لفظ صرف جو کام پر لگے ہوئے لوگوں کے لئے استعمال کیا جائیگا ۔

بس ایک تجویز یہ ہے کہ ملازم اور "نوکر" کا لفظ اڑا دیا جائے کیونکہ دین کی خدمت کرنیوالے نوکر نہیں کہلا سکتے۔ اور جو خدمت کرتے ہیں وہ ملازم اور نوکر رہ کر نہیں بلکہ بطور کارکن رہیں۔ ہاں یہ ذہنی ہونا چاہیئے اور یہ ضروری ہے کہ اگر ہم اس اصطلاح کو صحیح طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں تو اگر کوئی غیر احمدی یا ہندو یا سکھ یا عیسائی ملازم ہو تو اسے نوکر ہی کہا جائے۔ وہ نوکر ہو گا۔ لیکن اگر کوئی احمدی کام کرتا ہے خواہ اس کا کام کتنا ہی چھوٹا ہو تب بھی اس کو چونکہ یہ فرض ہے۔ اسلئے وہ ملازم نہیں۔ بلکہ کارکن ہو گا ۔

یہ تجویز میں نے اسلئے کی ہے۔ کہ اسماء کے فرق کی وجہ سے حقیقت میں بھی بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ تم ایک لڑکے کو شریر شریر کہتے رہو ۔ اگر وہ شریر نہیں ہو گا ۔ تو شریر ہو جائیگا اسی طرح اگر کسی کو نیک نیک کہو ۔ تو وہ کبھی شرارتیں چھوڑ دیگا اور نیک ہو جائیگا ۔ اسی لئے شریعت نے منع کیا ہے۔ کہ کسی کو گالی نہ دو۔ کیونکہ جس قسم کی گالی دی جاتی ہے اسی قسم کی اس میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے ۔

تنخواہ کے اڑانے کا سوال

اس کے علاوہ میں اور باتیں بھی سوچ رہا ہوں۔ بعض دوستوں نے مشورہ دیا ہے۔ کہ تنخواہ کو اڑا دیا جائے اور ضروریات کے لئے کچھ دیا جائے۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ یہ طریق مفید ہو سکتا ہے۔ مگر تنخواہ اڑانے سے بعض ایسے فتنے پیدا ہونے کا احتمال ہے کہ جن کا ازالہ ہم فی الحال نہیں کر سکتے ۔ اور اسوقت اس تجویز کے خطرات فوائد کی نسبت زیادہ ہیں۔ مگر میں اسپر بھی غور کر رہا ہوں۔ اور اور تجویزیں بھی میرے زیر غور ہیں ۔

عدم قناعت اور اس کے نقصان

اور ایک بات بھی ہے۔ جو دنیا میں فتنہ و فساد کی بہت بڑی موجب ہے اور وہ یہ کہ جب کسی قوم سے قناعت مٹتی ہے۔ تو پھر اس کی حالت گرتی چلی جاتی ہے۔ اور بہت سا دخل ان جھگڑوں میں جو تنخواہوں۔ معاوضوں درجوں اور ترقیات کے متعلق ہوتے ہیں۔ اسی عدم قناعت کا ہوتا ہے۔ ایسا شخص جو عدم قناعت کی وجہ سے تنخواہ کے متعلق جھگڑا کرتا ہے۔ اسکو اگر

ہندوستان کی خبریں

شہزادہ ویلز کا بمبئی میں پرجوش استقبال بمبئی۔ ۱۷ ار نومبر باوجود استقبال کے بائیکاٹ اور کئی جلسوں کے شاہزادہ ویلز کے جہاز سے اترتے وقت کئے گئے۔ شاہزادہ اپولو بندر پر اور تمام راستے میں پرجوش استقبال کیا گیا۔ جونہی شاہزادہ ہما ور امپیئر تھیٹر سے جہاں آپ کا استقبال والیان ریاست اور دیگر معززین نے کیا روانہ ہوئے تو حاضرین نے مسرت کے نعرے بلند کئے۔

شاہی پیغام پر چیرز جب سر سون ڈولو صدر میونسپل کارپوریشن بمبئی ایڈریس پیش کرتے تو ان کو حیرت ہوئی کہ شاہزادہ نے آگے بڑھکر ہاتھ ڈکر مرکز ایک کاغذ دکھا کر کہا کہ میرے والد بزرگوار نے ایک پیغام بھیجا جو یہ ہے" اسکے بعد شاہزادہ نے وہ پیغام پڑھکر سنایا۔ لوگوں نے اشتیاق سے سنا اور خاتمہ پر زور سے چیرز دیئے۔

ملک معظم کا پیغام اہل ہند کے نام شہزادہ ویلز نے میونسپل کمیٹی بمبئی کا ایڈریس لینے سے پہلے بادشاہ سلامت کا حسب ذیل پیغام سنایا۔

"میں آج اپنے فرزند دلبند کی معرفت ہندوستان کے باشندوں اور والیان ریاست کو یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ محبت کے اس تعلق کے سلسلہ میں ہندوستان آرہا ہے۔ جو ہمارے خاندان کو اہل ہند سے ہے۔ میرے والد بزرگوار نے شہزادہ ویلز کی حیثیت میں مقامی حالات کو دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی تھی۔ اور جب وہ تخت نشین ہوئے۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ میں بھی ان کی مثال کی تقلید کروں۔ اس مثال کی پیروی میں میں اپنے فرزند کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ آپ لوگوں کے درمیان نقل و حرکت کرتے ہوئے میرا دل اس کے ساتھ ہے جن دوستوں نے مجھ سے اور میرے اسلاف سے اظہار وفاداری کیا ان کے ساتھ مجھے دلی ہمدردی ہے۔ زمانہ حال میں میرے خیالات آپ لوگوں کی طرف لگے رہے ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ لارڈ ریڈنگ کی امداد سے ان مسائل کا قابل اطمینان تصفیہ ہو جائیگا۔ جو پیدا ہو چکے ہیں۔ آپ کے تفکرات اور مسرتیں میرے لئے خاص اہمیت رکھتی ہیں میری صدق دل سے دعا ہے۔ کہ ہندوستان بتدریج ترقی کرتا ہوا روز افزوں قومی عظمت حاصل کرے جس کے دیکھنے میں اپنی زندگی میں اور میرے بعد میرا ولیعہد کوشاں رہیگا"

شاہزادہ کی آمد پر بمبئی میں فساد ۱۷ ار نومبر جب مسٹر گاندھی تشدد کے خلاف تقریر کر رہے تھے۔ ان کے پیرووں نے بمبئی میں فساد کر دیا۔ چند ٹرام کاڑیاں جلا دی گئیں۔ امدادی فوج کے ایک سپاہی کو سخت زخمی کیا گیا۔ کارخانے کو اڑدوں میں روشنی کا انتظام برباد کیا گیا۔ بہت لوگوں کو زدوکوب کیا گیا۔ یورپین کی موٹروں پر پارل کے نواح میں پتھر پھینکے گئے۔ بائیکلا کلب میں کیمٹی کی میز پ توڑ دئے گئے۔

فساد بمبئی میں نقصان جان بمبئی۔ ۱۰ ار نومبر۔ آج دوپہر کے بعد فساد کا منظر بل بازار اور بائی دہونی سے کھیت وادی میں منتقل ہو گیا۔ کل نقصان جان کا تازہ ترین اندازہ یہ ہے۔ کہ ۱۰ آدمی مارے گئے۔ جن میں سے چار پولیس مین تھے۔ اور ۲۰۰ کے قریب زخمی ہوئے۔

اطلاع ملی ہے کہ مسٹر گاندھی اور دیگر لیڈر موقع فساد پر گئے۔ لیکن ہجوم بہت جوش میں تھا اس لئے ان کی پند و نصیحت پر بہت کم توجہ دی گئی۔

بمبئی میں فسادیوں نے ایک گرجے کو آگ لگا دی بائیکلا کلب پر بھی فسادیوں نے حملہ کیا۔ جہاں انہوں نے ایک گرجہ جلا ڈالا اور بمبئی کے دوسرے حصوں میں بھی اسی قسم کا فساد ہوا

ایک یورپین کا قتل لیمنگٹن روڈ اور مذہور کی چوکیوں پر حملہ کیا گیا۔ اور جی آئی۔ پی ریلوے کے ایک یورپین کو اس قدر زدوکوب کیا گیا۔ کہ اس نے مر کر ہی ان کے ہاتھ سے نجات پائی ایک اور انگریز پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ اور وہ بمشکل جان بچا سکا۔

بمبئی میں کاروبار بند بمبئی۔ ۱۹ ار نومبر فسادات آج جاری رہے۔ شہر کے ہندوستانی حصے سے قانون شکنی اور تشدد آمیز کارروائیوں کی خبریں موصول ہوئی ہیں اس حصہ شہر میں کاروبار بالکل بند ہے۔ دکانوں پر تالے لگے ہوئے اور پٹھان پہرہ دار انپر متعین کر دئے گئے ہیں گرگام روڈ پر اور شہر کے دیگر حصوں میں شراب کی دکانیں بند کر دی گئیں۔ کیونکہ بلوائیوں کی جماعتوں نے ان کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کی ہیں۔

پارسیوں کے انتقامی حملے آج صبح شورش کا سب سے بڑا مرکز پارسیوں کا محلہ تھا۔ جو منگلن روڈ اور گرانٹ روڈ اور کھیت وادی کے درمیان واقع ہے۔ اس علاقہ میں کل پارسی لوگ بطور انتقام ہندو مسلمان راہ چلتوں کو بیدریغ و بلا امتیاز پیٹتے رہے۔ آج صبح اس اندیشہ سے کہ ہندو اور مسلمان متفقہ طور پر پارسیوں کے گھروں پر حملہ کرینگے۔ پارسی مرد لاٹھیاں لیکر باہر نکل آئے۔ اور بازار میں لڑائی شروع ہو گئی۔ فریقین کے آدمی زخمی ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پارسیوں نے آتشیں اسلحہ کا استعمال بھی کیا۔ پارسیوں نے جو گولیاں چلائیں۔ انکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مسلمان اور دو ہندوؤں کی لاشیں سڑک پر پائی گئیں۔

پارسی معبد کو آگ لگا دی گئی بعد کی خبر ہے کہ ہجوم نے دو پارسی مندروں کو آگ لگا دی ہے۔ اور دیگر مندروں پر حملہ کیا۔ دوپہر کے قریب ایک اور ہجوم ڈنکن روڈ پر جمع ہو گیا۔ اور تشدد کرنے لگا۔ فوج کو گولیاں چلانی پڑیں جن سے بعض آدمیوں کو زخم آئے۔ مسٹر برجور جی فرام جی بھروچا کو جو پارسی تارک موالات ہیں۔ پارسی نوجوانوں نے سخت زدوکوب کیا۔ اور ان کی موٹر کو توڑ پھوڑ ڈالا۔

مسز سروجنی نائیڈو پر پارسیوں کا حملہ بمبئی۔ ۲۳ ار نومبر صورت معاملات اصلاح پذیر ہو گئی ہے۔ اور اب اچھی طرح سے قابو میں ہے۔ لیکن صبح کے وقت کہیں کہیں ہندوؤں اور پارسیوں کے درمیان فساد ہوا۔ مسز سروجنی نیڈو جب دونوں قوموں کے درمیان صلح کرانے کے لئے جا رہی تھیں۔ تو ان پر بعض پارسی بدمعاشوں نے حملہ کر دیا۔ لیکن ان کو کچھ زیادہ چوٹیں نہ آئیں۔

بمبئی میں پھر گولی چلی ۲۲ ار نومبر کو دوپہر کے بعد برنیس سٹریٹ میں دو فساد ہوئے۔ انہیں مسلح پولیس کو گولیاں

ہلالی فرنٹ۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک آدمی زخمی ہوا۔ اور ایک زخمی مر گیا۔

گورنمنٹ بنگال کا اعلان کہ والنٹیر دستے خلاف قانون ہیں کلکتہ ۱۹ر نومبر۔ گورنمنٹ بنگال کے اس اعلان کے بعد کہ کانگرس اور خلافت کے والنٹیروں کے دستے خلاف قانون مجمع ہیں۔ پولیس نے شہر کے مختلف حصوں اور مضافات میں چھاپے مارے۔ آج صبح سویرے پولیس نے کانگرس اور خلافت کے تین دفتروں کی تلاشی لی۔ پولیس بہت سے کاغذات اور کتابوں کو ماخوذ کر کے سنٹرل پولیس سٹیشن میں لے گئی۔ ہوڑہ میں چار مقامات کی تلاشی لی گئی۔ اور ۱۰۰ آدمیوں کو گرفتار کیا گیا۔ انہیں سے ۹ والنٹیر ہیں۔ اور ایک مسٹر ہرینید ر پرشاد پلیڈر رد با سو سکرٹری ہوڑہ ڈسٹرکٹ کمیٹی ہیں۔

مسٹر گاندھی سول نافرمانی نہیں کر سکتے بمبئی ۱۰ر نومبر۔ کل کے فسادات اور طرفین کی اموات کے متعلق مسٹر گاندھی نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ کہ اس ہجوم میں صرف بدمعاش یا لڑکے ہی نہیں تھے۔ یہ ہجوم کچھ بے سمجھ آدمیوں کا ہجوم نہ تھا۔ اس میں سب کارخانوں کے مزدور ہی نہ تھے۔ یہ لازمی طور پر ایک ہر قسم کے آدمیوں کا ملا جلا ہجوم تھا۔ جو کسی آدمی کی کوئی بات سننا نہیں چاہتا تھا۔ ان میں جو آدمی شامل تھے۔ ان کی تعداد ۲۰ ہزار سے کم نہ تھی۔ یہ لوگ شرارت اور تباہی پر تلے ہوئے نظر آتے تھے۔ اور اگر ہم میں سے کسی نے کسی ایک یورپین یا کسی اور کو بھی جس نے کہ شہزادہ کے خیر مقدم میں حصہ لیا کسی طرح کی تکلیف پہنچائی۔ یا اس کی ہتک کی ہے۔ تو ہم نے اپنے پاک عہد کو توڑ دیا ہے۔ میں اپنی ذمہ داری سے بھی جان نہیں بچاتا۔ میں اہنسا بغاوت کی سپرٹ کو پیدا کرنے کیلئے اور ہر کسی سے زیادہ ذمہ دار ہوں۔ ورکنگ کمیٹی کو اس حالت پر توجہ دے کر اس امر پر غور کرنا پڑیگا۔ کہ ہمیں عام شریفانہ نافرمانبرداری کی ذمہ داریوں کا اس وقت تک سامنا کرنا چاہئے یا نہیں۔ میں خوب غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہوں۔ کہ فی الحال ہم عام طور پر شریفانہ نافرمانبرداری شروع نہیں کر سکتے

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جب تک لوگوں میں کامل طور پر پُر امن کرہ ہوائی نہ پیدا ہو جائے۔ میں اس جدوجہد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

مسٹر گاندھی کے روزے مسٹر گاندھی نے لوگوں کی اس غلطی کے کفارہ کے لئے ہر سوموار کو برت رکھنے شروع کر دئے ہیں۔

سکرٹری خلافت کمیٹی تنجور کی سزائے موت بحال مدراس ۱۶ر نومبر۔ کنی نادر سکرٹری خلافت کمیٹی تنجور کا مقدمہ عدالت عالیہ میں پیش ہوا۔ بادشاہ سلامت کے خلاف جنگ کرنے کا جرم اور سزائے موت بحال رہی۔ لیکن ضبطی جائداد کی سزا مسترد کردی گئی۔ کیونکہ فیصلہ کے وقت یہ قانون منسوخ ہو چکا تھا۔

انڈیپنڈنٹ کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کا فیصلہ پولیس کمشنر مدراس نے مسٹر رنگا آئر کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا جو مقدمہ دائر کیا تھا۔ عدالت نے ۱۵ر نومبر کو اس کا فیصلہ سنا دیا۔ ۷ ہزار روپیہ مع خرچ مقدمہ کی ڈگری مدعی کے حق میں دی گئی۔

بابا گوردت سنگھ کی گرفتاری ننکانہ صاحب ۱۶ر نومبر۔ بابا گوردت سنگھ صاحب نے خود اپنے آپ کو پولیس کے حوالہ کر دیا۔ انہیں لاہور سنٹرل جیل میں بھیج دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ستیہ پال کی گرفتاری اور رہائی امرتسر ۱۷ر نومبر۔ رام باغ میں ایک مسلمان نے اپنی دکان کھولی تھی۔ ڈاکٹر ستیہ پال اور لالہ گردھاری لال نے جا کر اسے سمجھایا۔ اتنے میں انہیں پولیس نے گرفتار کر لیا۔ پولیس مین نے واپس جا کر دکاندار سے دریافت کیا۔ جس نے کہا کہ میں قوم کے ساتھ ہوں۔ یہ کہکر دوکان بند کر دی اس لئے ماخوذین کو رہا کرنا پڑا۔

لاہور میں جمعیۃ العلما کا جلسہ ۱۸ر نومبر کو بریڈلا ہال لاہور میں جمعیۃ العلما کا جلسہ ہوا۔ استقبالیہ کمیٹی کے صدر مولوی عبد القادر وکیل تھے۔ اور پریزیڈنٹ مولوی ابو الکلام۔ مولوی ابو الکلام صاحب کا ایڈریس ایک اور صاحب نے پڑھا۔

انڈین نیشنل کانگرس کے آئیندہ اجلاس کی تاریخیں اس سال کی انڈین نیشنل کانگرس کا اجلاس ۲۷-۲۸- اور ۲۹ر دسمبر کو احمد آباد میں منعقد ہوگا۔ اور سبجکٹ کمیٹی کا جلسہ ۲۴-۲۵ر دسمبر کو منعقد ہوگا۔

مسلمانوں پر شورش کا الزام مسٹر گاندھی نے ایک اپیل شائع کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ اے باشندگان بمبئی! مجھے گذشتہ دو روز میں جو رنج برداشت کرنا پڑا ہے۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ میں پہلی رات کے ساڑھے تین بجے لکھ رہا ہوں۔ میں نے گذشتہ دو روز میں جو سوراجیہ دیکھا ہے۔ اسنے میرا دم ناک میں کر دیا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد مٹھی بھر پارسیوں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے خطرہ کا باعث ہوا ہے۔ تارکان موالات کا عدم تشدد حامیان موالات کے تشدد سے بھی برا رہا ہے۔ کیونکہ ہم نے عدم تشدد کا زبانی اقرار کرتے ہوئے۔ ان لوگوں کو خوفزدہ کیا ہے۔ جو ہم سے اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ ہندو اور مسلمان آزادی کے مستحق نہیں ہونگے۔ اگر وہ پارسیوں کی عزت و آبرو اپنی جانوں سے زیادہ نہیں کرینگے۔ پارسیوں نے پچھلے ہی دنوں میں اپنی فیاضی اور دوستی کا نمایاں ثبوت دیا۔ مسلمان خاص طور سے ان کے زیر بار احسان ہیں۔ کیونکہ بلحاظ تعداد انہوں نے خلافت فنڈ میں خود مسلمانوں سے بھی زیادہ چندہ دیا ہے۔ میں ان مٹھی بھر مردوں اور عورتوں کا حتی المقدور معافی حاصل کرنے کی کوشش کرونگا جن کو ان طاقتوں کا شکار ہونا پڑا ہے۔ جو زیادہ تر میری جاری کردہ تحریک سے پیدا ہوئی ہیں۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں سے چند الفاظ خاص طور پر کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے خلافت کی تحریک کو ایک مقدس تحریک کی حیثیت سے شروع کیا ہے۔ میں نے ہندو مسلم اتحاد کو قائم کرنے کیلئے سخت کوشش کی ہے۔

زمیندار کا مقدمہ ۱۸ر تاریخ کو زمیندار کے ایڈیٹر منشی عبد المجید خاں سالک اور پبلشر منشی نذیر حسین کا مقدمہ لالہ [illegible] کی عدالت میں پیش ہوا۔ دونوں کو ہتھکڑی لگا کر عدالت میں پیش کیا گیا۔ بھگت رام سپرنٹنڈنٹ پولیس پیروکار اور مولوی شفاعت اللہ ... زمیندار کی

(باہتمام شیخ عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ... کے آنے کا شور ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۴۲ | مورخہ ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ اچھی ہے۔ ۲۵ نومبر نماز جمعہ کے لئے جناب مولوی سید محمد احسن صاحب مسجد اقصیٰ میں تشریف لیگئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ سنا۔ نماز کے بعد خطبہ جمعہ پر بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔

آریہ سماج لاہور سے مباحثہ کے لئے جو احباب گئے تھے واپس آگئے ہیں۔ اگرچہ آریوں نے طے شدہ شرائط پر جھگڑا پیدا کرکے کوشش کی کہ مناظرہ کی نوبت نہ آئے۔ لیکن ہماری طرف سے انکی نئے سے نئے پیش کردہ شرائط بھی منظور کر لی گئیں۔ اور احمدی مناظر شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کو خدا کے فضل سے بڑی کامیابی ہوئی۔ جس پر تمام مسلمانوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔

مولوی محمد علی صاحب کی قادیان میں آمد اور روانگی

۲۴ تاریخ مولوی محمد علی صاحب معہ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب۔ بابو عزیز بخش صاحب برادر مولوی محمد علی صاحب اور ماسٹر صدر الدین صاحب معہ چند اور رفقاء کے جناب مولوی سید محمد احسن صاحب کی ملاقات کے لئے صبح قریباً نو بجے آئے۔ اگرچہ ان کے آنے کی ہمیں کوئی اطلاع نہ تھی۔ لیکن جس وقت معلوم ہوا۔ کہ وہ آ رہے ہیں تو حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے اندرون قصبہ مکان میں ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا۔ لیکن وہ کسی مصلحت کی بنا پر اسمیں ٹھہرنے کی بجائے مرزا سلطان احمد صاحب کی بیٹھک میں چلے گئے۔ جس کا انتظام غالباً وہ لاہور سے ہی کرکے آئے تھے۔ وہاں خان ذوالفقار علی خان صاحب کی طرف سے جو ان کی مہمانی کے لئے مقرر تھے۔ ان کے لئے چائے اور ناشتہ لانے کے لئے کہا گیا۔ لیکن انہوں نے یہ عذر کرکے کہ چائے پی آئے ہیں۔ لانے سے روک دیا۔ اور جناب مولوی محمد احسن صاحب کے پاس چلے گئے۔ جہاں علیحدگی میں کئی گھنٹے گفتگو کرتے رہے اس دوران میں اتنا معلوم ہوا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء جناب مولوی صاحب موصوف کو لاہور ساتھ لیجانے کے لئے اصرار کر رہے ہیں۔ اور جناب مولوی صاحب نے ان کے بے حد اصرار پر روانگی کی تیاری کے لئے کہدیا ہے۔ اتنے میں جناب مولوی صاحب کا ایک رقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور پہنچا جسمیں انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ میں احباب لاہور کے ہمراہ چند دن کے لئے لاہور جاتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔ کہ آپ بے شک تشریف لے جائیں۔ لیکن اس طرح ان لوگوں کے آتے ہی یک لخت آپ کا تشریف لے جانا معیوب نظر آتا ہے۔ اگر آپ فرمائینگے۔ تو ہم کل ہی خود آپ کو لاہور پہنچا دینگے۔ حضور نے یہ جواب تحریر فرما کر چند احباب کے ہاتھ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں بھیجا اور ادھر بہت سے احباب جناب مولوی صاحب کو الوداع کہنے کے لئے اسجگہ جمع ہو گئے۔ جہاں ان کے تشریف لانے پر ان کا استقبال کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ جب ہمارے احباب جناب مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نماز ظہر پڑھ رہے تھے نماز پڑھنے کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح کا رقعہ انہیں سنایا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ نماز میں بھی مجھے یہی القاء ہوا ہے۔ کہ مجھے نہیں جانا چاہئے۔ اور میں تو پہلے ہی نہیں جانا چاہتا تھا۔ میں تحقیقات کر رہا ہوں اور مجھے صداقت کے آثار بھی نظر آرہے ہیں۔ احباب لاہور کو کہدیا جائے۔ کہ میں نہیں جاؤنگا۔ جلسہ کے بعد دیکھا جائیگا ❊

یہ بات جب مولوی محمد علی صاحب کو معلوم ہوئی تو انھوں نے کہا کہ پھر ہم چلتے ہیں۔ اور میں مولوی صاحب سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اسپر صرف مولوی محمد علی صاحب نے مصافحہ کیا۔ ان کے مصافحہ کرتے وقت جناب مولوی محمد احسن صاحب نے ان سے کہا کہ میں اسوقت نہیں جا سکتا۔ میں تحقیقات کر رہا ہوں۔ اور میرا جلسہ تک ٹھہرنا ضروری ہے۔ جلسہ کے بعد دیکھا جائیگا۔ اس کے بعد جناب مولوی صاحب نے مولوی محمد علی صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ نے حضرت مسیح موعود کو کس طرح سمجھا۔ تو مولوی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ جناب مولوی صاحب نے پھر پوچھا۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ اب جبکہ میں روانگی کے وقت مصافحہ کر رہا ہوں۔ اس کا کیا جواب دوں۔ جناب مولوی صاحب نے فرمایا کہ وہاں سے لکھ کر بھیج دینا۔ مولوی صاحب نے کہا اچھا دیکھا جائیگا۔ آپ تحقیقات کریں ❊

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب معہ رفقاء دارالعلوم کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں سے لوٹتے ہوئے جب مسجد مبارک کے پاس پہنچے۔ تو نماز ہو رہی تھی۔ مگر وہ مقبرہ بہشتی کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں سے ہو کر مسجد اقصیٰ میں انھوں نے نماز پڑھی اور مینار دیکھا اور پھر اڈے خانے پہنچ گئے۔ کھانا کھانے کے لئے انھیں پہلے بھی اصرار کے ساتھ کہا گیا تھا لیکن چونکہ تنگی وقت وغیرہ کا عذر کر دیتے رہے۔ اس لئے کھانا ٹم ٹم پر رکھا دیا گیا۔ اور ایک آدمی ساتھ کر دیا گیا۔ تاکہ وہ بٹالہ کھانا کھلا کر برتن واپس لے آئے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب جب ٹم ٹموں کے پاس پہنچے۔ تو انھوں نے کھانا اُتروا دیا۔ اور جب جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب نے کھانا ساتھ لے جانے پر اصرار کیا۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ جب تک یہاں صاحب احمدیہ بلڈنگس میں اپنا قدم رکھنا جائز نہ سمجھیں گے۔ اسوقت تک میں کھانا نہیں کھا سکتا۔ معلوم نہیں یہ کہنے سے مولوی صاحب کا کیا مطلب تھا۔ اور کھانا کھانا صرف اپنے لئے ہی ناجائز سمجھتے ہیں۔ یا اپنے دوسرے رفقاء کے لئے بھی۔ کیونکہ چند ہی دن گذرے۔ جبکہ ان کے رفقاء شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور ماسٹر صدر الدین صاحب معہ چند اور ساتھیوں کے آئے تھے۔ تو وہ ہمارے ہی انتظام میں ایک مکان میں فروکش ہوئے تھے۔ اور ہماری طرف سے جو مہمانی ان کی گئی تھی اُسے انھوں نے بخوشی قبول کیا۔ اور پیغام میں اس مہمان نوازی پر شکریہ بھی ادا کیا گیا تھا۔

غرض باوجود اس کے کہ مولوی صاحب اور ان کے رفقاء کو کھانا کھانے کے لئے متعدد بار باصرار کہا گیا۔ اور ان کے اس عذر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ وقت کم ہے۔ کھانا کھانے کے لئے بٹالہ تک ساتھ جانے کے لئے آدمی تیار کیا گیا۔ لیکن انہوں نے منظور نہ کیا۔ اور اسی دن تین بجے واپس روانہ ہو گئے ❊

نیز جب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء جناب مولوی سید محمد احسن صاحب کے مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ اسوقت بھی وہاں ان کے واسطے چائے بھجوائی گئی تھی مگر معلوم ہوا ہے کہ مولوی صاحب نے چائے بھی نہیں پی۔ واللہ اعلم ❊

اخبار احمدیہ

فی الفور اطلاع دیں

جلسہ سالانہ پر قریباً چالیس نانبائیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن کی مزدوری کا اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ ایک ہزار روپیہ نقد علاوہ خوراک کے خرچ ہو گی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس خرچ میں کفایت ہو۔ اسلئے میری التماس ہے کہ جہاں جہاں احمدی نانبائی ہوں۔ وہ اس موقعہ پر آ کر فی سبیل اللہ کام کریں۔ اور قومی خزانہ پر سے ایک ہزار روپیہ کا بوجھ دور کریں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس اعلان کے پڑھتے ہی تمام احمدی نانبائی مجھے اپنے آنے کی اطلاع دینگے۔ نیز دیگر بھائیوں کی خدمت میں بھی التماس ہے کہ وہ بھی اپنے واقف احمدی نانبائیوں کو اسکا پتہ سے اطلاع دیں۔ نہایت تاکید ہے۔

والسلام۔ سید محمد اسحٰق قادیان ❊

حیدرآباد میں جلسہ

۲۴ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ روز یکشنبہ صدر انجمن احمدیہ حیدرآباد کا ایک شاندار جلسہ باعلان عام بذریعہ اشتہارات مکان انجمن احمدیہ لیکچر ہال میں بصدارت مولانا حاجی میر محمد سعید صاحب قبلہ امیر جماعت منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی کے قبل عالیجناب سیٹھ محمد غوث صاحب کی دختر مسماۃ سعیدہ بیگم کا عقد میر احمد علی صاحب کے ساتھ پانسو روپیہ مہر پر ہوا۔ اس کے بعد لیکچر ہوئے۔ جناب عثمان فنشر صاحب نے اپنی صداقت اسلام کے واقعات بزبان انگریزی بیان فرمائے۔ نیز سردار بہادر خلد بیرجی صاحب احمدی چیف انجنیئر لوکل فنڈ بھی شریک جلسہ تھے۔ اختتام جلسہ پر صدر نشین صاحب کے تبلیغ کہ دقیام جماعت احمدیہ مکہ معظمہ کے مفصل حالات معہ اسماء مبایعین سنائے گئے اور مکہ معظمہ کے مشہور و معروف سرکاری اخبار القبلہ میں جو مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ بھی سنایا گیا۔ اخیر میں حضرت ممدوح

جواز سود کے لئے سعی ناکام

(نمبر ۵)

قرآن کریم اور سُود

مصنف صاحب رسالہ سُود نے قرآن کریم سے سود جائز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے آیت یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفۃ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ صرف وہی سود جو بڑھ چڑھ کر ہو۔ اور دگنا اور تگنا ہو وہ منع ہے۔

اس آیت کے صحیح معنے بیان کرنے سے پہلے میں پوچھتا ہوں۔ اگر بڑھ چڑھ کر سود لینے کی ہی ممانعت ثابت ہے۔ تو آیت ذروا ما بقی من الربوا کہ جو کچھ بھی سود سے باقی رہ گیا ہے۔ اُسے چھوڑ دو اور اسکو ترک کر دو۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ ما کا لفظ جو عمومیت پر مشتمل ہے۔ صاف بتلاتا ہے۔ کہ جو کچھ بھی سود سے ان پر ہے۔ اسکو چھوڑ دو۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ لکم رؤس اموالکم۔ اور بھی زیادہ واضح کر دیتا ہے کہ اے مومنو! تمہارے لئے صرف تمہارے اصلی مال جائز ہیں۔ اور تم اپنے راس المال کے ہی مالک ہو۔ سود نہ خفیف نہ زیادہ کسی قسم کا لینا جائز نہیں۔ سو اس بیّن اور صریح آیت کے ہوتے ہوئے معلوم نہیں۔ مصنف صاحب نے کس طرح اس آیت کے غلط معنے کرنے کی جرأت کی۔

پھر میں پوچھتا ہوں۔ اگر اس آیت سے یہی نکلتا ہے کہ وہ سود جو بہت کم مقدار اور خفیف شرح میں ہے۔ لینا جائز ہے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو جو کہ ردی کھجور کے دو صاع دیکر نیک عمدہ خرما کا صاع لے آیا تھا۔ کیوں فرمایا کہ ذالک عین الربوا یہ تو عین سود ہے۔ دراصل بات یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کی اس حالت کو جو یہ تھی کہ سود دگنا اور تگنا کھاتے تھے۔ مدنظر رکھتے ہوئے انکو مخاطب کیا کہ تم جو سود بڑھ بڑھ کے لیا کرتے تھے۔ یہ نہ لو ورنہ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ بڑھ چڑھ کر نہ لو۔ اور تھوڑا تھوڑا لے لیا کرو۔ چنانچہ امام رازی اپنی تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۷ میں اس کے معنے اس طرح کرتے ہیں۔ کہ ھذہ الآیۃ لیس لتقیید النھی بہ بل لمراعاۃ ما کانوا علیہ من العادۃ توبیخاً لھم بذالک۔ یعنی اس آیت میں صرف نہی کو اس قسم کے سود سے ہی مقید نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہاں فقط ان لوگوں کو ملحوظ رکھ کر جو عام طور پر سود بڑھ چڑھ کر لیتے تھے۔ کہا کہ یہ نہ لو۔

اب میں اس آیت کی طرف آتا ہوں۔ جس سے مصنف صاحب تجارتی سود کا جواز نکالتے تھے۔ اور تجارتی سود کے جواز کے لئے اس کو معرکۃ الآرا آیت سمجھتے ہیں۔ جو یہ ہے کہ یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما الخ

اس آیت میں ۔۔ ۔ ۔۔ دو لفظوں کی طرف آپ نے بڑی توجہ ملائی ہے۔ ایک لفظ الا کی طرف اور دوسرے عن تراض کی طرف۔ آپ الا کی دو صورتیں پیش کرتے ہیں کہ یا تو الا استثناء منقطع ہو گا یا متصل منقطع ہونے کی حالت میں اسکے یہ معنے کرتے ہیں کہ اے مومنو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل کے ساتھ نہ کھاؤ۔ بلکہ باہمی رضامندی سے تجارت کرو اور اپنے آپ کو ہلاک مت کرو دوسری صورت میں جس کو کہ وہ اپنے مدعا کے اثبات کے لئے دلیل بناتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ استثنا منقطع نہیں۔ بلکہ متصل ہے۔ اور امام رازی کی تفسیر کبیر سے حسب ذیل عبارت نقل کرتے ہیں کہ والثانی ان من الناس من قال الا استثناء متصل واضمر سبباً فقال التقدیر لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل و ان تراضیتم کالربوا وغیرہ الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔ یہ الفاظ پورے کے پورے نقل تو کئے گئے ہیں۔ مگر معنے یہ کرتے ہیں کہ اے مسلمانو! اپنے مالوں کو آپس میں باطل طریقہ (یعنی سود وغیرہ) سے مت کھاؤ۔ اگرچہ تم باہم اس پر رضامند ہو۔ البتہ باطل طریقہ (یعنی سود وغیرہ) سے اپنے مالوں کو تجارت کے ساتھ کھا لو تو جائز ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ معنے کرتے وقت ان کا خیال بجائے اس کے کہ الفاظ کی طرف ہوتا۔ اس خواہش کی طرف جو تجارتی سود کے جواز کے متعلق دماغ میں مرکوز تھی۔ چلا گیا ہے۔ کیونکہ ان معنوں میں اور اصل عربی عبارت میں بہت بڑا فرق ہے۔ اصل معنے بتانے سے پہلے میں ان پر یہ جرح کرتا ہوں۔ کہ اگر بفرض محال اس عبارت کے یہی معنے تسلیم کر لئے جائیں۔ تو اس صورت میں الا سے پہلے کی عبارت اور بعد کی عبارت میں فرق کیا رہا۔ کیونکہ الا سے پہلے الفاظ کا تو یہ مفہوم ہے کہ اپنے مال کسی ایسے طریقہ سے جیسے کہ سود، ڈاکہ، چوری وغیرہ پائی جاوے نہ کھاؤ۔ اور الا کے بعد کے الفاظ سے ان کے ترجمے کے لحاظ سے یہ معنے بنتے ہیں کہ مال باطل طریقہ سے یعنی سود، چوری، ڈاکہ وغیرہ کے مال کو تجارت میں کھانا جائز ہے۔ حالانکہ علت تو وہی یہاں بھی پائی گئی۔ جو پہلے الفاظ میں بیان ہوئی ہے پھر یہ کس طرح جائز ہو گیا۔ سو یہ جو معنے امام رازی کی عبارت کے انہوں نے کئے ہیں۔ بالکل غلط ہیں۔ اور خواہ مخواہ امام رازی جیسے عظیم الشان آدمی کی طرف ایسے الٹے اور فاسد معنے منسوب کئے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک عام فہم انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ اے مسلمانو! سود اور ڈاکہ اور چوری کے مال کو بالکل اور کسی صورت میں نہ کھایا کرو۔ ہاں تجارت میں تجارت کرتے وقت سود دے کر کھا لیا کرو۔

پھر دوسرا لفظ جس کو انہوں نے اہم قرار دیا ہے وہ عن تراض ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ اگر صرف تجارت ہی سے مال کمایا ہوا کھانا جائز ہے۔ تو اس صورت میں عن تراض (یعنی باہمی رضامندی سے) کے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر یہ لفظ اپنے اندر بڑی زبردست حکمت رکھتا تھا۔ اور سود اور ڈاکہ اور چوری کے ذریعہ جو مال آتے۔ اسکو کھانے کی وجہ اور صرف تجارت کے ذریعہ آنے والے مال کے کھانے کی وجہ بتلایا ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی [illegible] پر کسی سے قرضہ لیتا ہے

تو وہ ہرگز ہرگز اس سے راضی نہ ہوگا۔ بلکہ مجبوراً اور کمال ناپسندیدگی سے جبکہ وہ دیکھیگا کہ بہ بغیر سود کے قرضہ ملتا نہیں سے لیگا۔ تجارت کے متعلق عن تراضٍ کا لفظ رکھکر اس کی وجہ بیان کر دی ہے کہ چونکہ اس امر کے ماننے میں اپنی پسندیدگی پائی جاتی ہے۔ اسلئے یہ شک کھایا کرو۔ اور عن علت کے نئے آتا ہے جیسے اوضح المسالک کے صفحہ میں اور قرآن شریف میں بھی استعمال ہوا ہے کہ وما نحن بتارکی الھتنا عن قولک۔ تو اس ساری آیت کے یہ معنی ہوئے۔ کہ اے مسلمانو آپس میں وہ مال جو سود کے اور چوری وغیرہ کے ہوں نہ کھاؤ۔ مگر کوئی مال کھاؤ۔ وہ جو تجارت کے ذریعہ آئیں۔ کیونکہ اسمیں یقینی طور پر ایک دوسرے کی رضامندی ہوتی ہے۔

(قلم چنیین خاکسار)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا مذہب

دربارہ نبوت مسیح موعودؑ

مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام نے اپنی دو ورقی میں ایک حوالہ سے (جو مولوی شبلی صاحب کی ملاقات کے متعلق ہے) یہ غلط فہمی پھیلائی چاہی ہے کہ حضرت مفتی صاحب ایسے اخص صحابہ۔ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے قائل نہ تھے۔ حالانکہ مخالفین کو قائل کرنے کے کئی طریق ہوتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے شبلی نعمانی کے ساتھ ایسے طرز پر کلام کیا کہ انکا اعتراض نبوت کے متعلق اٹھ گیا۔ آپ نے نعمانی صاحب کے ذہن نشین یہ امر کرنا تھا کہ نبوت کی جو تعریف عام اہل اسلام کے خیال میں ہے۔ اس کے رو سے آپ نبی نہیں۔ بلکہ ان معنوں میں نبی ہیں۔ جو خدا اور اس کے رسول کی اصطلاح ہے۔ اور لغت میں بھی یہی معنے پائے جاتے ہیں۔ یعنے خدا سے غیب کی خبریں پانے والا اور لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچانے والا۔ اور اسمیں کیا شک ہے۔ کہ ہم بھی جب مسیح موعود کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ وہ نبی ہیں۔ تو اس کے یہی معنے ہمارے ذہن میں ہوتے ہیں۔ ولعنۃ اللّٰہ علی من اراد فوق ذالک شئی۔ تاہم مفتی صاحب کی یہ عبارت نوٹ ۱۹۱۰ء کی ہے۔ میں ان دنوں کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جب حضرت اقدس زندہ موجود تھے۔ اور ہر عقیدہ فاسدہ کی اصلاح بنفس نفیس فرما سکتے تھے۔ ملاحظہ ہو:۔

بدر جلد نمبر ۱۰ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء کالم ۲ و ۳ بعنوان قدرت خداوندی کا ایک عجیب نظارہ

"۲۶ دسمبر کی صبح کو حضرت اقدس باہر سیر کیواسطے تشریف لے چلے۔ احباب جوق در جوق ساتھ ہوئے .... ایک بھائی دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ اس بھیڑ میں سے زور کے ساتھ اندر جا اور زیارت کر۔ اور ایسے موقع پر بدن کی بوٹیاں بھی اڑ جائیں تو پرواہ نہ کر۔ ایک صاحب بولے۔ کہ لوگوں کو بہت تکلیف ہے اور خود حضرت ایسے گرد و غبار میں اتنے عرصے سے تکلیف کے ساتھ کھڑے ہیں۔ میں نے کہا لوگ بچارے سچے ہیں۔ کیا کریں۔ تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دنیا میں نظر آیا ہے۔ پرواہ نہیں۔ تو کیا کریں۔"

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مفتی صاحب کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ اور نبی بھی ایسے کہ ان معنوں میں کوئی نبی آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال تک نہیں ہوا۔ کیا اس حوالہ کو پڑھ کر ذرا بھی شبہ رہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مفتی صاحب سیدنا مسیح موعود کی نبوت محدثین کی سی نبوت سمجھتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ تیرہ سو سال میں کوئی نبی نہیں ہوا۔ سوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب آئندہ قدسی النفس پاک صحابہ مسیح موعود کے بارے میں کوئی غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کا مرتکب نہ فرمائینگے۔

نیاز مند قدیم محمد اکمل

امریکہ کے ایک معزز اخبار میں

اسلامی مبلغ کا ذکر

ٹولیڈو (امریکہ) کے ایک معزز اخبار میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کے وہاں جانے پر جو مضمون لکھا گیا اس کا ترجمہ احباب کی واقفیت کے لئے درج ذیل ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔

ٹولیڈو کے باشندو۔ اگر تم کسی قابل تعظیم جنٹلمین سے ملو۔ تو آداب بجا لاؤ۔ یہی وہ صاحب ہیں۔ جن کا نام ڈاکٹر مفتی محمد صادق ہندی۔ بیچلر آف تھیالوجی (ماہر الہیات) ایف۔ پی۔ سی۔ ایف۔ بی۔ کرامٹکس سوڈی۔ ایل ایل ڈی۔ اے۔ ایس۔ پی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس ہے۔

آپ اسلامی مبلغ ہیں۔ اسلام اور مشرقی مضامین پر لیکچر دیتے ہیں۔ ٹولیڈو میں آپ مسلمین کی زیارت کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ آپ کے خطابات اس سے بھی زیادہ ہیں۔ مگر بات یہ ہے کہ جب عملی طور پر آدمی کسی کے نام کے پیچھے ساری حروف تہجی کے سارے حروف لکھ دیتے تو ایک دفعہ سارے خطابات کا اندراج موزوں نہیں معلوم ہوتا۔

ٹولیڈو میں قریباً بیس مسلمان ہیں۔ ہمارے فاضل ڈاکٹر صاحب ان کے مہمان ہیں۔ آپ آر۔ ڈیمن صاحب کے دولت خانہ نمبر ۲۶۰ واقع ایلم سٹریٹ میں قیام پذیر ہیں۔ ان صاحب کا ایک ہوٹل نمبر ۵۲۹ چیری سٹریٹ میں واقع ہے۔ ڈاکٹر محمد صادق صاحب کے ملاقاتی کارڈ پر عربی زبان میں اسلامی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ دکھائی دیتا ہے۔ نیچے انگریزی میں اس کا ترجمہ ہے۔

دین اسلام کی تعلیم جس کا خاکہ مختصر طور پر اس نامی گرامی مسلمان نے کھینچا ہے۔ حسب ذیل ہے:۔

"ایک خدا کی عبادت کرو۔ اس کے سوا اور کسی کو معبود نہ ٹھہراؤ۔ خدا اور اس کی مخلوق سے پیار کرو۔ سب سے ہمدردی اور سب پر مہربانی کرو۔ تمام انبیاء کا اکرام کرو۔ سب انسان خدا کے بچے ہیں۔

رنگت یا ملک کی وجہ سے کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہیئے۔ قرآن مجید خدا کی مقدس کتاب ہے۔ جو تمام انسانوں کو ایک کرنے کے لیئے آئی ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی (خاتم النبیین) ہیں۔" اَللّٰہُ اَکْبَرُ

ڈاکٹر محمد صادق صاحب نے فرمایا کہ ہم نہایت ہی اعلیٰ معنوں میں مرتد ہیں۔ کیا معنی۔ ہم نہ تثلیث کو مانتے ہیں۔ نہ خدا کے بیٹے کو۔ بجز اس بات کے کہ سب ہی خدا کے بیٹے ہیں۔ ہم ایک آنے والی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیز ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ کسی روح کو فنا نہیں۔ مگر مسئلہ مسیح کو ہم نہیں مانتے

ڈاکٹر محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ اضلاع متحدہ امریکہ میں اندر رہتے تیاس قریب پچاس ہزار کے مسلمان ہوں گے۔ ہندوستان میں ساڑھے سات کروڑ مسلمان بمقابلہ ۲۰ کروڑ ہندوؤں کے ہیں۔ امریکہ میں سب سے پہلا کلیسا (مسجد) تکمیل کے قریب ہے۔ یہ قصبہ ڈیٹرائیٹ میں واقع ہے جو ڈاکٹر مذکور کا صدر مقام ہے۔ اس مسجد پر پچیس ہزار پونڈ لاگت آئیگی۔ ڈاکٹر صادق سات آٹھ زبانوں میں تقریر اور تحریر کر سکتے ہیں۔ ایف۔ ایم۔ کرامیٹکس (علم الالوان کا عالم) کی ڈگری ان کو لنڈن کے رنگوں کے کالج سے ملی ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ڈگری یافتہ رنگوں کی تشخیص کر سکتا ہے۔ شخصیت پر رنگوں کا اثر معلوم کر سکتا ہے۔ رنگ کے ذریعہ بیماریوں کو چنگا کر سکتا ہے۔ اور خوابوں میں جو رنگ نظر آتے ہیں ان کی تعبیر جانتا ہے۔ ڈاکٹر صادق کا قول ہے۔ کہ سارے آدمی ایک ہی رنگ سے یکساں طریق پر متاثر نہیں ہوتے۔ ہر شخص کو چاہئیے کہ اپنے جداگانہ رنگ کو جاننے کی کوشش کرے۔

صریح طور سے سبز رنگ وہ رنگ ہے جس کے ساتھ انکو خود سب سے بڑا تعلق ہے۔ کیونکہ اس رنگ کو وہ اپنی ہر دم حاضر پگڑی کے واسطے اپنی شوخ سے شوخ جھلک کے ساتھ پسند کرتے ہیں۔ یہ سبز پگڑی خلوت اور جلوت میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہے۔

اس امر کا فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ آیا ڈاکٹر صادق ٹولیڈو میں تقریر فرمائیں گے یا نہیں۔ ابھی ابھی ڈاکٹر موصوف نے ایک سہ ماہی رسالہ مفت اشاعت کرنے کے لئے جاری کیا ہے۔ اس کا نام ہے۔ "دی مسلم سن رائیز" یعنی طلوع آفتاب اسلام۔

ڈاکٹر صادق جب ہندوستان میں تھے۔ تو وہاں کے عظیم الشان شاعر رابندرا ناتھ ٹیگور سے بنفس نفیس واقف تھے۔ یہ وہی مسٹر ٹیگور ہیں۔ جنہوں نے ایک دفعہ ٹولیڈو میں بھی تقریر کی تھی۔

ڈاکٹر صادق کو امریکہ میں آئے ہوئے برس سے کچھ ہی زیادہ عرصہ گذرا ہے۔ آپ انگریزی بخوبی بولتے ہیں۔ اس زبان کو انہوں نے دیگر السنہ (مشرقیہ) کے ہمراہ اپنے وطن کی یونیورسٹیوں میں سیکھا تھا۔ ان کے ہاتھ اتنے چھوٹے ہیں کہ ان سے زیادہ چھوٹے ہاتھ انسان کے وہم میں بھی نہیں آ سکتے۔ ان کی ساری آرائش خراش میں بلاشبہ ایک نفاست اور نزاکت ہے۔

وہ فخریہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کی کوشش سے بہت سے امریکن مسلمان ہو گئے ہیں۔

اسلامی مبلغ (فرقہ احمدیہ کا قائم مقام ہے) جو نسبتاً ایک نیا سلسلہ ہے۔ یہ سلسلہ تمام ادیان کے نبیوں کی عزت واحترام سکھلاتا ہے۔ ڈاکٹر صادق نے بیان کیا۔ کہ احمد النبی نے جن کا وصال ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا۔ عالمگیر جنگ اور زار روس کی حالت زار کے متعلق پیشگوئی کی تھی۔

ڈاکٹر صادق ہر وقت ایک سبز عمامہ زیب سر رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس ملک کا رواج یہ ہے کہ تعظیم کے لیئے اپنی ٹوپی اتار لیتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک کا رواج یہ ہے۔ کہ مہمان کی تعظیم کے لیئے پگڑی یا ٹوپی پہن لیتے ہیں۔

ڈاکٹر مذکور نے بیان کیا۔ کہ ڈیٹرائیٹ میں ہمارے پچاس مسلمان تمام نسلوں کے ہیں۔ یہ سب نومسلم ہیں۔ یہ لوگ پہلے دیگر مذاہب میں تھے مگر ہمارے مذہب میں آکر ان کو ایسا جامع دین مل گیا ہے۔ جو جملہ ادیان عالم کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے۔ اسلام میں کثیر الازدواجی کا جو رواج ہے۔ اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صادق نے بیان کیا۔ کہ بہت سے عیسائی اس وقت بھی کثیر الازدواجی پر عمل پیرا تھے۔ جس وقت ۱۹۰۸ء جسٹینین نے اسکو ممنوع ٹھہرا دیا تھا۔ سینٹ آگسٹین نے قرار دیا تھا۔ کہ کثیر الازدواجی کوئی جرم نہیں ہے۔ بلکہ ملک کا جائز قانون ہے۔

تقریباً سب کے سب نبی جن پر عیسائی ایمان لاتے ہیں ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ پھر بھی ہم عیسائیوں سے الٰہام کرتا تھا کہ ان کے ساتھ رو در رو کلام کرتا تھا۔ اور یہ وہ عزت ہے۔ جو اس زمانے میں کسی عیسائی کو نصیب نہیں ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کے ذریعہ بے شمار قوانین اور احکام نازل کئے لیکن بیویوں کی کثرت کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہا۔ اس مسئلہ میں بائبل کے دلدادوں کے لئے کوئی چیز ہے جو غور و فکر کے قابل ہے۔

مسٹر ڈاکٹر صادق کہتے ہیں کہ اس ملک میں میری تعلیم یہی ہے کہ ایک مرد ایک جورو رکھے۔ اس سے دلی محبت کرے۔ اسکو نہایت درجہ حفاظت سے رکھے صدق کے ساتھ اس کا ادب کرے۔ اور ہوشیاری سے اس کی نگرانی کرے۔ انھوں نے بیان کیا۔ کہ محکمہ نو آبادی کے افسروں نے مجھ سے استفسار کیا کہ کیا تم اس ملک میں کثیر الازدواجی کی تعلیم دینے آئے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اگر میں اس عقیدے کی اشاعت کروں۔ تو میں اسلام کے ایک حکم کی خلاف ورزی کرنیوالا ہوں گا۔ میری ایک نہایت زبردست تعلیم ہے۔ کہ حاکم کے قوانین کی فرمانبرداری کی جائے۔

(ٹولیڈو نیوز ۲۰ جولائی ۱۹۲۱ء)

کھیتوں سے دیمک کا انسداد

(ماخوذ از رسالہ مفید المعارین)

دیمک بھی کھیتوں کے لئے کچھ کم نقصان دہ نہیں ہے اس کے انسداد کے ذیل میں دو نسخے درج کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے پبلک ناظرین میں سے کوئی صاحب ان کا تجربہ کرینگے۔

(نسخہ اول) ۵ سیر آکھ کے پتے ۵ سیر برگ ارنڈ ۵ سیر تمباکو ۲ تولہ پھٹکڑی اور ۲ تولہ سنکھیا ان سب کو یکبار ایک مٹی کے گھڑے میں رکھ دو اور پھر اسکو بیس دن تک کھیت میں دبا دینا چاہیئے اسکے بعد نکال لو اور اس میں ایک سیر کے برابر اسمیں ۲ سیر تلی ملا کر اسجگہ پر چھڑک دو۔ جہاں دیمک پائی جاتی ہو۔

دوسرا علاج یہ ہے۔ ۱۵ سیر پانی کو جوش دیکر اسمیں سوا سیر توتیا (نیلا تھوتھا) ملا دیں۔ اور جب پانی جلکر ۱ سیر رہ جائے۔ تو اسمیں ۱ بوتل مٹی کا تیل ملا دیں اور پھر ملا کر اس جگہ پر چھڑک دیں

(ناظر امور عامہ)

نمبر ۴۴ جلد ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۸ نومبر ۱۹۲۱ء

سالانہ جلسہ

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد

تمام زندہ اقوام کے مرکز ہوتے ہیں۔ اور کسی قوم کا بغیر مرکز سے وابستگی کے زندہ رہنا اور ترقی کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اسوقت دنیا میں ایک ایسی قوم جو ایک وقت بڑی شان و شوکت رکھتی تھی۔ لیکن اب نہایت حقیر اور ذلیل سمجھی جاتی ہے۔ یہودی قوم ہے۔ اس کی بربادی اور تباہی کا راز مرکز سے علیحدگی میں ہی پایا جاتا ہے یہودی دولت مند ہیں۔ بڑے تاجر ہیں۔ دنیا کے نشیب و فراز کو اچھی طرح سمجھنے والے ہیں۔ مگر ان کی دولت ان کی ہوشیاری اور دوا تفیت ان کے ایک معزز قوم بننے کے لئے کچھ بھی کام نہ آئی۔ جب وہ فلسطین سے نکالکر دنیا کے مختلف حصوں میں منتشر کئے گئے۔ اور حالات نے ان کو وطن سے بے وطن کردیا۔ تو وہ پُر شوق نگاہوں سے وطن کو دیکھتے تھے۔ مگر سرد آہیں بھر کر رہ جاتے تھے۔ کیونکہ ان کا وطن ان کا نہ رہا تھا لیکن اب جب انہوں نے ارشاد الٰہی کے مطابق حبل الناس سے تمسک اختیار کیا۔ حالات میں تغیر آگیا۔ تو اسرائیل کے گھرانے کی پراگندہ اور گم شدہ بھیڑیں اپنے وطن کی طرف بے تحاشہ دوڑنے لگیں۔ اور صدیوں کے فلاکت زدہ یہودی اپنے مذہبی مرکز میں داخل ہونے کی اجازت کو ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر فلسطین میں قافلہ در قافلہ داخل ہونے لگے۔ اور اپنے اس محبوب ترین مرکز کی خاطر اپنے آرام و آسائش اپنی جائدادوں اور املاک کی کوئی پروا نہ کی۔ حتےٰ کہ نازک اندام اور تعلیم یافتہ خواتین میں سرگرمی پیدا ہوئی کہ انہوں نے پتھر کوٹنے اور سڑکوں کی تعمیر میں حصہ لینا شروع کر دیا۔

ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہودیوں پر ذلت و بربادی کی جو مار پڑ چکی ہے۔ اس سے وہ فلسطین میں داخل ہو جانے سے نکل نہیں جائینگے۔ کیونکہ اس کے اسباب اور ہی ہیں۔ اور جب تک یہ لوگ موعود انبیاء کے منکر رہینگے۔ ان کی یہی حالت رہیگی۔ لیکن ان کے اس طرز عمل سے مرکز کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ ضرور لگایا جاسکتا ہے۔

یہ تو مذہبی لحاظ سے مرکز کی اہمیت کی مثال ہے لیکن دنیاوی لحاظ سے بھی اگر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک قوم اپنا خاص خاص مرکز رکھتی ہے اور اس سے وابستگی قائم رکھنے کے لئے ہر ایک بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار اور آمادہ رہتی ہے وجہ یہ کہ قومی ہستی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ ایک ایسا مرکز ہو۔ جس کے ساتھ ساری قوم وابستہ ہو مختلف زمانوں میں خدا تعالےٰ کے جو نبی مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ ان کے ذریعہ قائم ہونیوالی جماعتوں کا مرکز ہوتا رہا ہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اسلئے آپ کے ذریعہ تمام دنیا کیلئے مکہ مرکز قرار دیا گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے آپ کی اُمت کی اصلاح کے لئے جو نبی مبعوث ہوگا۔ اس کی بعثت سے مکہ کی مرکزیت کے ماتحت وہ مقام بھی مسلمانوں اور اسلام کا مرکز ہوگا۔ جو اس نبی کا مولد و منشاء اور مدفن ہوگا۔ اور جسے وہ خود اپنی جماعت کے لئے مرکز قرار دے۔

اس زمانہ میں خدا اور رسُول کے وعدوں کے ماتحت جو نبی مبعوث ہوا ہے۔ وہ جس جگہ پیدا ہوا۔ جہاں سے اس نے اپنی رسالت و نبوت کا وعظ کیا۔ جہاں وہ دفن ہوا اور جس کو اس نے اپنا "تخت گاہ" اور اپنی جماعت کا "مرکز" قرار دیا ہے۔ وہ قادیان ہے۔ جو موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے مرکز احمدیت ہے۔ اور چونکہ ہر ایک احمدی کا اس سے وابستہ ہونا اور اسکی اہمیت اور اُلفت کو اپنے دل میں خاص جگہ دینا فرض ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر احمدی کا چہرہ اسوقت خوشی سے تمتما نے لگ جائے۔ جب اس کے کان میں "قادیان" کا لفظ پڑے۔ اور اسوقت اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہے۔ جب اُسے "قادیان" آنے کے لئے پکارا جائے۔

اگرچہ سال کے تمام ایام میں ہر احمدی سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ جب بھی اسے موقع ملے۔ وہ مرکز میں حاضر ہونے کی کوشش کرے۔ اور مرکزی فیوض اور برکات سے بہرہ اندوز ہو۔ لیکن سال کے وہ ایام جنہیں "سالانہ جلسہ" کی تقریب واقع ہوتی ہے۔ ایسے ایام ہیں۔ کہ جنہیں آنے کے لئے ہم پکار پکار کر بلاتے اور ہر ایک احمدی کے کان تک اپنی یہ آواز پہنچانا چاہتے ہیں کہ وہ آئے۔ ضرور آئے۔ اور اگر کچھ ہرج کرکے بھی آنا پڑے۔ تو بھی آئے۔ کہ کم از کم سال میں ایک دفعہ اس کا مرکز میں آنا نہایت ضروری ہے۔ پس ہم اپنے بھائیوں کو مطلع کرتے ہیں کہ سالانہ جلسہ جو بہت قریب آگیا ہے۔ اسمیں شامل ہونے کے لئے تیاری شروع کردیں۔

ہاں یہ یاد رہے۔ کہ جلسہ پر آکر انہیں پورا پورا فائدہ اٹھانے اور سارا وقت وعظ و نصیحت سننے میں صرف کرنا چاہیئے۔ یہ بات ہمیں اسلئے کہنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ کہ ہم نے دیکھا ہے۔ آنے والوں کی ایک تعداد جو اگرچہ بہت قلیل اور انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ ایسے لوگوں کی بھی ہوتی ہے۔ جو اپنے سارے وقت کو اس مقصد کے حاصل کرنے میں صرف نہیں کرتے۔ جس کے لئے وہ یہاں آتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جس طرح وہ آتے ہیں۔ اسی طرح وہ واپس چلے جاتے ہیں۔ بلکہ تکلیف اُٹھاکر۔

پس ہمارے بھائی آئیں اور ضرور آئیں اور نہ صرف خود آئیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی لائیں۔ اور اس ارض مقدس میں داخل ہوکر زیادہ سے زیادہ جو کچھ حاصل کرسکتے ہیں کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ مبارک سفر سفر کرنیوالوں کے لئے واقعی مبارک ثابت ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تحریک سوادیشی

آجکل ہندوستان میں سوادیشی کی جو تحریک ہو رہی ہے ایسکے محرکین اپنی غرض یہ بتاتے ہیں کہ اس طرح ہندوستان میں گورنمنٹ انگریزی کو تباہ و برباد کیا جائے۔ یہ بات ایسے صاف اور واضح الفاظ میں اور اس کثرت کے ساتھ بیان کی جا رہی ہے۔ کہ کوئی حوالہ اور ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ۔

اس کے متعلق جماعت احمدیہ کا جو طرز عمل رہا ہے اور جو انشاء اللہ آیندہ بھی رہیگا۔ وہ ظاہر ہے لیکن افسوس کہ غیر مبایع اصحاب اور ان کے لیڈر جو مرکز سلسلہ سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اس رو میں بہ گئے ۔

چونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود کے پیرو ہونے کا دعوےٰ رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اصل جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود کے حقیقی پیرو اپنے آپ ہی کو قرار دیتے ہیں۔ اس لئے ہم ذیل میں حضرت مسیح موعود کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ موجودہ تحریک سوادیشی میں ان کا حصہ لینا کہاں تک مسیح موعود کے منشاء کے مطابق ہے ۔

"نومبر ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی سے واپسی کے موقع پر لدھیانہ میں تشریف فرما ہوئے۔ تو وہاں ایک ہندو صاحب نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "ہمارا ملک بہت غریب ہوگیا ہے۔ ان کے افلاس کو دور کرنے کی کوشش آپ کریں۔ اور سودیشی کے متعلق آپ تائید اور تحریک کریں"۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

"غربت اور افلاس اس ملک کے ساتھ خاص نہیں ہر جگہ غریب لوگ بھی ہوتے ہیں۔ ہم سنتے ہیں کہ ولایت کے بعض شہروں میں جو بڑے امیر شہر سمجھے جاتے ہیں کئی لوگ فاقہ کشی سے مر جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک میں کبھی ایسا سننے میں نہیں آیا۔ کہ کوئی شخص بھوک سے فوت ہو گیا ہو۔

اور سوادیشی کے متعلق یہ ہے کہ اپنے وطن کی چیز کا استعمال بے شک عمدہ بات ہے۔ خود گورنمنٹ بھی اسکو پسند کرتی ہے کہ تمام ضروری اشیاء کی ساخت کا ہنر ہندوستانی سیکھیں۔ اور صنعت اور تجارت میں ترقی کریں لیکن موجودہ تحریک سوادیشی اپنے اندر ایک بغاوت کی خفیہ ملونی رکھتی ہے۔ اور دراصل اس تحریک کی ابتدا ملکی اشیاء کی ہمدردی سے نہیں ہے۔ بلکہ تقسیم بنگالہ پر بنگالیوں کی ناراضی اسکی جڑ ہے۔ اسواسطے یہ امر منحوس معلوم ہوتا ہے علاوہ ازیں ملک کے تمام حرفے مدت سے موقوف ہو چکے ہیں۔ ان کو پھر جب تک بحال نہ کیا جائے۔ تب تک ایسی تحریکیں بجائے فائدہ کے نقصان کا موجب ہونگی۔ غرض موجودہ تحریک سوادیشی کسی نیک نیتی پر مبنی نہ ہونے کے سبب قابل ہمدردی اور شمولیت نہیں ہے"۔

یہ حوالہ بالکل صاف اور واضح ہے۔ اور بآسانی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جب اسوقت جبکہ سوادیشی کی تحریک اپنے اندر ایک بغاوت کی خفیہ ملونی رکھتی تھی۔ حضرت مسیح موعود اس میں شریک ہونا سخت ناپسند فرماتے ہیں۔ تو اب جبکہ علانیہ طور پر اس کو گورنمنٹ کے الٹ دینے کا ذریعہ بتایا جا رہا ہے اسمیں کسی احمدی کی شمولیت کیونکر جائز ہو سکتی ہے ۔

مذکورہ بالا حوالہ کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ۔

"قادیان کے بعض آریہ بھی حضرت کی خدمت میں اس غرض سے آئے تھے۔ کہ آریہ لوگ قادیان میں ایک جلسہ سوادیشی کرینگے۔ آپ کی جماعت اسمیں شامل ہو حضرت نے بوجوہات مذکورہ بالا اس امر کو پسند نہ فرمایا کہ اپنی جماعت کا کوئی آدمی اس میں شامل ہو"۔

(بدر - ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء)

کیا ان حوالجات پر وہ غیر مبایع اصحاب غور کرینگے جو ایسے جلسوں میں شامل ہوتے۔ تقریریں کرتے۔ اور مسٹر گاندھی کے ارشاد کی تعمیل میں سودیشی پہننے پر اور بنانے پر زور دینگے۔ کہ ان کا یہ طرز عمل مسیح موعود کے مذکورہ بالا ارشاد کو مد نظر رکھتے ہوئے کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ اسلیے ہم ماسٹر صدرالدین صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب کو ہم خاص طور پر مخاطب کرتے ہیں

آریہ سماج کے اصول کا واضع کون ہے

آریہ سماج کے دس اصول مشہور ہیں۔ جن پر آریہ سماج کو بڑا ناز ہے۔ اور بتایا جاتا ہے۔ کہ یہ اصول سوامی دیانند جی مہاراج بانی آریہ سماج کے وضع فرمائے ہوئے ہیں۔ مگر ناظرین حیران ہونگے۔ اور ممکن ہے کہ آریہ صاحبان بھی یہ معلوم کر کے نہایت متعجب ہوں کہ ان "نیموں" (اصولوں) کو سوامی جی مہاراج نے وضع نہیں فرمایا۔ بلکہ لالہ لاجپت رائے صاحب کے نزدیک ان اصول کے بنانیوالے سنسکرت سے بے علم اور مذہبی زندگی سے خالی تھے۔ چنانچہ لالہ جی پرکاش کے رشی نمبر مطبوعہ ۳۰ اکتوبر میں لکھتے ہیں ا۔

"پنجاب میں آریہ سماج ۱۸۷۷ء میں قائم ہوئی۔ آریہ سماج کے موجودہ نیم (اصول) لاہور بنائے گئے۔ ان اصولوں کو موجودہ شکل دینے میں ان آدمیوں کا ہاتھ تھا۔ جو سنسکرت کی فضیلت و مذہبی زندگی کے نقطۂ خیال سے محض صفر تھے"۔

اس سے بھی عجیب بات لالہ صاحب یہ بیان فرماتے ہیں کہ آریہ سماج کو جو کچھ بھی پچھلے زمانہ میں ترقی حاصل ہوئی۔

"اسوقت آریہ سماج کی ترقی میں لیسے لوگوں کا بھی ہاتھ تھا۔ جو آریہ سماج کے مذہبی عقیدہ کے قائل نہ تھے"۔

اس مضمون کو شائع ہوئے بہت دن گذر گئے ہیں مگر آریہ اخبارات نے اسپر کوئی نوٹس نہیں لیا۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ وہ ان باتوں کو درست مانتے ہیں جب یہ باتیں ٹھیک ہیں۔ تو پھر کیا آریہ سماج کی مذہبی ہستی باطل نہیں ہو جاتی ۔

کیا جس مذہب کے اصول کے واضعین مذہبی لوگ نہ ہوں۔ اور جس کے پیرو اور ترقی دینے والے خود اس کے سب یا بعض اصول کے منکر ہوں۔ وہ مذہب بھی کوئی حقیقت رکھتا ہے۔

اس قسم کی باتیں ظاہر ہو کر آریہ سماج کی ہلی ہوئی بنیاد کو اور زیادہ ہلا رہی ہیں۔ اور لوگوں کی نظر سے آریہ سماج کی قدر و قیمت۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۴ نومبر ۱۹۲۱ء)

حضرت مہدی موعودؑ کے وقت کا آخری جلسہ فرمایا۔ اب جس قدر لوگ مسجد اقصیٰ میں جمعہ کے دن سائبانوں کے نیچے ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب کے وقت کے آخری جلسہ میں اس سے نصف جگہ میں بیٹھے تھے جن کی تعداد کم و بیش ایک ہزار تھی اس وقت کہا گیا تھا کہ ... سے بہت زیادہ لوگ آئے ہیں۔ اب تو جمعہ کے دن بھی ایک ہزار سے زیادہ لوگ ہوتے ہیں۔

سرکاری فوج میں بھرتی ہونا ایک صاحب نے عرض کیا کہ ایک مخالف نے اعتراض کیا تھا۔ کہ کیا تم مصطفےٰ کمال پاشا کی فوجوں سے لڑنے کے لئے بھرتی ہونا جائز سمجھتے ہو فرمایا ہم کیوں نہیں جائز سمجھتے۔ اگر ہمارے لئے گورنمنٹ کے فوائد ان سے لڑنے میں ہوں تو ہم بھرتی ہوں گے۔ ہاں اگر ہمارے نزدیک گورنمنٹ کمالیوں سے اس لئے لڑتی کہ اسلام کو تباہ کیا جائے۔ تو پھر ہم بھرتی نہیں ہوں گے کوئی زبردستی بھرتی تو نہیں ہے۔

خلافت اور سلطنت انہی صاحب نے عرض کیا کہ کیا خلیفہ کے لئے سلطنت ضروری ہے۔ فرمایا خلافت کے معنی ایک بادشاہت کے ہیں۔ اور ایک نیابت کے۔ اور جس کا خلیفہ ہوگا وہ اسی بات میں ہوگا جو اس کے اصل میں ہوگی آنحضرت صلعم کی بعثت کی غرض بھی روحانی اصلاح تھی۔ اور خلیفہ عربی کے لحاظ سے بادشاہ کو کہنا درست ہے۔ ہر ایک سلطان بھی خلیفہ ہے۔ ہاں مسلمانوں نے اسکو خاص کر لیا ہے۔

(۶ نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر)

احمدی جماعت میں مذہبی اسپیشلسٹ سید دلاور شاہ صاحب سکرٹری تبلیغ لاہور نے عرض کیا کہ منشی خادم حسین صاحب بھیروی آجکل لاہور میں مقیم ہیں۔ چونکہ اس دفعہ شیعہ سنیوں میں چل گئی ہے۔ اس لئے شیعوں کے بعض سوالات کے جواب میں شیعہ کتب کے کچھ حوالوں کی ضرورت تھی وہ مجھ سے ملے میں نے ان کو منشی صاحب سے ملا دیا ہے۔ اور منشی صاحب نے قلمی مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ فرمایا یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ ہر میدان کے مرد ہمارے پاس ہیں۔ شیعوں کے مقابلہ کے لئے احمدیوں میں موجود ہیں۔ آریوں کے مقابلہ کے لئے احمدیوں کے پاس ہیں۔ عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے احمدیوں میں ہیں۔ فرمایا ہمارے مخالف کیوں غور نہیں کرتے۔ کہ جس قدر اسلام کے پہلوان ہیں۔ وہ احمدیوں کے پاس ہیں۔ کیا ان سب اسلامی پہلوانوں نے نعوذ باللہ دجال ہی کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ ہر مذہب کے واقفوں کے احمدیوں میں ہونے سے دو نتیجے نکلتے ہیں۔ جن سے غیر احمدیوں کو سبق لینا چاہئے۔ اول یہ کہ اسلام کے جس قدر پہلوان ہیں انہوں نے جس کو مانا ہے وہ دجال نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اپنے دعویٰ مسیح موعود میں سچا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اسے دجال ہی کہیں گے تو ان کو یہ بھی ماننا ہوگا کہ مسلمانوں میں سے جس شخص کو بھی واقفیت اور علم حاصل ہوتا ہے اور جس میں عقل ہوتی ہے وہ اسلام سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اور نعوذ باللہ دجال کا پیرو ہو جاتا ہے۔

اسلام میں جدید تاریخی تحقیق فرمایا ہمارے ہاں تاریخ اسلام کا اکسپرٹ اب تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔ عام طور پر دنیا میں ایک شخص ایک ہی پہلو کو دیکھتا ہے۔ لیکن بعض کو خدا تعالیٰ سب پہلوؤں کے متعلق خاص علم دیتا ہے۔ یہی اسلام میں فتنوں کے آغاز کے متعلق جو ہمیں خدا نے سمجھایا وہ پہلے کسی کی سمجھ میں نہ آیا حتیٰ کہ حضرت شاہ ولی اللہ جیسا انسان بھی صحابہ کی بریت ثابت نہ کر سکا

(۶ نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

تعویذ ڈاک پیش ہوئی ایک صاحب نے لکھا کہ میرے لئے تعویذ تجویز فرمائیں۔ فرمایا میں تعویذ کو جائز سمجھتا ہوں مگر اعلیٰ چیز نہیں سمجھتا۔

(۷ نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر)

افریقہ میں احمدیت فرمایا افریقہ سے جو تازہ خط آیا ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہاں بہت اچھی حالت ہے۔ حبشی کافر یا عیسائی مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ علاوہ ان لوگوں کے ہیں جو مسلمانوں میں سے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ ان احمدی ہونے والوں میں سے ایک کے پاس جس کا نام عیسیٰ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی ایک چٹھی بھی ملی ہے جس میں عجیب بات یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کے دستخط کے ساتھ "امیر المومنین" کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ماسٹر (عبدالرحیم نیر) صاحب نے اسکو بلوایا جب وہ ملنے کے لئے آیا۔ اور اس کی کشتی کنارے لگی تو دیکھا گیا کہ وہ بیٹھا ہے اور اس کے باڈی گارڈ کے لوگ اس کے گرد ناچ رہے تھے۔

فرمایا لیگوس والوں کے خط سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں حالت بہت اچھی ہے۔ ان کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں ساڑھے تین ہزار روپیہ چندہ جمع ہوا۔ اور چندے بھی چھوٹے نہیں کم سے کم جو رقم ہے وہ دس ہے اور زیادہ سے زیادہ سوا تین سو روپیہ۔ میدان بہت وسیع معلوم ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ تو شاید لاکھوں کی جماعت تیار ہو جائے۔

ہمارے مبلغوں کا رویہ فرمایا ایک بات جس کے متعلق میرا دل چاہتا ہے۔ کہ اس طرح ہو اور افریقہ میں اسی طرح کام ہو رہا ہے۔ ... یہ ہے کہ مبلغ جائیں مگر مشنریوں کی طرح نہ جائیں۔ بلکہ ان کا طریق صحابہ اور حواریوں کا سا ہو اور ان کی حیثیت ایسی ہو جیسے باپ بیٹے سے بغلگیر ہونے کے لئے جاتا ہے۔ اور اپنے رویہ سے ظاہر کرے کہ یہ اس کی کھوئی ہوئی بھیڑیں ہیں جن کی حفاظت کیلئے وہ آیا ہے۔ وہ اپنے افعال سے بتائے کہ وہ ان پر اپنی حکومت کو تسلیم شدہ سمجھتا ہے۔ اور ساتھ ہی وہ سمجھے اور یقین کرے کہ وہ خدا کا پیغام لایا ہے۔ جس کا ماننا ان کا فرض ہے۔ میں نے دیکھا کہ ماسٹر (عبدالرحیم) صاحب میں یہ رنگ ہے۔ وہ جہاں جاتے ہیں اپنے آپ کو ان لوگوں سے الگ اور منفرد نہیں ظاہر کرتے بلکہ ان لوگوں کو محسوس کرا دیتے ہیں۔ کہ وہ ان کے خیر خواہ ہیں۔ ان سے جھگڑنے کے لئے نہیں آئے بلکہ ان کے فائدہ کے لئے آئے ہیں۔ لوگوں کو چاہئے کہ ان کی اس بات کی قدر کریں۔ مثلاً وہ کسی شخص کو خط لکھ دیتے ہیں۔ کہ ہم عرصہ سے یہاں آئے ہوئے ہیں مگر افسوس ہے کہ آپ اب تک نہیں ملے۔ اس طرح وہ شخص ملنے کے لئے آجاتا ہے۔ اور تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

مگر اس اظہار کی لفظوں میں اس قدر ضرورت نہیں جس قدر افعال و حرکات سے یہ ظاہر ہونا چاہیئے۔ وہ یہ نہ کہے کہ میں ایک فرض ادا کر رہا ہوں۔ اس میں میرا کیا دخل ہے۔ اس طرح اس کی تمام باتوں کا اثر دور ہو جاتا ہے بلکہ اسکا یہ رنگ ہونا چاہیئے کہ وہ خدا کے مامور کے خلیفہ کا پیامبر ہے۔ اور اب لوگوں کو اس کی بات ماننے میں کیا شک وشبہ ہو سکتا ہے۔

چوڑھوں میں تبلیغ فرمایا ابھی تک چوڑھوں وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ ان کے لئے خاص مبلغوں کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک عجیب ہے کہ جو ایمان کے بعد بھی رہتا ہے۔ کہ ایسی قوموں سے نفرت کیجاتی ہے خواہ لفظاً نہ ہو۔ بلکہ عملاً ہی ہو۔

فرمایا یہ قومیں اگر اٹھائی جائیں تو ایک بہت بڑا کام ہوگا۔ جسکا غیروں پر بھی اثر ہوگا۔ چوڑھوں کے مبلغ بھی علیحدہ ہونے چاہئیں۔ جس طرح عیسائیوں نے چوڑھوں کے لئے الگ پادری رکھے ہوئے ہیں۔

(۹ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

پیغامیوں کے متعلق ایک رؤیا فرمایا میں نے رؤیا دیکھی ہے جس کا مضمون تو بہت تھا۔ مگر اس میں سے یاد صرف تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ میں نے دو پیغامیوں کو دیکھا۔ بحث ایسی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جس میں گویا وہ مجھ پر الزام لگاتے ہیں۔ کہ میں حضرت اقدس کے درجہ کو بڑھاتا ہوں۔ میں نے ان کو کہا۔ کہ اس کا فیصلہ تو بہت آسان ہے کہ وہ قسم کھا کر یا تو یہ اعلان کر دیں کہ (۱) وہ حضرت صاحب کو ظلی بروزی نبی نہیں سمجھتے (۲) یا قسمیہ یہ اعلان کردیں کہ میں حضرت صاحب کو ظلی بروزی نبی سے بڑھ کر سمجھتا ہوں۔

فرمایا میری ایک پرانی کاپی ہے اس میں میرا یہ الہام درج ہے۔ ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین۔ اسکے ساتھ وہ رؤیا بھی درج ہے۔ جس کی بنا پر میں نے انصار اللہ کی جماعت بنائی تھی۔

ہر ایک شخص کا اپنے کام سے کام ڈاک میں ایک امریکن کا خط پیش ہوا جس نے ایک درخواست کی تھی۔ کہ آپ کے پاس تو ہر ملک سے خط آتے ہیں۔ آپ اپنی ڈاک میں سے مختلف ممالک کے ٹکٹ بھیج دیں۔

فرمایا ہر شخص اپنے کام کے متعلق ہی بات سوچتا ہے۔ اسکو جب معلوم ہوا تو اس نے دین کے متعلق تو کوئی بات نہیں پوچھی اور اپنے کام کی بات کے متعلق لکھ دیا۔

ان مظالم کو پیش کیا جائے جو حضرت صاحب پر توڑے گئے پروگرام جلسہ سالانہ پیش کیا گیا۔ جس میں حضور نے ترمیم اصلاح فرمائی اور اسی کے ذکر میں فرمایا۔ حضرت صاحب پر مخالفین کی طرف سے جو مظالم ہوئے ہیں۔ ہمارے مصنف اور واعظ اور اخبار نویس ان کو چھپاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو بیان کرنے کی ضرورت ہے کرید کرید کر دکھایا جائے۔ کہ حضرت صاحب نے دنیا کو نجات دلانے کے لئے کن کن چیزوں کو قربان کیا۔ اور کس کس طرح تکلیفیں اٹھائیں۔ حضرت مسیح ناصری کا واقعہ صلیب ایک دردناک واقعہ ہے۔ اور حضرت امام حسین کا واقعہ کربلا بھی نہایت دردناک واقعہ ہے۔ لیکن حضرت مسیح کے واقعہ صلیب نے تو قریباً آدھی دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اور مسلمانوں میں واقعہ شہادت نے باوجود اس قدر دلائل ہونے کے جو کیفیت پیدا کی ہے۔ ظاہر ہے لیکن اس کے مقابلہ میں جو شخص کہتا ہے۔ ع

کربلائیست سیر ہر آنم　　صد حسین است در گریبانم

اس کے متعلق دکھایا جائے۔ کہ کس طرح ہر ایک لحہ میں دنیا کی بھلائی کے لئے قربانیاں کرتا تھا۔

آج سے کچھ عرصہ بعد ان دلائل سے وہ اثر پیدا نہیں ہوگا۔ جو اب ان واقعات اور ان مظالم کو دکھانے سے ہوگا۔ جو حضرت صاحب پر کئے گئے۔ یہ خیال کہ مخالف ان باتوں پر ہنسینگے۔ بہت ادنی خیال ہے۔ کیونکہ مخالف کی ہنسی اور خوشی محدود وقت کے لئے ہوتی ہے۔ مگر جب آئندہ دنیا ان واقعات کو سنیگی ان سے ہدایت پائیگی تو انشاء اللہ کے ہم تو ہم انشاء اللہ کہ اس اخبار کو چھپاتے پھرینگے جس میں اس نے ہنسی کی ہوگی۔

ہمارے اخبارات کو ان واقعات سے بھرے ہوئے ہونا چاہیئے۔ ان مظالم کو ہرگز چھپانے کی کوشش نہیں کرنا چاہیئے جو حضرت صاحب پر یا جماعت کے افراد پر مخالفوں کی طرف سے ہوئے یا ہو رہے ہیں۔

حکیم خلیل احمد صاحب پر مدراس میں جو حملہ کیا گیا اور ان کا سر زخمی کر دیا گیا۔ میں نے اس واقعہ کو اخبار میں چھپوا دیا اگرچہ مجھے کہا گیا۔ کہ اس سے جماعت کی بدنامی ہوگی۔ اور جب یہ واقعہ شائع ہوا تو باہر سے بھی چند شخصوں کے خط اسی قسم کے آئے۔ مگر یہی بات ہے۔ جو آئندہ دنیا کے لئے ہدایت کا موجب ہوگی۔ اگر ان مصائب اور تکالیف اور مظالم کو چھپایا جائے جو حضرت صاحب اور آپ کے ماننے والوں پر کئے گئے تو دنیا کے لئے محض دلائل موجب ہدایت نہ ہوں سکینگے۔ کیونکہ دنیا یہ دیکھا کرتی ہے کہ اس شخص نے ہمارے لئے کیا کیا۔ اور کن تکالیف میں اس نے ہماری بہتری کے لئے جدوجہد کی۔

حضرت مسیح نے واقعہ صلیب کے قریب اپنے دعویٰ کو سمجھا مخالفین کے اعتراضات مثلاً یہ کہ حضرت اقدس ۱۱ سال تک اپنے دعوے کو نہ سمجھ سکے کے ذکر میں فرمایا کہ اگر تاریخ کو دیکھا جائے۔ تو قریباً تمام نبیوں کے متعلق یہی حالت معلوم ہوتی۔ اور فرمایا کہ مسیح کے متعلق تو انجیل سے واضح ہوتا ہو کہ تین سال تک نہیں سمجھے۔ بلکہ واقعہ صلیب کے وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے دعوی مسیحیت کو سمجھے ہیں۔ حضرت مسیح نے اپنے تمام شاگردوں سے ایک ایک کر کے پوچھا کہ میں کون ہوں تو کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ مگر جب پطرس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ تو خدا کا بیٹا ہے۔ مسیح نے کہا کہ ہاں تو نے مجھکو سمجھا ہے۔ اور تجھ پر میرے دین کی بنیاد رکھی جائیگی۔ یعنی تو میرے دین کے لئے بنیادی پتھر ہوگا۔

خدا کا بیٹا ہونا ایک اصطلاح تھی جو زرتشتیوں میں رائج تھی اور وہ عزرائیل کو جو عذاب کا فرشتہ تھا۔ اسی خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ چونکہ مسیح کے لئے نوشتوں میں لکھا تھا کہ اس کی آمد پر بنی اسرائیل کی سلطنت ضائع ہو جائیگی۔ اس لئے جب پطرس نے خدا کا بیٹا کہا تو دوسرے لفظوں میں گویا مسیح کی مسیحیت کا اظہار کیا۔ اور اسی واقعہ سے پطرس کا نام پیٹر یا پتھر رکھا گیا۔ ورنہ پہلے اس کا نام سائمن تھا۔

ہندوستان کی خبریں

مولوی ابوالکلام صاحب آزاد کے مکان کی تلاشی کلکتہ ۱۹ نومبر کل رات دفتر اخبار، سلمان دفتر مجلس کانگرس چوبیس پرگنہ واقعہ بلیگا ر پیہ بازار روڈ دفتر البلاغ مولوی ابوالکلام کے مکان پراونشل کانگرس کمیٹی مرکزی کانگرس جنرل کلکتہ اور بڑا بازار کانگرس کمیٹی کے دفاتر کی تلاشی لی گئی۔ پولیس نے کردل سے روانے ترک کر تلاشی لی۔ پولیس کاغذات کتابیں اور کچھ خطوط اپنے قبضے میں لے لئے۔

مولوی آزاد سبحانی اور مسٹر معظم علی پر حملہ بمبئی ۱۹ نومبر مولوی آزاد سبحانی مسٹر معظم علی وعزیز احمد زبیری اور محمد اظہر صاحب کی معیت میں بائیکلا پہنچے۔ اس جگہ چند عیسائی اور یورپین ملے جنہوں نے اظہار مخالفت کیا۔ گاڑی کو روک لیا گیا۔ اور چاروں حضرات پر تمام اطراف سے گھیر کر حملہ کیا گیا۔ مولوی آزاد سبحانی بچ گئے۔ لیکن مسٹر معظم علی مسٹر عزیز احمد زبیری اور محمد اظہر صاحب کے زخم شدید آئے۔ گاڑی چلنا چور ہو گئی۔ یہ حضرات گاڑی کو چھوڑ کر مشکل سے مسٹر گاندھی کی قیام گاہ پہنچے۔

لاہور میں مسلح پہرا ۲۰ نومبر اتوار کی صبح کو لاہور کے مختلف چوکوں میں مسلح فوجی پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ تا نگر میں اس پہرہ کو خاص طور پر مضبوط کیا گیا تھا۔

شہزادہ ویلز کی ہندوستان میں پہلی تقریر بمبئی ۱۷ نومبر شہزادہ ویلز نے بمبئی کارپوریشن کے ایڈریس کے جواب میں جو تقریر کی تھی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ جو کچھ ہندوستان ہے۔ اور جو [illegible] نے کیا ہے [illegible] کر سکتا ہے میں اسے براہ راست سمجھنا اور آپ کی مشکلات اور خواہشات سے واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے جان لیں۔ اور میں آپ کو۔ اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے شہزادہ ویلز نے کہا کہ بمبئی کے نام کے ساتھ ایک خاص افسانہ وابستہ ہے کہ جسے اس سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ یہی بندرگاہ تھا کہ جو برطانیہ کے سینکڑوں فرزند ہندوستان کو ترقی فارغ البالی اور امن کے راستہ پر مدد دینے کے لئے آتے تھے سلطنت

اس بات کو کبھی نہیں بھولے گی کہ یہ بمبئی ہی تھا جس نے ہزاروں ہندوستانی فوجی سپاہیوں کو جو سلطنت کی لڑائیاں لڑنے کے لئے اس کے بندرگاہوں سے روانہ ہوئے تھے الوداع کہی تھی۔ شہزادہ صاحب نے پرتپاک خیر مقدم کے لئے کارپوریشن کا شکریہ ادا کرنے کے بعد وعدہ کیا کہ میں آپ کے وفادارانہ خیر مقدم کے اظہارات کو ملک معظم تک پہنچا دونگا۔

شہزادہ ویلز پونہ میں (پونہ ۱۹ نومبر) ٹھیک ۹ بجے شہزادہ ویلز کی سپیشل ٹرین سٹیشن پر پہنچی۔ اور توپوں کی سلامی دی گئی۔ شہزادہ کا گورنر جنرل کمانڈنگ جنرل اور دیگر ملکی افسران نے استقبال کیا۔

پونہ کی بستیوں کی میونسپلٹی کے خیر مقدم کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے شہزادہ نے اپنے پونہ [illegible] پر مسرت کا اظہار کیا۔ بعد ازاں یادگار جنگ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے۔ شہزادہ نے کہا کہ یہ پہلی یادگار جنگ ہے کہ جس کا سنگ بنیاد رکھنے کا مجھے ہندوستان میں فخر حاصل ہوا ہے۔ اس یادگار کا کسی خاص قوم یا ملت سے کوئی تعلق نہیں۔

سیواجی کی یادگار کا بنیادی پتھر شہزادے کے ہاتھوں ازاں بعد سیواجی کی یادگار کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے۔ شہزادہ نے کہا۔ کہ سیواجی ہندوستان کا سب سے بڑا سپاہی اور مدبر تھا۔

اپنی تقریر کے خاتمہ پر شہزادہ نے کہا۔ کہ میں نے یہ امر خاص خوشی سے معلوم کیا ہے۔ کہ آپ سیواجی کا نام اہم تعلیمی درسگاہوں کے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہیں۔ [illegible] کا منشاء ہے۔ کہ آپ مرہٹوں کو امن کے لئے بھی ایسا ہی مشہور کریں۔ جیسا کہ وہ جنگ میں ہیں۔

شہزادہ [illegible] پونا سے واپس ۱۹ نومبر کو ۱۰ بجے صبح شہزادہ پونہ سے بمبئی واپس آگیا۔ وکٹوریہ ٹرمنیس پر گورنر کمشنر پولیس اور شریف بمبئی نے اس کا خیر مقدم کیا۔ سٹیشن سے گورنمنٹ ہاؤس تک تمام راستہ میں فوجی پہرہ تھا۔

طورا ڈاکو کو پھانسی کی سزا معاف ہوگئی ہائی کورٹ میں طورا ڈاکو کی اپیل کا فیصلہ ہوگیا۔ اور طورا ڈاکو کو

جرائم میں بری کر دیا گیا جن کی سزا پھانسی اور عمر قید سشن جج شاہ پور نے دی تھی۔ اور دو جرم کی نسبت اپیل خارج ہوگئی گویا اب طورا کو سات سال اور ۵ سال کی کل سزا بارہ سال قید بھگتنی پڑیگی۔

ملکی فوج ہندوستان میں بہت سے باشندے محض ہندی خواہشمند تھے کہ جمہور کو فوجی قابلیت حاصل کرنے کا موقعہ دینے کے لئے ایک ملکی فوج قائم کی جائے چنانچہ ۱۹۲۰ء میں ملکی فوج کا ایک قانون منظور کیا گیا اس کی رو سے جو فوج قائم کی جائیگی اس کے افسر اکثر ہندوستانی ہوں گے۔ فی الحال پنجاب کے لئے دو کالے منظور کی گئی ہیں۔ پہلی اکائی جو ۲۵ ویں پنجابی کے ساتھ ملحق ہوگی۔ جالندھر میں رہیگی۔ اور دوسری جو ۲۶ ویں پنجابی کے ساتھ ملحق ہوگی جہلم میں رہیگی۔

ملکی فوج میں بھرتی کے شرائط مفصل شرائط ڈپٹی کمشنر ملاسی [illegible] سے مل سکتی ہیں۔ عام صفات مندرجہ ذیل مطلوب ہیں۔

(۱) رنگروٹ نیک چلن اور نیک نام ہو۔

(۲) ۱۸ سال کی عمر سے کم نہ ہو۔ ۳۰ سال سے زیادہ نہ ہو۔

(۳) عام فوجی جسمانی حالت رکھتا ہو۔ جس کا پانچ فٹ چار انچ قد اور ۳۳ انچ چھاتی ہونی چاہئیے۔ رنگروٹوں کا ڈاکٹری معائنہ بھی ہوگا۔ بھرتی کے بعد وہ چھ سال تک درج رجسٹر رہیگا۔ مستقل فوج کے برخاست شدہ سپاہی چار سال کیلئے لئے جائیں گے۔ ابتدا کم از کم ۳۰ یوم تک قواعد کرنی پڑیگی۔ اس ابتدائی قواعد کے بعد پھر ہر سال ۲۸ یوم تک قواعد کے لئے بلائے جایا کریں گے۔ ملکی فوجی سپاہیوں کے لئے تنخواہوں اور وظائف کی مقدار مستقل فوج سپاہ کے مطابق ہوگی۔ تنخواہ احکام کے دنوں میں ملے گی۔ (سرکاری اعلان)

گرہ کٹ عورتیں ریلوے پولیس کلکتہ نے پانچ عورتوں کی ایک جماعت کو گرفتار کیا ہے۔ جو مشترکہ اور گیا پور صوبہ متوسط سے تعلق رکھتی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ جرائم پیشہ جماعت سے تعلق رکھتی ہیں۔

ریل گاڑی میں ۶۴ قیدی دم گھٹ کر مر گئے مدراس ۲۱ نومبر۔ سرکاری اعلان مظہر

کہ گورنمنٹ کو بڑے افسوس کے ساتھ یہ خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ سو سے زیادہ قیدیوں میں سے ۵۶ پٹولوں کے مقام پر دم گھٹ جانے کی وجہ سے مرے ہوئے پائے گئے۔ پندرہ بعد ... کو فوراً رہائی دی گئی۔ آٹھ ان میں سے بھی مر چکے ہیں۔

فسادات بمبئی کے متعلق لالہ لاجپت رائے کا تار بمبئی۔ ۲۲ نومبر۔ حالت تسلی بخش ہوتی جاتی ہے کوشش ہو رہی ہے کہ تمام جماعتیں جو کچھ گذرا ہے اس کو فراموش کر دیں۔ اور کامل امید ہے کہ اس مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔ ورکنگ کمیٹی کا جلسہ سورت میں نہیں بلکہ یہاں بمبئی میں ہوگا۔ جو تشویشناک خبریں یہاں سے پہنچی ہیں۔ ان پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہئیے۔

بمبئی کے تمام فرقوں میں صلح ہو گئی بمبئی۔ ۲۲ نومبر۔ بمبئی میں اب بالکل امن ہے کاروبار جاری ہو گیا۔ مختلف اقوام کے نمائندوں کا جو جلسہ ہوا جس میں ہندو مسلمان پارسی عیسائی اور یہودی شامل تھے۔ آج صبح جلسہ ہوا۔ سب نے صلح صفائی پر زور دیا اور گذشتہ واقعات کو بھول جانیکا عہد کیا۔ اس کے بعد مسٹر گاندھی نے جو کئی روز سے فاقے کر رہے تھے۔ کھانا کھایا۔

سر علی امام کی علالت سکندر آباد۔ سر علی امام کی طبیعت علیل ہے۔

لارڈ سنہا مستعفی ہو گئے بنارس۔ ۲۱ نومبر۔ لارڈ سنہا نے صوبہ بہار و اڑیسہ کی گورنری سے استعفا دیدیا ہے۔

بنارس یونیورسٹی میں حادثہ الہ آباد۔ ۱۹ نومبر۔ بنارس یونیورسٹی کے احاطہ میں شہزادہ ویلز کو ڈگری دینے کے لئے جو عارضی شامیانہ تعمیر کیا جا رہا تھا۔ وہ گر پڑا ہے۔ اور کئی لوگوں کو سخت چوٹیں آئی ہیں۔

آزادی افغانستان کی دوسری سالگرہ پشاور ۱۹ نومبر۔ یہاں خبر پہنچی ہے کہ آزادی افغانستان کی دوسری سالگرہ ... نومبر تک بڑی دھوم دھام کے ساتھ منائی گئی۔ مولوی نجف علی جو موجودہ امیر افغانستان کے اتالیق تھے۔ پشاور میں پہنچ گئے ہیں۔ مولوی صاحب گجرات کے رہنے والے ہیں۔ اور ڈاکٹر عبدالغنی کے بھائی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان کے اہلکار اسلامی اصلاحات کی جو لائنیں اختیار کر رہے ہیں ان سے وہ بددل ہو گئے ہیں۔

چمڑے اور کھال کے محصول میں تخفیف دہلی ۲۱ نومبر گورنمنٹ ہند کا ایک اعلان مظہر ہے کہ گورنمنٹ ہند کے اعلان مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۱ء کے تحت اس خام چمڑے اور کھالوں پر محصول کا ۲/۳ حصہ قابل واپسی ہے۔ جسے سلطنت برطانیہ کے اندر کسی مقام کو بھیجا جائے۔ اس کے لئے چمڑہ بھیجنے والے کو ایک معاہدہ اس امر کا تحریر کرنا ہوگا۔ کہ وہ چمڑہ جہاز پر لادنے کی تاریخ کے بعد ۶ ماہ کے اندر اندر کسی افسر مجاز سے اس مطلب کا سرٹیفکیٹ حاصل کر کے پیش کریگا۔ کہ چمڑہ سلطنت کے اندر ہی کسی مقام کو بھیجا گیا ہے۔

ایڈیٹر قومی رپورٹ کو دو سال قید تنجور۔ ۲۱ نومبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مولوی عبدالمجید شرر ایڈیٹر قومی رپورٹ مدراس و پریذیڈنٹ خلافت کانفرنس تنجور کو زیر دفعات ۱۲۴ الف و ۱۵۳ الف دو سال قید سخت کی سزا دی۔

لاہور کے دو خلافت والنٹیروں کو سزا ملک لال دین قیصر اور بشیر احمد لاہور خلافت کمیٹی کے دو کارکنوں کو ایک سال قید سخت کی سزا دی گئی۔

بمبئی میں ۳۶ آدمیوں کی ہلاکت بمبئی۔ ۲۱ نومبر۔ شہر کے بعض اہم مرکزوں میں ابھی تک فوج کا پہرہ ہے۔ پولیس بھی گشت کر رہی ہے۔ اس وقت تک فسادات کے سلسلہ میں کل ۳۶ موتیں ہوئی ہیں۔ انہیں سے ایک انگریز تھا۔ اور ایک امریکن۔ ۱۲ مسلمان تھے اور ۱۷ ہندو۔

موپلا قیدیوں کی ہلاکت کی وجہ مدراس۔ ۲۱ نومبر۔ ایک بیان مظہر ہے کہ کو گرم ٹرین میں ۵۶ موپلا قیدیوں کی ہلاکت کے متعلق جو ٹرین میں پیش آئی ہے۔ حکام یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ کہ یہ قیدی دم گھٹنے سے ہلاک ہوئے ہیں بلکہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کمرہ اس سے پہلے قیدیوں کو بیماری پہنچانے کیلئے استعمال کیا جا چکا ہے۔ اور ممکن ہے کہ جب قیدیوں کو اس میں سوار کیا گیا ہو۔ اس وقت اس میں جراثیم ہوں۔

پٹنہ میں شہزادہ ویلز کی یادگار پٹنہ۔ ۲۲ نومبر۔ شہزادہ ویلز کی استقبالیہ کمیٹی نے شہزادہ کی آمد کی یادگار میں ایک میڈیکل کالج قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس کے لئے مہاراجگان ڈمراؤں۔ بیتیا۔ تھوا اور ... نے ایک ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔

کلکتہ میں ایک سو گرفتاریاں کلکتہ۔ ۲۳ نومبر۔ چار روز کے اندر ایک سو کے قریب کانگرس اور خلافت کا کام کرنے والے گرفتار ہو چکے ہیں۔

کرپان سازی کے کارخانہ پر چھاپا سیالکوٹ ۲۱ نومبر۔ آج پولیس نے مرزا امین بیگ سٹی مجسٹریٹ کی ہمراہی میں سردار کھڑک سنگھ کے کارخانہ پر زیر دفعہ ۵ قانون اسلحہ چھاپا مارا اور ۸۰ کرپانیں لیگئے۔ سردار مذکور نے پولیس کو اطلاع دی ہے۔ کہ جب تک انہیں گرفتار نہ کیا جائیگا وہ کرپانیں بناتے رہینگے وہ کرپان کا طول مقرر کرنے کے بارہ میں حکومت کے حق کو تسلیم نہیں کرتے۔

دہلی کے پارچہ فروشوں کی دکانوں پر پہرے دہلی۔ ۲۲ نومبر۔ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی دہلی کی زیر ہدایت خلافت اور کانگرس کے والنٹیروں نے نئی سڑک۔ چاندنی چوک اور ... میں کپڑے کے کارکنوں کے سامنے پہرہ لگانا شروع کر دیا ہے۔

بہار اڑیسہ کی انتظامیہ کونسل کو شہزادہ کا جواب پٹنہ۔ ۲۱ نومبر۔ بہار اور اڑیسہ کی انتظامیہ کونسل کے والیس پریذیڈنٹ کے پیغام خوش آمدید کا جواب دیتے ہوئے۔ شہزادہ ویلز نے لکھا ہے۔ کہ باشندگان بہار اور اڑیسہ کے دلی خوش آمدید اور وفاداری کے پیغام کے لئے ان کا بہت بہت شکریہ ہے۔

ہندو ڈیلی کی ضمانت ضبط کالی کٹ۔ ۲۱ نومبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کالی کٹ ... اعلان حال میں شائع کیا گیا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ علاوہ ان وارداتوں کے جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے نوٹس میں لائی گئی ہیں

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ... مالکان کے لئے شائع ہوا)

THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ❖ اسسٹنٹ - مہر محمد خان ❖

نمبر ۴۳ | مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۲۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

حضرت ... بی براحمدیہ ... ہم گائے چھوڑ کر بند ودں سے کیا مانگتے ہیں ... مسٹر گاندھی کے کھدر پر رنگ ... حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری ... لاہور میں آریہ سماج سے مناظرہ ... اشتہارات ... خبریں

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت اچھی ہے ❖

میاں عبدالکریم خان صاحب جنوری چند ماہ کی علالت کے بعد یہاں آکر فوت ہو گئے۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت کریں ❖

دو دن سکھوں کا جلسہ ہوا۔ جس میں انھوں نے پہلے کی طرح اعتراضات کرنے یا گفتگو کے لئے آمادگی ظاہر کرنے کی بجائے پند و نصائح تک ہی لیکچر محدود رکھے ❖

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

تبلیغی دورہ

چار دن کی سرگذشت

ایک ہفتہ کا دورہ

میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ کہ ان دنوں میں دورہ میں مصروف ہوں اور دورہ پروگرام کا جزو اصلی ہے۔ اس پروگرام کے مطابق میں ضلع Winnebah اور ضلع سالٹ پانڈ ہردو کا دورہ کر چکا ہوں۔ اول الذکر ضلع کا ایک حصہ باقی تھا اور وہ اس آخری دورہ میں ختم کیا۔ اس میں ۱۳۸ میل کا سفر کیا اور علاوہ فرداً فرداً ملاقات و تبلیغ کے پانچ مقامات پر تقریریں کیں۔ اس ہفتہ یا ہفتوں کے پہلے چار دن یا چار منزلیں میری زندگی کے پُر واقعہ ایام کی دلچسپ سرگذشت ہیں۔

منزل مقصود

آسمان صاف اور سڑک کھلی تھی۔ پہلا دن پروگرام کا پہلا Mankessim اشیام نام حلقہ کا معائنہ تھا۔ اور ۱۲ بجے تک آج اس مقام پر پہنچنا تھا۔ ۹ بجے موٹر سالٹ پانڈ سے روانہ ہوئی۔ ۲۰ میل خیر سے گذرے۔ مگر اس کے بعد سلسلہ حادثات شروع ہوا۔ ڈرائیور کی کوتاہ اندیشی اور سڑک کی خرابی نے موٹر کو کیچڑ سے بغلگیر کرا دیا۔ اور پہیے اسقدر دھنس گئے کہ ان کا باہر نکلنا محال ہو گیا۔ ایک گھنٹہ کے انتظار کے بعد نزدیک کے گاؤں سے چند مزدور بلائے گئے۔ اور موٹر کو کھینچ کر کیچڑ سے نکالا گیا۔ دریا خیر سے عبور کیا۔ مگر ٹائر پھٹ گیا۔ اور اس کی مرمت کے لئے انتظار کرنا پڑا۔ اب منزل مقصود قریب

آگئی۔ شاہی سڑک پر دو آدمی استقبال کے لئے موجود تھے۔ ان کے ساتھ جنگل کی طرف روانہ ہوئے ان لوگوں نے غلطی کی کہ راستہ کی کٹھن اور سخت لمبائی کا ذکر نہ کیا۔ موٹر اسیرا ترنے کے وقت اسقدر خراب ہوگئی کہ اس کا آگے چلنا محال تھا جنگل میں موٹر چھوڑ کر آگے پیدل روانہ ہوئے۔ اور اثنا میں ایک میل اوپر لڑکے لڑکیاں جھنڈیاں ہاتھوں میں لئے آگئے۔ اور مصلے سطے محمد کا گانا حسب دستور شروع ہوا۔ میں نے خوشی سے یہ فرق دیکھا کہ لڑکے جدا اور لڑکیاں جدا تھیں۔ الحمدللہ کہ جو بات میں ناپسند کروں یا جس کا حکم دوں۔ اس کی فوراً تعمیل کی جاتی ہے۔ اور اس طرح منزل مقصود پر پہنچا۔

وعظ و نصائح اور اخلاص جماعت

منزل مقصود پر پہنچکر نماز جمعہ پڑھائی اور چونکہ انگریزی دان ترجمان موجود نہ تھا۔ اسلئے عربی میں خطبہ پڑھا اور ترجمان نے فینٹی میں اسے ادا کر دیا۔ اور میرے مافی الضمیر کا احسن طور پر اظہار کیا۔ بعد جملہ جماعت کو نصائح کیں اور ایک نو مسلم صاحب سے عربی میں گفتگو کر کے اسے سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات سمجھائیں۔ اس شخص نے حقاً حقاً اور حقاً پکار کر تصدیق کی۔ چونکہ موٹر راستہ میں خراب ہوگئی تھی۔ اور ضرورت تھی۔ کہ ۵۰ آدمی جاکر اسے پہاڑی پر چڑھا کر سڑک تک پہنچا دیں۔ اسلئے میں نے کہا۔ جو لوگ خوشی سے جانا چاہیں۔ یہ کام کریں۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ امیر ابراہیم اور چیف اسحٰق اور جماعت اباکرا جو اسجگہ مہمان تھے۔ سب سے پہلے اٹھے اور کہا کہ ہم چلیں گے بوڑھے بارسوخ لوگوں کا اٹھنا ایک طرف ان کے اخلاص کا اظہار کرنے کا باعث ہؤا۔ اور دوسری طرف نوجوانوں کو جوش دلانے کا۔ سب جماعت کھڑی ہو گئی۔ اور میں نے ۵۰ نوجوان مقامی ہمراہ لئے۔

انشاءاللہ فینٹی اچھے احمدی ثابت ہونگے۔ اسجگہ میں نے عیسائیوں اور بُت پرستوں کو جو علیحدہ جمع تھے۔ وعظ کئے اور ان کے سوالات کا جواب دیا۔ ترجمان عربی دان اور کچھ وقت کے لئے ایک معمولی انگریزی دان تھا۔

رات کو شدید مقدورا شام کو بعض مسیحی بائبل لیکر آگئے اور جب میں نے دو بائبلیں لیکر جو میں ساتھ رکھتا ہوں انہیں سے ایک سے کہا کہ اچھا آپ متی باب ۱۲ آیت ۱۲ نکالیں تو اس نے جھٹ آیت نکالدی۔ اسکے بعد میں نے کہا کہ اچھا آپ یہی آیت اس دوسری بائبل سے نکالیں۔ قریب حیران ہو گیا۔ اور آیت نہ ملی۔ اس سے فارغ ہو نماز پڑھکر میں بستر پر لیٹا۔ سگر لکڑی کی تخت نما چارپائی پر چونکہ ایک چادر بچھی تھی۔ اور ہڈیوں و سخت لکڑی میں ایسی جدوجہد ہوئی۔ کہ رات اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنے اور کمرے کی تصویریں گنتے گذری۔ کمرے کی دیواروں پر کثرت سے تصویریں چسپاں تھیں۔ اور سب کی سب مسیحی بُت پرستی کا نمونہ تھیں۔ ایک میں گدھے پر مسیحی خدا بچپن کی حالت میں سوار تھا۔ ماں گدھے پر اور باپ ساتھ پیدل چلتا تھا۔ دوسری میں خدا باپ لمبی ڈاڑھی والا بائیں طرف اور خدا بیٹا تاج پہنے دائیں طرف۔ دو نو ہاتھ میں ہاتھ ڈالے محراب بناکر کھڑے تھے۔ اوپر ایک کبوتر اڑتا دکھائی دیتا تھا نیچے ایک پری جمال عورت خدا روح القدس تھی تیسری تصویر میں سات آسمان بشکل قوس بنائے تھے۔ اور سب سے اوپر بوڑھا خدا بیٹھا تھا۔ نیچے ہر آسمان پر ایک اور خدا معہ چھوٹی کی پیدا کردہ مخلوق کے بیٹھا تھا۔ ایک تصویر پر حضرت مسیح صلیب پر لٹکا تھا۔

میرے خیال میں ہندو بُت پرست تثلیث پرست بُت پرستوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ اول الذکر کی بُت پرستی میں فلسفہ اور موخر الذکر کی بُت پرستی میں توہمات ہیں۔ مجھے اس کمرہ میں ایک تصویر بہت پسند آئی۔ وہ ایک بھولی چھوٹی سی لڑکی کی تصویر تھی۔ جو آنکھیں آسمان کی طرف کئے ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہی تھی۔ اور ایک تصویر اس کے قریب تھی جسمیں ایک سبلغ مسیحیہ قید خانہ میں ہاتھ جکڑے پڑی تھی۔ اس تصویر نے مجھے شرمندہ کیا۔ اور رات کی بے آرامی یاد خدا میں صرف ہوئی۔ اور بار بار یہ کہتا الٰہی عجیب سے بچا۔ ابھی کیا کیا ہے۔ آہ! میرا تو اس عورت سے بھی بازی نہیں لے جا سکا۔ چھوٹی چھوٹی تکالیف پر گھبراتا ہوں معاف کر بخش لے۔ درگذر فرما اور شرح [illegible]

صلیب پرستی

تمام شب کا [illegible] ہم تھکے نار و نزار میں نے اپنے سفر میں جہاں یہ امر اکثر مواقع پر دیکھا ہے کہ صلیب کا پہننا یا رکھنا ایک معمولی امر سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ عیسائیوں کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی صلیب پرستی میں ممد ہوتے ہیں۔ یہی سے تین موقعوں پر اس رسم قبیح کو توڑا ہے۔ اور امید ہے کہ اب اصلاح ہوگی۔

(۱) ایک شخص ہاتھ میں لمبی عصا لئے نماز عید پڑھنے آیا میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا بابا (محمد) ہے اس کی صلیب دیکھ کر غصہ آیا۔ جسے میں ضبط نہ کرسکا۔ اور اس صلیب کو توڑنے کی رسم کا میں نے خود آغاز کیا۔ جیسا ہاتھ لگا دیکھ کر محمد نے خود اسے توڑ ڈالا۔

(۲) ایک لڑکی کے گلے میں ہار اور ہار میں صلیب تھی لڑکی کا نام پوچھا تو فاطمہ۔ میں نے اس کی صلیب کی طرف اشارہ کرکے اظہار ناپسندیدگی کیا۔ اور فاطمہ نے جھٹ اس کو ہار سے نکالدیا۔

(۳) میرے استقبال پر جو جھنڈیاں لائی گئیں۔ انمیں ایک کی صلیب کی شکل تھی۔ اور ایک لڑکا اسے ہاتھ میں لئے اظہار خوشی کر رہا تھا۔ میں نے اشارہ سے منع کیا۔ اور صلیب اسی فہرست سے دو چار ہوئی۔ جو اس کے لئے مقدر ہے۔

(باقی آئندہ) عبدالرحیم نیّر

پرنس آف ویلز کے نام حضرت خلیفۃ المسیح کا تار اور اُس کا جواب

پرنس آف ویلز کے ورود ہند کے موقعہ پر حسب ذیل تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے روانہ کیا گیا۔

"وارث تخت برٹش ایمپائر۔ میں اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ کے نصف ملین سے زیادہ افراد کی طرف سے جو تمام حصص ایمپائر کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ ہندوستان میں آپکے ورود پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپکی آمد کو محبت اور امن کا موجب بنائے اور آپکے سفر میں برکت دے اور آپکے کاموں میں آپکی رہنمائی کرے"

اسکے جواب میں حسب ذیل تار موصول ہوا۔

"حسب خواہش ہز رائل ہائینس میں آپ کا آپکے پیغام خوش آمدید پر جو آپنے اپنی اور اپنی جماعت کی طرف سے بھیجا [illegible]"

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - یکم دسمبر ۱۹۲۱ء

حضرت احمدؑ اور اعجاز احمدیہ

اخبار پیغام صلح مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ نے ایک مضمون زیر عنوان "کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ نبوت کے ساتھ یہ تحدی کی تھی۔ کہ قصیدہ اعجازیہ اور تفسیر سورہ فاتحہ ان کی بے نظیر ہے" لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ نہ تو حضرت احمد علیہ السلام نبی اللہ ہیں۔ اور نہ یہ دونوں تحریرات در حقیقت اعجاز اپنے اندر رکھتی ہیں۔ جو نبی کے اعجازی کلام میں ہوتی ہے۔

جبکہ خود خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو فرمایا ہے یا نبی اللہ یا ایھا النبی اور فرماتا ہے۔ یا احمد جعلت مرسلا۔ یقولون لست مرسلا۔ قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین یعنی اے احمد تو رسول بنایا گیا ہے۔ تیرا دشمن کہتا ہے کہ تو رسول نہیں۔ کہدے کہ اے گروہ کفار میں صادق مدعی نبوت ہوں۔ تو اس کے مقابلہ میں کسی کے آپ کو نبی نہ کہنے سے یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ نبی نہ ہوں اور جس طرح ابوالحکم کی تکذیب سے حضرت محمد رسول اللہ نبی رہے۔ اسی طرح آپ بھی نبی ہی رہینگے۔ ہاں تکذیب رسل کا جو پھل ابوالحکم نے پایا وہی اس کے مثیل پائینگے

حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اگر انسانی کلام کی بھی کوئی مثل نہیں بنا سکتا۔ خواہ وہ بفرض محال کسی پیغمبر کا ہی کلام ہو۔ تو پھر قرآن کریم کی یہ دلیل باطل ہوتی ہے کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الخ

مگر یاد رہے کہ ایک خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور دوسرا نبی کا کلام۔ جس کے ساتھ الٰہی نصرت نہ ہو خدا تعالیٰ کا کلام قرآن کریم ہے۔ جس کا یہ دعویٰ ہے کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ اور تیرہ سو سال تک کوئی انسان اس کے جواب پر قادر نہ ہوا۔ اور کیونکہ کوئی قادر ہو سکتا جبکہ مثل لانے والے انسان تھے۔ خدا نہ تھے۔ اور انسان کا عذر ہو سکتا تھا۔ کہ بیشک ہم انسان ہیں ہم خدا تعالیٰ کے کلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور تیرہ سو سال کا زمانہ اس پر شاہد ہے۔ لیکن کوئی انسان یہ مطالبہ کر سکتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کسی انسان میں یہ کمال رکھ دے۔ کہ ہم اس سے اپنے ہم جنس کے کلام کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ تو ہم جانیں کہ خدا تعالیٰ انسان کو مافوق العادت قابلیت دے سکتا ہے۔ اس صورت میں بھی چونکہ الٰہی تصرف اس کے ساتھ ہو گا۔ لئے جمیع انسان بسبب تصرف الٰہی اس انسان کے کام کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے اور بالمقابل لوگ عاجز آ جاتے ہیں۔ باوجودیکہ جس امر کا مطالبہ ہے وہ ایک انسان کا کام ہے۔ مثلاً حضرت موسےٰ علیہ السلام نے سونٹے کا سانپ بنایا تو دوسرے ساحران۔ کے اس فعل پر غالب نہ آ سکے۔ حالانکہ یہ ایک انسانی فعل تھا۔ مگر چونکہ اس فعل کے ساتھ تصرف الٰہی تھا۔ اسلئے دوسرے لوگ ایسا نہ کر سکے اور آج تک کوئی انسان ایسا نہ کر سکا۔

اسی طرح وہ کلام جو حضرت مسیح موعود کا ہے۔ تصرف الٰہی سے لکھا گیا۔ اس لئے اس کا مقابلہ کوئی انسان نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر مرہم عیسےٰ صاحب کو انکار ہو۔ تو ادھر اُدھر کی فضول باتیں بنانے کی بجائے اپنے امیر قوم مولوی محمد علی صاحب سے عرض کریں کہ وہ اپنے سارے ساتھیوں کے اس سالانہ جلسہ پر حضرت مسیح موعود کے کلام کے مقابلہ میں اپنا کلام پیش کریں۔

مگر یاد رہے۔ جس طرح قرآن کریم کے ساتھ الٰہی تصرف کام کر رہا تھا۔ اور لوگ لو نشاء لقلنا مثل ھذا کی بکواس کرتے کرتے رہ گئے۔ اسی طرح اب ہو گا۔ حالانکہ اب یہ مطالبہ بہت آسان ہو گیا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے تیرہ سو سال کے بعد ایک انسان کو یہ قدرت دی ہے۔ کہ وہ ایک اعجازی قصیدہ یا تفسیر سورہ فاتحہ لکھ دے۔ اور اس کے ساتھ اعلان کر دے۔ کہ لو اس کی مثل لاؤ۔ اور تصرف الٰہی وہ کام کرے کہ کوئی عرب و عجم میں سے اس کی مثل لانے پر قادر نہ ہو سکے خدا تعالیٰ نے لوگوں کو اس رنگ میں ملزم کر دیا۔ کہ لو نشاء لقلنا مثل ھذا کی بڑ ہانکنے والے خدا کے کلام کا مثل تو کیا لائینگے۔ ایک انسان کے کلام کی نظیر پیش کرنے پر بھی قادر نہیں ہو سکتے جبکہ الٰہی تصرف اس کے ساتھ ہے۔ اگر یہ امر منکروں کے لئے آسان تھا۔ کہ اس کی مثل لاتے۔ کیونکہ یہ خدا کا کلام نہ تھا۔ بلکہ انسان کا کلام تھا۔ مگر اس کے مثل پر لو نشاء لقلنا مثل ھذا کے مدعی بھی قادر نہ ہو سکے۔ اور یہی معجزہ تھا۔

اگر قرآن کریم کے مثل کے مطالبہ میں منکروں کا ناکام رہنا سیدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور صداقت کا ثبوت ہے۔ تو قصیدہ اعجازیہ اور تفسیر سورہ فاتحہ کے مثل کے مطالبہ پر منکروں کا ناکام ہونا سیدنا حضرت احمدؑ کی نبوت اور صداقت کا کیوں نشان نہیں۔ کیا وجہ ہے۔ کہ ایک امر ایک نبی کی صداقت پر گواہ ہو۔ مگر اسی قسم کا امر دوسرے نبی کی صداقت پر شاہد ناطق نہ ہو۔ پھر ایک نبی کا کلام بے مثل ہونے اور کسی کے اس کی نظیر نہ لانے سے یہ نتیجہ کس طرح اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس سے قرآن کریم کے بے مثل ہونے کا دعویٰ باطل ہو گیا۔ جبکہ یہ کلام رسول اسی کلام اللہ کی تصدیق اور تائید میں پیش ہو نہ کہ اس کے مثل اور نظیر کے طور پر۔

مرہم عیسےٰ صاحب لکھتے ہیں۔ تفسیر سورہ فاتحہ اور قصیدہ اعجازیہ اس رنگ میں تو مسیح موعود کی سچائی کا نشان ہو سکتے ہیں کہ حضرت نے اس کے متعلق کسی خاص معیاد تک پیشگوئی کے طور پر فرمایا ہو کہ اس جیسی کلام دوسرے مولوی نہیں لکھ سکینگے۔ مگر یہ دونوں تحریریں آپ کی نبوت پر دلیل نہیں ہو سکتیں۔

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر حضرت صاحب نے یہ لکھ دیا کہ دوسرے مولوی اس کی مثل لانے پر قادر نہ ہو سکے تو اسکو آپ نے معیادی پیشگوئی کیوں قرار دیا۔ کیا حضرت صاحب نے کہیں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ میعاد مقررہ

کے گذر جانے پر بھی یہ مخالف مولوی اس کی مثل لانے پر قادر ہو سکیں گے۔ اگر کہیں سیدنا حضرت احمد نبی اللہ نے ایسا لکھا ہے تو پیش کیجئے ۔

در اصل میعاد اس لئے مقرر کی گئی تھی کہ اگر میعاد مقررہ گذر جائے۔ تو خدا تعالےٰ کے عرفان کے دروازے منکران مسیح موعود پر کھل جاویں گے۔ اور پھر وہ ایسے معارف ایسی فصیح عربی میں لکھ سکیں گے۔ صرف میعاد مقررہ میں اس سے عاجز رہیں گے۔ بلکہ یقیناً یقیناً حضرت احمد نبی اللہ کے منکر مولوی معارف قرآنیہ سے تا ابد بے نصیب اور فصیح عربی لکھنے سے جیسی کہ حضرت صاحب نے لکھی ہے۔ تا قیامت عاجز رہیں گے۔ اور حضرت سلطان القلم علیہ السلام کا یہ معجزہ باقی رہیگا تقرر میعاد تو صرف اس غرض سے تھا کہ پھر لو شئنا لقلنا مثل ھذا کی بڑ نہ ہانکتے پھریں۔ اور ایک میعاد کا تقرر کر دیا اور اس میں ان کا مثل لانے سے عاجز رہنا انکو ابداً ملزم ثابت کر دے کہ اگر تمہارا لو شئنا لقلنا مثل ھذا کا دعویٰ صحیح ہے تو کیوں میعاد مقررہ میں مثل پیش نہ کر سکے۔ ورنہ تقرر میعاد اسکے معجزہ جاوید ہونے سے مانع نہیں۔ اور نہ حضرت احمد نبی اللہ نے ایسا لکھا ہے۔

پھر حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ تمام انبیاء کے حالات دیکھ جاؤ۔ کہیں بھی خدا تعالےٰ نے بجز نبی کے کلام کو جو وحی اللہ کے علاوہ ہو۔ اپنا نشان قرار نہیں دیا۔ اس کے متعلق اول تو یہ عرض ہے کہ تمام انبیاء کے حالات جو ہزاروں کی تعداد میں گذرے ہیں۔ شاید لاہور میں ان اصحاب کو معلوم ہونگے۔ جو گیلیانوالی سڑک کے کنارے گڑھے میں گرے پڑے ہیں۔ اور جنہیں گرنے والوں میں سے کسی کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے بچا لیا ہے دُنیا کے دوسرے کسی مقام میں تو محفوظ نہیں۔ دوم۔ لازمی نہیں کہ ہر نبی کو ایک ہی قسم کا معجزہ یا نشان دیا جاوے۔ سوم حضرت موسیٰ کے عصا کو سانپ بنانے کے فعل کو خدا تعالیٰ نے آیتنا کہا ہے۔ حالانکہ وہ فعل حضرت موسیٰ کا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کو آپ لوگ ہمیشہ سے معاملہ میں وحی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ما ینطق عن الھویٰ کی تفسیر میں آپ لوگ حدیث کو وحی اللہ کہا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا کلام قرار دیتے ہیں پھر ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ میں نبی کریم کے فعل کو خدا کا فعل قرار دیتے ہیں۔ چہارم کیا خدا تعالےٰ کے ایک نبی کے کسی کلام یا فعل کو اپنا نشان قرار دینے کے متعلق آپ کہدینگے کہ ید اللہ مغلولۃ۔ خدا تعالیٰ ایسا نہیں کر سکتا ۔

پھر حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کافی تحدی فرماتے ہیں۔ قرآن کریم اس طرح تو سیع نہیں کرتے۔

میں پوچھتا ہوں۔ قرآن کریم نے کہاں اپنے صحیح الفاظ وحی میں مطالبہ مثل میں لفظ الیٰ یوم القیامۃ یا اس کے ہم معنے استعمال کیا ہے۔ بلکہ ظاہری الفاظ کے لحاظ سے تو صرف حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ کے لوگ ہی مخاطب ہیں۔ اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ تا قیامت اسکی مثل پر کوئی قادر نہ ہو سکیگا تاہم آپ سے صریح الفاظ وحی کا مطالبہ ہے۔ آپ دوسروں کے زیبانیات سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ اپنے دعویٰ پر دلیل بانص صریح پیش کریں۔ نیز حضرت احمد نبی اللہ کی تحریرات میں سے دکھا دیں کہ صرف موجودہ مخاطب علماء منکرین مثل لانے پر قادر نہ ہونگے وہ بھی میعاد مقررہ میں، ورنہ اس کے بعد ان کے واسطے ممکن ہے کہ مثل لے آئیں۔ اگر آپ یہ الفاظ نہ دکھا سکیں۔ تو آپ کا ہوائی قلعہ باطل ہو گیا ۔

حکیم صاحب آپ دریافت کرتے ہیں کہ انبیاء نے کب دعویٰ کیا ہے کہ ہمارا کلام بھی ایسا ہی بے نظیر ہے۔ جیسا کہ کلام الٰہی۔

مگر ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود کا دعویٰ تو یہ ہے کہ میرے کلام کی مثل کلام لاؤ۔ اور تم میرے کلام کی مثل نہیں لا سکو گے۔ یہ دعویٰ نہیں کہ ہمارا کلام خدا کے کلام کی طرح بے مثل ہے۔ خدا کا کلام بے مثل ہے۔ خدا کے دوسرے کلاموں اور انسانی کلاموں میں اور حضرت احمد نبی اللہ کا کلام بے مثل ہے صرف انسانی کلاموں سے اس سے تو حضرت احمدؑ کا کلام کلام اللہ کا ہمسر ہو جاتا ہے کیونکہ احمد کلام اللہ کا درجہ رکھتا ہے

حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئیاں کرنیوالے حضرت مرزا صاحب کے سوا اور بھی اُمت محمدیہ میں گذر چکے ہیں۔ اور اپنے کلام کے بے نظیر ہونے کے مدعی ہیں۔ تو کیا ہم ان سب کو نبی مان لیں گے؟ ۔

میں پوچھتا ہوں کہ اُمت محمدیہ میں سے ایسے کون اشخاص کا ہونا صحیح ہے جنہوں نے پیشگوئیاں کی ہوں کہ انکے فلاں کام کے مثل پر لوگ قادر نہ ہونگے یا ان کا فلاں کام بے نظیر ہے۔ اور اس تحدی سے کیا ہو جیسا حضرت احمد نبی اللہ نے کیا ہے۔ اور بالمقابل علماء مثل لانے سے عاجز آ گئے ہوں۔ اور ساتھ یہ بھی کہا ہو کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اور اس کتاب یا قصیدہ کے مثل لانے سے علماء وقت کا عاجز آنا ہماری صداقت کا گواہ ہے۔ اگر اُمت محمدیہ میں کئی ایسے لوگ معلوم ہیں۔ ہم کو تیرہ سو سال میں ایک بھی معلوم نہیں پس کیا اچھا ہو آپ ایسے لوگوں کی ایک فہرست اسماء معہ ان کے دعویٰ منجانب اللہ ہونے کے اور نام ان تحریر کے جن کا مثل طلب کیا گیا ہے اور نام ان علماء کا جن سے مثل کا مطالبہ ہوا اور مقام اور سنہ ایسے وقوعہ کا اور حوالہ اس کتاب کا جس میں ان کا مفصل ذکر ہو شائع کریں ۔

حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ انبیاء نے جس قدر تحدیاں کیں وہ اسی طرح پوری ہوئیں۔ بہاں جتنی تحدی پیشگوئیوں کے متعلق آپ (حضرت احمد نبی اللہ) نے کیں انہیں میں ابتلاء پیش کئے ۔

معلوم ہوتا ہے اسی ناپاک خیال کی وجہ سے غیر مبایعین کا سلسلہ سے دن بدن کم تعلق ہو رہا ہے کیا حکیم صاحب ایک ایسی فہرست تیار کرینگے۔ جس میں قرآن کریم میں بیان شدہ انبیاء کے نام ہوں۔ ساتھ ہی ان کی تحدیانہ پیشگوئیاں ہوں ۔

دوسری فہرست حضرت احمد نبی اللہ کی ان کل پیشگوئیوں کی شائع کریں۔ جو آپ نے تحدی سے کی تھیں۔ اور جنہیں مولوی محمد علی اور دوسرے غیر مبایعین کو ابتلاء پیش آئے۔

حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ ہزاروں چھوڑ لاکھوں پیشگوئیاں بھی حضرت مرزا صاحب کی ایسی ہی ہو جاویں تب بھی مجرد پیشگوئیاں انکو نبی نہیں ثابت کر سکتیں ۔

سے ! اگر ایک نبی ہزاروں بلکہ لاکھوں پیشگوئیوں کے پورے ہونے سے بھی نبی ثابت نہیں ہو سکتا۔ تو نبی کی تعریف از روئے قرآن کریم، و کتب لغت بیان کریں۔ اور حضرت احمد نبی اللہ جنکو شاید آپ کبھی مجدد مانتے تھے۔ خود تو کہتے ہیں کہ نبی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ اور صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) جناب حکیم صاحب اگر ہزار ہا و لاکھہا پیشگوئیاں بیکار رہیں گی۔ تو وہ وحی اللہ کی بیکار جاویں گی۔ یا الہٰی ہونگی۔ اگر وحی الٰہی سے ہونگی تو اسی قدر الہامات کا نزول بھی لازمی ہوا۔ تیرہ میں اس قدر کثرت سے اظہار علی الغیب ہو۔ تو جس کو ہزاروں اور لاکھوں وحی اللہ ہوں جو مشتمل بر اظہار غیب ہوں۔ اور وہ پوری بھی ہوں۔ مگر صاحب وحی پھر بھی نبی نہ کہلا سکیگا تو کیا کہلائیگا۔ کیا اسکی کوئی نظیر بھی ہے۔ ثبوت آپ کے ذمے ہے۔

جناب حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ یہ عربی تحریرات صرف زبانی تحدی ہیں۔ اور اب میعاد مقررہ کے گذر جانے کے بعد وہ معجزہ نہیں رہیں۔

سنئے ! ہم آپ کو چیلنج دیتے ہیں۔ آپ کے اس سالانہ جلسہ پر جو لاہور میں ۲۵ دسمبر ۱۹۲۱ء کو ہوگا۔ آپ بذاتہٖ یا آپ کے حضرت امیر قوم مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے مترجم القرآن یا جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے مولف ام الالسنہ یا جناب مولوی غلام حسن خان صاحب معلم القرآن یا ان کے رفقاء میں سے کوئی ایک صاحب مولوی خود فرداً فرداً یا سارے ملکر یا معاد مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری و جناب پیر مہر علی شاہ صاحب و جناب علی حائری صاحب لاہوری و علماء دیوبند و دہلی وغیرہ یا علماء عرب و عجم میں سے کسی لائق ادیب کو ساتھ لیکر ۲۵ دسمبر میں قصیدہ اعجازیہ یا تفسیر سورۃ فاتحہ کی مثل انہی شرائط سے پیش کردیں۔ جن شرائط سے حضرت احمد نبی اللہ نے مثل کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر آپ میں سے کوئی یا سب مثل لانے پر قادر ہوئے۔ تو بیشک ہم یہ زبانی وقتی معجزہ تسلیم کرینگے۔ اور آپ کے صدر جلسہ کے سامنے مبلغ

ہم اسی وقت دو صد روپیہ بطور انعام بلا عذر پیش کرینگے لیکن اگر آپ ایسا نہ کر سکے۔ اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو آپ ہی بتائیں۔ اگر پھر بھی حضرت احمد نبی اللہ کی تکذیب سے باز نہ آئے۔ تو آپ لوگوں کا یہ فعل کیا ہوگا۔ کیا آپ لوگوں میں کوئی مرد میدان ہے جو اس مقابلہ کے واسطے نکلے۔ اور ہماری اس دعوت کو منظور کرے۔

قاضی محمد یوسف احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

ہندوؤں کے لئے گائے چھوڑنے کی قیمت ذکر ہم نے آریہ گزٹ کی اس تجویز کے متعلق کہ اگر مسلمان گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں۔ تو ہندو سؤر کھانا چھوڑ دینگے لکھا تھا۔ کہ یہ ہندوؤں کا اور خاص کر آریوں کا کوئی احسان نہ ہوگا۔ کیونکہ ایک تو ان کا دعویٰ ہے۔ کہ کسی قسم کا گوشت کھانے کی انہیں مذہب اجازت نہیں دیتا۔ دوسرے سؤر کو مسلمان ناپاک ترین چیز سمجھتے ہیں۔ اور اس کا معدوم ہونا پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کے متعلق تو آریہ گزٹ نے کچھ نہیں لکھا۔ اور نہ یہ بتایا ہے۔ کہ اگر ہندو سور کا گوشت کھانا ترک کر دینگے۔ تو یہ مسلمانوں کو گائے کا گوشت کھانے کی مذہبی اجازت سے روکنے کا کیونکر معاوضہ ہوگا۔ البتہ ہم سے پوچھا ہے۔ کہ

"الفضل اس کا معاوضہ کیا چاہتا ہے"

اور پھر خود ہی یہ معاوضہ بتا کر کہ

"کیا یہ کہ تمام ہندو قادیانی بن جائیں"

لکھا ہے۔ کہ

"غالباً اس (الفضل) کا یہی مطلب ہوگا لیکن اس کو یہ سنکر بہت سخت مایوسی ہوگی۔ پہلے مسلمان حضرات سے تو اپنے دعوے تسلیم کروا لے۔ پھر ہندوؤں کی طرف بھی دیکھے۔"

اس کے متعلق ہم بتانا چاہتے ہیں کہ الفضل گائے چھوڑ کر ہندوؤں سے جو کچھ چاہتا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب پیغام صلح میں جو ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے لئے لکھی گئی تھی۔ تحریر فرمائی ہے۔ اور جو یہ ہے

"اگر ہندو لوگ بھی اپنے صدق دل سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لیں۔ اور ان پر ایمان لاویں۔ تو یہ تفرقہ جو گائے کی وجہ سے ہے اس کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جائے۔ جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں۔ ہم پر واجب نہیں۔ کہ ضرور اس کو استعمال بھی کریں"

یہ ہے وہ چیز جو ہم گائے کا گوشت چھوڑنے پر ہندوؤں سے مانگتے ہیں۔ اگر ہندو صاحبان اسے منظور نہ کرینگے تو انہیں نفعاً قطعاً یہ بھی توقع نہ رکھنی چاہئیے۔ کہ گائے کا گوشت کھانے سے مسلمان صرف ان کی باتوں میں آکر رک جائینگے۔

ہندوؤں کے قادیانی (احمدی) بنانے کے متعلق یہ عجیب بات کہی گئی ہے۔ کہ پہلے مسلمانوں کو اپنے دعوے تسلیم کرالو۔ کیا آریہ سماج نے دوسرے مذاہب کے لوگوں کی شدھی اس وقت تک بند کردی ہے۔ جب تک وہ تمام ہندوؤں کو دیانندی نہ بنالیں اگر نہیں تو آریہ گزٹ کو یہ مشورہ پہلے آریہ سماج کو دینا چاہئیے۔ کہ پہلے ہندو صاحبان سے سوامی دیانند کے دعوے تسلیم کرالو۔ پھر دوسرے مذاہب کے لوگوں کی طرف متوجہ ہونا۔

افسوس حسد اور تعصب سے انسان ایسی باتیں بھی کہہ گذرتا ہے۔ جن کی زد خود اس پر پڑتی ہے۔

مسٹر گاندھی کے کفر پر رشک وہ کونسا رتبہ اور شرعی درجہ ہے جو مسٹر گاندھی کو مسلمانوں کی طرف سے نہیں دیا گیا "مہدی" وہ بنائے گئے "امام وقت" انہیں قرار دیا گیا۔ "نبوۃ" ان کی طرف منسوب کی گئی۔ غرض وہ تمام باتیں جو ایک مسلمان کے لئے باوجود سعادت اور نعمت عظمیٰ ہونے کے مولویوں اور ان کے فتوے بازوں نے ناممکن الحصول قرار دے رکھی ہیں۔ ان تمام کا حامل انہیں سمجھا گیا ہے۔ اور اب تو یہاں تک ترقی کی گئی ہے۔ کہ اسلام کے مقابلہ میں مسٹر گاندھی کے کفر پر رشک کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے مسٹر حامد علی صاحب برادر مسٹر ظفر علی صاحب اپنی ایک نظم میں جو

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۱۰ نومبر ۱۹۳۱ء بعد نماز عصر)

بہائیوں کی تعداد فرمایا بہائیوں کے متعلق اعلان ہوا ہے کہ ان کی تعداد تیس ہزار ہے۔ ایک امریکن ڈاکٹر اور اس کی بیوی دونوں امریکہ سے اپنی جائداد وغیرہ چھوڑ کر حیفہ میں آ گئے اور آنے کی غرض یہ تھی کہ عباس آفندی کے پاس رہیں۔ اور وہ سب روپیہ اسکی خدمت میں پیش کریں۔ اس ڈاکٹر کی لیڈی کا یہ بیان ہے کہ اب بابیوں یا بہائیوں کی تعداد تیس ہزار ہے۔

مادی اور روحانی بارش کا اثر اس کے بعد حضور نے مدعیان نبوت کے ذکر میں فرمایا۔ یہ بھی ایک صداقت کا ثبوت ہے قرآن کریم میں الہام اور وحی کو پانی سے مثال دی گئی ہے یہ مثال عقلی بھی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بارش ہوتی ہے۔ تو زمین ہر قسم کی چیزوں کو پیدا کرتی ہے۔ اور جہاں اعلیٰ پودے ہوتے ہیں۔ وہاں نہایت ادنیٰ درجہ کی بدبودار چیزیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور یہ ایک بالکل قاعدہ ہے۔ کہ یہ فطرت کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح روحانی بارش کا بھی فطرت کے مطابق ہی ظہور ہوتا ہے۔ جس طرح مادی بارش سے زمین نجاستوں کو بھی اگل دیتی ہے۔ اسی طرح روحانی بارش کے بعد ہونا چاہیے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحبؑ نے جب دعوے کیا۔ تو آپ کے قریب رہنے والوں میں سے بعض خراب فطرت والوں نے اپنے گند کا اظہار کیا۔ ان لوگوں کے دعووں سے ظاہر ہو گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ پر سچے الہام کی بارش ہوئی تھی۔

گو بابی وغیرہ کے متعلق ابھی تاریخ نہیں بتاتی کہ وہاں بھی یہ حالت ہوئی ہو اگر اس وقت آسمانی الہام کی بارش ہوئی تھی تو گندی فطرتوں کا ابھرنا بھی ضروری تھا جیسا کہ مادی بارش کے وقت ہوتا ہے۔

آنحضرت صلعم نے جب دعوے فرمایا۔ تو وہاں بھی اس قسم کے لوگ کھڑے ہو گئے تھے ایسے لوگوں کا کھڑا ہونا بھی فرق ہے۔ جو صادق دعی اور غیر صادق میں ہوتا ہے۔

(۱۱ نومبر ۱۹۳۱ء بعد نماز عصر)

بیعت جناب منشی فتح محمد صاحب سابق تحصیلدار ستو نگ بلوچستان (حال پنشنر)

۲۔ میاں شاہ محمد صاحب کلرک قلات ایجنسی ستو نگ

۳۔ میاں احمد علی صاحب چپڑاسی۔ گوجرانوالہ سے نے بیعت کی۔

نماز جمعہ کی اہمیت بیعت کے بعد حضور نے تحصیلدار صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ آپ کے ارد گرد احمدی ہیں؟ تحصیلدار صاحب نے عرض کیا کہ بہاولپور میں ہیں۔ فرمایا۔ میں نے اس لئے پوچھا ہے۔ کہ جہاں احمدی ہیں آپ وہاں جمعہ پڑھا کریں۔ جب تک کہ خدا کے فضل سے آپ کے گاؤں میں جماعت قائم نہ ہو جائے۔ کیونکہ جمعہ اہم فرائض میں سے ہے۔ اور دعا کرتے رہیں۔ کہ خدا تعالیٰ وہاں جماعت بنا دے۔

سچے مذہب کی مخالفت کا باعث تحصیلدار صاحب نے عرض کیا کہ وہاں کے مخالفین ایسے سخت اور برے نہیں جیسے یہاں کے ہیں۔ فرمایا جب تک کوئی چیز دور ہو اس وقت تک اس سے خوف یا محبت نہیں ہوا کرتی۔ یہاں شیر کا ذکر ہو تو کوئی نہیں ڈریگا۔ لیکن اگر شیر مجلس میں آ جائے تو گھبرا جائیں گی۔ جب وہ لوگ آپ سے احمدیت کے متعلق سنیں گے تو ان میں سے سعید قبول کریں گے۔ اور دوسروں کو غصہ آئیگا۔ اور سچے مذہب کے مقابلہ میں دوسرے لوگوں کو غصہ آیا ہی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ آ گیا تو ہمارے مذہب کی خیر نہیں یہاں کے لوگوں کا غصہ بجا ہے۔ کیونکہ ان کو اپنی اپنی فکر پڑی ہوئی ہے۔

غیر احمدی باپ کی احمدی بیٹے سے محبت منشی نور محمد صاحب ابن تحصیلدار صاحب سے دریافت فرمایا۔ آپ نے تو کوئٹہ میں بیعت کی تھی۔ منشی صاحب نے عرض کیا میں نے ۱۹۰۶ء میں کوئٹہ میں ہی بیعت کی تھی تحصیلدار صاحب نے عرض کیا کہ جب انہوں نے بیعت کی تھی اس وقت ان کے ڈاڑھی بھی نہیں آئی تھی۔ اس وقت اور لوگوں کی مخالفت اور میری شدید سختی کے باوجود یہ ذرا پیچھے نہیں ہٹے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح سختیوں کو برداشت کرنے کا تحمل رکھنے والا کوئی کوئی ہی ہوگا۔ اور کہا کہ یہ میری سعادت اور خوش قسمتی ہے۔ کہ میں اس سلسلہ میں آج داخل ہوا۔ اور میں اپنے اس لڑکے سے ان سختیوں کی معافی مانگتا ہوں۔ جو میں نے اس پر کی تھیں۔ جب اس نے بیعت کی تھی۔

(۱۲ نومبر ۱۹۳۱ء بعد نماز ظہر)

جمعہ اور سرکاری مدارس سینڈیمن سکول کوئٹہ کے ایک طالب علم نے عرض کیا کہ جمعہ کے دن بھی چونکہ جمعہ کے وقت سکول میں لیکچر ہوتے ہیں۔ اور ہم نماز میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اس کے متعلق کیا کریں۔

فرمایا۔ تمام احمدی ملکر درخواست کریں کہ ہمیں جمعہ کے دن نماز کی اجازت دی جایا کرے۔ اور لیکچر کا وقت دوسرا ہو۔ اگر وہ منظور نہ کریں تو ہمیں اطلاع دیں۔ ہم کوشش کرینگے۔

(بعد عصر)

ہر احمدی مبلغ ہو بابو عبد الحکیم صاحب سٹیشن ماسٹر رسالپور سے تبلیغ کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے بیعت بھی کی تھی۔ مباحثہ وغیرہ بھی ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ادھر کبھی کوئی مبلغ نہیں آیا۔

فرمایا آپ کیا ہیں؟

بابو صاحب نے عرض کیا حضور میں تو وہی وقت تبلیغ میں صرف کرتا ہوں۔ جو ملازمت کے بعد بچتا ہے۔

فرمایا۔ اسی طرح تبلیغ ہوتی ہے۔ ہر احمدی مبلغ ہے جس قدر وقت اسے ملے اس میں اس کا فرض ہے۔ کہ تبلیغ کرے۔

اولیاء اللہ کے آئینہ میں اپنی حالت غیر مبایعین کے ذکر میں بابو صاحب نے عرض کیا کہ ایک دفعہ مولوی غلام حسن صاحب پشاوری نے مجھے کہا کہ میں نے میاں صاحب کے متعلق ایک خطرناک خواب دیکھی ہے۔ میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے۔ میں عدالت میں کرسی پر بیٹھا ہوں اور میاں صاحب بحیثیت ملزم میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ میں نے کہا چونکہ آپ مسیح کے بیٹے ہیں۔ اس لئے میں آپ پر رحم کرتا ہوں۔ کچھ عرصہ کے بعد ایسا واقعہ ہوا کہ مولوی صاحب کو خود بحیثیت ملزم ایک سرکاری عدالت میں ایک مذہبی جھگڑے کے باعث پیش ہونا پڑا اور یہی حالات ان کو پیش آئے۔ میں نے ان کو جب ان کی خواب یاد دلائی

(اشتہارات)

پبلک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (مینیجر)

قادیان میں نئی زمین

۱۔ محلہ دارالرحمت میں [illegible] فی مرلہ زمین فی الحال ختم ہو چکی ہے۔ مگر قادیان کے قریب احمدیہ سٹور کے پاس نہایت عمدہ موقعہ کی زمین موجود ہے۔ قیمت حسب موقعہ [illegible] فی مرلہ ہے۔ ۲۔ محلہ دارالفضل شرقی میں [illegible] فی مرلہ زمین مل سکتی ہے۔ نیز اس محلہ میں بر لب سڑک کلاں یعنی سڑک موضع کھارا بھی جگہ موجود ہے۔ قیمت [illegible] فی مرلہ ہے۔ محلہ دارالفضل غربی میں جگہ فی الحال ختم ہو چکی ہے۔ ۳۔ محلہ دارالفضل شرقی کے جنوب مشرق میں سڑک موضع کھارا کے اوپر سالم کھیت قابل فروخت موجود ہیں۔ خریدنے والوں کو سالم کھیت لینا ہوگا۔ اور رستے اپنے چھوڑنے ہونگے۔ کوئی کھیت پانچ کنال کا ہے۔ کوئی ساڑھے چار کا کوئی آٹھ کا وغیرہ وغیرہ موقعہ اچھا ہے۔ قیمت [illegible] فی مرلہ ہے۔ **نوٹ** ۱۔ بڑی سڑک کے اوپر کسی موقعہ پر بھی دو کنال سے کم جگہ نہیں دیجاتی۔ مگر اندرون محلہ دس مرلہ تک بھی جگہ مل سکتی ہے۔ بلکہ استثنائی طور پر پانچ مرلہ بھی نیز اندرون محلہ بھی باقاعدہ رستے اور گلیاں چھوڑی جاتی ہیں جہاں دوکانیں بن سکتی ہیں۔ شرح مقررہ ہے۔ قیمت نقد وصول کی جاتی ہے۔ جو درخواست کے ساتھ بھیجنی چاہیئے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ قیمت قسط وار جمع ہوتی رہے۔ پھر جب پوری قیمت جمع ہو جاوے تو جس جگہ مناسب قطعہ خالی ہو مل سکتا ہے۔ اور تمام خریداروں کیساتھ یہ شرط ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی ضرورت کے واسطے جگہ خریدیں۔ تجارت کرنا مقصود نہ ہو۔ اور نیز یہ کہ خریدنے کے بعد ایک سال کے اندر اندر کم از کم چاردیواری کی بنیادیں نکلوا کر اپنے حدود قائم کرلیں۔

مرزا بشیر احمد قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اعلان

یکم جنوری ۱۹۳۲ء سے اول و درمیانہ درجوں کے مسافروں سے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر مندرجہ ذیل شرح کے حساب سے کرایہ لیا جایا کریگا۔

درجہ	فاصلہ	شرح
درجہ اول	پہلے ۳۰۰ میل کے واسطے	۲۴ پائی فی میل کے حساب سے
درجہ اول	ہر زائد فاصلہ کے واسطے	۱۸ پائی فی میل کے حساب سے
درجہ دویم	پہلے ۳۰۰ میل کے واسطے	۱۲ پائی فی میل کے حساب سے
درجہ دویم	ہر زائد فاصلہ کے واسطے	۹ پائی فی میل کے حساب سے

(ڈاک گاڑیوں میں لاہور اور دہلی کے مابین)

درجہ	فاصلہ	شرح
درمیانہ درجہ	پہلے ۳۰۰ میل کے واسطے	۶ پائی فی میل کے حساب سے
درمیانہ درجہ	ہر زائد فاصلہ کے واسطے	۴½ پائی فی میل کے حساب سے

باقی تمام دوسری پسنجر گاڑیوں میں (جیسا کہ آجکل کرایہ) لیا جاتا ہے۔

دفتر ٹریفک مینیجر لاہور
مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء

حسب الحکم
دی۔ ایچ پوتھ صاحب بہادر
ٹریفک مینیجر

(پٹواریان بندوبست کی ضرورت)

از محکمہ جناب صاحب بہادر مہتمم بندوبست ریاست کپورتھلہ

ہم کو ایسے پٹواریان بندوبست کی ضرورت ہے۔ جو پیمائش اسے ترمیم وجدید سے بقاعدہ مربع بندی و کام کھیوٹ سے عمدہ واقف ہوں۔ تنخواہ مبلغ ۱۸ سے ۲۰ روپیہ ماہوار تک دی جاوے گی۔ قابل تعریف کام کی صورت میں گرداور قانون گوئی وغیرہ تک ترقی بھی ہو سکتی ہے۔ درخواستیں مع اسناد کارگزاری بہت جلد آنی چاہئیں۔

سید عبدالمجید مہتمم بندوبست کپورتھلہ

لاہور میں آریہ سماج سے مناظرہ

آریہ سماج وچھووالی لاہور کے ساتھ ۲۲ نومبر کو وید کے مکمل الہامی ہونے پر اور ۲۳ کو قدامت روح اور مادہ پر مباحثہ ہوا۔ اور روئے شرائط پہلے دن ۵۰ منٹ ہماری پہلی تقریر تھی جس میں ہم نے ۵ اعتراضات پیش کرنے تھے جو ہمیں وید کو الہامی کتاب تسلیم کرنے سے مانع ہیں۔ پھر ۵۰ منٹ آریہ مناظر کو جواب دینے کے لئے دئیے گئے تھے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ جواب دیتے وقت الزامی جواب دینے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ یہ ایک ایسی شرط تھی۔ جو بتراضی فریقین طے ہو چکی تھی۔ اور اسپر آریہ سماج کے پردھان کے دستخط تھے۔ مگر افسوس کہ لالہ صاحب نے کرسی صدارت پر متمکن ہوتے ہی اپنی افتتاحی تقریر میں اس شرط کو ایسے رنگ میں پیش کیا۔ گویا اسکو بالکل کالعدم کر دیا۔ چنانچہ اس کی تشریح کرتے ہوئے آپ کہنے لگے کہ اگر ہمارا مناظر وید کی کسی تعلیم پر معترض ہو۔ تو آریہ مناظر یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اعتراض تو بعینہٖ آپ کی کتاب پر بھی پڑتا ہے یہ الزامی جواب نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور بات کہے۔ تو وہ الزامی جواب ہوگا۔ ادھر سے عرض کیا گیا کہ مباحثہ سے پہلے ہم نے شرائط اسی لئے طے کرائی تھیں کہ بعد میں کوئی تنازع نہ ہو۔ اور بحث خلط ملط ہونے سے محفوظ ہو جائے۔ تاکہ سامعین کو وید کے متعلق پوری طرح فیصلہ کرنے کا موقع مل سکے۔ آپ نے الزامی جواب کی مشہور و معروف تعریف کے خلاف ایک نئی تعریف کر کے اسی دروازہ کو کھولنا چاہا ہے۔ جس کو بند رکھنے کے لئے ہم نے پیش بندی کے طور پر یہ شرط لکھوائی تھی۔ ہم آریہ مناظرین کی عادت سے واقف ہیں۔ وہ عام طور پر اپنا بچاؤ اسی میں سمجھتے ہیں کہ اعتراض کو الٹ پلٹ کر قرآن شریف کی طرف منسوب کرتے ہوئے بے جا حملے شروع کر دیں۔ (چنانچہ آریہ مناظر نے روح و مادہ کی بحث میں ایسا ہی کیا۔ قرآن شریف سے روح و مادہ کے قدیم ہونے کا ثبوت اس آیت خلق السموات والارض بالحق سے اسطرح دیا کہ حق سچ کو کہتے ہیں۔ اور سچ کو سنسکرت میں ست کہتے ہیں۔ اور ست پرکرتی اور روح ہے۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ قرآن بھی انکی قدامت کا قائل ہے) ایسی صورت میں اس بات کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ آریہ مناظر کا مبینہ الزامی جواب آپکی تعریف کے مطابق الزامی ہے یا نہیں اسلئے آپ مہربانی فرما کر اس شرط کو اسی مفہوم کے ساتھ برقرار رہنے دیں۔ جو عرف میں لیا جاتا ہے۔ اپنی طرف سے شرط میں کوئی حاشیہ نہ بڑھائیں۔ ورنہ آپ یہ تعریف کسی مناظرہ کی کتاب میں سے طے دکھا دینا چاہیئے۔ [illegible] خواہ وہ کتاب آپ کے مسلمین کی ہی تصنیف ہو۔ اس صورت میں ہمیں تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا۔ اور اگر آپ نے شیخ نور الدین صاحب کی موجودگی میں ہی فیصلہ کرنا ہے۔ تو مباحثہ کو آج کے دن ملتوی کر دیں۔ ہم کل ہی انکو بذریعہ تار دیکر بلا لیتے ہیں۔ جو کچھ وہ فیصلہ کرینگے ہمیں منظور ہوگا۔ پردھان صاحب نے نہ اسبات کو مانا اور نہ کتاب سے دکھلا سکے۔ بلکہ دوسری شق پیش کر دی کہ ہمارے مناظر کے پیش کردہ اعتراض یا حوالہ کے متعلق اگر آپ کہدینگے کہ یہ قرآن شریف میں نہیں یا ہم ان معنوں کو نہیں مانتے۔ تو ہمارا مناظر اسکو چھوڑ دیگا۔ ہم نے کہا کہ یہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ ہمارے مذہب پر اعتراض ہو۔ اور ہم اسکو بغیر جواب دئیے چھوڑ دیں۔ اس طرح اسلام کے متعلق غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ آپ الزامی جواب دینے پر اسقدر کیوں زور دیتے ہیں۔ کیا آپ اپنے مسائل کو بغیر الزامی جوابوں کے عقلی طور پر درست ثابت نہیں کر سکتے۔ الزامی جواب سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا۔ کہ اسلام میں بھی یہ نقص ہے۔ آپ کے مذہب کا حق ہونا تو نہیں ثابت ہو جائیگا۔ پس آپ خواہ مخواہ بحث کو خلط ملط کر کے اسکے اصل مقصد کو خراب نہ کریں۔ اور لوگوں کو ویدوں کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنے دیں۔ ہاں اگر آپ کو قرآن شریف پر اعتراض کرنے ہیں۔ تو ہم آپ کو اس کے لئے علیحدہ دن دینے کو تیار ہیں۔ اس دن آپ قرآن شریف پر دل کھولکر اعتراض کریں۔ ہم انشاءاللہ جواب دینگے۔ تاکہ آپ کو بھی تسلی ہو جائے۔ اور پبلک کو بھی دونوں کتابوں کا موازنہ کرنے کا موقع مل جائیگا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ پردھان صاحب اپنے مناظروں کی کمزوری کو محسوس کر چکے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ کسی طرح مباحثہ ٹل جائے یا اگر ہو تو ایسا خلط ملط کہ پبلک کسی طرح صحیح نتیجہ تک نہ پہنچ سکے۔ اس لئے انھوں نے صاف کہدیا۔ کہ اگر آپ نہیں مانتے۔ تو ہم مباحثہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اس صاف اور صریح انکار کے سننے پر اگر ہمارا ارادہ مباحثہ سے گریز کا ہوتا۔ جیسا کہ پرکاش کے نامہ نگار نے محض اپنی ندامت کو چھپانے کے لئے لکھ دیا تو ہم فوراً واپس آجاتے مگر ہم نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ برخلاف اس کے ہماری غرض چونکہ لوگوں پر ویدوں کی اصل حقیقت واضح کرنی تھی۔ اسلئے ہم نے اعلان کر دیا۔ کہ آریہ صاحبان اگر اس صریح شرط کو جس پر انہوں نے خود دستخط کئے ہیں۔ توڑتے ہیں۔ تو انکی مرضی ہم ان کو الزامی جواب دینے کی بھی اجازت دیتے ہیں۔

اس جواب کو سنتے ہی سماجی کیمپ میں ایک عجیب کھلبلی مچ گئی ان کا تو یہ خیال تھا کہ بلا اب ٹل گئی۔ مگر جب انھوں نے دیکھا کہ یہ پیالہ تو کسی صورت میں ٹلتا نظر نہیں آتا۔ تو انھوں نے فوراً ایک دوسری شرط کو آڑ بنا لیا۔ اور اس کے توڑنے کا بدون کسی تاویل کے اعلان کر دیا۔ وہ شرط یہ تھی کہ اگر شرائط میں تحریر کردہ امور کے علاوہ کوئی اور امر قابل تنازع پیش آجائے۔ تو اس کے تصفیہ کے لئے فریقین کو مساوی حقوق حاصل ہونگے۔ سماجی پردھان نے اعلان کر دیا کہ آئندہ جو امر پیش آئیگا۔ اسکے متعلق میرا فیصلہ ناطق ہوگا۔ کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں ہوگی۔ اسپر جب ہمارے سکرٹری صاحب کھڑے ہو کر اس شرط کے الفاظ سنانے لگے تو پردھان صاحب نے اس ڈر سے کہ مبادا لوگ سنکر مجھے شرمندہ کریں۔ کہا کہ میں آپکو بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر آپ بولینگے تو نتائج کے ذمہ دار ہونگے۔ ہماری طرف سے کہا گیا کہ آپ پریذیڈنٹ ان شرائط کے ماتحت ہیں۔ جن پر فریقین کے دستخط ہیں۔ آپ نئے شرائط نہیں بنا سکتے۔ اگر آپ ان شرائط کی پابندی نہیں کرتے تو آپ پریذیڈنٹ نہیں رہ سکتے۔ کہنے لگے میں صدر ہوں جو کہوں ماننا پڑیگا۔ آپ خاموش ہو جائیں بیٹھ جائیں۔ میں آپکو ہرگز بولنے کی اجازت نہیں دیتا گویا صدارت کیا تھی ملایا کی حکومت آپ کو مل گئی تھی۔ اور اس حکومت کے تخت پر رونق افروز ہوتے ہی آپ نے ظالم جابر بادشاہوں کی گذشتہ

کو از سر نو زندہ کر دیا۔ آخر بمشکل ہم نے وہ شرط پڑھ کر پبلک کو
سنائی جسپر لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ اور پڑھان صاحب راضی ہو کر
کرسی صدارت چھوڑ کر یہ کہتے ہوئے نیچے جا بیٹھے کہ اگر آپ لوگ میرے
حکموں کو نہیں مانتے۔ تو میں صدارت سے مستعفی ہوتا ہوں۔ ایڈیٹر صاحب
پرکاش صاحب کرشن نے کہا کہ ہم نے اعلیٰ دوست اپنی طرف سے پریذیڈنٹ
تجویز کر لیں۔ ہم نے کہا کہ ہم اپنے لوگوں کے ذمہ وار ہو سکتے ہیں۔ ہندو
پبلک کے متعلق ہم ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہیں
کہ پہلے پڑھان صاحب اگر بوجہ اپنے اس کام نہیں کر سکتے تو
آپ خود یا پروفیسر رام دیو صاحب۔ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ دیکھیں
آریہ سماج جسکے طریق کو برا بتا چکے ہیں۔ اور وہ مجبور کر چکے تھے کہ
انہوں نے ایسا بتا کر غلطی کی ہے۔ کیونکہ پریذیڈنٹ پر انہیں بھروسہ
اور ناز تھا۔ اور جسے خاص طور پر یو پی سے منگوایا گیا تھا۔ وہ
چند روز پہلے قادیان میں آ کر ہمارے اعتراضوں کی قوت کا
تجربہ کر چکا تھا۔ اس لئے ان دونوں صاحبوں نے موقعہ کو غنیمت
جان کر انکار کر دیا۔ آخر جب ہم نے دیکھا کہ مباحثہ ہونے کی کوئی
صورت نہیں۔ اور ہماری اصل غرض جو تبلیغ ہے وہ فوت ہونے
لگی ہے۔ تو ہم نے ان کے تمام عذروں کو توڑنے کے لئے صاف
اعلان کر دیا کہ ہم ان تمام حقوق کو جو ان شرطوں کی رو سے ہمیں
حاصل ہیں۔ چھوڑتے ہیں۔ اب آؤ جن شرطوں پر چاہتے ہو۔
مباحثہ کر لو۔ اس اعلان کے بعد ہی پہلے پڑھان صاحب
تشریف لائے۔ اور آتے ہی کہا کہ تنازع میں وقت گذر جانے
کی وجہ سے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ بجائے ۵۰۔۰ منٹ
کے پہلی تقریر ۳۰۔۳۰ منٹ کی ہو۔ اس اعلان کو سنکر ہمیں
سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ پبلک میں سے کسی نے بھی وقت
کی خواہش ظاہر نہیں کی تھی۔ مگر چونکہ ہم اپنے تمام حقوق
چھوڑ چکے تھے۔ اسلئے کچھ نہ بول سکے۔ اگرچہ وقت کم کئے
جانے کی وجہ سے تمام اعتراضات تو بیان نہ ہو سکے جو کئے جانے
تھے مگر جس قدر اعتراضات کئے گئے۔ ان میں سے کسی ایک
کا جواب بھی آریہ مناظر نہ دے سکا۔ مثال کے طور پر ویدوں
میں کئی ایک جگہ الحاق ثابت کیا گیا۔ اختلاف دکھایا گیا۔
اور بتایا گیا۔ کہ ویدوں میں بیٹی کے ساتھ سنگم کرنے
کی اجازت کا اشارہ نکلتا ہے۔ جب آپ مانتے ہیں کہ ازل سے
ہر دنیا میں یہی چاروں وید نازل ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ چاروں ہی
رشیوں کو ملتے ہیں۔ اور وہ بھی اسلئے کہ وہی پاک اور پوتر
ہوتے ہیں۔ کیا بغیر محدود زمانہ سے لیکر اسوقت تک ہر دنیا کی
ابتدا میں صرف چار ہی مکتی خانہ سے نکلتے ہیں۔ کیا کبھی دو یا
تین یا ایک نہیں ہو جاتا یا چار سے زیادہ نہیں ہو جاتے۔
اس کی معقول وجہ بتلائیے۔ پھر کہا گیا کہ اتھرو وید سامے کا
ساتھ ہی پیچھے بنایا گیا ہے۔ ورنہ اس کے وید ہونے کا ثبوت
دو۔ تمام وید، یا تین ہی ویدوں کا ذکر آتا ہے۔ جو تھے
وید یعنی اتھرو وید کا ذکر تک بھی نہیں۔ پھر جن پر وید کا
نزول مانا جاتا ہے۔ ان کے نام ہی فرضی ہیں۔ اگر کہو کہ
بعد زمانہ کی وجہ سے ان کے حالات مٹ گئے ہیں تو پھر ابھی
ان کے زمانہ کا پتہ۔ مگر نام کیوں اسوقت تک قائم ہے
پھر بتایا کہ وید کی دعائیں نہایت عجیب ہیں۔ مثلاً اے
پرمیشور سانپ پیدا کر۔ دھرم کی حفاظت کے لئے نٹ پیدا کر
ناچنے والے لڑکے پیدا کر۔ حالانکہ ناچنے کے کام کو سوامی
دیانند صاحب نے شہوت کے کاموں میں شمار کیا ہے۔ پھر
دکھایا کہ وید نے پرمیشر کی ایسی صفات بیان کی ہیں کہ ایک
معمولی انسان کے درجہ سے بھی نیچے گرا دیا ہے۔ پھر وید
کی بعض فحش ترین تعلیموں کا نمونہ دکھایا گیا۔ جن کو ایک شریف
آدمی زبان پر بھی نہیں لا سکتا۔
غرضیکہ یہ اور اس قسم کے دیگر اعتراضات جس قدر بھی کئے
گئے۔ ان میں سے ایک کا بھی معقول جواب آریہ مناظر نے
نہ دیا۔ اور جو دور از حقیقت تاویلیں اس نے کیں۔ ان کو
فوراً توڑ دیا گیا۔ پرکاش کے نامہ نگار نے اپنی ذلت اور فاش
شکست کو چھپانے کے لئے خلاف واقعہ یہ بات لکھ دی ہے
کہ آریہ مناظر نے نہایت معقول جواب دئے۔ (کسی معقول جواب
کا ذکر تو کر دیا ہوتا۔ تاکہ پبلک بھی معقولیت کا اندازہ لگا سکتی)
جس کے متعلق ہم سمجھتے ہیں۔ اس کا ضمیر (اگر کوئی ہے) تو
ساری عمر اسکو ملامت کرتا رہیگا۔
اگر پرکاش کا نامہ نگار اپنے اس بیان میں سچا ہے تو
وہ ہمارے بیان کردہ اعتراضوں میں سے صرف پانچ اعتراض
جن کو وہ نہایت ہی کمزور اور بودہ سمجھتا ہے۔ بمعہ کر ساتھ ہی
آریہ مناظر کے جوابوں کو بھی شائع کر دے۔ اور پھر ان پر جو
ہماری طرف سے جرح کی گئی تھی۔ اس کو بھی صحیح طور پر قلمبند
کرے تاکہ پبلک خود موازنہ کر لے۔ کیا آریہ نامہ نگار ایسا کرنے
کے لئے تیار ہے۔ دیدہ باید ٭

اس نامہ نگار نے ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ احمدی مناظر کو سنسکرت نہیں
آتی تھی۔ پھر معلوم نہیں کہ اسکو ویدوں پر اعتراض کرنے کی کس طرح جرأت
ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ نامہ نگار کو ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب
بھول گیا ہے۔ کیوں صاحب سوامی دیانند تو آپکے نزدیک عربی کے
بڑے فاضل ہونگے جو بغیر انکے قرآن پر اعتراض کرنے کی کس طرح جرأت
ہوئی۔ بہرکیف ہماری جرأت کو اس جرأت پر قیاس کر لیجئے۔ ان میں فرق
اتنا ہے۔ کہ سوامی دیانند نے غیر مستند ترجموں کو لیکر اعتراض
کئے ہیں۔ ہم خود اس شخص کا ترجمہ لیکر اعتراض کرتے ہیں۔ جو پانچ ہزار
برس سے گم شدہ ویدوں کی تعلیم از سر نو دنیا میں قائم کرنے اور ویدوں
کے صحیح مطلب سے لوگوں کو آگاہ کرنے کا مدعی تھا۔ یعنی خود
سوامی دیانند سرسوتی ٭

دوسرے دن یعنی ۲۲ نومبر کی رات کو قدامت روح و مادہ پر
بحث تھی۔ اسکے متعلق پہلی تقریر ہماری تھی جو ۴۰ منٹ کی تھی۔ صدر صاحب
نے اٹھتے ہی اسکے متعلق بھی اعلان کر دیا کہ ۳۰ منٹ کی پہلی تقریر ہوگی
اسپر پوچھا گیا کہ کل تو تنازع میں وقت گذر جانے کا عذر تھا۔ آج کیا
وجہ ہے۔ مگر چونکہ وجہ کوئی تھی نہیں۔ اسلئے مجبوراً انہیں ۴۰ منٹ
ہی تسلیم کرنے پڑے۔ ۴۰ منٹ کی تقریر میں ہم نے یہ ثابت کیا کہ اگر
ہم روح اور مادہ کو ازلی تسلیم کر لیں تو پھر پرمیشر کی کوئی ضرورت باقی
نہیں رہتی۔ اور اگر کچھ وہ بھی جائے۔ تو وہ ایسا ناکارہ اور ناقص پرمیشر ہوگا
جس کا وجود اور عدم برابر ہوگا۔ اور پھر ویدوں کے حوالوں سے
ثابت کیا گیا کہ وہ بھی ہماری تائید کرتے ہیں۔ اور چند اور عقلی دلائل دئے
یہ تقریر چونکہ لمبی تھی۔ اور یہ پرچہ مکمل تو کہاں اسکے خلاصہ کی بھی متحمل
نہیں ہو سکتی۔ اسلئے اسکو علیحدہ شائع کیا جائیگا۔ اس تقریر میں یہ بات
مدنظر رکھی گئی تھی کہ ہمارے دلائل پر جو سماج کی طرف سے اعتراض ہو
سکتے تھے۔ ان سب کے جواب بھی ساتھ ہی ساتھ دیدئے گئے۔ اور یہ ایک
ایسی بات تھی جسکی وجہ سے آریہ مناظر ان دلائل پر کوئی جرح نہ کر سکا۔ بلکہ
قرآن شریف کی بے تعلق آیات پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً قرآن
کا قدیم ہونے سے انکار ہے وغیرہ۔ صدر صاحب کو توجہ دلائی گئی کہ کیا آپ ان اعتراضات
کی اجازت دیتے ہیں۔ فرمانے لگے آپ تو اپنے تمام حقوق چھوڑ بیٹھے ہیں۔
میرے نزدیک یہ اعتراضات درست ہیں۔ خیر ہم نے قرآن شریف پر جو
اعتراضات کئے گئے تھے ان سب کے جواب دئے۔ اس بحث میں آریہ مناظر
کی حالت قابل دید تھی۔ بے کسی اور بے بسی کا عجیب عالم تھا۔ کسی بات کا
جواب بن نہیں پڑتا تھا۔ خود ہر ایک آریہ اپنے مناظر کی یہ حالت دیکھ کر
سر جھکائے بیٹھے تھے۔ [illegible] اسلام کی اس غلبہ اور فتح کو دیکھ کر

ہندوستان کی خبریں

گورنمنٹ ہند کی آئندہ پالیسی کا خاکہ دہلی۔ ۲۹ رنومبر۔ پنجاب چیمبر آف کامرس کے ایک وفد کے ایڈریس کے جواب میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے تقریر کرتے ہوئے گورنمنٹ کی پالیسی میں جو تبدیلی حال میں واقع ہوئی ہے اس کے متعلق بیان کیا کہ گورنمنٹ اشیائے خوردنی کی ارزانی کی سیاسی اہمیت سے بخوبی واقف ہے۔ امید ہے کہ غلہ کا نرخ ارزاں ہو جائیگا۔ اور اس سے عام طور پر زیادہ امن پیدا ہوگا۔ وائسرائے نے فرمایا کہ بعض حلقوں میں گورنمنٹ کی پوزیشن کو غلط طور پر سمجھا گیا ہے۔ گورنمنٹ کو اپنی طاقت اور اختیارات کا پورا پورا علم ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تمام مطیع قانون لوگوں کی امداد اسکے ساتھ ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے سخت کارروائی کرنے سے پہلو تہی کی جسکا ممکن ہے کہ غلط مطلب سمجھا جاتا۔ لیکن حال کے واقعات نے لازمی کر دیا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو قانون کے احترام اور بعض علاقوں میں بقائے امن کے لئے گورنمنٹ کی پوری طاقت کام میں لائی جائے۔ بعض علاقوں میں دہشت انگیزی اور جبر سے کام لیا گیا ہے۔ جو تشدد کی دوسری صورت ہے۔ اور اس لئے خلاف قانون ہے۔ ان باتوں کی اجازت نہ دی جائیگی۔ اور امن پسند باشندوں کی حفاظت اور ان کے جائز مشغلوں میں مصروف رہنے کا تحفظ کیا جائیگا۔ اور غلط کار لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائیگا۔ گورنمنٹ کی یہ خواہش نہ تھی کہ پولیٹیکل پارٹیوں کی جائز سرگرمیوں میں خواہ وہ گورنمنٹ کے کتنے ہی خلاف ہوں مداخلت کرتی تاہم وہ کسی سیاسی سرگرمی کو ملک کے تشدد یا دہشت انگیزی یا جبر یا دیگر ناجائز طریقوں سے اپنی مرضی کے تابع کرنے کی اجازت نہیں دیسکتی۔

افغانستان اور برطانیہ کے درمیان عہدنامہ دہلی۔ ۲۴ رنومبر۔ گورنمنٹ افغانستان کی طرف سے اس امر کا تحریری اطمینان حاصل ہو جانے پر کہ جلال آباد غزنی اور قندھار کے علاقہ میں کوئی روسی سفارت خانہ بنانے کی اجازت نہیں دیجائیگی۔ ۲۲ رنومبر کو گورنمنٹ افغانستان کے ساتھ ایک عہدنامہ دوستی پر دستخط ہو گئے۔ برطانیہ نے افغانستان کا ایک سفیر رہیگا۔ اور کابل میں برطانیہ کا۔ ہندوستان میں بھی اور سرحدی علاقہ میں بھی افغانستان کے قونصل رہینگے۔ افغانستان کو پہلے ہندوستان کے رستے سامان جنگ منگوانے کا جو حق تھا۔ وہ پھر بحال کر دیا گیا ہے۔

صوبہ دہلی میں قانون مجالس باغیانہ کا انفاذ صوبہ دہلی پر چھ ماہ کے لئے قانون مجالس باغیانہ نافذ کیا گیا ہے۔ اور چیف کمشنر نے جمعیت انصار جمعیت الاحرار اور دیگر ایسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیا ہے ایسا ہی لکھنؤ میں بھی۔ رضا کاران خلافت و کانگرس اور قومی رضا کاروں اور دیگر ایسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔

پنجاب میں والینٹر کور خلاف قانون قرار دیئے گئے گورنمنٹ پنجاب نے انڈین کریمنل امینڈمنٹ ایکٹ سنہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۱۶ سب سکشن (۲) کے ماتحت حاصل شدہ اختیارات سے کام لیتے ہوئے۔ ایک اعلان کے ذریعہ کانگرس اور خلافت کی والینٹر کوروں اور دیگر ایسی ہی انجمنوں کو جن کا مقصد قانون کے احترام اور امن و امان کے برقرار رکھے جانے میں دخل انداز ہوتا ہے۔ خلاف قانون قرار دیدیا ہے۔ اس کے علاوہ اضلاع لاہور۔ امرتسر۔ شیخوپورہ میں امتناع مجالس باغیانہ نافذ کر دیا گیا ہے۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس بمبئی بمبئی۔ ۲۴ رنومبر۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس ۲۲ رنومبر کو بجائے سورت کے بمبئی میں ہی ۲۲ و ۲۳ رنومبر کو منعقد ہوا۔

والینٹروں کے متعلق نئے انتظامات کانگریس کے اس اجلاس میں بہت سے رزولیشن پاس کئے گئے۔ مثلاً فسادات بمبئی پر افسوس اور باشندگان بمبئی کو دوبارہ صلح صفائی کرنے پر مبارکباد تجویز کیا گیا کہ امن قائم رکھنے کیلئے والینٹروں کو بنائی جائیں جو ایک مرکزی انجمن کے ماتحت ہوں۔ والینٹر کور میں بھرتی ہونے کیلئے ایک عہدنامہ پر دستخط کرنے ہونگے۔ سرکاری وردی کی نقل بری ہوگی۔ بدچلن لوگوں کو بھرتی نہیں کیا جائیگا۔ اور یہ پاس ہوا کہ کانگرس کی

غیر ممالک کی خبریں

سلطان نجد کی مکہ کی جانب چڑھائی کا خطرہ لندن۔ ۲۴ رنومبر۔ بحرین کی خبر ہے۔ کہ ابن سعود سلطان نجد نے سلطان ابن رشد پر فتح حاصل کی ہے۔ اور اسکے دارالسلطنت سیل پر قبضہ کر لیا ہے۔ لندن میں اس کے متعلق بتایا گیا ہے۔ کہ اگر فتح کی تصدیق ہو گئی۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ ابن سعود کا وقار بڑھ جائیگا۔ اور وہ مکہ شریف کے خلاف پھر نقل و حرکت کریگا۔

معاہدہ افغانستان پر شہنشاہ معظم کیطرف سے مبارکباد لندن۔ ۲۴ رنومبر۔ بادشاہ سلامت نے امیر افغانستان کو ایک برقی پیغام بھیجا ہے جس میں امیر کے بزرگوں اور حکومت برطانیہ کے درمیان پرانے دوستانہ تعلقات کے بحال ہو جانے پر بھی خوشی کا اظہار کیا گیا ہے۔

ایک دن میں تین سو طلاق ۲۱ رنومبر کو سر ہنری ڈیوک نے ۲۹۰ مقدمات طلاق کا فیصلہ لندن میں کیا ہے

جرمنی میں ایک اور دھماکہ کے کارخانہ کی تباہی برلن۔ ۲۳ رنومبر۔ لڈوگشافن میں ایک اور کارخانہ رنگ سازی میں دھماکا ہوا۔ عمارت بالکل تباہ ہو گئی۔ دو آدمی مر گئے۔ اور ساٹھ آدمی زخمی ہوئے۔

قسطنطنیہ میں عیاشی کی کثرت دول متحدہ کی پولیس کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں آجکل ۲۴۲۸ روسی عورتیں باضابطہ لائسنس یعنی اجازت لیکر پیشہ کرتی ہیں۔ اور دو سو عورتیں پولیس کی نگرانی میں ہیں۔ جن کو ابھی تک لائسنس نہیں ملا۔ ان عورتوں میں تین سو سے زاید ناخواندہ ہیں۔ اور باقی لکھی پڑھی۔

زہریلی گیس اور ہوائی جہاز واشنگٹن۔ ۲۳ رنومبر۔ ۵ طاقتوں کی ڈیلیگیٹ جو بحری فوجوں کی تخفیف کے معاملہ پر خفیہ اجلاس کر رہی ہے۔ اس نے ایک سب کمیٹی قائم کی ہے۔ تاکہ

ہوائی جہازوں زہریلی گیس و دیگر سامان حرب کے متعلق غور کرے۔

روسی افسران خزانہ کو سزائے موت لندن ۲۰ر نومبر۔ سوویٹ کے خزانہ جواہرات کے ۱۹ افسروں کو جنہوں نے کئی لاکھ پونڈ کے جواہرات پلاٹینیم اور سونا چھپا لیا تھا۔ موت کی سزا دی گئی۔

عہد نامہ فرانس و ٹرکی لندن ۲۰ر نومبر۔ گورنمنٹ فرانس نے فرانس اور کمالیوں کے عہد نامہ کے متعلق برطانیہ کو جو جواب بھیجا ہے۔ وہ دوستانہ لہجہ میں ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ترکی علاقہ کا خالی کیا جانا اس بات پر منحصر ہے۔ کہ غیر ترک کم تعداد قوموں کی حفاظت کے متعلق طمانیت ہو جائے۔ وہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ انگورہ کے ساتھ جو عہد نامہ ہم نے کیا ہے۔ عام طور پر ترکی کے ساتھ ہی کیا جائے۔ تاکہ مشرق قریب کا مسئلہ حل ہو جائے۔

واشنگٹن کانفرنس واشنگٹن ۱۸ر نومبر۔ آبدوز کشتیوں کی تعداد اور پیمانہ کم کرنے کے متعلق برطانوی ڈیلیگیٹ مسٹر بالفور نے جو تجویز پیش کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اس سے اتفاق نہ کرے گا۔ عذر یہ ہے۔ کہ امریکہ کا ساحل ۵۰۰۰ کیلومیٹر لمبا ہے۔ اور جب جنگی جہازوں کی تعداد کم ہو جائے تو ساحل کی حفاظت کیلئے آبدوزوں کا ہونا ضروری ہے۔ برطانیہ کے اس فیصلہ کو کہ چار جنگی جہازوں کی تعمیر ملتوی کی گئی ہے امریکہ میں بنظر اطمینان دیکھا گیا ہے۔ لیکن امریکہ کے جنگی جہازوں کی تعمیر ملتوی ہونے کی امید نہیں ہے۔

انگلستان و جاپان کے اتحاد میں چین کی مخالفت واشنگٹن ۱۹ر نومبر۔ ایک مستند بیان مظہر ہے کہ چین انگلستان اور جاپان کے اتحاد کی تجدید کے خلاف ہے۔ اور جاپان کے ساتھ جو عہد نامہ چین نے کیا ہے۔ اس کی تنسیخ کا خواہاں ہے۔

برطانیہ بم پھینکنے کی تائید میں واشنگٹن کانفرنس میں ہوائی جہازوں سے بم پھینکنے کی مخالفت کی گئی تھی۔ مگر برطانیہ کی بحری پالیسی کے متعلق ایک مستند بیان شائع ہوا ہے۔ کہ شہروں پر ہوائی جہازوں سے بم پھینکنا جائز ہے۔ کیونکہ اس سے دشمن پر اثر پڑتا ہے۔ حالانکہ آبدوز کشتیوں سے ایسا نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

سلطنت برطانیہ کی آئندہ حالت لندن ۲۰ر نومبر۔ ایک پیام میں جو لندن کے ایک جلسہ عام میں۔ ایچ۔ جی۔ ویلز کی طرف سے پڑھا گیا۔ سلطنت برطانیہ سے متعلق ایک عجیب و غریب پیشگوئی درج تھی۔ ایچ جی ویلز کا خیال ہے۔ کہ اب سے سو سال بعد سلطنت برطانیہ نیست و نابود ہو جائے گی۔ یہ سلطنت یا تو تہذیب کے نشو و نما میں مصروف ہو کر آزاد سلطنتوں کے لئے جگہ خالی کر دے گی یا بار بار خطرہ کی صورت میں رونما ہو کر جرمنی اور روما کی شہنشاہیت کی طرح پیوند زمین ہو جائے گی۔

ہمبرگ میں آتشزدگی برلن ۲۲ر نومبر۔ ہمبرگ میں آتشزدگی کی واردات میں ۱۲ بچے ہلاک اور ۱۴ زخمی ہوئے ہیں۔ آگ فلموں میں لگی۔ لوگ دروازوں کی طرف لپکے مگر وہ بند تھے۔

سابق خدیو مصر کی روانگی عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر قسطنطنیہ سے سوئٹزرلینڈ کو روانہ ہوئے ہیں۔

بلفاسٹ میں بلوے لندن ۲۱ر نومبر۔ ہفتہ گذشتہ دوپہر بلفاسٹ میں بلوے شروع ہوئے جن میں سنگ باری اور آتشباری بھی ہوئی۔ فوج کو طلب کیا گیا۔ جس نے فیر کئے۔ پولیس نے مشین گن بھی استعمال کیں۔

بولشویک ایک کانفرنس منعقد کرنا چاہتے ہیں لندن ۲۲ر اکتوبر۔ بولشویک حکومت نے ایک اسلکی پیغام ارسال کیا ہے۔ اور واشنگٹن کانفرنس کی منظور کردہ قراردادوں کے تسلیم کرنے سے اس لئے انکار کر دیا ہے۔ کہ بولشویک حکومت کو دعوت شرکت نہیں دی گئی۔ بولشویک حکومت نے چین کوریا جاپان اور ہندوستان کو دعوت دی ہے کہ ارکٹسک میں اپنے نمایندے بھیجیں تا کہ اس جگہ ایک نئی خود مختار مشرق بعید کی کانفرنس منعقد کی جائے۔

کلدار توپوں کی چوری لندن ۲۲ر نومبر۔ وِلسڈن و کٹوریا بارکس سے ۲ کلدار توپوں اور ۲۱ رائفلوں کی چوری کا پتہ لگنے سے ایک سنسنی کا عالم پیدا ہو گیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اس چوری کے مرتکب وہ لوگ ہوئے ہیں۔ جو بارکوں کے باہر رہتے تھے۔

ہسپانیہ اور مراکش میں چپقلش لندن ۲۱ر نومبر۔ میڈرڈ کا تار مظہر ہے کہ مراکش کے ایک سرکاری مراسلہ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ہسپانوی فوجوں نے مقام راز مییدہ کو غارت و تاراج کر کے تسخیر کر لیا۔

شہزادی میری کی شادی لندن ۲۲ر نومبر۔ ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ کہ بادشاہ اور ملکہ اپنی بیٹی شہزادی میری کی انگلستان کے ارل ہیرڈ کے فرزند کلاں وائیکونٹ لیسلز کے ساتھ شادی ہونے کا بڑی خوشی سے اعلان کرتے ہیں۔ جن کو اپنے والد کے چچا سے بیس لاکھ پونڈ ورثے میں ملے ہیں۔

روئی کے کپڑے پر محصول کے خلاف مانچسٹر کی بے چینی لندن ۲۲ر نومبر۔ مانچسٹر کے کارخانجات پارچہ بافی کے مالکوں اور کاریگروں کا ایک مشترکہ جلسہ مانچسٹر میں ہوا۔ جس میں ہندوستان میں مانچسٹر کے کپڑے پر محصول کے خلاف اظہار ناراضگی کا ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوا۔

یونانی فوج میں تخفیف ایتھنز ۲۳ر نومبر۔ نیم سرکاری طور پر بیان ہوا کہ عنقریب حکم جاری ہونے والا ہے۔ کہ ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۴ء کے بھرتی شدہ جوانوں کی پلٹنیں توڑ دی جائیں۔

انگورہ اور روس کا معاہدہ لندن ۲۲ر نومبر۔ انگورہ گورنمنٹ متوسط روس اور ماورائے قفقاز کی جمہوری ریاستوں کے عہد نامہ پر ۱۳ر اکتوبر کو قارص میں دستخط ہوئے۔ اس عہد نامہ کے رو سے ماورائے قفقاز کی ریاستوں کے ساتھ جو معاہدے پہلے ہوئے تھے وہ منسوخ ہو گئے۔ بجز اس معاہدہ کے جو مارچ ۱۹۲۱ء میں روسیوں اور ترکوں کے مابین ماسکو میں ہوا تھا۔ اور قرار پایا کہ ترکی کے متعلق ...

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ہر کے لئے اک آسمانی نور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ✤ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان ✤

نمبر ۴۴ | مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۱ء | مطابق ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

گذشتہ ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو نزلہ اور کھانسی کی شکایت رہی۔ لیکن اب بفضل خدا آرام ہے۔ جلسہ پر آنیوالے احباب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک نہایت ضروری اعلان رقم فرمایا ہے۔ جو انشاء اللہ اگلے اخبار میں شایع ہو گا۔

انتظامات جلسہ میں مقامی اصحاب بڑے جوش سے حصہ لے رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ اب کے کئی ایک ایسے کام جن پہلے بہت خرچ آیا تھا۔ احباب کی مدد سے کرانے کی کوشش کی جائیگی

اسلام کی خیر

(از جناب محمد نواب خان صاحب ثاقب مالیرکوٹلوی)

گھیرے میں دشمنوں کے اسلام آ رہا ہے
دشمن ہر اک طرف سے آنکھیں دکھا رہا ہے

عیسائی اسکے دشمن سوسائی اسکے بیری
ترسا و گبر ہر اک اسکو جلا رہا ہے

الزام اسپہ یہ ہے تلوار کا ہے مذہب
تیغ برہنہ اسکو دشمن بتا رہا ہے

جو خونخوار بد تھے بنے خونخوار اسکو سمجھا
اتنی سی بات پر ہی خون اس کا کھا رہا ہے

غلطی سمجھ کے اسکو پیاسا ہے اسکے خوں کا
اسلامیوں کا خون ناحق بہا رہا ہے

دشمن کی بات سُنکر دشمن ہوا ہے عالم
سینے درد نقش ہستی اس کا مٹا رہا ہے

ہم سے جو کوئی پوچھے ہے صلح کا یہ مذہب
اللہ کی محبت دل میں بٹھا رہا ہے

پیدا کیا ہے جس نے عالم کا ذرہ ذرہ
یاد اسکی تازہ کر کے رب کو بُلا رہا ہے

دُنیا تھی ماسوا کی اُلفت میں غرق گویا
دریائے معرفت میں اسکو ترا رہا ہے

تھا صلح و آشتی کا مذہب خدا نے بھیجا
دشمن ہی دشمنی سے دشمن بنا رہا ہے

ہم کو بتائے کوئی تلوار وہ کہاں ہے
جو غیر مسلموں پر تنہا چلا رہا ہے

الفضل

قادیان دار الامان - مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۲۱ء

مولوی محمد علی صاحب کا ایک ضروری اعلان

حال ہیں مولوی محمد علی صاحب نے ایسا اعلان شائع کیا ہے۔ جو خاص طور پر ہمارے پاس بھی برائے اشاعت بھیجا گیا ہے۔ چونکہ مولوی صاحب نے اس میں اپنے ہی ساتھیوں کو مخاطب کیا ہے۔ اور انہی کے متعلق وہ اعلان ہے۔ اسلئے ہم اسے شائع کرنے کی تو ضرورت نہیں سمجھتے۔ البتہ اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار مناسب جانتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:-

اس اعلان کو دیکھ کر اس بات پر تو خوشی ہوئی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس دل آزار اور سب و شتم کے رویہ کو جو نہ صرف ان کے ساتھیوں کا بلکہ خود ان کا ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق خاص کر اور دیگر معززین اور ساری جماعت کے متعلق عام طور پر رہا ہے۔ ترک کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے اور "ذاتی حملوں" اور "دل آزار کلمات" سے مجتنب رہنا مناسب سمجھا ہے۔ لیکن جس رنگ اور جس طریق سے یہ اعلان کیا گیا ہے۔ وہ ضرور قابل افسوس ہے کیونکہ اس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ اس وقت تک جو سختی اور درشت کلامی ان کی طرف سے ہو رہی ہے۔ وہ صرف اس لئے ہے کہ ان پر سختی کی جاتی۔ اور ان کے متعلق دل آزار کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔ گویا وہ مجبوراً جوابی طور پر ایسا کر رہے ہیں۔ لیکن آیندہ وہ جوابی رنگ میں بھی اس طرح نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:-

"اپنے عقائد و خیالات کی اشاعت اور تبلیغ یا باہمی تبادلہ خیالات ضروری ہیں۔ اور ہونے چاہیئیں لیکن ہمیں بھی اسی امر کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ کسی شخص کے متعلق ذاتی حملوں اور دل آزار کلمات سے قطعی اجتناب کیا جائے۔ خواہ دوسرے کی طرف سے ایسے ذاتی حملے ہوں۔ اور خواہ اسکی طرف سے رنجیدہ کلمات سننے پڑیں۔ محض بدلہ کے طور پر دل آزار کلمات سے اجتناب کرنا یعنی اگر دوسرا اجتناب کرے۔ تو ہم بھی کریں۔ یہ کوئی بڑا مقام نہیں۔ بلکہ وہ اعلیٰ اخلاق جن پر اسلام ہمیں قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس بات کو چاہتے ہیں کہ ہم دوسرے سے رنجیدہ باتیں بلکہ گالیاں سنکر بھی اس کا جواب نرمی سے دیں۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب اپنے ساتھیوں کو بتاتے ہیں کہ تم دوسروں کی طرف سے ذاتی حملے اور دل آزار کلمات سنتے ہوئے خود ایسا نہ کرو۔ اور یہ خیال نہ کرو۔ کہ جب دوسرے دل آزار کلمات استعمال کرنے سے اجتناب کرینگے۔ تب ہم بھی رکینگے۔ بلکہ اس حالت میں جبکہ دوسرے تمہاری دل آزاری کر رہے اور تم پر ذاتی حملے کر رہے ہیں۔ تم ایسا کرنا چھوڑ دو۔

لیکن کیا واقع میں بھی ایسا ہی ہے کہ دوسرے یعنی ہم۔ غیر مبایعین پر ذاتی حملے کر رہے اور ان کے متعلق دل آزار کلمات استعمال کر رہے ہیں۔ اور وہ جو کچھ کہتے ہیں جوابی طور پر کہتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہوتا۔ تو ہم مولوی صاحب کو ان کے مذکورہ بالا الفاظ پر مبارکباد کہتے۔ لیکن حالت جبکہ اس کے الٹ ہے۔ اور مولوی صاحب بھی اس سے ناواقف نہیں۔ تو سوائے اسکے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ مولوی صاحب دوسروں کو دل آزاری سے روکتے ہوئے خود ہماری دل آزاری سے باز نہیں رہے۔ کیونکہ انہوں نے ذاتی حملے کرنے اور دل آزار کلمات استعمال کرنے کا سارا بار ہم پر ڈال دیا ہے۔ اور اپنے ساتھیوں کی پوزیشن محض مدافعانہ قرار دی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں ہمیشہ ابتدا ان کی طرف سے ہوئی ہے اگر گذشتہ تحریروں کو دیکھا جائے۔ تو ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ جس قدر درشت الفاظ ان کی تحریروں میں اور خود مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں میں پائے جائینگے۔ اتنے ہماری تحریروں میں نہیں مل سکینگے۔ اور دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔ حال ہی کی تحریروں کو لے لیا جائے۔ آج سے چند ماہ گذشتہ کے "الفضل" اور "پیغام صلح" کے پرچے سامنے رکھ کر دیکھ لیا جائے۔ کہ کس میں دشنام دہی اور درشت کلامی سے کام لیا گیا ہے اور کس کو جوابی طور پر مجبوراً کچھ کہنا پڑا ہے۔ اور ہم تو کہتے ہیں۔ پیغام صلح کے گذشتہ پرچوں کو بھی دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کے اعلان پر ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے اپنی طرف سے جو نوٹ لکھا ہے وہی دیکھ لینا کافی ہے۔ جسمیں لکھا ہے کہ:-

"مدیر اخبار پیغام صلح انشاء اللہ العزیز آیندہ حتی الوسع ان حدود کی حفاظت کریگا۔ اس اشاعت کا ایک حصہ چونکہ پہلے تیار ہو چکا تھا جس کے لئے ہم معذور ہیں۔" (ضمیمہ پیغام ۳۰ر نومبر ۱۹۲۱ء)

یہ الفاظ اس رویہ کو بتا رہے ہیں۔ جو اس آخری لمحہ تک جبکہ مولوی محمد علی صاحب کا اعلان ایڈیٹر صاحب پیغام کے پاس پہنچا۔ پیغام صلح کا ہمارے متعلق تھا۔ اس کے بالمقابل "الفضل" دیکھنے والے کو تسلیم کرنا پڑیگا ہمارا طرز عمل مولوی محمد علی صاحب کے اعلان سے قبل ہی یہ رہا ہے۔ کہ ہم ان کی رنجیدہ باتیں بلکہ گالیاں سنتے اور نرمی سے جواب دیتے ہیں۔

بہر حال اگر اس اعلان کا اثر دیرپا ...... رہا۔ اور اس کو پوری طرح نباہا گیا۔ تو یہ خوشی کی بات ہوگی۔ اور اس طرح ایک ایسی روش پر مولوی صاحب اور ان کے رفقاء چل پڑینگے۔ کہ امید ہے۔ اس کی برکت سے ایک قدم اور بڑھانے کی بھی ان کو توفیق مل جائے۔ کیونکہ سب و شتم جو بے جا جوش کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ترک کرنے سے جب اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ تو اس میں ٹھنڈے دل سے غور کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ اور وہی باتیں جو پہلی حالت میں ناپسند ہوتی ہیں دل میں گھر کر لیتی ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمارے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کے لئے ایسا موقع لائے۔ اور انہیں اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔

خطبۂ جمعہ

(فرمودہ ۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء)

ایک عام نصیحت

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

اس سلسلہ مضمون کے متعلق جس پر میں پچھلے چند ہفتوں سے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں۔ اور اسی تسلسل میں جو پچھلے خطبہ جمعہ میں بیان کیا گیا تھا۔ آج بھی میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس دن ایک سوال تھا۔ جو رہ گیا تھا۔ مگر اس کی تشریح کرنے سے پہلے آج بھی میں چند ضمنی باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں :-

صحیح سیاست کی سمجھ

پہلی بات تو یہ ہے کہ دنیا میں کسی قوم کسی جماعت اور گروہ کے قائم ہونے اور کوئی کام کرنے کی لیاقت رکھنے کی بعض علامتیں ہوتی ہیں جنہیں سے ایک یہ ہے۔ کہ وہ جماعت یا قوم یا گروہ صحیح سیاست کو سمجھے۔ نظام اجتماعی کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے۔ ان کا علم رکھے۔ اس لفظ (نظام اجتماعی) کو بہت لوگ نہ سمجھتے ہونگے۔ اسلئے یہ کہو کہ اکٹھے ملکر رہنے اور کام کرنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے۔ جب تک جماعت کے افراد ان کو نہ سمجھتے ہوں۔ اور سمجھنے کے یہ معنی نہیں کہ جب ان کو سمجھایا جائے۔ تو سمجھیں۔ بلکہ یہ ہیں کہ موقع اور محل کے مناسب ان باتوں کے متعلق خود ان کے اندر آپ طاقت ہو۔ ایسی قوت اور سمجھ ہو کہ جسے استعمال کر سکیں اس وقت تک کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی ؛

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک بزرگ کا واقعہ ہے۔ اور وہ اس موقع پر صحیح طور پر منطبق ہوتا ہے۔ اسلئے سناتا ہوں۔ کہتے ہیں۔ ان کے پاس تصوف کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک شخص آیا۔ اور پڑھتا رہا۔ ان کا نمونہ دیکھ کر سبق حاصل کرتا رہا۔ جب اس نے بہت علم حاصل کر لیا تو چاہا کہ واپس وطن جاؤں اور جا کر دوسروں کو یہ علم سکھاؤں۔ بزرگ نے اس سے سوال کیا تم واپس تو جانے لگے ہو۔ مگر یہ تو بتاؤ تمہارے ملک میں شیطان ہوتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا حضور شیطان کہاں نہیں ہوتا۔ ہر جگہ ہوتا ہے۔ اور وہاں بھی ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ اگر وہاں بھی ہوتا ہے۔ تو تمہارا مقابلہ کریگا یا نہیں۔ اس نے کہا حضور کریگا انہوں نے کہا۔ پھر یہ بتاؤ۔ جب تم خدا کا قرب حاصل کرنے اور لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے کی کوشش کروگے۔ اور شیطان تمہارا مقابلہ کریگا۔ تو تم کیا کروگے۔ اس نے کہا میں اس سے لڑونگا انہوں نے کہا اچھا تم اس سے لڑوگے اسے ہٹا دوگے اور دور کردوگے۔ مگر پھر جب تم نے خدا کی طرف توجہ کی وہ پھر آجائیگا پھر کیا کروگے۔ اس نے کہا پھر دھتکار دونگا۔ انہوں نے کہا اسپر وہ چلا گیا۔ لیکن جب تم توجہ کرنے لگے پھر آ گیا ؛

شیطان چونکہ کُتّا یا کوئی اور جانور نہیں۔ جس کے متعلق وہ یہ کہہ سکتا کہ مار ڈالونگا۔ اسلئے وہ یہی کہہ سکتا تھا کہ بھگا دونگا اور بزرگ کہتے۔ وہ پھر آجائیگا۔ اسپر وہ حیران ہو گیا۔ بزرگ نے کہا اچھا میں ایک اور بات پوچھتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ تمہارا ایک دوست ہے جس نے اپنی حفاظت کیلئے ایک کُتا پالا ہوا ہے تم اس سے ملنے کے لئے گئے۔ لیکن کُتے نے تمہیں روک دیا اسوقت کیا کروگے۔ اس نے کہا کہ میں کُتے کو مار کر ہٹا دونگا انہوں نے کہا وہ پھر آجائیگا۔ دوست کا کتا ہونے کی وجہ سے وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ مار ڈالونگا۔ اسلئے صحیح اور سچی بات کی طرف راہ نمائی ہوئی۔ اس نے کہا میں دوست کو کہونگا کہ آؤ اور اپنے کُتے کو ہٹاؤ۔ اسپر بزرگ نے کہا کہ بس شیطان کے مقابلہ میں بھی تم اسی طرح کرنا۔ جب وہ بار بار تمہارے مقابلہ میں آئے تو خدا تعالیٰ کو ہی کہنا کہ خدایا آپ ہی اسے ہٹائیے کیونکہ مجھے آپ کی طرف آنے نہیں دیتا۔ تب وہ ہٹیگا ؛

کامیابی کے لئے ایک ضروری بات

اسمیں ایک نکتہ ہے۔ اور وہ یہ کہ کوئی انسان کوئی قوم۔ کوئی جماعت کوئی ملک۔ کوئی حکومت اسوقت تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کے پاس اس کُتے کے ہٹانے کا سامان نہ ہو جو پیچھے سے اُسے پکڑتا۔ اور مقصد و مدعا کی طرف جانے سے روکتا ہے ؛

جب کوئی قوم کسی مقصد اور غرض کیلئے کھڑی ہوتی ہے اور جب کوئی حکومت کسی ملک پر چڑھائی کرتی ہے۔ تو اسکو کچھ تو سامنے سے کرنا ہوتا ہے۔ [illegible] کہ جب کسی دوسرے ملک سے لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ اسوقت ایک تو آگے سے اُسے دشمن کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور کچھ پیچھے ایسے لوگ ہونگے جو اس خیال سے کہ لڑائی شروع ہونے کی وجہ سے ان پر ٹیکس لگینگے کہینگے لڑائی چھوڑ دو ہم ٹیکس نہیں دینا چاہتے۔ کچھ ایسی عورتیں ہونگی جو اسوجہ سے کہ لڑائی میں ان کے بچے مرینگے کہینگی۔ لڑائی نہیں کرنی چاہیئے کچھ ایسے لوگ ہونگے جو کہینگے کہ ہمیں ان کے کھیتوں میں سے گذرنا پڑیگا کہیں خندقیں کھودی جائینگی کہیں قلعے بنائے جائینگے کہیں کھیتیاں اُجاڑی جائینگی کہیں مکان اور عمارتیں گرائی جائینگی اسلئے کہینگے ہمیں لڑائی پر ٹیکس کی ضرورت نہیں گویا آگے سے تو دشمن کی تلوار چمک رہی ہوگی۔ اور دشمن کی توپیں گرج رہی ہونگی اور پیچھے سے ایسے لوگ پکڑ پکڑ کر کھینچ رہے ہونگے۔ اور رکاوٹیں ڈالینگے کہ ہم لڑنے کیلئے نہیں جانے دینگے ؛

ایسے موقع پر اور ایسی گھڑی میں ملک کے افراد جب یہ جانتے ہونگے کہ اس لڑائی کے نتیجہ میں ہمیں بہت بڑا نفع حاصل ہوگا کیونکہ مرنا ہمارے آرام اور راحت کا باعث ہوگا۔ اور ٹیکسوں کا لگنا لاکھوں اور کروڑوں روپیہ لانے کا ذریعہ ہوگا اسوقت تک دشمن کے مقابلہ میں فتح نہیں بلکہ شکست ہوگی۔ لیکن جب ملک کا ہر ایک فرد یہ سمجھتا ہو کہ یہ ہیں مر کر نہیں جائینگا۔ بلکہ زندہ ہوگا۔ جیسے لاکھوں اور کروڑوں بچے پیدا ہو سکے ہیں ہمیشہ مرینگے نہیں۔ بلکہ قوم کی کھیتی کے لئے آبیاری کا کام دینگے۔ ہمارے گاؤں اور کھیتیاں برباد نہیں ہونگی بلکہ در حقیقت ہم ان کے ذریعہ آگے بڑھیں گے۔ اگر ایک ایسا دریا جو تیزی سے بہہ رہا ہوگا جسے کوئی سیلاب گرا سکیگا۔ تب فتح ہوگی۔ کیونکہ اسوقت ہر ایک کھڑا ہو جائیگا۔ اور جو کوئی اس کے خلاف کوئی بات کہیگا۔ اس کو گرا دیگا۔ اسوقت حکومت کو ضرورت نہ ہوگی کہ پیچھے سے کھینچنے والوں کی طرف توجہ کرے۔ کیونکہ دوسرے لوگ خود اس کام کو سنبھال لینگے اور حکومت کو کہینگے جاؤ تم جا کر دشمن کا مقابلہ کرو ہم ان لوگوں کا انتظام خود کر لینگے۔ تب حکومت کی توجہ نہ بٹیگی اور وہ دشمن کو شکست دینے میں کامیاب ہو سکیگی ؛

بات سمجھنے کا مادہ

پس وہ قوم اور وہ جماعت جس کے افراد میں یہ عقل اور یہ سمجھ نہ ہو کہ سیاست کو سمجھ سکیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے پہلے تو میں عام نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اندر ایسی عقل اور سمجھ پیدا کرو کہ تمہارے دماغ بے عقلی اور جہالت کی طرف متوجہ نہ ہوں بلکہ اپنے دماغ اور عقل کو نیک باتوں کی طرف لگاؤ کیونکہ جس قوم نے ترقی کرنی ہوتی ہے اسکے افراد ایسے نہیں ہوتے کہ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات انہیں سمجھائی جائے۔ تب ہی وہ سمجھیں۔ بلکہ ان کے اندر ایسا مادہ ہوتا ہے کہ خود بخود ایسی باتوں کو سمجھ لیتے اور ان کے مطابق اپنا طرز عمل بنا لیتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں یہ مادہ نہیں ملا ہے ؛

بہت سے سے مراد "بہت سے" سے مراد اکثر نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے جب میں نے اسی قسم کا فقرہ کہا تھا۔ تو دشمنوں نے اس سے اکثر لوگ سمجھ لئے۔ اور سلسلہ کے سلسلہ مخالف اشاعت اللہ نے اس پر پھبتیاں اڑائیں۔ پس اکثر مراد نہیں ہے۔ اور بہت اور بہتوں میں بڑا فرق ہے۔ تو بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں اتنی عقل و خرد نہیں ہوتی کہ بات کو صحیح طور پر سمجھیں۔ بلکہ وہ ہر بات سے ایسا نتیجہ نکالتے ہیں کہ اپنی بھی عقل مارتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی تنگ کرتے ہیں۔

تخفیف اخراجات

ان باتوں میں سے ایک بات جس پر سلسلہ خطبات شروع ہے۔ یہ ہے کہ جو کام اس وقت ہو رہا ہے۔ اس کا بوجھ موجودہ حالات میں جماعت کی برداشت سے باہر ہے۔ اس وجہ سے مالی بجٹ میں کارکنوں کو بہت ہی تخفیف کرنی پڑی۔ اور بعض کو الگ کیا گیا یعنی ہٹا دئے گئے۔ اور بعضوں کی تنخواہوں میں کمی کی گئی۔ اور بعض اور اخراجات کم کر دئے گئے۔ اس کے متعلق جو کچھ ہم نے اپنے اپنے محکموں نے کیا پیش میرے پاس لائے۔ اور میں نے کئی دن لگا کر خرابیاں دور کیں اور بجٹ میں کمی کی جو کسی قدر تیس چالیس ہزار کے قریب ہوگی۔ اور اس طرح ایسی صورت پیدا کی۔ کہ جو موجودہ آمد ہے۔ اسی سے پچھلی مشکلات ایک دو سال میں رفع کئے جا سکیں۔

تخفیف کس اصل پر کی گئی یہ تخفیف جو پہلے یا میرے سامنے ہوئی ایک اصل کے ماتحت کی گئی۔ پہلے تو یہ تجویز کی گئی کہ کچھ الاؤنس اڑا دیا جائے۔ یا کوئی اور ایسی تجویز کی جائے جس سے سب کی تنخواہوں پر اثر پڑے۔ لیکن میں نے کہا یہ طریق غلط ہے۔ جن کو تھوڑی تنخواہ ملتی ہے۔ ان کی تنخواہ میں کمی کرنے سے ان کا گذارہ نہیں ہو سکیگا۔ کیونکہ وہ بمشکل ضروریات زندگی مہیا کر رہے ہیں۔ لیکن بڑی تنخواہوں والے کچھ ایسے بھی اخراجات رکھتے ہیں۔ جن میں کمی کی جا سکتی ہے۔ اس لئے سب کی تنخواہ کم نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ صرف ان کی کم کرنی چاہئے۔ جن کا کھانے اور کپڑوں کے علاوہ اور چیزوں پر خرچ ہوتا ہے۔ یہاں ان کی تنخواہوں پر ہاتھ صاف کرنا چاہئے۔ چنانچہ سو سے اوپر تنخواہ رکھنے والوں کی ۲۰ فیصدی اور سو سے ساٹھ تک تنخواہ والوں کی ۱۵ فیصدی تنخواہ کم کر دی گئی۔

تخفیف پر کارکنوں کی آمادگی جب یہ فیصلہ ہوا۔ تو صیغہ جات نظارت والے سب موجود تھے۔ میں نے انہیں کہا مگر اگر یہ منظور ہے۔ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ ورنہ ہم ان کو رکھ سکتے ہیں۔ جو اس تجویز کے ماتحت رہیں۔ اور جو نہ رہنا چاہیں وہ ہماری طرف سے آزاد ہیں۔ ہمیں ان پر کوئی گلہ نہیں ہوگا۔ لیکن ان لوگوں نے نہایت خوشی اور پرجوش طور پر اس تجویز کو قبول اور منظور کر لیا۔ اور کہا بیشک ہماری تنخواہوں کو کاٹ لیا جائے۔ بلکہ میں نے تو یہاں تک نمونہ دیکھا کہ ایک شخص کی تنخواہ ۶۲ یا اس کے قریب تھی۔ اس کو کہا گیا کہ تمہاری تنخواہ پر تو اس تجویز کا اثر نہیں ہوگا۔ اس نے کہا کیوں نہیں ضرور ہونا چاہئے۔

اس کے بعد صدر انجمن کے کارکن آئے۔ ان کو میں نے لکھ کر تحریر دی۔ کہ جو اس کے مطابق کام کرنا چاہیں کریں۔ اور جو نہیں کرنا چاہتے ان کو بھی ہم مجبور نہیں سمجھتے۔ ہماری حالت یہ ہے۔ اس کے مطابق جو کام کرنا چاہیں کریں۔

تو ایک تو یہ بات تجویز کی گئی۔ کہ جو تھوڑی تنخواہ لینے والے ہیں ان کی تنخواہوں میں کمی نہ کی جائے۔ اور دوسری یہ کہ جن کی تنخواہ زیادہ ہے ان کی کم کی جائے۔ اور تیسری یہ کہ اتنے عملہ کی جو پہلے استعمال کی وجہ سے غلطی سے نوکر رکھا گیا تھا۔ ایسے کارکن جن کے بغیر کام چل سکتا ہے ان کو ہٹا دیا جائے۔ اور باقی کا کام دوسروں پر ڈال دیا جائے۔

تخفیف کے متعلق اعتراض اس تجویز کے ماتحت کچھ کام کرنے والے ہٹائے گئے اور بڑی تنخواہوں والوں کی تنخواہیں کم کی گئیں۔ اب بجائے اس کے کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ قبول کیا کہ ان کی تنخواہیں ۲۰ فیصدی اور ۱۵ فیصدی کاٹ لی جائیں دوسرے انہیں شکر اور امتنان کی نظر سے دیکھتے۔ کہ انہوں نے خوشی سے دین کیلئے قربانی کی ہے۔ یہ کہنا شروع کر دیا کہ تھوڑی تنخواہ والوں کو تو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اور بڑی تنخواہ والوں کو رکھ لیا گیا ہے۔

اعتراض کی لغویت جن لوگوں کے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا یہ خیال کیسا پاگلانہ ہے۔

فرض کر لو۔ ایک ایسی پلٹن ہے جس میں سو سپاہی اور ایک ایک افسر ہو۔ ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے۔ کہ کچھ سپاہی کم کر دئے جائیں۔ پھر کوئی کہے۔ یہ تو بڑا ظلم کیا گیا ہے۔ کہ تھوڑی تھوڑی تنخواہ والے دس سپاہی علیحدہ کر دئے گئے ہیں۔ اور ایک افسر پانچ سو تنخواہ لینے والا علیحدہ نہ کیا گیا تو یہ کیسی جہالت کی بات ہوگی کیونکہ اگر افسر علیحدہ کر دیا جائے۔ تو سپاہی لڑینگے کس طرح اسی بات کو نظر رکھ کر دیکھ لو۔ مثلاً دفتر امور عامہ ہے جس میں دو کارکن اور ایک ان کا افسر ہے۔ اب اگر افسر ایک کارکن کا کام بھی اپنے ذمہ لے لے۔ تو ایک کارکن کو ہٹایا جا سکتا ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ افسر کو ہٹا دیا جائے۔ وہ دونوں کام کرینگے۔ اس طرح کام نہیں چلیگا۔

ایک عام مثال یا مثلاً زمیندار ایک نوکر رکھے۔ جو ہل چلائے۔ اور چار بیل رکھے (چونکہ زمینداروں کو بھی سلسلہ کی باتوں سے تعلق ہے۔ اس لئے ان کے گھر کی مثال پیش کرتا ہوں۔ تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ اعتراض کرنے والے کیسے جاہل ہیں) نوکر کی حیثیت افسر کی سمجھ لو۔ اور بیلوں کی ماتحت کام کرنے والوں کی۔ اس پر ایسے حالات پیدا ہو جائیں۔ کہ زمیندار اخراجات کی تنگی کی وجہ سے ان کا خرچ نہ برداشت کر سکے۔ اب وہ ایک یا دو بیلوں کو ہٹائیگا۔ یا کھیرے (ملازم) کو اگر کامہ کو ہٹائیگا۔ تو کیا بیل آپ ہی آپ ہل چلا لینگے۔ وہ ایک دو بلکہ ضرورت مجبور کریگی۔ تو تین بیلوں کو بھی ہٹا دیگا۔ لیکن ایک کامہ ضرور رکھیگا کیونکہ چار بیل بھی اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔

افسر کیوں نہ ہٹائے گئے تو اس سے زیادہ پاگلانہ اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ افسروں کو کیوں نہیں ہٹایا گیا۔ اور ماتحت کام کرنے والوں کو ہٹا دیا گیا ....

.... اور یہ محض اس لئے کہا گیا۔ کہ ان کے قلب ایسے ہو گئے ہیں۔ کہ وہ محض اعتراض کرنے کیلئے اعتراض کرتے ہیں۔ نہ کہ اصلاح کی غرض سے۔ اگر افسر کو الگ کر دیا جائے۔ تو کام کس طرح چل سکتا ہے۔ ایک گھر کا ایک کماؤ ہوتا ہے اور اس سے نیچے اس کے بال بچے ان میں سے کوئی مر جائے۔ تو پیچھے گھر میں امن قائم رہ سکتا۔ اور ابتری نہیں پھیل سکتی۔ باپ یا دس بارہ بچے جنہیں وہ پال رہا ہوتا ہے۔ یا ماں جو ان کی نگرانی کرتی ہے۔ وہ مر جائے۔ تو فتنہ نہیں پڑتا۔ اگر آٹھ یا دس بچے بھی مر جائیں۔ لیکن ایک کام کرنے والا باپ زندہ رہے۔ یا ایک نگرانی کرنے والی ماں موجود رہے۔ تو وہ ابتری نہیں پڑے گی۔ جو ایک باپ یا ماں کے مرنے اور سارے بچوں کے زندہ رہنے سے پڑتی ہے۔ اسی طرح افسر کے ہٹانے کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ سارا کام خراب کر دیا جائے۔ ایک ہیڈ ماسٹر جس کے ماتحت دس بارہ مدرس کام کرتے ہیں

اس کو سلطے ہٹانا مناسب ہوگا۔ کہ اس کی تنخواہ زیادہ ہے یا مدرسوں میں سے کچھ الگ کر دینے مناسب ہونگے۔ جن کی تنخواہ کم ہوگی۔ اگر ہیڈ ماسٹر کو ہٹا یا جائیگا۔ تو کام نہیں چل سکیگا۔ لیکن اگر کسی مدرس کو ہٹا یا جائیگا۔ تو اس کا کام دوسروں پر تقسیم کر دیا جائیگا۔ اور کام چلتا رہیگا۔ اسی طرح تخفیف کا سوال اٹھیگا۔ تو ضلع کے ڈپٹی کو ہٹایا جائیگا۔ یا اس کے ماتحت جو چار پانچ تحصیلدار کام کر رہے ہونگے۔ ان میں کمی کی جائیگی۔ یا تخفیف کی ضرورت کے ماتحت تھانیداروں میں سے بعض کو۔ انسپکٹر ہٹا دیا گیا تو کام کس طرح چلیگا۔ اور تھانیداروں سے کام کون لیگا۔ اسی طرح اگر ڈپٹی نہ رہا۔ تو تحصیلداروں سے کام کون کرائیگا۔ ہر ایک اپنی اپنی رائے کے ماتحت کام کریگا۔ اور اس طرح کام میں ابتری پڑ جائیگی۔

تو یہ اعتراض جو کیا گیا ہے۔ نہایت جاہلانہ اعتراض ہے اور میرے نزدیک اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ جس قلب میں یہ اعتراض پیدا ہو رہے ہیں۔ اس سے نیکی اور صداقت مٹ گئی ہے۔ کیونکہ جہاں یہ موجود ہوتی ہے۔ وہاں ایسا غلط اور نادرست قدم نہیں اٹھایا جاتا۔ وہاں بات کرنے سے پہلے سوچ لیا جاتا ہے۔ اور کہنے سے قبل اپنے دل پر قابو پا لیا جاتا ہے۔ اور دیکھ لیا جاتا ہے کہ کیا کہنے لگا ہوں۔

اعتراض کرنے والوں کی بے ہودگی

بعض آدمیوں کے دلوں میں یہ بات پیدا ہوئی ہے۔ اور دوسروں تک یہ بات پہنچائی ہے۔ وہ ایک پنجابی مثل کے مطابق ہے کہ جس بات پر بیٹے کی بیوی کو گالیاں دینی ہوتی ہیں۔ وہ اپنی بیٹی کی طرف منسوب کر کے اسے گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور چونکہ وہ کام اس نے نہیں کیا ہوتا۔ اس لئے وہ اپنی آپ کو اس بارے میں مخاطب نہیں سمجھتی۔ اور اس طرح اس کو آگے رکھکر بیٹے کی بیوی کو گالیاں نکالی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ۔ دوسروں کے نام لیکر کہ انجمن نے یا ناظر نے فلاں بے وقوفی کی بات کی ہے۔ مجھے بے وقوف بناتے ہیں۔ کیونکہ کام میں نے کیا ہوتا ہے۔ اس لئے جو کچھ وہ دوسروں کا نام لیکر کہتا ہے۔ مجھے ہی کہتا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ کام تو خود کروں اور ذمہ دوسروں کے لگا دوں

کیونکہ خدا نہیں ہوں۔ جو کام میں نے کیا ہیں اس کی ذمہ واری سے بری نہیں ہوتا۔ اس لئے میں یہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر یہ کوئی غلطی ہوئی ہے تو میں اس کا ذمہ وار ہوں۔ اور اگر درست اور مناسب بات ہوئی ہے۔ تو بھی میں ایک حد تک اس کا ذمہ وار ہوں۔ مگر میں نے بتایا ہے۔ کہ یہ اعتراض کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کی تخفیف کی مثال

خدا تعالیٰ نے بھی جب تخفیف کرنے پر آتا ہے۔ اور جب زمین پودوں کے لئے پوری غذا مہیا نہیں کر سکتی۔ تو درختوں کے پتے گرا دیتا ہے۔ کیا کسی نے دیکھا ہے کہ ایسے موقع پر جڑ کو اکھاڑ دیا جاتا ہے۔ نہیں اس وقت شاخوں پر ہی تخفیف کا اثر ہوتا ہے۔ اور جڑ کو اسی وقت کاٹا جاتا ہے جب درخت کو اکھیڑ پھینکنا ضروری ہوتا ہے۔ ہم ہر سال درختوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی تخفیف دیکھتے ہیں۔ ایک موسم آتا ہے جبکہ زمین پوری غذا مہیا نہیں کر سکتی۔ اور وہ دوسرے درختوں کو خوراک دینی ہوتی ہے۔ اس وقت کئی درختوں کے پتے گرا دئے جاتے ہیں۔ مثلاً سنگترے کو پتے دینے کی ضرورت ہے تو آم کے پتوں میں تخفیف کر دی جائیگی۔ کہ وہ پتے جھاڑ دیں۔ اور سنگترہ نکال سکے۔ خدا تعالیٰ اس وقت جڑ سے نہیں اکھیڑ دیتا۔ جڑ سے اسی وقت اکھیڑتا ہے۔ جب وہ چیز قائم رہنے کے قابل نہیں رہتی۔

تخفیف فرع میں کی جاسکتی نہ کہ اصل میں

تو تخفیف کا اثر فرع پر پڑا کرتا ہے۔ اصل پر نہیں پڑا کرتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ جب لڑائی ہوتی ہے۔ تو کوئی یہ نہیں کہتا۔ کہ جرنیل اتنی بڑی تنخواہ لیتا رہا ہے اس کا بہت سا روپیہ بینک میں جمع ہے۔ سپاہی مر گیا۔ تو اس کے بال بچوں کو کون پالیگا۔ اس لئے جرنیل کو آگے کر کے مروا دو۔ سب یہی کہینگے۔ کہ سپاہیوں کو آگے کرو۔ کیونکہ اسلئے کہ جرنیل کے مرنے سے سارے سپاہی مارے جائینگے اور سب کی تخفیف ہو جائیگی۔ مگر سپاہی کے مرنے سے ملک نہیں مرتا۔ بلکہ زندہ ہوتا ہے۔

گھر میں تخفیف کی مثال

پس یہ ایسی موٹی بات ہے۔ کہ فطرتاً اور عقلاً آسانی معلوم ہو سکتی ہے۔ مگر ایسے لوگ ہیں جو اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ ایسے لوگ

سے کوئی کس طرح معاملہ کرے۔ جن کی عقل ایسی گندی ہے۔ کہ معمولی معمولی اور موٹی موٹی باتیں جو انہیں گھروں میں پیش آتی ہیں۔ روزانہ کاروبار میں دیکھتے ہیں۔ اور جو عام طور پر پائی جاتی ہیں ان پر ٹھیک طور سے حاوی نہیں ہوتے۔ دیکھو اگر گھر کے اخراجات میں تخفیف کا خیال پیدا ہو تو کیا روٹی کی تخفیف کی جائیگی۔ جس پر دس بارہ۔ پندرہ بیس روپیہ ماہوار لگتے ہیں۔ یا ایک ریشمی رومال پر جو چار پانچ روپیہ کو خریدا جاتا تھا۔ بات یہ ہے کہ تخفیف کے لئے صرف قلیل اور کثیر خرچ کو نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس خرچ کو ہٹا کر کام کس طرح چلایا جائیگا۔ اور یا کام خراب تو نہیں ہو جائیگا۔ ایک تو یہ بات ہے۔ جو میں کہنا چاہتا تھا۔

منافق ہمیشہ ناکام رہینگے

دوسری بات یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے مجھے لکھا ہے۔ کہ افسران کو تنبیہ کر دو۔ کہ ان کا معاملہ ماتحتوں سے ٹھیک نہیں ہے۔ ورنہ تمہارے ان خطبات کے اثر سے ڈر کر اس وقت لوگ چپ تو ہو جائینگے۔ لیکن چار پانچ ماہ بعد دیکھنا کیا نتیجہ نکلیگا۔

ساری دنیا کے بادشاہ بھی منصب سے نہیں ہٹا سکتے

اس نے تو چار پانچ ماہ کا عرصہ بتایا ہے۔ لیکن میں آج ہی بتاتا ہوں۔ کہ کیا ہوگا۔ مجھے کسی دنیاوی حکومت نے کھڑا نہیں کیا۔ اور نہ کوئی ایسی حکومت ہے۔ جو مجھے ہٹا سکے۔ ہمارے بادشاہ معظم جارج پنجم ہیں۔ میں ان کا ادب کرتا ہوں۔ لیکن باوجود اس کے کہتا ہوں بادشاہ معظم نہیں دنیا کے سارے بادشاہ بھی ملکر مجھے اس منصب سے ہٹانا چاہیں تو نہیں ہٹا سکتے۔ کیونکہ مجھے اس پر کسی انسانی طاقت نے کھڑا نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے کھڑا کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں انسانوں کے منصوبے کچھ نہیں کر سکتے۔

منافقوں نے کیا کر لیا

بڑے بڑے منافق کیا کر سکے۔ مولوی محمد علی صاحب صدر انجمن کے سیکرٹری تھے مولوی صدر الدین ہیڈ ماسٹر تھے۔ خواجہ صاحب بڑے لیکچرار سمجھے جاتے تھے۔ اور جماعت کا ان پر بہت بڑا انحصار خیال کیا جاتا تھا۔ اور ان کے ساتھی سارے کاموں پر حاوی تھے ان کے مقابلہ میں وہ تھا۔ جسے انہوں نے ہمیشہ کوشش کر کے کاموں سے علیحدہ رکھا جس کی عمر ایسی چھوٹی تھی۔

کہ بڑی عمر والے اس کے سامنے ادب سے بات کرتے جس کا علم کوئی ایسا علم نہ تھا کہ دنیاوی طور پر عالموں کو کچھ سکھا پڑھا سکتا۔ جس کی عقل و خرد کا کوئی ایسا نمونہ ظاہر دیکھا گیا تھا جس کا خاص اثر ہوتا۔ اور جس کا خاندانی لحاظ سے اثر چھ سال پہلے مٹ چکا تھا۔ کیونکہ اگر خاندانی اثر کا لحاظ کیا جاتا۔ تو محمود خلیفہ بنتا۔ نور دین نہ بنتا۔ ان حالات کے باوجود جب وہ سامنے کے سامنے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے۔ تو انھوں نے کیا بنا لیا۔ کچھ حاصل نہیں کیا۔ بلکہ کھویا ہی ہے۔ آج سے سات سال پہلے جماعت میں ان کی جو عزت تھی۔ کیا اب بھی ہے۔ کرنی ور سے انہوں نے اعلان کیا تھا کہ ۹۵ فیصدی لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن کس صفائی کے ساتھ ان کا یہ اعلان باطل ہوا۔ تو یہ خدا تعالیٰ کے قبضہ میں بات ہے۔ جب تک وہ سمجھیگا کہ یہ انتظام سلسلہ کے لئے مفید ہے اسوقت تک ہے چلا ئیگا۔ اور جب سمجھیگا یہ مفید نہیں تو ایسی مخفی صورتیں پیدا کر دیگا۔ جن کا کسی کو پتہ بھی نہیں۔ اور یہ مٹ جائیگا۔ ان صورتوں کا آج علم نہیں ہو سکتا۔

مومن کے مقابلہ میں منافق کامیاب نہیں ہو سکتا

مگر میں نے تو اپنے پہلے خطبہ میں بتایا ہے۔ کہ لوگوں کو چاہیئے کہ صفائی سے کہدیں کہ کس کے لئے یہاں رہتے ہیں۔ خدا اور رسول اور ان کے خلفاء سے ان کا تعلق ہے یا ملازمت کرنے سے۔ جب یہ کہدیا گیا۔ تو پھر جو ایسا منافق طبع انسان ہے۔ جو مال و دولت کے لئے۔ ملازمت کے لئے۔ ہیڈ ماسٹر یا مینیجر سکول کے لئے یہاں رہتا ہے۔ وہ کیا کر سکتا ہے۔ کیا منافق بھی کبھی مومن کے مقابلہ میں جیتا کرتا ہے۔ اگر یہاں کوئی دل میں شکوہ و شکایت رکھ کے رہتا ہے تو وہ منافق ہے اور منافق خواہ لاکھ بھی ہوں کچھ نہیں کر سکتے۔ پہلے منافقوں نے کیا کر لیا تھا کہ اب کوئی کر لیگا۔ منافق کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اول تو اسے ظاہری کامیابی بھی کم ہی ملتی ہے اور اگر مل جائے تو بہت ہی جلدی ذلیل ہو کر گر جاتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ جسے عام لوگ سمجھے نہیں۔ مگر مجھے خدا تعالیٰ نے خاص طور پر سمجھایا ہے۔ اسوقت اس پر بحث کی ضرورت نہیں مگر اتنا بتاتا

ہوں۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ اس فتنہ میں شامل ہونے والوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا۔ جو تلوار سے نہ مارا گیا ہو۔ سینکڑوں ہی تھے۔ جو اس فتنہ کے بعد دس بیس تیس سال تک جیتے۔ لیکن جب بھی مرے۔ تلوار سے مرے۔ آخری آدمی کی نسبت ایک صحابی کہتا ہے کہ وہ اندھا ہو کر سوال کرتا پھرتا تھا۔ اس حالت میں بھی خدا نے اس کے لئے یہی رکھا تھا کہ تلوار سے مارا جائے۔ وہ سوال کرتے کرتے ایک دن حجاج کے سامنے آ گیا۔ اس نے پوچھا۔ یہ کون ہے۔ بتایا گیا یہ بھی اس فتنہ میں شامل تھا۔ اس نے کہا اسے لے آؤ۔ اس کا صدقہ کر دیں۔ اور تلوار سے اسے مار دیا گیا۔

کام کرنیوالے کسی سے نہ ڈریں

پس یہ مت سمجھو کہ میں کسی خفیہ منصوبہ یا کوشش سے ڈر سکتا ہوں اور میں نے سب کارکنوں کو بتایا ہے کہ ان کا دل بھی ایسا ہونا چاہیئے۔ جیسا اس کا ہے۔ جس کے ساتھ ہو کر انہوں نے کام کرنا ہے۔ اور میرا دل ایسا ہے۔ جو کسی سے نہیں ڈرتا۔ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ اور ڈر کا لفظ بھی اس حقیقت کو بیان نہیں کر سکتا۔ جو خدا تعالیٰ کے متعلق اپنے اندر رکھتا ہوں لیکن کسی سے مجھے کوئی ڈر نہیں۔ اور میری ہدایات کے ماتحت کام کرنیوالوں کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی نہ ڈریں وہ دیانت اور امانت سے صداقت کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے کام کریں۔ اور کسی سے نہ ڈریں وہ یقیناً کامیاب ہونگے اگر خدا تعالیٰ کی رضا ان کے مدنظر ہوگی۔ اور اگر یہ نہ ہوگی تو دنیا کو ان کے مقابلہ میں اٹھنے کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ خود انہیں تباہ کر دیگا۔ جو اس کا نام لیکر فتنہ و فساد پھیلا ئینگے اور دوسروں کے حقوق کی پرواہ نہ کرینگے ؎

سوال بند کرنے کا طریق

قناعت کی ضرورت

یہ بات بیان کرنے کے بعد میں اس سوال کی طرف آتا ہوں جو گذشتہ خطبہ جمعہ کے متعلق باقی رہ گیا تھا۔ میں نے بتایا تھا کہ کامیاب ہونیوالی جماعت کے لئے قناعت پیدا کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ امن قائم ہو سکتا ہے۔ اسکو مٹا دو۔ تو فساد اور فتنہ پھیل جائیگا ؎

یورپ کے لوگوں کی حالت

میں نے بتایا تھا کہ یورپ میں چونکہ قناعت نہیں۔ اسلئے فساد برپا ہے۔ وہاں کے غریب کی حالت یہاں کے امیر کی حالت سے بہت اچھی ہے۔ وہاں ایک مزدور کو چار سو کے قریب تنخواہ ملتی ہے جو یہاں ڈپٹی کو بھی نہیں ملتی۔ اور اب تو نہیں۔ لیکن پچھلے دنوں ڈپٹی بننا ایک معراج سمجھا جاتا تھا۔ وہاں کی مالی حالت یہاں کی نسبت بہت اچھی ہے۔ مگر باوجود اسکے ان لوگوں میں اطمینان نہیں۔ اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم بھوکے مر گئے۔ مگر وہ اسلئے نہیں کہتے کہ ان کے پاس مال نہیں۔ بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ انکے دل مر گئے۔ امیر و غریب نوکر و آقا افسر و ماتحت سب یہی کہتے ہیں کہ مر گئے لیکن وہ باہر سے نہیں مرے۔ ان کا دل مر گیا ہے ؎

بے اطمینانی دور کرنے کیلئے سوال کا بند کرنا

میں نے بتایا تھا کہ بے اطمینانی کی روک کے لئے قناعت ضروری ہے۔ اور اس کیلئے ضروری ہے کہ "سوال" کرنا مٹا دیا جائے۔ کیونکہ یہی بے اطمینانی پیدا کرنے اور قناعت نہ ہونے دینے کا بہت بڑا موجب ہے ؎

اسلام سوال کرنے سے روکتا ہے

یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے سوال کرنے سے منع کیا ہے۔ اور رسول کریمؐ نے برا منایا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو بہت ہی برا سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ انھوں نے ایک سوال کرنیوالے کی تھیلی چھین لی۔ اور اسلئے مارا کہ وہ سوال کرتا پھرتا تھا۔ تو سوال کرنے کو اسلام نے بہت حقیر اور ذلیل فعل قرار دیا ہے۔

سوال کرنا کیوں برا ہے

اور درحقیقت سوال کرنے سے انسان میں ایسی دنائت آ جاتی ہے کہ جس کی وجہ سے بہت کمینگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلئے میں نے بتایا تھا کہ قناعت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سوال کی عادت کو مٹایا جائے۔ کیونکہ جب لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ شخص جس نے کچھ کام نہیں کیا ہوتا۔ سوال کر کے کچھ حاصل کر لیتا یا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ ہم جو کام کرتے ہیں ہم کیوں سوال نہ کریں۔ اسوجہ سے وہ یہی کہدیتے ہیں کہ تنخواہ بڑھا دو۔ اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ وہ تو خدا کیلئے کام کر رہے ہیں۔ اور انکو تنخواہ نہیں مل رہی۔ بلکہ گذارہ مل رہا ہے۔ تو ایک سوال کرنیوالے کو دیکھ کر دوسرے کو بھی اس کی جرأت اور تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مثال دیکھئے۔ ایک بچہ جب پیسہ مانگے۔ تو دوسرا بھی مانگنے لگ جاتا ہے۔ چاہے اسے ضرورت نہ بھی ہو۔ اور یہاں تک ہوتا ہے کہ چھوٹا بچہ بھی جب بڑے بھائی کو

مانگتے دیکھتا ہے۔ تو وہ بھی ہاتھ پھیلا دیتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی نہیں جانتا کہ پیسہ کیا ہوتا ہے۔ اور اسے کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح سوال کرنے والوں کو دیکھ کر دوسروں کو بھی سوال کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔ اس لئے سوال کا مٹانا ضروری ہے۔

سوال کرنا کس طرح مٹایا جائے

مگر سوال کرنا کس طرح مٹ سکتا ہے؟ یہ بھی ایک سوال ہے۔ جس پر غور کرنا ضروری ہے۔ اس کے متعلق یا تو یہ کہدیا جائے کہ سوال کبھی نہیں کرنا۔ مگر یہ وہی کہہ سکتے ہیں۔ جو اس درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں کہ خدا ہی دیگا تو کھا سکینگے۔ ورنہ بھوکے مر جائینگے۔ لیکن نہ تو تمام لوگ اس درجہ کے ہو سکتے ہیں۔ اور نہ لاکھوں کی جماعت سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ ایسا کر سکیں۔ اسلئے یہ کہنا کہ سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ کافی نہیں ہو سکتا۔ اگر دنیا میں سارے کے سارے لوگ ولی اللہ ہوتے یا فرشتے ہوتے۔ تو ہم انہیں اتنا ہی کہنا کافی سمجھتے۔ کہ سوال نہ کرو۔ اور کوئی نہ کرتا۔ مگر دنیا میں تو غریب بھی ہیں۔ اور امیر بھی۔ طاقتور بھی ہیں اور کمزور بھی۔ نیک بھی ہیں اور بد بھی۔ پھر نیکوں میں اعلیٰ درجہ کے نیک بھی ہیں۔ اور ادنیٰ درجہ کے بھی۔

نیک جماعت کے لوگ

اور نیک جماعتوں میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔ کسی جماعت کے نیک ہونے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کا اکثر حصہ نیکی کی طرف مائل ہو۔ یہ نہیں کہ اس میں شامل ہونیوالا کوئی کمزور نہیں۔ کمزور بھی ہوتے ہیں صحابہ میں بھی ہوئے۔ ان سے پہلے بھی تھے۔ اور بعد بھی ہوئے اور ہونگے۔ اور دنیا میں کوئی جماعت ایسی نہیں۔ جس کے سارے کے سارے لوگ ولی اللہ ہوں۔ اگر کوئی یہ خیال رکھتا ہے تو وہ حقائق کا انکار کرتا ہے۔ اور قدم قدم پر ٹھوکر کھاتا ہے۔

پس چونکہ سارے لوگ ولی اللہ نہیں۔ اسلئے کیا یہ کہدینے سے کہ سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ سارے لوگ سوال کرنا چھوڑ دینگے۔ ایک جماعت تو ایسی ہوگی۔ جو چھوڑ دیگی۔ اور کہیگی ہم فاقے مرنا منظور کرینگے۔ مگر سوال نہیں کرینگے۔ لیکن ایک جماعت ایسی ہوگی۔ جو ایسے مضبوط ایمان والی نہیں ہوگی۔ وہ کچھ مدت تک تو سوال نہ کریگی۔ لیکن جب دیکھیگی کہ بچے فاقے مرنے لگے ہیں۔ اور عورت کے پاس ستر ڈھانکنے کے لئے بھی کپڑا نہیں تو کہیگی اب ہم سے برداشت نہیں ہو سکتی اور سوال کریگی۔ ایسی صورت میں سوال کا مٹانا کس طرح ممکن ہے۔

سوال بند کرنے کے لئے دو طاقتوں کے ملکر کام کرنے کی ضرورت

اس کے لئے دو طریق ہیں اور دو طاقتیں ہیں جو ملکر جب تک کوشش نہ کریں سوال نہیں مٹ سکتا۔ ایک طاقت تو وہ ہے جو عالم کہلاتی ہے۔ اور اسلام کی باگ خدا نے اس کے سپرد کی ہے۔ ایک وہ جو افراد ہیں۔ اور جن کے متعلق انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں ملکر مٹانا چاہیں تو سوال مٹ سکتا ہے۔ منتظم جماعت سے مراد مثلاً ناظر امور عامہ اور ناظر بیت المال ہیں۔ اور ہر وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا ہے۔ وہ دوسروں کو وعظ کرے اور بتائے کہ سوال کرنا بہت بری چیز ہے۔ واعظ اپنے وعظ میں۔ لیکچرار اپنے لیکچر میں۔ مدرس اپنے شاگردوں کو۔ افسر اپنے ماتحتوں کو۔ نگران ان لوگوں کو جن پر اس کی نگرانی ہو۔ مرد اپنی بیوی بچوں کو اور بیویاں اپنی اولاد کو بتائیں۔ اور ذہن نشین کرائیں کہ سوال کرنا ایک بری چیز ہے۔ یہ بات حکومت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے یعنے ہر رنگ کی حکومت خواہ وہ سیاسی ہو یا علمی یا تمدنی جسے حاصل ہو وہ سمجھائے کہ سوال کرنا بہت بری اور بے غیرتی کی علامت ہے۔ مگر اس سمجھانے کے ساتھ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں فاقہ کی نوبت آتی ہے۔ جن کے پاس پہننے کو کپڑا نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ ہیں۔ اور ہوتے رہینگے۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں کیا کیا جائے۔

دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھنا

اسکے لئے یہ ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے بھائیوں اور ساتھ والوں کی ضرورت کو دیکھ کر انکی اطلاع ان لوگوں تک پہنچائیں۔ جو انتظام کر سکتے ہیں۔ مثلاً دارالعلوم میں جو لوگ رہتے ہیں۔ ان کا کام ہے کہ اگر ان کے محلہ میں کسی کی حالت فاقہ کشی تک پہنچ گئی ہے تو وہ اسبات کو فاقہ کش پر نہ چھوڑیں کہ وہ اپنی حالت دوسروں کے سامنے پیش کر کے سوال کرے۔ بلکہ وہ خود اسکی حالت کو دیکھیں اور منتظمین کو اطلاع دیں کہ ہمارا ہمسایہ فلاں شخص ہے جسکو فلاں ضرورت ہے۔ اسکی حالت فاقہ کشی تک پہنچ گئی ہے یا وہ ننگا ہے اور مستحق ہے کہ بھائی اسکی مدد کریں۔ گویا وہ لوگ جن کو مشکلات پیش آئیں۔ انکو اپنی مشکلات پیش کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ بلکہ انکی مشکلات پیش کرنے کی ذمہ داری دوسرے اپنے سر لیں۔ اور خلیفہ یا اس کے نائب یا دوسری جماعتوں میں جو کام کر رہے ہیں۔ ان کے پاس پہنچائیں۔ ہر شخص دیکھتا ہے کہ کسی کو کیا تکلیف ہے۔ جس کا دور کرنا ضروری ہے۔

قابل امداد تکالیف

وہ تکلیفیں جن کے لئے اصل میں یہی ہیں کہ کھانے کو دانہ نہ ملنا۔ مکان نہ ہونا اور کپڑا نہ مل سکنا۔ یہی تکالیف ہیں۔ جن کا دور کرنا فرض رکھا گیا ہے۔ ان کا انتظام کرنا خدا نے ضروری قرار دیا ہے۔ جو شخص کمانے کے ناقابل ہے۔ وہ روٹی حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ رہنے کے لئے اس کے پاس مکان نہیں ہے یا کپڑا نہیں ہے تو جماعت کا فرض ہے کہ اس کی مدد کرے اور ایسا انتظام کرے کہ وہ پیٹ بھر سکے یا ستر ڈھانک سکے یا سر چھپا سکے یا دوائی پا سکے۔

یہ ذمہ واری اسلام سب پر رکھتا ہے۔ اور گو یہ فرض کفایہ ہے مگر ہے فرض۔ جیسا کہ جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر کوئی مر جاتا ہے تو یہ ضروری نہیں۔ کہ تم سب اسکے جنازہ پر جاؤ۔ لیکن اگر تم میں سے کوئی بھی نہیں جاتا۔ تو سب گنہگار ہونگے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کپڑا نہیں۔ مکان نہیں۔ دوائی نہیں۔ تو جماعت کا فرض ہے۔ کہ اس کا انتظام کرے۔ لیکن ہر شخص کا علیحدہ علیحدہ یہ فرض نہیں۔ بلکہ سب پر ہے۔ اور اگر جماعت انتظام نہ کریگی۔ تب سب گناہگار ہونگے۔ اور اگر ایک بھی کر دیگا۔ تو کوئی گناہگار نہیں ہوگا۔ اسکے لئے اسلام نے ایک حصہ زکوٰۃ کا رکھا ہے۔

اگر یہ انتظام قائم ہو جائے۔ تو سوال کرنا اٹھ جاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص دیکھیگا کہ ایک شخص فاقہ سے ہے۔ مگر سوال نہیں کرتا۔ تو وہ کہیگا۔ میں پیٹ بھر کے کھانے کے بعد اچھی روٹی کے لئے سوال کروں۔ تو میرے لئے شرم کی بات ہے۔ اسی طرح جب دیکھا جائیگا کہ ایک بیچارہ ستر ڈھانکنے سے بیچارگی ہے۔ اور پیوند لگا کر ڈھانکتا ہے۔ تو کہیگا مجھے شرم نہیں آتی کہ میں ململ کے لئے سوال کرتا ہوں۔ اور موٹا کپڑا پہننے پر صبر نہیں کرتا۔

ضرورت مندوں کا دوسرے خیال رکھیں

تو سوال کے مٹانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ جن کو سوال کی حاجت ہو۔ ان کی حاجت کو دوسرے محسوس کریں۔ اور اس کے پورا کرانے کا انتظام کریں۔ اگر یہ بات ہو جائے۔ تو سوال کرنے کی عادت خود بخود مٹ جائیگی۔

اب ہمارے پاس بیسیوں درخواستیں آتی ہیں کہ یہ ضرورت ہے یہ چاہیئے۔ اسے پورا کیا جائے۔ مثلاً کئی طالب علم لکھتے ہیں کہ:

نہیں فلاں چیز کی ضرورت ہے۔ وہ دی جائے۔ لیکن اگر افسر کچھ
کرفلاں حق ہے۔ اور اسے فلاں چیز کی ضرورت ہے جس کا علم
آسانی سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب اس کے پاس کاپی یا پنسل نہ
ہوگی تو معلوم ہو جائیگا کہ اسکی اسے ضرورت ہے۔ اور اس کے
پاس نہیں ہے۔ ایک لڑکا فیس نہیں لاتا۔ جب پوچھا جائیگا۔ تو
کہیگا۔ ہے نہیں۔ اس طرح ان کی حالت کا پتہ لگ سکتا ہے۔
اگر افسر اس ذمہ داری کو سمجھے کہ لڑکوں کی ضروریات کا خیال رکھنا
اس کا فرض ہے۔ اور وہ آگے ان کے پاس پہنچائے۔ جو انتظام
کر سکتے ہیں۔ اور وہ اپنے طور پر تحقیقات کر رہے ہوں۔ کہ وہ درست
مقد ذیب تو نہیں کرتا۔ بلکہ اسے فی الواقع ضرورت ہے۔ تو وہ ضرورت
کے پورا کرنے کا خود انتظام کر دینگے۔ اور ضرورتمند کو کہنے کی
ضرورت ہی نہ رہیگی۔ اور نہ انہیں سوال کی عادت پڑیگی۔

ضروریات سے کونسی باتیں مراد ہیں

اگر افراد اس بات کو محسوس کر لینگے۔ کہ ایسی حاجتیں جن کے پورا کئے
بغیر زندگی کا قیام نہیں ہو سکتا۔ تو سوال کی عادت نہ رہیگی
اور ان ضروریات سے میری مراد کھانا۔ پینا۔ دوائیاں اور
ایک حد تک مکان بھی ہے۔ اور انسانیت کے قیام کے لئے
لباس اور ایک حصہ مکان کا ہے۔ مکان دونوں صورتوں
میں شامل ہے۔ انسانیت کے قیام کے لئے بھی اور
زندگی کے قیام کے لئے بھی۔ وہ عورت جو جنگل میں
بیٹھی ہو عفوظ نہیں ہوتی۔ اور جو ننگی ہو۔ وہ بھی انسانیت
کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ تو جس طرح مذہب کا قائم رکھنا ضروری
ہے۔ اسی طرح حیات کا قائم رکھنا بھی ضروری ہے۔ اور جہاں
ان دونوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو۔ اور ان کے قیام کے لئے
کسی چیز کی ضرورت ہو۔ اس کا انتظام کرنا دوسروں کا فرض ہوتا
ہے۔ یہ نہیں کہ کہا جائے فلاں چوکھ بہنتا ہے۔ اسے بانات
کی ضرورت ہو۔ یا فلاں سادہ خوراک کھاتا ہے۔ اسکے لئے اعلےٰ
خوراک کی ضرورت ہو۔ بلکہ ضروریات سے مطلب ان چیزوں سے ہے۔ جو انسانیت
یا زندگی کے قیام سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں مدد کرنا ضروری ہے۔ اور جو چیزیں
تعیش سے تعلق رکھتی ہیں۔ نہیں اس پر مجبور نہ کرو۔ کہ اتنی قربانی وہ خود کرے

قابل رشک اطمینان

پس اگر ان ذمہ داریوں کو سمجھو۔ تو سوال کرنا مٹ
جائیگا۔ اور سوال کرنے کی عادت کے مٹنے سے قناعت صحیح حاصل ہو جائیگی
اور اس کے نتیجہ میں تمہیں وہ اطمینان حاصل ہوگا۔ کہ دنیا تم پر رشک کریگی
اور وہی حالت ہوگی۔ کہ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔
دوسرے غور کرینگے۔ کہ کاش ہم بھی احمدی ہوتے۔ اور ہمیں بھی یہ اطمینان حاصل ہوتا

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل اڈیٹر

سکنی زمین

کچھ عرصہ ہوا بتقدیر الٰہی میرا بہت سا نقصان ہو گیا ہے۔
اس نقصان کو پورا کرنے کیلئے میں زمین کے چند قطعات جو
میرے پاس ہیں۔ فروخت کرنا چاہتا ہوں ان میں سے ایک
جناب مفتی صاحب کے مکان کے جنوب کیطرف تقریباً
۱۲ مرلے اور دوسرا اسی کے قریب ۹ مرلے ہے۔ جو صاحب
خریدنا چاہیں۔ سالانہ جلسہ پر موقع اور محل دیکھکر خرید لیں۔

قرض حسنہ

اگر کوئی بھائی قرض حسنہ کے طور پر کچھ رقم قابل اطمینان ضمانت
لیکر مرحمت فرمائینگے۔ تو معین وعدہ پر انشاء اللہ تعالیٰ شکریہ کے
ساتھ ادا کر دی جائیگی۔ نقصان کی وجہ سے یہ درخواست کی
گئی ہے۔ ایسے ہمدرد اصحاب کو حضرت مسیح موعودؑ کے خاص
تبرکات سے برکت حاصل کرنے کا موقع دیا جائیگا۔

زیورات

عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے زیورات اگر احباب جلسہ سالانہ تک
بنوانا چاہیں۔ تو آرڈر معہ روپیہ یا سونا ارسال کریں انشاء اللہ
حسب منشاء تیار کر دیا جائیگا۔ بند یا کڑے کی قسم کے موٹے
زیور جلسہ کے ایام میں رہنے پر بھی تیار کئے جا سکتے ہیں

احمد دین زرگر قادیان

حلوا مقوی اعضائے رئیسہ

ہم نے ایک نہایت ہی مجرب اور بار ہا آزمودہ حلوا
نہایت قیمتی اجزاء سے تیار کیا ہے۔ جو موسم سرما میں دماغی
محنت کرنیوالوں اور بوڑھوں کمزور بچوں کیلئے یکساں مفید
ہے۔ چونکہ بہت ہی کم مقدار میں ہے اس لئے سب سے پہلی
دس درخواستوں کی تعمیل ہو سکیگی۔ جو صاحب منگوانا چاہیں
جلد آرڈر بھیجدیں ایک حاذق طبیب نے فرمایا کہ ۱۲ روپے تولہ
اگر دیا جائے تو مفت ہے۔ مگر میں ۱۰ روپے تولہ کے حساب سے
دیدوں گا۔ دو تولہ سے کم روانہ نہیں ہوگا۔

فضل الرحمٰن برادر مجاہد دفتر الفضل قادیان ضلع گورداسپور

ملفوظات نور

مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کے فرمودہ کلمات ملفوظات جو وقتاً فوقتاً اخبار بدر میں
چھپتے رہے ہیں ایک رسالہ کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہیں قیمت ۸/
چٹھی مسیح مولویانہ چٹھی مسیح ابن مریم دل اتے اور سما
جواب پنجابی نظم مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب گڑھی قیمت ۱/
دلائل حقہ بر رذائل حقہ مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
پنجابی نظم حقہ پینے کے نقصان اور ممانعت از جانب مسیح موعودؑ
نہایت مدلل طور سے بیان کی ہے۔ ہر تینوں کتابیں متذکرہ
بالا ہر ایک تاجر کتب قادیان سے مل سکتی ہیں۔

احمدی و غیر احمدی میں کیا فرق ہے مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ نہایت عمدہ سفید کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۲/

لغات القرآن: جس میں تمام قرآن مجید کی لغتیں سلسلہ وار درج ہیں۔ قیمت ۱۲/

المشتھر شیخ رحیم بخش احمدی تاجر کتب مغل بازار امرتسر

ڈاکٹر ملازمت کا خواہاں ہے

ہمارے ایک تجربہ کار ڈاکٹر کسی ایسی جگہ ملازمت کے
خواہاں ہیں جو پنجاب میں ہو۔ اور جہاں کافی تعداد احمدیوں کی
ہو۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے کلکتہ میڈیکل کالج میں ڈریسر
اور سرجن دونوں امتحان پاس کئے ہیں۔ نیز چھ سالہ سرکاری
ملازمت کا تجربہ رکھتے ہیں۔ احمدی احباب ان کے لئے
خیال فرماکر دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

پشمی مال منگوانے کا سہل طریق

میں اپنے احمدی بھائیوں اور دیگر خواہشمند تاجروں کو
مطلع کرتا ہوں کہ اس وقت سردی کا موسم آرہا ہے۔
لوئیاں۔ پٹو۔ دھسے۔ نمدہ یار قندی۔ چھڑے۔
ہر قسم کا گرم مال۔ چادراں زنانہ۔ کستوری فی تولہ ۱۵/
زعفران فی تولہ۔ مومیائی ست سلاجیت اصلی فی تولہ ۲ روپے فی سیر ملے
میرا حقیقی فی تولہ عہ۔ علاوہ محصول ڈاک کچھ رقم پیشگی آنی ضروری ہے

تجرید بخاری اردو

صحیح بخاری اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کیجاتی ہے

مگر امام بخاری نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی ناتکمل و

نا تمام حدیثیں بھی درج کردی ہیں پھر عن فلاں و عن فلاں کی ترتیب نے کتاب

کو اور بھی طویل کردیا ہے جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔

الحمد للہ کہ نویں صدی ہجری میں علامہ حسین بن مبارک

زبیدی نے بکمال محنت پہلے تو بخاری کی مستند متصل حدیثوں کو یکجا کیا۔

اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے۔ چنانچہ علمائے عرب و شام نے مصنف کو اس کی سندیں عطا فرمائیں اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ اعلیٰ ڈیمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ جسے دیکھکر ظاہر بینوں کو حیرت ہو جاتی ہے۔ کہ اتنی بڑی کتاب کا اتنا مختصر انتخاب۔ عاشقان کلام رسول مقبول صلعم کے لئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ تمام فرمائشیں بنام۔

حجم سوا پانچسو صفحہ | مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کرشن و لیشاہ کے [illegible] | قیمت ۵ محصول ۸/

اصلی ممیرا ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا بتایا ہوا ہے آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا ہے کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ [illegible] پھولا۔ پڑبال سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند گکروں کیلئے اور موسم گرما میں آنکھیں دکھتی ہوں نا آنکھوں سے پانی ہر وقت بہتا ہو نظر بڑھانے کیلئے بہت مفید ہے۔ اور دیگر امراض چشم کیلئے بسیار مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عہ۔ اصلی ممیرا جیسکی قیمت ۵ روپیہ فی تولہ ہے۔ ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر پانی سرمہ کی طرح باریک پیسکر آنکھوں میں ڈالا جاوے یہ سرمہ خاصکر جنکی آنکھیں گرمی کی موسم میں دکھتی ہوں ان کیلئے بہت مفید و مجرب ہے۔ ترکیب استعمال صبح و شام دو وقت سلائی ڈالا کریں۔ آٹھ روز کے استعمال کے بعد فائدہ ثابت نہ ہوا تو سرمہ واپس کر کے قیمت واپس لے لیں

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان پنجاب

مست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع صرع مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح نافع بواسیر و جذام و استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و دق و تشنج خیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم و مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل و غیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں قیمت قسم اول عہ قسم دوم ۸ روپے فی تولہ۔

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید ہاشی۔ ریشمی اور سوتی۔ ٹسری۔ صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔ المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان پنجاب

گھڑیاں خریدنیکا سنہری موقع

اگر آپ جلسہ سالانہ سے پہلے گھڑیکا آرڈر بھیج کر پیشگی بھیجدیں تو اطمینانی گھڑی پارسل کے تمام اندیشوں سے بچکر آپ کے ہاتھ میں پہنچ سکتی ہے۔ حاجتمند وقت پر بھی خرید سکینگے۔ انشاء اللہ نیز جلسہ پر بڑی گھڑیاں دکھلانا بھی احباب کے لئے فائدہ مند ہوگا گھڑیوں کی فہرست وغیرہ پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

ایچ سجاد علی احمدی واچ میکر صدر بازار شاہجہانپور

سب اورسیری کی ملازمت چاہتا ہوں

میں نے لکھنؤ میں سب اورسیری کا امتحان پاس کیا ہے چار سال گورنمنٹ سروس کی ہے۔ اس لئے تجربہ بھی کافی ہے۔ سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔ محترم بھائیو ان جماعت کو اچھی ملازمت دلانے میں ساعی ہوکر عنداللہ ماجور ہوں

ط معرفت منیجر الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمانی شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ✽ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

فہرست

مدینۃ المسیح

اخبار احمدیہ

ہندوؤں اور گائے کے گوشت کھانے والے

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

صادق بٹالوی سے ایک حوالہ کا مطالبہ

نمبر ۴۵ | مورخہ ۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضل خدا اچھی ہے۔

ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی اے کامیاب تبلیغی دورہ سے واپس آگئے ہیں۔ ماسٹر صاحب نے سیالکوٹ کے ہزاروں لوگوں میں خوب اچھی طرح احمدیت کی تبلیغ کی۔ اور متعدد لیکچر دئے۔ جو بڑی دلچسپی سے سنے گئے۔

۵ اور ۶ دسمبر کی درمیانی رات کسی قدر بارش ہوئی۔ جو بہت مفید خیال کی جاتی ہے۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

تبلیغی دورہ

چار دن کی سرگذشت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

آنکھوں سے آنسو اور عزم

دوسرے دن صبح کو جماعت کے لوگوں کو وعظ کیا۔ اور چندوں میں باقاعدگی کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور امیر ابراہیم سے (جو ۱۰ شلنگ فی صاحب روزگار مرد سے ہر سال مطالبہ کرتا تھا۔ اور ان لوگوں سے جو ۲ شلنگ سالانہ دینے پر آمادہ ہیں۔ ناراض ہو رہا تھا) کہا کہ جو رقم کوئی شخص حسب استطاعت دے۔

قبول کرو۔ یہ اختلاف کم از کم یہ ظاہر کرتا ہے کہ انشاء اللہ یہ لوگ آہستہ آہستہ کچھ کرینگے۔ اور اخراجات مشن کی طرف سے لاپروا نہ رہینگے۔ بہر حال اس نصیحت کے بعد آیندہ کے سفر کی تیاری کرلی تھی۔ امیر ابراہیم بیچارہ باوجود کوشش اس امر میں کامیاب نہ ہو سکا۔ کہ چھکڑا حاصل کرسکے گیارہ میل کا سفر درپیش تھا۔ سخت گرمی تھی (اب میری حالت ایسی نہیں۔ کہ بٹالہ و قادیان کے درمیان پیدل سفر کرسکوں) اور سوائے پیدل سفر کوئی اور صورت نہیں۔ ابراہیم اپنے اوماہن کو اطلاع دے چکا ہے کہ اس کا واسٹ مین یکم اکتوبر کو اس سے ملنے آئیگا۔

یہاں ڈاکٹروں کی غیر ملکی لوگوں کو ہدایت ہے کہ پیدل بہت کم چلیں۔ ورنہ بخار کا اندیشہ ہے۔ ان سب حالات کو سامنے رکھتے سوچتے اور حالت شش و پنج میں بیٹھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۸ دسمبر ۱۹۲۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک ضروری اعلان

جلسہ پر آنیوالے احباب کے لئے

برادران جماعت احمدیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مَیں اس چٹھی کے ذریعہ سے آپ لوگوں کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور اُمید کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ خود بھی اس کے مضمون کو سمجھنے اور اسپر عمل کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور دوسرے احباب کو بھی اس کے مضمون پر آگاہ کرینگے۔

آپ لوگ جانتے ہیں۔ کہ ہمارا سلسلہ ایک رُوحانی سلسلہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اسے دنیا کی آئندہ اصلاح کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور یہ دوسری انجمنوں کی طرح کوئی انجمن نہیں ہے۔ پس اس میں شامل ہونیوالے کسی انجمن کے ممبر نہیں۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قیمتی امانت کے امانت دار ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ اس سلسلہ میں شامل ہونے والے احباب اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ اور اپنے کسی فعل میں اور اپنے کسی قول میں اس کو نظرانداز نہ کریں۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ بعض لوگ اس امر کو پوری طرح نہیں سمجھتے۔ اور دنیا کی رَو میں بہ جاتے ہیں۔ اور اپنے مقصد کو بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ میرے پاس شکایت پہنچی ہے۔ کہ ہمارے سالانہ جلسے کے اجتماع کے وقت جو ایک مذہبی جلسہ ہوتا ہے۔ اور جس کی غرض ایمان اور روحانیت کی ترقی اور دین کی خدمت کے وسائل پر غور کرنا ہے۔ بہت سے لوگ اس غرض کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ اور اسوقت ایسے ہی طریق کو اختیار کرتے ہیں کہ جو عام طور پر جہاں میں میلوں وغیرہ کے موقعوں پر مروج ہے۔ یعنے وہ اپنے اوقات کو بجائے عبادتوں اور مجاہدوں میں لگانے کے اور دین کی باتوں کے سننے کے اِدھر اُدھر پھرنے اور کھانے اور پینے میں صرف کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح ان کا قادیان آنا ایک میلہ میں شامل ہونے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ۔

اگر یہ سچ ہے۔ اور مجھے اپنی تحقیق کی بنا پر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض لوگوں کی نسبت یہ امر بالکل سچ ہے۔ تو کیسے افسوس کی بات ہے۔ اگر ہمارا جلسہ بھی آہستہ آہستہ دوسرے عُرسوں کی شکل اختیار کر لے۔ تو پھر ہم میں اور دوسرے لوگوں میں امتیاز کیا رہا۔ اور پھر ہم کیا اُمید کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام کا جھنڈا ہمارے ہاتھوں سے دُنیا میں گاڑا جاویگا یا یہ کہ ہم وصال الی اللہ کا مقام حاصل کرینگے۔ اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ لوگ میرے لیکچر کے وقت یا نمازوں کے وقت اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ مگر جو لوگ دوسرے وقتوں میں اپنے اوقات کو اِدھر اُدھر ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ ہر ایک بدی پہلے ایک بیج کی طرح ہوتی ہے۔ اور پھر ترقی کر کے درخت بن جاتی ہے۔ اگر وہ توبہ نہیں کرینگے۔ تو خطرہ ہے۔ کہ پھر وہ خلیفہ وقت کے کلمات کے سننے سے بھی محروم رہ جائینگے ۔

اسی طرح میں نے سُنا ہے۔ کہ بعض لوگ بجائے خدمت دین میں حصہ لینے کے اپنا روپیہ کھانے پینے کی چیزوں اور تحفہ تحائف خریدنے پر لگا دیتے ہیں۔ گو یہ باتیں اپنی ذات میں منع نہیں ہیں۔ لیکن جلسہ کو ان باتوں کا موقعہ ہرگز نہیں بنانا چاہیئے۔ ورنہ آئندہ آپ کے بچوں کے ذہن میں جلسہ میلہ کی حیثیت اختیار کر لیگا۔ جیسا کہ آجکل عام مسلمانوں میں عید ایک میلہ بن گئی ہے۔ اگر اپنے بچوں کو آپ اسوقت ایک میلہ کی شکل میں جلسہ دکھائینگے یا واپس جا کر ان پر ایسا اثر ڈالینگے۔ کہ وہ اسے ایک میلہ سمجھ لیں۔ تو بڑے ہو کر میلہ سے زیادہ ان کے دل میں جلسہ کی عظمت نہ ہو گی۔ اور وہ چیز جس کے لئے آپ نے اپنی جانیں اور مال قربان کر دیے ہیں۔ خود آپ کی اولاد ہی کے ہاتھ سے تباہ اور برباد ہو جائیگی۔ العیاذ باللہ۔

پس مَیں اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ قادیان آنے سے پہلے اس امر کو سوچ لیں کہ جلسہ پر جانے کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ اور جو احباب آویں۔ وہ اپنے اوقات کو وعظ و نصیحت کی باتوں کے سننے میں خرچ کریں۔ اور اپنے اموال کو بھی خدمت دین میں لگانے کی کوشش کریں اور اس خدائی کام کو ایک میلہ کی شکل میں تبدیل نہ کریں مَیں نے اس دفعہ منتظمین کو بھی یہ ہدایت کر دی ہے کہ نئی دوکانیں نکالنے کی اجازت نہ دیں۔ تاکہ کمزور طبع انسانوں پر دوکانوں کا نظارہ دیکھ کر ہی بُرا اثر نہ پڑے ہاں یہ انتظام کروا دیا گیا ہے۔ کہ شہر کے اندر اور دار العلوم میں ایک ایک دکان دودھ چائے وغیرہ کی موجود رہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو ۔

آخر میں ایک اور بات کی طرف بھی احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ چونکہ عورتوں کے جلسہ گاہ کے لئے ہم کوئی مناسب جگہ ابھی تک تجویز نہیں کر سکے۔ اور دیکھا گیا ہے کہ مسجد نور جلسہ کے لئے مناسب ہوتی ہے اور نہ کافی ہوتی ہے۔ اسلئے اگر قریب کے علاقوں کے احباب عورتوں کو اس امر پر راضی کریں۔ کہ وہ اس دفعہ جلسہ پر نہ آویں۔ اور یہ جا کر جلسہ کے حالات انکو سُنا دیں۔ تو مناسب ہو گا۔ جو خرچ اسطرح بچ جائے۔ وہ اسکو اشاعت اسلام میں خرچ کر کے اسوقت کی مالی مشکلات میں بھی مددگار ہو سکتے ہیں۔ مگر مَیں اس امر کو بطور حکم کے بیان نہیں کرتا۔ کیونکہ عورتوں کا بھی حق ہے۔ کہ وہ دین کی باتیں سُنیں۔ اور نہ مَیں دور کے احباب کو یہ مشورہ دیتا ہوں۔ کیونکہ ان کے لئے سال میں یہی ایک موقعہ آنے کا ہوتا ہے ۔

آخر میں مَیں احباب کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کو چاہیئے۔ کہ جہانتک ہو سکے۔ جلسہ پر آنے کی کوشش کریں۔ اور دوسروں کو بھی تحریک کریں۔ تاکہ ان کے ایمانوں کو تازگی اور یقین میں زیادتی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ

آپ کے ساتھ ہو ۔

خاکسار مرزا محمود احمد

نوٹ :۔ تمام پریذیڈنٹوں اور سکرٹریوں اور دوسرے احباب کو چاہیئے۔ کہ جہاں جہاں یہ اشتہار پہنچے جماعت میں سنادیں۔ اور اس کے مضمون کو دوسروں تک پہنچانے اور اس کی حقیقت پر انکو آگاہ کرنے کی کوشش کریں ۔

مرزا محمود احمد

معاہدۂ افغانستان اور مسلمانان ہند

گورنمنٹ ہند اور سلطنت کابل کے درمیان حال میں جو دوستانہ معاہدہ ہوا ہے اس نے مسلمانان ہند کے لئے گورنمنٹ کے متعلق اپنے طرز عمل پر غور کرنے کا ایک اور موقع مہیا کر دیا ہے۔ ہز مجسٹی امیر کابل ترکوں سے ہمدردی اور خلافت ترکی سے دلبستگی کا اظہار نہایت زوردار الفاظ میں کر چکے ہیں اور یہاں تک فرما چکے ہیں کہ خلافت ترکی کی حفاظت کے لئے اگر انہیں جان بھی دینی پڑے۔ تو دیدینگے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں خلافت ترکی کی حفاظت اور بہبودی کا خیال مسلمانان ہند سے کم نہیں۔ ایسی صورت میں ان کی گورنمنٹ ہند سے دوستانہ اتحاد قائم کرنا اور باوجود مسلمانان ہند کے روکاوٹ ڈالنے کے اس اتحاد کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ انہیں دوستانہ طریق سے گورنمنٹ سے جو کچھ منوا لینے کی توقع ہے وہ مخاصمانہ رنگ میں نہیں ہے۔ اور خلافت ترکی کی بھی اگر کوئی مدد کر سکتے ہیں۔ تو اسی طریق سے کر سکتے ہیں۔

پس جبکہ ایک ایسا والیٔ ملک جس کے تدبر اور دانشمندی کا اعتراف مسلمانان ہند نے کھلے طور پر کر چکے ہیں۔ اپنی اور خلافت ترکی کی بہتری گورنمنٹ ہند کے ساتھ دوستانہ تعلقات میں ہی سمجھتا ہے۔ تو وہ لوگ جنہیں نہ طاقت ہے نہ جمعیت ۔ وہ مخاصمانہ پہلو اختیار کرکے کونسے فائدہ کی توقع رکھ سکتے ہیں ۔

پھر یہ بات کہ مسلمان شرعی طور پر گورنمنٹ سے قطع تعلق کرنے پر مجبور ہیں۔ اس کی حقیقت بھی معاہدہ افغانستان نے ظاہر کر دی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ ایک خودمختار مسلمان حکمران سے موالات کر سکتا اور دوستانہ مراسم قائم رکھ سکتا ہے۔ اس سے اس کی رعایا کیوں موالات نہیں کر سکتی کیا تارک موالات مسلمان ہز مجسٹی امیر کابل اور ان کے علماء پر بھی وہی فتویٰ لگائینگے جو ترک موالات نہ کرنیوالوں کے لئے انہوں نے تجویز کر رکھا ہے ۔

ہندوا اور گائے کا گوشت کھانیوالے

ہندو مہاسبھا کے حال کے اجلاس میں ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے۔ کہ چونکہ گوری فوجوں میں گئو خوری ہوتی ہے۔ اس لئے ہندوؤں کو فوج میں نوکر ہونا گناہ ہے۔ اسپر الٰہ آباد کے ہندو اخبار لیڈر نے ہندوؤں کی تائید حق خلافت کا احسان جتاتے ہوئے لکھا کہ ۔۔

"اگر یہ دونوں قومیں (ہندو مسلم) گئو رکھشا کے لئے متحد ہو جائیں۔ تو ہم خیال کرتے ہیں کہ حصول سوراجیہ کے بغیر بھی فوج کے استعمال کی خاطر گئو مہیا بند کرنا ممکن ہو سکتا ہے۔ اور بہرحال یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ۷ کروڑ مسلمان ۶۰ یا ۷۰ ہزار برٹش فوجی سپاہیوں کی نسبت کم گئو ماس کھاتے ہیں"

اسپر آریہ سماجی اخبار "پرتاپ" لکھتا ہے:۔

"ہماری رائے میں اس دلیل میں بہت کچھ وزن ہے کہ اگر ۷ کروڑ مسلمان گئو ماس کھانا چھوڑ دیں تو گورہ افواج کے لئے گئوؤں کا ذبح کیا جانا فوراً بند کیا جا سکیگا"۔ (۱۶ر نومبر)

ان اقتباسات کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب ۶۰ یا ۷۰ ہزار گوروں کے گوشت استعمال کرنے کی وجہ سے ہندو گورنمنٹ کی ملازمت کو مہاپاپ جانتے ہیں۔ اور اس گورنمنٹ سے تعلق رکھنا گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ تو وہ لوگ (مسلمان) جو سات کروڑ ہوکر گوروں سے زیادہ گائیں کھاتے ہیں وہ کس سلوک کے مستحق ہونے چاہئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو لیڈر گائے کا گوشت ترک کرانے کو ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر ہندو صاحبان مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا پاپ سمجھتے ہیں۔

جن لوگوں کے گائے کا گوشت کھانے والوں کے متعلق یہ خیالات ہوں۔ اور ایسا طرز عمل ہو۔ ان کے متعلق بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ سوراجیہ ملنے پر وہ کیا کچھ کرینگے ۔

لشکر یاجوج ماجوج

ہم یاجوج اور ماجوج دلائل اور نشانات کی بنا پر انگریزوں اور روسیوں کو سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالف فرماتے ہیں اگر یہ ہوں تو کوئی عجوبہ نہیں۔ یاجوج ماجوج اس دنیا کی مخلوق ہی نہیں وہ ایک اور قطعہ میں جس کو اس زمین سے آہنی دیوار کے ذریعہ جدا کر دیا گیا ہے بستے ہیں۔ اور دن بھر دیوار کو چاٹتے رہتے ہیں۔ شام کیوقت جب دیوار ایک کاغذ کے برابر باریک رہ جاتی ہے تو وہ دوسرے دن پر بقیہ کام ڈالکر سو جاتے ہیں۔ مگر صبح کو ان کا کارکردہ ناکردہ ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ صدیوں سے اس شغل میں مصروف ہیں۔ ان کے کان اتنے بڑے ہیں کہ ایک کو اوڑھتے ہیں۔ اور دوسرے کو بچھاتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی عجائبات ہیں۔ جو ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ مگر "الراسخون فی العلم" جانتے ہیں کہ یہ افسانہ گو حقیقت سے کس قدر دور ہیں۔ خدا کے مسیح نے اس زمانہ میں اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا۔ اور بتا دیا کہ اکابر یورپ ہی یاجوج ماجوج ہیں۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ سمجھدار لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ پنجاب کے مشہور شاعر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے ۱۸ر نومبر کے زمیندار میں چند مختصر نظمیں بعنوانہائے مختلف حالات حاضرہ کے متعلق دلچسپ پیرائے میں لکھی ہیں۔ انہیں سے ایک جس کا عنوان "لشکر یاجوج وماجوج" ہے۔ حسب ذیل ہے :۔

محنت وسرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے

دیکھئے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون

حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز

ٹل نہیں سکتا "وقد کنتم بہ تستعجلون"

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام

چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف "ینسلون"

ان اشعار میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے بتایا ہے کہ قرآن کریم نے یاجوج ماجوج کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ من کل حدب ینسلون وہ یورپ کے لوگوں کے متعلق ہے اور سرمایہ اور محنت نے کیا فتنہ برپا کر رکھا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یاجوج ماجوج کوئی

[illegible]

استخارہ سفر کے متعلق

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

(جو حضور نے سیٹھ حاجی عبدالرحمن صاحب مدراسیؓ کو ایک خط میں لکھا تھا)

"امید ہے کہ بعد میں دو دن کے استخارہ مسنونہ کے جو سفر کیلئے ضروری ہے اس طرف کا قصد فرماویں۔ بجز استخارہ کے کوئی سفر جائز نہیں۔ ہمارا اس میں طریق یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ پہلی رکعت میں سورہ قل یا ایھا الکافرون پڑھیں یعنی الحمد تمام پڑھنے کے بعد ملاویں جیسا کہ سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ ملایا کرتے ہیں۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھ کر سورۃ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد ملاویں۔ اور پھر التحیات میں اخیر میں اپنے سفر کے لئے دعا کریں کہ یا الٰہی میں تجھ سے کہ تو صاحب فضل اور خیر ہے اور قدرت ہے۔ اس سفر کے لئے سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ تو عواقب امور کو جانتا ہے۔ اور میں نہیں جانتا۔ اور تو ہر ایک امر پر قادر ہے اور میں قادر نہیں۔ سو یا الٰہی اگر تیرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ سفر سراسر میرے لئے مبارک ہے۔ میری دنیا کے لئے میرے دین کے لئے اور میرے انجام امر کے لئے اور اس میں کوئی شر نہیں تو یہ سفر میرے لئے میسر کر دے اور پھر اس میں برکت ڈال دے۔ اور ہر ایک شر سے بچا۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ سفر میرا میری دنیا یا میرے دین کے لئے مضر ہے اور اس میں کوئی مکروہ امر ہے تو اس سے میرے دل کو پھیر دے۔ اور اس سے مجھ کو پھیر دے۔ آمین۔ یہ دعا ہے جو کی جاتی ہے۔ آجکل اکثر لوگ استخارہ سے لاپرواہ ہیں۔ حالانکہ وہ ایسا ہی سکھلایا گیا ہے جیسا کہ نماز سکھائی گئی ہے۔ سو یہ اس عاجز کا طریق ہے کہ اگر چہ دس کوس کا سفر ہو تب بھی استخارہ کیا جائے۔ سفروں میں ہزاروں بلاؤں کا احتمال ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ استخارہ کے بعد متولی اور متکفل ہو جاتا ہے اور اس کے فرشتے اس کے نگہبان رہتے ہیں جب تک کہ اپنی منزل مقصود تک نہ پہنچے۔ اگرچہ یہ دعا تمام عربی میں موجود ہے۔ لیکن اگر یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں کافی ہے۔ اور سفر کا نام لینا چاہیئے کہ فلاں جگہ کے لئے سفر ہے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم مکتوب نمبر ۱)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ارشاد

سوادیشی کے متعلق

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا۔ کہ مجھ سے کئی لوگ یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ کفایت شعاری کے طور پر اگر کھدر پہنا جائے۔ تو کیا حرج ہے۔

حضور نے اس کے جواب میں لکھایا "سب سے پہلے یہ دیکھا جائیگا کہ یہ سوال پیدا کس وقت ہوا ہے۔ آیا اس سوال کے اٹھنے کا باعث غربت اور قحط ہے۔ یا اور کوئی وجہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس سوال کے پیدا ہونے کا باعث غربت نہیں کیونکہ یہ ان لوگوں میں سوال پیدا نہیں ہوا۔ جو غریب ہیں۔ اگر غربت باعث ہوتی۔ تو یہ سوال غریبوں میں پیدا ہوتا۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہے۔ تو مسٹر محمد علی اور پنڈت موتی لال نہرو وغیرہ جیسے لوگوں کے دلوں میں۔ ان لوگوں کے لئے کھدر لور لٹھے کی قیمت کا سوال نہیں تھا۔ بلکہ سوراج اور خلافت کا سوال تھا۔

غربت ایسی چیز نہیں۔ جسکا علم دوسروں کے بتانے سے ہو۔ بلکہ وہ خود بخود محسوس ہوتی ہے۔ پس اس سوال کے پیدا ہونے کے بعد کھدر کا سوال دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو جس کے دل میں سوال پیدا ہوا۔ وہ اس پردہ میں دوسروں کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ یا اس کا دل خود اسکو دھوکا دیتا ہے۔ اس وقت ولایت سے کپڑے ملتے ہیں۔ جو کھدر سے زیادہ سستے ہیں۔ پس ہم کہینگے۔ کہ وہ پہنو۔ اگر سستے ہونیکا سوال ہے تو ولایت کے کپڑے کھدر سے زیادہ سستے ہیں۔"

"صادق پٹیالوی سے ایک حوالہ کا مطالبہ"

معزز ناظرین الفضل کو خوب معلوم ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے تا... لکھا اور دعوے کیا کہ حضور نے ایک جگہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت شکم آمنہ میں تھے تو فرشتہ نے کہا۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ میں نے کئی بار بعجز و الحاح و باادب و اخلاص ... اس کا حوالہ دریافت کیا مگر مولوی صاحب نے حوالہ نہ دیا۔ ابھی چند روز کی بات ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ تکفیر اہل قبلہ میں میں نے دیکھا۔ کہ حضرت خلیفہ اول نے اپنی غیر احمدی بھتیجی کا جنازہ پڑھا تو میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح) نے آپ کی اقتداء میں اس کا جنازہ ادا کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ اس بات کا کوئی گواہ پیش کر دیا جاوے حلف اٹھا کر کہ میں نے ایسا دیکھا ہے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب تاحال خاموش ہیں۔ اب پٹیالوی ماسٹر صادق علی نے "مکتب محمودی عدالت خانہ میں" کے عنوان سے پیغام صلح میں مضمون لکھا ہے اور نمبر ۱۹ صفحہ ۱۲ پر یہ عبارت لکھی ہے۔

"پہلے بھی میاں صاحب نے بڑی جسارت اور بیباکی سے کہہ دیا تھا۔ کہ جب کوئی شخص کسی مصیبت میں ہو تو میاں صاحب کو خط لکھکر لیٹر بکس میں ڈالدے اور ابھی خط میاں صاحب کے پاس نہیں پہنچا ہوگا۔ کہ اسکی مشکل آسان ہو جائیگی۔"

میں ماسٹر صادق علی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب مگر تاکید کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ تحریر جس رسالہ یا اخبار میں درج ہوئی ہے۔ یا جس خط میں۔ مہربانی فرما کر ضرور اس کا حوالہ مکمل عنایت فرمائیں۔ عبارت محررہ بالا سے ظاہر ہے کہ (۱) حضرت میاں صاحب نے خود لکھا ہے۔ (۲) اور اعلان کیا ہے۔ کہ جب کوئی شخص کسی مصیبت میں ہو تو خط لیٹر بکس میں ڈال دے۔ (۳) وہ خط ابھی مکتوب الیہ کو نہیں پہنچے گا۔ کہ مشکل آسان ہو جائیگی۔ یہی الفاظ اس تحریر میں موجود ہونے چاہئیں جو آپ نے لکھے اسی حوالہ کی دستیابی پر آپ کا صادق یا کاذب۔ حق و باطل پر ہونا معلوم ہو جائے گا۔ اکمل

سکرٹری صاحبان اطلاع

بخدمت جملہ سکرٹریان شاخہائے صدر انجمن احمدیہ

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ رپورٹ اپنی اپنی شاخ کی از اکتوبر ۱۹۲۰ء تا ۳۰ ستمبر ۱۹۲۱ء بہت جلد دفتر سکرٹری میں بھجوا دیں۔ کیونکہ جلسہ بہت قریب ہے

خلیفہ رشید الدین جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

"او مخالف! تجھے قرآن کا دیدار بھی ہے"

نظم ذیل ایک مروی صاحب کی ایک نظم کے جواب اور اسکی حقیقت کے اظہار میں جو اخبار "نجات" بجنور مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں بتائید ترک موالات نصاریٰ درج ہے لکھی گئی ہے۔ مولوی صاحب نے اپنی نظم میں موالات نصاریٰ کو وعدہ روز ازل کے خلاف قرار دیکر علی رؤس الاشہاد اپنی کلام خود اپنی لاواقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ تعجب ہے کہ خالق انسان تو صاف فرماتا ہے کہ لَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ یعنی اے رسول تو مسلمانوں کیلئے دوستی کے حق میں نصاریٰ کو سب سے زیادہ قریب پائیگا۔ مگر ان کے نزدیک مسلمانوں میں عداوت نصاریٰ کا بیج ازل سے ہی بو دیا گیا ہے۔ افسوس! فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا (اس زمانہ میں جاہل مفتی بے علمی سے فتویٰ دینگے جس سے خود بھی گمراہ ہونگے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے) (الحدیث)۔ کیا اب بھی مسلمانوں کو اس ہادی کی ضرورت نہیں جو **حکم و عدل** ہو کر ان کی صحیح راہنمائی کیلئے عین ضرورت پر نازل ہوا۔ اور جسکا قدرے ذکر ایک اشعار ذیل میں بھی آگیا ہے۔

جو مسلمان ہے، دیندار، حیادار بھی ہے
اور مومن ہے، وہ قرآں کا فدا کار بھی ہے

صاف ہے حکم موالات نصاریٰ کے لئے
او مخالف! تجھے قرآن کا دیدار بھی ہے

اپنے محبوب سے فرماتا ہے رب العزت
سورۃ المائدہ میں اسکا تو اظہار بھی ہے ق

کہ مودۃ میں نصاریٰ ہیں قریبِ مسلم
اور عداوت میں سوا مشرک لاچار بھی ہے

جس کے سینے میں ہے۔ یاں غیرتِ دینی باقی
اور اسلام سے کچھ جس کو سروکار بھی ہے ق

فیصلہ خالق فطرت کا وہی مانے گا
باحمیت ہے جو اور صاحب ابصار بھی ہے

دعویٔ حب خدا کرتا ہے تو کس منہ سے
گر اطاعت سے اولوالامر کی انکار بھی ہے

جب اولوالامر کا باغی ہے تو ہے کب مسلم
منہ سے اللہ دنی کا تجھے اقرار بھی ہے

تجھکو اسلام سے مطلب نہیں ہے کچھ کام
نعرۂ کفر تراشا ہر گردار بھی ہے

فخر ہے مدت مرحومہ میں ہونے کا عبث
گر حکومت سے رہا اسطرح غدار بھی ہے

کتنے صدیقی ہیں اور نام کے فاروقی ہیں
کوئی انصاری ہے لیکن کوئی دیندار بھی ہے؟ ق

ٹھیک فرمایا یہ پیشینے کہ ہے واقف راز
گھر کا بھیدی "بھی ہے" اور انکا طرفدار بھی ہے

آئیے ہم اس کو بتائیں وہ گروہ مسلم
دامنِ خیر ہے جو۔ دین کا انصار بھی ہے

قادیاں جاکے اس احمد کی جماعت دیکھے
جو کہ مہدی بھی ہے عیسیٰ بھی ہے اوتار بھی

حامل حکم شریعت ہے حقیقت میں یہی
اور روحانی خلافت کی یہ حقدار بھی ہے

اسکا سردار ہے وہ فضل عمر پاک امام
نصرت دین میں ہر وقت جو سرشار بھی ہے

ترک کیونکر ہو خلیفہ ترا اے مسلم ہندا
وہ مہاجر نہ قریشی ہے نہ انصار بھی ہے

شورش اہل ہوا سے نہیں کچھ خوف ہراس
گروہ قرب مسیحا کا تو رہوار بھی ہے

کسطرح پورا ہوا میرے مسیحا کا کلام
روس میں زار کا اب کوئی عزادار بھی ہے؟

یہ ہے مامور زمانہ کی عداوت کا وبال
"جیلخانہ بھی ہے۔ زنجیر بھی ہے دار بھی ہے"

کیسے آساں ہو نذیر ان کا مسلماں ہونا
کفر سے پیار ہے اور مہدی کا انکار بھی ہے

خاکسار
نذیر محمد خاں احمدی ہیڈ ماسٹر سکینڈری سکول گنا
سکا ضلع ہمیر پور۔

مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام کے متعلق جناب مفتی صاحب کا عقیدہ

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ۱۴ مارچ ۱۹۰۸ء کے پرچہ اخبار بدر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں ایک مولا بخش صاحب رئیس گوراں کے اس سوال کے جواب میں کہ "کیا حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہیئے؟" لکھا کہ

"خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے۔ ایک شخص آدم سے لیکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے۔ درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح بن مریم ہی سہی) نہیں مانتا۔ کہتا ہے۔ وہ تو کافر تھا۔ بتلاؤ۔ وہ شخص یہودی کہلائیگا یا مسلمان۔ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے۔ اسکا کیا حشر ہوگا۔ آپ ہی بتلائیے مگر انصاف شرط ہے" کیا غیر مبایعین اس حوالہ پر غور کرینگے۔

خاکسار محمد اسمٰعیل

موپلوں میں تبلیغ احمدیت

اراکین انجمن احمدیہ سیلون نے فیصلہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۲۲ء سے مالاباری زبان میں ایک اخبار جاری کیا جاوے جس میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق تبلیغی مضامین اور غیر مذاہب کے اعتراضوں کے جواب ہوں۔ سردست مہینہ میں دو بار شائع ہوا کریگا۔ اور حجم ۸ صفحہ ہوگا۔ اور اس اخبار کے ذریعہ عام طور پر مالابار اور خاص کر موپلوں میں تبلیغ کی جائیگی اور یہ احباب مالابار کے معزز احباب کی کوشش سے جاری کرنیکا انتظام ہوا ہے۔ جس میں خاص طور پر شکریہ کے قابل مکرمی ای عبدالقادر رکھی آف نگون اور احمد آف کالیکٹ اور ای عبدالرزاق صاحب کلی بالا ہیں جیساکہ کنانور میں۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔ اور انکی ہمتوں میں برکت عطا فرما دے۔ جو دوست اس اخبار کے

درمیان راولپنڈی اور مری انڈس

سٹیشن ہائے		نمبر ۳۱-اپ ۲۲ ڈاؤن	سٹیشن ہائے		نمبر [illegible] ۳۲
		گھنٹہ - منٹ			گھنٹہ - منٹ
راولپنڈی	روانگی	۱۹ - ۴۵	مری انڈس	روانگی	۲۱ - ۴۴
باسل	آمد	۲۲ - ۳۰	داؤدخیل	آمد	۲۱ - ۵۲
	روانگی	۲۳ - ۴۰		روانگی	۲۲ - ۱۱
جنڈ	آمد	۰ - ۵۰	جنڈ	آمد	۲ - ۲۷
	روانگی	۱ - ۱۴		روانگی	۲ - ۳۱
داؤدخیل	آمد	۵ - ۳۵	باسل	آمد	۳ - ۵۱
	روانگی	۵ - ۵۵		روانگی	۳ - ۵۶
مری انڈس	آمد	۶ - ۱۵	راولپنڈی	آمد	۵ - ۴۰

درمیان پشاور۔ کیمبل پور۔ کندیاں اور ملتان

نمبر ہائے ۶۴-ڈاؤن اور ۶۵-اپ کے اوقات بطریق مندرجہ ذیل بدلے جائیں گے

سٹیشن ہائے		نمبر ۶۴ ڈاؤن پسنجر	سٹیشن ہائے		نمبر ۶۴ ڈاؤن پسنجر
		گھنٹہ - منٹ			گھنٹہ - منٹ
پشاور	روانگی	۲۰ - ۴۵	کندیاں	آمد	۸ - ۳۷
	آمد	۲۱ - ۵۵		روانگی	۹ - ۲
کیمبل پور	آمد	۲۱ - ۵۵	دریاخاں	آمد	۱۱ - ۳۲
	روانگی	۲۲ - ۴۰		روانگی	۱۱ - ۴۴
باسل	آمد	[illegible] - ۴۸	[illegible]	آمد	۱۵ - ۱۷
	روانگی	۰ - ۳۳		روانگی	۱۵ - ۲۷
جنڈ	آمد	۲ - ۷	شیر شاہ	آمد	۱۸ - ۴۴
	روانگی	۲ - ۳۲		روانگی	۱۸ - ۵۹
داؤدخیل	آمد	۶ - ۴۴	ملتان چھاؤنی	آمد	۱۹ - ۲۷
	روانگی	۶ - ۵۹			

سٹیشن ہائے		نمبر ۱۵ اپ پسنجر	سٹیشن ہائے		نمبر ۱۵ اپ پسنجر
		گھنٹہ - منٹ			گھنٹہ - منٹ
کندیاں	آمد	۱۸ - ۳۵	باسل	روانگی	۳ - ۱۰
	روانگی	۱۹ - ۵	کیمبل پور	آمد	۴ - ۳۵
جنڈ	آمد	۱ - ۹		روانگی	۵ - ۲۵
	روانگی	۱ - ۲۵	پشاور	آمد	۱۰ - ۱۲
باسل	آمد	۱ - ۵۰			

نمبر ۱۲-ڈاؤن لوکل ٹرین کا چلنا از مری انڈس تا کندیاں منسوخ ہو جائیگا۔

نمبر ۲۴-ڈاؤن اور ۲۳-اپ لوکل ہائے مری انڈس اور کندیاں کے درمیان باوقات ذیل چلیں گی۔

سٹیشن ہائے		نمبر ۲۴ ڈاؤن	سٹیشن ہائے		نمبر ۲۳ اپ
		گھنٹہ - منٹ			گھنٹہ - منٹ
مری انڈس	روانگی	۲۰ - ۱۵	کندیاں	روانگی	۴ - ۵۴
داؤدخیل	آمد	۱۸ - ۳۳	داؤدخیل	آمد	۶ - ۴۰
	روانگی	۲۰ - ۳۸		روانگی	۶ - ۵۷
کندیاں	آمد	۲۲ - ۳۴	مری انڈس	آمد	۷ - ۱۵

نمبر ۱۵-اپ لوکل داؤدخیل سے ۲۲ بجکر صفر منٹ پر چلے گی۔ اور مری انڈس میں ۲۲ بجکر ۱۸ منٹ پر پہنچے گی۔

درمیان لاہور۔ شورکوٹ اور جھنگ

سٹیشن ہائے		۲۵-۲-۳۹ پسنجر	سٹیشن ہائے		۲۵-۲-۳۹ پسنجر
		گھنٹہ - منٹ			گھنٹہ - منٹ
لاہور	روانگی	۱۰ - ۴۰	شورکوٹ روڈ	آمد	۱۹ - ۵
چیچوکی ملیاں	آمد	۱۱ - ۴۰		روانگی	۲۰ - ۱۵
	روانگی	۱۲ - ۰	جھنگ	آمد	۲۱ - ۵۰
			گھمیانہ		

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈائری

(۱۳ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

راگ سے فطرت میں مناسبت ہے خوش الحانی سے دربار خلافت میں ایک پنجابی نظم پڑھے جانے پر جب خاندان مسیح موعود کے چند چھوٹے بچے مسجد آ گئے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ نہایت بچپن میں بھی بچہ نظم کو پسند کرتا ہے۔ اگر بچہ رو رہا ہو اور اسکے سامنے خوش آوازی سے نظم کی طرح کچھ پڑھا جائے تو وہ رونا بند کر دے گا۔

فرمایا انسانی بناوٹ اس قسم کی ہے کہ راگ کے مقابلہ میں اس کے اندر بھی ایک لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب دونوں لہریں مل جاتی ہیں۔ تو بعض انسانوں کو وجد آ جاتا ہے۔ اور غیر جاندار چیزوں میں بھی یہ لہر پیدا ہوتی ہے۔ اگر ان کی لہر اور راگ سے جو لہر پیدا ہوتی ہے۔ دونوں شدت سے مل جائیں تو وہ چیزیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ولایت میں اسی طرح ایک پل ٹوٹ گیا تھا۔ فوج جب چلتی ہے تو اس کے قدموں سے ایک خاص آواز پیدا ہوتی ہے۔ ایک فوج اسی خاص رفتار سے ولایت کے ایک پل پر سے گذر رہی تھی۔ کہ دفعتاً پل ٹوٹ گیا۔ اور بہت آدمی دریا میں گر گئے۔ تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا۔ کہ جہاں فوج کے قدموں سے ایک آواز پیدا ہو رہی تھی۔ وہیں پل کے اندر بھی ایک لہر پیدا ہو گئی۔ جب دونوں آوازیں مل گئیں تو ان کا ایسا زور ہوا کہ پل ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ پل پر سے گذرتے ہوئے فوج کی ترتیب کو مد نظر نہیں رکھنا چاہیئے۔

فرمایا اسی لئے صوفیاء نے راگ کو پسند نہیں کیا۔ کیونکہ اسکا تعلق روح سے نہیں۔ بلکہ نفس سے ہے اگر عمدہ مضمون کی بجائے گالیاں اسی خوش آوازی سے پڑھی جائیں تو بھی انسان کو وجد آ جائیگا۔

عملیات کے نقصان عملیات کے ذکر میں فرمایا کہ لوگوں کی بالعموم ادھر توجہ ہوتی ہے۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ بے محنت سب کچھ مل جائے۔ یہ بھی ایک جوئے کی قسم ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طبائع میں جوئے کا میلان ہوتا ہے۔ جس طرح جوا باز بغیر محنت کے روپیہ حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح عملیات پڑھنے والے چاہتے ہیں کہ عمل پڑھیں اور فوراً روپیہ مل جائے۔ فرمایا اخبارات میں جو عملیات کے اشتہارات نکلتے رہتے ہیں۔ یہ بہت ہی تباہی کا موجب ہوتے ہیں۔

فرمایا بخارا کی حکومت مسلمانوں سے ان عملیات کی بدولت ہی کھوئی گئی تھی۔ روس نے جب حملہ کیا۔ تو علماء لمبے لمبے بانس لیکر میدان میں آ گئیں پڑھتے ہوئے کہ جب ہم وہاں پہنچینگے تو فوراً روسی توپوں کے منہ بند ہو جائینگے۔ مگر توپوں پر کوئی اثر نہوا۔ اور وہ ھذا سحر عظیم ھذا سحر عظیم کہتے ہوئے بھاگے۔

عملیات کے باعث کام کرنے کی طاقت ماری جاتی ہے۔ کیمیا بھی انہی عملیات میں داخل ہے۔

حضرت خلیفۃ اول مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص کو کسی نے عمل بتایا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ جب یہ عمل کرنے لگو تو بندر کا خیال نہ کرنا۔ اب جب وہ عمل کرنے بیٹھے تو ساتھ ہی بندر کا بھی خیال آ جائے۔ وہ شخص کہے کہ افسوس عمل تو بہت اچھا تھا۔ مگر بندر کا خیال آ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بتانے والے کی شرارت تھی کہ یہ کہا ورنہ بندر کا خیال ایسا خیال نہ تھا جو ہر وقت انسان کے پیش نظر رہتا ہو۔ اس نے عمل کی بیہودگی اور لغویت کو چھپانے کے لئے ایسا کہا تھا۔ کہ اس کا خیال ادھر بٹ جائے۔

ایک فلاسفر کا قول ہے۔ کہ انسان کے دماغ اور بندر کی ایک سی حالت ہے۔ جس طرح بندر ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھ سکتا۔ اسی طرح انسانی دماغ بھی ایک جگہ ٹک نہیں سکتا۔

قرآن کریم میں عمل حب فرمایا قرآن کریم نے حب کا عجیب عمل بتایا ہے۔ فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری (آنحضرت کی) پیروی کرو اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔ اور سر چشمہ محبت تمہارے ہاتھ میں آ جائیگا۔ افسوس ہے کہ لوگ اس اعلیٰ عمل حب اور سر چشمہ محبت کو چھوڑ کر ادھر ادھر پھرتے ہیں۔

ملکی ہلچل سول نافرمانی کے رزولیوشن کے متعلق فرمایا۔ کہ ان لوگوں کا اصل منشا یہ ہے کہ گورنمنٹ کو دو باتوں میں سے ایک میں جلائیں۔ پرنس آف ویلز اب آ رہا ہے اگر گورنمنٹ نرمی کریگی تو پرنس کے چھ ماہ کے قیام ہند کے عرصہ میں یہ تحریک بہت مضبوط ہو جائیگی۔ اور اگر سختی کریگی تو گورنمنٹ جو یہ ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ ملک میں امن ہے وہ نہیں ہو سکیگا۔ کیونکہ جب ہر جگہ شورش ہوگی تو ہر جگہ فوجیں رکھنی پڑینگی اور چاروں طرف توپیں اور مشین گنیں نظر آئینگی۔ اور شہزادہ کے دل پر اس کا اچھا اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور شاہی خاندان کے ممبر پر یہ اثر پڑنا گورنمنٹ کے حق میں اچھا نہیں ہو سکتا۔

(۱۴ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

ہندوستان ایشیا کے دیگر ممالک کے مقابلہ میں ہندوستان کی دیگر ایشیائی ممالک کے مقابلہ میں حالت کے ذکر میں فرمایا۔

اگر کوئی ملک اچھی حالت میں ہے تو ہندوستان ہے۔ جاپان کی حالت مختلف ہے۔ ایک تو یورپین وہاں اس وقت پہنچے جبکہ دنیا جاگ چکی تھی (۱۸۶۰ء میں) دوسرے اس کے قریب ایک اور قوم آباد ہے۔ جو کسی دوسرے ملک پر قبضہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اور وہ قوم امریکن قوم تھی۔ اس لئے جاپان کی حالت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا باقی اور جس قدر ایشیائی ممالک ہیں۔ ان سب کی حالت بدتر ہے۔ مثلاً چین ہی ہے۔ علم میں۔ معاشرت میں تمدن میں پیچھے ہے۔ افغانستان۔ عرب۔ ایران ترکی وغیرہ ان سب کی یہی حالت ہے۔ آج دنیا میں سائنس اور فلسفہ کو بڑا درجہ حاصل ہے۔ ہندوستان میں ایسے لوگ ہیں جن کی سائنٹفک تحقیقات اور فلسفیانہ تصانیف کو تمام یورپ عزت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور یہاں ایسے لوگ ہیں جن کی تحقیقات اور فلسفہ کی دنیا میں تعظیم کی جاتی ہے۔ چنانچہ مسٹر بوس نے سائنس میں جو تحقیقات کی ہے۔ یورپ نے اس کے متعلق کہا ہے۔ کہ یہ جدید تحقیقات ہے۔ اور علمی حالت میں دیکھیں تو ٹیگور کو یورپ مانتا ہے۔ انتظامی سہولت کے لحاظ سے ہندوستان میں جو سامان ہیں وہ باقی کسی ایشیائی ملک میں نہیں۔ مال کے لحاظ سے دیکھیں تو ہندوستان میں بڑے بڑے تاجر ہیں۔ اور اتحاد قومی کی روح بھی ہندوستان میں زیادہ ہے۔ ریل اور ڈاک کی سہولت ہندوستان کے علاوہ اور

ایشیائی ممالک میں نادر ہے۔ اسکو غلامی کہو یا کچھ اور مگر یہ باتیں اسی لئے نہیں ہوئیں۔ اور یہ باتیں اس وقت ہوئیں۔ جب کہ ہندوستان میں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے والے موجود ہیں۔ صلح کی یہ رنگ ہندوستان کی اقوام میں بیرونی قوم کی حکومت ہے۔ اور یہ احساس تو نہیں اس بیرونی قوم کی آمد سے پیدا ہوا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو یہاں بھی آپس میں قتل و غارت ہوتی جو حالت اقوام اور مذاہب کی ہندوستان میں ہے وہ اور کسی ایشیائی ملک میں نہیں۔ ان کو صلح کا خیال دلانے والی بیرونی حکومت ہے۔ اگر وہ اٹھ جائے تو ہندوستانیوں کی یہ حالت نہیں کہ صلح کو برقرار رکھ سکیں۔ دیگر ممالک مثلاً شام ہی ہے اس میں صرف عیسائی اور مسلمان ہیں۔ ان میں جھگڑے کی اتنی باتیں نہیں جتنی یہاں ہیں۔ پس یہاں فتنہ کے سامان سب اندرونی ہیں اور صلح کے سبب بیرونی اس کے باوجود جو ترقی ہندوستان نے کی ہے وہ اور کسی ایشیائی ملک کو نصیب نہیں۔

(۱۶ نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز مغرب)

حضرت مسیح کے حج والی حدیث

سوال کیا گیا۔ کہ حضرت مسیح کے حج کرنے کا جس حدیث میں ذکر ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے

فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئندہ کے متعلق جتنی باتیں ہیں۔ وہ کشف اور رویا ہیں۔ اور رؤیا دو صورتیں رکھتی ہیں یعنی اصل رنگ میں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ اور تاویل کے طور پر بھی اور اس کا پتہ واقعہ کے وقت لگتا ہے کچھ حصہ اصلی رنگ میں پورا ہوتا ہے۔ اور کچھ تاویلی رنگ میں۔ اب اصلی رنگ میں پوری ہونے والی باتوں نے بتا دیا ہے۔ کہ یہی زمانہ مسیح موعود کے ظہور کا ہے۔ اور اس کے بعد یہ سوال نہیں رہ جاتا۔ کہ فلاں فلاں حدیث کے رو سے حضرت مرزا صاحب سچے نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ظاہری الفاظ کے مطابق پوری نہیں ہوئیں۔ بلکہ اس طرح یہ سوال آ پڑیگا۔ کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹے تھے۔ کیونکہ دوسرے دلائل سے یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ یہی زمانہ مسیح موعودؑ کا ہے۔ مگر وہ حدیثیں پوری نہیں ہوئیں۔ جب سورج نکل آئے۔ اور پھر کسی کو نظر نہ آئے تو اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ بادلوں میں چھپا ہوا ہو۔ اور دوسرے یہ کہ آنکھ میں نقص ہو جو دیکھ نہ سکتی ہو۔ اسی طرح جب مسیح موعودؑ کے زمانہ کی اور علامتیں اور نشان پورے ہو گئے ہیں۔ تو ان احادیث کے متعلق اگر ان کے ظاہری معنے ہی لینگے تو یا تو یہ کہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ جھوٹے ہیں یا یہ کہ حدیثیں جھوٹی ہیں۔ ان میں سے جو بات بھی مخالفین پسند کریں۔ اختیار کر لیں۔ کیونکہ ہمارا مقصد ان احادیث کے بغیر بھی ثابت ہے۔ پس اگر یہ حدیثیں سچی ہیں۔ تو اسی صورت میں کہ ان کی تاویل کی جائے۔ اور اگر سچی نہیں۔ تو انہیں سچا ثابت کرنا ان کا بھی فرض ہے۔ لیکن بات یہی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آئندہ کے متعلق جو باتیں بتائی ہیں۔ وہ رویا ہیں۔ اور رویا بالعموم تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ چنانچہ علم الرویا سے یہی ثابت ہے کہ ۹۹ فیصدی رویا کی تاویل ہوتی ہے۔ ورنہ اگر رویا اصلی رنگ میں زیادہ پوری ہوتیں۔ تو علم الرویا والے کسی رویا کے متعلق بیان کرتے ہوئے پہلے یہ لکھتے۔ کہ جس طرح دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح واقع میں ہو جاتا ہے۔ کہ ایسی بات کو عموماً وہ پیچھے رکھتے ہیں۔ اور مخفی معنے اور مطلب پہلے بیان کرتے ہیں۔ تو رویا تعبیر طلب ہوتی ہے۔ پس جب رسول کریم کا یہ کلام رویا ہے۔ تو اس کا اکثر حصہ تعبیر طلب ہوا۔ اور اسی طریق سے اس کا مطلب بیان کیا جائیگا۔ لیکن ہمارے مخالفین کہتے ہیں۔ رویا میں ۹۹ فیصدی اصل الفاظ کے مطابق دکھاؤ۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت یوسفؑ اور قیدیوں کی اور تین چار اور رویا کا ذکر ہے۔ ان کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان کا زیادہ حصہ اصل رنگ میں پورا ہوا۔ یا تعبیر کے طور پر۔ حضرت ابراہیمؑ نے کیا بیٹا ذبح کیا تھا۔ اسی طرح حضرت یوسفؑ کو کیا فی الواقع سورج نے سجدہ کیا تھا۔ اور کیا اصحاب السجن میں سے ایک نے جس رنگ میں رویا دیکھی تھی اسی طرح پوری ہوئی تھی۔ البتہ ایک کی کسی حد تک اسی طرح پوری ہوئی تھی۔

فرعون کی رویا بھی اصل رنگ میں نہیں پوری ہوئی تھی تو اتنی رویا میں سے ایک اصل رنگ میں پوری ہوئی۔ اسی کے مطابق رسول کریم کی رویا کو دیکھ لیا جائے۔ اگر وہ بھی اسی نسبت سے اصلی الفاظ میں پوری ہو جائیں تو قرآن کریم کے رو سے ان سب کو ماننے میں کسی کو عذر نہ ہونا چاہیئے۔ حالانکہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ قرآن میں جس ایک رویا کے پورا ہونے کا ذکر ہے۔ وہ ایک بھی کسی نسبت کے لحاظ سے بیان نہیں کی گئی۔ کہ اتنی رویا تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ اور ایک اصل الفاظ میں پوری ہوتی ہے۔ بلکہ وہ صرف مثال کے طور پر ہے۔ کہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ پھر اس کے بھی الفاظ یہ ہیں۔ کہ اَعْصِرُ خَمْرًا۔ حالانکہ دربار میں شراب نہیں بنائی جاتی۔ بلکہ بنی بنائی لائی جاتی ہے۔ یہ حصہ بھی اس کا تعبیر طلب ہے۔

پس جب رویا کا قلیل حصہ اصل شکل میں پورا ہوتا ہے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان حدیثوں کو بھی جن میں آئندہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اسی رنگ میں دیکھنا چاہیئے۔

مسیح موعود کے طواف کعبہ کرنے والی حدیث کے کئی ایک ایسے ٹکڑے ہیں۔ جن کے ہمارے مخالفین خود تعبیریں کرتے ہیں۔ مثلاً بالوں سے پانی ٹپکنے کی یہی تعبیر کرتے ہیں۔ پھر دجال کے طواف کرنے کی بھی تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے متعلق کہاں لکھا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خواب دیکھی۔ مگر جو مطلب لیا جاتا ہے وہ خواب ہی سمجھ کر لیا جاتا ہے۔

پس یہ حدیث بھی رسول کریم کی رویا ہے۔ اور اس کی تعبیر کیجائیگی اور حضرت مسیح موعودؑ کے حج کرنے کا مطلب آپ کی کامیابی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مسلمان ہونے کے متعلق مباحثہ

عرض کیا گیا۔ کہ مخالفین مباحثات میں یہ سوال اٹھایا کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کے مسلمان ہونے پر بحث کرو۔ اس کے متعلق کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔ جتنے رسول آئے ہیں۔ ان کے متعلق یہی سوال اٹھایا گیا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ایک نشان ہے۔ ان لوگوں سے پوچھنا چاہیئے۔ تم یہ بتاؤ کہ نبی کافر ہوتا ہے۔ یا مسلمان۔ اگر کافر بھی نبی ہوتا ہے۔ تو بیشک حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر بحث کرنے سے یہ بحث حل نہ ہوگی۔ لیکن اگر نبی مسلمان ہوتا ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا ثبوت دینے سے یہ خود بخود حل ہو جائیگی۔ اس لئے اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے ✦

درمیان وزیر آباد - لائلپور اور خانیوال

نمبر ۴۴ - ڈاؤن لائلپور وزیر آباد سے ۹ بجکر صفر منٹ کی بجائے ۹ بجکر ۴۱ منٹ پر روانہ ہوگی - اور لائلپور میں ۱۰ بجکر ۴۰ منٹ پر پہنچے گی - اور وہیں ختم ہو جائے گی -

اسی طرح نمبر ۵ - اپ شورکوٹ روڈ سے چلنے کی بجائے لائلپور سے چلا کرے گی - وہ لائلپور سے ۱۹ بجکر ۳۰ منٹ پر روانہ ہوگی - اور وزیر آباد میں صفر بجکر ۲ منٹ پر پہنچے گی -

نمبر ۴۴ - ڈاؤن پسنجر جو لاہور سے لائلپور میں ۱۴ بجکر ۴۱ منٹ پر پہنچتی ہے - شورکوٹ تک چلا کرے گی - وہ لائلپور سے ۱۵ بجکر صفر منٹ پر روانہ ہوگی - اور شورکوٹ روڈ میں ۱۹ بجکر ۲۰ منٹ پر پہنچے گی - اسی طرح نمبر ۳۹ - اپ لائلپور سے چلنے کی بجائے شورکوٹ سے چلا کرے گی - وہ شورکوٹ سے ۱۰ بجکر ۳۰ منٹ پر روانہ ہوگی - لائلپور میں ۱۳ بجکر ۴۳ منٹ پر پہنچے گی - اور وہاں سے اب کی طرح لاہور کی طرف ۱۴ بجکر ۵ منٹ پر روانہ ہوگی -

نمبر ۳۵ - اپ پسنجر شورکوٹ روڈ سے اب کی طرح ۳ بجکر ۱ منٹ پر روانہ ہوکر لائلپور میں ۶ بجکر ۳۰ منٹ پر پہنچے گی - اور وہاں سے ۶ بجکر ۵۰ منٹ پر روانہ ہوکر وزیر آباد میں ۱۱ بجکر ۳۴ منٹ پر پہنچے گی -

نمبر ۳۴ - اپ ۶۰ ڈاؤن پسنجر لائلپور سے ۸ بجکر ۲ منٹ کی بجائے ۸ بجکر ۲۵ منٹ پر چلے گی - اور سانگلہ ہل کے راستہ چلکر لاہور میں اب کی طرح ۱۲ بجکر ۲ منٹ پر پہنچے گی -

درمیان فیروزپور - جالندھر اور ہوشیارپور

نمبر ۴۰ - ڈاؤن پسنجر لوہیاں خاص سے ۶ بجکر ۳ منٹ پر روانہ ہوکر جالندھر شہر میں ۸ بجکر ۲ منٹ پر پہنچے گی -

ہوشیارپور کو صبح جانیوالی ٹرین جالندھر شہر سے ۶ بجکر ۵۵ منٹ پر روانہ ہوگی - اور ہوشیارپور ۹ بجکر ۴۴ منٹ پر پہنچے گی -

نمبر ۴۳ - اپ ہوشیارپور سے ۷ بجکر ۲ منٹ پر روانہ ہوکر جالندھر شہر میں ۹ بجکر صفر منٹ پر پہنچے گی -

ہوشیارپور سے ۴ بجکر ۵ منٹ پر چلنے والی ٹرین منسوخ ہو جائے گی - اور ایک ٹرین جو ہوشیارپور سے ۱۶ بجکر صفر منٹ پر روانہ ہوکر جالندھر شہر میں ۱۹ بجکر ۵ منٹ پر پہنچا کرے گی اس کی بجائے ۱۸ بجے کی جائے گی -

درمیان پھگواڑہ - راہوں - اور جالندھر شہر

نمبر ۱۸ - اپ جہاں سے بھیروں سے ۱۹ بجکر ۱۵ منٹ پر روانہ ہوتی ہے - ۱۵ بجکر ۴ منٹ پر روانہ ہوگی - اور بھیروں میں ۲ بجکر ۵۵ منٹ پر پہنچے گی - وہاں سے ۱ بجکر ۱۰ منٹ پر چلے گی - اور جالندھر شہر میں ۱ بجکر ۵ منٹ پر پہنچے گی -

درمیان جاکھل اور حصار

نمبر ۳۴ - اپ پسنجر حصار سے اسی طرح ۲۲ بجکر ۵ منٹ پر روانہ ہوکر جاکھل میں ۱ بجکر ۵ منٹ پر پہنچے گی - تاکہ ۳ - اپ بمبئی میل سے الحاق ہو سکے -

نمبر ۴۴ - ڈاؤن جاکھل سے ۲ بجکر ۴۴ منٹ کی بجائے ۲ بجکر ۵۵ منٹ پر روانہ ہوگی - اور حصار میں ۶ بجکر ۳۵ منٹ پر پہنچے گی -

نمبر ۹۳ - اپ پسنجر حصار سے ۶ بجکر ۱ منٹ کی بجائے ۶ بجکر ۲۳ منٹ پر روانہ ہوکر جاکھل میں ۱۱ بجکر ۰ منٹ پر پہنچے گی -

درمیان روہڑی - لاڑکانہ اور چمن

نمبر ۶ ڈاؤن - ۱۵ - اپ لوکل جیکب آباد سے ۶ بجکر ۴۴ منٹ کی بجائے ۶ بجکر صفر منٹ پر روانہ ہوکر رک میں ۸ بجکر ۵۰ منٹ پر پہنچے گی - وہاں سے ۹ بجکر ۴۰ منٹ پر روانہ ہوگی - سکھر میں ۱۰ بجکر ۴۲ منٹ پر پہنچے گی - وہاں سے ۱۰ بجکر ۵۰ منٹ پر روانہ ہوکر روہڑی میں ۱۱ بجکر ۵ منٹ پر پہنچے گی -

نمبر ۴ - ڈاؤن پسنجر کوئٹہ سے ۱۴ بجکر ۴۴ منٹ کی بجائے ۱۴ بجکر ۴۳ منٹ پر چلے گی - سبی میں ۲۰ بجکر ۵ منٹ پر پہنچے گی - وہاں سے ۲۰ بجکر ۴۵ منٹ پر روانہ ہوگی - رک میں ۲ بجکر ۵ منٹ پر پہنچے گی - اور وہاں سے ۳ بجکر ۴۲ منٹ پر روانہ ہوکر روہڑی میں ۴ بجکر ۲ منٹ پر پہنچے گی -

نمبر ۴۴ - ڈاؤن لوکل رک سے ۹ بجکر ۲۰ منٹ پر روانہ ہوکر لاڑکانہ میں ۱۱ بجکر ۵ منٹ پر پہنچے گی -

دیگر خفیف تغیرات اور درمیانی سٹیشنوں کے اوقات کے لئے ان بڑے ٹائم ٹیبلوں کو دیکھا جائے جو سٹیشنوں پر نمایاں کئے گئے ہیں -

دفتر ٹریفک منیجر
لاہور مورخہ ۱۹ ر نومبر ۱۹۲۱ء

اے - ٹی - سالول
ٹریفک منیجر

ہندوستان کی خبریں

سکھ لیڈروں کے مقدمہ کا فیصلہ پنڈت دینا ناتھ - سردار دان سنگھ سردار جسونت سنگھ سردار ... کو مسٹر کا نرنے پانچ پانچ ماہ قید سخت ایک ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور عدم جرمانہ کی صورت میں چھ چھ ہفتہ قید مزید کی سزا کا حکم سنایا سردار ہرنام سنگھ ذیلدار کو ۳ ماہ قید سخت ایک ہزار روپیہ جرمانہ - اور عدم ادائے جرمانہ کی صورت میں چھ ہفتہ قید مزید کا حکم سنایا گیا - اور سردار کھڑک سنگھ سردار مہتاب سنگھ - سردار بھاگ سنگھ - سردار گوپال سنگھ کپتان ہری سنگھ - سردار سندر سنگھ کو چھ چھ ماہ قید سخت اور ایک ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور عدم ادائے جرمانہ کی صورت میں چھ چھ ہفتہ قید مزید کی سزا کا حکم سنایا گیا -

مسٹر گاندھی کے معجزوں کی حقیقت کلکتہ کا تار ہے - کہ ایک شخص درخت کے پتوں پر مہاتما گاندھی کے نام کی مہر لگاتا ہوا پکڑا گیا ہے - پولیس کا بیان ہے کہ معجزات اسی طرح بنائے جاتے ہیں -

بنگال و آسام کے لیڈروں کی گرفتاری کلکتہ - یکم دسمبر - پروفیسر جتیندر لال بنرجی کو کل شام بغاوت کے الزام میں چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کے تحریری وارنٹ کے تحت ان کے جائے قیام رامپور ہٹ پر گرفتار کر لیا گیا - قانون ترمیم قانون فوجداری کے تحت کل گوہاٹی میں آسام کے مشہور وکیلوں اور بیرسٹران اور تارک موالات لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا - آسام پراونشل کانگریس کمیٹی کے کئی عہدہ دار اور بھی گرفتار ہوئے ہیں -

خلاف ورزی قانون کی ابتدا رنگ پور - ۲۹ ر نومبر - مجسٹریٹ صاحب ضلع رنگپور کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کے لئے لوکل کانگرس و خلافت کارکنان نے ۲۵ ر نومبر کو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا - ۲ ہزار اشخاص شامل تھے - اس ضلع میں اب ۴۰ ہزار والنٹیران ہیں -

لالہ لاجپت رائے وغیرہ کی گرفتاری ۳ ر نومبر کو لاہور میں کانگریس کمیٹی کا جلسہ کرنے پر لالہ لاجپت رائے پنڈت کے سنتانم بیرسٹر ڈاکٹر گوپی چند میونسپل کمشنر اور ملک لال خان

گرفتار کر لئے گئے۔ پراونشل کانگرس کمیٹی اور سٹی کانگریس کمیٹی کے دفاتر اور نیز خلافت کمیٹی کی تلاشی ہو رہی ہے۔

سکھ لیڈر ڈیرہ غازیخاں کے جیل میں امرت سر کی عدالت میں جن سکھ لیڈروں کو مختلف سزائیں دی گئی ہیں۔ ان کو ۳ ردسمبر کو ڈیرہ غازیخاں کے جیل میں بھیجدیا گیا ہے۔

عدم تعاونی انگریز مسٹر اسٹوکس گرفتار کئے گئے مسٹر سٹوکس کو ۴ ردسمبر کی صبح کو دہلی ریلوے سٹیشن پر جب کہ وہ امرت سر سے لاہور کو آ رہے تھے۔ گرفتار کر لیا گیا۔ ان کو لاہور چھاؤنی میں روک کر ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے روبرو قریباً ۱۱ بجے صبح پیش کیا گیا۔ اور ان کو وارنٹ زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری دکھایا۔ اور دریافت کیا کہ ان کے مضامین مندرجہ ٹریبون کی بنا پر ان سے اس دفعہ کے ماتحت دس ہزار روپیہ کا مچلکہ معہ پانچ پانچ ہزار کی دو ضمانتوں کے کیوں نہ لیا جائے۔ موخرالذکر نے ضمانت پر رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ مقدمہ ۵ ردسمبر کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں پیش ہونا تھا۔

لارڈ ریڈنگ بنارس یونیورسٹی میں بنارس یکم دسمبر۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ ریڈنگ ہندو یونیورسٹی کے معائنہ کی غرض سے تشریف لے گئے۔ جہاں انکا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے طلبا کو مخاطب کر کے کہا کہ پرنس آف ویلز کا خیر مقدم کریں۔ پنڈت مالوی نے ہز ایکسیلنسی کا شکریہ ادا کیا۔ اور حضور ملک معظم کے ساتھ غیر متزلزل وفاداری اور خلوص کا اظہار کیا۔

وائسرائے کی خدمت میں وکٹوریا میموریل کلکتہ کیلئے عطیہ بنارس یکم دسمبر۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے کے پاس کلکتہ کے وکٹوریہ میموریل کے لئے حسب ذیل چندہ موصول ہوا ہے:۔ مہاراجہ صاحب سندھیا ۲ لاکھ نواب صاحب رامپور ۱ لاکھ مہاراجہ صاحب نابھا ایک ایک لاکھ روپیہ اور مہاراجہ صاحب جیپور ۵۰ ہزار روپیہ

پرنس آف ویلز کا قیام جودھپور جودھپور ۲ ردسمبر۔ پرنس آف ویلز نے اپنے قیام جودھپور کی آخری صبح کو سور کا شکار کھیلنے اور شام کو پولو کھیلنے میں صرف کیا ہز رائیل ہائینس اپنے قیام جودھپور سے بہت زیادہ خوش

ومسرور ہوئے ڈنر کے بعد شاہی پارٹی بیکانیر روانہ ہو گئے۔

پرنس آف ویلز کا ورود بیکانیر میں بیکانیر ۴ ردسمبر۔ پرنس آف ویلز بہار بیکانیر پہونچے جہاں اسٹیشن پر ان کا نہایت جوش وخروش کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا۔ پرنس ممدوح کا جلوس شہر میں ہو کر لال گڑھ کے قصر میں پہونچا۔ مہاراجہ صاحب بیکانیر اور پرنس ممدوح میں باہمی تبادلہ ملاقات کے مراسم نہایت شان وشوکت کے ساتھ ادا کئے گئے۔

بحری محاصل میں تخفیف کولمبو ۴ ردسمبر۔ کولمبو سے براعظم ایشیا کے دیگر بندرگاہوں کے محاصل میں ۵۰ فیصدی سے ۴۰ فیصدی کی تخفیف کر دی گئی ہے۔

غیر ممالک کی خبریں

پرتگال میں انقلاب کا خطرہ لندن ۳۰ ر نومبر۔ چونکا دینے والی خبریں مظہر ہیں۔ کہ پرتگال میں بالشویکی انقلاب کا خطرہ ہے۔ دول حکمبردار ی کے تحت غیر ملکی مداخلت کے سوال کو بنگاہ غور دیکھ رہی ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ فرانس اٹلی اور ہسپانیہ مداخلت کے فکر میں ہیں۔

فرانسیسیوں کی سلیشیا سے واپسی پیرس یکم دسمبر۔ سلیشیا سے فرانسیسیوں کی روانگی اس وقت بظاہر پورے زوروں پر ہے۔

ترکی فوجوں کا اورنہ میں داخلہ قسطنطنیہ کی ایک رپورٹ مظہر ہے۔ کہ ۲۹ ر نومبر کو ترکی فوجیں اورنہ میں داخل ہوئیں۔ بیس ہزار عیسائی ان کی آمد سے پہلے ہی اس خوف سے فرار ہو گئے۔ کہ وہ کمالین کے رحم پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔

کمالی عیسائیوں کی حفاظت کرینگے پیرس یکم دسمبر۔ بیروت کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ کمالین نے موسیو فرانکلن بوائیلن کے معاہدہ پر

دستخط کئے ہیں جس میں سلیشیا میں عیسائیوں کی مزدوری حفاظت کی گئی ہے۔ اس قانون کو منسوخ کر دیا گیا ہے جس کے رو سے ان کی جائداد کا چالیسواں حصہ ضبط کیا جاتا تھا۔ اور فوجی خدمت کے نفاذ کو ملتوی کر دیا گیا۔

سر آغا خاں کے فرزند پر جرمانہ سر آغا خاں کے فرزند پرنس آغا خاں کو ہیرا سٹریٹ لنڈن میں تیزی کے ساتھ موٹر سائیکل چلانے کی پاداش میں ۲۰ پونڈ جرمانہ کیا گیا۔ جرمانہ کے علاوہ ان کا موجودہ لائیسنس منسوخ کر لیا گیا ہے۔ مزید برآں فیصلہ میں یہ بھی مرقوم ہے۔ کہ موجودہ لائیسنس کی میعاد گذرنے کے بعد دو سال تک انہیں اور کوئی لائیسنس لینے کی اجازت نہ دی جاسکے۔

انگورہ میں بالشویکی کانفرنس لنڈن ۲۹ ر نومبر۔ وارسا کا تار مظہر ہے کہ ماسکو کے ایک پیام میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ موسیو چیچرن عنقریب انگورہ روانہ ہونے والے ہیں۔ جہاں وہ اس کانفرنس میں شرکت کرینگے جس میں روسی بالشویک ترکی ایران ہندوستان افغانستان اور قفقازی سوویٹ باشندے شریک ہونگے

برطانیہ اور فرانس میں جرمنی کے لئے رنجش لندن ۳۰ ر نومبر۔ جرمنی سے نئی قسط تاوان وصول کرنے کے متعلق جو چند جرمنی ماہرین مالیات اور سابق وزراء لندن آئے ہیں۔ تاکہ وہ برطانوی مدبرین وماہرین سے تبادلہ خیالات کر کے معاملت کی کوئی معقول صورت پیدا کریں۔ اس سے فرانس میں برطانیہ کے خلاف پھر ایک وجہ ناراضگی اور برہمی پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ برطانیہ جرمنی کی اس تجویز کی تائید کرتا ہے۔ کہ جرمنی سے بجائے نقد کے سامان تجارت وصول کیا جائے اور اس کو قرض دیکر اس سے تاوان کی رقم حاصل کی جائے۔

چینی معاملات کے تصفیہ کے لئے کمیٹی کا تقرر لندن ۳۰ ر نومبر۔ واشنگٹن کا تار مظہر ہے۔ کہ کمیٹی مشرق بعیدہ کے پاس کردہ ریزولیوشن میں یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ ایک کمیٹی تحقیقات مامور کی جائے۔ جو ایک سال کے اندر رپورٹ تیار کر کے یہ بتائے گی۔ کہ چین کے عدالتی انتظام میں کس طرح ترقی کی جاسکتی ہے۔ اور گورنمنٹ کو اپنے ملک میں اصلاحات جاری کرنے میں کس طرح امداد دینی چاہئے جن کے ذریعہ دول غیر کے فیصلہ

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھپکر الفضل نیلیٹ سے شائع ہوا)

ایام جلسہ میں جماعتیں کہاں کہاں ٹھہرائی جاوینگی

میں ذیل میں وہ فہرست شایع کرتا ہوں جس سے احباب کو معلوم ہو جاویگا۔ کہ کونسی جماعتیں جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۲۱ء کے موقعہ پر دارالعلوم میں ٹھہرینگی۔ اور کونسی جماعتیں اندرون قصبہ قیام پذیر ہونگی۔ مگر ایسی فہرست دینے سے قبل میں ایک بات عرض کرتا ہوں۔ اور درد دل سے عرض کرتا ہوں۔ احباب درد دل سے ہی سنیں۔ وہ عرض یہ ہے۔ کہ بہت سے لوگ بجائے اپنی جماعتوں میں ٹھہرنے کے الگ الگ قیام گاہیں تلاش کرتے ہیں۔ کوئی اپنے واقفوں کے ہاں ٹھہرتا ہے۔ کوئی افسر جلسہ سے درخواست کرتا ہے۔ کہ ہم چند آدمیوں کو الگ جگہ دی جائے۔ غرض ہر شخص چاہتا ہے۔ کہ میں اور میرے چند ہم مذاق دوست علیحدہ گوشہ لے۔ حالانکہ خود دل میں غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر الگ الگ جگہ دی جائے۔ تو منتظمین کو کس قدر تکلیف کا سامنا ہو گا۔ ہر جگہ علیحدہ علیحدہ کارکن مقرر کرنے۔ پانی کے لئے سقے مقرر کرنا۔ صفائی کے لئے کارکن مقرر کرنے۔ وقت پر کھانا پہنچانا کس قدر وقت طلب امر ہے۔ اس واسطے خدا واسطے کی یہ درخواست ہے۔ کہ کوئی شخص خواہ وہ کس قدر رتبہ کا ہی کیوں نہ ہو۔ اور خواہ اس کی عادات کیسی نازک کیوں نہ ہوں۔ اس سے التماس ہے کہ وہ اپنی جماعتوں میں ٹھہریں۔ اور بالکل الگ نہ ٹھہرنے کی درخواست کریں۔ گو الگ ٹھہرنے میں لوگ چارپائی وغیرہ کا آرام پاتے ہیں۔ مگر ہم کو سخت وقت کا سامنا ہوتا ہے اور یہ امر بھی وحدت اور مساوات کے خلاف۔ جہاں اور بھائی کسیر پر اکٹھے سوتے ہیں۔ وہاں ایک شخص کا چارپائی کے لئے یا کسی اور آرام کے لئے الگ جگہ ڈھونڈنا اختیار کرے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے میں نہایت الحاح سے التماس کرتا ہوں۔ کہ ہر صاحب اپنی جماعت کے کمرہ میں ٹھہریں۔ اس سے خرچ کی بھی کفایت ہوگی۔ اور ہم کو انتظام میں بھی بڑی آسانی ہوگی۔

اب میں ذیل میں جماعتوں کے قیام گاہ کی فہرست درج کرتا ہوں۔

اندرون قصبہ ٹھہرنے والی جماعتیں

(۱) یو۔پی۔ اودھ۔ روہیل کھنڈ (۲) علاقہ دہلی۔ بلبگڑھ (۳) ضلع سہارنپور و مظفر نگر۔ دیوبند (۴) ضلع گوڑگاؤں ورہتک (۵) ضلع حصار و کرنال (۶) سندھ و بلوچستان (۷) ریاست حیدرآباد و صوبہ مدراس و صوبہ بمبئی (۸) ضلع ڈیرہ غازیخان و ضلع مظفر گڑھ (۹) ضلع پشاور ضلع بنوں و ضلع میانوالی (۱۰) بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ (۱۱) ضلع لاہور (۱۲) ضلع راولپنڈی۔ کیمل پور و کوہ مری (۱۳) منصوری۔ ڈیرہ دون (۱۴) ہزارہ (۱۵) ضلع فیروزپور (۱۶) ڈیرہ اسمٰعیل خان (۱۷) کوہاٹ (۱۸) ملتان و بہاولپور ؏

وہ جماعتیں جو دارالعلوم میں ٹھہرینگی

(۱) ضلع لائلپور (۲) ضلع سیالکوٹ

> **جلسہ سالانہ**
>
> خدا تعالےٰ کے فضل کے ماتحت سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر کے نصف دن تک ہو گا۔ احباب خود شامل ہوں اور دوسروں کو ساتھ لانے کی کوشش کریں ؏

(۳) ضلع امرتسر (۴) ضلع جالندھر و ہوشیارپور (۵) ضلع شاہپور سرگودھا (۶) ضلع جھنگ (۷) ضلع گورداسپور (۸) ضلع جہلم (۹) ریاستہائے پٹیالہ۔ نابھہ۔ کپورتھلہ۔ مالیرکوٹلہ (۱۰) ضلع انبالہ و ضلع شملہ (۱۱) ضلع شیخوپورہ (۱۲) ضلع منٹگمری (۱۳) ضلع گوجرانوالہ (۱۴) ریاست کشمیر (۱۵) لودھیانہ (۱۶) گجرات (۱۷) کالجیئٹ

ضروری اطلاع

جن دوستوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تحریکات طبع کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پہنچ چکی ہے وہ مطلع رہیں کہ اسمیں شامل ہونے کی آخری تاریخ ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء ہے۔ انکو چاہیئے کہ اس تاریخ سے پہلے پہلے اپنی درخواست بھیجدیں ورنہ وہ اسمیں شامل نہ ہو سکینگے۔ جو دوست درخواست کر چکے ہیں انکو روپیہ جلد بھیجدینا چاہیئے ؏ والسلام خاکسار رحیم بخش
ناظر تالیف و اشاعت قادیان

اخبار احمدیہ

اعلان چند دن ہوئے۔ خاکسار نے حضرت اقدس کا ارشاد بذریعہ اخبار الفضل احباب کو یاد دلایا تھا کہ ہر احمدی کم از کم ایک شخص کو سال میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش کرے۔ اسکے متعلق نہایت خوشی سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل دوستوں کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس مبارک کام میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی سعی کو قبول فرما دے۔ اور ان سے خوش ہو جائے۔ میں نے یہ صرف ان دوستوں کے نام دیئے ہیں۔ جنھوں نے اپنی کوششوں کے متعلق خاکسار کو اطلاع دی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اور بھی بہت سے دوست ہونگے جنھوں نے حضرت اقدس کے ارشاد پر عمل کیا ہو گا۔ اور وہ کامیاب ہوئے ہونگے۔ مگر ان کا علم نہ ہونے کی وجہ سے یہاں نام درج نہیں ہو سکا۔

۱۔ خان صاحب منشی فرزند علی صاحب امیر جماعت فیروزپور
۲۔ میاں احمد جان صاحب سکرٹری تبلیغ فیروزپور ؏
۳۔ مولوی الٰہ بخش صاحب سکرٹری جبے والی۔
۴۔ میاں قدرت اللہ صاحب۔ سکرٹری سنور۔

والسلام۔ خاکسار رحیم بخش۔

اطلاع ناظرین امور عامہ کو جلسہ سالانہ یا دوسری نظارتوں یا صدر انجمن کے متعلق کاروبار کی بابت تحریرات نہیں بھیجنا چاہیئے۔ بجز اس کے کہ ان کے دفاتر کی کوئی ایسی شکایت ہو۔ کہ ان کے افسران نے توجہ نہ کی ہو۔ اور جواب بھی نہ دیا ہو۔ ایسی صورت میں بہتر تو یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو بذریعہ افسر صاحب ڈاک لکھا جائے۔ میں بھی ایسے خطوط پہنچنے پر افسر صاحب ڈاک کو منتقل کر دونگا ؏ ناظر امور عامہ قادیان

ضروری اطلاع برادرم مسٹر باٹ (عبد اللہ دین محمد) جو شہر نیو اورلیانس میں احمدیہ ایجنسی کھولے ہوئے تھے۔ ایک حادثہ سے گر کر بیمار ہیں۔ اور ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ ایک لمبا عرصہ وہ کام نہ کر سکینگے۔ لہذا کوئی صاحب کاروبار کے متعلق تا اطلاع ثانی ان سے خط و کتابت نہ کریں ؏

محمد صادق عفا اللہ عنہ
از امریکہ یکم نومبر ۱۹۲۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۱ء

غیر مبایعین کا رویہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق

غیر مبایع اصحاب نے ضد اور دشمنی کے جذبات کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف جس قدر سخت اور دل آزار الفاظ استعمال کئے اور آپ کے خدام کو جو گالیاں دیں۔ ان کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ لیکن نہایت ہی رنج اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی مخالفت کی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور وقعت بھی نکل گئی ہے۔ آپ کے صریح اور صاف ارشادات اور احکام کی خلاف ورزی کرنا اور اپنے خیالات اور خواہشات کو ان پر ترجیح دینا تو معمولی بات سمجھتے ہی ہیں۔ جیسا کہ ان کا غیر احمدیوں کے ہاں اپنی لڑکیوں کی شادی کرنا اور گورنمنٹ کی مخالفت کے لئے تحریک سوادیشی میں شامل ہونا ظاہر کرتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعظیمی الفاظ میں ذکر کرنا بھی انہیں گوارا نہیں۔ اور وہ ایسے روکھے پھیکے طریق سے آپ کا نام لیتے ہیں کہ ان کے احمدی ہونے کے دعویٰ پر حیرت آتی ہے اگر یہ لوگ ہر ایک کو مخاطب کرتے ہوئے یہی طریق اختیار کرتے۔ تو خیال کیا جا سکتا تھا۔ کہ آزادی کی ترنگ میں انہوں نے یہاں تک قدم بڑھا لیا ہے۔ کہ کسی کے لئے بھی خواہ ان کے نزدیک وہ کیسا ہی قابل ادب و تعظیم ہو۔ تعظیمی الفاظ استعمال کرنا انہیں گوارا نہیں۔ اور وہ اپنے کسی معزز اور مکرم کی عزت کرنا آزادی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہے اور وہ ان لوگوں کا جن کی حقیقت حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ لمبے چوڑے تعریفی الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔ اور انہیں وہ خطاب دیتے ہیں جن کے وہ قطعاً مستحق نہیں ہوتے۔ اس لئے سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی بھی عزت و توقیر نہیں رہی۔ جتنی دوسرے لوگوں کی ہے۔

قبل ازیں کئی دفعہ دکھایا گیا ہے کہ غیر مبایع اصحاب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیسی [illegible] ہتک کی۔ اور آپ کا ذکر کیسے دل [illegible] سے کرتے ہیں اسی قسم کی ایک بالکل تازہ مثال یہ ہے۔ جو قاضی اکمل صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر میں ناظرین پڑھیں گے۔

"۲۷ نومبر کے پیغام صلح میں ایک مضمون چھپا ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ ماسٹر صادق علی اور مولوی غلام رسول کا مکالمہ۔ نام تو مکالمہ ہے۔ مگر پرچہ صرف اپنا چھاپا ہے۔ اس مضمون میں محمد یمین داتوی جسے سید محمد سرور شاہ صاحب داتوی پاگل کہا کرتے ہیں۔ اور جو حضرت خلیفہ اول کے مقابلہ میں اپنا امام امیر المومنین محمد یمین پیش کر کے جماعت سے علیحدہ ہو چکا ہے۔ اور جسے نہ کوئی دنیوی وجاہت حاصل ہے۔ اور نہ دینی معلومات۔ علوم نقلیہ و عقلیہ سے ناواقف اور فہم قرآن و حدیث سے نابلد ایسے کو لکھا ہے۔

"حضرت مولوی محمد یمین صاحب داتوی" اور پاکوں کے سردار حضرت احمد مختار سیدنا مسیح موعود علیہ الف الف صلوٰۃ من رب العالمین کو محض "میرزا صاحب"۔ "میرزا صاحب" سے یاد کیا ہے۔ جس سے ان غیر مبایع لوگوں کی قلبی حالت ظاہر ہو رہی ہے۔ یہاں نبی اور غیر نبی کا سوال نہیں میں تو کہتا ہوں۔ اگر تم لوگ سچے دل سے اس ذات والا صفات کو جسے مالک ارض و سما۔ انت منی وانا منک اور جس کو یحمدک اللہ من عرشہ سے سرفراز کیا اور جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ کہ آسمان سے کئی تخت اترے۔ مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا اور جو فرمانا ان قدمی علی منارۃ ختمت علیہا کل رفعۃ۔ مجدد ہی مانتے۔ بلکہ میں کہتا ہوں ایک مجتہد ہی جانتے تو اس بے ادبی سے نام نہ لیتے۔ کیا سید المعصومین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی مسلمان "قریشی صاحب" کہتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ دلوں سے نور ایمان اُٹھ گیا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ اس شخص کو جو خدا کی قسم اس مقدس و مطہر کی خاک پا کے ایک ذرہ برابر بھی حیثیت و وقعت نہیں رکھتا "حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ" لکھا جائے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود کو محض "میرزا صاحب" ہی لکھا جائے۔ جو نہ صرف جناب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ سارے اڈے کے بعض مغل ٹمٹموں والے بھی کہلاتے ہیں۔ آخر کچھ تو غیرت آنی چاہیئے۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں ہمیں فاسق بنایا جاتا ہے کسی کا سر پھرا ہے۔ جو بنائے انسان آپ اپنے عملوں سے فاسق اور زندیق بنتا ہے

اس طول طویل مضمون میں ہے کیا؟ پٹیالوی صاحب لکھتے ہیں۔ ضمیمہ براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ پر جو یہ عبارت درج ہے۔

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

اس میں مسیح موعود پر افترا ہے۔ کہ آپ نے یہ تعریف نبوۃ کی۔ کیونکہ میرزا صاحب نے وہاں نبی کے محض لغوی معنوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

برین عقل و دانش بباید گریست۔ بندہ خدا کبھی عقل سے بھی کام لیا کرو۔ مگر عقل سلیم تو حق کی عداوت کی پاداش میں جاتی رہتی ہے۔ تم کہتے ہو کہ یہ لغوی معنے بتائے ہیں اچھا اگر یہ لغوی معنے ہیں۔ تو اس کا کیا مطلب۔ کہ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں مطلب یہ ہوا۔ کہ اگر شریعت لے آئے۔ تو کچھ ہرج بھی نہیں۔ تو کیا جو شخص شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ وہ شریعت بھی اپنے ساتھ پیش کرے۔ اور اپنے دعوے میں صادق ہو۔ تو بھی اُسے لغوی نبی ہی کہو گے۔ ان معنوں میں تو حضرت موسیٰ بھی لغوی نبی ہوئے۔ سوچو کہ یہ تم نے کیا کہہ دیا۔ اگر کچھ حوصلہ ہے۔ تو آؤ مقابل میں اور پیش کرو اس کا جواب اور

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۲ دسمبر ۱۹۲۱ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

چونکہ تین چار دنوں سے نزلے کی وجہ سے حلق میں درد کی شکایت ہے۔ اس لئے میں بلند آواز سے اور ایسی آواز سے جو سب تک پہنچ سکے۔ آج بول نہیں سکتا۔ آگے جن اصحاب کو جگہ مل سکے۔ قریب آجائیں۔

ایفاء وعدہ

منتظم جلسہ سالانہ کا رقعہ — مجھے جلسہ سالانہ کے منتظم کی طرف سے ایک رقعہ ملا تھا۔ جس کو دو ہفتہ کا عرصہ ہوا۔ اس میں جہاں یہ درخواست کی گئی تھی۔ کہ میں یہاں کے احباب کے پاس سفارش کروں۔ کہ وہ جلسہ کے کاموں میں پورے طور پر مدد دیں۔ اور اپنی خدمات پیش کریں۔ وہاں ایک یہ بات بھی لکھی تھی۔ کہ قادیان کے لوگوں نے جلسہ کی اعانت اور مدد کے لئے بہت سے وعدے کئے ہوئے ہیں۔ مگر بعض نے یا بہتوں نے ابھی تک پورے نہیں کئے۔ ان کو میں سفارش کروں۔ کہ پورے کردیں۔ تاکہ جلسہ کے لئے جو سامان منگوانا ضروری ہے۔ منگوا لیا جائے۔ میں نے ایک ذاتی غرض اور ذاتی فائدہ کی وجہ سے اس امر کو اس وقت نہیں بیان کیا تھا۔ جبکہ جلسہ کی اعانت اور امداد کے لئے تحریک کی تھی۔ اور وہ ذاتی فائدہ اور غرض یہ تھی کہ میں نے بھی وعدہ کیا تھا۔ جو اس وقت تک پورا نہیں کیا تھا۔ اسلئے شرم آتی تھی۔ کہ میں دوسروں کو اسکے لئے کس طرح کہوں۔ جب تک خود نہ کروں۔ مگر اب چونکہ میں اپنا وعدہ پورا کرچکا ہوں۔ اس لئے وہ بات آپ لوگوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ جو خود کرچکا ہوں۔ اس سے پہلے میں اس بات سے ڈرتا تھا کہ لم تقولون ما لا تفعلون جو بات خود نہیں کی اس کے متعلق آپ لوگوں کو کیا تحریک کروں۔ مگر اب چونکہ خدا نے مجھے توفیق دی ہے اور میں اسے پورا کرچکا ہوں۔ اسلئے آپ لوگوں کو بھی کہتا ہوں۔ کہ وعدہ کو خدا تعالیٰ نے بہت قیمتی چیز قرار دیا ہے۔ اور وعدہ کا ایفاء بہت ضروری رکھا ہے۔ اسلئے جنہوں نے وعدے کئے ہیں۔ وہ پورا کریں۔

وعدہ کرنا آسان اور پورا کرنا مشکل ہے — میں جانتا ہوں۔ کہ وعدہ کرنے کے وقت کئی آدمی اپنی طاقت سے زیادہ دیرات دکھاتے ہیں۔ اور اگرچہ ان کی نیت پورا کرنے کی ہوتی ہے۔ ریا کی غرض نہیں ہوتی۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ یہ بھی ایک نیکی ہے۔ مگر اس سے ایک نقص بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ جب بار بار انسان وعدہ کرتا ہے۔ تو بار بار اسے پورا نہیں کرسکتا۔ اور جب بار بار پورا نہیں کرسکتا۔ تو وعدہ کی اہمیت اور قدر اس کے دل میں نہیں رہتی۔

ایسے حالات میں جانتا ہوں۔ کہ ایسے بھی لوگ ہونگے۔ جن کے لئے اب وعدہ پورا کرنا مشکل ہوگا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس غلطی کی اصلاح بھی اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ وعدہ پورا کیا جائے۔ کیونکہ ایک دفعہ جب تکلیف اٹھا کر کوئی شخص وعدہ پورا کریگا۔ تو دوسری دفعہ محتاط رہیگا۔ کہ وہی وعدہ کروں۔ جو پورا کرسکوں۔ پس میں ان لوگوں کو جنہوں نے جلسہ کے متعلق وعدے کئے ہیں۔ یاد دلاتا ہوں۔ کہ اپنے وعدے پورے کریں۔

قادیان کے لوگوں کے وعدے — میں منتظم صاحب سے اس بات میں متفق نہیں ہوں۔ کہ قادیان کے لوگ وعدہ کرکے اسے پورا کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ قادیان کے لوگ چندوں کے وعدوں اور ان کی ایفا میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جتنی جماعت قادیان میں ہے۔ اتنی اور کسی شہر میں نہیں ہے۔ یہاں قریباً اڑھائی ہزار احمدی ہیں۔ اتنی جماعت کسی اور شہر میں نہیں ہے۔ اور کوئی قصبہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں اتنی جماعت اکٹھی ہو۔ اب کمزوروں کا اندازہ لگاتے وقت بھی اس تعداد کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اگر کسی جگہ دو سو میں سے دس کمزوری دکھاتے ہیں۔ تو اسی نسبت سے یہاں سو سو میں کمزوری ہو سکتی ہے۔ تعداد کی کثرت معیار نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہاں آبادی کی بھی تو کثرت ہے۔ کسی اور جگہ اگر ایک کمزور ہو۔ اور یہاں پچاس تو تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جہاں ایک کمزور ہو۔ وہاں کل تعداد دس ہے۔ اور جہاں پچاس کمزور ہیں۔ وہاں کی تعداد اڑھائی ہزار ہے۔ پس اس نسبت کو دیکھنا چاہئے۔ اور اس کے مطابق میں تو دیکھتا ہوں کہ یہاں کے لوگ ایثار اور قربانی میں دوسروں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔

کیا ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے — مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ جہاں انہوں نے پہنچنا ہے۔ وہاں پہنچ گئے ہیں۔ کیونکہ پچھلے ہفتوں میں انہوں نے دیکھ لیا ہے۔ جو میں ان کے متعلق خیال رکھتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ نہ تم اس مقام پر ابھی پہنچے ہو جہاں تمہیں پہنچنا چاہئے۔ اور نہ میں نے وہ رستہ طے کرلیا ہے جو مجھے کرنا ہے۔ تمہارے آگے بھی اور میرے آگے بھی بہت وسیع رستہ ہے۔ جسے عبور کرنا ہے۔ اسلئے خوشی اور مسرت کا وہی موقع ہوگا۔ جب ہم اس جگہ پہنچ جائینگے۔ جہاں ہمیں پہنچنا ہے۔ دیکھو ایک عیسائی ایک یہودی سے کم تر ہے۔ مگر یہ اس کے لئے خوشی کا مقام نہیں۔ اسی طرح ایک ہندو ایک دہریہ سے کم گنہگار ہے۔ مگر کیا وہ خوش ہونے کے قابل ہے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ منافق جہنم کے ادنیٰ درجہ میں ہونگے۔ کیا اوپر کے درجہ والا جہنمی خوش ہو سکتا ہے۔ اسی طرح قادیان والوں کو جو نسبتی ترقی حاصل ہے۔ یہ خوشی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ اور جہاں پہلے دوسروں کے مقابلہ میں ان کے نسبتی درجہ سے انکار نہیں وہاں اس سے بھی انکار نہیں۔ کہ ابھی ان کے سامنے بہت لمبا رستہ ہے۔ جو عبور کرنا ہے۔ اور اسی کیطرف پچھلے خطبوں میں میں نے توجہ دلائی ہے۔

سلسلہ خطبات کا مدعا

میں اس سلسلہ مضمون کو تو اس وقت بیان نہیں کرسکتا۔ کیونکہ جیسا میں کہہ چکا ہوں میرے حلق میں درد ہے۔ اس لئے زیادہ بول نہیں سکتا البتہ خلاصتاً سناتا ہوں۔ کہ میرا مقصد اور مدعا ان خطبات سے کیا ہے۔

بیان شدہ مضمون کا خلاصہ — میں نے اب تک جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ یہاں جو لوگ آتے ہیں۔ دین کی خدمت کیلئے آتے ہیں۔ اور اشاعت اسلام کی غرض سے آتے ہیں۔ وہ خدمت خواہ دینی رنگ میں ہو۔ یا دنیاوی رنگ میں۔ مثلاً مسجد میں نماز کیلئے جو لوگ آتے ہیں۔ انہیں گرم پانی دینا یہ ایک کام ہے۔ مگر تم نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ کام کرنے والا دنیاوی کام کرتا ہے۔ جو کچھ وہ لاتا ہے۔ وہ پانی ہے۔ اور اس کا گرم کرنا بھی مادی کام ہے۔ پھر مسجد میں لا کر رکھنا بھی مادی کام ہے پھر جس غرض کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ نماز کام نہ ہو۔ مگر طہارت کیلئے۔ یہ بھی دنیاوی ہے۔ مگر پھر بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہ دنیاوی کام ہے۔

صحابہ کی جنگوں کی غرض

صحابہ جب لڑائی کے لئے جاتے تھے۔ تو تلوار ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ یہ جسمانی چیز تھی۔ گھر بار بال بچے چھوڑ کر جاتے تھے۔ یہ بھی جسمانی چیزیں تھیں۔ اور جس چیز کے لئے لڑتے تھے۔ وہ بھی جسمانی تھی۔ ایمان نہ تھا۔ بلکہ مسلمانوں کی جان تھی۔ اگر حضرت ابوبکرؓ مارے جاتے تو کیا ان کا ایمان ضائع ہو جاتا۔ یا اگر حضرت عمرؓ مارے جاتے۔ تو ان کا ایمان ضائع ہو جاتا؟ نہیں۔ لیکن ان کی جان چلی جاتی۔ کافر مسلمانوں کے ایمان کو چھین نہیں سکتے تھے۔ البتہ جانیں نکال سکتے تھے۔ کافر مسلمانوں کے گھروں کھیتوں۔ اور جسموں کو مٹانا چاہتے تھے اور یہ سب چیزیں جسمانی تھیں۔ مگر کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ صحابہ سات آٹھ سال دنیاوی غرض کے لئے کفار سے لڑتے رہے۔ جنگ بدر اور احد کس بات کے لئے کی گئی۔ کیا اسی لئے نہیں کہ مسلمانوں کے گھر۔ مسلمانوں کے کھیت۔ اور مسلمانوں کی جانیں بچائیں۔ اس سے زیادہ کفار اور کریں کیا سکتے تھے۔ کیا وہ قرآن چھین کر لے جا سکتے تھے۔ یا ایمان اٹھا کر لے جا سکتے تھے۔ ان چیزوں کا لے لینا ان کی طاقت سے باہر تھا۔ اور گو جن چیزوں کی حفاظت کی جاتی تھی وہ جسمانی تھیں۔ مگر ایمان پانی کی طرح ہے۔ اور جس طرح پانی برتن میں ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح ایمان مومنوں کے قلب میں ٹھہرتا ہے۔ اور مومنوں کا بچانا اگرچہ جسمانی کام ہے۔ مگر یہ دین ہے۔ کیونکہ ایمان مومنین کے قلب کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح یہاں کے کام جو بظاہر دنیاوی معلوم ہوتے ہیں

قادیان کا ہائی سکول

مثلاً مدرسہ ہے۔ جس میں لڑکے اپنے فائدہ کے لئے علم پڑھتے ہیں۔ ہسپتال ہے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ اور اسی طرح دوسرے کام ایک دنیاوی رنگ رکھتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ دنیاوی ہیں۔ کیونکہ انکی غرض دین ہے۔ اور بالواسطہ دین کا اثر ڈالتا ہے۔ مثلاً مدرسہ میں جو تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نہیں۔ کہ لوگ دین حاصل کریں۔ مگر جب بچے کے دل میں یہ خیال آتا ہے۔ کہ اسے اس لئے گھر سے جدا کر کے ایک ایسے گاؤں میں جو الگ تھلگ ہے۔ چھوڑا گیا ہے کہ وہ دیندار بنے۔ تو یہی خیال بہت قیمتی خیال ہے۔ پھر جب وہ مدرسہ میں [illegible] اس کی نظر ایسی جگہوں پر پڑتی ہے۔ جہاں خدا کا رسول اور مامور رہتا تھا۔ اور پھر جب وہ دیکھتا ہے۔ کہ وہ جگہ جو بالکل غیر آباد جنگل تھی۔ اس کے متعلق خدا کے فرستادہ نے جو یہ خبر دی تھی۔ کہ دور تک آباد ہو جائیگی۔ پوری ہو رہی ہے۔ تو اس پر خاص اثر ہوتا ہے۔ پھر اس کے کان میں آواز آتی ہے۔ کہ تمام دنیا کے ساتھ اسلام کی جنگ شروع ہے۔ اور یہ آواز گھر میں اس شدت کے ساتھ وہ نہیں سن سکتا تھا۔ ان حالات میں اگر وہ ایک حرف بھی دین کا نہیں سیکھتا۔ تو بھی ایک ایسی روح آہستہ آہستہ اس میں پیدا ہو رہی ہے۔ جو آج نہیں تو کل ضرور کام دیگی لیکن اگر مدرسہ کو مٹا دو۔ تو یہ روح ملیا میٹ ہو جائیگی گو یہ جو کچھ میں نے بتایا ہے۔ ادنیٰ حالت کو مدنظر رکھکر بتایا ہے۔ ورنہ سکول میں دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ لڑکے درس سنتے ہیں۔ جب میں درس دیتا ہوں تو لڑکے میرا درس سنتے ہیں۔ اور اب میں نے اور کو مقرر کر دیا ہوا ہے۔ پھر مختلف لیکچر۔ خطبے سنتے ہیں۔ اور دینی باتیں ان کے کانوں میں پڑتی رہتی ہیں۔

مدرسہ احمدیہ

اسی طرح مدرسہ احمدیہ ہے۔ اس میں عربی۔ فلسفہ پڑھ لیا۔ اور بالواسطہ دین کی تعلیم بھی حاصل کر لی۔ لیکن اگر غرض ملازمت ہی ہو۔ تو بھی اگر اس کام کو چھوڑ دیا جائے۔ تو دین کی حفاظت کرنے والے کون ہونگے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ عربی پڑھنے لکھنے۔ قرآن کا ترجمہ پڑھ لینے اور دوسرے علوم حاصل کر لینے کے بعد کوئی ملازمت کر لے۔ لیکن اگر اس جماعت کو مٹا دو۔ تو پھر کون دین کی حفاظت کریگا۔ کیونکہ ان ہی میں سے ایسے بھی نکلتے ہیں۔ جو دین کی خدمت کرتے ہیں۔ تو گو یہ دنیاوی کام ہو۔ مگر اصل میں دینی ہے۔

غرض یہاں کے جتنے کام ہیں سارے کے سارے حتیٰ کہ پیڑے دینا۔ تجارت زراعت کرنا بھی دینی کام ہی ہے۔ کیونکہ ان کے نتیجہ میں بھی دین کی طاقت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

دینی اور دنیوی کا[illegible]

پس دینی اور دنیوی کام میں اگر فرق کیا جا سکتا ہے۔ تو اسی طرح کہ وہ کام جن سے بلاواسطہ یا بالواسطہ اسلام کو فائدہ پہنچے۔ وہ دینی ہے۔ اور دنیوی وہ ہے جو صرف اپنی ذات [illegible] اور دین پر اس کا کوئی اثر نہ پہنچے۔

قادیان والوں کے کام

میں نے بتایا تھا۔ کہ آپ لوگ دینی کام کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اور سب کسی نہ کسی رنگ میں دینی کام کرتے ہیں۔ ورنہ اگر ان کاموں کو دینی نہ کہا جائیگا۔ تو دین کا نام صرف نماز روزہ ہی رہ جائیگا۔ یا سارا دن اور کام کرنے کے بعد اگر کسی کو تبلیغ کی جائیگی۔ تو وہ دینی کام ہوگا۔ مگر اصحاب الصفہ میں شمولیت اعلیٰ درجہ کی چیز کہی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ ان کی ہر گھڑی دینی کام میں صرف ہوتی ہے۔

دینی کام میں ملازمت کیسی

پھر میں نے بتایا تھا۔ کہ جب ہمارے کام دینی کام ہیں۔ تو ملازمت اور نوکری کا کیا سوال۔ جب خدا اور رسول کے لئے۔ اور اسی کے جانشینوں کی مدد کرنے کیلئے اور اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی تینوں شقوں کو پورا کرنے کے لئے یعنی خدا اور رسول اور تم میں جو اولی الامر ہیں انکے احکام بجا لانے کے لئے جمع ہوئے ہو۔ تو پھر ملازمت کیسی۔ اور ایسے اہم اور ضروری کام کو ملازموں کے سپرد کس طرح کیا جا سکتا ہے۔

دخل دینے کی ضرورت

پھر میں نے بتایا تھا۔ کہ اس مقصد کو پورا کرو۔ میری اس تعلیم کی غرض کیا ہے۔ کیا محض یہ کہ شور و شر اور بے اطمینانی مٹ جائے۔ نہیں۔ کیونکہ اس میں میرا کوئی نقصان نہیں۔ اور نہ مجھے اس کی وجہ سے گھبراہٹ ہے۔ روپیہ میرے پاس نہیں آتا خرچ میں نہیں کرتا۔ میرا تو یہی ہے۔ کہ ان جھگڑوں سے الگ رہوں۔ روپیہ اگر میرے پاس آتا اور میں خرچ کرتا تو مجھے فکر ہوتی۔ کہ مجھ سے پوچھینگے کہاں ہے۔ مگر نہ روپیہ میرے پاس آتے نہ میں حساب رکھوں۔ پس اس وجہ سے جو لڑائی جھگڑا ہوگا تمہارا آپس کا ہوگا۔ اگر میں یقین اور وثوق سے یہ نہ سمجھوں کہ یہ باتیں خدا تعالیٰ سے بُعد کی علامت ہیں۔ تو مجھے دخل دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے صرف اس لئے فکر ہے کہ اس طرح وہ غرض مٹ جائیگی۔ جس کے لئے تم لوگ یہاں آئے ہو۔ اور جس کے لئے خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو پیدا کیا ہے۔ ہمارا پیدا کرنا اور انبیاء کا آنا اس کے اندر ایک غرض ہے۔ اور وہ یہی کہ ہم ایسی تبدیلی پیدا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ کا قرب اور وصال حاصل ہو جائے۔ اس قرب اور

وصال کے حاصل کرنے کے رستہ میں جو روکیں ہیں۔ ان سے ہم کو تمہارا تعلق ہے۔ اور وہ روکیں مجھے متفکر کر دیتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان باتوں سے میں متفکر ہوتا ہوں۔ ورنہ ذاتی طور پر میری اس میں کوئی غرض نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا قرب اور وصال حاصل کرنا ہی وہ غرض ہے۔ جس کے لئے تم لوگ یہاں آئے ہو۔ اور اسی کے لئے خدا نے سب کو پیدا کیا ہے۔

احمدیوں اور دوسروں میں فرق

اور وہاں میں اور تم میں فرق یہ ہے۔ کہ تم نے اس غرض کو سمجھ لیا ہے۔ اور انھوں نے نہیں سمجھا۔ دنیا میں تین گروہ ہیں۔ ایک وہ جنھوں نے سمجھا ہی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اس غرض کے لئے پیدا کیا ہے یا وہ سمجھتے ہیں۔ خدا ہی نہیں۔ دوسرا وہ گروہ ہے جو سمجھتا ہے۔ کہ اس غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے مگر انھیں اس کے حاصل کرنے کے ذرائع میں ہم سے اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ جو تم کہتے ہو۔ وہ نہیں۔ بلکہ اور ہیں۔ انھوں نے غلط ذرائع سمجھ رکھے ہیں۔ اور تیسرا گروہ وہ ہے۔ جسے معلوم ہے۔ کہ اس غرض کے لئے پیدا کیا گیا۔ اور اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے جو صحیح ذرائع ہیں۔ وہ بھی اُسے معلوم ہیں۔ اور وہ تم ہو جو اس گروہ سے تعلق رکھتے ہو۔ ابتدائی شرائط تم نے پورا کر لیا۔ اور انتہائی شرائط کے پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ تم نے اپنی پیدائش کی غرض کو سمجھ لیا ہے۔ وصال الی اللہ کے صحیح ذرائع بھی سمجھ لئے ہیں۔ اور اب تیسری شق باقی ہے۔ کہ اگر انسان کوشش کرے۔ تو قرب الی اللہ حاصل کر سکتا ہے۔

فکر کی وجہ

گویا اب تم اس مقام پر پہنچ گئے ہو کہ ذرا پردہ ہٹے۔ اور تم اپنے محبوب کا چہرہ دیکھ لو۔ ایسے وقت میں اگر تم کسی اور بات میں مشغول ہو جاؤ۔ تو کیسے افسوس کی بات ہوگی اور وہ جو تمہیں گھیر گھار کر ایسے موقع پر لانیوالا ہے۔ اسکو فکر ہوگی یا نہیں۔ دیکھو ایک شخص جو اپنے محبوب سے بچھڑا ہوا ہو اُسے ایک شخص کئی سال کی محنت و مشقت سے جب تلاش کرکے لائے۔ اور محبوب کے دروازہ پر کھڑا کر دے۔ لیکن وہ بجائے اندر جانے کے ایک بین بجانیوالے کی طرف متوجہ ہو جائے۔ جو پاس ہی سانپ نکال رہا ہو۔ تو لانیوالے کو کس قدر صدمہ اور افسوس ہوگا۔ اور اس شخص کی حالت بھی کیسی قابل افسوس ہوگی اسی طرح اگر دس بیس سال کی محنت کے بعد ایک کو قائم مقام بنا کر کہا جائے۔ کہ لو اب تم کام کرو۔ مگر وہ بجائے اس کام کو کرنے کے کسی اور شغل میں لگ جائے۔ تو کام سپرد کرنیوالے کو کس قدر صدمہ ہوگا۔ وہ لوگ جنھوں نے سیدھا اور سچا رستہ پالیا ہے۔ وہ اگر اسکو دیکھ کر اور سمجھ کر اور باتوں میں لگ جائیں تو ان کی مثال ایسی ہوگی۔ جیسے ایک شخص نے بہت اعلیٰ درجہ کی عمارت بنائی ہو۔ اور اپنی بیوی بچوں کو اس میں لا بسایا ہو۔ لیکن زلزلہ آئے۔ اور ساری عمارت کو پاش پاش کر جائے تو میرے فکر کی یہ وجہ ہے۔

دنیا میں رہکر دنیا سے علیحدہ رہو

اور میں اس ذمہ داری کو سمجھ کر آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنا قدم دنیا کی بجائے دین کی طرف بڑھاؤ۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تم دنیا کو بالکل چھوڑ دو۔ اور سب کاموں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مگر تمہیں دنیا کے بیچ رہ کر اس سے علیحدہ ہونا ہے۔ حافظ صاحب نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق ایک شعر کہا ہے۔ گو اُسے اپنے اُوپر چسپاں کیا ہے۔ مگر یہ اولیاء اللہ کا طریق ہے کہ وہ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہیں۔ مگر مراد اُس سے حافظ نہیں۔ بلکہ اور لوگ ہیں۔ کہتے ہیں ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

یعنی ایسی جگہوں اور ایسے مقامات میں رکھ کر جہاں دنیاوی ابتلاؤں اور کشمکشوں سے انسان بچ نہیں سکتا۔ کہا گیا ہے کہ گنہگار نہ بنو۔ یہ ایسا سوال ہے۔ جو ہر دنیادار کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ یا تو کہو کہ بیوی بچوں کو چھوڑ دو۔ نہ وہ ہونگے اور نہ ان کے کھانے پینے اور پہننے کی فکر ہوگی۔ تم یہ جو کہتے ہو کہ ان کے کھانے پینے کی فکر نہ کرو۔ کیا بیوی کو طلاق دیدیں یا بچے پیدا ہی نہ کریں یا بچوں کو گھر سے نکال دیں یا خود چھوڑ چھاڑ کر نکل جائیں۔ مگر آگے حکم ہے۔ ایسا بھی نہ کرو۔ بیوی بچوں میں ہی رہو۔ اور انکو کھانے پینے کے لئے دو۔ اور اولاد پیدا ہونے سے روکنا سوائے اس صورت کے کہ بیوی کی جان کا خطرہ ہو بہت بڑا گناہ کرتا ہے۔ پھر کریں تو کیا کریں۔ اس کا تو مطلب ہوا کہ کھانیوالے تو لاؤ۔ مگر کھاؤ نہیں۔ بظاہر یہ بات بہت عجیب نظر آتی ہے۔ مگر یہی وہ معمہ ہے جس کے حل کرنے سے انسان کا قدم اُٹھ سکتا ہے۔ جدھر چلنے سے خدا ملتا ہے۔

مشکلات میں پڑ کر قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

جب تک انسان ایسی بھٹی میں نہیں پڑتا اسوقت تک کس طرح سمجھتا؟ کہ واقع میں اس نے کوئی قربانی کی ہے۔ یہی باتیں ہیں۔ جن کے حل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ قربانی کیا ہے۔ قربانی کے معنے قریب کر دینے والے کے ہیں اور قریب انسان اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب اس بھٹی میں سے گذرتا ہے ایک طرف اسے کہا جاتا ہے کہ کسی قسم کا لالچ اور حرص نہ کر اور دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ بیوی بچوں کو پال۔ ایک طرف کہا جاتا ہے۔ دنیاوی باتوں کی طرف توجہ نہ کر۔ اور دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ اپنا اور اپنے لواحقین کی ضروریات کا انتظام کر۔ بظاہر یہ ایک ایسی مشکل ہے۔ کہ جس کا حل نظر نہیں آتا۔

معمہ کے حل کرنے کا طریق

پھر اس کے حل کا کیا طریق ہونا چاہئیے۔ وہی جو حضرت ابراہیم نے اختیار کیا۔ کہ وہ بظاہر آگ میں کود پڑے۔ مگر دیکھا کہ وہ آگ نہیں۔ بلکہ گلزار تھا۔ جب انسان خدا پر توکل کر کے کودتا ہے۔ تو گو اسوقت معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کیا ہوگا۔ اور ایسا خیال کرتا ہے کہ اس مشکل کا حل ہی نہیں۔ مگر کودنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ایسی آسان اور سادہ بات ہے۔ کہ اسکے متعلق حل کا لفظ ہی استعمال کرنا بیوقوفی ہے۔ جیسا کہ جب سورج چڑھا ہوا ہو۔ تو یہ کہنا کہ بتاؤ سورج کہاں ہے۔ بیوقوفی ہے۔ پس اسوقت اسمیں اخفا ہی نہیں رہتا ہے یعنی یہ حالت جب انسان پر گذرتی ہے اور جب وہ دین اور دنیا کے دونوں رستوں کے اندر سے گذرتا ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ ہیں وہ قربانیاں جو قرب الی اللہ کے لئے ضروری ہیں۔

کمزوریوں کا خیال نہ کرو

تم مت خیال کرو۔ کہ تم میں کمزوریاں ہیں۔ اور تم بہت سے گناہوں سے نہیں بچ سکتے۔ جب سب گناہوں سے بچ جائینگے اور ساری کمزوریاں دور ہو جائینگی۔ تب ہم خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔ یہ شیطان کے دھوکے اور وسوسے ہیں۔ کوئی گناہ اور کوئی کمزوری خدا کے قرب سے نہیں روک سکتی۔ گناہ

اور کمزوریاں چلتے چلتے اسی طرح جھڑتی جاتی ہیں جس طرح ایک آدمی چلتا جاتا ہے اور اسکی جوتی سے کانٹے جھڑتے جاتے ہیں جس طرح مضبوط تیشہ کاٹ کر کانٹوں میں سے گذرنے والا جب کسی کانٹے سے اٹکتا ہے تو ٹھہرتا نہیں۔ بلکہ جھٹکا دیکر چھڑا لیتا ہے اور آگے روانہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح تمہارے کاندھوں پر بھی دین کا کوٹ ہو۔ اور تم اس قسم کی روکاوٹوں سے ٹھہرو نہیں بلکہ انہیں پیچھے چھوڑ کر آگے گذرتے جاؤ۔ یہ چیزیں تمہارے راستہ میں روکٹ ہوں۔ اور تم اس فکر میں مت پڑو۔ کہ انکو ہٹالیں۔ تو پھر آگے بڑھینگے۔ اگر تم اس کے ہٹانے میں لگے رہو گے تو اسی میں رہ جاؤ گے۔ دیکھا گیا ہے۔ ایک کانٹا لگنے پر اگر اسے ٹھہر کر ہٹانے لگیں۔ تو دوسرا لگ جاتا ہے۔ لیکن اگر بغیر ٹھہرے جھٹکا دیدیا جائے۔ تو آسانی سے چھٹکارا ہو جاتا ہے۔ پس ان روکوں کی فکر میں مت رہو۔ یہ خود گرتی اور ہٹتی جائینگی ۔

ہر حالت میں قرب الی اللہ مدنظر ہو

تمہارا کام یہ ہے۔ کہ قرب الی اللہ کے لئے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے جاؤ۔ نمازوں میں روزوں میں۔ ایک دوسرے سے سلوک میں معاملہ کرتے کراتے ہیں قرض لینے اور دینے میں بات چیت میں افسر یا ماتحت ہونے کی حالت میں بیوی بچوں کے معاملہ میں غرضیکہ ہر بات میں یہی غرض تمہارے مدنظر ہونی چاہیئے۔ کہ قرب الی اللہ حاصل ہو۔ اگر تم سے کوئی غلطی ہوتی ہے۔ کوئی کمزوری سرزد ہوتی ہے۔ کوئی نقص واقع ہوتا ہے۔ تو یہ نہیں کہ اس مقصد کو چھوڑ دو۔ بلکہ اور زیادہ کوشش کرو۔ جس طرح ایک لکھنے والا پہلے خراب لکھتا ہے لیکن بار بار لکھنے سے اچھا لکھنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تم بھی مستقل رہو گے۔ تو سب نقص دور ہو جائینگے ۔

کمزوری دور کرنے کا طریق

پس تم اپنی کسی کمزوری کی طرف مت دیکھو۔ بہت سے رستہ تک کمزوریاں ساتھ جاتی ہیں۔ ان سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اور ہاتھ آگے ہی آگے بڑھانا چاہیئے۔ اگر کسی بات میں کمزوری ہو۔ تو اُسے پھر کرو۔ پھر کرو۔ پھر کرو۔ حتیٰ کہ تمہیں خوب مشق ہو جائے۔ اور جب مشق ہو جائیگی۔ تو اس کے کرنے میں کوئی روک نہ پیش آئیگی لیکن اگر تم یہ کہو۔ کہ کمزوری دور کرکے پھر اسے کرنا شروع کرینگے۔ تو پھر نہیں کرسکو گے۔ اصل مقصد کو تمہیں مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کانٹے مدنظر نہیں ہونے چاہیئیں انکو نکالنے نہ بیٹھ جاؤ۔ بلکہ انکو اسی طرح دور کرو جس طرح راستہ چلتا ہوا مسافر جھٹکا دیکر اپنا دامن چھڑا لیتا ہے اور اس مقام پر پہنچنے کی کوشش کرو۔ کہ جہاں پہنچ کر انسان ابتلاؤں سے بچ جاتا ہے اور جہاں یہ خطرہ نہیں رہتا کہ وہ غلط راستہ پر ہے۔ عملاً اس میں کمزوری ہو تو ہو۔ مگر یہ ایسی حالت ہوگی۔ جیسے ایک بیمار اچھا تو ہو گیا۔ مگر کمزوری کی وجہ سے اس کا قدم صحیح طور پر نہ پڑتا ہو۔ دیکھو نمونیہ یا محرقہ کی بیماری ہے۔ محرقہ پہلے تھوڑا ہوتا ہے۔ مگر جس کو ہوگا۔ ڈاکٹر اسے دیکھ کر کانپ جائیگا۔ کہ نہ معلوم اس کا کیا حال ہوگا۔ لیکن جب محرقہ انتہا کو پہنچنے کے بعد کم ہوجاتا ہے۔ تو وہی ڈاکٹر جو پہلے دن ۹۹ درجہ پر خطرہ محسوس کرتا تھا۔ وہی اب ۱۰۲ درجہ پر خوش ہوگا۔ اسپر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس دن تو وہ ۹۹ درجہ پر گھبراتا تھا مگر آج پندرہ دن کے بعد ۱۰۲ درجہ پر خوش ہو رہا ہے تو بیوقوف ہوگا۔ کیونکہ اس دن وہ ۹۹ درجہ میں ترقی کی علامت دیکھتا تھا۔ اسلئے گھبراتا تھا۔ اور اب ۱۰۲ درجہ میں تنزل کے آثار دیکھتا ہے۔ اسلئے خوش ہے۔ پس جب قدم آگے کو بڑھ رہا ہو۔ اور دیکھے کہ قرب الی اللہ کی طرف جا رہا ہے۔ تو کمزوریاں خواہ کیسی ہی ہوں۔ انکی پرواہ نہ کرے لیکن اگر دیکھے۔ کہ وہ کوئی گناہ نہیں کرتا۔ مگر خدا کے قرب کی طرف اس کا قدم نہیں جا رہا۔ اس کے دل میں قرب الی اللہ کے لئے کوئی تڑپ نہیں تو وہ سمجھ لے۔ کہ اس کی محرقہ بخار چڑھنے کی حالت ہے۔ جو سخت خطرناک ہے ۔

دنیا میں رہ کر خدا سے جا ملو

پس تم اپنے ہر کام ہر فعل اور ہر بات میں اس اصل کو مدنظر رکھو۔ رات دن تمہارے دل میں ایک ہی خواہش ہو۔ کہ تم دنیا میں رہ کر خدا سے جا ملو۔ دنیا کے علوم اور دنیا کی ترقیات تمہیں اپنی طرف نہ کھینچیں۔ میں حیران رہ جاتا ہوں۔ جب دیکھتا ہوں۔ کہ بڑے بڑے عالم کہتے ہیں۔ مگر ان کو دنیا اپنی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے یہ لالچ مال میں ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ علم میں بھی ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث یہ علم کا لالچ بھی ہوا۔ انہیں علم کلام کی حرص پیدا ہوئی۔ دوسروں کو فلسفہ میں باتیں کرتے دیکھ کر علم کلام بنایا۔ اور اسلام کا ستیاناس کر دیا کیونکہ انھوں نے پیشاب کو دودھ میں ملا دیا ۔

بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی طرف کھینچنے والی جو چیزیں ہیں۔ ان کی طرف جب متوجہ ہو جاتا ہے۔ تو اصل مقصد اور مدعا کے پانے سے رہ جاتا ہے۔ لیکن جب اسمیں یہ تڑپ پیدا ہو جائے کہ ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرے۔ تو پھر خواہ کتنی اس کے راستہ میں آئیں۔ ان سے نکل جائیگا اور اسے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

پس یہ خواہش اپنے اندر پیدا کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کو پانا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ دنیا کے مال دنیا کے علوم دنیا کے نفعے تمہاری نظر میں کچھ حقیقت نہ رکھتے ہوں۔ اگر یہ صورت ہو۔ تو خواہ تم میں لاکھ کمزوری ہو۔ کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ اگر سارے نہیں۔ تو تم میں سے ایک جماعت ضرور منزل مقصود پر پہنچ جائیگی۔ لیکن اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔ خواہ تم کیسے دعوے کرنیوالے اور کیسی باتیں بنانیوالے ہو۔ کیا مسلمانوں میں مسیح موعود سے پہلے ایسے لوگ نہیں تھے انھوں نے کیا بنالیا۔ اور وہ کیا کرسکے ۔

خدا کا قرب حاصل کرنے کی رُوح

میں اس رُوح کو لفظوں میں تمہارے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مگر جب پکڑنے۔ اور بیان کرنے لگتا ہوں۔ تو رہ جاتا ہوں۔ اور بیان نہیں کرسکتا۔ یہ رُوح ذہنی طور پر پیدا ہوجاتی ہے۔ اور جب پیدا ہو جائے تب ہی اس کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے۔ لفظوں میں اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح میٹھی میٹھی درد ہوتی ہے اور ہاتھ لگانے سے معلوم نہیں ہوسکتا۔ کہ کہاں ہوتی ہے۔ اسی طرح اس رُوح کا بھی پتہ نہیں لگایا جاسکتا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اسے پکڑ کر تمہارے سامنے رکھ دوں۔ اور تم اس کو معلوم کرکے اسے اپنے اندر پیدا کرلو۔ مگر کیا کروں وہ پکڑی نہیں جاتی۔ میں نے اس بات پر بڑا غور۔ فکر اور تدبر کیا ہے کہ اس رُوح کی حقیقت بتا اور سمجھا سکوں۔ مگر مجھے اسمیں کامیابی نہیں ہوئی۔ اسلئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی انسان کسی کو نہیں دے سکتا۔ صرف خدا ہی دے سکتا ہے اور خدا ہی انسان کے اندر یہ بات پیدا کرسکتا ہے۔ جس طرح بینائی کوئی انسان کسی کو نہیں دے سکتا۔ ان اشاروں سے ایک اندھے کو سمجھا سکتا ہوں۔

کہ بینائی ایسی چیز ہوتی ہے۔ جسکے ذریعہ بغیر آواز کے انسان دوسرے کو پہچان لیتا ہے۔ اب اگر اسے یک لخت یہ بات حاصل ہو جائے۔ تو وہ سمجھ لیگا کہ مجھے بینائی مل گئی ہے۔ اسی طرح اس کے متعلق بھی میں صرف اشارے ہی کر سکتا ہوں۔ اصل حقیقت نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ یہ بات قلب سے تعلق رکھتی ہے۔

علماء اور انگریزی خوانوں کی حالت میں یہ جانتا ہوں۔ کہ تم میں سے ایسے لوگ ہونگے۔ جن پر دین کی بنیاد رکھی جائیگی۔ مگر میں یہ بھی کہنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے عالموں میں نئے علوم سے تعصب اور انگریزی خوانوں میں نیچریت کا مادہ پایا جاتا ہے۔ جب تک ظاہری علوم پڑھنے والے قدرت خاص اور قدرت عامہ کا اعتراف نہ کریں اور عمل سے اعتراف نہ کریں۔ اس وقت تک دین نہیں مل سکتا۔ اگرچہ ابھی تک واسطہ نہیں پڑا۔ لیکن اگر کبھی پڑے تو ہمارے ایسے مولوی ہیں۔ کہ جب کوئی نیا علم ان کے سامنے آئے۔ تو وہ اس کا انکار کر دیں (یہ نہیں کہ خدا کے دین کے ماتحت اس کو لے آئیں) جیسا کہ پادریوں نے کیا۔ جب بھی باتوں کا مقابلہ کرنے لگے نہ اٹھے۔ اور اس طرح لوگوں کے دلوں سے ان کی قوت اٹھ گئی۔ تو پھر وہی باتیں بھی ان کے مقابلہ میں پیش کر کے لوگوں سے منوالی گئیں۔ اسی طرح اگر کوئی موقع آجائے۔ تو یہ علما انکار کر دینگے۔ اور ان کے مقابلہ میں ایسے بھی ہیں۔ جو معجزات کا انکار کر دینگے۔ اور اگر انکار نہ کرینگے۔ تو ایسے معجزے جیسے چھینٹے پڑنے کا ہے۔ پیش کرتے ہوئے جھجکینگے۔ اور اگر پیش کر دیں گے تو ان کے دل میں یہ خواہش نہ پیدا ہوگی۔ کہ ہم پر بھی چھینٹے پڑیں۔ اور یہ مخفی علامت ہے نیچریت کی۔ وہ بندہ کیوں خواہش نہ کریں کہ ہمارے لئے بھی خدا تعالیٰ قدرت خاص جاری کرے۔ میرے نزدیک یہ سخت کمزوریاں ہیں۔ قرب الی اللہ کیلئے ضروری ہے۔ کہ انسان اس مقام پر پہنچ جائے۔ جہاں وہ خدا تعالیٰ کی قدرت خاص کا مشاہدہ کر سکے۔ جو بھی بات اس کی ماتحت ظاہر ہو اس کا انکار نہ کرے۔ دیکھو سورج چاند کے مقابلہ میں نہیں چمکتا۔ لیکن اگر ایسا موقع آجائے۔ کہ سورج بھی چمک رہا ہو۔ اور چاند بھی۔ تو عقلمند اسی کو کہا جائیگا۔ جو یہ کہیگا کہ میں چاند کو بھی چمکتا دیکھ رہا ہوں۔ اور سورج کو بھی۔ مگر میں یہ نہیں بتا سکتا۔ کہ ایسا کیوں ہے۔ یہ پہلے تجربہ کے خلاف ہے۔ مگر ہے ٹھیک۔

احمدی کیسے ہونگے پس میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ تمہیں ایسا ایمان حاصل ہو کہ دنیا دی روکیں۔ تمہارے راستہ سے ہٹ جائیں۔ اور تمہارے ایمان کی بنیاد درست ہو۔ تمہارے اندر قرب الی اللہ کی خواہش ہو۔ اور تمہارے سب کام اسی خواہش کے نیچے ہوں۔ جو نہ تو اسے ہٹا سکیں اور نہ اسکے ماتحت کام کرنے سے ہٹا سکیں۔

یہ بات اگر تم میں پیدا ہو جائے تو تمہیں وہ درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جو مشاہدہ کا درجہ ہے۔ اور ایسی جماعت کیلئے پھر کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ کہ ٹھوکر کھا جائیگی۔ حضرت معین الدین چشتی حضرت شہاب الدین سہروردی اور دوسرے بزرگوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے مقابلہ میں امام ابو حنیفہ امام شافعی امام مالک امام حنبل اور ائمہ جو گذرے ہیں۔ یہ سب اہل اللہ تھے۔ اور ان سب کا روحانیت سے تعلق تھا۔ مگر انہوں نے علوم کی مختلف شاخیں تقسیم کر لی تھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت میں بھی ایسے ہی لوگ پیدا ہوں۔

ایک ضروری نصیحت لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور بات بھی چاہتا ہوں۔ اور پچھلوں کی غلطی سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت میں جنید بغدادی اور ابن عربی و معین الدین چشتی جیسے لوگ تو ہوں۔ مگر باتیں اس رنگ میں نہ کریں جس رنگ میں انہوں نے اپنے وقت میں کسی وجہ سے کی تھیں۔ کیونکہ ان باتوں سے لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ پس ایسے لوگ ہوں تو سہی اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ ہونگے اور اب بھی ایسے ہیں۔ جن میں خدا تعالیٰ نے اس مقام پر پہنچنے کا مادہ رکھا ہے۔ مگر میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ کو ظاہری شریعت کے ماتحت رکھیں۔ تاکہ لوگ ٹھوکر نہ کھائیں۔

یہ غرض ہے میرے ان خطبوں کی۔ کہ تمہیں قرب الی اللہ کا ایسا درجہ حاصل ہو جائے۔ جس سے دنیا کی کوئی چیز تمہیں ہٹا نہ سکے۔

مسیح موعودؑ کی کتابوں کا امتحان دینے والے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کے امتحان کے سلسلے میں اس سال ازالہ اوہام۔ سرمہ چشم آریہ و حقیقۃ النبوۃ کا سالانہ جلسہ کے موقعہ پر امتحان ہوگا۔ اس وقت تک ہمارے پاس ۳۶ کے قریب درخواستیں پہنچ چکی ہیں۔ اور بھی جو لوگ شامل ہونا چاہیں۔ وہ دفتر تعلیم و تربیت میں بہت جلدی اطلاع بھیجدیں۔ ناظر تعلیم و تربیت

ایک انگریزی اخبار کے اجرا کی تجویز

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے استصواب اور حضور کی منشا سے تجویز کی گئی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم پر بھروسہ کر کے مرکز سلسلہ سے ایک انگریزی ہفتہ وار اخبار جاری کیا جائے۔ جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور اور زندگی بخش ارشادات آپ کی ایمان افزا نصائح اور معرفت بخشنے والے خطبات ان احباب تک پہنچائے جائیں۔ جو غیر ممالک میں سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ یا داخل ہونے والے ہیں۔ اور اس ذریعہ سے انگریزی خوان لوگوں میں جو ہر جگہ اور ہر ملک میں پائے جاتے ہیں۔ تبلیغ احمدیت کی جائے۔ نیز ہندوستان کی موجودہ سیاسی ہو لناکی بھی اس بات کا تقاضا کر رہی ہے۔ کہ ہم اپنا نقطہ خیال وضاحت کے ساتھ پیش کریں۔ اور بتائیں کہ کیوں ہم گورنمنٹ کی وفاداری پر زور دیتے ہیں۔ اور با امن رعایا بنکر رہتے ہیں۔ اور اپنے طرز عمل کے متعلق گورنمنٹ اور حکام کے لئے صحیح معلومات براہ راست مہیا کریں۔

ان ضروریات کو جن کا مختصر ذکر کیا گیا ہے۔ پورا کرنے کیلئے ایک عرصہ سے انگریزی اخبار کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اور یہ ضرورت دن بدن زیادہ بڑھ رہی ہے۔ اس لئے تجویز ہے۔ کہ بہت جلدی ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار جاری ہو۔ امید ہے کہ احباب کرام اس تجویز کو بڑی خوشی سے منظور کرینگے۔ اور اسے کامیاب بنانے کیلئے پوری کوشش فرمائینگے۔ جو یہ ہے کہ انگریزی خوان احباب خود اس کی خریداری منظور فرما دیں۔ اور دوسرے احباب میں تحریک کر کے خریدار بنائیں۔ احباب جس قدر جلدی اور جس قدر زیادہ تعداد میں خریداری منظور فرمائینگے۔ اسی قدر جلدی اخبار جاری ہو سکیگا۔

چونکہ انگریزی اخبارات کے اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی قیمتیں بھی بھاری ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارا ارادہ ہے۔ کہ جس قدر بھی ممکن ہو۔ اور حالات اجازت دیں قیمت کم رکھی جائے۔ جو آٹھ روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ حجم فی پرچہ کم از کم آٹھ صفحہ اور سائز "الفضل" جتنا ہوگا۔

اخبار کے اجرا کے لئے چونکہ خریداروں کا معلوم ہونا بنیادی امر ہے۔ اور اسی پر اخبار کی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے اس لئے احباب کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ بہت جلدی اپنی منظوری سے ایڈیٹر صاحب الفضل کو اطلاع فرما دیں اور کوشش کر کے دوسرے احباب کو بھی خریدار بنا کر اطلاع دیں۔

قادیان میں سکنی زمین

۱۔ محلہ دارالرحمت میں [illegible] فی مرلہ زمین فی الحال ختم ہو چکی ہے۔ مگر قادیان کے قریب احمدیہ سٹور کے پاس نہایت عمدہ موقع کی زمین موجود ہے۔ قیمت حسب موقعہ [illegible] فی مرلہ ہے۔ ۲۔ محلہ دارالفضل شرقی میں [illegible] فی مرلہ زمین مل سکتی ہے۔ نیز اس محلہ میں برلب سڑک کلاں یعنی سڑک موضع کھارا پر بھی جگہ موجود ہے۔ قیمت [illegible] فی مرلہ ہے۔ محلہ دارالفضل غربی میں جگہ فی الحال ختم ہو چکی ہے۔ ۳۔ محلہ دارالفضل شرقی کے جنوب مشرق میں سڑک موضع کھارا کے اوپر سالم کھیت قابل فروخت موجود ہے۔ خریدنے والوں کو سالم کھیت لینا ہوگا۔ اور رستے اپنے چھوڑنے ہونگے۔ کوئی کھیت پانچ کنال کا ہے۔ کوئی ساڑھے چار کا کوئی آٹھ کا وغیرہ وغیرہ موقع اچھا ہے۔ قیمت [illegible] فی مرلہ ہے۔ نوٹ: بڑی سڑک کے اوپر کسی موقع پر بھی دو کنال سے کم جگہ نہیں دی جاتی۔ مگر اندرون محلہ دس مرلہ تک بھی جگہ مل سکتی ہے۔ بلکہ استثنائی طور پر پانچ مرلہ بھی نیز اندرون محلہ بھی باقاعدہ رستے اور گلیاں چھوڑی جاتی ہیں۔ جہاں دو کانیں بن سکتی ہیں۔ شرح مقررہ ہے۔ قیمت نقد وصول کی جاتی ہے۔ جو درخواست کے ساتھ بھیجنی چاہیئے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ قیمت قسط وار جمع ہوتی رہے۔ پھر جب پوری قیمت جمع ہو جاوے تو جس جگہ مناسب قطعہ خالی ہو مل سکتا ہے۔ اور تمام خریداروں کے ساتھ یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے واسطے جگہ خریدیں۔ تجارت کرنا مقصود نہ ہو۔ اور نیز یہ کہ خریدنے کے بعد ایک سال کے اندر اندر کم از کم چار دیواری کی بنیادیں نکلوا کر اپنے حدود قائم کریں +

مرزا بشیر احمد قادیان

تجرید بخاری اردو

حصہ ۱/۲ ۴

"صحیح بخاری" اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کی جاتی ہے۔ مگر امام بخاری نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی ناکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔ پھر عن فلاں و عن فلاں کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے۔ جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ کہ نویں صدی ہجری میں علامہ حسین بن مبارک زبیدیؒ نے بکمال محنت پہلے تو بخاری کی مستند متصل حدیثوں کو یکجا کیا۔ اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے۔ چنانچہ علمائے عرب و شام نے مصنف کو اس کی سندیں عطا فرمائیں اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ اعلیٰ ڈمی کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ جسے دیکھکر ناظرین حیرت ہو جاتی ہیں۔ کہ اتنی بڑی کتاب کا اتنا مختصر انتخاب۔ عالیشان کلام رسول مقبول صلعم کیلئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ تمام فرمائشیں بنام

حجم سوا پانچسو صفحہ (مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کٹڑہ ولیشاہ کے آنی چاہئیں) قیمت ۵ محصول ۸/

ہندوستان کی خبریں

شاہ انگلستان کو شاہ کابل کا تار

دہلی۔ ۳ دسمبر۔ امیر افغانستان نے ملک معظم کو تار دیا ہے جس میں امید ظاہر کی ہے کہ آئندہ برطانیہ اور افغانستان کے تعلقات زیادہ قریبی ہو جائیں گے۔

بنارس ہندو یونیورسٹی میں فوجی تعلیم

بنارس۔ ۳ دسمبر۔ بنارس ہندو یونیورسٹی میں وائسرائے چانسلر کے ایڈریس کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ ریڈنگ نے یونیورسٹی کو اس کی نمایاں ترقی پر مبارکباد دی اور پنڈت مدن موہن مالوی کی تعریف کرتے ہوئے اس امر کی منظوری دی کہ یونیورسٹی میں ٹیریٹوریل فوج کی ایک کمپنی کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔

لاہور میں سول احکام کی نافرمانی

۵۔ دسمبر کو صبح دس بجے سوتر منڈی سے سٹی کانگرس کمیٹی لاہور کے میں ایک جلوس گاندھی ستہ قومی گیت گاتا ہوا۔ شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں سے گذر کر اور دروازہ مسید متھا۔ لوہاری دروازہ وغیرہ سے ہوتا ہوا نیلے گنبد پر جاکر ختم ہوا۔ وہاں انھوں نے جلوس کو اپنے آپ منتشر کر دیا۔ اس تمام وقت میں پولیس سٹی کانگرس کمیٹی کے دفتر کے دروازہ پر بیٹھی رہی۔

اخبار اکالی کے ایڈیٹروں کی رہائی

سردار پرتاپ سنگھ بی۔ اے ایڈیٹر اور گیانی ہیرا سنگھ جائنٹ ایڈیٹر "اکالی" ۲ دسمبر کو ڈیرہ غازیخان جیل سے رہا ہو کر ۴ دسمبر کو لاہور پہنچ گئے۔

ایک خان بہادر کی خودکشی

کانپور کے ڈپٹی کلکٹر خان بہادر مظفر علی صاحب نے کسی نامعلوم الکیفیت سبب سے خودکشی کر لی۔

سر ہنری ڈابس کی واپسی

سر ہنری ڈابس ہالینڈ کو انتہا در میں واپس ہو گئے۔ برطانی و افغانی اعزازی گارد نے ۲۱ توپوں کی سلامی سر کی۔ اس موقعہ پر خیبر کے مغرب میں دوبارہ حد بندی کی گئی۔ ... گز کا علاقہ باقاعدہ طور پر افغانستان کے حوالے کیا گیا۔

امرتسر میں سکھوں اور سادھوؤں میں فساد

۱۹ دسمبر کو رات کے وقت امرتسر میں لوگ گرو کے باغ میں جمع ہو گئے۔ اتنے میں چند آدمی ہندو اور سکھ سادھوؤں کا بھیس بھرے ہوئے دکان گھست میں گھس گئے۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شراب پی ہوئی تھی۔ اور شک یہ ہوتا تھا کہ یہ بناوٹی سادھو ہیں۔ انھوں نے ایک عورت کو زدوکوب کیا

اس کے بعد یہ اس جگہ جانے لگے جہاں صرف وہی لوگ جا سکتے ہیں جنہوں نے امرت چکھا ہوا ہو۔ اس لئے انھیں روکا گیا اس پر انہوں نے مزاحمت کرنے والوں کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ اتنا لشکر چاروں طرف سے اکالی جمع ہو گئے جن کو دیکھ کر یہ سادھو جیب ہو کر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد صاحب ڈپٹی کمشنر تین چار سو فوجی سپاہیوں اور دو مشین گنوں کو لیکر موقع پر پہنچ گئے مگر ان کے استعمال کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

جتندر لال بیرسٹر کو دو سال کی قید

کلکتہ۔ ۶ دسمبر۔ جتندر لال بینرجی جو ۱۰ نومبر کو سام پور ہاٹ میں گرفتار کئے گئے تھے۔ ان کو آج چینسا پر یذیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت سے بہ الزام بغاوت دو سال قید سخت کی سزا ہوئی۔

پنڈت موتی لال کے خاندان کی گرفتاری

لکھنؤ کا ایک تار مورخہ ۱۶ دسمبر مظہر ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت جواہر لال نہرو، پنڈت شام لال نہرو، پنڈت موہن لال نہرو، جارج جوزف ایڈیٹر انڈی پنڈنٹ، پرشوتم داس ٹنڈن پریزیڈنٹ الہ آباد میونسپلٹی، سید کمال الدین جعفری، بندر ناتھ پنڈت گوری شنکر مصرا و دیگر صاحب کو الہ آباد میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اخبار انڈی پنڈنٹ پر مقدمہ چلیگا

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ الہ آباد کے اخبار انڈی پنڈنٹ پر عدالت میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

سی آر داس کے خاندان کی گرفتاری

کلکتہ۔ ۱۰ دسمبر۔ سی آر داس کے اکلوتے بیٹے چرنجن داس کی گرفتاری کے بعد آج دوپہر کے بعد مزید گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ گرفتار شدگان میں سی۔ آر داس کی بیوی۔ بہن اور بھتیجی بھی ہیں۔

مسٹر سی۔ آر داس کی بیوی کی رہائی

کلکتہ۔ ۸ دسمبر۔ مسٹر سی آر داس کی بیوی اور ہمشیرہ اور ایک اور مستورات جو کل بازار میں گرفتار ہوئی تھیں کل قریبی رات گئے رہا کر دی گئیں۔ ان کو تنبیہ کر کے چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ ان عورتوں نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا تھا۔

ڈاکٹر ستیہ پال کو ایک سال قید

۹ دسمبر کو ۱۰ بجے ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر گوربخش رائے گرفتار کئے گئے اور دو بجے سے پہلے پہلے دونوں کو ایک ایک سال قید محض کی سزا دے دی گئی۔

غیر ممالک کی خبریں

واشنگٹن میں ہولناک بلوہ

واشنگٹن۔ ۳ دسمبر۔ یہاں ایک ہولناک بلوہ ہوا۔ اکثر سو دیسیوں کا قصہ ہوا۔ پارلیمنٹ کے باہر حصہ شہر کو میں سے بلوہ کیا گیا۔ بلوائیوں نے اندرون شہر جا کر تمام شراب خانوں پر حملہ کیا۔ ہندو دکانیں برباد کیں۔ محلوں میں مقیم لوگوں کے گھروں میں گھس کر ان کا اسباب لوٹ لیا۔ مسٹر ڈی کمپنی تا دان کے حصہ کی آنکھوں کے سامنے بلوائی اس کے گھروں تک پہنچ گئے۔ چار سو گرفتاریاں ہوئی ہیں۔

شاہ نجد کی فتوحات کی تردید

لندن۔ یکم دسمبر کو ذمہ دار افسروں کو یقین ہے کہ یہ خبر صحیح نہیں ہے کہ ابن سعود نے حجاز کے دو شہر فتح کر لئے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ خبر اس وجہ سے مشہور ہوئی ہو کہ حال ہی میں دو قبائل کے مابین جنگ ہوئی تھی جو نہ تو شاہ حجاز کے ماتحت ہیں نہ سلطان نجد کے۔

پارلیمنٹ میں مسٹر گاندھی کو جلاوطن کرنے کی تجویز

پارلیمنٹ میں مسٹر ڈبلیو ڈی پیسین نے سوال کیا۔ کیا صاحب وزیر ہند گاندھی کو اس کی ریاست میں جلاوطن کرنے اور یہ دیکھنے کی مناسبت پر غور کریں گے کہ آیا وہ ریاست ہی ان کے متعلق کارروائی کر سکتی ہے یا نہیں۔

وزیر ہند نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

امریکہ میں ایک زہریلی گیس کی ایجاد

لندن ۳ دسمبر۔ واشنگٹن کے نامہ نگار آئندہ جنگ کے عظیم خطرات کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بالٹی مور واقع امریکہ کے قریب زہریلی گیس بنانے کا دنیا بھر میں سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ اس کارخانہ میں عارضی صلح کے وقت روزانہ دو سو ٹن گیس تیار ہوتی تھی۔ اس میں چار حفاظتی بجاؤ اور دافعانہ ایجادوں کے لئے علیحدہ علیحدہ محلے رکھے گئے ہیں۔ اس میں ایک زہریلی گیس اس قسم کی تیار ہوتی ہے جو ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر شہروں پر چھوڑی جا سکتی ہے۔

آئرلینڈ آزاد ہو گیا

لندن۔ ۷ دسمبر۔ آئرلینڈ کا نام اب آئرش فری سٹیٹ (آئرلینڈ کی آزاد ریاست) ہوا۔

۵ تاریخ کو پہلے بادشاہ سلامت اور وزیراعظم کے درمیان آئرلینڈ کے متعلق گفت و گو ہوئی۔ اس کے بعد وزراء کی آئرش کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ اس کے بعد وزارت کا۔ پھر آئرش کمیٹی اور سن فین نمائندوں کے درمیان ۱۰ گھنٹے تک گفتگو ہوئی۔ ۱۲ گھنٹے مسلسل بھاری کانفرنس ہوتی رہی۔

THE ALFAZL QADIAN

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | اب گیا وقت خزاں

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین تمام کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ مہر محمد خان

نمبر [illegible] | مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

خاندان مسیح موعود اور خاندان حضرت نواب صاحب بخیریت ہیں

جناب مولوی محمد احسن صاحب اگرچہ کمزور ہیں۔ لیکن ہر طرح آرام و عافیت سے ہیں۔

۱۴ دسمبر بہ تقریب کارِ دشتین مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول میں نعطیل ہوئی

میاں محمد علی صاحب ولد حکم دین صاحب ساکن رام گڈھ کا نکاح مسماۃ عزیزاً بنت سید عبدالرحمٰن صاحب بٹالوی سے دو سو روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھا۔

ضروری اطلاعات

شاعر مطلع رہیں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ہمارے تمام شاعروں کی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہر ایک کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی موجودگی میں اپنے اشعار کے سنانے کا موقعہ دیا جائے۔ باوجود اس کے کہ حضرت اقدس کی تقریر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور حضور تقریر فرمانے کو تیار ہوتے ہیں۔ مگر اس قسم کی درخواستیں عین وقت پر حضور کی خدمت میں پیش کردی جاتی ہیں جس سے نہ صرف یہ کہ پروگرام ٹوٹ جاتا ہے۔ اور وقت کا حرج ہوتا ہے۔ بلکہ شکایات پیدا ہونے کا بھی احتمال رہتا ہے۔ وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ اس دفعہ تمام لیکچراروں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے مضمون کو وقت مقررہ کے اندر ختم کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ مضمون ختم ہو یا نہ ہو۔ ہرگز مقررہ وقت سے زیادہ مہلت نہ دی جائیگی۔ پریزیڈنٹ صاحبان کو بھی اوقات کی پابندی کے متعلق خاص طور سے توجہ دلائی جائیگی۔ اس لئے تمام شاعروں کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے اشعار ۲۲ دسمبر سے پہلے پہلے ہمارے دفتر میں بھیجدیں۔ تاکہ ان کو مناسب اوقات مقرر کرکے اطلاع دی جائے۔ جو وقت مقرر کیا جائیگا۔ اور جن کے لئے کیا جائیگا۔ اس کے مطابق ہر ایک صاحب کو موقعہ دیا جائیگا۔ دوست اس امر کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں۔ کہ نظم بہت لمبی نہ ہو۔ جہانتک ہوسکے مختصر اور پر معنی دپر لطف ہو۔ اگر ۲۲ دسمبر تک کسی صاحب کی نظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ضروری اعلان کا کہاں تک پاس کیا

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب نے چند دن ہوئے ایک ضروری اعلان کے نام سے اشتہار شائع کیا تھا۔ جو ۲۲ نومبر کے پیغام میں بطور ضمیمہ شائع ہوا۔ اسمیں مولوی صاحب موصوف نے مباحثات و مناظرات کو بکلی بند کرتے ہوئے کہا "ہاں اپنے عقائد و خیالات کی اشاعت اور تبلیغ یا باہمی تبادلہ خیالات ضروری ہیں۔ اور جاری رہنے چاہئیں۔ لیکن اسمیں بھی اس امر کو مدنظر رکھا جائے۔ کہ کسی شخص کے متعلق ذاتی حملوں اور دل آزار کلمات سے قطعی اجتناب کیا جائے۔ خواہ دوسرے کی طرف سے ایسے ذاتی حملے ہوں۔ اور خواہ انکی طرف سے رنجیدہ کلمات سننے پڑیں۔" پھر آپ مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب کی طرف ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

"آپ کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے ہمنے تو بغیر کسی شرط کے بھی اعلان کر دیا ہے کہ مباحثات کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ اور ذاتی حملوں اور دل آزار کلمات سے آیندہ کے لئے قطعاً اجتناب رہیگا۔"

اس تاکیدی اعلان کی ابھی سیاہی بھی خشک ہونے نہ پائی ہوگی کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ۲ دسمبر کے جمعہ کے خطبہ میں اس تمام عہد و پیمان کو جو ۲۳ نومبر کو شائع کیا تھا۔ بالائے طاق رکھ دیا اور اسکی اتنی بھی قدر نہ کی جتنی کسی ردی کاغذ کی کیجاتی ہے۔ مولوی صاحب کا خطبہ کیا ہے۔ ہمارے متعلق خلاف واقعہ باتوں اور طنز و سب و شتم کا مجموعہ ہے۔ بغیر کسی ضرورت کے خواہ مخواہ اختلافی مسائل کو درمیان میں لاکر ہمارے خلاف پہلے طنز اور کنایہ سے کام لیا ہے۔ مگر جب اسپر بھی دل ٹھنڈا نہ ہوا۔ تو صریح حملے شروع کر دئے ہیں۔ اور ایسے دل آزار کلمات استعمال کئے ہیں۔ جو معمولی رنجیدہ نہیں۔ بلکہ دلوں کو پارہ پارہ کرنیوالے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف اختلافی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے اپنے غصے کی باگ کو تھام نہیں سکے۔ اور آخر اس پانی کی طرح جو کسی بند سے کچھ عرصہ رکا رہتا ہے۔ آخر زور میں آکر بند کو توڑ دیتا ہے۔ اور پھر روکنے سے نہیں رک سکتا۔ اسی طرح غصہ نے بھی جو اس اعلان کے بند سے ایک ہفتہ تک رکا رہا۔ جوش زن ہو کر اس بند کو توڑ دیا۔ اور پھر ایسے زور سے بہا۔ کہ مولوی صاحب کسی طرح بھی اسکو روک نہ سکے۔ خدا جانے مولوی صاحب موصوف نے ایک ہفتہ تک کس طرح صبر سے کام لیا۔

اختلافی مسائل کا بے محل ذکر

مولوی صاحب نے اول تو اختلافی مسائل کا ذکر ہی خلاف اعلان بے محل کیا ہے۔ اس خطبہ میں ان کے ذکر کا کوئی محل نہیں تھا۔ اور یہ بات صرف میں ہی نہیں کہتا۔ بلکہ جناب مولوی صاحب کو خود اس بات کا احساس ہوا ہے۔ جبھی انھوں نے اس اعتراض سے بچنے کے لئے ایک عذر کیا ہے۔ لیکن خیال وہ عذر قوی عذر ہے۔ نہیں بلکہ وہ عذر "عذر گناہ بدتر از گناہ" کا پورا مصداق ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اب ہم ان باتوں کو (یعنی اختلافی مسائل پر بحث کرنیکو) چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اسوقت چونکہ ایک بات پیدا ہوگئی ہے اسلئے مجبوراً مجھے اسپر کچھ کہنا پڑا ہے۔ جہانتک ہوسکے اب ہمیں اس قسم کی بحثوں میں نہیں پڑنا چاہیئے۔"

کوئی مولوی صاحب سے دریافت کرے کہ اس اعلان کے شائع ہونے کے بعد کونسی نئی بات پیدا ہوگئی تھی۔ جو آپ کے لئے باوجود کراہت اور مجتنب رہنے کا عہد کرنے کے ان بحثوں میں پڑنے کی محرک ہوگئی ہے۔ کیا ہماری طرف سے ان دنوں میں ان مسائل پر کوئی ایسا مضمون لکھا گیا ہے۔ جو آپ کے نزدیک آپکے رفقاء پر اثر ڈالنے والا تھا۔ جس کے دور کرنے کے لئے آپ کو یہ ضرورت پیش آئی۔ کہ آپ ہمارے معتقدات پر حملے شروع کردیں۔ اور ہماری طرف بعض غلط اور خلاف حقیقت باتیں منسوب کرکے لوگوں کو بھڑکائیں۔ اور مغالطہ میں ڈالیں یا کوئی آجکل ایسا مناظرہ ہوا ہے۔ جس نے آپ کے ساتھیوں کے دلوں کو ہلا دیا تھا کہ آپکو ان کے مقابلے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ جہانتک میں سمجھتا ہوں [illegible]

پس آپ کس طرح ان بحثوں کے چھیڑنے میں ابتداء کرنے سے معذور سمجھے جاسکتے ہیں۔

ذاتی حملے اور دل آزار کلمات

اگرچہ یہ بھی خلاف اعلان ہے اور اس عہد کے بھی خلاف ہے۔ جو آپنے مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب کو لکھا ہے۔ مگر پھر بھی اگر آپ اسی پر اکتفاء کرتے۔ تو ہم اسے تبادلہ خیالات سمجھکر آپ کو اپنے اعلان کی خلاف ورزی کرنے کا الزام دینے میں خاموش رہتے۔ مگر افسوس کہ آپ نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ کھلم کھلا ذاتی حملوں پر اتر آئے۔ اور اپنے اعلان کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور اسکی ذرہ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے صریح طور پر ہمارے متعلق سخت رنجیدہ اور دل آزار کلمات کا استعمال کیا۔ چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے میں آپ کی وہ عبارت پیش کرتا ہوں۔ جسمیں آپ نے ہم پر مسلمانوں کو کافر بنانے کا الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

"یہ رشتہ اسلام کو برباد کرنیوالے لوگ ہیں۔ جو مسلمانوں کو کافر بناتے پھرتے ہیں۔"

جناب مولوی صاحب! میں آپ ہی کی کانشنس سے اپیل کرتا ہوں۔ اور آپ ہی سے انصاف پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ایک ایسی جماعت کیلئے جو اسلام پر دل و جان سے قربان ہو۔ اور اس کے رشتہ کو جوڑنے اور اسکی حقیقت پر لوگوں کو لانے کی سچی تڑپ اپنے اندر رکھتی ہو۔ اور اپنی جانوں اور مالوں سے اس جہاد میں مصروف ہو۔ اس کے حق میں یہ کہدینا کہ وہ رشتہ اسلام کو برباد کرنیوالے ہیں۔ اس کے لئے رنجیدہ اور دل آزار نہیں؟ آپ اپنے ان کلمات کو سامنے رکھکر خود فیصلہ کرلیں کہ آپ نے اپنے ان الفاظ مندرجہ اعلان کو۔

"کسی شخص کے متعلق ذاتی حملوں اور دل آزار کلمات سے قطعی اجتناب کیا جائے۔ خواہ دوسرے کی طرف سے ایسے ذاتی حملے ہوں۔ اور خواہ اس کی طرف سے رنجیدہ کلمات بھی سننے پڑیں۔"

اور اپنے اس عہد کا جو آپنے مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب کے خط میں کیا ہے۔ "ذاتی حملوں اور دل آزار کلمات سے آیندہ کیلئے قطعاً اجتناب رہیگا۔" کہاں تک پاس کیا ہے۔ لفظ قطعی اور قطعاً کو مدنظر رکھیں۔ اور پھر غور فرماویں۔

میں اپنے قارئین کرام کو اسجگہ اس امر کی طرف توجہ دلانے

کہ میاں صاحب یہ مانتے ہیں کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے ہم ان کو کافر کہینگے۔ دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۔

گویا وہ بات جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کے حوالہ سے لکھی تھی اسکو حضرت صاحب کی کتاب سے الگ کر کے اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ حضرت میاں صاحب کا عقیدہ ہے اور یہ وہ مذہب ہے جو میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے مذہب کے خلاف نکالا ہے۔ حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے وہ بات اس حوالہ سے لی تھی جس کو مولوی صاحب موصوف نے غلط طور پر ادھورا پیش کیا ہے۔ قارئین کرام اس سے خود ہی اندازہ لگا لیں۔ کہ کیا مولوی صاحب موصوف کا قدم ان مسائل کی تحقیق میں جادہ صواب پر ہے مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

پانچواں نمونہ اسی طرح نبوۃ کے متعلق آپ نے مواہب الرحمن سے مندرجہ ذیل الفاظ پیش کئے۔

"وللہ مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ یعنی اللہ تعالیٰ اس امت میں اولیاء کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ وہ ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ فی الحقیقۃ نبی نہیں ہوتے۔"

اس حوالہ کے پیش کرنے سے آپ کی یہ غرض تھی کہ یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی ہے گویا ۱۹۰۱ء کے بعد بھی حضرت صاحب یہی مانتے رہے ہیں کہ اولیاء کو نبوت کا درجہ عطا نہیں ہوتا صرف نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلی سطر میں صاف حضرت صاحب نے اپنے وجود کو الگ کر لیا ہے۔ اور یہ عبارت صرف دیگر اولیاء کے متعلق لکھی ہے۔ چنانچہ وہ عبارت یہ ہے۔

"ونؤمن بانہ خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ واظھرہ وعدہ"

یعنی ہم ایمان لاتے ہیں کہ رسول کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جس نے آپ کے فیض سے پرورش پائی اور جس کو آپ کے وعدہ نے ظاہر کیا۔ اور اسکے بعد لکھتے ہیں کہ اس امت میں اولیاء بھی ہوتے ہیں لیکن ان کو نبیوں کا رنگ دیا گیا ہے۔ وہ فی الحقیقۃ نبی نہیں تھے۔ اور یہی وہ بات ہے جو حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ پر لکھی ہے کہ اس امت میں ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں مگر نبی کا نام پانے کیلئے

میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں کیونکہ رسول کریم صلعم کا وعدہ حضرت مسیح کے متعلق ہی تھا۔ اور اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بتا دی کہ کثرت امور غیبیہ نبی ہونے کیلئے شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔

پس یہ حوالہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوۃ کے اثبات کا قطعی طور پر ثبوت دے رہا ہے۔ نہ کہ نفی نبوۃ کا

مولوی محمد علی صاحب کی تازہ غلط بیانیاں

مولوی صاحب کے خلاف واقعہ بیانات کے یہ چند نمونے ذکر کرنے کے بعد میں ان امور کو ذکر کرتا ہوں جن کے متعلق مولوی صاحب موصوف نے اس خطبہ میں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

پہلی غلط بیانی مولوی صاحب اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "عقیدہ اور تعلیم کے بالمقابل بعض حضرت صاحب کے پرانے دوستوں کو بھی چھوڑنا پڑا مولانا مولوی محمد احسن صاحب انہیں میں سے ہیں۔ مولوی صاحب شروع میں ادھر ہی تھے ہم نے عقیدہ کے بالمقابل اس وقت ان کی بھی پرواہ نہ کی تو بالاخر کم جب قادیان سے اس قسم کی تحریریں پہنچیں کہ آپ کا عقیدہ جو فلاں فلاں کتاب میں موجود ہے۔ وہ ہمارے خلاف ہے اور مولوی محمد علی کے موافق ہے آپ اس عقیدہ اور اپنے خیالات میں تغیر کریں تو ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ تب ان پر یہ بات کھلی کہ یہ لوگ عقائد میں کس قدر دور نکل گئے ہیں"۔ میں نے کری مولوی سید محمد احسن صاحب اور سید محمد یعقوب صاحب دونوں سے دریافت کیا ہے۔ کہ کیا قادیان سے آپ کو کوئی اس قسم کی تحریر پہنچی۔ تو دونوں صاحبوں نے انکار کیا۔ پس یہ مولوی صاحب موصوف کی پہلی غلط بیانی ہے۔ اگر مولوی صاحب اس بیان میں حق پر ہیں تو اسکا ثبوت دیں۔

دوسری غلط بیانی اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مولوی سید محمد احسن صاحب کو جب اس قسم کی تحریریں پہنچیں تو آپ نے فوراً اس خطرہ کو محسوس کیا اور مدت تک میاں صاحب کو ان کے غلط عقائد کے بارے میں لکھا۔

کیا مولوی محمد علی صاحب ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ مولوی سید محمد احسن صاحب مدت تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو لکھتے رہے۔ کہ آپ کے عقائد غلط ہیں۔ ان کو درست کریں۔

تیسری غلط بیانی اس کے بعد مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

"پھر عرصہ کے بعد آج پھر وہ قادیان میں ہیں۔ انکے متعلق ایک نوٹ اخبار الفضل میں چھپا ہوا بعض لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ وہ قادیان میں کچھ تحقیقات کر رہے ہیں" اور اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ "کہ اب اس وقت بچاسی برس کی عمر میں ان کی تحقیقات کا خیال بھی ان کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا"

جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہوئے۔ کہ الفضل نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ میں اس کے متعلق کچھ کہنے سے پہلے الفضل کی اصل عبارت ناظرین کی توجہ کے لئے لکھ دیتا ہوں جو یہ ہے۔

"مصافحہ کرتے وقت جناب مولوی محمد احسن صاحب نے ان سے کہا کہ میں اس وقت نہیں جا سکتا میں تحقیقات کر رہا ہوں اور میرا جلسہ تک ٹھہرنا ضروری ہے جلسہ کے بعد دیکھا جائیگا"

کیا مولوی محمد علی صاحب اس واقعہ سے انکار کر سکتے ہیں یا کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ مولوی سید محمد احسن صاحب نے انہیں یہ الفاظ نہیں کہے۔ جبکہ الفضل نے وہی بات لکھی ہے جو خود مولوی محمد علی صاحب سے براہ راست انہوں نے کہی تھی۔ تو کیا یہ مقام تعجب نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اس کا انکار کر کے "الفضل" کو غلط بیانی کا مرتکب قرار دیں۔ کیا الفضل نے ان الفاظ میں کوئی کمی بیشی کی تھی۔ جو آپ نے الفضل پر وہ تہمت لگائی جسکے آپ خود مرتکب ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو قرآن شریف کی یہ وعید بھی بھول گئی ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بھتانا واثما مبینا۔ اور کیا آپکو اتنا بھی یاد نہیں کہ آپ نے جناب مولوی صاحب کے ان الفاظ کو سنکر غصہ کے لہجہ میں کہا تھا کہ اچھا آپ تحقیقات کریں اور کیا آپ کو یہ بھول گیا کہ آپ کے رفقاء کو اسپر اتنا غصہ آیا کہ انہوں نے جناب مولوی صاحب سے مصافحہ تک نہ کیا۔

چوتھی غلط بیانی چوتھی غلط بیانی مولوی صاحب موصوف نے ہمارے متعلق یہ کی ہے کہ ہم لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ہم مرتبہ سمجھتے ہیں۔ اسپر میں سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے کیا کہوں مولوی صاحب کیا آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کوئی تحریر ایسی پڑھی ہے جس میں حضور نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر قرار دیا ہو۔ اگر کوئی آپ نے دیکھی ہے تو پیش کریں۔ کیا آپ نے حضور کی تحریروں میں بار بار یہ الفاظ نہیں پڑھے کہ نبی کریم صلعم آقا ہیں۔ اور مسیح موعود غلام۔ نبی کریم صلعم متبوع اور آپ تابع نبی کریم صلعم معلم اور آپ متعلم اور کیا آپ کو حضور کی تحریروں میں یہ نظر نہیں آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو کچھ خوبیاں حاصل کیں وہ سب رسول کریم صلعم کے فیضان سے حاصل کیں۔ اور آپ کا کمال اسی میں ہے۔ کہ آپ نبی کریم صلعم خاتم الانبیاء کے خادم اور آپ کے فیض سے مستفیض ہو نیوالے ہیں۔ یقیناً آپ کی نظر سے یہ سب باتیں گذری ہونگی۔ پھر آپ کس طرح اسبات کو ہماری طرف منسوب کرنے کی جرات کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود کو نبی کریم صلعم کے ہم رتبہ قرار دیتے ہیں۔ کیا لوگوں کو خلیفۃ المسیح ثانی پر بدظن کرنے کے لئے آپ کی طرف سے نا جائز کوشش ایسی کیا یہ آپ کی شان کے شایاں تھا۔ کہ آپ کرتے۔

پانچویں غلط بیانی | پانچویں غلط بیانی بھی اسی رنگ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"پھر یہ کس قدر باطل عقیدہ ہے کہ تیرہ سو سال میں اب تک اسلام کے اندر کسی شخص میں آنحضرت صلعم کی نبوت کا انعکاس ظاہر نہیں ہوا گویا اب تک کسی ولی کی دل کا شیشہ صاف نہیں ہو سکا کہ جس میں نبوت کا انعکاس پڑتا اور ظلی نبی ہوتا۔"

مولوی صاحب ذرا خوف خدا کو دل میں جگہ دیکر اور خشیۃ اللہ سے کام لیکر بتائیں کہ کہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ آج تک کسی ولی کے دل کا شیشہ صاف نہیں ہوا۔ اور کب ہم نے اولیاء کے وجود کا انکار کیا ہے ہم تو بار بار کہتے ہیں کہ امت میں اس قدر اولیاء ہوئے ہیں جن کی نظیر کسی نبی کی امت میں نہیں پائی جاتی۔ ہاں ان اولیاء کے علاوہ ایک نے نبوۃ کے درجہ کو بھی پایا اور یہ سب کچھ نبی کریم صلعم کے فیضان بے پایان کا پرتو ہے۔ اور یہ اسلئے کہ خدا نے شریعت کو مکمل کرکے اور نبی کریم صلعم پر تمام کمالات ختم کرکے روحانی کمالوں کے حاصل کرنیکی سب راہیں بند کردیں انکا کھدنا صرف آپ کی اتباع میں محصور کر دیا۔ پس اب کوئی شخص کسی روحانی درجہ کو بغیر اتباع نبی کریم صلعم اور بغیر قرآن شریف کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھے حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی حضرت صاحب کو نبوۃ کیوں ملی تو کیا اسکا جواب حضرت صاحب کی تعلیم میں موجود نہیں جو بار بار یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے کیا کھول کھول کر بیان نہیں کیا ہے کہ نبوۃ کیلئے کثرت اطلاع برامور غیبیہ شرط ہے اور مجھ سے پہلے کسی میں یہ شرط پائی نہیں جاتی تھی پس وہ نبی نہ ہوئے مگر مجھ میں یہ شرط پائی گئی اس لئے میں نبی ہو گیا۔ ہاں اگر آپ براہ راست نبی ہوتے تو قرآن شریف کے کامل ہونے کا دعوے باطل ہو جاتا اور نبی کریم صلعم کے خاتم الانبیاء ہونے میں رخنہ پڑجاتا۔ پس یہ کس قدر ظلم ہے کہ آپ لوگوں کو ہمارے خلاف بدظن کرنے کیلئے ہمیشہ اس ہتھیار سے کام لیتے ہیں۔ کہ ہماری طرف وہ عقائد منسوب کر دیتے ہیں۔ جو ہمارے وہم میں بھی کبھی نہیں گذرے۔ ہماری کتب موجود ہیں اگر آپ کے الزام صداقت پر مبنی ہیں تو ان سے نکالکر دکھائیں۔

مولوی صاحب اب آپ ان تمام واقعات کو جو آپ نے غلط طور پر بیان کئے ہیں۔ سامنے رکھکر بتائیں کہ آپ نے اپنے مضمون کے ان الفاظ کی کہ۔

"ایک دوسرے کے ساتھ اخوت ومحبت باہمی بڑھانے کی کوشش کریں اور ان تمام باتوں سے بچیں جو باہم منافرت بڑھانے کی موجب ہو رہی ہیں"

کہاں تک پابندی کی ہے کیا یہ الفاظ صرف دوسروں کے عمل کیلئے ہی لکھے گئے تھے۔ کیا اس خطبہ کو لکھتے وقت آپ کے ذہن سے قرآن شریف کی یہ وعید نکل گئی تھی۔

"اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم"

مولوی صاحب۔ کیا کسی کی طرف غلط باتیں منسوب کرکے لوگوں کو اس پر بدظن کرنیکی کوشش کرنا یہ منافرت بڑھانے کا موجب ہے یا ازدیاد محبت کا آپ خود ہی سوچ لیں کہ آپ کہتے کیا ہیں۔ اور کرتے کیا۔ آپ کے قول اور عمل میں کہاں تک تعلق ہے۔

مزید غلط بیانیاں

اس کے علاوہ دو اور غلط بیانیاں پیغام کے ۰ ہر نومبر کے پرچہ میں شائع ہوئی ہیں۔ جو تحریک مصالحت کے کوائف کے ہیڈنگ کے نیچے صلح کی خط وکتابت نقل کرتے ہوئے ذکر کی گئی ہیں۔ ایک تو بالکل بین ہے اور ایک کو معلوم ہوتا ہے کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ بوقت ضرورت یہ کہا جاسکے کہ ہم نے تو اپنے قیاس سے یہ بات لکھی تھی۔ یہ غلط بیانیاں اگرچہ براہ راست ایڈیٹر مولوی صاحب کی قلم سے نکلی ہوئی نہیں مگر چونکہ ان سے ایک سخت غلط فہمی پھیلانی مقصود ہے اس لئے ان کا اسی ضمن میں تذکرہ کردینا ضروری ہے۔ مفصل ان پر اسوقت گفتگو ہوگی جب صلح کے متعلق جو خط وکتابت ہوئی ہے۔ اسپر مولوی ذاکر اسکی حقیقت کو پبلک میں لایا جائیگا۔ ضمناً ہم اس امر پر تعجب کرنے سے نہیں رک سکتے کہ ایک پرائیویٹ خط وکتابت جبکہ اس خط وکتابت کرنے والے نے روک بھی دیا ہو کیونکر شائع کر دی گئی ہے۔ شاید کسی کے پرائیویٹ خطوں کو پبلک میں شائع کرنا مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک اخلاق اور دیانت میں داخل ہوگا۔ ہم بھی چاہتے تو مولوی صاحب کی وہ گفتگو شائع کر دیتے جو وہ پرائیویٹ طور پر ہم سے کرتے رہتے ہیں۔ مگر ہم اس کو اخلاق کے خلاف سمجھتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اصل بات کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ وہ دو غلط بیانیاں یہ ہیں۔

غلط بیانی اول ۰ ہر نومبر کے پیغام صہ میں جناب مولوی سید محمد احسن صاحب سے مولوی محمد علی صاحب کو شرائط صلح کی نقل بھیجنے کو یوں لکھا ہے۔

"معلوم ہوتا ہے جس وقت یہ مذکورہ بالا شرائط کی نقل حضرت امیر کو بھیجی گئی ہے۔ اس وقت مولوی شیر علی صاحب مولوی سید محمد احسن صاحب کو قادیان سے لانے کے لئے صاحبزادہ صاحب کی طرف سے امروہہ پہنچ چکے تھے کیونکہ مولوی صاحب موصوف کی زبانی معلوم ہوا کہ مولوی شیر علی صاحب نو دن امروہہ ٹھیر کر مولوی صاحب موصوف کو ۰ ہر اکتوبر کو ساتھ لائے ہیں۔ اس طرح وہ ۲۱ یا ۲۲ ہر اکتوبر کو امروہہ پہنچے ہونگے۔ اور حضرت امیر کو ۲۴ ہر تاریخ کو شرائط صلح کی نقل بھیجی ہے۔"

اس واقعہ کو اس رنگ میں ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ لوگوں پر یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ شرائط صلح جو مولوی سید محمد احسن صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو بھیجی ہیں۔ وہ باوجود اسکے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مشورہ سے بناکر بھیجی گئی تھیں پھر بھی انہوں نے انکے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ورنہ ان تاریخوں کا اس طرح مطابقت دکر پیش کرنے کے کیا معنے ہیں۔ سو اسکے متعلق جناب مولوی سید محمد احسن صاحب سے دریافت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

میں نے ان شرائط کے بتانے کی کسی کو خبر تک بھی نہیں کی حتیٰ کہ اپنے بیٹے محمد یعقوب کو بھی اطلاع نہیں کی۔ اسلئے پیغام میں جو کچھ لکھا گیا ہے بالکل غلط ہے۔

غلط بیانی نمبر (۳)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایک خط کو جو حضور نے جناب مولوی محمد احسن صاحب کی طرف لکھا۔ درج کرنے سے پہلے یہ چند الفاظ لکھے ہیں۔ "مولوی صاحب کو امروہہ سے روانگی سے پہلے صاحبزادہ صاحب کا مفصلہ ذیل خط ملا۔" حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ وہ خط حضرت خلیفۃ المسیح کے دوسرے خط کے بعد قادیان میں مولوی صاحب کو ملا تھا۔ ان دونوں خطوں کی تقدیم و تاخیر میں ان کی ایک خاص غرض ہے۔ جو شرائط پر مفصل گفتگو کے وقت انشاء اللہ ظاہر کی جائیگی۔ اس وقت تو پیغام کی نسبت اتنا پوچھنا ہے کہ اگر اس نے ان الفاظ کے لکھتے وقت صداقت سے کام لیا ہے۔ تو بتائے کہ امروہہ سے روانگی سے پہلے اس خط کے پہنچنے کا اس کے پاس کیا ثبوت ہے۔ میں نے اس امر کے متعلق بھی جناب مولوی صاحب سے دریافت کیا ہے۔ کہ کیا جناب نے انکو لکھا ہے۔ تو انھوں نے اس کا بھی انکار کیا۔ بہر حال ایڈیٹر پیغام یا اس مضمون کے لکھنے والے کا فرض ہے کہ وہ بتائے کہ اس نے کیوں اس واقعہ کو الٹ پلٹ کر کے بیان کیا ہے۔

ہمارے عقائد

اسکے بعد چونکہ آپ نے عقائد کے بارے میں بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ اس لئے میں عقائد کے متعلق بھی کچھ مختصر عرض کر دیتا ہوں۔ عقائد کے حق اور باطل ہونے کے متعلق جو اصل آپ نے تجویز کیا ہے۔ مجھے بھی اس سے اتفاق ہے۔ اور اسی سے میں آپ کے عقائد کے غلط ہونے کو آپ پر واضح کرتا ہوں۔ آپ کا تجویز کردہ اصل یہ ہے۔ "تمہارے سامنے فیصلہ کے لئے آسان راہ ہے کہ تم یہ دیکھ لو۔ کہ مرزا صاحب کی تعلیم کیا ہے۔ اور کون اسپر قائم ہے۔ اور یہی ایک فیصلہ کن بات ہے۔"

پس اس اصل کے ماتحت میں آپ کی پیش کردہ باتوں کو دیکھتا ہوں۔ آپ نے تین باتوں کا ذکر کیا ہے (۱) نبوت (۲) کفر (۳) جنازہ۔ اب میں نمبروار آپ کو بتاتا ہوں کہ ان تینوں مسائل کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ وہ حضرت صاحب کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔

کیا ظلی نبی نبی نہیں ہوتا

پہلی بات آپ نے یہ لکھی ہے کہ حضرت صاحب ظلی نبی ہیں۔ اور جو ظلی نبی ہوتا ہے۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ جس طرح کہ ظل اللہ، اللہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اصل تو باندھا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے فیصلہ کیا جائے۔ مگر آپ نے اس قیاس کو پیش کرتے ہوئے اس کی تائید میں حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا ایک لفظ بھی پیش نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے صرف لفظ ظل اور ظلی لے لیا ہے۔ اور جو تشریحات حضور نے ان کی فرمائی تھیں ان سب کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنی اٹکل بازیوں کے گھوڑے دوڑانے شروع کر دئے ہیں۔ اگر لوگوں کو حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیم سے واقف کرنا آپ کے مدنظر تھا۔ تو آپ ان الفاظ کو پیش کر کے ان کی تشریح بھی وہی کرتے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمائی ہے۔ نہ کہ الفاظ تو حضرت مسیح موعود کے لیتے اور تشریح ان کی اپنی طرف سے کرتے۔ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان کے ماتحت جب حضرت صاحب کی اپنی تشریحیں موجود تھیں۔ تو انکو چھوڑنے کے کیا معنے؟

ظلی نبی بھی نبی ہوتا ہے کے متعلق حضرت مسیح موعود کے حوالے

اب میں آپ کے اس قیاس کے رد میں کہ نبی کا ظل نبی نہیں ہو سکتا حضرت صاحب کی نص سناتا ہوں۔ اسکو پڑھ کر تعصب سے دل کو خالی کر کے دیکھیں کہ آپ حضرت صاحب کی تعلیم سے کس قدر دور جا پڑے ہیں۔ سنئے اور غور سے سنئے۔ حضرت مسیح موعود لیکچر سیالکوٹ میں فرماتے ہیں۔ "چونکہ یہ آخری ہزار ہے۔ اسلئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو۔ اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے۔" اب کیا اس عبارت کے یہ معنے کرینگے۔ کہ اب جو مجدد بھی صدی کے سر پر آئیگا۔ وہ مجدد نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ اس صدی کے مجدد کا ظل ہوگا۔ اور کوئی مسیح نہیں ہوگا۔ حالانکہ حضرت صاحب خود پیشگوئی فرما چکے ہیں۔ کہ اس امت میں اور بھی مسیح آئینگے۔ اب بتلائیے۔ کہ ہم حضرت صاحب کی تشریحات کے پابند ہوں یا آپکے منگھڑت قیاسوں کی پیروی کریں۔

اس سے بھی بڑھ کر ایک اور حوالہ سنئے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"وہ کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں وہ سب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں ان سے بڑھکر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص خاص صفات میں۔ اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں۔"

(الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء)

اب مولوی صاحب اپنے ان الفاظ کو سامنے رکھئے۔ کہ ظلی نبی نبی نہیں ہو سکتا اور پھر حضرت صاحب کے ان الفاظ پر غور کیجئے۔ کہ "پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص خاص صفات میں۔" اب یا تو پہلے تمام انبیاء کی نبوت سے اسی وجہ سے انکار کر دیں۔ جس وجہ سے آپ حضرت مسیح موعود کی نبوت سے انکار کر رہے ہیں۔ یعنی ظل ہونے کی وجہ سے کیونکہ اسجگہ تو حضرت صاحب نے تمام انبیاء کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسی طرح ظل قرار دیا ہے۔ جس طرح اپنے آپ کو۔ بلکہ اپنے آپ کو تمام صفات کا ظل مانا ہے۔ اور دیگر انبیاء کو بعض خاص صفات میں۔ اور یا اپنے قیاس کے غلط ہونے کا اقرار کر کے اس خیال باطل سے توبہ کریں۔ اور یا آئندہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا نام نہ لیں۔

مولوی صاحب! یہ آپ کو کس نے بتا دیا کہ جو چیز ظلی طور پر حاصل کی جائے۔ وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ مولویصاحب ہم تو جو کچھ حاصل کرتے ہیں۔ وہ سب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل کرتے ہیں۔ ہمارا مومن ہونا بھی ظلی ہے ہمارا صدیق ہونا بھی ظلی ہے۔ ہمارا شہید ہونا بھی ظلی ہے غرضکہ روحانیات سے اخلاق سے جو کچھ بھی ہم حاصل کرتے ہیں۔ وہ سب ظلی ہے۔ کیونکہ وہ محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ اور یہی ظل اور ظلی ہونے کے اسجگہ معنی ہیں۔ پس آپ کے خود تراشیدہ مفہوم کے لحاظ سے اس امت میں نہ کوئی محدث ہوا ہے نہ مجدد نہ صدیق نہ شہید۔ نہ صالح اور نہ کوئی ادنیٰ مومن۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولوی صاحب اتنا تو آپ غور فرمائیں کہ جب خود حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو ایک دو جگہ نہیں سینکڑوں جگہ نبی کہا ہے اور نبی ہونے سے بحکم الٰہی دعوئے نبوت کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔ ہمارا دعوئے ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توریت میں مذکور ہیں میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور جبکہ آپ اپنی آپ کو صریح طور پر تمام محدثین سے الگ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انکو نبی اس لئے نہیں کہا گیا کہ ان میں وہ شرط نہیں پائی جاتی تھی جو نبی کہلانے کیلئے ضروری ہے یعنی اظہار علی الغیب لیکن مجھ میں وہ پائی گئی اس لئے صرف مجھے ہی نبی کا خطاب دیا گیا اور جبکہ خدا تعالیٰ بھی بار بار آپکو نبی اور رسول کرکے ہی پکارتا ہے۔ تو پھر ان تمام روشن دلیلوں کے ہوتے ہوئے آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ظلی نبی نبی نہیں ہوتا۔ کیا خدا کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ ظلی نبی نبی نہیں ہوتا یہ صرف آج آپ پر ہی انکشاف ہوا ہے اگر تھا تو کیوں اللہ تعالیٰ بار بار نبی کہہ کر پکارتا رہا حالانکہ بقول آپ کے اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں ہیں اور سوائے ایک دفعہ کے کبھی بھی محدث کے لقب سے نہ پکارا حالانکہ اصل عہدہ آپ کے نزدیک مسیح موعودؑ کا یہی تھا۔ کیا نعوذ باللہ خدا کو بھی دھوکہ لگا رہا۔ آپ کچھ تو غور فرماویں کہ یہ کیا آپ نے ہنسی اور کھیل بنایا ہوا ہے۔ ۲۳ برس سے زیادہ خدا مسیح موعود سے ہمکلام رہا۔ مگر نعوذ باللہ اسکو بھی یہ سمجھ نہ آئی۔ کہ ظلی نبی نبی نہیں ہوتا۔ میں اپنے اس بندہ کو نبی کہہ کے نہ پکاروں۔

ظل اور اصل | اس ضمن میں آپ نے ظل کے متعلق یہ لکھا ہے

"کہ کیا ظلی بروزی اور اصل بھی ایک ہو سکتے ہیں کیا آدمی کی تصویر آدمی ہو سکتی ہے یا شیشہ میں آفتاب کا عکس آفتاب ہو سکتا ہے "

یہ اصل اور یہ مثالیں اس مسئلہ میں چونکہ آپ کی بنیاد ہیں اس لئے بسیر روشنی ڈالنی ضروری سمجھ کر اسکے متعلق بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔

ایک ہونے سے آپ کی یہ مراد تو نہیں ہو سکتی کہ جسکو ظل کہا جاتا ہے اسمیں وہ اصل بعینہٖ آجاتا ہے جس کا اسکو ظل کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ تو صریح تناسخ ہے۔ اس سے آپکی یہی مراد ہو سکتی ہے کہ ظلی بروزی درجہ میں کیا اصل کے برابر ہو سکتا ہے۔ سو یاد رہے کہ کبھی ظلی اور بروزی دونوں لفظ ایک ہی مفہوم پر بولے جاتے ہیں یعنی کسی اصل کی اتباع سے کمالات حاصل کرنے والا ظلی اور بروزی کہلاتا ہے اگر آپکی مراد اس سے یہی مفہوم ہے تو یہ درست ہے کہ ظلی اور بروزی اصل کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور ایسا ہی ہم حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں جیسا کہ میں پہلے کھول کر بیان کر آیا ہوں اور کبھی یہ لفظ الگ الگ مفہوم پر بولے جاتے ہیں مثلاً بروز کے یہ بھی معنی ہیں کہ ایک شخص کسی دوسرے باکمال کی روحانیت کو لیکر اسی کے رنگ میں ظاہر ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت عیسیٰؑ کے بروز ہونیکی وجہ سے بروزی مسیح ہیں۔ تو یاد رہے کہ اس مفہوم کے لحاظ سے بروز اپنے اصل سے صرف برابر ہی نہیں بلکہ بعض حالتوں میں بڑھ بھی جاتا ہے۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ حضرت عیسیٰؑ سے جنکے آپ بروز تھے افضل تھے اور غالباً اس سے آپ کو بھی انکار نہیں ہوگا۔ ہاں حضرت مسیح موعودؑ مہدی ہونے کے لحاظ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی بروز تھے یعنی نبی کریم صلعم کی روحانیت کو لیکر آئے تھے لیکن اس جگہ آپ افضل چھوڑ برابر بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ کمال بھی آپ نے نبی کریم صلعم کی غلامی اور اتباع سے حاصل کیا اس لئے بہرحال آپ تابع رہے اور نبی کریم صلعم متبوع پس آپ کا یہ کہنا کہ بروزی کسی صورت میں بھی اصل کے برابر نہیں ہو سکتا۔ غلط ٹھہرا۔ اسی طرح ظلی کے متعلق اگر وہی مفہوم یعنی کسی کی اتباع سے کمالات حاصل کرنا لیکر کہیں کہ ظلی اصل کے برابر نہیں ہو سکتا تو درست ہے ورنہ نہیں مثلاً اگر آپ یہ مراد لیں کہ جو کمالات کسی نبی کی اتباع سے ظلی طور پر حاصل کئے جائیں۔ وہ ان کمالات کے برابر یا ان سے بڑھکر نہیں ہو سکتے جو براہ راست حاصل کئے جاتے ہیں۔ تو یہ بھی کلیتہً درست نہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں گذشتہ انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ کے طلب کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور نبی کریم صلعم فبھدٰھم اقتدہ کے ماتحت ان تمام کمالات متفرقہ کے جامع تھے پس یہ تمام کمالات جو متفرق طور پر گذشتہ انبیاء میں پائے جاتے تھے سورۃ فاتحہ کی دعا کے ماتحت نبی کریم صلعم کی اتباع سے مل سکتے ہیں یعنی وہ تمام کمالات ظلی ہونگے۔ پس اس صورت میں اس امت کا ایک فرد جس نے یہ کمالات حاصل کئے ہوں اپنی کمالات میں باوجود ان کے ظلی ہونے کے بعض انبیاء سے افضل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انہیں وہ تمام کمالات نہیں تھے جو اس نے رسول کریم صلعم کی اتباع سے حاصل کئے ہیں۔ کمال نبوۃ کو اگر تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ بھی دیا جائے۔ تب بھی دیگر کمالات میں حضرت مسیح موعودؑ کو ہم اور ہم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی افضل مانتے ہیں۔ باقی اگر آپ نبوۃ اور کمالات کی بحث سے قطع نظر کرکے عام مفہوم میں ان لفظوں کو لیکر یہ کہیں کہ جس چیز کو کسی چیز کا ظل کہا جائے تو وہ اور ظل کسی صورت میں ایک ہو ہی نہیں سکتے۔ تو یہ بھی کلی طور پر صحیح نہیں کبھی ایک ہونگے اور کبھی نہیں ثبوت کیلئے حضرت صاحب کی سرمہ چشم آریہ کی یہ عبارت ملاحظہ فرماویں۔

"روح کلمۃ اللہ یا ظل کلمۃ اللہ سے تعبیر فرماتے ہیں کہ جائے اس کو اسطرح سمجھ لو کہ مخلوقات کلمات الٰہی کے اظلال و آثار ہیں یا ایسا سمجھا جاسکتا ہے کہ خود کلمات الٰہی ہی ہیں"

اب دیکھو اس عبارت میں حضرت صاحب نے ظل اور اصل کو ایک ہی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ پس کسی مفہوم کو بھی سامنے لیں۔ آپ کا مقصود حل نہیں ہوتا بعض مفہوموں کے لحاظ سے ہم ظلی کو برابر اور افضل نہیں مانتے اس لئے ہم پر اعتراض فضول اور بعض کے لحاظ سے آپ کا قاعدہ کلیہ صاف ٹوٹ جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جب یہ کہا جائے کہ فلاں کو ظلی طور پر یہ کمال حاصل ہوا ہے۔ تو اس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ اگر اس کے پاس یہ کمال نہ ہوتا جس سے ظلی طور پر اس نے حاصل کیا ہے۔ تو براہ راست اس کو یہ حاصل نہ کر سکتا نہ یہ کہ وہ کمال کمال ہی نہیں۔ جیسا کہ آدمی کی تصویر آدمی نہیں۔ یا شیشہ میں آفتاب کا عکس آفتاب نہیں۔

مولوی صاحب ان مثالوں میں آپ نے اتنا غور نہیں کیا کہ اس تصویر یا اس عکس میں اصل کی صفات ساتھ نہیں آگئیں صرف ان کی ظاہری شکل آئی ہے پس ظاہری شکل کے آنے کی وجہ سے ہم یہ کہیں کہ یہ

اور سورج کی شکل ہے کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ شکلیں آدمی اور آفتاب کی ظاہری شکلیں ہی نہیں کسی اور کی ہیں۔ یا ان کا بالکل وجود ہی نہیں پس اسی طرح اگر آدمی کی تصویر میں آدمی کی صفات پیدا کر دی جائیں۔ تو وہ آدمی بن جائیگا۔ اور آفتاب کے عکس میں آفتاب کی صفات ڈال دی جائیں تو وہ آفتاب ہو جائیگا۔ ان تصویروں اور عکسوں میں چونکہ اصل کی صفات نہیں آتیں اس لئے وہ اصل نہیں بن سکتیں لیکن نبی سکے ظل میں اگر وہ ظل کامل ہو۔ نبی کی صفات چونکہ آجاتی ہیں۔ اس لئے ظلی نبی نبی بن جاتا ہے۔

باقی رہا یہ کہ احادیث میں سلطان عادل کو ظل اللہ کہا گیا ہے۔ تو وہ کیوں اللہ نہیں بن جاتا۔ اول تو میں یہ ثابت کر آیا ہوں کہ یہ ضروری نہیں کہ جسکو ظل کہا جاوے وہ ویسا ہی اصل ہو خصوصاً جبکہ ایسا ہونا ہی محال ہو جیسا کہ انسان کا خدا بننا۔ لیکن انسان کا نبی ہونا محال نہیں۔ پس ایک محال کو محال پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

ظل کے کئی مفہوم | اصل بات یہ ہے کہ ظل کئی مفہوموں پر بولا جاتا ہے۔ ہر جگہ ایک ہی مفہوم لینا غلطی ہے۔ ان مفہوموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ لفظ تشبیہ کیلئے بھی آتا ہے اور ایک جگہ یہی مراد ہے نیز یہ کہ کامل اتباع سے تمام کمالات کو حاصل کرنے کے معنی میں ان معنوں کے لحاظ سے ہم کامل تابع کے متعلق جس طرح ظل نبی کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح ظلی نبی بھی بول سکتے ہیں۔ اور ان معنوں میں ظل اپنے اصل سے الگ نہیں ہوتا۔ یعنی وہ اپنے اصل کی نبوت کو اپنے اندر لے لیتا ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے غلطی کے ازالہ میں اسکو کھول کر بیان فرمایا ہے لیکن تشبیہ والے معنوں میں ہم کسی کو صرف ظل اللہ کہہ سکتے ہیں ظلی اللہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اسکا اللہ بن جانا لازم آئے کیونکہ تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ میں تمام باتوں کی مشابہت نہیں دیکھی جاتی صرف وجہ شبہ یعنی وصف مشترک کو لیا جاتا ہے۔ خالد بن ولیدؓ کو رسالت مآب صلعم نے سیف اللہ فرمایا۔ تو کیا اسکا یہ مطلب ہوگا کہ حضرت خالدؓ فولاد کی تلوار تھے بلکہ اس کلام کا صرف اتنا ہی مطلب ہے۔ کہ جس طرح تلوار کا کام دشمن کو فنا کرنا ہے۔ اسی طرح دشمنان اسلام کے فنا کرنیکا کام اللہ تعالیٰ خالدؓ سے لیگا۔ پس اس مناسبت یا وصف مشترک کی وجہ سے آنحضرت صلعم نے حضرت خالدؓ کا نام سیف اللہ

رکھدیا۔ اسی طرح ظل کا کام چونکہ لوگوں کو گرمی کی تکلیف سے بچانا ہوتا ہے۔ اور عادل بادشاہوں سے بھی اللہ تعالیٰ یہی کام لیتا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ مخلوق کو تکالیف سے بچا کر اس کی زندگی بسر کرنیکا انعام انپر کرتا ہے۔ اس لئے نبی کریم صلعم نے اس مناسبت کی وجہ سے سلطان عادل کا نام بھی ظل اللہ رکھدیا اور یہ بعینہٖ خالدؓ کا سیف اللہ نام رکھنے کی طرح ہے چنانچہ لغت کی کتاب لسان العرب میں یہی معنے لکھے ہیں۔ لکھا ہے۔ السلطان ظل اللہ فی الارض لانہ یدفع الاذی عن الناس کما یدفع الظل حر الشمس یعنی سلطان زمین میں ظل اللہ ہے کیونکہ وہ لوگوں سے تکلیف کو دور کرتا ہے جس طرح ظل سورج کی گرمی کو دور کرتا ہے۔

پس اس مثال کو ہمارے اس بحث سے کیا تعلق اس مثال میں یہ لفظ لغت کی اصطلاح کے لحاظ سے استعمال کیا گیا ہے اور ہمارا کسی کو ظل نبی یا ظلی نبی کہنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی قائم کردہ اصطلاح کے لحاظ سے ہے یعنی نبی کریم صلعم کی اتباع سے مقام نبوت کو حاصل کرنا۔ فتدبر۔

مسئلہ کفر | دوسرا مسئلہ آپ نے کفر کا لیا ہے اسکے متعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت پہلے نقل کرا آیا ہوں جسکو آپ نے حقیقۃ الوحی سے اس حصہ کو کاٹ کر پیش کیا تھا جس میں حضرت صاحب نے ہر ایک شخص کو جسے حضرت صاحب کو قبول نہیں کیا خواہ اسکو دعوت پہنچی ہو یا نہ اسکو علم ہوا ہو یا نہ یہ فرما کر کہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے کافر قرار دیا ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸ تا صفحہ ۱۸۰

پس یہ آپ کا ہم پر بیجا الزام ہے کہ ہم نے یہ مذہب خود اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے۔

ہاں مولوی صاحب ایک بات تو سمجھا دیں کہ آپ اپنے اس خطبہ میں فرماتے ہیں۔ کہ کسی مسلمان کو کافر مت کہو حتیٰ کہ اگر نبی کریم صلعم نے بھی کسی کو کافر کہدیا ہے تو اس کی بھی تاویل کرلو۔ اور مسلمان کی تعریف آپ یہ کرتے ہیں۔ جو قرآن کو مانتا ہو اور محمد رسول اللہ صلعم کا پیرو کہلاتا ہو تو کیا وہ شخص جو قرآن کو مانکر محمد رسول اللہ صلعم کا پیرو کہلا کر حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ دیتا ہے آپکے نزدیک کافر ہے یا نہیں؟ کیا آپنے اپنا اس فتویٰ کفر کو جو اس سے پہلے آپ ایسے لوگوں پر دیا کرتے تھے واپس لیا ہے۔ یا ابھی وہ اسی طرح قائم ہے۔ اگر واپس لیا ہے تو بھی تحریر فرماویں اور اگر نہیں تو پھر بتائیں کہ وہ فتویٰ آپکا اس خطبہ کے رنگ

کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ آپ اسپر ضرور روشنی ڈالینگے۔

غیر احمدی کا جنازہ | تیسری بات آپ نے جنازہ کے متعلق لکھی ہے جو جنازہ کے متعلق آپ نے یہ دلیل دی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ خود غیر احمدیوں کے جنازے پڑھا کرتے تھے۔ مکرم مولوی صاحب آپ سے پیشتر اور بھی کئی دفعہ مطالبہ کیا جا چکا ہے کہ آپ اسکی ایک ہی نظیر پیش کردیں مگر اس عرصہ میں ایک دفعہ بھی حضرت صاحب کی متوفی کے متعلق یہ کہا گیا ہو۔ کہ یہ غیر احمدی ہے اسکا جنازہ پڑھا دیں اور حضور نے پڑھایا ہو۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحب نے اپنے بیٹے کا جنازہ محض اسلئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا پس حضرت صاحب کا عمل تو ہمارے ساتھ ہے نہ کہ آپکے ساتھ سید حامد علی جامی کی والدہ کا واقعہ آپکو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہاں بھول جانے کا احتمال موجود ہے۔ آپ احتمال سے خالی ہمارے واقعہ کی مانند کوئی ایک ہی واقعہ پیش کریں۔

مولوی محمد علی صاحب کا قادیان چھوڑنا | اب میں صرف اس وجہ پر کچھ روشنی ڈالکر جو آپنے اپنے قادیان چھوڑنے کے متعلق لکھی ہے۔ اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ قادیان میں نے چھوڑ کر ہم نے محض اسلئے چھوڑا کہ وہاں رہنے سے دو باطل عقیدے ماننے پڑتے تھے (۱) آنحضرت صلعم کے بعد نبی اور دوسرا تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنانا۔

اگر قادیان سے مراد قادیان کی رہائش ہے تو اس کے چھوڑنے کا موجب تو یہ عقاید نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جس طرح لاہور رہکر آپ ان کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح قادیان میں رہ کر بھی رکھ سکتے تھے۔ اور اگر قادیان چھوڑنے سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت سے قطع تعلق کرنا ہے۔ کیونکہ وہ ان دونوں عقیدوں کے رکھنے والے تھے۔ تو ان سے بھی قطع تعلق کی یہ وجہ واقعات کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت میاں صاحب کے خلیفہ ہو جانے کے بعد لاہور میں جا کر اپنے دیگر احباب سے ملکر اپنی انجمن میں یہ ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ کہ ہم صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے ہاتھ پر بیعت لیں یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں انکو داخل کریں اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنیکو تیار ہیں بشرطیکہ وہ ممبران انجمن کے حقوق و اختیارات میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کریں پس اگر یہ عقیدے اصل موجب ہیں تو ایسے عقیدے رکھنے والے کو آپ امیر تسلیم کرنے پر کس طرح راضی ہو گئے اور کیونکر آپ نے یہ جائز رکھا کہ وہ لوگوں سے سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کیلئے بیعت لے حدیث لایومن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کے ماتحت آپ نے وہ بات دوسروں کیلئے کیونکر پسند کی جو آپ اپنے لئے پسند نہیں کر سکتے تھے یعنی بقول آپ کے ان دو باطل عقیدوں کے رکھنے والے کی بیعت کرنا پس آپکا یہ کہنا کہ قادیان ہم نے اس لئے چھوڑا کہ وہاں یہ دو عقیدے مانے جاتے تھے۔ واقعات کے خلاف ہونے کی وجہ سے اسکو بھی غلط بیانی کا

اکسیر جنین خزینہ فضل

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی ہمدردی اور فائدہ خلق اللہ کے لئے اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ بہر انسان حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کا وہ مجرب المجرب نسخہ پورے طور پر لیا ہے جس سے کئی گھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے یہ وہ گھر ہیں۔ جو اسقاط حمل کی وجہ سے یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے یا جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر راہ عالم بالا لیتے تھے یا جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور نا امید ہو چکے تھے۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی گھر بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی خدا پر بھروسہ رکھیں اور ان گولیوں کا استعمال کرائیں اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کریں۔ ان کے فوائد کے لحاظ سے قیمت بہت کم ہے تا کہ ہر ایک فائدہ اٹھائے۔ قیمت فی تولہ (عہ)

مکرم محمد اسفندیار خانصاحب منٹگمری سے تحریر فراتے ہیں۔ جناب من السلام علیکم۔ آپ سے ایک شیشی اکسیر جنین خزینہ فضل منگوائی تھی از حد فائدہ ہوا ایک شیشی اور مرحمت فرما دیں عین نوازش ہوگی ۔

جناب غلام فرید خانصاحب ٹھیکیدار ضلع گورداسپور سے تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ میں نے آپ سے مرض اٹھرا کی گولیاں لی تھیں۔ چونکہ میرے گھر میں وہ بہت مفید ثابت ہوئی ہیں اس لئے متکلف ہوں کہ فی الحال اسی قدر گولیاں بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں۔ پھر خود کسی وقت حاضر خدمت ہو کر کثیر مقدار میں آپ سے لاؤں گا۔

مکرم معظم حکیم مولوی غلام محمد صاحب امرتسری شاگرد حضرت ممدوح تحریر فرماتے ہیں:۔ حب اکسیر جنین بفضلہ تعالیٰ بہت ہی نفع مند و مفید ہے حضرت استادی المکرم خلیفۃ اول نورالدین کی معمول و مجربات میں سے بیشک النفع دوائی ہے۔ حضرت مرحوم سے خاکسار نے اکسیر جنین کے متعلق جو سنا ہے خاکسار کے تجربہ میں آچکا ہے۔ وہ شہادت ان سطور میں تحریر کر دی ہے خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اسکے حاجتمندوں کو مستفیض فرمائے ۔

جناب مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری تحریر فرماتے ہیں:۔ میں نے بہت سی مریضوں کو حب اکسیر جنین منگوا کر استعمال کرائی ہیں سو کہ مرض اٹھرا کے لئے بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید و مؤثر ثابت ہوئی ہیں۔ لہذا میں اس تجربہ کی بنا پر شہادت دیتا ہوں کہ اس مرض کیلئے جو استعمال کریگا۔ انشاء اللہ فائدہ اٹھائیگا۔

چند سارٹیفکیٹ بھی ہدیہ ناظرین ہیں ٭

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر مرحوم قادیان یہ گولیاں اکسیر جنین کی مجرب ہیں کہ میں اپنے گھر میں ہمیشہ استعمال کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت میرے تین لڑکے موجود ہیں یہ گولیاں اٹھرا کی بیماری کیلئے خاص کر بہت مفید و بابرکت ہیں۔ میں نے اور کئی لوگوں پر استعمال کرائیں جو اٹھرا کی بیماری میں مبتلا تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انکو بچے ہوئے۔ میرے خیال میں یہ گولیاں ہر طرح سے بے مثل ہیں انکی ثانی کوئی دوا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان گولیوں میں برکت دے اور اپنی مخلوق کیلئے بابرکت کرے آمین

جناب مکرم فرما حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔ حب اکسیر جنین بے شک اٹھرا کی مرض میں اکسیر ہے بشرطیکہ صحیح اجزا سے مکمل ہو۔ حضرت میں نے تو اسکو اکسیر ہی پایا۔ بلکہ حضرت خلیفہ نورالدین اعظمؓ بھی اسکو اکسیر ہی کے نام سے یاد فرماتے تھے۔ آپ ہی لوگوں کو اس سے نفع پہنچے ۔

مکرم معظم قاضی اکمل صاحب گولیکی ضلع گجرات کی شہادت:۔ یہ گولیاں حب اکسیر جنین میں نے اپنے ایک عزیز کو بھجوائی تھیں جس کے گھر میں اسقاط کی بیماری تھی۔ الحمد للہ یہ شکایت رفع ہو گئی۔ پھر بھی مجربات حضرت حکیم الامت کسی قسم کی سند تصدیق کے مستغنی ہیں ۔
اکمل عفا اللہ عنہ

حضرت مولوی حکیم قطب الدین صاحب کی شہادت حب اکسیر جنین میں نے بھی علاج مولوی نورالدین صاحب مرحوم دفعہ بعد ان کے تجربہ کیا۔ بہت مفید ہے

ازطرف جان عبدالرحمٰن کاغانی منیجر کارخانہ ہمدرد بیماران۔ قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

ALFAZL QADIAN

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

نمبر ۴۸ | مورخہ ۱۵ ردسمبر ۱۹۲۱ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو نزلہ اور کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ حضور کو صحت بخشے تاکہ حضور جلسہ پر آنے والوں کو دینی اور روحانی علوم ومعارف سے پورے طور پر محظوظ فرماسکیں۔

۱۰ دسمبر ۱۹۲۱ء حضرت خلیفۃ المسیح نے ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کی لڑکی فاطمہ کا نکاح پانچسو روپیہ مہر پر احمد اللہ خاں ولد قدرت اللہ خان سے پڑھا۔

مولوی محفوظ الحق صاحب علمی جو کچھ عرصہ سے کلکتہ بطور مبلغ قیام پذیر تھے واپس آگئے ہیں۔

جلسہ کے لئے احباب ابھی سے آنے شروع ہو گئے ہیں۔

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ قادیان بابت سنہ ۱۹۲۱ء

پہلا دن ۲۶ ردسمبر ۱۹۲۱ء (سوموار)

پہلا اجلاس

تلاوت قرآن مجید و نظم	۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک
مشن انگلستان اور اس کا کام (چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے)	۱۰ " " ۱۱ "
رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان	۱۱ " " ۱۱:۳۵ "
رپورٹ نظارت امور عامہ	۱۱:۳۵ " " ۱۲ "
اسلام اور اخلاق فاضلہ (مولوی سید سرور شاہ صاحب)	۱۲ " " ۱ "
نماز ظہر و عصر	۱ بجے سے ۲ بجے تک

دوسرا اجلاس

تلاوت قرآن مجید و نظم	۲ " " ۲¼ "
رپورٹ نظارت تعلیم و تربیت	۲¼ " " ۲:۵۵ "
سیرت مسیح موعودؑ (حافظ روشن علی صاحب)	۲:۵۵ " " ۴ "

دوسرا دن ۲۷ ردسمبر ۱۹۲۱ء (منگل)

پہلا اجلاس

تلاوت قرآن مجید و نظم	۹½ " " ۱۰ "
کیا حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے دعویٰ کے متعلق ابہام رہا (شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)	۱۰ " " ۱۱½ "
رپورٹ نظارت تالیف و اشاعت	۱۱½ " " ۱۲:۱۰ "
پیشگوئیوں اور حضرت اقدس کے دیگر الہامات پر نئے اعتراضات کے جواب (حکیم خلیل احمد صاحب)	۱۲:۱۰ " " ۱ "

چونکہ وہ بھی بہت سے معاون اور مددگار رکھتے ہیں۔ بڑے بڑے سامان اور اسباب ان کے لئے مہیا ہوتے ہیں۔ کہ صحیح اور درست رائے قائم کرسکیں۔ مگر وہ بھی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ اسی جنگ میں دیکھو۔ جو تھوڑے عرصہ سے بند ہوئی ہے کہ بڑے بڑے جرنیلوں نے غلطیاں کیں۔ پس جب ہر قسم کے سامان اور علوم جن سے رائے کی صحت کا یقین کیا جاسکتا ہے۔ استعمال کرنے والے بھی غلطیاں کرتے رہے ہیں۔ اور ابھی تک کوئی نہیں۔ اور ملک نے تو لکھا ہے کہ ایک بھی جرنیل ایسا نہیں جس سے کوئی غلطی نہ ہوئی ہو۔ تو کیا وہ شخص جس کے ذمہ سینکڑوں کام ہوں۔ اس سے غلطی ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اور سچی کوئی انسان حتیٰ کہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں جس سے رائے کی غلطی نہ ہوتی ہو۔ تو کیسی بیہودگی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ جو غلطی کرتا ہے اس کی بددیانتی اور شرارت ہے۔

کم اور زیادہ دانا کا مطلب

چونکہ ہر طبقہ کے لوگوں میں مدبر دانا برابر کے لوگوں میں بھی جو کم دانا ہیں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ غلطی کرتے ہیں۔ اور زیادہ دانا اور کم دانا کے صرف یہ معنے ہیں۔ کہ کسی کی ۹۹ کسی کی ۹۰ کسی کی ۸۰ باتیں درست ہوتی ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ کسی کی ۱۰۰ کی ۱۰۰ باتیں درست نکلیں۔ جب یہ بات ہے۔ تو کسی کے کام کے متعلق یہ کہنا کہ یہ رائے کی غلطی نہیں بلکہ بددیانتی ہے۔ بڑی خطرناک جرات ہے۔ اور تعالیٰ قدرت کا مقابلہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہ قانون بنایا ہے۔ کہ کوئی انسان ایسا نہیں۔ جو غلطی نہ کرسکتا ہو۔

ان چار باتوں کے بعد میں کہتا ہوں۔ تم اپنے آپ ہی کو دیکھو۔ اور دیکھو کہ جب کسی کے متعلق رائے قائم کرتے ہو۔ تو ان باتوں کو مدنظر رکھ لیا کرتے ہو؟ جب تم ان پر غور کروگے۔ تو معلوم ہوگا کہ بہت سے جھگڑے اور بہت سے فتنے صرف اس لئے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ اکثر حصہ اعمال پر دوسرے سے ایسی امید لگائی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ سے لگانی چاہئے۔ اور اپنے متعلق ایسا فیصلہ کرلیتے ہیں جو خدا کے متعلق کرنا چاہئے۔ یا اپنی رائے کو ایسی قیمت دے لیتے ہیں۔ جو نہیں دینی چاہئے۔ یا پھر دوسرے کو ایسا مکمل سمجھ لیتے ہیں۔ کہ جو نہ صرف ایسا ہوتا ہی نہیں۔ بلکہ ہو بھی نہیں سکتا اور پھر اس کی غلطی کو بددیانتی قرار دے لیتے ہیں۔

نبیوں سے بڑا درجہ پاکر ابوجہل سے بدتر ٹھہرا

یہ عجیب بات ہے۔ کہ کبھی درجہ تو وہ دیا جاتا ہے جو نبیوں کو بھی حاصل نہیں۔ مگر پھر فیصلہ وہ کیا جاتا ہے۔ جو ابوجہل سے بھی بدتر ٹھہرانے والا ہوتا ہے۔ مثلاً انجمن کے سیکرٹری یا پریذیڈنٹ کو وہ درجہ دیا جاتا ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی نہ تھا۔ کیونکہ آپ رائے میں غلطی کرسکتے تھے۔ مگر ان کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ غلطی نہیں کرتا۔ لیکن پھر شک کیا جاتا ہے کہ چونکہ اس کو غلطی لگ ہی نہیں سکتی اس لئے اگر یہ کوئی غلط رائے دیتا ہے تو ضرور کسی غلط بات اس کے سامنے آ ہی نہیں سکتی۔ اس لئے بددیانتی کرتا ہے۔ گویا درجہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور فیصلہ ابوجہل سے بھی بدتر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی نیت پر بھی بلاوجہ شک کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ مگر اسکی نیت پر شک کرکے اسے ابوجہل۔ فرعون۔ شداد وغیرہ سے بڑھ۔ ایسے بڑے بڑے انسان سے بھی بدتر قرار دیا جاتا ہے۔ جو شخص اس طرح کرتا ہے۔ اس کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے۔ اور پھر خدا پر حملہ کرنے لگ جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے سامنے اس شخص نے کہا۔ کہ خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ پس جب انسان یہ نہ سمجھ سکے کہ کن حالات کے نیچے بدنیتی اور شرارت کیا ہوتی ہے۔ اور جلدی سے فیصلہ کر بیٹھے۔ تو خدا تعالیٰ کے افعال پر بھی اعتراض کرنے لگ جائیگا اور اسے بھی ظالم قرار دیگا۔

اس کے بعد میں آپ لوگوں کو بتاتا ہوں کہ کام کرنے کی جو تقسیم ہے اس میں بعض کن حکمتوں کے ماتحت کام کیا جاتا ہے۔ پہلے تو میں نے یہ بتایا ہے۔ کہ اگر کوئی اپنی رائے اور عقل کے ماتحت کام کرے اور اس کے مدنظر کوئی قرائن نہ ہوں۔ تو بھی ایسا فیصلہ کرنا کہ اس نے جان بوجھ کر بددیانتی اور شرارت کی ہے جائز نہیں۔ یہ بہت بڑا حملہ ہے۔ اور اس کیلئے کافی ثبوت کی ضرورت ہے۔ مثلاً گواہ ہوں۔ یا اور ذریعہ سے ثابت ہو جائے کہ فلاں نے رشوت لی ہے تو یہ ایک دعویٰ ہوگا۔ مگر پھر بھی یہ نہیں کہ اسے عام لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے۔ بلکہ عدالت میں پیش کیا جائے۔ اسی لئے ہم نے عدالتیں مقرر کردی ہیں۔ یا مثلاً ملزم خود اقرار کرلے۔ کہ میں نے فلاں بے انصافی کی ہے۔ یا گواہ پیش کئے جاسکیں۔ یہ بھی ثبوت ہوگا اور ایسے متعلق حق ہوگا کہ خلیفہ کے سامنے یا اسکی مقرر کردہ عدالت کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا جائے۔ ورنہ محض گمان کی بنا پر کسی پر الزام لگانے کی صورت میں عجیب رنگ اختیار کیا جاتا ہے۔ اس طرح تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ایسے درجہ تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر دیا جاتا ہے۔ اور حملہ ابوجہل سے بھی بدتر سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں [illegible] پر بھی حملہ کردے۔ کیونکہ جب ایک شخص جسے رسول کریم سے بڑھکر درجہ دیا جاتا ہے اس پر حملہ کیا جاتا ہے۔ تو رسول کریم پر حملہ کرنا کونسا مشکل ہوگا۔

تقسیم کی حکمتیں

اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ کام کیلئے وہ کونسے قواعد مقرر ہیں۔ کہ جب انکو مدنظر رکھا جائے۔ تو اور بھی رائے کی کمزوری اور نقص معلوم ہو جاتا ہے۔ اور پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ کوئی صحیح طور پر رائے قائم کرسکتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں کام ہوتا ہے۔

یہ تین باتیں ہیں جن کے ماتحت کوئی تقسیم کی جاتی ہے اور یہ تینوں امور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے اور قرآن کریم سے ثابت کرسکتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود کے عمل اور عقل سے ثابت کرسکتا ہوں کہ جب کوئی کام اختیار کرے تو ان کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی مدنظر نہیں رکھتا۔ تو دنیا کی نظر میں تو میں نہیں کہتا۔ خدا کی نظر میں وہ اچھا نہیں ہوگا۔ ہر دینی کام اور سلسلہ میں ان کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ دنیاوی کاموں کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ لیکن دینی کام جو ہر امیر ہر حاکم ہر منتظم اور ہر نبی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں ان باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

ان میں سے ایک تو یہ ہے۔ جسے دنیاوی معاملات میں "لحاظ" یا "رعایت" کہتے ہیں۔ اسے دینی کاموں میں جائز ہی نہیں رکھا گیا بلکہ واجب قرار دیا گیا ہے۔ عام اصطلاح جو دنیا کی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اسے رعایت اور لحاظ کہا ہے۔ لیکن شریعت نے اسکو جائز ہی نہیں بلکہ واجب رکھا ہے۔ یہ دنیا کے کاموں میں ناجائز ہو۔ مگر دین میں بعض پہلو ایسے ہیں۔ کہ جن میں یہ جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ پھر اگر شریعت کی اصطلاح مدنظر رکھکر کہا جائے۔ تو کہینگے۔ کہ شریعت نے بعض ایسے حق رکھے ہیں۔ کہ دنیا کے معاملات میں دنیادار ان کو تسلیم نہیں کرسکتے۔ یہ حق جو حکام۔ امراء۔ خلفاء بلکہ انبیاء پر ہیں۔ یہ ہیں۔

سابقوں کا حق

اول یہ کہ سابقوں کا ایک حق رکھا گیا ہے۔ اور شریعت کی رو سے ان کا لحاظ رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے خدا کے نام کو بلند کیا ہوتا ہے۔ اور جو خدا کے نام کو بلند کرتا ہے۔ خدا کی غیرت برداشت نہیں کرتی۔ کہ اس کا نام نیچا ہو۔ کیونکہ اس طرح خدا تعالیٰ پر اس کا یہ احسان رہ جاتا ہے کہ میں نے تیرا نام اس وقت بلند کیا۔ جب دوسرے اسے نیچا کررہے تھے۔ لیکن تونے میرا نام بلند نہ کیا۔ لیکن خدا کی غیرت یہ پسند نہیں کرتی۔ کہ اپنے اوپر احسان رہنے دے۔ اس لئے جتنا کوئی اس کا نام بلند کرتا ہے خدا اس سے زیادہ اس کا نام بلند کردیتا ہے تاکہ خدا تعالیٰ کا احسان اپنے بندہ پر رہے۔ بندہ کا خدا پر نہ رہے۔ تو سابقوں کا خدا تعالیٰ نے ایک حق رکھا ہے۔ وہ خواہ دوسروں کی نسبت کام کے لحاظ سے ادنیٰ بھی ہوں۔ تو بھی خدا نے ان کا حق مقرر کیا ہے۔ تاکہ خدا پر ان کا احسان نہ رہے۔ اس لحاظ اور حق کے متعلق دو قسم کی غلطیاں

تھی ہیں۔ یعنی یہ کہ جہاں برابری کا مقابلہ ہو۔ وہاں سابقوں کو ترجیح دی گئی ہے۔ اور دوسرے جہاں برابری نہیں بلکہ سابق ادنیٰ اور دوسرے اعلیٰ ہوں۔ وہاں بھی سابق کو ہی ترجیح دی گئی ہے۔ اور یہ دونوں مثالیں ان لوگوں پر چسپاں ہوتی ہیں جن کے اعمال کے اعلیٰ ہونے کو مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ اور دو مثالیں تو رسول کریم صلعم کے وقت کی بھی ملتی ہیں۔

سابقوں کے حق کی ایک مثال

ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی لڑائی ہو گئی۔ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو خیال آیا۔ میں ہی درگذر کر دیتا۔ تو بات نہ بڑھتی۔ چلو اب میں معافی مانگ کر صفائی کر لیتا ہوں۔ اس پر انہوں نے حضرت عمرؓ سے معافی مانگی۔ حضرت عمرؓ اس وقت غصہ میں تھے انہوں نے معافی نہ دی۔ حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور عرض کی کہ عمرؓ سے میرا جھگڑا ہو گیا ہے۔ اور میں اپنا قصور تسلیم کرتا ہوں۔ مگر عمرؓ مجھے معاف نہیں کرتے۔ حالانکہ واقعہ کو آپ دیکھیں حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں میری غلطی ہے۔ اس طرح گویا سابق (ابوبکرؓ) کہتے ہے اور دوسرا (عمرؓ) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الغیب نہیں کہ آپ باوجود حضرت ابوبکرؓ کے قرار کے کہ غلطی ان کی ہے۔ حضرت عمرؓ کی غلطی سمجھتے۔ لیکن جب حضرت عمرؓ آئے۔ تو کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے ایسا تمتما رہا تھا کہ جیسا کبھی کم دیکھنے میں آیا ہے۔ اور آپ نے حضرت عمرؓ کو دیکھتے ہی فرمایا۔ تم کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ میرے ابوبکرؓ کو نہیں چھوڑتے۔ حالانکہ ابوبکرؓ وہ ہے کہ جب تم خدا کی باتوں کا انکار کر رہے تھے۔ تو یہ تصدیق کر رہا تھا۔

یہ سابق کے متعلق رسول کریمؐ کا فیصلہ ہے۔ کہ اگر ان کی غلطی بھی تھی تو بھی حضرت عمرؓ کا یہ کام تھا۔ کہ معافی مانگتے۔ نہ کہ معافی مانگنے پر بھی معاف نہ کرتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریمؐ نے حضرت عمرؓ کے مقابلہ میں حضرت ابوبکرؓ کا حق تسلیم کیا ہے۔ اور ایسا ہونا ضروری بھی ہے۔ کیونکہ سابقون دین کے ستون ہوتے ہیں ان کا حق نہ ملنے سے دین کی ہتک ہوتی ہے۔ اور کلام پر ستون تک خدا تعالیٰ کا کلام پہنچتا اور دین کو قائم رکھنا ہوتا ہے۔ دوسرے ان کے ذریعہ حق کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور دین کو سابقوں نے محفوظ رکھا ہوتا ہے۔ پھر کیا ان کا حق نہیں ہوتا کہ ان کے ساتھ رعایت کی جائے۔

تو تقسیم عمل تقسیم مال اور تقسیم مراتب میں یہ بھی مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ سابق کون ہے۔ اور جب تک دین کے کسی معاملہ میں فرق نہ آئے یعنی یہ پایا جائے کہ سابق اگر دین کے متعلق کوئی غلط بات کہے۔ تو مان لیں۔ قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ اور شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔ تو ایسی حالت میں رسول کریمؐ نے سابقوں کو مقدم رکھا اور ان کا حق تسلیم کیا ہے۔ اور رسول کریمؐ سے بڑھ کر شریعت کا سمجھنے والا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

دوسری مثال

دوسری ایک اور مثال دیتا ہوں جس میں سابق کو مقدم رکھا گیا ہے۔ گو اس میں عقل کا رنگ ہے لیکن یہ سنت نبوی کا ہی جزو ہے۔ ایک دفعہ رسول کریمؐ بیٹھے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی آپ کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور ایک لڑکا دائیں طرف بیٹھا تھا۔ رسول کریمؐ کے پاس دودھ لایا گیا۔ آپ نے دودھ پیا۔ اور پھر لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تم کہو۔ تو یہ دودھ ابوبکرؓ کو دے دوں۔ دائیں طرف ہونے کی وجہ سے اس کا حق تھا۔ اسلئے آپ نے اس سے پوچھا۔

اس لڑکے کو خیال تھا کہ یہ رسول کریمؐ کا تبرک ہے۔ میں کیوں چھوڑوں اس لئے اس نے کہا مجھے دیجئے میں اپنا حق نہیں چھوڑتا۔ یہ بھی محبت کا ایک رنگ تھا۔ اور رسول کریمؐ کا خیال تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو پہلے

خالد کا ابوعبیدہؓ کے ماتحت ہونا

یہ تو رسول کریمؐ کے زمانہ کی مثالیں ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کے وقت ابوعبیدہؓ کے ماتحت خالد بن ولید کو کیا گیا۔ خالد بن ولید فنون جنگ میں ایسے مشاق اور ماہر تھے کہ یورپ آج تک ان کی قابلیت کا اعتراف کر رہا ہے۔ اور بعض نے تو یہی کہا ہے۔ کہتے ہیں عمرؓ کو ساری شہرت خالد ہی کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ تو خالد فنون جنگ کا ماہر ہونے کے لحاظ سے بے نظیر انسان تھا۔ آتا فاتاً اس نے اسلام کے جھنڈے کو دور دراز ممالک میں جا گاڑا۔ اور تھوڑے تھوڑے لشکر کے ساتھ دشمن کے بڑے بڑے لشکر کو اس طرح پراگندہ کر دیتا تھا۔ کہ دنیا حیران رہ جاتی تھی۔ اور اب تک حیران ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو ہٹا کر ابوعبیدہؓ کو ماتحت کر دیا۔ اگرچہ حضرت عمرؓ نے اس کی وجہ نہیں بتائی اور ہمارا خیال کیا ہے۔ کہ ایک وجہ تو یہی ہے۔ کہ اگر میں بتائی کرتے کو بھی معلوم ہو جائے۔ کہ میں اسے جلا دوں۔ مگر ایک وجہ بتائی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ابوعبیدہ سابق تھے۔ ابوعبیدہ ایسے ماہر جنگ نہ تھے جیسے خالد بن ولید تھے۔ اور خالد بن ولید سے ہی مشورہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ انہوں نے خالد کو بلا کر مشورہ پوچھا۔ کہ بتائیے کس طرح کرنا چاہئیے۔ آگے دیکھئے وہ ابھی کتنا کیا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا آپ کو خدا تعالیٰ کے رسول کے خلیفہ نے اس کام کیلئے مقرر کیا ہے۔ میں کس طرح آپ کو مشورہ دوں۔ تب انہوں نے مشورہ دیا۔

تو ایک حد تک کام میں سابقوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور ان کے درجہ کو مدنظر رکھنا لازمی ہے گو وہ کام اور لیاقت کے لحاظ سے دوسروں سے کم ہی ہوں۔

اپنے متعلق انسان کی رائے

اب دیکھئے رائے کی غلطی کس طرح لگ سکتی ہے۔ یوں تو ہر ایک اپنے آپ کو لائق سمجھتا ہے۔ اور اپنی چیز کو اچھا جانتا ہے۔ کہتے ہیں کسی بادشاہ نے دربار میں یہ تجربہ کرنے کیلئے کہ اپنی چیز کو کس طرح اچھا سمجھا جاتا ہے۔ ایک حبشی کو ٹوپی دی۔ اور کہا لڑکوں میں سے جو زیادہ تمہیں خوبصورت معلوم ہو۔ اس کے سر پر رکھ آؤ۔ وہ حبشی گیا۔ اور امراء کے لڑکوں کو چھوڑ کر اپنے بد شکل لڑکے کے سر پر رکھ آیا۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیا۔ تو اس نے کہا۔ مجھے یہی لڑکا سب سے خوبصورت نظر آتا ہے۔ اسی کے سر پر ٹوپی رکھ آیا ہوں۔

بیٹا تو پھر بھی ایک واسطے سے اپنا ہوتا ہے۔ اپنی نسبت تو انسان یہی سمجھتا ہے کہ میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ اور ہر بات میں دوسروں سے زیادہ قابلیت رکھتا ہوں۔ لوگ جنگ کی خبریں پڑھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں جنرل جافرے اور جنرل فاش نے یہ غلطی کی۔ اگر میں ہوتا تو اس طرح نہ کرتا۔ لیکن اگر ان کے سپرد کام کر دیا جائے تو پھر پتہ لگے کہ وہ کیا کر سکتے ہیں۔

صدر انجمن میں سابقون

اگر ہم کہتے ہیں۔ لوگ اپنے آپ کو جو بھی درجہ دیتے ہیں اگر مان لیا جائے کہ ٹھیک ہے تو بھی ضروری ہے کہ سابقوں کی ان کے مقابلہ میں خاص رعایت کی جائے۔ اور میں نے اس بات کا خاص لحاظ رکھا ہے۔ صدر انجمن کے ممبروں میں اس وقت تک کسی اور کو داخل نہیں ہونے دیا۔ حالانکہ علمی لحاظ سے بھی اور دوسرے حالات کی وجہ سے بھی کئی اور لوگ موجود ہیں۔ مثلاً مولوی عبد اللطیف صاحب پروفیسر ہیں۔ خان غلام اکبر خان صاحب ایج ایا۔ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب ہیں۔ فضل فرزند علی صاحب ہیں۔ ملک خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ ہیں۔ حسام الدین صاحب کلکٹر ہیں۔ خان صاحب محمد حسین صاحب پنشنر جج ہیں۔ یہ دنیاوی لحاظ سے بڑے بڑے عہدوں پر ہیں۔ علمیت اور قابلیت بھی اچھی رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں نہیں رہے۔ میں ان کے مقابلہ میں ان کو جو دنیاوی لحاظ سے چھوٹے ہیں۔ مگر مسیح موعودؑ کی صحبت میں رہے ہیں مقرر کرتا ہوں۔ اور ان کو مقرر نہیں کرتا۔ اب اگر وہ سمجھیں کہ ہم لائق ہیں ہمیں مقرر کرنا چاہئیے۔ اور دوسرے لوگ بھی خیال کریں کہ ان کی بجائے کم قابلیت کے لوگوں کو داخل کرنا بیوقوفی ہے۔ تو ان کی مرضی۔ مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لوگ سابق ہیں۔ اور ان کا حق ہے۔ کہ دوسروں پر انہیں مقدم کیا جائے۔ اور جب تک یہ حالت ہے اور کام کو معمولی حیثیت سے بھی کر سکتی ہو۔ اس کا حق ہے۔ کہ اس کے سپرد کیا جائے۔ اور اسکے مقابلہ میں دوسرے کا حق نہیں ہے۔

کام کی مناسبت

ایک تو یہ حکمت ہوتی ہے تقسیم مراتب تقسیم مال اور تقسیم عمل میں۔ دوسرے یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ فلاں کام کر سکتا ہے یا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے خالد کی جگہ ابوعبیدہ کو لو

مقرر کیا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی مقرر نہ کیا گیا ہو کہ وہ یہ کام نہ جانتا تھا۔ تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص جو ایک کام کرنے کی کم لیاقت رکھتا ہے۔ ایسا کے سپرد اس کے مقابلہ میں کام کر دیا جائے۔ جو سابق نہیں لیکن زیادہ لیاقت رکھتا ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ سابق جو اگر نہ جانتا ہو۔ ایسے ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر بنا دوں۔ مگر لیاقت کو مد نظر رکھکر تھوڑی خرابی بھی گوارا کی جا سکتی ہے۔ اور سابقوں کا جو حق اسلام نے مقرر کیا ہے۔ اور جو صحابہ کے وقت ملتا رہا ہے۔ وہ دینا ضروری ہوتا ہے۔

مؤلفۃ القلوب کا حق

دوسری بات جس کے لحاظ سے ... اور وہ مؤلفۃ القلوب کی رعایت ہے۔ چونکہ یہ بات خدا نے مقرر کی ہے اس لئے رعایت نہ ہوگی۔ بلکہ ان لوگوں کا حق ہوا اگرچہ زیادہ کام کرنے والا ہو۔ دوسرا ایک مؤلفۃ القلوب کی۔ اور خلفاء نے بھی یہی کیا ہے۔ اور شریعت بھی یہی کہیگی۔ کہ زیادہ کام کرنے والے کو نہ دو مگر مؤلفۃ القلوب کو دیدو۔

رسول کریمؐ ایک دفعہ مال تقسیم کر رہے تھے کسی نے پوچھ لیا کہ آپ نے فلاں کو نہیں دیا۔ عرض کی کہ فلاں کو کچھ نہیں ملا۔ رسول کریمؐ نے کوئی توجہ نہ کی۔ پھر اس نے کہا۔ پھر آپ نے توجہ نہ کی

فتح مکہ پر مال کی تقسیم

پھر کبھی رسول کریمؐ مال تقسیم کرتے وقت ایسے شخص کو دے دیتے جو کمزور ایمان والا ہوتا۔ فتح مکہ کے بعد جو مال آئے وہ آپ نے مکہ والوں کو دے دئے۔ حالانکہ جنگ کرکے خون بہانے والے جو تھے۔ ان کو نہ دئے۔ اس موقع پر ایک کمزور نے کہہ بھی دیا۔ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مال اوروں کو دے دیا گیا ہے۔ اس پر رسول کریمؐ نے ان لوگوں کو بلوایا۔ اور کہا اے انصار تم کہہ سکتے ہو کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اکیلا تھا۔ اسکی قوم نے اسکو نکال دیا تھا اس وقت ہم اسکو لائے اور جب کوئی اس کی مدد نہ کرتا تھا۔ ہم نے اس کی مدد کی۔ ہم نے اس کے لئے خون بہائے لیکن جب لوٹ کا مال آیا۔ تو اس نے اپنے ہم قوموں کو دیدیا۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ اس بات کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ اور اگر چاہو تو تم یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہمارے پاس آیا تھا۔ ہمارے گھر رہا۔ اور جب اس کا وطن فتح ہوا تو اس کی قوم والے تو اونٹ بکریاں لے گئے۔ اور ہم محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ساتھ لے آئے۔ اب جو چاہو کہو۔

رسول کریم کی زجر اور اس کا نتیجہ

میرے نزدیک اس سے زیادہ زجر کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ کافر و فاسق نام رکھنے سے بھی زیادہ سخت تھی کہ تم اونٹ لے جانا چاہتے ہو یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مکہ والا تھا مکہ اس کا وطن تھا۔ مگر وہ مکہ نہیں گیا۔ بلکہ مدینہ گیا۔ اس پر انصار رو پڑے۔ اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ کسی نادان نوجوان نے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو بات کہی گئی سو وہ تو کہی گئی اب تم دنیا کی ترقی کی امید نہ رکھنا۔ اور حوض کوثر پر ہی آکر مجھ سے مانگنا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ پھر دنیاوی ترقی ان کو نہیں ملی۔ ہم مغل اور پٹھان جو بہت پیچھے آئے۔ انہیں خدا نے دنیا کی حکومت دے دی۔ مگر وہ انصار جنہوں نے رسول کریمؐ کے لئے اور آپ کے ساتھ ہو کے خون بہائے ان کو ایک ریاست بھی نہ دی۔ محض ایک فقرہ کی وجہ سے۔

خلاصہ بیان

تو کبھی مؤلفۃ القلوب کو مال دینا پڑتا ہے۔ کام میں ان کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اور کبھی سابق ہونے کی وجہ سے تقسیم مال تقسیم درجہ اور تقسیم اعمال کی جاتی ہے۔ چنانچہ سب سے زیادہ رسول کریمؐ کی بیویوں کو مال دیا جاتا تھا۔ پھر بعد میں ایمان لانے والوں کو پھر ان سے بعد ایمان لانے والوں کو۔ یہ سبقت کا لحاظ مدارج میں بھی رکھا گیا ہے۔ اور عمل میں بھی۔

دوسری بات مؤلفۃ القلوب ہے۔ جو گویا سابق کی ضد ہے۔ کہ تعلق کی کمی کی وجہ سے سلوک کیا جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر بھی بعض لوگوں کو خیال آتا ہے کہ ہمیں نہیں دیا گیا۔ اور فلاں کو دیدیا ہے۔ حالانکہ اسے تو ایمان میں کامل نہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ اور اسلئے رعایت کی گئی ہے کہ کمزور ہے مگر تم مضبوط ایمان والے ہو۔ اسلئے تمہیں نہیں دیا گیا۔ کیا تم بھی ویسا ہی بننا چاہتے ہو۔

تیسرا امر جسکو پہلے بھی بیان کر آیا ہوں۔ قیاس اور رائے ہے۔ ایک اچھی سے اچھی چیز کے متعلق سو کئی سو رائے ہو سکتی ہیں کیونکہ ایک ہی چیز کے متعلق ہر ایک الگ الگ رائے قائم کریگا۔ اور یہ ممکن نہیں۔ کہ سب کی رائے کسی معاملہ کے متعلق ایک ہو۔ مجسٹریٹ ایک فیصلہ کرتا ہے۔ جو صحیح بھی ہو سکتا ہے۔ اور غلط بھی۔ اس کی آگے اپیل کی جاتی ہے۔ اپیل پر جو فیصلہ ہو وہ بھی غلط ہو سکتا ہے۔ اور صحیح بھی۔ پھر اسکی اور آگے اپیل ہو سکتی ہے۔ اس پر بھی جو فیصلہ ہوگا۔ وہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اور صحیح بھی۔ لیکن آخر کسی جگہ جاکر یہ سلسلہ ختم بھی ہوگا۔ یا اپیل در اپیل ہی ہوتی رہیگی۔ باوجود اس کے کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ آخری فیصلہ بھی غلط ہو۔ لیکن کام چلانے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ ختم کیا جائے۔ ورنہ سارا ملک ہی ہائی کورٹیں بنانا پڑیگا۔ تو عقلاً بھی یہ ضروری ہے۔ کہ ایک جگہ آخری فیصلہ ہو جائے اور پھر اس سے آگے سلسلہ نہ چلے۔ ورنہ ہر ایک انسانی عدالت کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ ممکن ہے اس کا فیصلہ غلط ہو۔ اور اس طرح کا سلسلہ آخر خدا تعالیٰ تک جاکر ختم ہو۔ کہ خدا تعالیٰ فیصلہ کرے۔ لیکن اعتراض کرنے والے اس پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں۔ پس جو شخص بھی فیصلہ کریگا اس کی رائے غلط بھی ہو سکتی ہے۔ اور صحیح بھی۔ لیکن آخر ماننا ہی پڑتا ہے۔ کہتے ہیں عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں۔ اسی لئے ان کو مردوں کے ماتحت رکھا جاتا ہے۔ لیکن کیا سب کے سب مرد صحیح اور درست ہی فیصلہ کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں لیکن گھر کا انتظام چلانے کیلئے ایک حد مقرر کر دی گئی۔ کہ مرد کا فیصلہ تسلیم کر لیا جائے۔

پس یہ باتیں نہایت ضروری ہیں جو آپ لوگوں کے مد نظر رہنی چاہئیں۔ اول سابقوں کا حق دوسرے مؤلفۃ القلوب کی رعایت تیسرے دیانتداری سے رائے قائم کرنا اور جو فیصلہ کیا جائے اسے تسلیم کرنا۔

رائے لگانے میں جلد بازی

رائے لگانے میں کس طرح جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کا پتہ اس سے لگتا ہے۔ کہ جب ماسٹر محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر صاحب تھے تو مدرسہ میں سے ہی کئی میرے پاس آتے۔ اور کہتے یہ خرابی ہے۔ یہ نقص ہے میں نے ان کے کہنے پر نہیں بلکہ اور وجوہات سے ماسٹر محمد الدین صاحب کی بجائے قاضی عبد اللہ صاحب کو ہیڈ ماسٹر مقرر کر دیا۔ اور انہیں نگران بنا دیا۔ اس پر کہا گیا ماسٹر محمد دین صاحب لائق تھے۔ اچھا کام کرتے تھے۔ اب نقص پیدا ہو گیا ہے۔ یہ خرابی ہو گئی ہے۔ اور بعض نے کہا مولوی شیر علی صاحب مقرر ہوں۔ تو بہت اچھی بات ہوگی۔ ہم نے اس شخص کی طرح جو ہر دلعزیز بننا چاہتا تھا۔ مولوی شیر علی صاحب کو مقرر کر دیا۔ اب خطوط آتے ہیں۔ کہ تجربہ کاروں کو ہٹا کر دوسروں کے سپرد کام کر دیا گیا ہے۔ کس طرح چلیگا۔

اسی طرح ایک جلسہ کیا گیا جس میں ناظروں کو جمع کر کے کہا گیا کہ اپنے بجٹ میں تخفیف کریں۔ مگر عین اس وقت جبکہ ہر محکمہ والا کہہ رہا تھا۔ کہ میرے صیغہ میں یہ تخفیف کر دی جائے۔ میرے صیغہ کا یہ خرچ بند کر دیا جائے۔ اور [illegible] تنخواہ کم کرنے کی تجویز ہو رہی تھی۔ ایک پرانے کلرک جو بڑے [illegible] میں سے ہیں۔

اونہوں نے مجھے لکھا۔ کہ یہ لوگ غلط طور پر بیٹے کا معاملہ کمیٹی کے سامنے رکھ کے بھیجیں۔ تحقیق نہیں کرنی چاہئے۔ اسکے متعلق دوسرے لوگوں سے پوچھا جائے۔

یہ ان کا محض قیاس تھا۔ اور اصل واقعہ کے بالکل الٹ۔ اور اسکی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ ایک شخص تو جان قربان کر رہا ہو۔ مگر دوسرا کہے۔ کہ وہ مجھے زہر دینا چاہتا ہے۔

رائے قائم کرنے کا صحیح اور درست طریق یہ ہے۔ کہ جس کے متعلق رائے ہو۔ اُسے قائل کرنیکی کوشش کی جائے۔ اگر وہ قائل ہو جائے۔ تو اچھی بات ہوگی۔ اور اگر قائل نہ ہو۔ تو سمجھ لیا جائے۔ کہ اس بارہ میں میرا بھی قیاس ہے۔ اور اسکا بھی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ میرا قیاس غلط ہو۔ اور اس کا صحیح۔ کیونکہ وہ کام کرنے والا۔ اور کام کی حقیقت کو مجھ سے زیادہ سمجھنے والا ہے۔ یا پھر یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ سابقون کی وجہ سے یا مؤلفۃ القلوب کی وجہ سے رعایت کی جاتی ہے۔

اعتراض کرنیوالوں کو کام کرنیکی دعوت

جو ان باتوں کو نظرانداز کرکے۔ اعتراض کرتے ہیں۔ ان کو میں کہتا ہوں۔ اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ ان کے اعتراض درست ہیں۔ تو کیا وہ خود یہ لکھنے کیلئے تیار ہیں۔ کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں کریگا۔ اگر وہ یہ لکھدیں۔ کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں کریگا۔ تو میں ان کو عہدہ دار بنا دونگا۔ سو چار یا پانچ سات دس آدمی مجھے لکھ دیں۔ کہ ان پر کوئی اعتراض نہ کیا جاویگا۔ میں انہیں انجمن کے ممبر بنا دونگا۔ صدر [illegible] تحریک کا ممبر اور مبلغوں کا آج ہی انتظام کر دونگا۔ موجودہ کام کرنے والوں کے جسقدر بھی عہدے ہیں۔ سب ان کو دیدونگا۔ اور جیسے کارکنوں کو خدا مجھے جو دیگا۔ اپنے پاس سے دونگا۔ اگر کوئی اس بات کو لے۔ اپنے آپ کو خود نہ پیش کرتا ہو۔ اور کسر نفسی کرے۔ تو دوسرے پیش کردیں۔ کہ فلاں فلاں ایسا ہے۔ جسپر کوئی اعتراض نہ کریگا۔ میں انہیں کو مقرر کر دونگا۔ مجھے تو کام سے غرض ہے۔ لیکن یہ خوب اچھی طرح یاد رکھو۔ کہ جو لوگ کام اچھی طرح کرنیکا زیادہ دعویٰ کرتے ہیں۔ ان پر زیادہ اعتراض ہوتے ہیں۔ بات یہی ہے۔ کہ رائے اور قیاس میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ کسی کام کے متعلق کسی کی جو رائے ہو۔ وہ غلط ہو۔ مگر کام چلانیکے لئے اس کا ماننا ضروری ہوتا ہے۔

بیان کردہ باتوں کو مدنظر رکھو

پس ان باتوں کو مدنظر رکھو۔ جو میں نے رائے قائم کرنیکے متعلق بتائی ہیں۔ اور جو کام کرنے والوں کے متعلق بیان کی ہیں۔ کہ ہو سکتا ہے۔

کام کرنیکی لیاقت کیوجہ سے ایک زیادہ کا مستحق ہے۔ یا کسی مؤلفۃ القلوب کی وجہ سے دوسرے کو زیادہ دیا جاتا ہے۔ یا اسکی عادت کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے وقت کہا گیا۔ کہ یہاں جو لوگ آتے ہیں۔ ان سب کو ایک جیسا کھانا دینا چاہئے۔ فقیر کے دربار میں یہ نہیں ہونا چاہئے۔ کہ امیر کو اچھا اور غریب کو معمولی کھانا دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ میں کیا کروں۔ خدا نے ہی یہ فرق رکھا ہے۔ کہ کسی کو امیر بنایا ہے۔ اور کسی کو غریب۔ تو جیسی عادت ہو۔ اس کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ پس سبقت کی وجہ سے یا عادت کی وجہ سے یا لیاقت کیوجہ سے جو فرق ہوتا ہے۔ لیکن اور میں اتنی ہی نہیں ہوتی۔ اسلئے اسے دیکھنا پڑتا۔ او یہ سلوک کرنا پڑتا ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھکر رائے قائم کرنی چاہئے۔ محض لیاقت کوئی چیز نہیں۔ سبقت اور تالیف قلب بھی ضروری ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے۔ کہ ایک کی رائے ایک طرف ہوتی ہے۔ اور دوسرے کی رائے [illegible] نہیں ہوتا۔ اسلئے کس کی رائے کی پابندی کیجاوے۔ بات یہی ہے۔ کہ ہر کسی کی رائے کی پابندی نہ ہو سکتی ہے۔ اور نہ کیجا سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایسے معاملات کے متعلق جو قوانین بتائے ہیں۔ اور جن کا میں ذکر کر آیا ہوں۔ انہی کی پابندی کی جائیگی۔ اور چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس لئے قیامت تک تفرقہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو لوگ خدا کے مقرر کردہ قوانین کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ مضبوطی کی طرف جاتے ہیں۔ کمزوری کی طرف نہیں جاتے۔ اگر ان باتوں کو تم مدنظر رکھو گے۔ تو جو بھی دشمن تم سے ٹکرائیگا۔ پاش پاش ہو جائیگا۔ اور تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچیگا۔ اور اگر ان کو مدنظر نہ رکھو گے۔ تو کسی دشمن اور کسی فوج کی ضرورت نہیں۔ تم خود بخود کھائے جاؤ گے۔ اور ملیا میٹ ہو جاؤ گے۔

جو چاہو کرو

ان دونوں باتوں میں سے جو چاہو قبول کرو۔ چاہے خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کی پابندی کرکے مضبوط چٹان بن جاؤ۔ چاہے معمولی معمولی باتوں میں پڑکر اور غلط اور بیہودہ رائے زنیاں کرکے ملیا میٹ ہو جاؤ۔ یہ دونوں راستے تمہارے سامنے ہیں۔ چاہے تم خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ۔ چاہے نفس پرستی کے پیچھے پڑکر وہ سوٹی جو خدا تعالےٰ نے تمہیں دیا ہے۔ ہتھوڑا مار کر توڑ ڈالو۔

خطبہ جمعہ

انتظام سلسلہ کیلئے ضروری حکمتیں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۹ دسمبر ۱۹۲۱ء)

عادی ہونے کی وجہ سے احساس کی کمی

میں آج اس سلسلہ مضامین کو جسے پچھلے خطبات میں بیان کر رہا ہوں ختم کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ گو اس کے اور بہت سے پہلو ہیں لیکن انسان کی یہ فطرت ہے کہ ایک بات جس کو وہ متواتر سنتا رہتا ہے اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور اس فطرت انسانی کا لحاظ بندے تو الگ رہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی انسان کی بناوٹ اور خلق کا لحاظ کر کے بندوں سے معاملہ کرتے وقت کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ دوزخ والے جب کچھ مدت عذاب میں رہینگے۔ یعنی اس کے عادی ہو جائینگے۔ تو ہم ان کی جلدوں کو جلا دینگے۔ پس جب عمل باتیں تو الگ ہیں انسان عذاب کا بھی عادی ہو جاتا ہے۔ اور اس کا احساس کم ہو جاتا ہے۔ تو کجا یہ کہ وہ عام باتیں جن کے اندر احساسات اور جذبات کو اس قدر ابھارنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ جس قدر عذاب یا خوشی میں ہوتی ہے۔ ان کو مسلسل بہت عرصہ تک بیان کیا جائے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ کو ختم کر دوں۔ اور اس کے ختم کرنے پر بعض حکمتیں جن کے ماتحت کسی جماعت اور سلسلہ کا انتظام چلایا جاتا ہے۔ اور بہت حد تک ان کی ناواقفیت کی وجہ سے لوگوں کو دھوکہ لگتا ہے۔ ان کو بیان کر دوں۔

کوئی تقسیم کرنے والا اعتراضوں سے نہیں بچ سکتا

بہت حد تک دھوکہ کی وجہ تقسیم ہوتی ہے۔ خواہ تقسیم عمل ہو۔ یا تقسیم مال۔ یا تقسیم مدارج یہ باتیں اصل باعث فتنوں کا ہوتی ہیں۔ بعض انسان اس بات کو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ کہ تقسیم عمل اور تقسیم مال اور تقسیم مدارج کن حکمتوں پر مبنی ہوتی ہے۔ اور اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتے۔ اور سمجھتے ہیں۔ فلاں بات میں بے انصافی کی گئی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ دنیا میں بے انصافی بھی ہوتی ہے۔ اور لوگ دوسروں کے حق مار لیتے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ کوئی انتہائی دیانت داری سے بھی کام کرے۔ تو بھی سارے لوگ اس سے خوش ہو سکیں ممکن نہیں۔

خدائی تقسیم پر ناخوشی

انسان تو انسان سارے لوگ خدائی تقسیم پر بھی خوش نہیں ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ایک شخص کے متعلق فرماتے تھے۔ جسے پھر تو خدا تعالیٰ نے ہدایت دے دی اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی۔ آپ سے تعلقات بھی ہو گئے۔ اور اس کا انجام بھی اچھا ہو گیا۔ اس کے متعلق آپ فرماتے۔ کہ ابتدا میں اس سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ لیکن ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ کہ آپ اس سے الگ ہو گئے۔ اور وہ واقعہ یہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے کہ اس کا ایک لڑکا فوت ہو گیا۔ میں بھی اس کے ہاں گیا۔ اور بڑے بھائی صاحب بھی۔ اور لوگ بھی تھے۔ وہ بڑے بھائی صاحب کو دیکھ کر ان سے لپٹ گیا۔ اور چیخ مار کر کہنے لگا۔ مرزا صاحب خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے۔ ہمارا اس سے بڑا تعلق تھا لیکن یہ بات سنکر ایسی نفرت ہو گئی۔ کہ اس جنازہ میں شامل ہونا بھی دوبھر ہو گیا۔ اور اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

تو بندہ تو بندہ سارے لوگ خدا پر بھی راضی نہیں ہوتے پھر وہ کون انسان ہے۔ جو کسی قسم کی تقسیم کرے۔ اور سارے کے سارے لوگ اس سے خوش ہوں۔

رسول کریم کی تقسیم کے متعلق ناخوشی کی مثال

پھر وہ انسان جس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ✱ گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

کہ اے مخالفو! تم مجھے کافر کہتے ہو۔ چونکہ کفر کا فتویٰ عقیدہ پر ہی لگایا جاتا ہے۔ اس لئے میرا عقیدہ سن لو۔ کہ اگر میں خدا کے بعد کسی سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر یہ کفر ہے۔ تو خدا کی قسم میں بڑا کافر ہوں۔ کیونکہ یہ کفر مجھ میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ کہ میں سب سے زیادہ محبت خدا سے اور خدا کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتا ہوں۔ اور یہ کفر میری رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں بھرا ہوا ہے۔ تو وہ انسان جس کی طرف تمام انصاف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اور جو عدل کا منبع اور خزانہ ہیں وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ مگر آپ کے زمانے کے واقعات دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک دفعہ جبکہ آپ مال تقسیم کر رہے تھے۔ تو ایک شخص نے کہا تھا کہ عدل و انصاف کو مدنظر رکھئے۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ کیا میں عدل و انصاف مدنظر نہیں رکھتا۔ اگر میں نہیں رکھتا۔ تو اور کون مدنظر رکھیگا۔

تو عدل و انصاف کی تعلیم دینے والے آپ کے لئے بھی کھڑے ہو گئے تھے۔ جن کے نزدیک آپ عدل مدنظر نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ کہنے والے نے کہا۔ انصاف مدنظر رکھیں اور خوف خدا کریں۔ گویا آپ خوف خدا کو دور رکھ کے اور جان بوجھ کر ایسا کر رہے تھے۔ غلطی سے بے انصافی نہ کر رہے تھے۔

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اعتراض کرنے والوں نے اعتراض کر ہی دیا۔ اور خدا تعالیٰ پر بھی کرتے ہیں۔

مسیح موعودؑ کی تقسیم پر اعتراض کرنیوالے

ممکن ہے کوئی کہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ روایت ہے۔ ممکن ہے یہ سچی ہو کر نہ ہو۔ گو اس کی سچائی کے ثبوت ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ گذشتہ بات ہے۔ اسے جانے دو۔ مگر آج جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم مسیح موعود ایک آپ کا نمونہ اور بروز ظاہر ہوا دیکھ لو ایسا ہوا یا نہیں۔ آپ پر اعتراض کرنے والے یہاں بھی تھے۔ اور باہر بھی۔ جو کہتے تھے۔ کہ جس قدر مال آتا ہے۔ اس کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ گھر کے آرام اور بیوی کو خوش کرنے کیلئے خرچ کر دیتے ہیں۔ یہ کہنے والے اس وقت میں موجود تھے۔ اور بیسیوں ایسے گواہ اس وقت بھی ایسے ہیں جو اس کی شہادت دے سکتے ہیں۔ اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی گواہی موجود ہے۔ الحکم میں آپ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ کہ معلوم ہوا ہے۔ ایک شخص مال کے متعلق اعتراض

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۹ دسمبر ۱۹۲۱ء

زائرین مدینۃ المسیح کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ہدایات زریں

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ماتحت سالانہ جلسہ بہت قریب آگیا ہے - اور احباب کرام ارض حرم کی زیارت کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہونگے اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ اس اجتماع مقدس میں شامل ہونے والوں کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ گذشتہ جلسوں کی تقریروں میں جو ہدایات زریں بیان فرما چکے ہیں - وہ مختصراً احباب کی آگاہی اور یاد دہانی کے لئے شائع کردی جائیں - امید ہے احباب ان کا خاص خیال رکھیں گے -

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی گذشتہ تقریروں میں ایام جلسہ کے ایک لحظہ کو بھی ضائع نہ کرنے کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے - لیکن چونکہ اس بارے میں حضور کا ایک خاص اعلان اخبار کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے - اس لئے اس پہلو کو چھوڑ کر دوسری چیدہ ہدایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں -

حضور نے ۱۹۱۶ء کے جلسہ کی ایک تقریر میں فرمایا -

"بعض لوگ گھٹنوں یا پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہیں - گو وہ یہ کام شرک کی نیت سے نہیں بلکہ محبت اور عقیدت کے جوش میں کرتے ہیں - لیکن ایسے کاموں کا انجام ضرور شرک ہوتا ہے - اس وقت ایسا کرنے والوں کی نیت شرک کرنے کی نہیں ہوتی - مگر نتیجہ شرک ہی ہوتا ہے "
اس کے ساتھ ہی ہاتھ چومنے والوں کا ذکر کرکے فرمایا
"میں ایسے لوگوں کو جو ہاتھ چومتے ہیں - روکتا تو نہیں لیکن انہیں ایسا کرتے دیکھ کر مجھے شرم آجاتی ہے - اور میں صرف اس لئے انہیں منع نہیں کرتا - کہ وہ یہ کام اپنی محبت اور عقیدت کے جوش میں کرتے ہیں - لیکن ان باتوں کو بڑھانا نہیں چاہیئے - تاکہ وہ شرک کی حد تک نہ پہنچ جائیں "

سنہ ۱۹۱۷ء کے جلسہ کی ایک تقریر میں حضور نے چند نہایت ضروری نصائح فرمائیں جن میں سے ایک نصیحت جو ذیل میں درج کی جاتی ہے - ان احباب کو جو پہلی دفعہ آئیں - اور خاص کر ان غیر احمدی اصحاب کو جو تحقیق حق کی غرض سے تشریف لائیں خاص طور پر مد نظر رکھنی چاہیئے - اور ہمارے ان احباب کو جو کسی غیر احمدی دوست کو ساتھ لانے والے ہوں - فرض ہونا چاہیئے - کہ یہ بات اچھی طرح ان کے گوش گذار کردیں - اور انہیں سمجھا دیں -

حضور نے فرمایا -

"ہمیشہ ہر بات کو غور - فکر اور احتیاط کی نظر سے دیکھنا چاہیئے - اور فیصلہ میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے - یہ بات یاد رکھنی چاہیئے - کہ جس قدر لوگ یہاں جلسہ پر آتے ہیں وہ سارے کے سارے پڑھے پڑھائے اور سیکھے سکھائے نہیں آتے - بلکہ ان میں سے کئی ایک ایسے بھی ہوتے ہیں - جو پرانے خیالات کو لیکر پہلی دفعہ ہی آئے ہیں - اس لئے اگر ان کی طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو - جو روا نہ ہو - تو انہیں معذور سمجھنا چاہیئے - اور ان کی وجہ سے احمدیت پر کسی قسم کا حرف نہیں لانا چاہیئے - مثلاً سندھ کے علاقہ کا کوئی شخص جہاں پیروں کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے - یہاں آئے اور اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو دیکھے تو پہلے تو وہ اپنی عادت کے مطابق ایسا ہی کریگا - بعد میں ہم اسے اٹھا دینگے اور بتا دینگے - کہ یہ درست نہیں ہے - اب اگر کوئی اسے دیکھکر یہ سمجھ لے - کہ یہاں بھی پیر پرستی ہوتی ہے - تو یہ اس کی جلد بازی ہوگی - کیونکہ جس نے یہ حرکت کی ہے - وہ تو یہاں اپنی اصلاح کے لئے آیا ہے - اگر وہ پہلے ہی سب کچھ جانتا - اور ایسی باتوں میں گرفتار نہ ہوتا - تو اسے یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا تھی - ہاں اب جبکہ وہ یہاں آگیا ہے - ہم اسے پڑھا سمجھا دینگے - اور اس کے مرض کو درست کر دینگے - اس قسم کی باتیں جو لوگ کرتے ہیں - وہ نئے آنے والے ہوتے ہیں - اس لئے ان کے کسی فعل کو ہماری جماعت کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیئے "

پھر حضور نے فرمایا -

"ہجوم میں اختلاف ہونا ضروری بات ہے - حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اس کی مثال پگڑیوں سے دیا کرتے تھے - تو جس طرح لوگوں کی ان ظاہری چیزوں میں اختلاف ہوتا ہے - اسی طرح طبائع میں بھی اختلاف ہوتا ہے - اس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے - لیکن بعض لوگ جب اپنی طبیعت کے خلاف کوئی بات دیکھتے ہیں - تو ناراض ہو جاتے ہیں - مثلاً کئی لوگ جوش کی وجہ سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں - مگر دوسرے اس پر چڑتے ہیں - کہ یہ پیچھے کیوں نہیں بیٹھے - کہ ان کے چڑنے کی کیا وجہ ہے - مختلف طبائع ہیں جس طرح انہیں آگے بڑھنے والوں پر اعتراض ہے - اسی طرح آگے بڑھنے والے بھی ان پر معترض ہیں - کہ یہ لوگ کیوں ہماری طرح آگے نہیں بڑھتے - کیونکہ ان کے نزدیک یہی اخلاص دکھانے کا ایک طریق ہے - بات یہ ہے کہ دونوں کے نزدیک الگ الگ اخلاص کا معیار ہے - ایک تو کہتے ہیں خواہ پسیں جائیں آگے ہی جانا ہے - مفتی محمد صادق صاحب سناتے تھے - کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے آخری سال جو جلسہ ہوا اس میں ایک شخص مجمع سے پیچھے کھڑا ہوا دوسرے سے کہہ رہا تھا - کہ دیکھو یہ پھر کا زمانہ نہیں آنا - تو ایک دفعہ آگے جاکر حضرت مسیح موعودؑ سے مصافحہ کرو - خواہ تمہاری ہڈی پسلی کیوں نہ ٹوٹ جائے - چنانچہ وہ مجمع میں گھس گیا اور مصافحہ کر آیا - تو ایک اس طبیعت کے لوگ ہوتے ہیں - مگر دوسرے کہتے ہیں - کہ مجمع میں الگ کھڑے ہونا کہاں کا ادب ہے - اس طرح خواہ مخواہ تکلیف دی جاتی ہے - یہ دونوں کے اخلاص کی باتیں ہیں - اور دونوں ٹھیک بات ہیں - اس لئے کسی کو ایک دوسرے پر چڑنے کا کوئی حق نہیں ہے - پھر بعض سختی اور تشدد سے میرے پاس سے دوسروں کو ہٹانا چاہتے ہیں - اور سمجھتے ہیں کہ یہ خدمت کر رہے ہیں - انہیں چاہیئے کہ رفق اور ملائمت کا سلوک کریں - ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور ادب سے پیش آئیں - تم سب ایک دوسرے کے بھائی ہو - اور غیر احمدی جو آتے ہیں - وہ ہمارے مہمان ہیں - پس تم انسانیت اور مراتب کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ساتھ سلوک کرو - نہ کہ سختی اور بے ادبی سے پیش آؤ۔"

پھر فرمایا۔

"آپ لوگ ایک دوسرے کا ادب کریں۔ قادیان والے باہر سے آنے والوں کا ادب کریں۔ کہ وہ ان کے مہمان ہیں۔ اور بیرونی احباب قادیان والوں کا ادب کریں۔ کہ ان کا اکثر حصہ ایسا ہے جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر محض دین کی خاطر یہاں آگیا ہے۔ آپ لوگ میرے پاس یہاں آئے ہیں۔ اور یہ لوگ میرے ملازم نہیں ہیں۔ مگر رات کے دو دو بجے تک آپ لوگوں کی خاطر سردی میں کام کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں اخلاص اور محبت نہ ہوتی۔ تو انھیں کیا ضرورت تھی۔ کہ اپنے گھروں میں آرام کرنے کی بجائے سردی میں آدھی آدھی رات تک آپ لوگوں کی خاطر تواضع میں لگے رہیں۔ اس کا انھیں کوئی انعام نہیں دیا جاتا۔ بلکہ محض محبت اور اخلاص سے کام کرتے ہیں۔ اس لئے تمہیں ان کی قدر کرنا چاہیئے +

اس کے بعد میں یہاں کے لوگوں کو کہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ جو دور دراز سے کرایہ خرچ کر کے اپنے کاروبار کو چھوڑ کر یہاں آتے ہیں۔ کوئی کھانے پینے کی خاطر نہیں آتے۔ کیا وہ اسی کرایہ کا سبب خرچ کر کے یہاں آتے ہیں کیا گھر میں اچھے سے اچھا کھانا نہیں کھا سکتے تھے۔ مگر وہ یہاں خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں۔ پس طرفین کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کا ادب اور لحاظ کریں۔ باہر سے آنے والے احباب یہاں کے رہنے والوں کی قربانیاں اور مجبوریاں مدنظر رکھیں۔ ہم انھیں کسی انتظام کیلئے مقرر کرتے ہیں۔ اور وہ مجبور ہوتے ہیں۔ کہ جیسا انھیں حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح کریں۔ لیکن لوگ ان پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ کیوں ہمیں حسب منشا ملنے کا موقعہ نہ دیا گیا۔ ہاں اگر کوئی ان سے سختی سے کلام کرتا یا درشتی سے روکتا ہے۔ تو یہ اس کی نادانی ہے۔ وہ تو ہر روز ملتا ہے اس لئے اسے اس جذبہ کا احساس نہیں ہے۔ جو کچھ دور سے آنے والوں کے دل میں ہوتا ہے اس کا خیال کرنا چاہیئے۔ کہ ایک بھائی جو دوسرے بھائی کو کچھ عرصہ کے بعد ملتا ہے وہ اتنے بھرت پاتا ہے۔ لیکن جو اس کے پاس رہتا ہے۔ وہ ایسا نہیں کرتا۔ اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اسے محبت کم ہوتی ہے۔ بلکہ یہ ایک فطرتی بات ہے۔ کہ پرے سے ملنے والے کے دل میں جوش ہوتا ہے۔ تو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے "

جلسہ پر آنے والے احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے اس امر کی بھی خاص تاکید ہے۔ کہ

"سردی سے بچنا اور بغیر کافی کپڑوں کے باہر نہیں نکلنا چاہیئے"

حضور نے فرمایا۔

"ہم جو اسقدر کوشش کرتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت بڑھے۔ تو جو اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ کیا ان کی ہمیں قدر نہیں ہے۔ بہت بڑی قدر ہے۔ پس تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ اور سردی سے بچنے کی بہت کوشش کرو"

امید ہے۔ کہ احباب کرام ان نہایت اہم اور زریں ہدایات پر خاص طور سے عمل کریں گے۔

نامہ نگار اہلحدیث کو نوٹس

محمد بشیر چنیوٹی نامہ نگار اہلحدیث ۹ دسمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے۔

"مرزا صاحب کا الہام ہے کہ سب مسجدوں پر ہمارا یعنی مرزائیوں کا قبضہ ہوگا"

اور یہ الہام اس لئے جھوٹا ثابت ہوا کہ چنیوٹ کی کسی مسجد میں احمدیوں نے جماعت کرانی شروع کر دی تھی اب انہیں روک دیا گیا ہے۔

اول تو مجھے نامہ نگار کی عقل و دانش پر افسوس آتا ہے جو کسی ایک مسجد میں احمدیوں کی نماز با جماعت کی رکاوٹ پر فقرہ "سب مسجدوں پر ہمارا قبضہ ہوگا" کو غلط ٹھہراتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے بارے میں پہلی بار بغیر دخول مسجد حرام واپس چلے جانے پر کہہ دیا تھا۔ کہ آپ کی رؤیا جھوٹی نکلی۔

دوم میں محمد بشیر چنیوٹی اور اس کے ہم خیالوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ الہام جو آپ نے سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضور کی کس کتاب میں درج ہے کتاب کا نام۔ صفحہ۔ سطر بتایئے کتاب میں نہیں تو سلسلہ کے کس اخبار۔ کس نمبر کس جلد میں چھپا ہے۔ اگر کسی کو خط میں لکھا ہے تو اس کا حوالہ دیجئے۔ اگر آپ کو لکھ بھیجا تھا تو وہ خط پبلک میں پیش کیجئے۔ ورنہ یہ افترا اس کذب اس بہتان سے شرم کیجئے جس کی مجھے امید نہیں۔ الحیاء من الایمان اور خدا کے برگزیدہ رسولوں کے منکروں میں ایمان کہاں

اخیر میں۔ یہ بھی لکھ دیتا ہوں اولم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا پنجاب ہی کو لے لو۔ ابتدا میں احمدیوں کی کیا تعداد اور کیا حالت تھی آپ لوگوں نے کتنا زور لگایا۔ مگر اب خدا کے فضل سے ہر اچھی بستی میں احمدیت کا بیج موجود ہے۔ اور کئی ایک مسجدیں ہمارے قبضے میں ہیں۔ جو ابتداءً آپ جیسے مخالفوں ہی کے قبضے میں تھیں۔ بس اسی طرح آئندہ کے لئے سمجھ لیجئے۔ کہ موجودہ رفتار سے آخر وہ دن بھی آ جائے گا۔ کہ اسلام سے مراد یہی فرقہ ہوگا۔ اور سب مسجدوں پر ہمارا ہی قبضہ ہوگا۔ گھبراتے کیوں ہو۔ جلدی نہ کرو۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا کے فرزند جلال الٰہی کا یہ نظارہ دیکھیں گے + المکمل عفا عنہ

اسباق الاخلاق

مکرمی ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے اس نام کا ایک ۴۸ صفحہ کا رسالہ عمدہ لکھائی چھپائی اور اچھے کاغذ پر شائع کیا ہے۔ جس میں چھوٹے بچوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت کو مدنظر رکھکر چھوٹے چھوٹے دلچسپ اور آسان سبق درج کئے ہیں۔ ماسٹر صاحب موصوف کی ہمت قابل داد ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ شائع کرتے رہتے ہیں۔ اور جو کچھ لکھتے ہیں۔ مفید اور نفع بخش لکھتے ہیں۔ احباب کو بھی چاہیئے۔ ان کی شائع کردہ کتب خرید کر ان کی امداد فرمائیں۔ مذکورہ بالا رسالہ کی قیمت ۳/ ہے اور کتب خانہ فرید آبادی قادیان سے مل سکتا ہے +

اصلی ممیرا اور مشک کا سرمہ

یا الہی خیر

اصلی ممیرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحب خلیفہ صاحب نے نسخہ تجویز فرمایا اور فرمایا کہ ممیرا امراض چشم کیلئے مفید است۔ سینکڑوں کے لئے۔ ابتدائی موتیا بند کا بھی علاج ہے۔ بالوں کے لئے بہت مفید ہے۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ اور آنکھوں کی بینائی کمزور ہو۔ آنکھیں سرخ رہتی ہوں۔ بہت مفید اور مجرب ہے۔ ممیرا خود بھی کئی سالوں سے تجربہ ہے۔ کہ بہت مفید ہے۔ لہذا اور اس کے مفید ہونے پر چند قادیان کے باشندوں کی گواہیاں باہر کے لوگوں کے لئے کافی سمجھتا ہوں۔

۱۔ میں نے جناب سید احمد نور صاحب مہاجر کا سرمہ آزمایا اور بفضل خدا بہت ہی بہتر پایا۔ پچھلے دنوں میں میری آنکھیں بہت دکھنے لگیں۔ اور تکلیف بھی ہو گئی۔ جس پر کہ جناب حکیم مولوی غلام محمد صاحب کے مشورہ سے اور حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کی ہدایت کی بنا پر میں نے دو تین دن سید صاحب کا سرمہ آنکھوں میں لگایا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کلی صحت پائی۔ نیز حضرت والدہ ماجدہ صاحبہا ایدہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہو گئیں۔ میں نے سید صاحب موصوف کا سرمہ لیکر بھجوایا۔ جس سے ان کو غیر معمولی فائدہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے بیماروں کیلئے شفا کا موجب بناوے۔ آمین۔

خاکسار محمد اسمٰعیل احمدی مولوی فاضل و منشی فاضل از قادیان

۲۔ میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی سے کئی دفعہ سرمہ ممیرا خریدا جس کو میں نے بہت مفید پایا۔ اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر استعمال کیا۔ سب نے اس کی تعریف کی۔ یہ سرمہ بہت عمدہ ہے قابل قدر ہے۔ خاکسار عبدالرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان

۳۔ میں نے میاں احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ ایک ہفتہ استعمال کیا ہے۔ میری آنکھوں میں ککرے تھے بہت تکلیف رہتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک سال متواتر کا سٹک لگانے کا حکم دیا تھا لیکن وہ کو پورا نہ کر سکا۔ احمد نور صاحب کابلی کے سرمہ سے میری آنکھیں بالکل ٹھیک اور صحیح ہو گئیں سو میں عرض کرتا ہوں۔ کہ جن کی آنکھوں میں ککرے ہوں وہ اس سرمہ کو ضرور استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں۔

خاکسار محمد عبداللہ مرحوم

۴۔ میری آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا تھا۔ اور دھوپ کی چمک بہت سخت لگتی تھی۔ آنکھوں میں ہر وقت سرخی رہتی تھی۔ نظر کمزور تھی۔ احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ بہ ارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ہفتہ لگا بفضل تعالیٰ بالکل اچھا ہو گیا۔ اور نظر کامل ہو گئی سو میں اس سرمہ کی بابت شہادت دیتا ہوں۔

شہید مرحوم کے چشم دید واقعات۔ چھپ گئے ہیں۔ شائقین ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے ایک کاپی منگوا سکتے ہیں۔ اور دو سے زیادہ نسخہ کیلئے وی پی بھیجی جا سکتی ہے۔ اس کتاب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ارشاد ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ سید احمد نور صاحب نے حضرت مولوی عبداللطیف صاحب کے حالات لکھے ہیں جو بہت صحیح ہیں پر زبان میں فرق ہوتی ہے۔ اور یہ ایسی کتاب ہے کہ چاہئے اسکو ہر شخص پڑھے۔ اور ایمان میں ترقی کرے۔ المشتہر سید احمد نور کابلی مہاجر سوداگر۔ قادیان

جلسہ پر آنے والے احباب کو ضروری اطلاع

اب چونکہ محصول ڈاک۔ ٹکٹ اور فیس اور رجسٹری کا خرچ زائد ہونے کے باعث کتب منگوانے میں بہت دقتیں پیش آ رہی ہیں۔ جلسہ کا موقعہ ایسا ہے۔ کہ نیپر کثرت احباب تشریف لائیں گے اس لئے اس قدر اخراجات کثیرہ سے بچنے کیلئے احباب کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ احباب اس اعلان کے پڑھتے ہی فہرست کتب پتہ ذیل سے طلب کر لیں۔ اس فہرست کے ساتھ تمام نئی اور پرانی کتب کی مفصل اطلاع شامل ہو گی۔ اس فہرست پر مطلوبہ کتب کے نام کے آگے نشان کر کے اور اس فہرست کے پہلے صفحہ پر اپنا نام مع مفصل پتہ لکھکر واپس پتہ ذیل پر بھیج دیں۔ اور ساتھ ہی دو تین روپیہ بطور پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ اس فہرست کے موصول ہونے پر مطلوبہ کتب کا پارسل باندھکر اور اس پر نام لکھکر امانت رکھ لیا جائیگا۔ احباب جلسہ پر آ کر اپنا اپنا پارسل بقیہ رقم ادا کر کے وصول کر لینگے۔ اسی طرح جو احباب جلسہ پر نہ آ سکیں وہ آنے والے احباب کی معرفت منگا لیں۔

مزید رعایت

یہ کی گئی ہے۔ کہ کتاب گھر کی اپنی شائع کردہ کتب میں دو روپیہ کے خریدار کو چار آنہ فی روپیہ کمیشن بھی دیا جاویگا۔ احباب اس دگنی تگنی رعایت سے ضرور بالضرور مستفید ہونے کی کوشش فرماویں۔ یعنی ایک محصول ڈاک وغیرہ کی رعایت دوسرے کتاب گھر قادیان کی خاص رعایت۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاندار پر معارف تفسیر القرآن

خزینۃ العرفان

کا پہلا پارہ نہایت خوبصورت کر کے ولایتی چکنے کاغذ پر چھپوایا گیا ہے۔ جلسہ پر انشاء اللہ تیار ملیگا۔ صفحات ۱۸۰ قیمت عہ مجوزہ کی قدر دانی تعداد بہت تھوڑی چھپوائی گئی ہے۔ نوٹ۔ جن کا پیشگی روپیہ دیا ہوا ہے۔ ان سے صرف عہ قیمت لی جاویگی۔ باقی احباب سے بشرط مستقل خریداری عہ پیشگی اور عہ قیمت پارہ اول

نظر

کتاب گھر قادیان

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر دفتر الفضل سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۱ء

مسٹر امیر علی اور پروفیسر رام دیو

(۱)

پروفیسر رام دیو صاحب کے آخری مضمون کے اس حصہ کا جواب جو اسلامی مسائل پر نکتہ چینی کرنے کے متعلق پر مشتمل تھا۔ وہ حصہ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کے بعد ایک نہیں دو دفعہ پروفیسر صاحب کو یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ اور زبانی بھی بعض دوستوں نے جنہیں ان سے ملنے کا موقع ملا ہے۔ کہا ہے کہ جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں لکھیں۔ لیکن تا حال ان کی طرف سے اس کے متعلق کوئی تحریر شائع نہیں ہوئی۔ اگر پروفیسر صاحب اس طرح بالکل خاموشی اختیار نہ کر لیتے۔ تو باقاعدہ ایک مکمل سلسلہ مباحثہ شروع ہو جاتا جس سے حق شناس اصحاب کو بہت فائدہ پہنچتا۔ اور اب بھی ہم ان کے مضمون کے دوسرے حصہ کا جواب جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے نے رقم فرمایا ہے۔ شائع کرتے ہوئے امید رکھتے ہیں کہ اگر پروفیسر صاحب نے جواب دینے کا حوصلہ دکھایا۔ اور تحریری مباحثہ پر اسی طرح آمادہ رہے۔ جس طرح پہلے آمادہ ہونا ظاہر کیا تھا۔ تو ایک قابل یادگار مباحثہ شروع ہو سکیگا۔ (ایڈیٹر)

رب تمم ما اردت واجعل برکتہ فی ما قصدت. وآتنی ما قصدت انت ارحم الراحمین۔ آمین

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

الفضل کے ناظرین کو علم ہے کہ پروفیسر رام دیو صاحب نے ایک لیکچر کے اثناء میں جو انہوں نے آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر دیا۔ بڑے زور سے یہ دعوے کیا تھا کہ "اسلام بھی اب دنیا کو تسلی نہیں دے سکتا"۔ اور اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہا کہ "جس طرح میں نے عیسائی مذہب کے متعلق اپنے دعوے کے ثبوت میں عیسائی پادریوں کے حوالے دئے تھے اسی طرح اسلام کے متعلق بھی مسلمان علماء کے حوالے پیش کروں گا"۔ اور اس کے بعد ایک صاحب مسٹر خدا بخش اور مسٹر امیر علی مصنف سپرٹ آف اسلام اور مسٹر مظہر الحق اور مسٹر یوسف علی کی طرف فرشتوں، کثرت ازدواج، پردہ، گوشت خوری وغیرہ کے متعلق بعض خیالات منسوب کرنے کے بعد فرمایا۔

"پس ثابت ہوا کہ یہ تینوں مذاہب (ویدک مذہب عیسائیت۔ اسلام) ناکافی ہیں"۔ اور آپ نے بڑی شد و مد کے ساتھ اس ثبوت کے پیش کرنے کے بعد اعلان کیا کہ "اب اسلام کی ضرورت نہیں"۔

دیکھئے! پروفیسر صاحب ایک بھاری مجمع میں علی الاعلان یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ اسلام اس قابل نہیں۔ کہ اب وہ دنیا کا مذہب ہو سکے۔ اب اس کو دنیا سے رخصت ہو جانا چاہئے۔ اب ویدک دھرم کی باری ہے۔ کہ وہ مذہب دنیا کا مذہب ہو۔ اور اپنے اس دعوے کے ثبوت میں صرف یہی پیش کرتے ہیں کہ کوئی صاحب خدا بخش نامی قرآن شریف کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا روزنامچہ قرار دیتے ہیں۔ مسٹر امیر علی فرشتوں کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ کثرت ازدواج کو زنا قرار دیتے ہیں۔ اور پردہ سسٹم کے مخالف ہیں اور مسٹر مظہر الحق صاحب گوشت خوری کے خلاف ہیں۔ اور صرف انہی لوگوں کے خیالات کو پیش کرنا ہی وہ اس بات کا کافی ثبوت اور قطعی دلیل سمجھتے ہیں کہ اسلام اب دنیا کا مذہب نہیں ہو سکتا۔ اور صرف انہیں لوگوں کے بعض خیالات کی بنا پر وہ فرماتے ہیں۔ کہ "پس ثابت ہوا کہ اسلام اب دنیا کے لئے تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔ اب کسی اور مذہب کی تلاش کرنی چاہئے"۔ یہی ان کی دلیل تھی اور یہی ان کا ثبوت تھا۔ اور بس۔ اور اسی ثبوت اور صرف اسی ثبوت کی بنا پر آپ نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب اسلام کی ضرورت نہیں۔ اسے چاہئے کہ اپنا بوریہ بستره باندھ کر رخصت ہو۔ اور ویدک دھرم کیلئے میدان کو خالی کر دے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام کا ایک مضمون الفضل میں شائع ہوا۔ جس میں آپ نے اس امر کی طرف پروفیسر صاحب کو توجہ دلائی کہ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جاوے کہ جو خیالات انہوں نے ان لوگوں کی طرف منسوب کئے ہیں۔ واقعی ان لوگوں کے یہی خیالات ہیں۔ تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام اب دنیا کیلئے تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بعض لوگوں کے کسی عقیدہ کو ترک کر دینے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ وہ عقیدہ غلط یا کمزور ہے۔ اور جب کسی کے قول کو اس مذہب کی کمزوری کے ثبوت میں پیش کیا جائے تو مدعی کا یہ بھی فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ ثابت کرے کہ اس شخص کا یہ خیال اس مذہب کی کمزوری کے سبب سے ہے۔ مگر پروفیسر صاحب نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ صرف چند لوگوں کے خیالات کو پیش کر کے جھٹ نتیجہ نکال لیا ہے۔ کہ اسلام اس زمانہ کے لوگوں کی تسلی نہیں کر سکتا۔ پس صرف زید و بکر کا قول کسی مذہب کے خلاف کوئی حجت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مدعی اس عقیدہ کی کمزوری کو جس کو کسی شخص نے ترک کیا ہے دلائل کے ساتھ ثابت نہ کرے۔ اور یہ بھی دکھایا کہ جس طریق استدلال کو پروفیسر صاحب نے اسلام کے خلاف استعمال کیا ہے۔ اگر وہی طریق استدلال ہندو دھرم کے متعلق استعمال کیا جائے تو ماننا پڑیگا۔ کہ ہندو دھرم بھی سچا مذہب نہیں۔

اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد پروفیسر صاحب پر اپنے طریق استدلال کا بطلان روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ اور ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ واقعی کسی مذہب کے پیرو کا اس مذہب سے منکر ہو جانا لازمی طور پر اس مذہب کے غلط ہونے کی دلیل نہیں۔ ان کے اس اقرار سے ایک عقلمند کی نظر میں ان کے لیکچر کی بنیاد کھوکھلی ثابت ہو گئی۔ کیونکہ ان کے تمام

لیکچر کا دارومدار اسی بات پر تھا کہ چونکہ فلاں فلاں صاحب نے فلاں فلاں عقیدہ کو غلط قرار دیا ہے لہٰذا اس لئے ثابت ہوا کہ اسلام دنیا کے لئے تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔

لیکن چونکہ انسان کے لئے یہ امر نہایت دشوار ہے۔ کہ وہ اپنی غلطی کا صاف صاف الفاظ میں اقرار کرے اور وہ حتی الوسع اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے اس انسانی کمزوری کے ماتحت اگرچہ پروفیسر صاحب کو اس بات کا تو اقرار کرنا پڑا کہ یہ درست ہے۔ کہ کسی شخص کے کسی عقیدہ کو غلط قرار دینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ عقیدہ فی الواقع غلط ہے۔ لیکن اسکے ساتھ یہ شرط لگا دی کہ اگر کسی مذہب کا پر جوش واعظ اور مسلم ترکیبی اور نمائندہ اس کتاب میں چھاپ دے اسی مذہب کی حمایت میں لکھی ہو۔ اس کے کئی مسائل کو زمانہ کے لحاظ سے ناقابل حمایت تسلیم کرے تو یہ ان مسائل کی کمزوری کا ثبوت ضرور ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کی یہ شرط بھی ان کو بچا نہ سکی کیونکہ اول تو اس شرط کے ماتحت انکو اپنے چار گواہوں میں سے تین گواہوں کو خود ہی واپس لینا پڑا اور ان کو عدالت کے کمرہ میں سے نکلنا پڑا یعنی مسٹر مظہر الحق مسٹر خدا بخش اور مسٹر یوسف علی کو کیونکہ ان گواہوں کی شہادت ان کے اپنے پیش کردہ معیار کے مطابق بھی ان کے دعویٰ کے ثبوت میں پیش نہیں ہو سکتی تھی۔ باقی ایک گواہ یعنی مسٹر امیر علی کے متعلق انہوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے کہ ان کی گواہی بطور ثبوت کے پیش ہو سکتی ہے اور لکھا کہ چونکہ وہ اسلام کے پر جوش واعظ اور مسلم وکیل اور اسلام کے نمائندہ ہیں اس لئے انکی شہادت بطور ثبوت کے پیش ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس کہ مسٹر امیر علی کا سہارا بھی ان کے لئے کافی ثابت نہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس گواہ کی حیثیت پر جرح کی اور ثابت کیا کہ مسٹر امیر علی کا قول بھی کوئی سند نہیں اور ان کے کہہ دینے سے کسی بات کی غلطی یا کمزوری ثابت نہیں ہوتی۔ جب وہ مسائل جن پر اعتراض کیا گیا ہے۔ عقلی ہیں تو ان کے غلط ثابت کرنے کا یہ طریق ہے کہ عقلی دلائل کے ساتھ ان کو غلط ثابت کیا جاتے۔ نہ کہ زید و بکر کے قول سے۔ زید و بکر کے اقوال سند نہیں ہوتے۔ ہاں کبھی بطور تائیدی دلائل کے استعمال ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ایسی صحیح اور واضح تھی کہ پروفیسر صاحب کے پاس اس کا جواب نہ تھا۔ اور ان کو مجبوراً کہنا پڑا کہ میں نے مسٹر امیر علی وغیرہ کے اقوال بطور سند کے پیش نہیں کئے تھے۔ بلکہ صرف بطور تائیدی دلائل کے ہی پیش کئے تھے۔ پس پروفیسر صاحب کے اس اقرار سے اس بحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا اس بحث سے یہی دکھانا مقصود تھا کہ زید و بکر کا قول کسی مسئلہ کے غلط ثابت کرنے کے لئے کوئی حجت نہیں ہو سکتا۔ آپ نے پہلے ہی مضمون میں یہ لکھا تھا کہ بعض لوگوں کے کسی عقیدہ یا مذہب کو ترک کر دینے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ عقیدہ یا مذہب کمزور ہے بلکہ مدعی کا یہ فرض ہے کہ وہ عقلی دلائل اور مشاہدہ سے بھی اس عقیدہ یا مذہب کی کمزوری کو ثابت کرے اور پھر اپنے دوسرے مضمون میں بھی اسی بات پر زور دیا اور فرمایا۔ کہ نمائندہ ہو یا غیر نمائندہ اس کی بات تبھی قابل سماعت ہوگی جب کسی ایسے امر کے متعلق کہے جو نظروں سے اوجھل ہو۔ لیکن جو بات عقل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور دلائل کے ساتھ ثابت کی جاتی ہے اس کے متعلق کہنا کہ فلاں شخص یوں کہتا ہے کس قدر عجیب بات ہے۔ ایسی باتیں جو معقولات میں سے ہیں اور جن کی صداقت یا بطلان دلائل عقلیہ سے ثابت کیا جاتا ہے نہ کہ روایت سے ان کے متعلق تو دس کروڑ انسان بھی کہہ دیں کہ وہ غلط ہیں تو ان کے کہنے سے کچھ اثر ان کی صداقت پر نہیں پڑ سکتا۔ اگر کوئی شخص ان کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کا ایک ہی فرض ہے کہ وہ دلائل اور براہین کے ساتھ ان کو غلط ثابت کرے۔ ایسے امور میں دوسروں کے اقوال پر اپنی دلیل کا انحصار رکھنا درست نہیں۔ اس کے جواب میں اب پروفیسر صاحب تسلیم فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے مسٹر امیر علی وغیرہ کے اقوال کو بطور سند کے پیش نہیں کیا تھا۔

بلکہ صرف بطور تائیدی دلیل کے پیش کیا تھا جس پر وفیسر حضرت خلیفۃ المسیح کی دلیل کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ زید و بکر کا قول سند نہیں ہو سکتا۔ اور نہ انہوں نے بطور سند کے پیش کیا تھا۔ ان کے اس اقرار سے یہ بحث دراصل ختم ہو جاتی ہے۔ اور ضرورت نہیں کہ اس سے زیادہ اس پر کچھ لکھا جاتے۔ کیونکہ جو بات حضرت خلیفۃ المسیح پروفیسر صاحب اور پبلک پر واضح کرنا چاہتے تھے۔ اور اس کے لئے انہوں نے قلم اٹھائی تھی۔ اسکو اب پروفیسر صاحب خود تسلیم کرتے ہیں۔ اور کیونکر تسلیم نہ کرتے۔ ایسی واضح اور محکم دلیل سے کون شخص انکار کر سکتا ہے۔ ہاں اس بات کا ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ پروفیسر صاحب کا یہ تسلیم کرلینا تو بہت درست اور صحیح ہے۔ کہ زید و بکر کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔ مگر ان کا یہ فرمانا ہرگز درست نہیں کہ انہوں نے مسٹر امیر علی وغیرہ کے اقوال کو بطور سند اور ثبوت کے پیش نہیں کیا تھا۔ بلکہ صرف بطور تائیدی دلیل کے ہی پیش کیا۔ اب تو وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے زبردست دلائل سے مجبور ہو کر فرماتے ہیں کہ انہوں نے ان لوگوں کے اقوال کو بطور سند اور حقیقی دلیل کے پیش نہیں کیا تھا۔ بلکہ صرف بطور تائیدی دلیل کے۔ لیکن ان کے اس اقرار سے انکار بجا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ واقعی امر یہی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کے اقوال [illegible] تائیدی دلیل [illegible]
[illegible] اقوال کو بطور [illegible] غلطی اور کمزوری [illegible]

پروفیسر صاحب اتنا تو جانتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ کسی مسئلہ کی تحقیق اسی طریق پر ہو سکتی ہے کہ اس کے صدق و کذب کو مشاہدہ یا دلائل کے ذریعہ سے دیکھا جائے نہ اس طرح کہ زید و بکر کے اقوال کو سند لیا جائے۔ زید و بکر کے اقوال سند نہیں ہوتے۔ ہاں کبھی بطور تائیدی دلائل کے استعمال ہو سکتے ہیں۔ تو اس سے ان کا کیا مطلب تھا۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی مدعی کسی عقیدہ کو غلط یا صحیح ثابت کرنا چاہے۔ تو اس کا یہ طریق نہیں کہ صرف زید و بکر کے قول کو پیش کرے۔ اور انہی مسلم اقوال کی بنا پر ایک نتیجہ نکالنے بلکہ اسے چاہئے کہ عقلی دلائل یا مشاہدہ سے اس عقیدہ کو درست یا غیر صحیح ثابت

نامۂ صادق

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ

(۱۳)

(نوشتہ جناب مفتی محمد صادق صاحب)

نومسلم احمدی مبلغین کی قابل قدر کوششیں اللہ پاک کی رحمت سے بعض نومسلموں کو اللہ تعالیٰ نے یہ جوش اور قوت عطا کی ہے کہ وہ اس ملک کے باشندوں کے درمیان احمدیت کی تبلیغ میں سرگرم ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ قابل ذکر (۱) مسٹر [illegible] ہیں۔ جو شکاگو میں سب سے اول مسلمان ہوئے۔ اور اب گو یہ دوسروں کو اسلام کی طرف کھینچنے میں کوشاں ہیں۔ بیس [illegible] مرد و زن ان کے ذریعہ سے ہدایت پا کر داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ ہر اتوار کو ہفتہ وار جلسہ ایک بنگالی احمدی مسلمان مسٹر بدرمین کے مکان پر ہر اتوار کو ہوتا ہے۔

۲۔ دوسری سبلنہ مسز [illegible] مادام [illegible] ہیں۔ جو نیو یارک میں کام کر رہی ہیں۔ پانچ اشخاص پہلے ان کے ذریعہ سے مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور اس ہفتہ میں تین اور نومسلموں کے خطوط انہوں نے بھیجے ہیں۔

۳۔ تیسرے صاحب مسٹر ایبراہیم ہیں۔ جو فلاریڈا اسٹیٹ میں مقیم ہیں۔ ان کی تصویر رسالہ مسلم سن رائز میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے دس آدمی اس [illegible] تک ہدایت پا چکے ہیں۔ نیز وہ اس [illegible] کوشش میں ہیں کہ اس شہر کے لوگ چندہ کر کے مجھے لیکچروں کے واسطے وہاں بلائیں۔ اور میرے اخراجات سفر بھی اپنے چندہ سے بہم پہنچائیں۔ چونکہ فلاریڈا ڈیٹرائٹ سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ صرف ریل کا کرایہ آمد و رفت قریباً پانچ سو روپیہ ہوگا اس ملک میں ریلوں میں درجات نہیں ہوتے۔ سب کے واسطے ایک ہی قسم کی گاڑی اور مساوی آرام مہیا کیا جاتا ہے۔ البتہ سونے کی گاڑی الگ ہوتی ہے۔ جس میں بستر وغیرہ مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کا کرایہ تھوڑا زیادہ ہوتا ہے۔ بہت فرق نہیں۔

ایک اور عزت افزائی اس ملک میں اخبارات کی ایک کانگریس بنائی گئی ہے۔ جس کا نام رکھا گیا ہے پریس کانگریس آف دی ورلڈ۔ اس کانگریس نے عاجز کو بلحاظ اڈیٹر ایک اسلامی رسالہ [illegible] کے اپنے ایک اجلاس میں ممبر منتخب کر کے مجھے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں اسے قبول کروں۔ اس کے ممبر بہت بڑے بڑے اخبار نویس ہیں۔ جن کے اخبار روزانہ لاکھوں چھپتے ہیں پریذیڈنٹ ہارڈنگ بھی اس کے ممبر ہیں۔

وسط امریکہ میں احمدی گوائٹی مالا۔ وسط امریکہ میں ایک صاحب مسٹر ایف آرمنڈل نام بذریعہ خط و کتابت داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ہیں۔ قبل ازیں ایک صاحب اور بھی وسط امریکہ میں احمدی مسلمان ہو چکے ہیں۔ [illegible] بھیج رہا ہوں کہ [illegible] سے ممالک امریکہ میں تبلیغ ہو سکتی ہے لیٹریچر اس کے واسطے سامان کافی ہو۔

پتہ تار احباب کرام کی اطلاع کے واسطے لکھا جاتا ہے۔

۱۔ میں نے اپنا پتہ تار گھر Western Union میں مختصر رجسٹر کرایا ہے۔ اور وہ یہ ہے

Sunrise, Detroit, Mich.
U.S. America.

یہ صرف دو لفظ شمار ہوں گے۔ ملک امریکہ کے لفظ کا تار والے چارج نہیں کرتے۔ اور ڈیٹرائٹ بھی ایک لفظ شمار ہوتا ہے۔

۲۔ امریکہ اور ہندوستان کے درمیان وی پی جاری نہیں ہے۔

۳۔ جو صاحب کچھ رقم بھیجنا چاہیں۔ اور کوئی شے منگوانی ہو۔ تو ہندوستانی کرنسی نوٹ رجسٹری لفافہ میں بھیج دیا بیمہ کرائیں۔ یا تھامس کک کمپنی نیو یارک کے نام کا چک بھیجدیں۔ یا امریکہ کے کسی شہر کی ہنڈی خواہ کوئی شہر ہو میں یہاں باسانی وصول کر سکتا ہوں۔ محمد صادق

Dr. M. M. Sadiq
27 La Belle Ave
Highland Park Mich

عیسائیت کے متعلق دلچسپ گفتگو

مابین

مبلغ اسلام آف ماریشس اور ایک مسیحی

ایک معزز رومن کیتھولک مسیحی کے نکسا نام میرے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ سے [illegible] دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہا گیا بڑی خوشی سے دریافت کریں۔ گفتگو کر لی جو ہوئی حسب ذیل ہے

مسیحی آپ عیسیٰ کو مانتے ہیں۔ **مبلغ اسلام** ہاں ہم حضرت عیسیٰ کو نبی مانتے ہیں۔

مسیحی [illegible] سمجھتے ہو۔ **مبلغ اسلام** نبی سے بڑھ کر **مسیحی** کیا [illegible] ہو سکتا ہے۔ **مبلغ اسلام** نہیں

مسیحی [illegible] کیا خدا نہیں مانتے۔ **مبلغ اسلام** اس نے کبھی ایسا نہیں کہا کہ وہ خدا ہے۔

مسیحی اس نے کہا ہے۔ **مبلغ اسلام** کیا آپ نے نمونہ سنا ہے کہ اس نے کہا ہے کہ وہ خدا ہے۔

مسیحی ہاں مگر انجیل میں لکھا ہے۔ **مبلغ اسلام** ہرگز نہیں کیا آپ دکھا سکتے ہیں۔

مسیحی میں انجیل سے ڈھونڈ کر بتاؤں گا۔ اس وقت میرے پاس انجیل نہیں۔ **مبلغ اسلام** بہت اچھا ہم ہر وقت سننے کو طیار ہیں۔ انجیل میں ہرگز نہیں کہ عیسیٰ نے کہا کہ میں خدا ہوں۔

مسیحی یحییٰ کے پاس جب اس نے اصطباغ لیا تو عرش سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔

مبلغ اسلام اس طرح کے بیٹے تو ہم سب ہیں کیا آپ نہیں کہا کرتے اے باپ جو آسمان میں ہے۔ بائیبل میں ہے یعقوب نخست زادہ من است۔ بلکہ ہر نبی کو بیٹا کہا گیا ہے۔

مسیحی عیسیٰ کا کوئی انسان باپ نہیں اس لئے خدا اس کا باپ ہے۔

مبلغ آدم کا بھی کوئی باپ نہیں اس لئے کیا خدا اس کا باپ ہے۔

مسیحی بے شک خدا نے آدم کو بنایا اس لئے وہ آدم کا

باپ ہے۔ ایسا ہی عیسٰی کو بنایا اس لئے اس کا باپ ہے
مبلغ۔ چونکہ ہم سب کو خدا نے بنایا اسلئے ہم سب کا خدا باپ ہے۔
اگر عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے والا خدا ہو سکتا ہے تو جتنے عورت کے پیٹ سے نکلے ہیں۔ سب خدا ہونے چاہئیں۔ غیر محدود خدا کیسے محدود پیٹ میں سما گیا
مسیحی۔ خدا جو چاہے کر سکتا ہے۔ یہ مسٹری ہے۔ جسکو ہم بیان نہیں کر سکتے۔
مبلغ۔ اگر ہم مسٹری کو دلیل بنا لیں۔ تو رام کرشن۔ بلکہ پتھر کو بھی خدا ماننا پڑیگا۔
مسیحی۔ خدا کا نہ آغاز ہے نہ خاتمہ۔ اور یہ ہماری عقل میں نہیں آسکتا۔ کہ کوئی ایسی چیز بھی ہو سکتی ہے کہ نہ اسکی ابتدا ہو نہ انتہا۔
مبلغ۔ چونکہ حضرت عیسٰی کا آغاز ہے وہ حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اور ان کی انتہا ہے کہ فوت ہو گئے۔ اس لئے وہ خدا نہیں۔ بلکہ مخلوق ہیں۔
مسیحی۔ جب خدا ہر جگہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ مریم کے پیٹ میں نہ ہو۔
مبلغ۔ جب خدا مریم کے پیٹ میں تھا۔ تو اس وقت خدا پیٹ سے باہر تھا یا نہیں۔
مسیحی۔ ہاں باہر بھی تھا۔
مبلغ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارا خدا مریم کے پیٹ میں داخل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اس کا ایک حصہ داخل ہوا تھا۔
مسیحی۔ آپ انجیل نہیں مانتے۔
مبلغ۔ جہاں توریت کے برخلاف ہے۔ وہ نہیں مانتے۔ توریت میں لکھا ہے کہ ایک خدا ہے تو ہم کیسے مان لیں کہ تین خدا ہیں۔ حالانکہ حضرت عیسٰی فرماتے ہیں میں توریت کو پورا کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں آیا۔
مسیحی۔ خدا تو واحد ہے لیکن اس میں تین اقنوم ہیں۔
مبلغ۔ کیا یہ انجیل میں ہے؟ اور جب ایک مر گیا تو کیا تینوں مر گئے۔
مسیحی۔ یہ انجیل میں ہے۔ اور خدا نہیں مرتا۔ یسوع خدا نہیں مرا تھا۔ بلکہ یسوع انسان مرا تھا۔
مبلغ۔ یسوع خدا نہیں مرا تھا۔ تو پھر کفارہ ثابت نہ ہوا
مسیحی۔ وہ ہمارے گناہوں کیلئے مرا۔
مبلغ۔ ایک انسان کے مرنے سے ایک ہی کے گناہ بخشے جا سکتے ہیں۔ نہ کہ ساری دنیا کے۔
مسیحی۔ آپ موت سے کیا مراد لیتے ہیں۔
مبلغ۔ روح کا جسم سے الگ ہو جانا۔
مسیحی۔ خدا کی روح یسوع کے انسانی جسم سے الگ ہو گئی۔
مبلغ۔ اس طرح تو خدا بھی مر گیا۔ اور انسان بھی پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ خدا پر موت نہیں آئی تھی۔
مسیحی۔ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ سولی پر مر گیا تھا۔
مبلغ۔ ہم یہ نہیں مانتے کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جو سولی پر مرتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے۔
مسیحی۔ نہیں کیا اگر آپ کو آپ کے دشمن سولی پر مار دیں تو آپ لعنتی ہو جائینگے۔
مبلغ۔ میں نبی نہیں ہوں۔ نبی کے لئے یہ شرط ہے۔
مسیحی۔ اچھا اب وقت بہت ہو گیا ہے۔ پھر میں انجیل میں پڑھ کر آپ سے بات کروں گا۔
مبلغ۔ بہت اچھا مجھے بہت خوشی ہو گی۔ اگر آپ ایسا کرینگے۔
مسیحی۔ میں حیران تھا کہ آیا مسلمان عیسٰی کو مانتے بھی ہیں یا نہیں میں نے ایک بڑے مسلمان سے پوچھا تھا تو اس نے کہا کہ مسلمان اسکو ایک بڑا نبی مانتے ہیں میں نے پھر اس سے سوال کیا تھا۔ کہ کیا نبی بھی کذاب اور مفتری ہو سکتا ہے اس نے کہا نہیں پھر میں نے اسے کہا کہ پھر جب اس نے خدا ہونیکا دعویٰ کیا تو تم اسکو کیوں نہیں مانتے۔ اس سے اس کا جواب بن آیا۔ میں ہمیشہ تعجب میں رہا کہ مسلمان عیسٰی کو مانتے بھی ہیں پھر مفتری اور کذاب بھی ٹھہراتے ہیں۔ سو آج مجھے آپ سے معلوم ہو گیا کہ عیسٰی نے کبھی خدائی کا دعوے ہی نہیں کیا۔
مبلغ۔ حضرت عیسٰی سولی پر باندھا گیا تھا۔ اس پر مرا نہیں تھا۔ بے ہوش اتار لیا گیا تھا۔ ایک کمرے دار قبر میں رکھا گیا تھا۔ یوسف ارمتیا نے بہت سے مصالح اس کے زخموں پر لگائے وہ اچھا ہو کر تیسرے دن قبر سے باہر آ گیا مالی کے کپڑے پہنے ہوئے۔ حواریوں کے ساتھ کھاتا پیتا رہا۔ چالیس دن تک ان کے ساتھ رہا۔

مکتوب امام

حسابات سلسلہ کے متعلق ایک غلط بیانی کی تردید

حال میں ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ سے ایک آدمی یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔ کہ کشمیر سے واپس آکر میاں صاحب نے جب حسابات کے کاغذات منگوائے تو معلوم ہوا کہ ۸۰ ہزار خزانہ میں ہونا چاہئے۔ لیکن روپیہ موجود نہ تھا اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ۸ ہزار روپیہ خلیفہ رشید الدین صاحب کے پاس اور ۸ ہزار روپیہ مولوی عبد المغنی صاحب کے پاس اور چار ہزار مولوی شیر علی صاحب کے پاس ہیں اور ۴۲ ہزار نقد روپیہ لڑکوں کے پاس ہے۔ کیا تحصیلدار صاحب اس معاملہ میں دخل دے سکتے ہیں۔ اس پر ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے لکھا یا۔
"اگر ہمارا بیالیس ۴۲ ہزار روپیہ تحصیلدار صاحب کی معرفت مل جاوے تو الحمد للہ۔ ہم اسکا نصف روپیہ تحصیلدار صاحب اور ان کے عہدہ داروں کو دے دینگے۔ میری تحقیقات میں تو بیالیس ۴۲ ہزار روپیہ نہیں معلوم ہوا۔ بلکہ دو ہزار بھی نہیں۔ بلکہ ایک پیسہ بھی نہیں نکلا جو لوگوں نے کھایا ہو۔ میں نے تحقیقات کر کے نکالا ہے۔ کہ چودہ ہزار کے قریب نظارت کا قرض دوسروں کے ذمہ حسابات میں بڑھ گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے اسکو تین سے ضرب دیکر بیالیس ۴۲ ہزار بنا لیا ہے۔ اس قرضہ کا دو ثلث سے زیادہ حصہ وہ ہے۔ جو کہ طالب علموں کو بطور وظیفہ (پچھلے تین سال میں) دیا جاتا رہا ہے۔ چونکہ ان طلباء سے معاہدہ لکھوایا جاتا ہے۔ کہ وہ یہ روپیہ ادا کرینگے۔ اس لئے اسکا نام قرضہ رکھا گیا۔
کچھ ایسا روپیہ تھا۔ جو درحقیقت زکوٰۃ کا خرچ تھا لیکن اس خیال سے کہ شاید اس کا کچھ حصہ ان لوگوں کے حالات کے درست ہونے پر واپس مل جائیگا۔ اس کو زکوٰۃ کی مد میں نہیں ڈالا گیا۔ بلکہ قرضہ کی مد میں رکھا گیا ہے۔ اور میری منظوری سے یہ خرچ ہوا تھا۔
اس قسم کے قرض کے علاوہ کچھ قرض اس قسم کا تھا جبکہ

اشتہارات

(ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر)

قادیان میں سکنی زمین

۱۔ محلہ دار الرحمت میں بحساب ۱۲ روپیہ فی مرلہ زمین فی الحال ختم ہو چکی ہے۔ مگر قادیان کے قریب احمدیہ سٹور کے پاس نہایت عمدہ موقع کی زمین موجود ہے۔ قیمت حسب موقعہ … فی مرلہ ہے۔ ۲ محلہ دار الفضل شرقی میں بحساب ۹ روپیہ فی مرلہ زمین مل سکتی ہے۔ نیز اس محلہ میں برلب سڑک کلاں یعنی سڑک موضع کھارا پر بھی جگہ موجود ہے قیمت ۱۵ روپیہ فی مرلہ ہے۔ ۳ محلہ دار الفضل غربی میں جگہ فی الحال ختم ہو چکی ہے۔ ۴ محلہ دار الفضل شرقی کے جنوب شرق میں سڑک موضع کھارا کے اوپر سالم کھیت قابل فروخت موجود ہیں۔ خریداروں کو سالم کھیت لینا ہوگا۔ اور رستے اپنے چھوڑنے ہوں گے۔ کوئی کھیت پانچ کنال ہے کوئی ساڑھے پانچ کوئی آٹھ کنال وغیرہ وغیرہ موقعہ اچھا ہے۔ قیمت ۸ روپیہ فی مرلہ ہے۔ نوٹ بڑی سڑک کے اوپر کسی موقعہ پر بھی دو کنال سے کم جگہ نہیں دی جاتی۔ مگر اندرون محلہ دس مرلہ تک بھی جگہ مل سکتی ہے۔ بلکہ استثنائی طور پر پانچ مرلہ بھی نیز اندرون محلہ بھی باقاعدہ رستے اور گلیاں چھوڑی جاتی ہیں جہاں دوکانیں بن سکتی ہیں۔ شرح مقررہ ہے۔ قیمت نقد وصول کی جاتی ہے۔ جو درخواست کے ساتھ بھیجنی چاہیئے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ قیمت قسط وار جمع ہوتی رہے پھر جب پوری قیمت جمع ہو جائے تو جس جگہ مناسب قطعہ خالی ہو مل سکتا ہے۔ اور تمام خریداروں کے ساتھ یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے واسطے جگہ خریدیں۔ تجارت کرنا مقصود نہ ہو۔ اور نیز یہ کہ خریدنے کے بعد ایک سال کے اندر اندر کم از کم چار دیواری کی بنیادیں نکلوا کر اپنے حدود قائم کر لیں۔

مرزا بشیر احمد قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

تجرید بخاری اردو

۱۲/۴۸

"صحیح بخاری" اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کیجاتی ہے۔ مگر امام بخاری نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔ پھر عن فلاں و عن فلاں کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمد للہ کہ نویں صدی ہجری میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت پہلے تو بخاری کی مستند متصل حدیثوں کو یکجا کیا اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے۔ چنانچہ علماء عرب و شام نے مصنف کو اس کی سندیں عطا فرمائیں۔ اسی دربیا مجموعہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ اعلیٰ ٹومئی کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ جسے دیکھ کر ظاہر بینوں کو حیرت ہو جاتی ہے کہ اتنی بڑی کتاب کا اتنا مختصر انتخاب عاشقان کلام رسول مقبول صلعم کیلئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ تمام فرمائشیں بنام

(مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل [illegible]) حجم ساڑھے پانچ سو قیمت … محصول …

کرے۔ ہاں کبھی ایسا وہ کر سکتا ہے کہ اپنے پیش کردہ دلائل کی تائید میں کسی اور کا قول بھی نقل کر دے اب میں پروفیسر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے اپنے لیکچر میں ایسا ہی کیا تھا وہ کونسے دلائل تھے جو انہوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کئے تھے۔ جن کی تائید میں انہوں نے مسٹر میکڈانلڈ وغیرہ کے اقوال نقل کئے تھے۔ پروفیسر صاحب نے اپنی طرف سے ایک دلیل بھی پیش نہیں کی تھی بلکہ صرف چند لوگوں کے اقوال پیش کئے اور انہی کی بنا پر نتیجہ نکالا۔ کہ اسلام اب دنیا کے لئے تسلی کا موجب نہیں ہو سکتا۔

پس اس صورت میں کیا ان کا یہ فقرہ بالکل غلط نہیں کہ انہوں نے ان اقوال کو صرف تائیدی رنگ میں پیش کیا تھا۔ بطور سند اور حجیت کے پیش نہیں کیا تھا۔ پروفیسر صاحب کے لیکچر کو پڑھو اس میں انہوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنی طرف سے کوئی دلیل پیش نہیں کی تھی صرف چند اقوال پیش کر کے حاضرین کو بتلایا کہ لیں ثابت ہوا کہ اسلام اب دنیا کے لئے تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ پر کاش ان کے لیکچر کے اس حصہ کو حسب ذیل الفاظ میں نقل کرتا ہے۔

"اب اسلام کو لیجئے ..... اسلام بھی اب دنیا کو تسلی نہیں دے سکتا۔ جسطرح میں نے عیسائی مذہب کے متعلق اپنے دعوے کے ثبوت میں عیسائی پادریوں کے حوالے دئے ہیں۔ اسی طرح اسلام کے متعلق بھی مسلمان علماء کے ہی حوالے پیش کروں گا۔ (اسکے بعد چند آدمیوں کے قول نقل کرکے فرمایا کہ)

"پس ثابت ہوا کہ یہ تینوں مذاہب ناکافی ہیں"

پروفیسر صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کیا پیش کیا۔ صرف چند آدمیوں کے اقوال اور ان سے جھٹ یہ نتیجہ نکال لیا کہ اسلام اب دنیا کے لئے کافی نہیں۔ پس پروفیسر صاحب کا یہ فرمانا بالکل غلط ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کے اقوال بطور سند پیش نہیں کئے تھے۔ بلکہ صرف بطور تائیدی دلائل کے اور اپنے پیش کردہ دلائل کی تائید میں ان اقوال کو پیش کیا تھا۔ تو وہ دلائل جو انہوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کئے تھے جنکی تائید میں انہوں نے ان اقوال کو پیش کیا تھا۔ وہ کہاں ہیں۔ یہی بات ہے کہ پروفیسر صاحب

جناب مولوی محمد احسن صاحب کی متعلق اہلحدیث کا سوال اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا جواب

مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار ۱۷ دسمبر ۱۹۲۱ء میں جناب مولانا محمد احسن صاحب کے متعلق ایک نوٹ شائع کر کے چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی نسبت غلط فہمی اور بدظنی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور اس بات کو پیش کر کے اس کا جواب حاصل کروں۔ ذیل میں وہ عریضہ جو میں نے حضور کی خدمت اقدس میں لکھا۔ مع جواب درج کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و آقائی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اخبار اہلحدیث ۱۷ دسمبر ۱۹۲۱ء میں حضور کے متعلق شائع ہوا ہے کہ

"۱۹۱۳ء میں جب آپ شملہ ہوتے۔ تو بابو عبدالحق احمدی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا تھا کہ مولوی محمد احسن ہمیشہ سے لالچی ہیں۔ حضرت (مرزا) صاحب کے زمانہ میں بھی لالچی تھے۔ اب بھی ان کی یہی حالت ہے۔ لالچ ہی کی وجہ سے وہ لاہوریوں کی طرف ہو گئے۔ کیا آپ کو یاد ہے۔ کہ آپ نے ایسا کہا تھا؟"

چند دن ہوئے جب یہی عبدالحق جس کا اہلحدیث نے حوالہ دیا ہے۔ یہاں آیا۔ تو مذکورہ بالا روایت سنی گئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہلحدیث کو یہ اطلاع عبدالحق کے ذریعہ ہی پہنچی ہے۔ اور وہ اہلحدیث سے اس قسم کا تعلق پہلے سے رکھتا ہے۔ جیسا کہ غیر احمدیوں کے جلسہ کے بعد اس نے ہمارے خلاف اہلحدیث کو یہ بالکل جھوٹی خبر پہنچائی تھی۔ کہ ہم نے غیر احمدیوں کے جلسہ کے اثر کو زائل کرنے کیلئے افریقہ میں دس ہزار لوگوں کے احمدی ہونے کی خبر اڑائی ہے۔ جس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ جن دنوں حضور شملہ کا قیام فرماتے تھے۔ عبدالحق مذکور نے دو تین بار حضور سے گفتگو کر کے اسے "پیغام" میں نہایت غلط اور کچھ کا کچھ چھپوا دیا تھا۔

جہانتک میں نے دیکھا ہے۔ اس میں مذکورہ بالا روایت کا قطعاً ذکر نہیں ہے۔ میں بھی حضور کے ساتھ ہوتا تھا۔ مگر مجھے بھی ذاتی طور پر بالکل علم نہیں ہے۔ کہ حضور نے عبدالحق سے یہ بات فرمائی۔

براہ کرم حضور اس کے متعلق جو اصل بات ہو۔ اس سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ لوگوں کی آگاہی کے لئے شائع کر دیا جائے۔

طالب دعا

غلام نبی خادم "الفضل"

عزیز مکرم! السلام علیکم۔ جہانتک میرا حافظہ مدد کرتا ہے۔ مجھے اس قسم کی کوئی بات یاد نہیں۔ جو میں نے میاں عبدالحق شملوی سے کہی ہو۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ان سے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی۔ اور میں نے حافظ روشن علی صاحب سے بھی جو وہاں موجود تھے۔ دریافت کیا ہے۔ کہ کیا ایسی کوئی بات ان کو یاد ہے۔ جس کو بگاڑ کر بھی وہ اس قسم کی بات بنا سکتے تھے۔ مگر انہوں نے بھی یہی بتایا کہ ان کو قطعاً یاد نہیں۔ درحقیقت ایسے امور کے متعلق پہلے الزام لگانے والے سے ثبوت طلب کرنا ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے مطالب کے حاصل کرنے کیلئے جو چاہتے ہیں لکھ دیتے ہیں۔ کبھی کوئی بات ہوتی ہے اور اسے بگاڑ کر لکھ دیتے ہیں۔ کبھی محض افتراء ہی ہوتا ہے۔ اور ان کے اونیدوا ان خبروں کو آگے لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں۔

خاکسار مرزا محمود احمد

نے انہی اقوال کو بطور سند کے پیش کر کے انہی سے اپنا نتیجہ نکالا تھا ان کی یہی غلطی تھی جسکی طرف ان کو توجہ دلائی گئی تھی۔ اور وہ اس اصل کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ زید و بکر کے قول بطور سند پیش نہیں ہو سکتے۔ پس پروفیسر صاحب کے اس اعتراف سے حضرت خلیفۃ المسیح کی غرض پوری ہو گئی۔ اور جس بات کے ثابت کرنے کیلئے انہوں نے قلم اٹھایا تھا آخر پروفیسر صاحب کو اسی بات کا اقرار کرنا پڑا۔ اب پروفیسر صاحب کو چاہئے کہ جس اصل کو اب انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اسی کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح سے مناظرہ فرمالیں۔ تا غور کرنے والی طبیعتیں خود ہی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ڈائری

"جلسہ کے متعلق مضامین کی کثرت اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نہایت اہم اور ضروری خطبات جمعہ کے طویل ہونے کی وجہ سے ڈائری ساتھ کے ساتھ شائع نہیں کی جا سکی اور اس سلسلہ کو باقاعدہ رکھنے کے لئے یہی مناسب سمجھا گیا ہے کہ شائع شدہ ڈائری سے اگلی تاریخ کی ڈائری درج ذیل کی جائے۔ ایڈیٹر"

(۱۸ نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

سکھ نو مسلم ایک سکھ نو مسلم جن کا نام محمد یوسف صاحب ہے اور جو پیام میں مضامین لکھا کرتے ہیں حضور نے پہلے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کب مسلمان ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ سات سال ہو گئے اور میرا سارا خاندان مسلمان ہو گیا ہے۔

گورمکھی کی ابتدا مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور بھی حاضر تھے۔ سکھوں کے متعلق گفتگو کے دوران میں حضور نے فرمایا کہ گورمکھی زبان کے متعلق تحقیقات کرنی چاہئے۔ کہ اس کی ابتداء کب سے ہے۔ اور اس کی حرکات وغیرہ کب ایجاد ہوئی ہیں۔ شیخ صاحب (ایڈیٹر نور) نے عرض کیا کہ سکھ اس کی ابتدا گورو انگد سے بتاتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ ان کا بیان ہے اور ہر مذہب کے لوگ اپنی مذہبی زبان کے متعلق قدامت کا دعوے کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہندو سنسکرت کے متعلق دعوے کرتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ تاریخ تحقیقات اور جرح کے بعد کیا فیصلہ کرتی ہے۔ اسی اصول کے مطابق سکھوں کا بیان ان کی مذہبی زبان کے متعلق آخری حد کا بتہ دیتا ہے۔ مگر ہمیں غیر مذاہب کے غیر جانبدار محققوں کے بیانات کو دیکھنا چاہئے۔ کہ وہ اس زبان کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اگر یہ تحقیق ہو جائے کہ حرکات تحریک کے آغاز کے بعد کی ایجاد ہیں۔ تو کئی مفید باتیں ہمیں اسلام کی تائید میں سکھوں کے متعلق معلوم ہو سکتی ہیں۔

(۱۹ نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر)

بمبئی میں ترک موالاتیوں کا تشدد فرمایا کہ شہزادہ ویلز کے بمبئی میں آنے پر وہاں فساد ہو گیا۔ متعدد آدمی پولیس کے مارے گئے اور چند ملباری بھی کام آئے۔ فرمایا یہ عدم تشدد تو ایک بہانہ ہے۔ ورنہ ہر ایک ملک میں انقلاب کرنے والے ابتداء میں تشدد کے خلاف ہی وعظ کیا کرتے ہیں۔ تا کہ سرکاری گرفت سے بچے رہیں مگر انجام ہر ایک انقلابی تحریک کا تشدد ہی ہوا کرتا ہے۔

نبیوں اور لیڈروں میں ایک فرق عدم تعاون کے لیڈر خصوصاً مسٹر گاندھی جو بار بار کہہ رہے ہیں کہ دسمبر کے آخر تک یقیناً سوراج مل جائیگا۔ اس کے ذکر میں فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کے نبیوں اور ان لوگوں میں کس قدر فرق ہوتا ہے۔ وہ خدا سے علم پا کر ایک بات کہتے ہیں اور ساتھ ہی الا ان یشاء اللہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جو خدا کی طرف سے کچھ روشنی نہیں رکھتے کس طرح بے خوف ہو کر ایک دعوے کرتے ہیں جس کا انجام ان کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

یورپ میں فاقہ کا علاج اس ذکر میں کہ ڈاکٹر کچلو نے کہا تھا کہ بھوک ہڑتال کرنے کی دھمکی دی تھی۔ فرمایا یہ بالکل شریعت اسلام کے خلاف ہے۔ کہ خودکشی کی جائے۔ فرمایا۔ ولایت میں عورتوں نے ہنگر سٹرائک (Hunger Strike) کی تھی لیکن وہاں کے ڈاکٹروں نے اس کا علاج نکال لیا تھا۔ وہ منہ نہیں کھولتی تھیں اور ڈاکٹر ربڑ کی نلکی ناک میں ڈال کر کافی دودھ پیٹ میں پہنچا دیتے تھے۔

مسٹر گاندھی اور مالویہ کا مقصد ایک ہی فرمایا۔ حالات پیش آمدہ یہ بتا رہے ہیں کہ مسلمانوں کی شامت آئی ہے۔ میں مسٹر گاندھی اور پنڈت مالویہ کو ایک ہی سمجھتا ہوں دونوں ایک ہی مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ مگر دونوں کا طریق کار مختلف ہے۔ اگر مسٹر گاندھی کامیاب ہو جائیں تو خیر اور اگر نہ ہوں اور فساد اور بربادی ہو تو مالویہ کہہ سکیں گے کہ ہندوؤں کا لیڈر تو میں ہوں اور ہندو اس تمام بربادی کے مضرات سے بچ جائیں گے۔ مگر مسلمانوں میں درمیانی راہ کا کوئی آدمی نہیں جو مسلمان سرکاری ملازم ہیں وہ لیڈری کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اور باقی انتہائی حد پر ہیں۔ اس لئے جس طرح غدر میں مسلمانوں کے سر تھپ گئی تھی۔ اسی طرح یہاں ہوگا۔

(۲۰ نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

گاندھی جی کی توبہ فرمایا مسٹر گاندھی نے اپنی غلطی کا اقرار کر دیا ہے کہ ہندوستان ابھی سول نافرمانی کے قابل نہیں۔ اور اس کے لئے انہوں نے سزا رکھی ہے۔ کہ ان کے ساتھی ہفتہ وار روزہ رکھیں۔ مسلمانوں کے لئے اس قسم کے روزے تو خلاف شریعت ہیں۔ اگر وہ رکھیں تو خلاف شریعت فعل کے مرتکب ہوں گے۔ اور باقی رہے ہندو ان کا روزہ یہ ہے کہ روٹی نہ کھائیں اور تمام چیزیں استعمال کر سکتے ہیں۔ اس سے ان کے لئے کوئی نقصان نہیں۔

ساری دنیا میں چرخے کا رواج ہو تو کچھ فائدہ چرخہ کے ذکر میں فرمایا کہ اب تو غیر ملکوں میں بھی چرخے چل گیا ہے۔ مانچسٹر وغیرہ کی تباہی صرف ہندوستان کے چرخے سے ناممکن ہے۔ کیونکہ اس سے تو یہاں کی ضروریات بھی پوری نہیں ہو سکتیں۔ ہاں اگر ساری دنیا کلوں کو توڑ کر چرخے لے بیٹھے تو ممکن ہے۔ ہندوستان بڑھ جائے۔ کیونکہ ترقی کے دو ذریعے ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ یا تو آدمی خود دوسروں سے آگے بڑھ جائے۔

۲۔ یا دوسروں کو پکڑ کر پیچھے ہٹا دے۔ اگر کوئی چاہے کہ نہ خود آگے بڑھے اور نہ دوسروں کو پیچھے ہٹائے۔ تو پھر ترقی ناممکن ہے۔ اگر ساری دنیا میں چرخے کا رواج ہو جائے۔ تو پھر ہندوستان ساری دنیا سے بڑھ سکتا ہے ورنہ نہیں۔

ایک حد تک گڑ مفید ہے گڑ کے متعلق فرمایا اب نئی ڈاکٹری تحقیقات ہوئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ گڑ ضروری ہے کیونکہ جو چیزیں انسان کے اندر اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ان کے لئے گڑ اجوائن کا کام دیتا ہے۔ سائنسدانوں نے ایک محاورہ بنایا ہے۔ کہ جو انسان گڑ بالکل نہ کھائے وہ بھی مر جائیگا۔ اور جو زیادہ کھائے وہ بھی مریگا۔

سلسلہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن الفضل قادیان

وہ کون احمدی ہے ؟ جو یہ نہیں چاہتا کہ دیار محبوب کی خبریں دمبدم پہنچتی رہیں
وہ کون احمدی ہے ؟ جو یہ نہیں چاہتا کہ پیارے امام کی خیروعافیت کم ازکم ہفتہ میں دوبار معلوم ہوتی رہے۔

وہ کون احمدی ہے ؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کلمات طیبات من وعن اس کے کانوں تک پہنچ جائیں۔

وہ کون احمدی ہے ؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ حضرت امیر المومنین کا پر از معارف نہایت خطبہ جمعہ گھر بیٹھے سن لے۔

وہ کون احمدی ہے ؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ مبلغین۔ امریکہ۔ انگلستان۔ نائیجیریا۔ ماریشس۔ آسٹریلیا کی تبلیغی مساعی سے آگاہ رہے۔

وہ کون احمدی ہے ؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ واقعات حاضرہ کے متعلق اسے مرکز سلسلہ کی رہنمائی میں اپنا طرز عمل بنانے کی سہولت ہو۔

وہ کون احمدی ہے ؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ اسلام و احمدیت کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں بہترین علمی خزانہ اس کے پاس جمع ہو جائے۔

میرے پیارے بھائیو مژدہ ہو!

کہ ایک احمدی کی ان سب خواہشوں کا سامان الفضل میں موجود ہے

الفضل ہفتہ میں دو بار ہر سوموار اور جمعرات کو شائع ہوتا ہے۔
اس کا سالانہ چندہ سات روپے ہے۔

آپ آج ہی سالانہ یا کم از کم سہ ماہی قیمت دفتر مینیجر الفضل میں جمع کرا کے اخبار اپنے نام جاری کرا لیجئے۔ اور تمام سال گھر بیٹھے یہ سب باتیں حاصل کیجئے۔ وی پی کے جھمیلے سے ہیں اور اپنے آپ کو بچائیے۔ کہ اس میں طرفین کا حرج و نقصان ہے۔

جو احباب عرفی طور پر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور ذی استطاعت ہیں۔ ان کے لئے بھی اخبار الفضل کی خریداری ضروری ہے۔

کیا وہ اپنے پیاروں کے خطوط اس عذر سے نہیں پڑھا کرتے کہ وہ ناخواندہ ہیں۔ جب کسی سے پڑھا کر سن لیتے ہیں۔ تو دیار یار کی خبریں پہنچانے والا الفضل بھی پڑھا کر سن سکتے ہیں۔ بلکہ پڑھا کر سننے میں تبلیغ احمدیت بھی ہوتی رہیگی۔ پس ہمارے دیہات کے زمیندار بھائی بھی متوجہ ہوں۔ جو اب تک توجہ نہیں فرماتے۔

سالانہ جلسہ کے متعلق اطلاعات

۱۔ دفتر مینیجر الفضل اور تشحیذ الاذہان اکٹھے ایک ہی مکان میں ہیں۔

۲۔ جو صاحب چندہ الفضل و تشحیذ جمع کرائیں۔ وہ رسید حاصل فرمالیں۔

۳۔ ایام جلسہ میں دفتر نماز فجر کے بعد سے لیکر بلا ۱ بجے تک اور اجلاس یومیہ کے ختم ہونے کے بعد ۱۰ بجے رات تک کھلا رہیگا۔

۴۔ آپ صاحبان کی سہولت کے لئے یہ انتظام بھی تشحیذ میں کر دیا ہے۔ کہ کل نئی کتابیں جو اس سال شائع ہوئی ہیں۔ وہ مہیا کر دی جائیں۔ تاکہ احباب یکجا خرید سکیں۔

۵۔ اگر کوئی صاحب دارالعلوم سے نہ آسکیں۔ تو جلسہ میں قاضی اکمل صاحب سے مل کر الفضل و تشحیذ جاری کرا سکتے اور قیمتیں دے سکتے ہیں۔

المشـــــــتہر

خاکسار مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب سے دوبارہ درخواست

ایسے اصحاب جن کی قیمت الفضل دسمبر میں ختم ہوتی ہے ضرور جلسہ پر اپنے اپنے ذمہ کے چندے لیتے آویں۔ یا کسی دوست کے ہاتھ بھجوا دیں۔ یا منی آرڈر کرا دیں۔ ورنہ اخبار قیمت ختم ہونے پر مطالبۃً نہیں بھیجا جا سکے گا۔

مینیجر الفضل قادیان

(باہتمام شیخ ... صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)